اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ

طبقات ابن سعد

اردو

اخبار النبی ﷺ



علامہ ابو عبداللہ محمد بن سعد البصری ۱۶۸ھ - ۲۳۰ھ

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی 021-2213768

طبقات ابنِ سعد



اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ

طبقات ابنِ سعد

سیرتِ خلفائے راشدینؓ
صحابہ کرامؓ، مہاجرین و انصار

جلد دوم

حصہ سوم و چہارم

خلفائے راشدینؓ، اصحاب بدریینؓ اور صحابہ کرامؓ کے احوال مع انساب اور ان کے دینی کارنامے درج ہیں

صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام کے احوال مع انساب کا مستند اور معتبر معلومات کا مجموعہ

مصنف

علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری

(المتوفی ۲۳۰ھ)

ترجمہ

علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

تسہیل، اضافہ عنوانات و حواشی

مولانا محمد اصغر مغل (فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی)

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : ۲۰۰۳ء حسان پرنٹنگ پریس فون 6642832
ضخامت : ۶۹۲ صفحات

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ B-437 دیپ روڈ لسبیلہ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
ادارہ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی



فہرست مضامین

طبقات ابن سعد

حصہ سوم و چہارم

طبقات ابن سعد

حصہ چہارم

ختم شد طبقات ابن سعد

حصہ سوم و چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنی تیم بن مرہ بن کعب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نام عبداللہ ابی قحافہ تھا، ابی قحافہ کا نام عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھا ان کی والدہ ام الخیر تھی، جن کا نام سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھا۔

ابوبکرؓ کی اولاد

ابوبکرؓ کی اولاد میں عبداللہ اور اسماء ذات النطاقین تھیں۔ اور ان دونوں کی والدہ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن سعد بن مالک نصر بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

عبدالرحمٰن اور عائشہؓ ان دونوں کی والدہ ام رومان بنت عامر عویمر بن عبدشمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن دہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ تھیں اور کہا جاتا تھا کہ ام رومان بنت عامر بن عمیرہ بن ذہل بن دہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ تھیں۔

محمد بن ابی بکرؓ ان کی ماں اسماء بنت عمیس بن معد بن تیم بن الحارث ابن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن مالک بن نسر بن وہب اللہ ابن شہران بن عفرس بن حلب بن اقتل خثعم تھے

ام کلثوم بنت ابی بکر، ماں حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں، ان کی ولادت میں تاخیر ہوئی، ابوبکرؓ کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔

ابوبکرؓ کے نام ''عتیق'' کی وجہ تسمیہ

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ ابوبکر کا نام عتیق (آزاد) کیوں رکھا گیا؟ نھوں نے کہا کہ

رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ آگ سے (دوزخ سے) اللہ کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ ابو قحافہ کا نام عتیق تھا، ان کے سوا کسی نے یہ نہیں کہا۔

مغیرہ بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے ابی ملیکہ سے ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں پوچھا کہ ان کا کیا نام تھا؟ وہ ان کے پاس آگئے، اور دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ان کا نام عبداللہ بن عثمان تھا عتیق صرف لقب کے طور پر ہوئے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کا نام عتیق بن عثمان تھا۔

عائشہ ام المؤمنین سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے مکان میں تھی آپ ﷺ کے اصحاب گھر کے میدان میں تھے۔ میرے اور ان کے درمیان پردہ تھا، ابو بکرؓ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" جسے آتش دوزخ سے آزادی کی طرف دیکھنے سے مسرت ہو وہ ان کی طرف دیکھے،، ان کا وہ نام جو ان کے گھر والوں نے رکھا عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو تھا۔ لیکن اس پر عتیق غالب آگیا۔

سب سے پہلے ابو بکرؓ نے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی

ابو وہب مولائے ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب اسریٰ (شب معراج) میں جبریل امین سے کہا کہ میری قوم تصدیق نہیں کرے گی تو انھوں نے کہا کہ ابو بکرؓ آپ کی تصدیق کریں گے، وہ صدیق ہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ تم لوگوں نے ابو بکرؓ کا نام صدیق رکھا اور صحیح رکھا۔

مسلم بن البطین سے مروی ہے:

انا معاتب لا ابالک عصبة　　　علقوا الفریٰ وبروا من الصدیق

اے بدر مراہ، ہم اس جماعت کو ملامت کرتے ہیں۔ جنہوں نے کذب وافترا کو دل میں جگہ دی اور تصدیق سے بیزار ہوگئے۔

وبردا سفاها من وزیر نبیهم　　　تبالمن یبرأ من الفاروق

نادانی سے اپنے نبی کے وزیر سے بری ہو گئے، اس شخص کی تباہی سے جو فاروق سے بیزار ہوا۔

انی علی رغم العداة لقائل　　　وانا بدین الصادق المصدق

میں دشمنوں کے برخلاف ہوں، اور میرا دین صادق و مصدق ﷺ کا دین ہے

ابراہیم بن النخعی سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کا نام ان کی رحم دلی و نرمی کی وجہ سے اواہ (دردمند) رکھ دیا گیا تھا۔

ابو بکرؓ کی صفات

ابی سریحہ سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو منبر پر کہتے سنا کہ خبردار ابو بکرؓ اواہ (دردمند رحمدل) اور قلب کو خدا کی طرف پھیرنے والے تھے، خبردار عمرؓ نے اللہ سے اخلاص کیا تو اللہ نے ان سے خالص محبت کی۔

سب سے پہلے قبول اسلام

ابی اروی الدوسی (اور متعدد طریق سے) مروی ہے کہ سب سے پہلے جو شخص اسلام لایا وہ ابوبکرؓ ہیں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ جس نے نماز پڑھی وہ ابوبکرؓ ہیں۔

اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ سب مسلمانوں سے پہلے میرے والد اسلام لائے۔ واللہ میں اپنے والد کو اتنا سمجھتی تھی کہ وہ دین کے ایک پیرو ہیں۔

عائشہ سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کو اس کے نہ سمجھتی تھی کہ وہ دونوں ایک دین کے پیرو ہیں، ہم پر کبھی کوئی دن ایسا نہیں گزرا کہ رسول اللہ ﷺ صبح وشام ہمارے پاس نہ آئے ہوں (یہ ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے جب حضرت عائشہ چند سال کی تھی)

خیر میں سب سے آگے بڑھنے والا

عامر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بلال سے پوچھا کہ کون آگے بڑھ گیا؟ انھوں نے کہا کہ محمد ﷺ۔ اس نے کہا کہ کس شخص نے پہلے نماز پڑھی؟ بلال نے کہا کہ ابوبکرؓ نے۔ اس شخص نے کہا کہ میری مراد ''لشکر میں'' تھی۔ بلال نے کہا کہ میری مراد صرف ''خیر میں'' تھی۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ ابوبکرؓ جس روز اسلام لائے ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔

اسامہ بن زید اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر تجارت میں مشہور تھے۔ نبی ﷺ اس حالت میں مبعوث ہوئے کہ ابوبکرؓ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ چنانچہ وہ انہی سے (مسلم) غلام آزاد کرتے اور مسلمانوں کو قوت پہنچاتے، یہاں تک کہ وہ پانچ ہزار درہم مدینہ لائے۔ پھر ان میں وہی کرتے رہے جو مکہ میں کرتے تھے۔

غار اور ہجرت مدینہ

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق ؓ سے فرمایا کہ مجھے روانگی یعنی ہجرت کا حکم ہو گیا ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! صحبت کو (نہ بھولیے گا) فرمایا تمھارے لیے (ہجرت میں بھی) صحبت ہے دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ ثور میں آئے اور اس میں پوشیدہ ہو گئے۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ رات کو ان دونوں کے پاس اہل مکہ کی خبر لاتے اور صبح انھیں مکے کے لوگوں میں کرتے۔ گویا وہ رات کو مکہ میں رہے۔ عامر بن فہیرہ ابوبکرؓ کی بکریاں چراتے اور انھیں دونوں کے پاس رات بھر رکھتے جس سے دونوں دودھ پیتے تھے۔

اسماء بنت ابی بکرؓ رات کو ان دونوں کے پاس کھانا تیار کرتی تھیں اور پھر ان کے پاس بھیج دیتی تھیں۔ کھانا کسی دسترخوان میں باندھ دیتی تھیں۔ ایک روز انھیں کوئی چیز باندھنے کو نہ ملی تو انھوں نے اپنا دوپٹہ کاٹ کر باندھ

دیا، ان کا نام ذات النطاقین (دو دو پٹے والی) ہو گیا۔

ہجرت کا حکم اور اس کی تیاری

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا۔ ابو بکرؓ کا ایک اونٹ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دوسرا اونٹ خریدا۔ ایک اونٹ پر آنحضرت ﷺ سوار ہوئے اور دوسرے پر ابو بکرؓ۔ ایک اور اونٹ پر، جیسا کہ حماد کو معلوم بن فہیرہ سوار ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ اس اونٹ سے گراں ہو جاتے تو ابو بکرؓ سے بدل لیتے۔ ابو بکرؓ عامر بن فہیرہ کے اونٹ سے بدل لیتے، اور عامر بن فہیرہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹ سے بدل لیتے۔ ابو بکرؓ کے اونٹ پر جب رسول اللہ ﷺ سوار ہوتے تو وہ بھی گراں بار ہو جاتا۔

پھر ان دونوں کے پاس شام سے ہدیہ آیا جو طلحہ بن عبید اللہ کی طرف سے ابو بکرؓ کے نام تھا اس میں شامی سفید کپڑے تھے، دونوں نے وہ پہن لیے اور انہیں کپڑوں میں مدینہ میں داخل ہوئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبد اللہ بن ابی بکرؓ ہی تھے جو نبی ﷺ اور ابو بکرؓ کے پاس جب وہ دونوں غار میں تھے تو کھانا لے جاتے۔

عبد اللہ بن اریقط الدیلی

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ ہجرت کے لیے مدینہ کی جانب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوئے، ان دونوں کے ہمراہ عامر بن فہیرہ تھے، ایک رہبر بھی تھا جس کا نام عبد اللہ بن اریقط الدیلی تھا، وہ اس زمانے میں کفر پر تھا، مگر یہ دونوں اس سے مطمئن تھے۔

کفار کا تعاقب اور ابو بکرؓ کا خوف

انسؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے ان سے بیان کیا جب ہم غار میں تھے تو میں نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف نظر کرے تو ضرور ہمیں دیکھ لے۔ فرمایا: اے ابو بکرؓ! ان دونوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو۔

ابو بکرؓ کی مدح میں حسان بن ثابتؓ کے اشعار

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسان بن ثابت سے فرمایا کہ تم نے ابو بکرؓ کی مدح میں بھی کچھ کہا ہے؟ انھوں نے کہا جی ہاں فرمایا کہو میں سنوں گا انھوں نے کہا

وثانی اثنین فی المنیف وقد — طاف العدوبه اذ صعدبه الجبلا

وہ (صدیق) غار میں دو میں سے دوسرے تھے، حالانکہ وہ جب غار میں اترے تو دشمن ان کے ارد گرد پھرتے رہے (مگر ان کو) نہ دیکھ سکے۔

وكان حب رسول الله قد علموا من البرية لم يعدل به رجلا

وہ رسول اللہ ﷺ کے ایسے محب محبوب تھے، کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ مخلوق میں کوئی شخص ان کے برابر نہیں ہوسکتا۔

رسول اللہ ﷺ ہنسے جس سے دندان مبارک نظر آنے لگے اور فرمایا۔ اے حسان! تم نے سچ کہا، وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے کہا ہے۔

اسمٰعیل بن عبداللہ بن عطیہ بن عبداللہ بن انیس نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوبکرؓ نے مکے سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حبیب بن یساف کے پاس اترے۔

ایوب بن خالد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس اترے۔

محمد بن جعفر بن زبیر سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس اترے۔ ان کی بیٹی سے نکاح کیا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات تک بمقام السنح بنی الحارث بن الخزرج میں رہے۔

رسول اللہ ﷺ کا شیخینؓ کے درمیان عقد مواخاۃ

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے ابوبکرؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

ابوبکرؓ و عمرؓ اہل جنت کے سردار ہیں

ایک اہل بصرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ دونوں کو اس طرح سامنے آتے دیکھا تو فرمایا۔ کہ یہ دونوں سوائے انبیاء و مرسلین کے باقی تمام اولین و آخرین کے ادھیڑ اہل جنت کے سردار ہیں۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر و عمرؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ دونوں اس طرح سامنے آئے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ سوائے انبیاء مرسلین کے تمام اولین و آخرین کے ادھیڑ اہل جنت کے سرداروں کو دیکھے تو وہ ان دونوں سامنے آنے والوں کو دیکھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں مکانوں کے کیلئے زمین عطا فرمائی تو ابوبکرؓ کے لئے ان کے مکان کی جگہ مسجد کے پاس رکھی، یہ وہی مکان ہے جو آل معمر کے پاس گیا۔

ابوبکرؓ ہر لمحہ آپ ﷺ کے ہمراہ رہے

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ یوم تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے اپنا سب سے بڑا جھنڈا جو سیاہ تھا، ابوبکرؓ کو دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں خیبر کے

غلے میں سے سو وسق سالانہ دئے۔ یوم احد میں جب لوگ بھاگے تو ان میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرؓ کو نجد بھیجا، انھیں ہم لوگوں پر امیر بنایا۔ ہم نے ہوازن کے کچھ لوگوں پر شب خون مارا۔ میں اپنے ہاتھ سے سات گھر والوں کو قتل کیا۔ ہمارا شعار اُمت اُمت تھا۔

علی رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ مجھ سے اور ابوبکرؓ سے یوم بدر میں کہا گیا کہ تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل، اسرافیل بہت بڑے فرشتے ہیں، یا یہ کہ صف میں موجود رہتے ہیں۔

اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا

عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ میں ہر خلیل (دلی دوست) کی خلت سے بری ہوں، بجز اس کے کہ اللہ نے تمھارے صاحب کو خلیل بنالیا۔ (آپ کی مراد صاحب سے) اپنی ذات تھی، اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکرؓ کو خلیل بناتا۔

عبداللہ نے نبی ﷺ سے روایت کی اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکرؓ کو بناتا۔

جندب سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکرؓ کو خلیل بناتا۔

ارحم امتی ابوبکرؓ

انسؓ بن مالک نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ میری امت میں میری امت کے ساتھ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔

عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ فرمایا عائشہؓ۔ میں نے کہا میری مراد صرف مردوں سے ہے، تو آپ نے فرمایا ان کے والد۔

محمد سے مروی ہے کہ اس امت کے نبی کے بعد اُمت کے سب سے زیادہ غیرت دار ابوبکرؓ تھے۔

ابوبکرؓ کا خواب اور اس کی تعبیر

حسنؒ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں برابر خواب میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کا پاخانہ روندتا ہوں۔ فرمایا تم لوگوں سے سبیل میں ہوگے (یعنی ان کی سرداری کے اہل ہوگے اور کروگے) انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے سینے میں دو باغ دیکھے فرمایا (اس سے مراد) دو سال ہیں (یعنی تم دو سال تک سرداری کروگے) انھوں نے کہا میں نے دیکھا کہ میرے جسم پر ایک یمنی جوڑا ہے۔ فرمایا (اس سے مراد) لڑکا ہے جس سے تم خوش ہوگے۔

عطا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عام الفتح میں حج نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے ابوبکرؓ کو امیر حج بنادیا۔

رسول اللہ ﷺ کا ابوبکرؓ کو سب سے پہلے حج پر عامل بنانا

ابن عمر سے مروی ہے کہ اسلام میں جو سب سے پہلا حج ہوا اس میں نبی ﷺ نے ابوبکرؓ کو حج پر عامل بنایا، رسول اللہ ﷺ نے سال آیندہ حج کیا۔ جب نبی ﷺ اٹھالیے گئے تو انھوں نے عمرؓ بن الخطاب کو حج پر عامل بنایا۔ سال آیندہ ابوبکرؓ نے حج کیا۔ جب ابوبکرؓ کی وفات ہوگئی تو عمرؓ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے عبدالرحمانؓ بن عوف کو حج پر عامل بنایا۔ عمرؓ ہر سال برابر حج کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔ عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے بھی عبدالرحمانؓ بن عوف کو حج پر (پہلے سال) عامل حج بنایا، پھر اُن کی شہادت ہوگئی)

نبی کریم ﷺ کا خواب

ابن شہاب سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے ایک خواب میں دیکھا، اسے ابوبکرؓ سے بیان کیا اور فرمایا اے ابوبکرؓ! میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں اور تم ایک زینے پر بڑھے، میں تم سے اڑھائی سیڑھی آگے بڑھ گیا۔ انھوں نے کہا خیر ہے یارسول اللہ ﷺ! اللہ آپ کو اُس وقت باقی رکھے کہ آپ اپنی آنکھوں سے وہ چیز دیکھ لیں جو آپ کو مسرور کرے اور آپ کی آنکھ کو ٹھنڈا کرے۔ آپ نے اُن کے سامنے اسی طرح تین مرتبہ دہرایا، تیسری مرتبہ فرمایا، اے ابوبکرؓ میں نے خواب دیکھا کہ جیسے میں اور تم ایک زینے پر بڑھے، میں تم سے ڈھائی سیڑھی آگے بڑھ گیا، انھوں نے کہا یارسول اللہ! اللہ آپ کو اپنی رحمت و مغفرت کی طرف اٹھالے گا اور میں آپ کے بعد ڈھائی سال زندہ رہوں گا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے بعد ابوبکرؓ سے زیادہ اس چیز میں کوئی ڈرنے والا نہ تھا جو اسے معلوم نہیں ہے۔ ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ سے زیادہ اس چیز میں کوئی ڈرنے والا نہ تھا جو اسے معلوم نہیں۔

قیاس حجت شرعی ہے

ابوبکرؓ کے پاس کوئی ایسا قضیہ آتا جس کے متعلق ہم نہ کتاب اللہ میں کوئی اصل پاتے اور نہ سنت میں کوئی اثر، تو وہ کہتے کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں، اگر ثواب ہوا تو اللہ کی طرف سے ہے، اگر خطا ہوئی تو میری طرف سے ہے، اور میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔

نبی ﷺ کے بعد ابوبکرؓ کی خلافت منجانب اللہ تھی

ابن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس کچھ سوال کرنے آئی۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ میرے پاس پلٹ کے آنا، اُس نے کہا اگر میں پلٹ کر آئی اور یارسول اللہ ﷺ آپ کو نہ پایا (اس کا اشارہ موت کی طرف تھا) فرمایا اگر تو پلٹ کے آئے اور مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ سے ملنا۔

محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک عورت کسی کام سے نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس سے فرمایا کہ میرے پاس پلٹ کے آنا۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ اگر میں آپ کو نہ

دیکھوں (اس کی مراد موت تھی) تو پھر کس کے پاس؟ فرمایا ابوبکرؓ کے پاس (کیونکہ آپ کو منجانب اللہ معلوم تھا کہ میرے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے)

آنحضرت نے مرض الموت میں حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا

ابی موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے، درد شدید ہو گیا تو فرمایا: ابوبکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔۔ عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ! ابوبکرؓ نرم دل ہیں، وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (اپنی رقت قلب کی وجہ سے) شاید لوگوں کو قرآن سنا نہ سکیں۔ آپ نے فرمایا: ابوبکرؓ ہی کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تم لوگ یوسف کے ساتھ والیاں ہوں (کہ جس طرح انہوں نے یوسف کو زلیخا کی محبت سے بری کیا تھا، اس طرح تم ابوبکرؓ لوگوں کی امامت سے بری کرنا چاہتی ہو)۔

انصار و مہاجرین کا ابوبکرؓ کے آگے ہونے سے پناہ مانگنا

عبداللہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اٹھا لیے گئے تو انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے۔ عمرؓ ان لوگوں کے پاس آئے اور کہا اے گروہ انصار! کیا تمہیں معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں؟ اُن لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر تم میں سے کس کا دل خوش ہوگا کہ وہ ابوبکرؓ کے آگے ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ابوبکرؓ کے آگے ہوں۔

ابوبکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا مرض شدید ہو گیا بلالؓ نماز کی اطلاع دینے آئے۔ فرمایا: ابوبکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ابوبکرؓ غمگین آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے آپ عمرؓ کو حکم دے دیں (تو مناسب ہوگا) فرمایا کہ ابوبکرؓ ہی کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔

حضرت حفصہؓ کی سفارش اور آپ ﷺ کا جواب

میں نے حفصہ سے کہا کہ تم آپ ﷺ سے کہو کہ ابوبکرؓ غمگین آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں تو لوگوں قرآن نہ سنا سکیں گے اس لئے آپ اگر آپ عمرؓ کو حکم تو بہتر ہوگا۔ حفصہؓ نے عرض کیا تو فرمایا: بیشک تم لوگ یوسف کی ساتھ والیاں ہو، ابوبکرؓ ہی کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

نماز کی اہمیت

ابوبکرؓ نے نماز شروع کر دی تو رسول اللہ ﷺ کو تکلیف میں تخفیف محسوس ہوئی، آپ کھڑے ہو گئے، دو آدمیوں کے سہارے اس طرح روانہ ہوئے کہ دونوں پاؤں زمین پر گر رہے تھے اس طرح مسجد میں داخل ہوئے

،ابو بکر نے آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد کیا کہ تم لوگ جس طرح تھے اُسی طرح کھڑے رہو رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور ابو بکرؓ کی بائیں جانب بیٹھ گئے رسول اللہ ﷺ بیٹھ کے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ ابو بکرؓ آنحضرت ﷺ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ ابو بکرؓ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ! ابو بکرؓ جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے قرآن نہ سنا سکیں گے، آپ عمرؓ کو حکم دیجیے کہ نماز پڑھائیں، فرمایا، ابو بکرؓ ہی کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔ میں نے حفصہؓ سے کہا کہ تم آپ ﷺ سے عرض کرو کہ ابو بکرؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے اس لئے عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حفصہؓ نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ تم لوگ بیشک یوسف کی ساتھ والیاں ہو، ابو بکرؓ ہی کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حفصہؓ نے عائشہؓ سے کہا کہ میں ایسی نہیں ہوں کہ مجھے تم سے کوئی خیر پہنچے۔

ابو بکرؓ نے حضور علیہ ﷺ کی زندگی میں سترہ نمازیں پڑھائیں

فضیل بن عمرو الفقیمی سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے نبی اکرم ﷺ کی حیات میں تین مرتبہ لوگوں کو نماز پڑھائی (جس میں آپ نے خود اُن کی اقتدا کی، ورنہ یوں تو اُنہوں نے سترہ مرتبہ نماز پڑھائی)

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے والد اور بھائی کو بلاؤ تاکہ میں ابو بکرؓ کو ایک فرمان لکھ دوں، مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی کہنے والا (خلافت کے لئے) کہے اور تمنا کرے، حالانکہ اللہ بھی اور مومنین بھی سوائے ابو بکرؓ کے (سب کی خلافت سے) انکار کریں گے (اور انہیں پر اتفاق کریں گے۔ ایسا ہی ہوا)

ابو بکرؓ کی خلافت برحق ہے

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عارضے میں شدت ہوئی تو آپ نے عبدالرحمان بن ابی بکرؓ کو بلایا اور فرمایا کہ "میرے پاس (کتف) کاغذ لاؤ تاکہ میں ابو بکرؓ کے لئے فرمان لکھ دوں کہ (ان کی خلافت میں) ان پر اختلاف نہ کیا جائے۔" عبدالرحمان نے ارادہ کیا کہ کھڑے ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھو (کاغذ لانے کی اور لکھنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ) اللہ کو اور مومنین کو اس سے انکار ہے کہ ابو بکرؓ پر اختلاف کیا جائے۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب بیمار ہوئے تو عائشہؓ سے فرمایا مجھے عبدالرحمان بن ابی بکرؓ کو بلا دو، میں ابو بکرؓ کے لئے ایک فرمان لکھ دوں تاکہ میرے بعد کوئی ان پر اختلاف نہ کرے (بروایت عفان) تاکہ مسلمان ان کے بارے میں اختلاف نہ کریں۔ پھر (عائشہؓ سے) فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو، معاذ اللہ کہ مومنین ابو بکرؓ کی خلافت میں اختلاف کریں۔

عمرؓ کی خلافت بھی برحق ہے

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ اس حالت میں عائشہؓ سے سنا کہ ان سے سوال کیا گیا کہ اے ام المومنین! رسول اللہ ﷺ اگر کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے؟ انہوں نے کہا ابو بکرؓ کو۔ پوچھا گیا کہ ابو بکرؓ کے بعد؟ تو انہوں

نے کہا، عمرؓ تو، ان سے کہا گیا کہ عمر کے بعد؟ تو انہوں نے کہا کہ ابوعبیدہ بن الجراح کو وہ یہیں تک پہنچیں (کہ سوال ختم ہو گیا)۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ روز مریض رہے جب آپ تخفیف پاتے تو مسجد میں نماز پڑھاتے، اور مرض کی شدت ہوتی تو ابوبکرؓ (مسجد میں امام بن کر) نماز پڑھاتے تھے۔

ابوبکرؓ کی بیعت

ابراہیم التیمی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اٹھا لئے گئے تو عمرؓ، ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے پاس آئے اور کہا اپنا ہاتھ پھیلایئے کہ میں آپ سے بیعت کروں، آپ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی بنا پر اس امت کے امین ہیں۔ ابوعبیدہ نے کہا کہ جب سے تم اسلام لائے میں نے تمہارے لئے اس سے قبل ایسی غفلت کبھی نہیں دیکھی۔ کیا تم مجھ سے بیعت کرتے ہو؟ حالانکہ تم میں صدیق اور ثانی اثنین (غار ثور میں دو میں کے دوسرے) موجود ہیں؟ محمد سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگ ابوعبیدہ کے پاس آئے۔ انھوں نے کہا کیا تم لوگ (بیعت خلافت کے لئے) میرے پاس آتے ہو، حالانکہ تم میں (ثالث ثلاثہ) تین میں کے تیسرے (اللہ و رسول ﷺ و ابوبکرؓ غار ثور میں تھے) موجود ہیں۔

ثالث ثلاثة کی تشریح

ابوعون نے کہا کہ میں نے محمد سے کہا کہ ثالث ثلاثہ (تین میں کے تیسرے) کے کیا معنی ہیں؟ انھوں نے کہا کہ تم یہ آیت نہیں دیکھتے کہ "اذ هما في الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا"،

(جب وہ دونوں یعنی رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ صدیق) غار میں تھے جب کہ وہ (رسول اللہ ﷺ) اپنے صاحب (ساتھی صدیق) سے کہتے تھے کہ تم غمگین نہ ہو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اور صدیق کے ساتھ اللہ تھا تو گویا غار میں تین تھے اور تین میں سے تیسرے صدیق تھے۔

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ میں نے اس وقت عمر بن الخطاب سے سنا جب انھوں نے بیعت ابی بکر کا ذکر کیا کہ تم میں ابوبکرؓ کا مثل کوئی نہیں، جس کی طرف (سفر کرنے کے لئے) اونٹوں کی گردنیں کاٹی جائیں۔

واقعی ابوبکرؓ خلیفہ بلافصل ہیں

الجریری سے مروی ہے کہ لوگوں نے ابوبکرؓ (کی بیعت) سے دیری کی تو انھوں نے کہا کہ اس امر (خلافت) کا مجھ سے زیادہ کون مستحق ہے۔ کیا وہ میں نہیں ہوں جس نے سب سے پہلے نماز پڑھی کیا میں ایسا نہیں ہوں، انہوں نے چند واقعات بیان کئے جو نبی ﷺ کے ساتھ پیش آئے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد انصار سعد بن عبادہ کے پاس جمع ہوئے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ (ابوعبیدہ بن الجراحؓ وہاں گئے حباب بن المنذر کھڑے ہوئے، بدری تھے یعنی غزوہ بدر میں شریک تھے۔ انھوں نے کہا، ایک امیر ہم سے ہو اور ایک امیر تم میں سے۔ ہم لوگ واللہ تم سے حسد نہیں کرتے تم پر

حسد نہیں کرتے، لیکن ہمیں اندیشہ ہے کہ اس خلافت پر ایسی قومیں نہ غالب ہو جائیں جن کے باپ اور بھائیوں کو ہم نے قتل کیا۔ اُن سے عمرؓ نے کہا جب ایسا ہو کہ تمہیں اپنے دشمنوں کے (غالب ہونے کا اندیشہ ہو تو) تم سے ہو سکے تو تم مر جاؤ، ابو بکرؓ نے گفتگو کی اور کہا کہ ہم لوگ امیر ہوں اور تم لوگ وزیر، یہ امر (خلافت) ہمارے اور تمہارے درمیان آدھا آدھا ہو، جیسا کہ کھجور کا پتہ کاٹا جاتا ہے۔ سب سے پہلے اُن سے بشیر بن سعد ابو النعمان نے بیعت کی۔

ایک بڑھیا کا واقعہ

لوگ ابو بکرؓ کے پاس جمع ہوئے، انہوں نے کچھ حصہ تقسیم کیا۔ زید بن ثابت کے ہمراہ بنی عدی بن النجار کی ایک بڑھیا کو اس کا حصہ بھیجا تو اس نے پوچھا کیا ہے، انہوں نے کہا یہ حصہ ہے جو ابو بکرؓ نے عورتوں کو دیا ہے۔ اس نے کہا ''کیا میرے دین پر میری مدد کرتے ہو''؟ انہوں نے کہا نہیں۔ پوچھا کیا تمہیں اندیشہ ہے کہ اس دین کو ترک کر دوں گی جس پر میں ہوں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا واللہ میں ان سے کبھی کچھ نہ لوں گی۔ زید ابو بکرؓ کے پاس آئے انہیں اس کی خبر دی جو اس بڑھیا نے کہا تھا۔ ابو بکرؓ نے کہا واللہ میں بھی اس چیز میں سے کچھ نہ لوں گا جو میں نے دیدی۔

حضرت ابو بکرؓ کا تاریخی خطبہ

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابو بکرؓ والی ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا، اللہ کی حمد و ثنا کی پھر کہا ''اما بعد، لوگو میں تمہارے امر (خلافت) کا والی تو ہو گیا، لیکن میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔

قرآن نازل ہوا اور نبی اکرم ﷺ نے طریقے مقرر کر دیئے، آپ ﷺ نے ہمیں سکھایا اور ہم سیکھ گئے، خوب جان لو! کہ تمام عقلوں سے بڑھ کر عقلمندی تقویٰ ہے اور تمام حماقتوں سے بڑھ کر حماقت بدکاری ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ تم میں جو کمزور ہیں، میرے نزدیک وہی بڑے زبردست ہیں، یہاں تک کہ ان کا حق میں دلا دوں، اور تم میں جو زبردست ہے میرے نزدیک بڑا کمزور ہے، یہاں تک کہ حق کو اس سے واپس لے کے مستحق کے سپرد کر دوں۔ لوگو! میں پیروی کرنے والا ہوں، ایجاد کرنے والا نہیں ہوں۔ اگر میں اچھا کروں تو میری مدد کرو اور اگر ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کرو۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی وصیت

طلحہ بن مصرف سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے کس طرح لوگوں پر وصیت فرمائی اور انہیں اس کا حکم دیا؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت تحریر فرمائی۔ ہذیل نے کہا کیا ابو بکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے وصی پر زبردستی حکومت کرتے تھے (ہرگز نہیں) ابو بکرؓ کو ضرور پسند تھا اگر وہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ولی ہار (موتیوں کی لڑی) پاتے تو اپنی ناک میں سوراخ کر کے پہن لیتے (یعنی اگر آنحضرت ﷺ کی وصیت ہوتی تو ابو بکرؓ ضرور اس پر عمل کرتے)۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ علیؓ نے کہا کہ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو ہم نے امر (خلافت) میں نظر کی۔ ہم نے نبی ﷺ کو اس حالت میں پایا کہ آپ نے ابوبکر کو نماز میں آگے کر دیا۔ لہٰذا ہم اپنی دنیا کے لئے اس شخص سے راضی ہو گئے جس سے رسول اللہ اپنے دین کے لئے راضی ہوئے، ہم نے ابوبکرؓ کو آگے کر دیا (اور انہیں باتفاق خلیفہ بنایا)

میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں بلکہ میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ اپنی بیماری میں ابوبکرؓ کے پاس اس حالت میں آئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو آپ نے وہیں سے قراءت شروع کی جہاں تک ابوبکر پہنچے تھے۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابوبکرؓ سے کہا۔ اے خلیفۃ اللہ! (اللہ کے خلیفہ) تو انہوں نے کہا کہ میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں، میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں، اور میں اسی سے خوش ہوں۔

مکہ میں زلزلہ

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو مکہ ہل گیا (زلزلہ آ گیا) ابو قحافہ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔ ابو قحافہ نے کہا کہ ان کے بعد کون والی ہوا۔ تو لوگوں نے کہا کہ آپ کا بیٹا ابوبکرؓ انہوں نے کہا، بنو عبد الشمس اور بنی مغیرہ اس سے راضی ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ جو اللہ دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو اللہ روکے اُس کا کوئی دینے والا نہیں راوی نے کہا کہ اس کے بعد مکہ ہل گیا (زلزلہ آیا) جو پہلی جنبش سے کم تھا۔ ابو قحافہ نے کہا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ آپ کے بیٹے ابوبکرؓ مر گئے ابو قحافہ نے کہا کہ یہ بہت بڑی خبر ہے۔

خلافت کے باوجود ابوبکرؓ کا کسب معاش کے لئے بازار جانا

عطا بن السائب سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو ایک روز وہ بازار کی طرف جا رہے تھے ان کے کندھے پر وہ کپڑے تھے جن کی وہ تجارت کرتے تھے۔ انہیں عمر بن الخطابؓ اور ابو عبیدہؓ بن الجراح دونوں نے کہا خلیفۃ رسول اللہ! (اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ) آپ کہاں کا ارادہ کرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ بازار کا۔ دونوں نے کہا کہ آپ بازار جا رہے ہیں! جبکہ آپ تو مسلمانوں کے امور کے والی ہیں؟ انہوں نے کہا: پھر میں اپنے عیال کو کہاں سے کھلاؤں؟ دونوں نے اُن سے کہا کہ آپ چلئے ہم آپ کا کچھ حصہ مقرر کرتے ہیں وہ اُن کے ہمراہ گئے۔ اُن لوگوں نے روزانہ نصف بکری اور پہننے کو کپڑے بیت المال سے مقرر کئے۔

امن و دیانت ایسی تھی کہ فیصلے کے لئے مہینوں کوئی نہیں آتا تھا

پھر عمرؓ نے کہا محکمہ قضا میرے سپرد ہے۔ اور ابو عبیدہ نے کہا کہ محکمہ فئی (مال غنیمت) میرے سپرد ہے، عمرؓ نے کہا کہ مہینہ گزر جاتا مگر دو آدمی بھی فیصلہ کرانے کے لئے میرے پاس نہیں آتے۔

عمر بن اسحاق سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر صدیقؓ کی گردن پر ایک عبا پڑی ہوئی دیکھی تو اس نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ مجھے دیجئے کہ میں اس کی کفایت کروں (یعنی میں اٹھا کر پہنچا دوں) انہوں نے کہا کہ تم مجھ سے الگ رہو تم اور ابن الخطاب مجھے میرے عیال سے غفلت میں نہ ڈالو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کو اتنا حصہ دو جو انہیں غنی کر دے

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ والی ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے کہا کہ رسول اللہ کے خلیفہ کو اتنا حصہ دو جو انہیں غنی (بے نیاز) کر دے۔ لوگوں نے کہا، ہاں جب ان کی دونوں چادریں پرانی ہو جائیں تو انہیں رکھ لو اور ویسی ہی دو اور لے لو، سفر کریں تو وہ خرچہ جو خلیفہ ہونے سے پہلے کیا کرتے تھے لے لیا کریں ابوبکرؓ نے کہا میں راضی ہوں۔

مجھے میرے عیال سے غفلت میں نہ ڈالو

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ جب خلیفہ ہوئے تو اپنی چادریں اٹھا کر (بغرض تجارت) بازار کی طرف گئے اور کہا کہ مجھے تم لوگ میرے عیال سے غفلت میں نہ ڈالو۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ والی ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ ایسا نہ تھا کہ مجھے میرے اہل عیال سے عاجز کر دیتا، اب میں امر مسلمین میں مشغول ہوں۔ مسلمانوں کے مال میں اُنکے لئے خدمت کر دوں گا اور آل ابی بکر اسی مال سے کھائیں گے۔

عمرو بن میمون نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو مسلمانوں نے ان کے لئے سالانہ دو ہزار درہم مقرر کر دیئے۔ انہوں نے کہا مجھے بڑھا دو کیونکہ میرے عیال ہیں اور تم نے مجھے تجارت سے روک دیا ہے پھر انہوں نے پانچ سو اور بڑھا دیئے۔ راوی نے کہا کہ یا تو دو ہزار تھے اور پانچ سو اور بڑھا دیئے یا ڈھائی ہزار تھے پھر پانچ سو اور بڑھا دیئے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت

ابی وغیرہ ہم سے (پانچ طرق کے علاوہ اور بھی رواۃ سے) مروی ہے کہ دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو رسول اللہ ﷺ کی وفات تو اسی روز ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی گئی۔ اُن کا مکان السخ میں اپنی زوجہ حبیبہ بنت خارجہ زید بن ابی زہیر کے پاس تھا، وہ بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔ انہوں نے اپنے لئے بالوں کا ایک حجرہ بنایا تھا۔ مدینے کے مکان میں منتقل ہونے تک اُس پر کچھ اضافہ نہ کیا۔

بیعت کے بعد کے معمولات

بیعت کے بعد بھی چھ مہینے تک وہیں السخ میں مقیم رہے۔ صبح کو پیادہ مدینے آتے اور اکثر گھوڑے پر سوار ہو کر آتے جسم پر تہبند اور چادر ہوتی جو گیرو (لال مٹی) میں رنگی ہوتی، وہ مدینے پہنچ جاتے، سب نمازیں لوگوں کو

پڑھاتے۔ جب پڑھا کر فارغ ہو جاتے تو اپنے اہل کے پاس اُسخ واپس ہو جاتے۔ جب وہ موجود ہوتے تو لوگوں کو نماز پڑھاتے اور جب نہ ہوتے تو عمرؓ بن الخطاب نماز پڑھاتے۔

جمعے کے روز دن نکلتے تک اُسخ میں مقیم رہ کر اپنی سر اور داڑھی کو مہندی سے (خضاب میں) رنگتے۔ نماز جمعہ کے انداز سے چلتے اور لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھاتے تاجر تھے، اس لئے ہر روز بازار جا کر خرید و فروخت کرتے۔

اُن کا بکری کا ایک گلہ تھا جو ان کے پاس آتا اکثر وہ خود ان بکریوں کے پاس جاتے اور اکثر ان بکریوں میں اُن کی کفایت (خدمت و سربراہی) کی جاتی اور اُن کے لئے انہیں چرا دیا جاتا تھا وہ محلے والوں کو استعمال کیلئے بکریوں کا دودھ دیا کرتے۔

ابوبکرؓ کا قبیلے کے ایک گھر کی اونٹنیاں دوہنا

بیعت خلافت کے بعد محلے (یا قبیلے کی ایک لڑکی نے کہا) اب ہمارے گھر کی اونٹنیاں نہیں دوہی جائیں گی۔ ابوبکرؓ نے سنا تو کہا، کیوں نہیں، اپنی جان کی قسم میں تمہارے لئے ضرور دوہوں گا اور مجھے اُمید ہے جس چیز کو میں اختیار کیا وہ مجھے اس عادت سے نہ روکے گی جس پر میں تھا، اکثر وہ اس قبیلے کی لڑکی سے کہتے کہ لڑکی کیا تو یہ چاہتی ہے کہ میں تیرے لئے دودھ میں جھاگ اٹھا دوں یا اسے بغیر جھاگ کے رہنے دوں۔ جو وہ کہتی آپ وہی کر دیتے۔

اسی حالت میں وہ اُسخ میں چھ مہینے رہے، پھر مدینے آ گئے اور وہیں مقیم ہو گئے اپنے کام پر نظر کی تو کہا، واللہ لوگوں کے امر (خلافت) میں تجارت کی گنجائش نہیں سوائے اس کے اُن کے لئے کچھ مناسب نہیں کہ فارغ رہیں اور اُن کے حال پر نظر رکھیں۔ میرے عیال کے لئے بھی بغیر اس چیز کے چارہ نہیں جو اُن کے لئے مناسب ہو (یعنی نفقہ) انہوں نے تجارت چھوڑ دی اور روز کا روز مسلمانوں کے مال (یعنی بیت المال) میں سے اتنا نفقہ لے لیتے جو اُن کے اور اُن کے عیال کے لئے کافی ہوتا۔ وہ حج کرتے اور عمرہ کرتے، جو مقدار ان لوگوں ان کے لئے مقرر کی تھی وہ چھ ہزار درہم سالانہ تھی۔

ابوبکرؓ کا آخرت کا خوف اور دنیا سے بے رغبتی

وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس مسلمانوں کا جو مال ہے اسے واپس کر دو میں اس مال میں سے کچھ لینا نہیں چاہتا۔ میری وہ زمین جو فلاں فلاں مقام پر ہے مسلمانوں کے لئے ان اموال کے عوض ہے جو میں نے (بطور نفقہ) بیت المال سے لیا ہے۔ یہ زمین، اونٹنی، تلوار پر صیقل کرنے والا غلام اور چادر جو پانچ درہم کی تھی، سب عمرؓ کو دے دیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ انہوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ۱۱ھ میں ابوبکرؓ نے عمرؓ کو حج پر عامل بنایا، رجب ۱۲ھ میں ابوبکرؓ نے عمرہ کیا۔ چاشت کے وقت مکہ میں داخل ہوئے اور اپنی منزل میں آئے ابو قحافہ (ابوبکرؓ کے والد) گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن کے ساتھ چند نوجوان بھی تھے جن سے وہ باتیں کر رہے تھے، اُن سے کہا گیا کہ یہ تمہارے بیٹے ہیں۔ وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

ابوبکرؓ نے اپنی اونٹنی کو جلدی سے بٹھایا، وہ کھڑی ہی تھی کہ اتر گئے اور کہنے لگے پیارے اب جان! کھڑے

نہ ہوئے۔ وہ اُن سے ملے اور لپٹ گئے۔ باپ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ ابو قحافہ اُن کے آنے کی خوشی میں رونے لگے

رسول اللہ ﷺ کے ذکر کے وقت حضرت ابو بکرؓ کا رونا

عتاب بن اُسید، سہیل بن عمرو عکرمہ بن ابی جہل اور حارث بن ہشام بھی کے میں آئے۔ اُن لوگوں نے انہیں اسی طرح سلام کیا "سلام علیک یا خلیفة رسول الله" اور سب نے مصافحہ کیا جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کا ذکر کر رہے تھے تو ابو بکر رونے لگے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے یہ موسیٰ بن عمران بن عبداللہ ابن عبدالرحمن بن ابی بکر سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے عاصم بن عبیداللہ بن عاصم کو بالکل یہی حلیہ بیان کرتے سنا۔

حضرت ابو بکرؓ کا حلیہ مبارک

عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ حنا اور کسم کا خضاب لگاتے تھے۔ عمارہ نے اپنے چچا سے روایت کی کہ میں اس زمانہ میں ابو بکرؓ کے پاس سے گزرا جب وہ خلیفہ تھے اور اُن کی داڑھی خوب سرخ تھی۔ ابی عون بنی اسد کے ایک شیخ سے روایت کی کہ میں نے غزوہ ذات السلاسل میں ابو بکرؓ کو دیکھا، وہ گندمی ناقے پر تھے۔ داڑھی ایسی تھی جیسے عرفج (گھاس) کی سفیدی، وہ بوڑھے، دبلے اور گورے تھے۔

ابو جعفر انصاری سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکر صدیقؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کا سر اور داڑھی ایسی (سرخ) تھی جیسے ببول کی چنگاری۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن اسد بن عبد یغوث جوان لوگوں کے ہم نشین تھے، سفید سر اور داڑھی والے تھے۔ وہ ایک روز صبح کو ان لوگوں کے پاس اس حالت میں گئے کہ داڑھی کو سرخ رنگ لیا تھا۔ قوم نے ان سے کہا کہ یہ زیادہ اچھا ہے۔ انھوں نے کہا کہ کل شام کو میری ماں عائشہؓ نے اپنی جاریہ نخلیہ کو میرے پاس بھیجا اور مجھے قسم دی کہ میں ضرور ضرور رنگوں، انھوں نے مجھے بتایا کہ ابو بکرؓ بھی رنگا کرتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ مہندی اور کسم سے رنگتے تھے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے اس وقت عائشہؓ سے سنا جب ان کے پاس ایک شخص کا ذکر ہو رہا تھا کہ وہ مہندی کا خضاب کرتا ہے تو کہا اس کے قبل ابو بکرؓ بھی مہندی کا خضاب کر چکے ہیں۔

قاسم نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا تو میں رسول اللہ ﷺ سے (خضاب کا ذکر) شروع کرتا۔ پھر ان سے بیان کرتا۔

مہندی کا خضاب لگانا جائز ہے

حمید سے مروی ہے کہ انس بن مالک سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خضاب کیا؟ انھوں نے کہا، آپ کا بڑھاپا ظاہر ہی نہیں ہوا۔ البتہ ابو بکرؓ و عمرؓ نے مہندی کا خضاب لگایا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے مہندی اور کسم کا خضاب لگایا۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ ابوبکرؓ کس چیز کا خضاب لگاتے تھے؟ تو انھوں نے کہا کہ مہندی اور کسم کا۔ میں نے پوچھا اور عمرؓ نے؟ انھوں نے کہا کہ مہندی کا۔ پھر پوچھا نبی کریم ﷺ نے؟ تو انھوں نے کہا کہ آپ نے یہ چیز ہی نہیں پائی (یعنی بڑھاپا)

انس بن مالکؓ سے (تین طرق سے) مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے مہندی اور کسم کا خضاب لگایا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ مہندی اور کسم کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ سماک نے بنی خثعم کے ایک شخص سے روایت کی کہ میں نے ابوبکرؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنے سر اور داڑھی میں مہندی لگائے ہوئے تھے

معاویہ بن اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ ابوبکرؓ خضاب کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا ''وہ متغیر ہو رہے تھے'' (یعنی بالوں کا رنگ بدل رہا تھا)

حماد بن سلمہ سے مروی ہے کہ میں مدینے میں انصار کے بوڑھوں کے پاس بیٹھا تھا ان سے سعد بن ابی الجصد نے پوچھا کہ کیا عمرؓ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے تھے؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں فلاں نے خبر دی کہ ابوبکرؓ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے تھے۔

ابوبکرؓ کی داڑھی عرفج کی چنگاری کی طرح سرخ تھی

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ ان لوگوں کے پاس جایا کرتے تھے ان کی داڑھی مہندی اور کسم کی سرخی سے عرفج کی چنگاری کی طرح تھی۔

انسؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ مہندی اور کسم کا خضاب کرتے تھے۔ زیاد بن علاقہ نے اپنی قوم کے کسی شخص سے روایت کی کہ ابوبکرؓ نے مہندی اور کسم کا خضاب کیا۔

انسؓ خادم نبی ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کے اصحاب میں سوائے ابی بکرؓ کے کوئی کھچڑی بال والا نہ تھا ابوبکرؓ نے اُن پر مہندی کا خضاب لگایا۔

نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (چاہو تو بالوں کا رنگ) بدل دو اور یہود کی مشابہت نہ کرو (کہ اُن کی طرح سیاہ خضاب لگانے لگو) پھر ابوبکرؓ نے مہندی اور کتم سے رنگا، عمرؓ نے بھی رنگا۔ اُنکا رنگ تیز تھا۔ عثمانؓ بن عفان نے زرد رنگا۔

آپ ﷺ کو معمولی سا بڑھاپا آیا

راوی نے کہا کہ نافع بن جبیر سے پوچھا گیا کہ نبی ﷺ نے کیسا رنگا؟ اُنھوں نے کہا کہ آپکو بہت ہی معمولی سا بڑھاپا آیا تھا۔

عطا خراسانی نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سب سے اچھی چیز جس سے تم جمال حاصل کرتے ہو مہندی اور کتم ہے۔

عاصم بن سلیمان سے مروی ہے کہ ابن سیرین نے انس بن مالک سے پوچھا۔ کیا اصحاب رسول اللہ ﷺ

میں سے کوئی خضاب کرتا تھا؟ تو انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ بن سیرین نے کہا کہ سند کے لئے مجھے یہ کافی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وصیت

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو انھوں نے کہا کہ میرے مال میں غور کرنا کہ جب میں امارات میں داخل ہوا کیا بڑھ گیا، اسے میرے بعد والے خلیفہ کے پاس بھیج دینا کیونکہ میں نے اس مال کو اپنے لئے مشقت سے حلال یا درست بنا لیا تھا اور مجھے اس طرح چلتا گوشت ملتا جس طرح تجارت میں ملتا تھا۔ ان کی وفات ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ ایک حبشی غلام تھا جو اُن کے بچوں کو کھلاتا، اور ایک پانی کھینچنے والا اونٹ تھا جو انھیں پانی بھر دیتا۔ یہ (یہ روایت عبداللہ بن نمیر نے کی) جو اُن کے باغ کو سیراب کرتا۔ ہم نے دونوں کو عمرؓ کے پاس بھیج دیا، مجھے میرے دادا یا نانا نے خبر دی کہ عمرؓ رونے لگے اور کہا کہ ابوبکرؓ پر اللہ کی رحمت ہو وہ آپنے بعد والے کو سخت مشقت میں ڈال گئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ملکیت

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے کہا کہ میں اپنے پاس سوائے اس اونٹنی اور اس صیقل کرنے والے غلام کے جو مسلمانوں کی تلواریں بناتا تھا اور ہماری خدمت کرتا تھا اس بیت المال میں سے اور کچھ نہیں جانتا، جب میں مروں تو اسے عمرؓ کو دے دینا۔ جب میں نے وہ عمرؓ کو دیا تو انھوں نے کہا کہ اللہ ابوبکرؓ پر رحمت کرے انھوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔

اثاثہ صدیقیؓ، خلیفہ دوم کو پہنچانے کی ہدایت

انسؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ابوبکرؓ کی اس بیماری میں جس میں ان کی وفات ہوئی اُن کی کھڑکی کے قریب گئے، ہم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ نے صبح کیوں کری اور شام کیوں کری، وہ خود ہمارے سامنے نکل آئے اور کہا کہ جو کچھ میں کرتا ہوں کیا تم لوگ اس سے راضی نہیں؟ ہم نے کہا کہ بیشک ہم لوگ راضی ہیں، عائشہؓ ہی اُن کی تیمارداری کر رہی تھیں۔ انھوں نے کہا کہ میں اس امر پر کس قدر حریص تھا کہ مسلمانوں کے لئے اُن کے مال غنیمت کو بڑھا دوں، باوجود یہ کہ مجھے گوشت اور دودھ ملتا تھا۔ تم لوگ نظر کرو، جب میرے پاس سے پلٹنا تو دیکھنا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہو اس کو عمرؓ کے پاس پہنچا دینا۔

یہی بات تھی جس سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ انھوں نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا، ان کے پاس نہ کوئی دینار تھا نہ درہم تھا، صرف ایک خادم، ایک دودھ والی اونٹنی اور ایک دودھ دوہنے کا برتن تھا۔ عمرؓ نے اسے اپنے پاس لاتے دیکھا تو کہا اللہ ابوبکرؓ پر رحمت کرے انھوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔

بیت المال کے مال کی واپسی

محمد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کی وفات ہوئی تو اُن پر چھ ہزار درہم تھے جو انھوں نے نفقہ بیت المال سے لئے۔ وفات کے وقت انھوں نے کہا کہ عمرؓ نے مجھے نہ چھوڑا، میں نے بیت المال سے چھ ہزار درہم لے

لیے۔ میری وہ دیوار، جو فلاں فلاں مقام پر ہے انہیں درہموں کے عوض ہے۔ ابو بکرؓ کی وفات کے بعد عمرؓ سے بیان کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ابو بکرؓ پر اللہ رحمت کرے۔ انھوں نے یہ چاہا کہ اپنے بعد کسی کو گفتگو کا موقع نہ دیں۔ میں اُن کے بعد والی امر ہوں حالانکہ میں نے اُسے تمہارے سامنے رد کیا ہے۔

اونٹنی اور ایک پیالا

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے اُن سے کہا اے عائشہ میرے پاس مال میں اونٹنی اور پیالہ کے کچھ نہیں جب میں مروں تو ان دونوں کو عمرؓ کے پاس لے جانا۔ وفات کے بعد وہ اُن دونوں کو عمرؓ کے پاس لے گئے۔ انھوں نے کہا، اللہ ابو بکرؓ پر رحمت کرے، وہ اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال گئے۔

علیؓ سے مروی ہے کہ اللہ ابو بکرؓ پر رحمت کرے، وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے دو وحیں جمع کیں

مال غنیمت کی تقسیم

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میرے والد نے اپنی خلافت کے پہلے سال غنیمت تقسیم کیا۔ انھوں نے آزاد کو بھی دس درہم دیئے، غلام کو بھی دس درہم دیئے، عورت کو بھی دس درہم دیئے اور باندی کو بھی دس درہم دیئے۔ دوسرے سال غنیمت تقسیم کی تو بیس بیس درہم دیئے۔

حضرت ابو بکرؓ کی سلمان کو نصیحت

اسید سے مروی ہے کہ سلمان نے کہا کہ، میں ابو بکر صدیق کی علالت میں اُن کے پاس گیا اور کہا اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ وصیت کیجیے، میں سمجھتا ہوں کہ آپ مجھے اس دن کے بعد وصیت نہ کر سکیں گے انھوں نے کہا بے شک اے سلمان! عنقریب وہ فتوح ہوں گی جنہیں میں نہیں جانتا اس میں تمہارا وہ حصہ ہوگا جو تم نے اپنے پیٹ میں کر لیا۔ یا اپنی پیٹھ پر ڈال لیا (یعنی پہن لیا) خوب سمجھ لو کہ جو شخص پانچوں نمازیں پڑھتا ہے وہ صبح کرتا ہے تو اللہ کے ذمہ کرتا ہے اور شام کرتا ہے تو اللہ ذمہ کرتا ہے تم کسی ایسے شخص کو ہرگز قتل مت کرنا جو اللہ کے ذمہ والوں میں سے ہو، کیوں کہ اللہ تم سے اپنے ذمے کا مطالبہ کرے گا اور تم کو منہ کے بل دوزخ میں ڈال دے گا۔

مال خمس کی وصیت

خلد بن ابی عزہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے اپنے مال کے پانچویں حصے کی وصیت کی، یہ کیا کہ میں اپنے مال میں سے وہ لے لوں گا جو اللہ مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے لیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے کہا میرے لئے غنیمت کا وہ مال ہے جس سے میرا پروردگار راضی ہو، پھر اُنہوں نے خمس (پانچویں حصے) کی وصیت کی۔

اسحٰق بن سوید سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے خمس کی وصیت کی۔

حضرت ابوبکرؓ کا حضرت عائشہ سے زمین کا مطالبہ

عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب ابوبکر صدیقؓ کا وقت قریب آیا تو وہ بیٹھے، خطبہ وتشہد پڑھا، پھر کہا کہ اما بعد! پیاری بیٹی (عائشہؓ)! مجھے اپنے بعد سب سے زیادہ تمہاری بے فکری، بے نیازی محبوب ہے اور اپنے بعد تمہاری مفلسی ومحتاجی مجھے سب سے زیادہ گراں ہے، میں نے اپنے مال کا بیس وسق غلہ تمہیں بخش دیا، واللہ میں چاہتا تھا کہ تم اس پر قبضہ کرتیں، اور اسے لے لیتیں لیکن وہ اب تو صرف وارثوں کا مال ہے اور وہ تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔

عائشہ نے کہا یہ تو میرے دونوں بھائی ہیں، بہنیں کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میری زوجہ بنت خارجہ کے پیٹ والی، کیونکہ میں اسے اپنی لڑکی سمجھتا ہوں۔

محمد بن الاشعث سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ کے جب مرض کی شدت ہوئی، عائشہ سے کہا کہ میرے اہل میں مجھے تم سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔ میں نے تمہیں بحرین میں ایک زمین بطور جاگیر دی تھی، میں نہیں سمجھتا کہ تم نے اس سے کچھ حاصل کیا ہو۔ انھوں نے کہا بیشک ابوبکرؓ نے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو تم اس باندی کو جو ان کے لڑکے کو جو دودھ پلاتی ہے اور ان دونوں دودھ دینے والی اونٹنیوں کو اور ان کے دوہنے والے غلاموں کو عمرؓ کے پاس بھیج دینا، ابوبکرؓ اپنے ہم نشینوں کو ان اونٹنیوں کا دودھ پلایا کرتے تھے ان کے پاس مال بھی کچھ نہ تھا۔

ابوبکرؓ نے اپنے بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا

ابوبکر صدیقؓ کا انتقال ہوا تو عائشہؓ نے غلام اور باندی اور دونوں اونٹنیوں کو عمرؓ کے پاس بھیج دیا۔ عمرؓ نے کہا کہ اللہ ابوبکر صدیقؓ پر رحمت کرے انھوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔ انھوں نے غلام اور اونٹنیوں کو قبول کرلیا اور انھیں کو واپس کردی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے عائشہؓ کو بلایا اور کہا کہ اپنے بعد غنا اور بے فکری اپنے اہل میں تم سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں لیکن مجھے تم سے زیادہ حقیر و محتاج ہونا گراں ہے میں نے تمہیں العالیہ کی زمین کا بیس وسق غلہ بخش دیا تھا اگر تم اس میں سے کسی سال ایک کھجور حاصل کرلیتیں جو تمہارے لئے جمع ہوتی تو مجھے اطمنان ہوتا اب تو وہ وارث ہی کا مال ہے کہ تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں میں نے کہا کہ وہ تو اسماء ہے جو ایک ہی بہن ہے دو بہنیں کہاں ہیں اُنہوں نے کہا کہ بنت خارجہ کے پیٹ والی میرے قلب میں ڈالا گیا ہے کہ وہ لڑکی ہے میں اس کے لئے خیر کی وصیت کرتا ہوں چنانچہ ام کلثوم پیدا ہوئیں افلا بن حمید نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ مال جو ابوبکرؓ نے عائشہؓ کو العالیہ میں دیا اموال بنی النضیر میں سے بیر حجر تھا کہ نبی ﷺ نے ان کو عطا فرمایا تھا ابوبکرؓ نے اُس کی اصلاح کی اس میں کھجور کے درخت لگائیں۔

عامر سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے عائشہؓ سے کہا پیاری بیٹی! تمہیں معلوم ہے کہ تم سب سے زیادہ مجھے محبوب ہو اور سب سے زیادہ عزیز ہو میں نے تمہیں وہ زمین دی تھی جو تم جانتی ہو کہ فلاں فلاں مقام میں ہے میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے واپس کردو کہ کتاب اللہ کے موافق میری اولاد پر تقسیم ہو کیونکہ میرے

رب نے مجھے خبر دی تھی یعنی دل میں ڈال دیا تھا کہ میں وہ زمین تمہیں دے دوں حالانکہ میں نے اپنی ایک اولاد کو دوسری اولاد پر فضیلت نہیں دی عائشہؓ سے مروی ہے ابوبکرؓ نے نہ دینار چھوڑا اور نہ درہم جس پر اللہ نے اپنا سکہ ڈالا تھا۔

لعمرک ما یعنی الثراء عن الفتی اذاحشرجت یوماوضاق بھا الصدر

تیری جان کی قسم تونگری بندے کو موت سے بچا نہیں سکتی جب کسی دن سانس اکھڑ جائے اور دم سینے میں اٹکے۔

حضرت ابوبکرؓ کا شعر میں جواب

انہوں نے فرمایا کہ بیٹی اس طرح نہ کہو بلکہ یہ کہو:

"وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذالک ماکنت منہ تحید" (موت کی سختی آ ہی گئی، یہ وہ چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا) تم لوگ میری ان دونوں چادروں کو محفوظ رکھنا، جب میں مر جاؤں تو ان دونوں کو دھو ڈالنا اور مجھے ان کا کفن دینا، کیونکہ نئے کپڑے کا زندہ بہ نسبت مردے کے زیادہ محتاج ہے۔

ابی بکر بن حفص بن عمر سے مروی ہے کہ عائشہؓ ابوبکرؓ کے پاس اس وقت آئیں جب ان کی وہی کیفیت تھی جو مرنے والے کی ہوتی ہے۔ جان سینے میں تھی تو انھوں نے بطور مثال یہ شعر پڑھا

لعمرک ما یعنی الثراء عن الفتی اذا حشرجت یو ما وضاق بھا الصدر

(ترجمہ پہلے گزر گیا) انھوں نے ناراض ہونے والے کی طرح ان کی طرف دیکھا اور کہا: ام المؤمنین! اس طرح نہیں بلکہ اس طرح کہ "وجاءت سکرۃ الموت با لحق ذالک ماکنت منہ تحید" (ترجمہ اوپر گزر گیا)

(عائشہؓ) میں نے تمہیں ایک دیوار (احاطہ) دیا تھا۔ اب اس کے متعلق میرے دل میں ایک بات آئی (کہ مجھے اپنی اولاد کے درمیان بے انصافی نہیں کرنی چاہیے، بلکہ ان میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے، تم میراث میں واپس کردو۔ انھوں نے کہا بہت اچھا، میں نے اسے واپس کر دیا۔ پھر فرمایا کہ دیکھو جب سے ہم امر مسلمین کے والی ہوئے ہے ہم نے ان کا کوئی دینار کھایا نہ درم، البتہ ہم نے ان کے موٹے غلہ کا آٹا اپنے شکموں میں بھرلیا اور ان کے موٹے جھوٹے کپڑے اپنے پیٹھ پر پہن لیے، ہمارے پاس مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے کچھ نہیں ہے، نہ تھوڑا بہت، سوائے اس حبشی غلام اور پانی کھینچنے والے اونٹ اور پرانی چادر کے۔ جب میں مر جاؤں تو تم انھیں عمرؓ کے پاس بھیج دینا اور بری ہو جانا۔

حضرت عمرؓ کی اشکباری

عائشہؓ نے کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب قاصد یہ اشیاء لے کر عمرؓ کے پاس آیا تو وہ اتنا روئے کہ آنسو زمین پر بہنے لگے، کہنے لگے کہ: اللہ ابوبکرؓ پر رحمت کرے، انھوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔ اے غلام انھیں اٹھا لے۔

حضرت ابوبکرؓ کے مال کی واپسی پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا اعتراض

عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ سبحان اللہ، آپ ابوبکرؓ کے عیال سے ایک حبشی غلام ۔ایک پانی کھینچنے والا اونٹ اور ایک پانچ درم کی پرانی چادر چھینتے ہیں ،فرمایا: اچھا تم کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ان چیزوں کو ان کے عیال کو واپس کر دیجئے ،فرمایا نہیں ،نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ یا جس طرح قسم کھائی ہو، یہ میری ولایت میں کبھی نہ ہوگا اور یہ نہ ہوگا کہ ابوبکرؓ موت کے وقت جن چیزوں سے سبکدوش ہوئے میں ان کے عیال کو واپس کر دوں (ایسا کرنے سے) موت زیادہ قریب ہے (یعنی اس سے مرنا اچھا مگر واپس کرنا نہیں اچھا)۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ بیمار ہوئے تو انھوں نے کہا (شعر)۔

من لایزال دمعه مقنعاً فانه لابدمرة مدفوق

جس شخص کے آنسو ہمیشہ اس حالت میں جاری رہیں کہ وہ چادر میں اپنا سر چھپائے ہو تو وہ لامحالہ ایک روز مرجائے گا۔ ابوبکرؓ نے کہا بیٹی ایسا نہیں ہے، بلکہ "**وجاءت سکرة الموت بالحق ذالک ما کنت منه تحید**" (ترجمہ اوپر گزر گیا ہے)

حضرت ابوبکرؓ کی کفن کے متعلق وصیت

عبداللہ بن عبید سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ اپنی جان، جان آفرین کو دے رہے تھے تو ان کے پاس عائشہؓ آئیں۔ انھوں نے کہا کہ ہائے والد۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا حاتم نے کہا: **اذا حشرجت یوما وضاق بها الصدر** (جب کسی دن سانس اکھڑ جائے اور دم سینے میں اٹکے) تو انہوں نے کہا بیٹی اللہ کا قول زیادہ سچا ہے:

"**جاءت سکرة الموت بالحق ذالک ما کنت منه تحید**" (ترجمہ اوپر گزر گیا ہے) میں مروں تو میرے پورے کپڑے دھونا اور انہیں کو میرا کفن بنانا۔ عائشہؓ نے کہا. والد، ہم آپ کو نئے کپڑے کا کفن دیں گے ۔فرمایا زندہ مردے سے زیادہ محتاج ہے جو اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے اور اسے ڈھانکتا ہے، کفن تو صرف پیپ، خون اور گندگی کا ہو جاتا ہے۔

المزنی کی روایت

بکر بن عبداللہ المزنی سےمروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ جب ابوبکر صدیقؓ علیل ہوئے اور ان کی بیماری شدید ہوگئی تو عائشہؓ نے ان سرہانے بیٹھ کر یہ شعر کہا:

کل ذی ابل مورثها وکل ذی سَلَب مسلوب

ہر اونٹ والے کے اونٹوں کا کوئی وارث ہوگا اور ہر غنیمت والے سے چھین لیا جائے گا (یعنی موت کے بعد) فرمایا: بیٹی جیسا تم نے کہا ایسا نہیں ہے، البتہ ایسا ہے جیسا اللہ نے فرمایا: **وجاءت سکرة الموت بالحق ذلک ما کنت منه تحید** (موت کی سختی آ ہی گئی، حالانکہ اسی سے تو بیزار تھا)

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ قضا کر رہے تھے تو میں نے یہ شعر بطور مثال پڑھا

وابیض یستسقیٰ انعام بو جهه　　ربیع الیتامیٰ عصمة للأرا مل

وہ ایسا گورے آدمی ہیں جن کے چہرے سے ابر بھی سیرابی حاصل کرتا ہے، وہ یتیموں کی بہار اور بیواؤں کی پناہ ہیں۔ ابوبکرؓ نے فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کی شان ہے۔

سمیہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے یہ شعر پڑھا :

من لا یزال دمعه مقنعا　　فا نه لا بد مرة مدفوق

(ترجمہ اوپر گزر گیا ہے)، تو ابوبکرؓ نے کہا کہ "وجاء ت سکرت الموت با لحق ذلک ما کنت منه تحید (ترجمہ اوپر گزر چکا ہے)

ثابت سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ اس شعر کو بطور مثال پڑھا کرتے تھے۔

لاتزال تنعی حبیباً حتیٰ تکونه　　وقد یر جو الفتی الو جایموت رو نه

(تو اپنے دوست کی خبر مرگ سنایا کرتا تھا حتیٰ کہ تو بھی وہی ہو گیا، بندہ ایسی چیزوں کی آرزو کرتا ہے وہ اس کے ادھر ہی مر جاتا ہے)۔

کاش کہ میں سبزہ ہوتا اور کیڑے مجھے کھا جاتے

ابی السفر سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ بیمار ہوئے تو لوگوں نے کہا: کیا ہم طبیب کو نہ بلا دیں؟ انھوں نے کہا کہ اس نے مجھے دیکھ لیا ہے، اور کہا کہ میں وہی کرتا ہوں جو چاہتا ہوں۔

قتادہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا: مجھے پسند تھا کہ میں سبزہ ہوتا اور کیڑے کھا جاتے۔

زہر خورانی کی روایت

ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ اور حارث بن کلدہ اس بھنے ہوئے گوشت میں سے کھا رہے تھے جو ابوبکرؓ کو بطور ہدیہ دیا گیا تھا۔ حارث نے ابوبکرؓ سے کہا اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ، اپنا ہاتھ اٹھا لیجیے، واللہ اس میں سال بھر میں ہلاک کرنے والا زہر ہے۔ میں اور آپ ایک ہی دن مریں گے، انھوں نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ دونوں برابر بیمار رہے اور دونوں سال گزرنے پر ایک ہی دن انتقال کر گئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکرؓ نے کہا: مجھے خمس کی وصیت کرنا ربع کی وصیت سے زیادہ پسند ہے اور مجھے ربع کی وصیت کرنا ثلث کی وصیت کرنے سے زیادہ پسند ہے، جس نے ثلث کی وصیت کی اس نے (وارث کے لیے) کچھ نہیں چھوڑا۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی حضرت عمرؓ کے متعلق رائے

عبداللہ البہی (اور تین طرق) سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کے مرض میں شدت ہوئی تو انھوں نے

عبدالرحمنؓ بن عوف کو بلایا اور کہا مجھے عمر بن الخطاب کا حال بتاؤ۔ عبدالرحمن نے کہا کہ آپ مجھ سے وہ بات پوچھتے ہیں جو یقیناً آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اگرچہ میں زیادہ جانتا ہوں مگر تم بھی بیان کرو۔ عبدالرحمن نے کہا:۔ واللہ ان کے بارے میں جو میری رائے ہے وہ اس سے افضل ہیں۔

حضرت عثمانؓ کی حضرت عمرؓ کے متعلق رائے

انھوں نے عثمانؓ بن عفان کو بلایا اور کہا کہ مجھے عمر کا حال بتاؤ۔ انھوں نے کہا کہ آپ ہم سب سے زیادہ ان سے آگاہ ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ، اس پر بھی جو تمہیں معلوم ہو وہ بیان کرو۔ عثمانؓ نے کہا کہ اللہ جانتا ہے میرا علم ان کے متعلق یہ ہے کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے ان کے مثل ہم میں کوئی نہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا، خدا تم پر رحمت کرے۔ واللہ اگر تم یہ ذکر ترک کر دیتے تو میں تمہیں بغیر بیان کیے جانے نہ دیتا۔

حضرت عمرؓ کی نامزدگی کے متعلق مہاجرین اور انصار سے مشورہ

انھوں نے ان دونوں کے ہمراہ سعید بن زید ابوالاعور اور اسید بن الحضیر سے اور ان کے سوا دوسرے مہاجرین وانصار سے مشورہ کیا۔ اسید نے کہا، اے اللہ مجھے حق کی توفیق دے، آپ کے بعد انھیں سب سے زیادہ جانتا ہوں، جو رضائے الٰہی سے راضی ہیں اور ناراضی سے ناراض۔ ان کا باطن ظاہر سے بہتر ہے اور اس امر پر کوئی والی نہیں جو ان سے زیادہ قوی ہو۔

حضرت عمرؓ کی سخت مزاجی کے خلاف شکایت

بعض اصحاب نبی ﷺ نے عبدالرحمن وعثمانؓ کا ابوبکرؓ کے پاس جانا اور ان سے خلوت کرنا سنا تو وہ لوگ ابوبکرؓ کے پاس آئے۔ ان میں کسی کہنے والے نے ان سے کہا کہ آپ اپنے پروردگار سے کیا کہیں گے، جب وہ آپ سے عمرؓ کو ہم پر خلیفہ بنانے پر پوچھے گا؟ حالانکہ آپ ان کی سختی دیکھتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ مجھے بٹھا دو، پھر ان لوگوں سے کہا۔ کیا تم لوگ مجھے اللہ کا خوف دلاتے ہو؟ تمہاری امارت سے جس نے ظلم سے توشہ حاصل کیا وہ برباد ہو گیا، اگر اللہ مجھ سے سوال کرے گا تو میں کہوں گا کہ اے اللہ! تیرے خاص بندوں میں جو سب سے بہتر تھا میں نے اسے خلیفہ بنایا، اے شخص میں نے جو تم سے کہا ان لوگوں کو بھی پہنچا دینا، جو تمہارے پیچھے ہیں۔

حضرت عمرؓ کی نامزدگی کا فرمان

ابوبکرؓ لیٹ گئے، انھوں نے عثمانؓ بن عفان کو بلایا اور کہا کہ کہو

: بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ مضمون ہے جس کی ابوبکرؓ بن ابی قحافہ نے اپنی دنیا کے آخر میں اس سے نکلتے وقت اور آخرت کے ابتدائی زمانے، اس میں داخل ہوتے وقت (اور آخرت وہ جگہ ہے، جہاں کافر بھی ایمان لاتا ہے، منکر بھی یقین کر لیتا ہے اور جھوٹا بھی سچ بولنے لگتا ہے)، وصیت کی کہ میں نے اپنے بعد تم پر عمرؓ بن الخطاب کو خلیفہ بنا دیا۔ لہٰذا ان کی بات سننا اور ان کی اطاعت کرنا

میں نے اللہ، اُسکے رسول ﷺ اُس کے دین، اپنے نفس اور تم لوگوں کی خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی۔ عمرؓ اگر عدل کریں تو ان کے ساتھ میرا یہی گمان ہے اور ان کے بارے میں یہی میرا علم ہے اگر وہ عدل کو بدل دیں تو ہر شخص کو اُس سے حاصل کئے ہوئے گناہ کی سزا ملے گی، میں نے تو خیر کا ارادہ کیا۔ میں غیب کی بات نہیں جانتا، ظلم کرنے والوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس مقام پر پلٹتے ہیں **والسلام علیکم و رحمۃ اللہ**۔

انہوں نے اس کے لکھنے کا حکم دیا اور مہر لگائی۔

بعض راویوں نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے اس فرمان کا عنوان لکھوایا، جس میں عمرؓ کا ذکر رہ گیا قبل اس کے کہ وہ کسی کو نامزد کریں، پھر آپ بے ہوش ہو گئے، عثمانؓ نے لکھ دیا کہ میں نے تم پر عمر بن الخطاب کو خلیفہ بنایا۔ جب (افاقہ ہوا تو فرمایا کہ تم نے جو کچھ لکھا وہ میرے سامنے پڑھو، انہوں نے عمرؓ کا ذکر پڑھا تو ابوبکرؓ نے تکبیر کہی اور کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ تمہیں اندیشہ ہوگا کہ اگر اس غشی میں میرا دم نکل گیا تو لوگ اختلاف کریں گے، اللہ تمہیں اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر دے، واللہ تمہیں اس لکھنے کے اہل تھے۔

نامزدگی کا اعلان

ابوبکرؓ کے حکم سے وہ مہر کیا ہوا فرمان لے کے نکلے، ہمراہ عمرؓ بن الخطاب اور اسید بن سعید القرظی بھی تھے۔ عثمانؓ نے لوگوں سے کہا کہ کیا تم اس شخص سے بیعت کرتے ہو جو اس فرمان میں ہے؟ سب نے کہا ''جی ہاں'' ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس شخص کو جان لیا ہے جس کا ذکر اس فرمان میں ہے۔

حضرت عمرؓ سے تنہائی میں ملاقات

ابن سعد نے کہا کہ میں ایسے شخص سے بھی آگاہ ہوں جو یہ کہتا ہے کہ (ان میں سے بعض لوگوں نے کہا ہم اس شخص کو جانتے ہیں کہ) وہ عمرؓ ہیں۔ سب نے اس کا اقرار کیا ان سے راضی ہو گئے اور بیعت کر لی۔ ابوبکرؓ نے تنہائی میں ان کو بلایا اور وصیت کی (جس کو اللہ ہی جانتا ہے یا وہ دونوں) پھر وہ ان کے پاس سے روانہ ہو گئے۔

حضرت ابوبکرؓ کی دعا

ابوبکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کے پھیلائے اور کہا ''اے اللہ میری نیت میں اس (فرمان) سے صرف ان لوگوں کی نیکی ہے میں نے فتنے کا اندیشہ کیا، اس لئے ان لوگوں کے معاملے میں وہ عمل کیا جس کو خوب جانتا ہے، ان کے لئے میں نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا۔ میں نے ان پر ان کے سب سے بہتر کو سب سے قوی تر کو اور سب سے زیادہ راہ راست پر چلانے کے خواہش مند کو ولی بنایا، میرے پاس تیرا جو حکم آیا وہ آیا (یعنی موت کا حکم) بس تو ہی ان لوگوں پر میرا خلیفہ ہے، کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں اور ان کی پیشانیاں تیرے قبضے میں ہیں (کہ تو جدھر چاہے پھیر دے) اے اللہ ان کے لئے ان کے والی کی اصلاح کر، اسے اپنے خلفاء راشدین میں سے بنا، جو تیرے نبی ﷺ کی رحمت ہدایت اور ان کے بعد صالحین کی ہدایت کی پیروی کریں اور اس کی رعیت کی بھی اصلاح کر۔''

وفات کا دن

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ کے عارضے میں شدت ہوئی تو انہوں نے پوچھا یہ کونسا دن ہے؟ عرض کیا پیر کا دن ہے۔ پوچھا رسول اللہ ﷺ کی وفات کس روز ہوئی؟ عرض کی کہ آپ کی وفات پیر کو ہوئی فرمایا پھر تو میں امید کرتا ہوں کہ میرے اور رات کے درمیان موت ہے۔

زندہ بنسبت مردہ کے زیادہ مستجب ہے

ان کے جسم پر ایک چادر تھی جس میں گیرو (سرخ مٹی) کا اثر تھا۔ انہوں نے کہا جب میں مروں تو اس چادر کو دھوڈالنا اس کے ساتھ دو نئی چادریں شامل کر لینا۔ مجھے تین کپڑوں میں کفن دینا۔ ہم لوگوں نے کہا کیا ہم سب کفن نیا ہی نہ کر لیں؟ فرمایا نہیں وہ تو صرف پیپ اور خون کیلئے ہے۔ زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ مستحق ہے پھر وہ شب سہ شنبہ کو (اپنے ارشاد کے مطابق) انتقال فرما گئے، رحمہ اللہ۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے ان سے پوچھا رسول اللہ ﷺ کی وفات کس روز ہوئی؟ دوشنبے کو۔ انہوں نے کہا ''ماشاء اللہ میں امید کرتا ہوں کہ میرے اور آپ کے درمیان موت ہے۔ پوچھا تم نے آپ ﷺ کو کس چیز کا کفن دیا تھا؟ میں نے کہا تین سفید سوتی یمنی چادروں کا جن میں کرتا تھا نہ عمامہ۔ فرمایا۔ میری یہ چادریں دیکھو جس میں گیرو یا زعفران کا اثر ہے اسے دھوڈالنا اور اس کے ساتھ دو چادریں اور شامل کر لینا۔ میں نے کہا کہ وہ تو پرانی ہے فرمایا زندہ نئے کا زیادہ مستحق ہے یہ تو صرف پیپ اور خون کے لئے ہے۔

یمنی حلہ کے استعمال پر ممانعت

عبداللہ بن ابی بکرؓ نے (رسول اللہ ﷺ کے کفن کے لئے) ایک یمنی حلہ دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس میں کفن دیا، وہ پھر حلہ نکال لیا اور آپ کو تین سفید چادروں میں کفن دیا گیا۔ عبداللہ نے حلہ لے لیا کہ وہی کپڑا میرا کفن ہو جس نے رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کو مس کیا تھا مگر بعد میں رائے بدل دی کہ مجھے اس کپڑے کا کفن نہ دیا جائے جس میں اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو کفن دیئے جانے سے روک دیا۔ ابوبکرؓ کی وفات سہ شنبہ کو ہوئی اور رات ہی کو دفن کیے گئے۔ عائشہؓ کا انتقال بھی رات ہی کو ہوا۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے انہیں رات ہی کو دفن کیا۔

حضرت ابوبکرؓ کی شدید علالت

عائشہؓ سے تین طریقوں سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کے مرض کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ انہوں نے ۷ جمادی الآخر ۱۳ھ یوم دوشنبہ کو غسل کیا۔ جو ٹھنڈا دن تھا، پندرہ روز تک بخار رہا جس سے وہ نماز کو بھی نہ نکل سکے اور عمر بن الخطاب کو حکم دے دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں شدت مرض کی حالت میں لوگ روزانہ عیادت کو آتے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات

اس زمانے میں وہ اپنے اس مکان میں اُترے ہوئے تھے جو نبی کریم ﷺ نے عثمانؓ بن عفان کے مکان

کے روبرو دیا تھا۔ عثمانؓ نے ان لوگوں کو آپ کی تیمارداری کے لئے آپ کے ساتھ کر دیا تھا۔ شب سہ شنبہ کی ابتدائی گھڑیوں میں ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ کو ابو بکرؓ کی وفات ہوئی (رحمہ اللہ)۔

مدت خلافت

اُن کی خلافت دو سال چھ مہینے اور دس دن رہی۔ ابو مشعر نے کہا کہ دو سال اور چار ماہ۔ تمام روایات میں اتفاق کیا گیا ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی عمر پائی۔ ابو بکرؓ کی ولادت عام الفیل کے تین سال بعد ہوئی۔

حضرت ابو بکرؓ کی عمر

جریر سے مروی ہے کہ انھوں نے معاویہؓ کو کہتے سنا کہ ابو بکرؓ وفات کے وقت تریسٹھ سال کے تھے۔ ابو اسحٰق سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کی وفات ہوئی اور وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے اپنی خلافت میں رسول اللہ ﷺ کی عمر پوری کر لی، جب ان کی وفات ہوئی تو وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سب سے زیادہ سن والے ابو بکرؓ اور سہیل بن بیضا تھے۔

غسل میت کے لئے وصیت

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے وصیت کی کہ انہیں ان کی زوجہ اسماء غسل دیں۔ قتادہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس نے غسل دیا۔ ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے وصیت کی کہ انہیں اُن کی زوجہ اسماء غسل دیں۔ حسن سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے وصیت کی کہ اُنہیں اسماء غسل دیں۔ ابراہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کو اُن کی زوجہ اسماء نے غسل دیا۔ ابی بکر بن حفص سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے اسماء بنت عمیس کو وصیت کی کہ جب میں مروں تو تمہیں مجھے غسل دو، اور اُنھیں تسلی دی کہ افطار کر لینا تب غسل دینا کیونکہ یہ تمہارے لئے زیادہ قوت کا باعث ہوگا (ورنہ نہلانے میں ضعف محسوس ہوگا) انہوں نے دن کے آخر میں اُن کی قسم کا ذکر کیا، پانی منگا کر پی لیا اور کہا واللہ آج میں ان کے بعد قسم شکنی نہ کروں گی۔

محمد بن ابو بکرؓ کے غسل دینے میں اختلاف

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیقؓ نے وصیت کی کہ ان کی زوجہ اسماء غسل دیں، اگر وہ عاجز ہوں تو ان کے فرزند محمد اُن کی اعانت کریں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یہ (راوی کا) وہم ہے اور محمد بن سعد نے کہا کہ یہ خطا ہے۔

عطا سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے وصیت کی کہ ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس غسل دیں، اور اگر وہ (تنہا) نہ دے سکیں تو عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے مدد لیں۔ ابن عمر نے کہا کہ یہی ثابت ہے، اُن کے بیٹے محمد اُن کی کس طرح مدد کر سکتے تھے، وہ تو ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے زمانے میں ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے اور ابو بکرؓ کی وفات کے وقت وہ تین سال کے قریب تھے۔

حضرت اسماء بنت عمیس کو ترک غسل کی اجازت

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کو اسماء بنت عمیس نے غسل دیا۔ عبداللہ بن ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ اسماء بنت عمیس زوجہ ابوبکر صدیقؓ نے جب آپ وفات کی ہوئی تو غسل دیا، پھر جو مہاجرین موجود تھے اُن سے دریافت کیا کہ میں رزہ دار ہوں اور آج کا دن سخت سردی کا ہے، کیا مجھ پر غسل واجب ہے؟ ان لوگوں نے کہا: کہ نہیں۔

عطا سے مروی ہے کہ اسماء نے ابوبکرؓ کو سردی والی صبح میں غسل دیا۔ انہوں نے عثمانؓ سے پوچھا، کیا اُن پر غسل واجب ہے؟ انہوں نے کہا ”نہیں۔“ عمرؓ بھی سن رہے تھے مگر انکار نہیں کیا۔

غسال میت پر غسل واجب ہے

مگر حضرت اسماء کو سردی کا عذر تھا اس لئے انہیں ترکِ غسل کی اجازت دے دی گئی۔

حضرت ابوبکرؓ کا کفن

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ جن میں سے ایک سفید تھی اور ایک چادر گیرو رنگی ہوئی (سرخ) تھی۔ انہوں نے کہا کہ زندہ لباس کا میت سے زیدہ محتاج ہے، وہ تو صرف اس آلائش کے لئے ہے جو میت کی ناک اور منہ سے نکلتی ہے۔

بکر بن عبداللہ المزنی سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکرؓ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا جن میں سے ایک گیرو میں رنگی ہوئی تھی۔

پُرانی چادر کا کفن

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیقؓ جب بیمار تھے تو عائشہؓ نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کتنی چادروں میں کفن دیا گیا؟ انہوں نے کہا کہ تین سوتی چادروں میں۔ ابوبکرؓ نے اس چادر کے متعلق جو ان کے جسم پر تھی، کہا کہ اس کو لے لینا گیرو یا زعفران جو لگ گیا ہے اسے دھوڈالنا اور مجھے اسی میں دو اور چادروں کے ساتھ کفن دے دینا۔ اور عائشہؓ نے کہا، یہ کیا ہے کہ آپ پرانی چادر کفن میں شامل کراتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ محتاج ہے اور وہ تو صرف پیپ خون کے لئے ہے۔

کفن کی چادروں کی تعداد

عطا سے مروی ہے کہ دو دھلی ہوئی چادروں میں کفن دیا گیا۔ عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکرؓ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا۔ شعبہ سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے دریافت کیا کہ ابوبکرؓ کو کتنی چادروں میں کفن دیا گیا؟ تو انہوں نے کہا کہ تین چادروں میں، میں نے کہا کہ تم سے کس نے بیان کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن علی سے سنا۔

حضرت ابوبکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا

ابو اسحٰق سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔

سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ شریک نے کہا کہ گرہ لگا دی گئی تھی۔

سعید بن غفلہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کو انہیں جمع کیے ہوئے کپڑوں میں سے دو چادروں میں کفن دیا گیا۔

مطلب بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ان کی پرانی چادروں کو دھو کر انہیں میں کفن دیں۔ راوی نے کہا کہ وہ رات کو دفن کیے گئے۔

سیف بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد سے سنا کہ جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے میری انہی دونوں چادروں میں سے کفن دینا جن میں میں نماز پڑھتا تھا انہیں دھو ڈالنا کیونکہ یہ دونوں پیپ، خون اور مٹی کے لئے ہیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا کہ میرا یہی کپڑا دھو ڈالنا اور اسی میں کفن دے دینا کیونکہ زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ محتاج ہے۔

عبداللہ الرحمٰن بن قاسم سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ کو یمن کی دو سوتی دھلی ہوئی چادروں میں کفن دیا گیا۔ ابوبکرؓ نے کہا زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ مستحق ہے۔ کفن تو صرف پیپ اور خون کے لئے ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا جن میں سے ایک دھلی ہوئی تھی۔ عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے وصیت کی کہ ان کو انہی دو چادروں میں کفن دیا جائے جو جسم پر ہیں اور جنہیں وہ پہنا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے انہی میں کفن دینا کیونکہ زندہ مردے سے زیادہ نئے کا محتاج ہے۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ جن میں سے ایک دھولی ہوئی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ کی نماز جنازہ اور تعداد تکبیراتِ نماز جنازہ

صالح بن ابی حسان سے مروی ہے کہ علی بن حسین نے سعید بن المسیب پوچھا کہ ابوبکرؓ کی نماز جنازہ کہاں پڑھی گئی؟ انہوں نے کہا۔ قبر (رسول اللہ ﷺ) اور منبر (رسول اللہ ﷺ) کے درمیان پوچھا کس نے نماز جنازہ پڑھائی؟ انہوں نے کہا، عمرؓ نے، پوچھا انہوں نے کتنی تکبیریں کہیں، فرمایا، چار ابراہیم سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ کی نماز پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں پر مسجد کے اندر منبر کے روبرو نماز پڑھائی گئی۔

ابن نمیر نے اپنے والد سے راویت کی کہ ابوبکرؓ کی نماز مسجد میں پڑھی گئی۔

صبح بن یزید موالئے اسود سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب کے پاس تھا کہ علی بن حسین اُن کے پاس سے گزرے، انہوں نے سعید سے کہا کہ ابوبکرؓ کی کہاں نماز پڑھی گئی؟ فرمایا: قبر و منبر کے درمیان۔

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ پر چار تکبیریں کہیں ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکرؓ کی مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

محمد بن فلاں بن سعد سے مروی ہے کہ عمرؓ نے مسجد میں جب ابوبکرؓ کی نماز پڑھی تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ جس نے ابوبکرؓ کی نماز پڑھائی وہ عمرؓ تھے اور صہیبؓ نے عمرؓ کی نماز پڑھائی۔ عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکرؓ کی عمرؓ نے نماز پڑھائی۔

حضرت ابوبکرؓ کی تدفین کا وقت

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکرؓ رات کو دفن کئے گئے۔ عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کی وفات رات کو ہوئی، ہم نے انہیں صبح ہونے سے پہلے دفن کر دیا۔

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ دریافت کیا گیا کہ کیا میت رات کو دفن ہو سکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابوبکرؓ رات ہی کو دفن کئے گئے۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ کو رات کو دفن کیا، پھر وہ مسجد میں گئے۔ اور تین رکعت نماز وتر پڑھائی۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ رات کو دفن کئے گئے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہیکہ ابوبکرؓ رات کو دفن کئے گئے۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رات کو دفن کئے گئے ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ رات کو دفن کئے گئے اور عمرؓ الخطابؓ نے دفن کیا۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ کو رات کو دفن کیا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں ابوبکرؓ کی تدفین میں موجود تھا ان کی قبر میں عمر بن الخطاب، عثمان بن عفان، طلحہ بن عبیداللہ اور عبدالرحمن بن ابی بکر اترے۔ میں نے بھی اترنے کا ارادہ کیا تو عمرؓ نے کہا کہ کافی ہے (تمہاری ضرورت نہیں)۔

نوحہ زاری کی ممانعت

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ کی وفات ہوئی تو عائشہؓ نے ان پر نوحہ قائم کیا۔ عمرؓ کو معلوم ہوا تو وہ آئے اور ان عورتوں کو ابوبکرؓ پر نوحہ کرنے سے منع کیا۔ عورتوں نے باز رہنے سے انکار کیا۔ انہوں نے ہشام بن الولید سے کہا کہ میرے پاس ابی قحافہ کی بیٹی (ابوبکرؓ کی بہن) کو لے آؤ، انہوں نے اُن کو دُرّے سے چند ضربیں لگائیں۔ نوحہ کرنے والیوں نے یہ سنا تو متفرق ہوگئیں۔

عمرؓ نے کہا کہ تم لوگ یہ چاہتی ہو کہ تمہارے رونے کی وجہ سے ابوبکرؓ کو عذاب کیا جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میت پر اس کے عزیزوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ کا نوحہ کرنیوالوں کو منتشر کرنے کا حکم

عائشہؓ سے مروی ہے کہ مغرب عشاء کے درمیان ابوبکرؓ کی وفات ہوئی، صبح ہوئی تو مہاجرین وانصار کی

عورتیں جمع ہوئیں اور لوگوں نے نوحہ قائم کیا، حالانکہ ابوبکرؓ کو غسل اور کفن دیا جا رہا تھا۔ عمر بن الخطاب نے نوحہ کرنے والیوں کو حکم دیا تو وہ منتشر کر دی گئیں، واللہ وہ عورتیں اسی بات پر تھیں تو وہ متفرق کر دی گئیں۔

رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کرنے کی وصیت

عمر بن عبداللہ بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ اور قاسم بن محمد دونوں نے کہا کہ ابوبکرؓ نے عائشہؓ کو وصیت کی کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ ان کی وفات پر قبر کھودی گئی۔ سر رسول اللہ ﷺ کے شانوں کے پاس کیا گیا اور لحد رسول اللہ ﷺ کی قبر سے ملا دی گئی، وہ وہیں دفن کئے گئے۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کا سر رسول اللہ ﷺ کے شانوں کے پاس ہے اور عمرؓ کا سر ابوبکرؓ کے دونوں پاؤں کے پاس۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کی قبر بھی رسول ﷺ کی قبر کی طرح مسطح بنائی گئی اور اس پر پانی چھڑکا گیا۔

حضرت عائشہؓ سے مزارات دیکھنے کی درخواست

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں عائشہؓ کے پاس گیا اور کہا کہ اماں! نبی ﷺ اور آپ کے دونوں صاحبوں کی قبریں میرے لئے کھول دیجئے، انہوں نے میرے لئے تین قبریں کھول دیں جو نہ بلند تھیں نہ زمین سے پیوست، سرخ کنکریلی زمین کی کنکریاں ان پر پڑی تھیں، میں نے نبی ﷺ کی قبر کو دیکھا کہ وہ آگے تھی، ابوبکرؓ کی قبر آپ کے سر کے پاس تھی اور عمرؓ کا سر نبی ﷺ کے پاؤں کے پاس تھا۔ ... قاسم نے ان حضرات کا حلیہ بیان کیا۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمرؓ کو نبی ﷺ کی قبر پر دیکھا کہ وہ نبی ﷺ پر درود پڑھ رہے تھے اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے لئے دعا کر رہے تھے۔

حضرت علیؓ کی حضرت ابوبکرؓ وعثمانؓ کے متعلق رائے

ابو عقیل نے ایک شخص سے روایت کی کہ علیؓ سے ابوبکرؓ و عمرؓ کو دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ دونوں ہدایت کے امام، راستہ پانے والے، راستہ بتانے والے، اصلاح کرنے والے، کامیابی حاصل کرنے والے تھے جو دنیا سے اس طرح گئے کہ شکم سیر نہ تھے۔

مکہ میں خوف ناک آواز ابن ابی قحافہ کی وفات

ابن المسیب سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کے والد ابوقحافہ نے مکہ میں خوف ناک آواز سنی تو کہا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ تمہارے بیٹے کی وفات ہوگئی۔ انہوں نے کہا کہ بہت بڑی مصیبت ہے، ان کے بعد امارت کو کس نے قائم کیا؟ لوگوں نے کہا، عمرؓ نے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ان کے صاحب (ساتھی دوست) ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کا ورثہ

شعیب بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر صدیقؓ کے ابوقحافہ اُن کے سدس (چھٹے حصے) کے وارث ہوئے، اُن کے ساتھ اُن کے بیٹے عبدالرحمن اور محمد و عائشہؓ و اسماءؓ و اُم کلثوم ولد ابی بکرؓ اور ان کی دونوں بیویاں اسماء بنت عمیس اور حبیبہ خارجہ بن زید بن ابی زہیر جو بنی الحارث ابن الخزرج میں سے تھیں وارث ہوئیں، یہی حبیبہ اُم کلثوم کی ماں تھیں، ابوبکرؓ کی وفات کے وقت پیٹ میں تھیں

اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ نے کہا کہ میں نے مجاہد کو کہتے سنا کہ ابوقحافہ نے ابوبکرؓ کی میراث کے بارے میں گفتگو کی تو انہوں نے کہا کہ میں اس کو ابوبکرؓ کی اولاد کو واپس کرتا ہوں۔

ابوقحافہ کی وفات

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ کے بعد ابوقحافہ بھی چھ مہینے اور چند دن سے زیادہ زندہ نہ رہے۔ محرم ۱۴ھ میں مکہ میں جب وہ ستانوے سال کے تھے، انتقال ہو گیا۔

حضرت ابوبکرؓ کی انگوٹھی

حبان الصائغ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کی مہر (انگوٹھی) کا نقش **نعم القادر اللہ** تھا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر صدیقؓ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انہوں نے قرآن جمع نہیں کیا تھا۔ ہشام بن مسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرمایا کہ میرے بعد تم دونوں پر کوئی امیر نہ بنے گا۔

حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے مراتب

محمد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ تم اپنا ہاتھ بڑھاؤ کہ ہم تم سے بیعت کریں۔ عمرؓ نے کہا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ تم مجھ سے زیادہ قوی ہو۔ عمرؓ نے کہا کہ میری قوت، باوجود آپ کے افضل ہونے کے آپ ہی کے لیے ہے ... پھر عمرؓ نے ان سے بیعت کی۔

حضرت ابوبکرؓ کے خضاب کے متعلق روایت

عروہ بن عبداللہ بن قشیر سے مروی ہے کہ میں ابوجعفر سے اس حالت میں ملا کہ میری داڑھی سفید تھی۔ انہوں نے کہا، تمہیں خضاب سے کون مانع ہے؟ میں نے کہا کہ میں اس شہر میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا، وسمہ سے رنگ لو، میں تو اسی سے رنگتا تھا، یہاں تک کہ میرا منہ متحرک ہو گیا (یعنی رعشہ پڑ گیا) انہوں نے کہا کہ تمہارے علماء میں سے احمق لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ داڑھیوں کا خضاب حرام ہے حالانکہ اُن لوگوں نے محمد بن ابوبکرؓ یا محمد بن قاسم سے ابوبکرؓ کے خضاب کو دریافت کیا (زہیر نے کہا کہ محمد و قاسم کے نام میں شک نہیں ہے کسی اور سے ہے کہ اُسے یاد نہیں رہا) تو انہوں نے کہا کہ وہ مہندی اور کتم کا خضاب لگاتے تھے، صدیقؓ نے خضاب لگایا میں

نے کہا کہ صدیق نے کہا؟ انہوں نے کہا کہ اسی قبلے یا کعبے کے رب کی قسم وہ صدیق تھے (جنہوں نے سرخ خضاب لگایا)۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خطبہ

وہب بن جریر نے کہا کہ میرے والد نے حسن سے سنا کہ جب ابوبکرؓ سے بیعت کی گئی تو وہ خطبے کے لئے کھڑے ہوئے واللہ ان کا سا خطبہ اب تک کسی نے نہیں سنایا۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثناء کی پھر کھڑے ہو کر کہا امابعد، مجھے اس امارت کا والی بنادیا گیا، حالانکہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں واللہ میں چاہتا ہوں تم سے مجھے کوئی کافی ہو جائے (یعنی اس امارت کو لے لے) سوائے اس کے کہ اگر تم لوگ مجھے مجبور کرو گے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرح عمل کروں تو میں اسے قائم نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ ایک نیک بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے وحی سے نوازا انہیں اس کے ذریعے سے معصوم کر دیا تھا۔ آگاہ ہو کہ میں تو صرف ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی ایک سے بھی بہتر نہیں، لہٰذا میری رعایت کرو، جب مجھے دیکھو کہ راہ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو اور اگر دیکھو کہ میں کج ہو گیا تو سیدھا کرو۔

آگاہ ہو کہ میرے لئے بھی شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ جب مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو، میں تمہارے بدن میں اور تمہاری کھالوں میں کوئی اثر نہیں کر سکتا۔

انصار کا مطالبہ خلافت

ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو انصار کے خطباء (مقررین) کھڑے ہوئے ان میں سے ایک شخص کہنے لگا اے گروہ مہاجرین! رسول اللہ تم میں سے کسی کو عامل بناتے تو اس کے ساتھ ہم میں سے بھی ایک آدمی کو شامل کر دیتے۔ اس لئے ہماری رائے ہے کہ اس امر (خلافت) کے دو آدمی والی ہوں ایک تم میں سے دوسرا ہم میں سے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی انصار کو نصیحت

ابوسعید نے کہا کہ خطبائے انصار یکے بعد دیگرے اسی طرح تقریر کرتے رہے۔ پھر زید بن ثابت کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین میں سے تھے امام بھی مہاجرین میں سے ہوگا ہم لوگ اس کے انصار (مددگار) ہوں گے جیسا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے انصار تھے ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے گروہ انصار اللہ تمہیں جزا دے جو قبیلے کے ساتھ زندگی بسر کرے اور تمہارے قائل (بات کہنے والے) کو ثابت قدم رکھے واللہ اگر تم اس کے سوا کرتے تو ہم تم سے ہرگز صلح نہ کرتے۔

عہدِ صدیقؓ کا بیت المال

محمد بن ہلال کے والد اور (تین طرق سے) مروی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ کا بیت المال السنح میں مشہور تھا جس کا کوئی محافظ نہ تھا ان سے کہا گیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! آپ بیت المال پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتے جو اس

کی حفاظت کرے، انہوں نے کہا کہ اس پر کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا اس پر قفل ہے۔

راوی نے کہا اس میں جو کچھ ہوتا دے دیا کرتے اور کچھ باقی نہ رکھتے۔ ابوبکرؓ مدینے میں منتقل ہوئے تو اس کو بھی انہوں نے مدینے منتقل کیا۔ انہوں نے اپنا بیت المال اسی میں کیا جس میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھا۔

اُن کے پاس معدنِ قبیلہ سے اور معاون جہنیہ سے بہت سا مال آیا۔ ابوبکرؓ کی خلافت میں معدن بنی سلیم بھی فتح ہوگیا۔ وہاں سے بھی صدقے کا مال اُن کے پاس لایا گیا۔ یہ سب بیت المال میں رکھا جاتا۔

مال کی تقسیم میں مساوات

ابوبکرؓ اسے لوگوں میں نام بنام تقسیم کرتے۔ ہر سوانسانوں کو اتنا اتنا پہنچتا۔ لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے میں آزاد اور غلام مرد اور عورت، خورد اور کلاں (چھوٹے اور بڑے) میں برابری کرتے۔ وہ اونٹ اور گھوڑے اور ہتھیار خریدتے۔ اللہ کی راہ میں لوگوں کو جہاد کے لئے سوار کرتے۔

بیواؤں میں چادروں کی تقسیم

ایک سال انہوں نے وہ چادریں خریدیں جو بادیہ سے لائی گئی تھیں۔ جاڑے میں وہ سب مدینے کی بیوہ عورتوں میں تقسیم کر دیں۔

بیت المال میں ایک درہم

ابوبکرؓ کی وفات ہوگئی اور دفن کر دیے گئے تو عمر بن الخطابؓ نے امینوں کو بلایا اور ابوبکرؓ کے بیت المال میں لے گئے، ہمراہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور عثمانؓ بن عفان وغیرہ بھی تھے ان لوگوں نے بیت المال کو کھولا تو اس میں کوئی درہم پایا نہ دینار، مال رکھنے کی ایک تھیلی تھی، کھولی گئی تو اس میں ایک درہم نکلا۔ اُن لوگوں نے ابوبکرؓ کے لئے دُعائے رحمت کی۔

مدینے میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک وزّان (تولنے والا) تھا۔ ابوبکرؓ کے پاس جو مال ہوتا اُسے وہ تولتا۔ اُس وزّان سے دریافت کیا گیا کہ وہ مال کس مقدار کو پہنچا جو ابوبکرؓ کے پاس آیا۔ اس نے کہا دو لاکھ (درہم) کو۔

بنی عدی بن کعب بن لوی

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

حضرت عمرؓ کا شجرۂ نسب

ابن نفیل بن العزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح ابن عدی بن کعب، کنیت ابوحفص تھی، اُن کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم ابن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

حضرت عمرؓ کی اولاد

عمرؓ کی اولاد میں سے عبداللہ وعبدالرحمن اور حفصہ تھے۔ اُن کی والدہ زینب بنت مظعون حبیب بن وہب

بن حذافہ ابن عدی تھیں۔

زید اکبر جن کا کوئی پس ماندہ نہیں اور رقیہ، ان دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت علی ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم تھیں۔ ام کلثوم کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں زید اصغر وعبید اللہ جو جنگ صفین میں معاویہ کے ہمراہ مقتول ہوئے، ان دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت جرول بن مالک بن المسیب بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشیہ بن سلول ابن کعب بن عمرو خزاعہ میں سے تھیں۔ اسلام نے ام کلثوم بنت جرول کے درمیان تفریق کردی تھی۔ (کیونکہ وہ عمرؓ کے ساتھ اسلام نہیں لائیں اس لیے دونوں کا نکاح جاتا رہا)

عاصم ان کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الافلح کا نام قیس بن عصمة بن مالک بن امہ بن ضبیعہ بن زید تھا۔ جو قبیلہ اوس کے انصار میں سے تھے۔

عبدالرحمن اوسط جو ابوالمجبر تھے، اُن کی والدہ لہیہ ام ولد تھیں۔ عبدالرحمن اصغر، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ فاطمہ، ان کی والدہ ام حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ ابن عبداللہ بن مخزوم تھیں۔ زینب جو عمرؓ کی اولاد میں سب سے چھوٹی تھیں، اُن کی ماں فکیہہ تھیں جو ام ولد تھیں۔ عیاض بن عمرؓ ان کی والدہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل تھیں۔

نافع سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عاصم بن عمرؓ کی والدہ کا نام بدل دیا، اُن کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا، آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ جمیلہ۔

جبل عمرؓ...... محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے ابوبکر بن محمد بن ابی مرہ مکی سے جو اموِر مکہ کے عالم تھے عمر بن الخطاب کا مکے میں وہ مکان دریافت کیا جس میں وہ جاہلیت میں رہتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ وہ ایک پہاڑ کی جڑ میں رہتے تھے جس کا نام آج جبل عمرؓ ہے جاہلیت میں اُس کا نام جبل عاقر تھا۔ اس کے بعد وہ عمرؓ کی طرف منسوب ہوگیا اور اسی جگہ بنی عدی بن کعب کے مکانات تھے۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب ضجنان کے پاس سے گزرے تو کہا کہ میں نے اپنے آپ کو اس جگہ اُس وقت دیکھا ہے جب میں خطاب کی بکریاں چراتا تھا اُن کا یہ حال تھا کہ واللہ میں نے ایسا بدخو درشت کلام نہیں جانا۔ میں نے امت محمد ﷺ کی امارت میں صبح کی۔ انہوں نے بطور مثال یہ شعر پڑھا

لاشیٔی فیما تری الا بشاشة   یبقی الا له ویودی المال والولد

تو جو کچھ دیکھتا ہے اُس میں سوائے دل بہلانے کے (یعنی بشاشت کے) کچھ نہیں ہے اللہ باقی رہے گا اور مال واولاد فنا ہوجائے گی۔

پھر انہوں نے اپنے اونٹ سے کہا حوب حوب (یعنی اسے چلنے کے لئے کہا)۔

یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ سفر مکہ سے واپسی میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب شعاب ضجنان میں تھے تو لوگ ٹھہر گئے۔ وہ بہت گھنے درختوں کی جگہ تھی، عمرؓ نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو وہاں اُس وقت دیکھا ہے کہ خطاب کے اونٹ چراتا تھا۔ وہ بدخو اور درشت کلام تھے، کبھی میں اونٹوں پر لکڑیاں ڈھونڈتا تھا اور کبھی اُن کو مارتا تھا، آج میں نے اس حالت میں صبح کی کہ لوگ میرے دور دراز مقامات میں سفر کرتے ہیں کہ مجھ پر کوئی حاکم نہیں پھر انھوں نے اس شعر سے تمثیل دی

لا شيئی فيما تری الا بشاشته يبقی الا له ويؤ دی المال والو لد

رسول اللہ ﷺ کی دُعا

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے دعا مانگی کہ اے اللہ! ان دو میں سے کسی سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو، اسلام کو عزت دے، عمرؓ بن الخطاب یا ابی جہل بن ہشام۔ اُن دونوں میں اس کے نزدیک محبوب تر عمر بن الخطاب تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمرؓ بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام کو دیکھتے تو فرماتے کہ اے اللہ! ان دونوں میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اُس سے اپنے دین کو قوت دے۔ اُس نے عمرؓ بن الخطاب سے اپنے دین کو قوت دی۔

حسن سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اے اللہ عمرؓ بن الخطاب سے دین کو عزت دے۔

قبول اسلام

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ تلوار لٹکائے ہوئے نکلے۔ بنی زہرہ کا ایک شخص ملا تو اُس نے کہا کہ اے عمرؓ کہاں کا قصد ہے؟ انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ کے قتل کرنے کا ارادہ ہے۔ اُس نے کہا کہ محمد ﷺ کو قتل کر کے بنی ہاشم و بنی زہرہ میں تمہیں کیسے امن ملے گا۔ عمرؓ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم بھی پھر گئے اور اپنا وہ دین چھوڑ دیا جس پر تم تھے۔ اُس شخص نے کہا اے عمرؓ میں تمہیں ایک تعجب خیز بات نہ بتاؤں کہ تمہارے بہنوئی اور بہن بھی برگشتہ ہو گئے اور انھوں نے وہ دین ترک کر دیا جس پر تم ہو۔

حضرت عمرؓ کا استفسار

عمرؓ اُن لوگوں کو ملامت کرتے ہوئے روانہ ہوئے اور اُن دونوں کے پاس آئے۔ اُن کے پاس مہاجرین میں سے ایک شخص تھے جن کا نام خباب تھا۔ خباب نے عمرؓ کی آہٹ سنی تو کوٹھری میں چھپ گئے، عمرؓ اُن دونوں کے پاس آئے اور کہا کہ یہ گنگناہٹ کیا تھی؟ جو میں نے تمہارے پاس سنی۔ اُس وقت وہ لوگ سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔ دونوں نے کہا کہ سوائے ایک بات کے جو ہم لوگ آپس میں بیان کر رہے تھے اور کچھ نہ تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ شاید تم دونوں دین (شرک) سے برگشتہ ہو گئے۔ ان کے بہنوئی نے کہا کہ اے عمر! تم نے کبھی غور کیا کہ حق تمہارے دین میں نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ کا حملہ

عمرؓ نے اپنے بہنوئی پر حملہ کر دیا اور سختی سے روند ڈالا۔ بہن آئیں اور انہوں اُن کو شوہر سے علیحدہ کیا۔ عمرؓ نے اُن کو ہاتھ سے ایسا دھکیلا کہ چہرے سے خون نکل آیا۔ انہوں نے غضب ناک ہو کے کہا اے عمر! حق تمہارے دین میں نہیں ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت عمرؓ کی مایوسی

جب عمرؓ مایوس ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ کتاب جو تمہارے پاس ہے مجھے دو کہ میں اسے پڑھوں۔ عمرؓ کتاب پڑھنے لگے تو اُن کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اسے سوائے پاک لوگوں کے کوئی نہیں چھوتا اُٹھو غسل یا وضو کرو عمرؓ نے اُٹھ کے وضو کیا اور سورہ طٰہٰ سے ''انی أنا اللہ لا الٰہ الا أنا فاعبدنی واقم الصلوۃ لذکری'' (میں ہی اللہ ہوں کہ سوائے میرے کوئی معبود نہیں، میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر) پڑھا، عمرؓ نے کہا کہ مجھے محمد ﷺ کا راستہ بتاؤ۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا عمر بن الخطابؓ کے حق میں قبول ہوئی

یہ سن کر خباب کوٹھری سے نکل آئے اور کہا کہ عمرؓ تمہیں خوشخبری ہو، میں اُمید کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی شب پنجشنبہ کی دعا تمہارے ہی لیے قبول ہوئی ''اللّٰھم أعز الاسلام بعمر بن الخطاب أو بعمرو بن ھشام'' (اے اللہ اسلام کو عمر بن الخطاب یا عمرو بن ہشام سے عزت دے)

حضرت عمرؓ کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانگی

رسول اللہ ﷺ اُس مکان میں تھے جو کوہ صفا کے دامن میں تھا، عمرؓ اس مکان میں آئے۔ دروازے پر حمزہؓ و طلحہؓ اور چند اصحاب رسول اللہ ﷺ تھے، جب حمزہؓ نے دیکھا تو یہ قوم (مسلمین) عمرؓ سے ڈر گئی۔ حمزہؓ نے کہا، اچھا یہ عمر ہیں۔ اگر اللہ کو عمرؓ کے ساتھ خیر منظور ہوگی تو وہ اسلام لائیں گے، اور نبی ﷺ کی پیروی کریں گے اور اگر وہ اس کے سوا کوئی اور ارادہ کریں گے تو ہمیں اُن کا قتل کر دینا آسان ہوگا۔

نبی ﷺ اندر اس حالت میں تھے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی پھر باہر عمرؓ کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اچھی طرح اُن کی چادر اور تلوار کی پیٹی کو پکڑ لیا اور فرمایا اے عمر کیا تم اس وقت تک باز نہ آؤ گے جب تک کہ اللہ تمہارے لیے رسوائی اور عذاب نازل نہ کریں؟ جیسا کہ اُس نے ولید بن مغیرہ کے لیے نازل کیا اے اللہ یہ عمرؓ بن الخطاب ہے، اے اللہ دین کو عمرؓ بن الخطاب سے عزت دے۔ عمرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ اسلام لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ باہر نکلئے۔

حضرت عمرؓ کے قبول اسلام سے پہلے مسلمانوں کی تعداد

زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دار ارقم میں داخل نہ ہوئے اور چالیس یا چالیس سے کچھ اوپر مردوں اور عورتوں کے بعد اسلام لا چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہشام کو کہا تھا کہ اے اللہ دونوں آدمیوں عمر بن الخطاب یا عمرو بن ہشام میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اُس سے اسلام کو عزت دے جب عمرؓ اسلام لے آئے تو جبریل نازل ہوئے اور کہا یا محمد ﷺ عمرؓ کے اسلام سے آسمان والے بھی خوش ہوئے۔

عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد ہی اسلام مکے میں ظاہر ہوا

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ چالیس مرد اور دس عورتوں کے بعد عمرؓ اسلام لائے۔ عمرؓ کے اسلام لانے ہی سے اسلام مکے میں ظاہر ہوا۔

صہیب بن سنان سے مروی ہے کہ جب عمرؓ اسلام لائے تو اسلام ظاہر ہوا اور علانیہ اس کی دعوت دی جانے لگی۔ ہم لوگ حلقہ کر کے بیت اللہ کے گرد بیٹھے، ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا، جس نے ہم پر سختی کی اس سے ہم نے بدلا لے لیا اور ایذا رسانیوں کا جواب دیا۔

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے مروی ہے کہ عمرؓ پینتالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام لائے۔

حضرت عمرؓ کا سن ولادت

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطابؓ کو کہتے سنا کہ میری ولادت دوسرے فجار اعظم سے چار سال قبل ہوئی (فجار)، وہ دن کہلاتے ہیں جس میں قریش اور قیس بن غیلان میں جنگ ہوئی تھی، اور وہ نبوت کے چھٹے سال ذی الحجہ میں بعمر چھبیس سال اسلام لائے۔ عبداللہؓ کہا کرتے تھے کہ عمرؓ جب اسلام لائے، تو میں چھ سال کا تھا۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ جب سے عمرؓ اسلام لائے ہم لوگ برابر بلکہ غالب ہو گئے۔

بیت اللہ میں اعلانیہ عبادت

محمد بن عبید نے اپنی حدیث میں کہا کہ ہم نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا تھا کہ عمرؓ کے اسلام لانے تک بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی استطاعت نہ تھی، جب عمرؓ اسلام لائے تو انھوں نے اُن لوگوں سے جنگ کی، یہاں تک کہ انھوں نے ہمیں نماز کے لیے چھوڑ دیا۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ عمرؓ کا اسلام، اسلام کی فتح تھی اور اُن کی خلافت رحمت تھی، ہم نے اپنی وہ حالت دیکھی ہے کہ عمرؓ کے اسلام لانے تک ہم لوگ بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ جب عمرؓ اسلام لائے تو انہوں نے لوگوں سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم نے بیت اللہ میں نماز پڑھی۔

فاروق کا لقب

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ ابن شہاب نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اہل کتاب ہی سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے عمرؓ کو فاروق کہا۔ مسلمانوں نے یہ لقب انہیں (اہل کتاب) کے قول سے اختیار کیا تھا ہمیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا کچھ ذکر کیا ہو۔ نہ ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ابن عمرؓ نے یہ کہا ہو، بس یہ فاروق لقب عمرؓ کے مناقب صالح میں ذکر کیا جاتا اور اُن کی مدح وثنا کی جاتی تھی۔

راوی نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ عمر

بن الخطاب سے اپنے دین کی تائید کر۔ ایوب بن موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے حق کو عمرؓ کے قلب وزبان پر جاری کیا ہے اور فاروق ہیں کہ اللہ نے اُن کے ذریعے سے حق و باطل میں فرق کردیا ہے۔

ابی عمر بن ذکوان سے مروی ہے کہ میں نے عائشہؓ سے پوچھا کہ عمرؓ کا نام فاروق کس نے رکھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نبی ﷺ نے۔

ہجرت اور عقد مواخاۃ

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو مدینے کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی تو مسلمان گروہ در گروہ ہو کر نکلنے لگے۔ مرد ایک دوسرے کو ساتھ لے لیتے اور روانہ ہو جاتے عمر اور عبداللہ (راویوں) نے کہا کہ ہم نے نافع (راوی) سے پوچھا کہ (وہ لوگ) پیادہ تھے یا سوار، اُنہوں نے کہا دونوں (یعنی پیادہ بھی سوار بھی) اہل استطاعت سوار تھے، جو باری باری بیٹھتے اور جنہیں سواری نہ ملی وہ پیادہ جا رہے تھے۔

ہجرت کا منصوبہ

عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں نے اور عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن العاص بن وائل نے اضاءۃ بنی غفار کی جھاڑیوں میں ملنے کا وعدہ کیا۔ ہم لوگ پوشیدہ نکلتے تھے، ہم نے کہا کہ اگر کوئی شخص وعدے کے مقام سے بچھڑ جائے تو انہیں تلقین تھی کہ دوسرے جو اضاءۃ بنی غفار کے پاس صبح کریں چلے جائیں۔ میں اور عیاش بن ابی ربیعہ روانہ ہو گئے، ہشام بن العاص روک لیے گئے اور ان لوگوں کے فتنے میں پڑ گئے جب ہم العقیق میں پہنچے تو وہاں سے العصبہ کی طرف پلٹ کے قبا میں آئے اور رفاعہ بن عبدالمنذر کے پاس اُترے۔

عیاش بن ابی ربیعہ

عیاش بن ابی ربیعہ کے پاس اُن کے دونوں اخیافی بھائی ابوجہل اور حارث فرزندان ہشام بن مغیرہ آئے۔ اُن کی ماں اسما بنت مخربہ بنی تمیم میں سے تھی۔ نبی ﷺ اب تک مکہ ہی میں تھے، آپ روانہ نہیں ہوئے تھے۔

ابوجہل اور حارث بہت تیز چل کے قبا میں ہمارے ساتھ پہنچے عیاش سے کہا کے تمہاری ماں نے نذر مانی ہے کہ ''جب تک تمہیں دیکھ نہ لیں گی کہیں سائے میں نہ بیٹھیں گی، نہ سر میں تیل لگائیں گی۔'' عمرؓ نے کہا کے ''واللہ یہ لوگ تمہیں یہاں سے واپس نہیں کر رہے ہیں بلکہ تمہارے دین سے تمہیں پھیر رہے ہیں، لہٰذا اپنے دین کا خیال کرو اور اس کا خوف کرو۔''

عیاش نے کہا کے مکہ میں میرا مال ہے شاید میں اُسے لے سکوں تو اس سے ہمارے لیے قوت ہو جائے گی، اور میں اپنی ماں کی قسم پوری کر دوں گا۔ وہ ان دونوں کے ہمراہ روانہ ہو گئے، ضجنان میں پہنچ کے یہ اپنی سواری سے اُتر پڑے اور اُنکے ساتھ وہ دونوں بھی اُتر پڑے۔ رسّی سے باندھ کے دونوں اُن کو مکہ میں لائے اور کہا کہ اے اہل مکہ اپنے بے وقوفوں کے ساتھ ایسا ہی کرو، اہل مکہ نے انہیں قید کر دیا۔

حضرت عمرؓ کا عقد مواخاۃ

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ بن الخطاب کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ بن الخطاب اور عویم بن ساعدہ کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔ عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ بن الخطاب اور عتبان بن مالک درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔ کہا جاتا ہے کہ عمرؓ اور معاذ بن عفراء کے درمیان بھی عقد مواخاۃ ہوا تھا،

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مدینے میں عمرؓ بن الخطاب کا مکان رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ زمین پر تھا۔

حضرت عمرؓ کی غزوات میں شرکت

لوگوں نے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب بدر و اُحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر ہوئے، متعدد سرایا میں بھی شریک ہوئے، جن میں بعض کے وہ امیر بھی تھے۔

حضرت عمرؓ کی امارت میں سریہ

ابی بکر بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ شعبان ۷ھ میں رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ بن الخطاب کو تین آدمیوں کے ہمراہ تربہ میں قبیلہ ہوازن کی ایک شاخ کی جانب بطور سریہ روانہ کیا۔

بریدہ اسلمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اہل خیبر کے میدان میں اُترے تو آپ نے جھنڈا عمرؓ بن الخطاب کو دیا۔

حضرت عمرؓ کو عمرے کی اجازت

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے نبی ﷺ سے عمرے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا، اے برادر من، ہمیں بھی دُعائے صالح میں شریک کر لینا اور ہمیں فراموش نہ کرنا۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے عمرے کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے اجازت دی، پھر فرمایا، اے برادرم ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا، سلیمان نے اپنی حدیث میں کہا کہ عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے آپ ﷺ نے یہ ایک ایسا کلمہ فرمایا کہ اگر اس کے عوض مجھے ساری دنیا بھی ملے تو مسرت نہ ہو، سلیمان نے کہا کہ شعبہ اس کے بعد مدینے میں عاصم سے ملے اور ان سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا اے میرے بھائی ہمیں دعا میں شریک کر لینا، ابوالولید نے کہا کہ اس طرح کی میری کتاب میں بھی ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ ولید بن ابی ہشام سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے نبی ﷺ سے عمرے کی اجازت چاہی اور کہا کہ میں جانا چاہتا ہوں!

آپ ﷺ نے انہیں اجازت دی۔ جب عمر آپ ﷺ سے اجازت لے کر چلے تو آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ اے میرے بھائی کسی قدر ہمیں بھی اپنی دعا میں شامل کر لینا اور ہمیں فراموش نہ کرنا۔

سب سے زیادہ صاحب فراست کون؟

ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ سب سے زیادہ صاحب فراست تین آدمی ہیں۔ ابوبکرؓ عمرؓ کے بارے میں (جوانہیں خلافت کے لئے نامزد کر گئے) موسیٰ کی بیوی جس وقت انہوں نے (اپنے والد حضرت شعیب سے) کہا کہ اُن کو ملازم رکھ لیجئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بیوی (زلیخا کہ بحالت غلامی ہی انہوں نے آثار سعادت پہچان لئے)

خلافت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب میرے والد کی علالت میں شدت ہوئی تو ان کے پاس فلاں فلاں شخص آئے اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ جب آپ اپنے رب سے ملیں گے تو اس کا کیا جواب دیں گے کہ آپ نے ہم پر ابن الخطاب کو خلیفہ بنایا ہے انہوں نے کہا کہ مجھے بٹھا دو، جب بیٹھ گئے تو فرمایا کیا تم لوگ اللہ سے ڈراتے ہو؟ میں کہوں گا کہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو اُن سب سے بہتر تھا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا، اُن کے پاس علیؓ اور طلحہؓ آئے اور دریافت کیا کہ آپ نے کس کو خلیفہ بنایا۔ انہوں نے کہا عمرؓ کو۔ دونوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ انہوں نے کہا کیا تم دونوں مجھے اللہ سے ڈراتے ہو، اس لئے کہ میں تم دونوں سے زیادہ اللہ و اور عمرؓ کو جانتا ہوں۔ میں اللہ سے کہوں گا کہ میں نے اُن پر اُس شخص کو خلیفہ بنایا جو تیرے اہل میں سب سے زیادہ بہتر تھا۔ محمد بن حمزہ بن عمرو نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکرؓ کی وفات ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ بروز سہ شنبہ شام ہوئی عمرؓ نے ابوبکرؓ کی وفات کے روز سہ شنبے کی صبح کو خلافت قبول کی۔

حضرت عمرؓ کا پہلا خطبہ

حسن سے مروی ہے کہ ہمارا خیال ہے کہ عمرؓ نے سب سے پہلے جو خطبہ ارشاد فرمایا یہ تھا کہ انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کی، پھر کہا کہ اما بعد

> میں تمہارے کام میں شامل کر دیا گیا۔ میں اپنے دونوں صاحبوں کے بعد تم پر خلیفہ ہو گیا، جو شخص ہمارے سامنے ہوگا ہم خود ہی اس کا کام کریں گے (یعنی اُس کے معاملات ومقدمات کی سماعت خود ہی کریں گے) اور جب ہم سے دور ہوگا تو ہم اہل قوت وامانت کو والی بنائیں گے جو اچھائی کرے گا ہم اس کے ساتھ زیادہ اچھائی کریں گے اور جو بُرائی کرے گا ہم اُسے سزا دیں گے اور اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے۔

تین کلمات

جامع بن شداد نے اپنے کسی قرابت دار سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا کہ تین کلمات ہیں کہ جب میں انہیں کہوں تو تم لوگ ان پر آمین کہو، اے اللہ میں ضعیف ہوں لہٰذا مجھے قوی کر دے، اے اللہ میں سخت ہوں مجھے نرم کر دے، اور اے اللہ میں بخیل ہوں مجھے سخی کر دے۔

حضرت ابوبکرؓ کی تدفین کے بعد مسلمانوں سے خطاب

حمید بن ہلال نے کہا کہ مجھے ایک شخص نے جو ابوبکر صدیقؓ کی وفات میں موجود تھے خبر دی کہ جب عمرؓ ان کی تدفین سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اُن کی قبر کی مٹی سے اپنا ہاتھ جھاڑا، پھر اپنی جگہ پر خطبے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ نے تم لوگوں کو میرے ساتھ شامل کیا اور مجھے تمہارے ساتھ شامل کیا۔ اس نے مجھے میرے دونوں صاحبوں کے بعد باقی رکھا، واللہ تمہارے جو معاملے میرے سامنے آگئے تو اس میں کوئی شخص بغیر میرے حکم کے والی نہ ہوگا اور جو معاملہ میری نظروں سے باہر ہوگا تو میں اس میں امانت و کفایت کے ساتھ اپنی کوشش صرف کروں گا، اگر لوگ احسان کریں گے تو میں بھی ضرور اُن کے ساتھ احسان کروں گا، اور اگر بدی کریں گے تو میں ضرور ضرور سزا دوں گا۔ راوی نے کہا کہ واللہ انہوں نے اس پر کچھ زیادہ نہ کیا یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑ گئے (یعنی جو کہا وہی کیا)

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے کہا کہ اس شخص کو معلوم ہونا چاہئے جو میرے بعد اس امر خلافت کا والی ہوگا کہ قریب و بعید کے لوگ اس کی خواہش کریں گے۔ میں اپنی طرف سے (اپنے لئے) لوگوں سے لڑوں گا، اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس امر کے لئے مجھ سے زیادہ قوی کے ہوتے ہوئے میں مقدم کر دیا گیا ہوں تو مجھے اس کا والی بنانے سے اپنی گردن کا مار دینا زیادہ پسند ہوتا۔

حضرت عمرؓ کی ضروریات زندگی

احنف سے اور دوسرے طرق سے بھی مروی ہے کہ ہم لوگ عمرؓ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جاریہ (لونڈی) گزری لوگوں نے کہا کہ یہ امیر المومنین کے سریہ (باندی و حرم) ہے تو اس (باندی) نے کہا کہ امیر المومنین کی کوئی سریہ نہیں ہے اور وہ نہ ان کے لئے حلال ہے، کیونکہ وہ اللہ کا مال ہے۔ ہم لوگوں نے کہا کہ پھر اللہ کے مال میں سے کون مال اُن کے لئے حلال ہے، اُس جاریہ کے پہنچنے کی دیر تھی کہ ہمارے پاس عمرؓ کا قاصد آیا اور ہمیں بلایا۔ ہم اس کے پاس آئے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں نے کیا کہا تھا ہم نے کہا کہ ہم لوگوں نے کوئی بری بات نہیں کہی، ایک جاریہ گزری تو ہم نے کہا کہ یہ امیر المومنین کی سریہ ہے وہ بولی کہ وہ امیر المومنین کی سریہ نہیں ہے اور نہ وہ امیر المومنین کے لئے حلال ہے وہ اللہ کا مال ہے ہم نے کہا کہ پھر اُن کے لئے اللہ کے مال میں سے کیا حلال ہے؟ (عمرؓ نے) فرمایا میں جو چیز حلال سمجھتا ہوں تمہیں بتاتا ہوں۔ میرے لئے سال میں دو جوڑے حلال ہیں (ایک جوڑا، ایک چادر اور ایک تہمد کا ہوتا ہے، ایک جوڑا سردی میں اور ایک جوڑا گرمی میں اور وہ سواری جس پر میں حج و عمرہ کروں۔ میری اور میرے عیال کی خوراک جیسی قریش کے آدمی کی ہوتی ہے، جو نہ تو ان کے امیروں کی ہو اور نہ تو ان کے فقیروں کی ہو۔ پھر اس کے بعد میں بھی مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں جو سب کو پہنچے گا وہ مجھے بھی پہنچے گا۔

اللہ کے مال میں حضرت عمرؓ کا حصہ

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے مال میں اپنے آپ کو بمنزلہ یتیم رکھا ہے کہ اگر میں غنی ہوں تو (اس مال سے) بچوں اور اگر فقیر ہوں تو (اس میں سے) اصول کے مطابق کھاؤں (قرآن مجید میں یتیم کا یہی حکم ہے) وکیع نے اپنی حدیث میں (اتنا اور) کہا کہ پھر اگر مال دار ہو جاؤں تو ادا کر دوں۔

اللہ کے مال میں بمنزلہ یتیم

عمرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا: میں نے اپنی طرف سے اللہ کے مال کو بمنزلہ مالِ یتیم رکھا ہے اگر میں غنی ہو جاؤں تو اس مال سے بچوں اور اگر فقیر ہوں تو اصول کے مطابق اُس میں سے کھاؤں۔ ابی وائل سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ میں نے اللہ کے مال کو بمنزلہ مالِ یتیم قرار دیا ہے جو غنی ہو وہ پرہیز کرے اور جو فقیر ہو وہ اصول کے مطابق کھالے۔

عروہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اس مال میں سے میرے لئے صرف اتنا ہی حلال ہے جتنا میں اپنے ذاتی مال میں سے کھاتا ہوں۔

بیت المال سے قرض

عمران سے مروی ہے کہ عمرؓ کو جب ضرورت ہوتی تو وہ محافظ بیت المال کے پاس آتے اور اس سے قرض لے لیتے اکثر تنگی ہوتی، محافظ بیت المال اُن کے پاس آ کر تقاضا کرتا اور اُن کے ساتھ ہو لیتا تو وہ اس سے حیلہ کرتے (فلاں وقت دوں گا) اور اکثر ان کی تنخواہ نکلتی تو وہ اُسے ادا کر دیتے تھے۔

براابن معرور کے کسی فرزند سے مروی ہے کہ ایک روز عمرؓ نکل کر منبر کے پاس آئے، وہ کچھ بیمار تھے، اُن سے شہد کی تعریف کی گئی (کہ اس مرض میں مفید ہے) اور بیت المال میں ایک عُکّہ (وزن شہد) ہے اُنہوں نے کہا کہ اگر تم لوگ مجھے اجازت دو (تو خیر) ورنہ وہ مجھ پر حرام ہے۔ لوگوں نے انہیں اُس کی اجازت دی۔

عاصم بن عمرؓ کا نفقہ

عاصم بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے میرے پاس یرفا کو بھیجا میں اُن کے پاس آیا تو وہ فجر یا ظہر کی نماز کے لئے جائماز پر تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس مال کو اس کا والی بننے کے قبل بھی بغیر حق کے نہیں سمجھتا تھا اور جب اُس کا والی بنا ہوا ہوں بالکل اُسے اپنے اوپر حرام بھی نہیں سمجھتا ہوں، میری امانت عود کر آئی۔ میں نے تمہیں اللہ کے مال میں سے ایک مہینے تک نفقہ دیا ہے اور میں تمہیں زیادہ دینے والا نہیں ہوں لیکن میں تمہاری مدد اپنے الغابہ کے (باغ کے) پھل سے کروں گا، اسے کاٹ لو اور بیچ ڈالو، تم اپنی قوم کے تاجروں میں سے کسی کے پاس کھڑے ہو جاؤ، جب وہ کوئی چیز بغیر کسی تجارت کے خریدے تو تم بھی اُس کے شریک ہو جاؤ، اور نفع اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی دختر کی نفقہ سے محرومی

حسن سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک دبلی لڑکی کو دیکھا کہ کورونی جارہی ہے۔ پوچھا یہ لڑکی کس کی ہے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ یہ آپ کی لڑکیوں میں سے ایک کی ہے پوچھا یہ میری کون لڑکی ہے؟ عبداللہ نے کہا کہ میری بیٹی ہے۔ فرمایا اُس کا حال کیوں کر ہوا۔ عرض کی آپ کے عمل سے کہ آپ اسے نفقہ نہیں دیتے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ میں تمہارے بچوں کی وجہ سے یہ اُمید نہ دلاؤں گا کہ میں تمہارے بچوں پر وسعت کردوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کی پیروی

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ حفصہؓ بنت عمرؓ نے اپنے والد سے کہا (بروایت یزید) یا امیر المومنین (اور بروایت ابواسامہ) اے والد! اللہ نے آپ کو خوب رزق دیا اور زمین کو آپ پر فتح کر دیا، اگر آپ اپنے کھانے میں باریک اناج کھائیں اور لباس میں باریک کپڑا پہنیں (تو بہتر ہو) فرمایا کہ میں تمہارا فیصلہ تمہیں سے کرتا ہوں۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کیسی مصیبت کی زندگی گزارتے تھے، وہ برابر انہیں یاد دلاتے رہے یہاں تک کہ رو دیں۔ پھر فرمایا کہ میں نے تم سے کہا کہ واللہ اگر مجھ سے ہو سکے گا تو میں ضرور ضرور اُن دونوں (حضرات یعنی رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ کی مصیبت کی زندگی میں شرکت کروں گا کہ شاید میں اُن دونوں کی راحت کی زندگی میں (جو آخرت میں ہے) شریک ہو جاؤں۔

حضرت حفصہؓ کی حضرت عمرؓ سے درخواست

حسن سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے شدت اور اپنے نفس پر تنگی کو لازم کر لیا اللہ وسعت لایا تو مسلمان حفصہؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ عمرؓ نے سوائے شدت اور اپنے نفس پر تنگی کے سب چیز سے انکار کر دیا حالانکہ اللہ نے رزق میں کشادگی دے دی ہے۔ انہیں چاہیے کہ اسی مال غنیمت میں سے جو چاہیں اپنے لیے کشادگی کر لیں انہیں جماعت مسلمین کی طرف سے پوری اجازت ہے۔ حفصہؓ اُن لوگوں کی خواہش سے متفق ہو گئیں۔

حضرت عمرؓ کا جواب

جب لوگ واپس ہوئے تو عمرؓ اُن کے پاس آئے۔ حفصہؓ نے انہیں اُن باتوں سے آگاہ کیا جو قوم نے کہی تھیں۔ عمرؓ نے اُن سے کہا اے حفصہ اے دختر عمر! تم نے اپنی قوم کی تو خیر خواہی کی مگر اپنے باپ کے ساتھ بے وفائی کی، میرے خاندان والوں کا صرف میری جان و مال میں حق ہے، لیکن میرے دین و امانت میں کسی کا حق نہیں۔

حسن سے مروی ہے کہ لوگوں نے حفصہؓ سے کہا کہ وہ اپنے والد سے کہیں کہ وہ اپنی زندگی میں کچھ تو راحت کریں، انہوں نے کہا اے باپ، یا امیر المومنین! آپ کی قوم نے مجھ سے گفتگو کی ہے کہ آپ اپنی زندگی میں نرمی کر دیں (یعنی راحت اُٹھائیں) انہوں نے جواب دیا کہ تم نے اپنی قوم کی خیر خواہی کی اور اپنے باپ سے بے وفائی۔

بیت المال سے قرض لینے سے انکار

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب تجارت کرتے تھے حالانکہ وہ خلیفہ تھے (بروایت یحییٰ) انہوں نے شام کے لیے ایک تجارتی قافلہ تیار کیا اور اسے عبدالرحمن بن عوف کے پاس (اور بروایت فضل) نبی ﷺ کے کسی صحابہ کے پاس (بروایت یحییٰ و فضل) چار ہزار درم قرض مانگنے کو بھیجا، انہوں نے قاصد سے کہا کہ اُن کے جواب کی خبر دی تو یہ انہیں ناگوار ہوا، پھر اُن سے عمرؓ ملے اور کہا کہ تم کہتے ہو بیت المال سے لے لیں، اگر میں اُس (مال) کے آنے سے پہلے مر جاؤں تو تم لوگ کہو گے کہ اسے امیر المومنین نے لیا ہے، وہ رقم انہیں کو چھوڑ دو، اور قیامت میں مجھ سے اُس کا مواخذہ نہیں (میں اس سے باز آیا) میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے جیسے حریص اور لالچی سے لوں کہ اگر میں مر جاؤں

تو وہ اس مال کو (بروایت یحییٰ) میری میراث سے (بروایت فضل) میرے مال سے لے لے۔

حج میں صرف پندرہ دینار کا خرچہ

یسار بن نمیر سے مروی ہے کہ مجھ سے عمرؓ نے پوچھا کہ ہم نے اپنے اس حج میں کتنا خرچ کیا تو میں نے کہا پندرہ دینار۔

یحییٰ بن سعید نے اپنے شیخ سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب مکہ روانہ ہوئے، انہوں نے واپسی تک کوئی خیمہ نصب نہیں کیا، واپس آ گئے، چمڑے کے فرش سے سایہ کر لیتے تھے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں حج میں مدینے سے مکہ تک عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ رہا۔ پھر ہم واپس آ گئے، انہوں نے کوئی خیمہ نصب نہیں کیا اور نہ اُن کے لیے عمارت تھی جس کا وہ سایہ کر لیتے ہوں، صرف چمڑے کا فرش یا چادر درخت پر ڈال دیا جاتا تھا اور وہ اُس کے سائے میں آرام فرماتے۔

حضرت عمرؓ کی خوراک

حسنؒ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اہل بصرہ کے ایک وفد کے ساتھ عمرؓ کے پاس آئے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ روزانہ عمرؓ کے پاس جاتے تھے کہ اُن کے لیے تین روٹیاں ہوتی تھیں۔ کبھی تو ہم نے بطور سالن روغن زیتون پایا، کبھی گھی پایا، کبھی دودھ، کبھی خشک کیا ہوا گوشت باریک کر کے اُبال لیا جاتا تھا۔ کبھی تازہ گوشت اور یہ کم ہوتا تھا۔ انہوں نے ایک روز ہم سے فرمایا کہ اے قوم، میں اپنے کھانے کے متعلق تم لوگوں کی ناگواری و ناپسندیدگی محسوس کرتا ہوں، اگر میں چاہوں تو تم سب سے اچھا کھانے والا، تم سب سے اچھی زندگی بسر کرنے والا ہو جاؤں، میں بھی سینے اور کوہان کے سالن سے اور باریک روٹیوں کے مزے سے ناواقف نہیں ہوں۔ لیکن میں نے جل وثناء کا ارشاد سنا، جس میں ایک قوم کو اُن کے کسی کام پر جو اُن لوگوں نے کیا عار دلائی ہے۔ اُس نے فرمایا ''اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا'' (تم لوگ اپنی پاکیزہ چیزیں، اپنی حیات دنیا میں لے جا چکے اور تم اُن سے فائدہ اُٹھا چکے، اس لیے حیاتِ آخرت میں تمہارا حصہ باقی نہیں رہا)

حکام کا تنخواہ کا مطالبہ

ابوموسیٰ نے ہم سے گفتگو کی کہ تم لوگ امیر المومنین سے کہو کہ بیت المال سے ہمارے لیے تنخواہ مقرر فرما دیں، ہم لوگ برابر اُن سے کہتے رہے، انہوں نے فرمایا کہ اے گروہ حکام کیا تم لوگ اس چیز پر راضی نہیں ہو، جس پر میں راضی ہوں، اُن لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین! مدینہ ایسی زمین ہے جہاں کی سخت (اور تکلیف کی) ہے ہم لوگ آپ کے کھانے کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ سیر شکمی کر سکے اور اُسے کھا جائے، ہم لوگ اسی زمین میں ہیں جو سبز وشاداب ہے، ہمارا امیر رات کا کھانا کھلاتا ہے اور اُس کا کھانا کھانے کے قابل ہوتا ہے۔

مطالبہ تنخواہ کی منظوری

عمرؓ نے تھوڑی دیر کے لیے سر جھکا لیا (اور غور کرنے لگے) پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ ہاں میں نے

تمہارے لیے بیت المال سے روزانہ دو بکریاں اور دو جریب (ایک پیمانہ) مقرر کیا۔ صبح کے کھانے کا وقت ہو تو ایک بکری ایک جریب کے ساتھ کام میں لاؤ۔ اور تم اور تمہارے ساتھی کھاؤ۔ پھر پانی منگا کر پیو اور وہ پانی اپنے داہنی طرف والے کو پلاؤ جو اُسکے ساتھ متصل ہو پھر اپنے کام کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ شام کے کھانے کا وقت ہو تو بقیہ بکری جریب کے ساتھ تم اور تمہارے ساتھی کھاؤ، پانی منگا کر پیو، دیکھو، خبردار، لوگوں کا اُن کے گھروں میں پیٹ بھرو، اُن کے عیال کو کھلاؤ، کیونکہ لوگوں کو تمہارا دو مٹھی اناج دے دینا نہ اچھے اخلاق پیدا کرتا ہے اور اُن کے بھوکے کو سیر کرتا ہے، واللہ اس پر بھی میں خیال کرتا ہوں کہ جس اراضی سے راونہ دو بکریاں اور دو جریب لی جائیں گی تو یہ تیزی سیاس کو بربادی کی طرف لے جائیں گی۔

آرام وآئش سے اجتناب

حُمید بن ہلال سے مروی ہے کہ حفص بن ابی العاص، عمرؓ کے کھانے میں موجود ہوتے تھے مگر کھاتے نہ تھے۔ اُن سے عمرؓ نے کہا کہ تمہیں ہمارے کھانے سے کیا چیز مانع ہے، انہوں نے کہا کہ آپ کا کھانا خراب اور سخت ہے اور میرے عمدہ کھانا تیار ہے میں اُس میں سے لوں گا فرمایا کیا تم مجھے اس سے عاجز سمجھتے ہو کہ میں بکری کے متعلق حکم دوں کہ اُس کے بال دور کردیے جائیں (یعنی صاف کر کے پکادی جائے) آٹے کے متعلق حکم دوں کہ وہ کپڑے میں چھان ڈالا جائے اور اُس کی باریک روٹی پکائی جائے، میں ایک صایع (۲۔۱/۲-۳) کشمش کا حکم دوں کہ ڈول میں رکھ کے اُس میں پانی ڈالیں کہ صبح کے وقت اُس کی یہ رنگت نظر آئے جیسے ہرن کا خون۔

حفص بن ابی العاص نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ارام کی زندگی بسر کرنا جانتے ہیں۔ فرمایا، بیشک، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر مجھے اپنی حسنات کا سلسلہ ٹوٹ جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں تمہاری راحت کی زندگی میں ضرور شرکت کرتا۔

ربیع بن ذیاد حارثی سے مروی ہے کہ وہ عمرؓ بن الخطاب کے قاصد کے پاس آیا نہیں ان کی ہیئت وطریقہ عجیب معلوم ہوا اور عمرؓ سے سخت وخراب کھانے کی جو انہوں نے کہا یا تھا شکایت کی اور کی: یا امیر المومنین آپ عمدہ کھانے، عمدہ سواری اور عمدہ لباس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

امیر المومنین کے فرائض

عمرؓ نے کاغذ (مثل) اُٹھایا جو اُن کے پاس تھا اُس کو اپنے سر پر مارا اور کہا دیکھو، واللہ میں تمہیں یہ نہیں سمجھتا کہ تم نے اس سے اللہ کے راضی کرنے کا ارادہ کیا ہو، تم نے اس بات سے صرف میرا تقرب حاصل کرنا چاہا ہے، خدا تمہارا بھلا کرے، میں نہیں سمجھتا کہ تم میں کوئی خیر ہے، کہا تم نہیں جانتے ہو کہ میری اور اُن (رعایا) کی کیا مثال ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی اور اُن کی کیا مثال ہے (بیان فرمایے) فرمایا: اس کی مثال ایک جماعت کی سی ہے جس نے سفر کیا اور اپنے اخراجات اپنی ہی قوم کے کسی شخص کے سپرد کردیے اور اس سے کہ دیا کہ ہم پر خرچ کرنا، کیا اس کیلئے یہ حلال ہے کہ وہ اس مال میں سے اپنی لیے کرلے۔

انہوں نے کہا کہ امیر المومنین نہیں۔فرمایا کہ میری اور اُن (رعایا) کی اسی مثال ہے، میں نے تمہارے عمال کو اس لیے تم پر عامل نہیں بنایا کہ وہ تمہارے منہ پر ماریں یہ تمہاری آبرو اور تمہارا مال لے لیں، میں نے انہیں اس لیے تم پر عامل نہیں بنایا کہ وہ تمہیں تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی ﷺ کی سنت سکھائیں، اگر کسی شخص پر اُس کا عامل کسی طرح کا ظلم بھی کرے تو اُسے اجازت ہے کہ وہ اُس ظلم کی میرے پاس شکایت کرے کہ میں اُس کا بدلا اُس سے لے لوں

رعایا سے حُسن سلوک

عمر بن العاص نے کہا کہ اے امیر المومنین، کیا آپ نے غور فرمایا کہ اگر کوئی امیر اپنی رعیت کے کسی شخص کو تعلیم کے طور پر کارے تو آپ اُس سے بھی قصاص لیں گے؟ عمرؓ نے کہا کہ کوئی وجہ نہیں کہ میں اُس سے قصاص نہ لوں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی ذات سے قصاص لیتے تھے۔عمرؓ نے امرائے لشکر کو لکھا کہ مسلمانوں کو مار کر ذلیل نہ کرنا اور انہیں محروم کر کے نافرمان بنانا، اُنہیں محتاج بنا کے فتنے میں نہ ڈالنا اور نہ انہیں جھاڑیوں میں اُتار کر ضائع کرنا۔

امیر المومنین کا لقب

لوگوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو اُنہیں خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہا جاتا تھا۔ابو بکر رحمہ اللہ کی وفات کے بعد عمرؓ بن الخطاب خلیفہ بنائے گئے تو اُنہیں خلیفہ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہا گیا مسمانوں نے کہا کہ عمرؓ کے بعد جو شخص آئے گا اُسے خلیفہ رسول علیہ السلام کہا جائے گا تو یہ طویل ہو جائے گا۔

تم لوگ کسی ایسے نام پہ اتفاق کر لو جس سیا پنے خلیفہ کو پکارو اور جس سے بعد کے خلیفہ بھی پکارے جائیں ۔رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے کہا کہ ہم مومن ہیں عمرؓ ہمارے امیر ہیں۔لہٰذا عمرؓ امیر المومنین پکارے گئے وہ پہلے شخص ہیں جن کا نام یہ رکھا گیا۔

حضرت عمرؓ کی اوّلیات

وہ پہلے شخص ہیں کہ ربیع اول ۱۲ھ اللہ تاریخ مقرر کی ،انہوں نے نبی ﷺ کی مکے سے مدینے کی طرف آغاز سنہ ہجری قرار دیا۔وہ پہلے شخص ہیں کہ قرآن کو مصاحف میں جمع کیا،وہ پہلے شخص رمضان کی تراویح کا طریقہ ڈالا۔لوگوں کو اس پر جمع کیا اور شہروں میں اس کے متعلق فرمان لکھے۔یہ واقع رمضان ۱۴ھ کا ہے۔انہوں نے مدینے میں دو قاری مقرر کیے،ایک جو مردوں کو نمازِ تراویح پڑھائے اور دوسرا جو عورتوں کو پڑھائے۔

وہ پہلے شخص ہیں جو شراب پینے پر اَسّی تازیانے مارے اور لوگوں پر تہمت لگانے والوں اور اُن کی نیکی پر شک کرنے والوں پر سختی کی۔انہیں نے رویشد الثقفی کا گھر جلا دیا جو ایک شراب کی دوکان تھی۔انہوں نے ربیع بن اُمیہ بن خلف (منافق) کو خیبر کی طرف جلاوطن کیا،وہ ایک شراب والا تھا ملک روم میں جا کر مرتد ہو گیا۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ لوگوں کی حفاظت ونگرانی کے لئے مدینے میں اپنے حلقے میں رات کے وقت گشت کیا

درہ لیا اور اس سے لوگوں تادیب کی۔ اُن کے بعد کہا جاتا تھا کہ عمرؓ کا درہ تم لوگ کی تلوار سے زیادہ ہیبت ناک ہے۔

فتوحات حاصل کرنے والے پہلے شخص

وہ پہلے شخص ہیں کہ بہت سی فتوح حاصل کیں جو بہت سے شہروں اور زمینوں پر مشتمل تھیں کہ ان کا خراج اور مالِ غنیمت تھا۔ انہوں نے پورے عراق، کو اس کی بستیوں اور پہاڑوں، آذربائیجان، شہر بصرہ اور اس کی زمین، اہواز، فارس اور اجنادین کے سوا پورا شام فتح کیا۔

اجنادین ابوبکرؓ کی خلافت میں فتح ہو گیا تھا۔ عمرؓ نے الجزیرہ کی بستیاں، موصل، مصر، اور اسکندریہ فتح کیا۔ وہ اُس وقت قتل کر دیے گئے کہ ان کا لشکر ''رے'' پر تھا اور اُس کا اکثر حصہ فتح کر چکے تھے۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ اسواد اور ارض الجبل کی پیمائش کی، جو شہر انہوں نے فتاح کئے اُن کی زمینوں پر خراج اور اہل ذمہ پر (یعنی وہ غیر مسلم جو اُن کی رعایا تھے) جزیہ (اُن کی جان و مال کی حفاظت و ذمہ داری کا محصول) مقرر کیا۔ دولت مندوں پر سالانہ بارہ روپے یا اڑتالیس درم، متوسط پر سالانہ چھ روپے یا چوبیس درم، اور غریب پر سالانہ تین روپے یا بارہ درم مقرر کیے، اور فرمایا ایک درم (چار آنے) ماہوار ان میں سے کسی کو بھی گراں نہیں گزرے گا۔

عہد عمرؓ میں السواد اور الجبل کے خراج کی مقدار دو کروڑ دس لاکھ وافی تک پہنچ گئی۔ ایک وافی ایک درم اور ڈھائی دانگ کے مساوی تھا (ایک دانگ ۲؍ا درم کے)۔

قبائل کے علیحدہ خطے

وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کوفے اور بصرے اور الجزیرے اور شام اور مصر اور موصل کو شہر بنایا، وہاں عربوں کو آباد کیا، انہوں نے کوفے اور بصرے میں قبائل کے لیے علیحدہ علیحدہ خطے مقرر کیں۔

وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے شہروں میں قاضی (حاکم فوجداری و دیوانی) مقرر کیے دفتر مرتب کیے (یعنی رجسٹر بنایا) اس میں لوگوں کے نام بہ ترتیب قبائل درج کیے، اُن کے لیے مال غنیمت میں سے عطائیں مقرر کیں۔ لوگوں کو حصے تقسیم کیے۔ اہل بدر کا حصہ مقرر کیا انہیں غیر اہل بدر پر فضیلت دی۔ مسلمانوں کے حصے ان کی قدر اور اسلام میں تقدم کے لحاظ سے مقرر کیا۔

عامل کی تقرری کے وقت احتیاطی تدابیر

وہ پہلے شخص ہیں کہ مصر سے غلہ کشتیوں بھر کر سمندر کے راستے سے الجار اور وہاں سے مدینہ منورہ منگایا۔ عمرؓ جب اپنی کسی عامل کو شہر پر مقرر بھیجتے تھے تو اس کے مال کی فہرست لکھ لیتے تھے۔

انہوں نے ایک سو سے زائد لوگوں کا مال جب انہیں معزول کیا تو تقسیم کرا لیا (یعنی جو فہرست ابتدائی سے بڑھا وہ لے لیا اگر چہ وہ تنخواہ ہی سے بڑھا، کیونکہ عامل کے کیے نفقہ ہے اور جو اُس سے بڑھے وہ اسے واپس کرنا چاہیے) جن کا مال تقسیم کرا لیا اُن میں سے سعد بن ابی وقاص اور ابی ہریرہ بھی تھی۔

عامل اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کسی شخص کو بناتے تھے، جیسے عمرو بن العاص، معاویہ بن ابی سفیان اور

مغیرہ بن شعبہ، جو ان سے افضل تھے انہیں چھوڑ دیتے تھے، جیسے عثمانؓ وعلیؓ وطلحہ وزبیرؓ اور عبدالرحمن بن عوف اور اُن کے مساوی لوگ اس لیے کہ ان لوگوں میں عامل بننے کی صلاحیت تھی، اور عمرؓ کی نگرانی اور ہیبت اثر انداز تھی۔

اُن سے کہا گیا کہ کیا بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اکابر اصحاب کو والی نہیں بناتے۔ فرمایا: مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں اُنہیں عمل میں آلودہ کروں۔

کشمش اور ضرورت کی چیزیں رکھتے تھے

عمرؓ نے (بروایت بعض) دار الرقیق (غلام خانہ) اور (بروایت بعض) دار الدقیق (توشہ خانہ) بنایا تھا۔ اس میں انہوں نے آٹا، ستو، کھجور، کشمش اور حاجت کی چیزیں رکھیں جن سے وہ مسافروں اور مہمانوں کی مدد کرتے تھے۔ عمرؓ نے مکے اور مدینے کے درمیان راستوں پر بھی وہ اشیا مہیا کیں جو بے توشہ مسافر کو مفید ہوں اور اُسے منزل سے دوسری منزل تک پہنچادیں۔

مسجد نبویؐ میں اضافہ

عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد منہدم کی اور اس میں اضافہ کیا، اضافے میں عباس بن عبدالمطلب کا مکان بھی لے لیا اور اسے وسیع کر کے بنا دیا، یہ اس وقت کیا جب مدینے میں لوگ زیادہ ہو گئے۔ انہی نے یہود کو حجاز سے نکال دیا اور جزیرۃ العرب سے ملک شام میں جلاوطن کر دیا۔ نجران کے نصاریٰ کو نکال کر نواح کوفہ میں آباد کیا۔

حضرت عمرؓ کا الجابیہ میں قیام

عمرؓ صفر ۱۶ھ میں الجابیہ گئے، وہاں بیس شب قیام کیا۔ نماز میں قصر کرتے رہے (اس لیے کہ نیت پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی تھی مگر اتفاق سے روانگی میں تاخیر ہوگئی اس لیے نماز میں قصر کرنا پڑا۔ ورنہ اگر پہلے ہی بیس دن یا پندرہ دن کے قیام کی نیت ہوتی تو قصر نہ کرتے) فتح بیت المقدس میں بھی موجود تھے، انہوں نے الجابیہ میں غنائم تقسیم کیں۔

عمواس کا طاعون

جمادی الاولیٰ ۱۷ھ میں ملک شام کے ارادے سے روانہ ہوئے، سرغ تک پہنچے تھے کہ معلوم ہوا شام میں طاعون بہت زور سے پھیل گیا ہے وہاں سے واپس ہوئے، ابوعبیدہ بن الجراح نے اعتراض کیا۔ ''کیا آپ تقدیر الٰہی سے بھاگتے ہیں؟'' جواب دیا: ''ہاں'' ''تقدیر الٰہی کی طرف۔'' اُن کی خلافت میں ۱۸ھ میں عمواس کا طاعون ہوا۔ اسی سال تباہی کی ابتداء ہوئی، جس میں لوگوں کو قحط و خشک سالی اور بھوک کی تکلیف انیس مہینے تک رہی۔

فرائض حج کی ادائیگی

عمرؓ نے اپنی خلافت کے پہلے سال ۱۳ھ میں لوگوں کو حج کرانے پر عبدالرحمن بن عوف کو مقرر فرمایا۔ اسی سال انہوں نے لوگوں حج کرایا۔ اس کے بعد اپنی خلافت کے پورے زمانے میں عمرؓ بن الخطاب ہی لوگوں کو کراتے

رہے، انہوں نے پہ دو پے دس سال تک لوگوں کو حج کرایا۔ ۲۳ھ میں جو آخری حج لوگوں کو کرایا اس میں ازواج نبی علیہ السلام بھی تھی۔

عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں تین عمرے کیے ایک عمرہ رجب ۱۷ھ میں، ایک رجب ۲۱ھ میں اور ایک رجب ۲۲ھ میں، انہوں نے مقام ابراہیم کو اپنے مقام پر ہٹا دیا جو اس زمانے میں بیت اللہ سے ملا ہوا تھا۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا: عمر بن الخطاب نے مدینے اور بصرے اور کوفے اور بحرین اور مصر اور شام اور الجزیرے کو شہر بنا دیا۔

قوم کی اصلاح

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا: ایک شے آسان ہے جس سے میں قوم کی اصلاح کر سکتا ہوں۔ وہ یہ کہ اُنکے ایک امیر کی جگہ بدل دوں۔

عبداللہ بن ابراہیم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جس نے (گرد و غبار بچانے کے لیے) کنکریاں ڈالیں وہ عمرؓ بن الخطاب تھے، لوگ جب سجدے سے سر اُٹھاتے تو اپنے ہاتھ جھاڑتے ۔عمرؓ نے کنکریوں کا حکم دیا تو وہ العقیق سے لائی گئیں اور مسجد نبی ﷺ میں بچھائیں گئیں۔

حضرت خالد بن الولیدؓ اور مثنیٰ کی معزولی کا ارادہ

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ میں خالد بن الولید اور مثنیٰ بن شیبان کو ضرور ضرور معزول کر دوں گا تا کہ ان دونوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے بندوں کی مدد کرتا تھا اور محض ان دونوں کی مدد نہیں کرتا تھا۔

عبدالرحمٰن بن عجلان سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب ایک قوم پر گزرے جو باہم (بطورِ مشق) تیراندازی کر رہے تھے اُنمیں سے ایک نے (کسی سے) کہا کہ تم نے بُرا کیا (یعنی غلط چلایا) عمرؓ نے فرمایا کہ بات کی برائی تیراندازی کی برائی سے زیادہ بُری ہے۔

بحری سفر سے اجتناب

نافع سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا: اللہ مجھ سے مسلمانوں کے دریائی سفر (نہ کرانا) کو کبھی نہیں پوچھے گا ۔زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے عمرو بن العاص سے دریائی سفر کے بارے میں لکھ کر دریافت کیا تو عمرو بن العاص نے جواب دیا کہ لکڑی پر کیڑا ہے، اگر لکڑی ٹوٹ جائے تو کیڑا ہلاک ہو جائے، پھر عمرؓ نے لوگوں کو دریا بھیجنے کو پسند نا کیا (بروایت سعید ابی حلال) عمرؓ دریائی سفر سے رُک گئے۔

حضرت عمرؓ اور نصر بن حجاج

عبداللہ بن بریدہ بن اسلمی سے مروی ہے کہ اس وقت جب کہ عمرؓ بن الخطاب رات کے وقت گشت کر رہے تھے، اتفاق سے ایک عورت یہ شعر کہہ رہی تھی:

هل من سبيل الى خمر فاشر بها ام هل سبيل الى نصر بن حجاج

(کیا شراب تک پہنچنے کا کوئی راستہ ہے کہ میں اُسے پی سکوں، یا نصر بن حجاج سے ملنے کی بھی کوئی راہ ہے)

صبح ہوئی تو انہوں نے نصر بن حجاج کو دریافت کیا، اتفاق سے وہ بنی سلیم میں سے تھا انہوں نے اس بلا بھیجا، وہ سب سے زیادہ خوب صورت بال والا تھا، اور اُس کا چہرہ سب سے زیادہ گورا تھا۔

عمرؓ نے اُسے بال کتروانے کا حکم دیا، اُس نے کتروا دیے تو اُس کی پیشانی نکل آئی، اور حُسن اور بڑھ گیا۔ پھر عمرؓ نے اس سے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس زمین پر تم میرے ساتھ نہ رہنے پاؤ گے جہاں میں ہوں، انہوں نے اس کے لیے اُن چیزوں کے مہیا کرنے کا حکم دیا جن سفر کے لیے مناسب تھیں، اور اسے بصرے روانہ کر دیا۔

ابوذئب سب سے زیادہ گورے تھے

عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ ایک رات عمرؓ ابن الخطاب گشت کر رہے تھے، اتفاقاً وہ چند عورتوں کے پاس سے گزرے جو باتیں کر رہی تھیں، وہ کہہ رہی تھیں کہ اہل مدینہ میں سب سے زیادہ گورا کون ہے، ایک عورت نے کہا کہ ابوذئب، صبح ہوئی تو انہوں نے اس کو دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ بھی بنی سلیم میں سے ہے، جب اسے عمرؓ نے دیکھا تو وہ سب سے زیادہ خوبصورت نکلا۔

عمرؓ نے اس سے دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ واللہ تو عورتوں کا بھیڑیا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تو اس زمین پر میرے ساتھ رہنے نہ پائے گا جس میں ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر آپ لامحالہ مجھے روانہ کرنے والے ہی ہیں تو وہیں بھیج دیجیے جہاں آپ نے میرے چچا نصر بن حجاج السلمی کو بھیجا۔ عمرؓ نے اس کے لیے مناسب سامان کا حکم دیا اور اسے بھی بصرے روانہ کر دیا۔

جعدہ کو تازیانوں کی سزا

محمد سے مروی ہے کہ بُرید عمرؓ کے پاس آیا تو اس کا ترکش بکھر گیا اور اُس میں سے ایک کاغذ نکلا۔ اُنہوں نے اُسے لے کر پڑھا تو اُس میں یہ اشعار لکھے تھے

الا ابلغ ابا حفص رسولا فدیً لک من اخی ثقه ازادی

(کوئی قاصد ہوتا کہ ابوحفص کو یہ خبر پہنچا دیتا، اے میرے قابل اعتماد بھائی تیرے لئے میرا سامان فدا ہے)

قلا نضا هداک الله انا شغلنا عنكم زمن الحصار

(اللہ راہِ راست دکھائے۔ ہماری سوریوں نے محصرے کے وقت ہمیں تمہاری طرف متوجہ نہ ہونے دیا)

فما قُلُصٌ وجدف معقلات ففا سلع مختلف ابحار

(مقام سلع کے پیچھے، جہاں یکے بعد دیگرے دریاؤں کی گزرگاہ ہے وہیں سواریاں بندھی تھیں جو نہ ملیں)

قلا يص من بني سعد بن بكر واسلوا وجهينته او غفار

(یہ سواریاں قبیلۂ سعد بن بکر کی تھیں، قبیلۂ اسلم کی تھیں، جہینہ کی تھیں، غفار کی تھیں)

يعقلهُنّ جعدةُ مِن سُلَيم معبد ايبتغي سَقطَ العَذار

(قبیلۂ سلیم آدمی ''جعدہ'' نے اس کو باندر کھا ہے، بار بار آتا ہے اور بے حیائی طالب ہوتا ہے)

انہوں نے فرمایا قبیلۂ سلیم کے جعدہ کو میرے پاس بلاؤ۔ لوگ اُسے لائے، رسّی میں باندھ کر اس کو سو تازیانے اُس کو مارے گئے۔ اُن عورتوں کے پاس جانے سے اُسے روک دیا جن کے شوہر موجود نہ ہوں۔

سعید بن المسیب کہتے تھے کہ عمرؓ بن الخطاب وسط شب میں نماز پسند کرتے تھے۔

نماز میں بھولنے کی عادت

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کو نماز میں نسیان پیش آجاتا تھا، کسی کو اپنے پیچھے کھڑا کر لیتے تھے، کہ وہ انہیں بتادے، جب وہ شخص انہیں اشارہ کرتا تھا کہ سجدہ کریں یا کھڑے ہو جائیں تو کرتے تھے۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اونٹ کے زخم میں ہاتھ ڈال کر دیکھ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں اس ڈرتا ہوں کہ مجھ سے تیری کو پوچھا نہ جائے۔

زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اُس سال جس سال انہیں خنجر مارا گیا فرمایا: اے لوگو میں تم سے کلام کرتا ہوں، جو شخص یاد رکھے وہ اُسے اُس مقام پر بیان کرے جہاں اُس کی سواری اُس پہنچائے اور جو یاد نہ رکھے تو میں خدا کے لئے اُس پر تنگی کرتا ہوں کہ مجھ پر اُس چیز کا بہتان نہ لگائے جو میں نے نہیں کہا۔

احادیث لکھنے کے لئے استخارہ

زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے احادیث لکھنے کا ارادہ فرمایا، ایک مہینے تک اللہ سے استخارہ کیا۔ پھر اس حالت میں صبح کی کہ انہیں یقینی بات سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ایک جماعت یاد آئی، جس نے (احادیث کی) کتاب لکھی تھی، وہ اُسی پر متوجہ ہو گئے، اور کتاب اللہ کو ترک کر دیا۔

راشد بن سعید سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس مال لایا گیا تو وہ اسے لوگوں میں تقسیم کرنے لگے، ان کے پاس لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔

سعید بن ابی وقاص دھکیلتے ہوئے آگے آئے اور اُن کے پاس پہنچ گئے۔ عمرؓ نے انہیں درّے سے مارا اور کہا کہ تم اس طرح آگئے کہ زمین کے سلطان الٰہی سے نہیں ڈرتے تو میں چاہتا ہوں کہ تمہیں بتادوں کہ سلطان الٰہی بھی تم سے نہیں ڈرتا۔

حضرت عمرؓ کا حجام

عکرمہ سے مروی ہے کہ ایک حجام جو عمرؓ بن الخطاب کے بال کاٹتا تھا ہیبت ناک آدمی تھا عمرؓ نے کھنکھار دیا تو حجام کا پاخانہ خطا ہو گیا عمرؓ نے اُس کو چالیس درہم دلائے، وہ حجام سعید ابن الہیلم تھا۔

عمرؓ بن الخطاب سے خلافت کے بارے میں مروی ہے کہ میرے بعد جو اس امر کا والی ہو گا اُسے جاننا چاہیے کہ قریب وبعید اس امر کی خواہش کرے گا، بخدا (اگر میرے زمانے میں کوئی خلافت کی خواہش کرے) تو اپنی طرف سے ضرور اُس سے ضرور جنگ کروں۔

حضرت عمرؓ سے نرم روی کی درخواست

محمد بن زید سے مروی ہے کہ علیؓ اور عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور عبداللہ الرحمن بن عوف اور سعدؓ سب مل کے جمع ہوئے، اُن میں سب سے زیادہ بے باک (بے تکلف) عبدالرحمٰن بن عوف تھے، سب نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ آپ امیر المومنین سے لوگوں کے لئے گفتگو کرتے (تو بہتر ہوتا) کیونکہ انسان طالب حاجت بن کرآتا ہے اسے آپ کی ہیبت اپنی حاجت بیان کرنے سے روکتی ہے اور وہ بغیر اپنی حاجت بیان کئے واپس چلا جاتا ہے۔

عبدالرحمٰن اُن کے پاس گئے اور کہا اے امیر المومنین، لوگوں پر نرمی کیجیے کیونکہ آنے ولا آتا ہے، اُسے آپ کی ہیبت اپنی حاجت بیان کرنے سے روک دیتی ہے اور وہ واپس چلا جاتا ہے، آپ سے گفتگو نہیں کرتا۔ فرمایا: اے عبدالرحمٰن میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں سچ بتاؤ، کیا علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ وسعد نے تمہیں اس بات کا مشورہ دیا؟ اُنہوں نے کہا، جی ہاں، فرمایا اے عبدالرحمن، واللہ میں لوگوں کے لئے نرم ہو گئے مگر نرمی میں بھی اللہ سے ڈرا، پھر میں نے ان پر سختی کی یہاں تک کہ سختی میں بھی اللہ سے ڈرا پھر رہائی کی کون سی صورت ہے۔

عبدالرحمن اپنی چادر کو ہاتھ سے کھینچتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اٹھے کہ آپ کے بعد لوگوں کے لئے افسوس ہے، آپ کے بعد لوگوں کے لئے افسوس ہے،

حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن عباسؓ کو مال تقسیم کرنے کا حکم

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب جب نماز پڑھ چکتے تو لوگوں کے لئے بیٹھ جاتے۔ کوئی اپنی حاجت پیش کرتا تو اُس پر غور کرتے، اُنہوں نے کچھ نمازیں پڑھیں جن کے بعد نہیں بیٹھے، میں دروازے پر آیا اور پکارا اے یرفا، یرفا آیا تو میں نے پوچھا، کیا امیر المومنین کو کوئی بیماری ہے اُس نے کہا نہیں ہم اسی گفتگو میں تھے کہ عثمان آگئے، یرفا اندر چلا گیا، پھر وہ ہمارے پاس آیا اور کہا کہ اے ابن عفان کھڑے ہو اور اے ابن عباسؓ کھڑے ہو۔

ہم دونوں عمرؓ کے پاس گئے اُن کے آگے مال کا ڈھیر لگا ہوا تھا ہر ڈھیر پر گوشت کا ایک دست تھا فرمایا کہ میں نے گور کیا تو مدینے میں تم دونوں سے زیادہ خاندان ولا کسی کو نہیں دیکھا، تم دونوں اس مال کو لوگوں میں تقسیم کردو، اگر کچھ بڑھے تو اُسے واپس کر دینا۔

عثمانؓ نے تو ہاتھ جھاڑ دیے (یعنی انکار کر دیا) میں اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا اور کہا اگر (تقسیم کرنے میں یہ مال بجائے بڑھنے کہ) کم ہو تو آپ ہمیں واپس کر دیں گے۔ فرمایا پہاڑ کا پتھر (واپس کر دیں گے) کیا یہ مال اُس وقت اللہ کے پاس نہ تھا جب محمد ﷺ اور اُن کے اصحاب محدود مقدار میں کھاتے تھے۔

میں نے کہا کیوں نہیں، تھا، اور اگر آنحضرت ﷺ کو فتح ہوتی تو ضرور آپ کے عمل کے خلاف کرتے۔ پوچھا، آنحضرت ﷺ کیا کرتے، میں نے کہا، اُس وقت آپ خود بھی کھاتے اور ہمیں بھی کھلاتے۔

ذمہ داری کا احساس

میں نے دیکھا کہ وہ رونے لگے یہاں تک کہ ہچکیوں سے اُنکی پسلیاں ہلنے لگیں، اور فرمایا، میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ سب کو کافی ہو کہ میں بری ہو جاؤں، کہ نہ میرے ذمے کچھ رہے اور نہ میرے لیے کچھ بچے۔

مسلمانوں کی دعوت

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ مال میں سے ایل اونٹ ملا، (بروایت یحییٰ غنیمت میں سے اونٹ ملا) عمرؓ نے اُسے ذبح کیا، ازواج نبی ﷺ کو بھیجا، جو بچا اُسے تیار کرایا بعض مسلمانوں کی دعوت کی۔ جن میں سے اس روز عباس بن عبدالمطلب بھی تھے۔ عباس نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ روزانہ ہمارے لیے ایسا ہی کریں تو ہم لوگ آپ کے پاس کھائیں اور باتیں کریں۔

عمرؓ نے کہا کہ میں ایسا دوبارہ نہ کروں گا۔ میرے دونوں صاحب یعنی نبی ﷺ اور ابوبکرؓ ایک عمل کر کے اور ایک راستہ چل کے گزر گئے۔ اگر میں اُن عمل کے خلاف کروں گا تو راہ راستہ سے بھٹک جاؤں گا۔ زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب منبر پر بیٹھے۔ لوگ اُٹھ اُٹھ کے اُن کے پاس آئے، اہل عالیہ (بیرون مدینہ کے دیہاتکے لوگوں) نے سُنا تو وہ بھی آئے۔

دو چند عذاب کا فرمان

عمرؓ نے اُنہیں تعلیم دی، اور کوئی صورت ایسی نہ رہی جو بتا نہ دی ہو، عمرؓ اپنے گھر والوں کے پاس آئے اور فرمایا، میں نے جن باتوں سے منع کیا ہے تم لوگوں نے بھی سُن لیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی میری منع کی ہوئی باتیں کرے گا اُسے دو چند عذاب کروں گا، یا جیسا کہا ہو۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ جب لوگوں کو کسی چیز سے روکنا چاہتے تو پہلے غریبوں کے پاس جاتے اور کہتے کہ میں کسی کو (تم میں سے) ہرگز نہیں چاہتا کہ وہ اس چیز میں مبتلا ہو جس سے میں نے منع کیا ہے، سوائے اس کے کہ میں اُسے دو چند سزا دوں گا۔

فریقین کے مابین حضرت عمرؓ کی حالت

عروہ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کے پاس دو فریق آتے تو وہ اپنے زانو کے بل جھک جاتے اور کہتے اے اللہ ان دونوں پر میری مدد کر، کیونکہ ان میں سے ہر شخص مجھے دین سے ہٹانا چاہتا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ مجھے جاہلیت کوئی بات باقی نہیں رہی سوائے اس کے کہ میں پروا نہیں کرتا کہ میں نے کن لوگوں سے نکاح کر لیا اور کن لوگوں سے نکاح کر دیا۔

حکم بن ابی العاص الثقفی سے مروی ہے کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کیا۔ عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے اور اہل نجران کے درمیان کوئی قرابت ہے؟ اُس نے کہا نہیں؟ واللہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اس کی گفتگو سے مسلمانوں کا ہر شخص جانتا ہے کہ اُس کے اور اہل نجران کے درمیان قرابت ہے۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ امیر المومنین اُس کے اور اہل نجران کے درمیان فلاں کے قبل قرابت تھی۔ عمرؓ نے اُس سے کہا کہ ٹھہر جاؤ۔ میں خود نشانوں پر چل لوں گا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی

زیاد بن حدیر سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو سب سے زیادہ روزہ اور سب سے زیادہ مسواک کرنے والا دیکھا، قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: اگر مجھے خلافت کے ساتھ طاقت ہوتی تو میں ضرور اذان کہا کرتا۔

یحییٰ بن ابی جعدہ سے مروی ہے، عمرؓ بن الخطاب نے کہا: اگر مجھے اللہ کی راہ پر چلنا نہ ہوتا یا اپنی پیشانی اللہ کے لیے زمین پر رکھنا نہ ہوتی، یا اُس جماعت کی ہمنشینی نہ ہوتے جو عمدہ کلام منتخب کر لیتے ہیں، جس طرح عمدہ پھل چُن لیا جاتا ہے تو میں اللہ سے مل جانا پسند کرتا (یعنی موت کو ترجیح دیتا)

چند نوجوانوں کی روانگی

عمر بن سلیمان بن ابی حثمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ شفا بنت عبداللہ نے چند نوجوانوں کو روانگی کا قصد کرتے اور آہستہ باتیں کرتے دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے؟ اُن لوگوں نے کہا کے ہم حجاج ہیں۔ انہوں نے کہا واللہ عمرؓ باتیں کرتے تو اتنے زور سے کہ دوسرے بخوبی سُن لیتے، جب چلتے تو جلد جلد، اور مارتے تو بدن دیکھا دیتے تھے، اور وہی سچے حاجی تھے۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ ہم وہی لوگ عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ لگے رہتے تھے کہ ان سے تقویٰ سیکھیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا۔ اگر دو فریق میرے پاس فیصلے کے لیے آتے ہیں تو میں پروانہیں کرتا کہ ان میں سے حق کس کے لیے ہے۔

انسؓ بن مالک نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اللہ کے معاملے میں میری اُمت میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں۔

چُونہ سے اجتناب

علاء بن ابی عائشہؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے حجام کو بُلایا اُس نے اُسترے سے اُن کے بدن کو بال مونڈے، لوگوں نے اُس کی طرف نظر اُٹھائی تو فرمایا اے لوگو! یہ سنت نہیں ہے، لیکن چونہ نرم و نازک چیزوں میں سے ہے اس لیے میں نے اُسے ناپسند کیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ خلفا یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ ازالہ مو کے لئے چونہ استعمال نہیں کرتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ سے مروی ہے کہ قبلِ خلافت میں نے نبی ﷺ کو اس طرح خواب میں دیکھا کہ ابوبکرؓ آپ کی داہنی جانب تھے اور عمرؓ بائیں جانب، آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمرؒ اگر تم لوگوں کی حکومت کے والی ہو تو ان دونوں کی سیرت اختیار کرنا۔

عورتوں کے مشابہ نہ تھے

سالم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب وعبداللہ بن عمرؓ میں معلوم نہ ہوتا تھا کہ نیکی ہے تاوقت یہ کہ وہ دونوں کہیں نہ یا کریں نہ۔ راوی نے کہا کہ اے ابوبکرؓ اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ دونوں (بناؤ سنگھار میں) عورتوں کے مشابہ نہ تھے، اور نہ وہ سُست وکاہل تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ عمرؓ اور اُن کے فرزند میں نیکی نہیں معلوم ہوتی تھی تاوقت یہ کہ وہ لوگ بات نہ کرتے یا کوئی کام نہ کرتے۔

پہاڑ سے چرواہے کی آواز

معن نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب مکے کے کسی راستے پر چل رہے تھے اور قطن بن ذہب کے چچا سے مروی ہے کہ وہ کسی سفر میں عمرؓ بن اخطاب کے ساتھ تھے الروحا کے قریب (بروایت معن وعبداللہ بن مسلمہ) انہوں نے پہاڑ سے چرواہے کی کہ آواز سنی، اُس طرف پلٹ گئے قریب پہنچ کر زور سے پکارا کہ او بکریاں چرانے والے۔

اُس چرواہے نے انہیں جواب دیا تو فرمایا کہ اے اُن کے چرانے والے، میں ایسے مقام سے گزرا ہوں جو تیرے مقام سے زیادہ سرسبز ہے ہر چرواہے (راعی) سے اُس کی رعیت کے بارے میں (قیامت کے روز) باز پرس کی جائی گی، پھر وانٹوں کے آنے کے راستے پر پلٹ گئے۔ ابن الحوتکیہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب سے کچھ دریافت کیا گیا تو فرمایا: اگر میں حدیث میں گھٹانے بڑھانے کو نہ پسند نہ کرتا تو تم سے بیان کر دیتا۔

خوفِ الٰہی

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ ایک روز میں عمر بن الخطاب ہمراہ نکلا یہاں تک کہ وہ ایک احاطے میں داخل ہوگئے، میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل تھی اور وہ احاطے کے اندر تھے۔ میں نے انہیں کہتے سنا کہ عمر بن الخطاب امیرلمومنین ہیں، خوشی کی بات ہے واللہ اے فرزند خطاب تجھے ضرور اللہ سے ڈرنا ہوگا، ورنہ اللہ تجھے پر عذاب کرے گا۔

عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ لوگ اس وقت برابر درست رہیں گے جب تک اُن کے پیشوا درست رہیں گے۔

امام کے فرائض

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: رعایا امام کے حقوق ادا کرتی رہتی ہے، جب تک امام اللہ کے حقوق ادا کرتا رہتا ہے امام عیش کرنے لگتا ہے تو وہ بھی عیش کرنے لگتے ہیں

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد اسلم نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا اے اسلم مجھے عمرؓ کا حال بتاؤ۔ اسلم نے کہا کہ میں نے انہیں عمرؓ کے بعض حلات بتائے تو عبداللہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو اتنا زیادہ کوشش کرنے والا اور اتنا زیادہ سخی ہو کہ عمرؓ سے بڑھ جائے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے ابوعثمان النہدی کو کہتے سنا کہ قسم ہے اُس ذات کی جو اگر میرے نیزے کو گویا کرنا چاہے تو وہ گویا ہو جائے کہ اگر عمرؓ بن الخطاب میزان (ترازو) ہوتے تو اُن میں بال بھر کا فرق بھی نہیں ہوتا۔

احتساب نفس

ابوعمیر حارث بن عمیر نے ایک شخص سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب منبر پر چڑھے اور لوگوں کو جمع کیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ اے لوگوں: میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ میرے لئے پھل نہ تھے کہ لوگ کھاتے سوائے اس کے بنی مخزوم میں میری چند خالہ تھیں جنہیں میں میٹھا پانی پلایا کرتا تھا۔

تو وہ میرے لئے چند مٹھیاں کشمش کی جمع کر لیتی تھیں، پھر وہ منبر سے اُتر آئے۔ پوچھا گیا یا امیر المومنین اس سے آپ کا کیا مقصد ہے؟ فرمایا: میں نے اپنے دل میں کچھ محسوس کیا تو چاہا کہ اُس سے کچھ کم کروں۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: مجھے سب سے زیادہ وہ پسند ہے جو میرے عیب میرے سامنے بیان کردے۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ ہرمزان نے عمرؓ بن الخطاب کو رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں کروٹ کے بل لیٹے دیکھا تو کہا کہ واللہ یہ مبارک بادشاہ ہیں۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ گھوڑے کا ایک کان پکڑتے اور دوسرے ہاتھ سے دوسرا اُس کا (دوسرا) کان پکڑتے اور اچک کر اُس کی پیٹھ پر بیٹھ جاتے۔

عمروؓ بن العاص کے خلاف شکایت

عطا سے موی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اپنے عاملوں کو حج کے وقت اپنے پاس پہنچنے کا حکم دیا کرتے، لوگ جمع ہوتے تو فرماتے، اے لوگو: میں نے اپنے عاملوں کو تم پر مقرر کر کے اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ وہ تمہارے جان و مال کو تکلیف پہنچائیں۔ میں نے صرف اس لیے اُنھیں بھیجا ہے کہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کریں اور تمہاری غنیمت کو تم پر تقسیم کریں، جس کے ساتھ اس کے سوا کچھ کیا گیا ہو وہ کھڑا ہو جائے اور شکایت پیش کرے۔

اپنی ذات سے قصاص لینا

ایک شخص کے سوا کوئی کھڑا نہیں ہو وہ کھڑا ہوا اور کہا کہ یا امیر المومنین مجھے آپ کے فلاں عامل نے سو تازیانے کارے ہیں آپ نے عامل سے فرمایا کہ تم نے کس بارے میں اُسے مارا؟ (اے فریادی شخص) اُٹھ اور اس سے بدلا لے۔ عمرو بن العاص کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا امیر المومنین اگر آپ یہ کریں گے تو آپ پر شکایت کا سلسلہ بہت ہو جائے گا اور یہ فعل سنت ہو جائے گا جسے آپ کے بعد کے لوگ اختیار کریں گے۔ فرمایا کیا میں قصاص نہ لوں، حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ذات سے قصاص لیتے دیکھا ہے۔

عمرو بن العاص نے کہا کہ اچھا ہمیں مہلت دیجیے کہ ہم اُسے راضی کر لیں۔ فرمایا اچھا تمہیں مہلت ہے اُسے راضی کر لو۔ اُس عامل کی طرف سے فدیہ دیا گیا ہر تازیانے کے عوض دو دینار۔

حضرت عمرؓ اور صحابہؓ کی مسجد میں ایک نشست

ابی سعید مولائے ابی اُسیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب عشاء کے بعد مسجد میں گشت کیا کرتے تھے جس کسی کو دیکھتے نکال دیتے سوائے اُس شخص کے جو کھڑا ہوا نماز پڑھتا ہو۔ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے جن میں ابی ابن کعب بھی تھے۔ پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ اُبی نے جواب دیا کہ یا امیر المومنین آپ کے عزیزوں کی ایک جماعت ہے۔ پوچھا کہ نماز کے بعد تمہیں کس چیز نے چھوڑا، انہوں نے کہا کہ ہم بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

وہ بھی اُن کے ساتھ بیٹھ گئے، جو شخص اُن کے زیادہ قریب تھا اُس سے کہا شروع کرو انہوں نے دعا کی چنانچہ انہوں نے اُن میں سے ہر ایک آدمی کو جو دعا کر رہے تھے پڑھوایا یہاں تک کہ میری باری آئی، میں اُن پہلو ہی میں تھا۔ فرمایا پڑھو میری آواز بند ہوگئی اور خوف سے کرزنے لگا۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب کا قتل

انہوں نے بھی محسوس کیا اور فرمایا: اگر تم کہتے کہ اے اللہ میری مغفرت کر، اے ہم پر رحمت کر (تو بہتر ہوتا) راوی نے کہا کہ پھر عمرؓ بن الخطاب نے شروع کیا، اُس جماعت میں اُن سے زیادہ آنسو بہانے والا، اُن سے زیادہ رونے والا کوئی نہ تھا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب واپس جاؤ، سب لوگ منتشر ہو گئے۔ زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب پالتی مار کے بیٹھتے، چت لیٹتے اور اپنا ایک پاؤں اُٹھا کر دوسرے پر رکھ لیتے۔

زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کی مسجد میں طویل نسشت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنا پہلو نکالے (یعنی لیٹا رہے) کیونکہ وہ اس کا مستحق ہے کہ نسشت اُسے بیزار نہ کرے۔ محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ قرآن جمع کرنے سے پہلے حضرت عمرؓ بن الخطاب شہید کر دیے گئے۔

مردم شماری

جبیر بن الحویرث بن نقید سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیوان مرتب کرنے میں مسلمانوں سے مشورہ لیا۔ علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کہ جو مال آپ کے پاس جمع ہو اُسے ہر سال تقسیم کر دیا کیجیے اور اس میں سے کچھ نہ رکھیے۔

عثمان بن عفان نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ کثیر مال لوگوں کو گنجائش دے دے گا (کہ ایک آدمی دو مرتبہ لے لے اور ایک کو ایک مرتبہ بھی نہ ملے) اگر ان کا شمار نہ کیا گیا، تا وقتیکہ یہ کہ آپ لینے والے اور نہ لینے والے کو نہ پہنچائیں (اور اس کی یہی صورت ہے کہ دیوان میں سب کے نام درج کیے جائیں) مجھے خوف ہے کہ حکومت میں انتشار پیدا ہو جائے گا، ولید بن ہشام ابن مغیرہ نے کہا کہ اے امیر المومنین میں شام سے آیا ہوں، میں نے وہاں کے بادشاہوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے دفتر مرتب کیے اور لشکر بنائے آپ بھی دفتر مرتب کیجیے اور لشکر بنائیں۔ عمرؓ نے اُن کا قول اختیار کیا۔

وعقیل بن ابی طالب اور مخرمہ بن نوفل اور جبیر ابن مطعم کو بلایا، جو قریش کے نسب جاننے والوں میں

تھے ان سے فرمایا کہ لوگوں کے نام ان کے مرتبے کے مطابق لکھو۔ انہوں نے لکھا تو بنی ہاشم سے شروع کیا۔

ان کے بعد ابوبکرؓ اور ان کی قوم کو لکھا، پھر عمرؓ اور ان کی قوم کو با ترتیب خلافت لکھا۔ عمرؓ نے دیکھا تو فرمایا کہ واللہ مجھے اسی طرح پسند ہے، مگر پہلے نبی ﷺ کی قرابت سے شروع کرو، جو سب سے قریب ہو (اس تحریر میں بھی) سب سے قریب ہو، عمرؓ کو بھی اس مقام پر رکھو جہاں ان کو اللہ نے رکھا ہے۔

مردم شماری میں درجہ بندی

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطابؓ کو اس وقت دیکھا جب اُن کے سامنے ناموں کی فہرست پیش کی گئی۔ اُس میں اس طرح درج تھا کہ بنو ہاشم کے بعد بنو تیم اور بنو تیم کے بعد عدی، میں نے اُنھیں فرماتے سُنا کہ عمرؓ کو اس کے مقام پر رکھو (یعنی اسے بڑھاؤ نہیں) شروع اُن سے کرو جو رسول اللہ ﷺ سے قریب تر ہوں۔

رسول اللہ ﷺ و ابوبکرؓ کے طریقے

بنو عدی عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ تھے، بہتر ہوتا کہ اُس مقام پر رکھتے جہاں اس جماعت نے رکھا تھا۔ فرمایا: خوب، خوب، اے بنی عدی تم نے میرے نام سے بلندی چاہی کہ میں حسنات سے تمہارے باعث محروم ہو جاؤں، نہیں، اور تا بمرگ نہیں، چاہے دفتر پر بند ہی کیوں نہ ہو جاوے، یعنی اگر چہ تم لوگ سب سے آخر میں لکھے جاؤ۔

میرے دونوں صاحب (یعنی رسول اللہ ﷺ و ابوبکرؓ) ایک طریقے پر چلے، اگر میں اُن کی مخالفت کروں گا تو میرے ساتھ بھی مخالفت کی جائے گی۔ واللہ ہم نے دنیا میں جو فضیلت پائی اور آخرت میں اپنے اعمال کی بدولت ہم جو کچھ اللہ کے ثواب کی امید رکھتے ہیں وہ صرف محمد ﷺ کے سبب سے ہے۔ آپ ہمارے شرف ہیں، آپ کی قوم سارے عرب سے اشرف ہے، جو آپ سے زیادہ قریب ہے وہی شرف میں بھی زیادہ نزدیک ہے۔ عرب کو رسول اللہ ﷺ کی بدولت شرافت حاصل ہوئی۔

اگر چہ ہم میں بھی سے بعض کا نسب آپ کے اجداد سے مل جاتا ہے۔ ہمارے اور آپ کے نسب ملنے میں کوئی حائل نہیں ہے۔ ہم آدم تک آپ سے (نسب میں) جدا نہیں ہوتے، سوائے چند باپ دادا کے، تاہم، واللہ اگر عجمی بارگاہ ایزدی میں اعمال نیک لائیں اور بغیر عمل کے آئیں، لہذا کوئی شخص قرابت کو نہ دیکھے اور جو نعمت اللہ کے پاس ہے اُس کے لیے عمل کرے، کیونکہ جس کے عمل نے اُس کے ساتھ کمی کی اسے اُس کا نسب پورا نہیں کر سکے گا۔

دیوان کی ترتیب میں بنو ہاشم سے آغاز

زہری (اور طرق متعددہ) سے مروی ہے کہ جب محرم ۲۰ھ میں عمرؓ بن الخطاب نے دیوان مرتب کرنے پر اتفاق کر لیا تو بلحاظ مرتبہ بنی ہاشم سے شروع کیا، رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قریب تھے، اگر کوئی قوم رسول اللہ ﷺ کی قرابت میں مساوی ہوتی تو وہ سابقین کو (جنہوں نے نیکیوں میں سبقت کی ہے اُن کو، حقوم کرتے، اس طرح انصار تک پہنچے تو فرمایا کہ سعد بن معاذ اشہلی کی قوم سے شروع کرو، پھر جو سعد بن معاذ سے قریب تر ہو۔

اہل دیوان کے حصص

عمرؓ نے اہل دیوان کا حصہ مقرر کیا۔ انھوں نے اہل سوابق شواہد کو (جو لوگ نیکیوں میں اور اسلام لانے میں مقدم تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب جہاد ہوئے تھے) حصہ دینے میں ترجیح وفضیلت دی، حالانکہ ابوبکرؓ صدیق نے لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے میں مساوات اختیار کی تھی، جب اعتراض کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ میں اُن لوگوں کو جنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے مقابلہ کیا اُن کے برابر نہیں کر سکتا جو آپ کے ہمرکاب دشمنوں سے لڑے۔

بدری صحابہؓ

عمرؓ نے، جو مہاجرین وانصار بدر میں موجود تھے، اُن سے شروع کیا، اور اُن میں سے ہر شخص کے لیے پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر کیا۔ جس میں اُن کے حلیف اور اُن مہاجرین حبشہ میں سے تھے اور اُحد میں حاضر ہوئے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے چار ہزار درہم سالانہ مقرر کیے۔ حسن وحسین کے کہ رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی وجہ سے اُن کو علی کے ساتھ رکھا اور اُن میں سے ہر ایک کے پانچ ہزار درم مقرر کیے۔ عباسؓ بن عبدالمطلب کے بھی بوجہ قرابت رسول اللہ ﷺ پانچ ہزار درہم مقرر کیے۔

ازواج مطہرات کو بدری صحابہ پر ترجیح

ابن سعد نے کہا کہ بعضوں نے روایت کی کہ عباسؓ کے لیے سات ہزار درم مقرر کیے باقی سب راویوں نے کہا کہ انہوں نے سوائے ازواج نبی ﷺ کے اور کسی کو اہل بدر پر ترجیح نہیں دی۔

اُن میں سے ہر بیوی کے لیے بارہ ہزار درہم مقرر کیے جن میں جویریہ بنت حارث اور صفیہ بنت حیی بھی تھیں۔ یہ متفق علیہ ہے۔ اور جنھوں نے قبل فتح مکہ ہجرت کی اُن میں سے ہر ایک کے لیے تین ہزار درہم مقرر کیے۔ فتح مکہ میں اسلام لانے والوں میں سے ہر شخص کے لیے دو ہزار مقرر کیے۔ اولاد مہاجرین وانصار کے نو مولود بچوں کے لیے مسلمین فتح مکہ کے برابر حصہ مقرر کیا۔

عمر بن ابی سلمہ کے لیے چار ہزار درہم مقرر کیے تو محمد بن عبداللہ بن جحش نے کہا کہ آپ عمرؓ کو ہم پر کیوں ترجیح دیتے ہیں۔ جب کہ ہمارے آبا نے بھی ہجرت کی اور شہید ہوئے۔ عمرؓ نے فرمایا میں انھیں نبی ﷺ سے تعلق کی بہ ترجیح دیتا ہوں، جو شخص رو تھے وہاں سلمہ کے مثل مال لائے تو میں اُسے مناؤں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی شکایت

اُسامہ بن زید کے لیے بھی چار ہزار درہم مقرر کیے تو عبداللہ ابن عمرؓ نے عرض کی کہ آپ نے میرے لیے تو تین ہزار مقرر کیے اور اُسامہ بن زید کے لیے چار ہزار، حالانکہ میں اُن مقامات میں حاضر ہوا جہاں اُسامہ بھی حاضر نہیں ہوئے، فرمایا: میں نے اُنھیں اس لیے زیادہ دیا ہے کہ وہ تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے اور اُن کے والد بھی تمہارے والد سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے۔

اسکے بعد انھوں نے لوگوں کے قرات قرآن اور جہاد کے اعتبار سے حصے مقرر کیے۔ پھر بقیہ لوگوں کے

لیے ایک باب کیا۔

جو مسلمان اُن کے پاس مدینے میں آئے اُنھیں بھی اُنہیں میں شامل کیا۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے پچیس ہزار دینار مقرر کیے۔ انہی کے ساتھ آزاد کردہ غلاموں کا بھی حصہ مقرر کیا۔

اہل یمن، شام وعراق کے لیے عطا

اہل یمن کے لیے بھی عطا مقرر فرمائی، شام اور عراق میں ہر شخص کو دو ہزار سے ایک ہزار، نو سو، پانچ سو اور تین تک عطا کیا۔ انھوں نے کسی کا تین سو سے کم نہیں کیا، اور فرمایا کہ اگر مال زیادہ ہوگا۔ تو میں ہر شخص کے لیے چار ہزار درم ضرور مقرر کردوں گا۔ ایک ہزار اُس کے سفر کے لیے، ایک ہزار درہم اُس کے ہتھیاروں کے لیے، ایک ہزار اُس کے گھر والوں کے لیے اور ایک ہزار اس کے گھوڑے یا خچر کے لیے۔

نسائے مہاجرات کا حصہ

انھوں نے نسائے مہاجرات (ہجرت کرنے والی عورتوں) کا بھی حصہ مقرر کیا۔ صفیہ بنت عبدالمطلب کے لیے چھ ہزار درہم اسماء بنت عمیس کے لیے ایک ہزار درہم، ام کلثوم بنت عقبہ کے لیے ایک ہزار درم اور عبداللہ بن مسعودؓ کی والدہ کے لیے ایک ہزار درہم مقرر کیے اور یہ بھی روایت ہے کہ نسائے مہاجرات میں سے ہر ایک کے لیے تین ہزار درہم مقرر کیے۔ عمرؓ کے حکم سے اہل عوالی (بیرون مدینے کے باشندوں) کی فہرست مرتب کی گئی۔ انھوں نے اُن کی خوراک جاری کردی۔ عثمان ہوئے تو خوراک کے علاوہ پوشاک بھی عطا فرمائی۔

نوزائیدہ بچوں کے لیے عطیہ

عمرؓ پیدا ہونے والے سو درہم مقرر کرتے۔ جب وہ بڑا ہوتا تو اُسے دو سو تک پہنچاتے، اور جب بالغ ہوتا تو اور زیادہ کردیتے تھے۔ اگر ان کے پاس لاوارث بچہ لایا جاتا تو اُس کے لیے بھی سو درہم اور مناسب تنخواہ مقرر فرماتے، جسے اسکا سرپرست ومحافظ ہر مہینے لے لیتا۔ پھر اُسے ایک سال سے دوسرے منتقل کرتے اور انہیں نیکی کی وصیت کرتے، اُن کی رضاع (شیرخواری ونفقہ بیت المال سے مقرر فرماتے)۔

حزام بن ہشام الکعبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو وہ خزاعہ کا دفتر (رجسٹر) لیے ہوئے قدید آتے تھے۔ قدید میں ہر عورت اُن کے پاس اس طرح آتی تھی کہ کوئی عورت خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ اُن سے چھپتی نہ تھی کہ وہ خود اُن کے ہاتھ میں نہ دیتے ہوں، پھر وہ جاتے تھے اور عسفان میں ٹھہرتے تھے۔ وہاں بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کی وفات ہوگئی۔

محمد بن زید سے مروی ہے کہ عمرؓ کے زمانے میں حمیر کا دفتر علیحدہ تھا۔

حضرات عمرؓ کے حُسن کی تعریف

جہم بن ابی سے مروی ہے کہ خالد بن عُرفطہ العذری عمرؓ کے پاس آئے، آپ نے لوگوں کا حال دریافت فرمایا، یا امیرالمومنین میں نے اپنے پیچھے والوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ اللہ سے دُعا کررہے تھے کہ وہ اُن لوگوں

کی عمروں میں سے کچھ آپ کی عمر میں بڑھا دے۔

جس کسی نے قادسیہ کو روندا (یعنی وہاں جہاد کیا) اُسکی عطا (تنخواہ) دو ہزار یا پندرہ سو ہے۔ جو بچہ پیدا ہوتا ہے اُسے سو درم اور ہر مہینہ دو جریب (پیمانہ) دیے جاتے ہیں، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ ہمارا کوئی لڑکا جب بالغ ہوتا ہے تو اُسے پانچ سو یا چھ سو والوں کے ساتھ شامل کر دیا جاتا ہے۔

پھر جب یہ نکلا کہ اُن میں سے کسی گھر والے کے لیے ایسا بچہ ہے جو کھانا کھاتا اور اُن میں وہ بھی ہے جو کھانا نہیں کھاتا تو اس کے متعلق آپ کا خیال ہے کہ وہ اُسے جہاں مناسب ہے اور جہاں مناسب ہے خرچ کرے۔

حضرت عمرؓ کی اپنی مدح کی ممانعت

فرمایا فاللہ المستعان (اللہ ہی مدد کی درخواست ہے) جو انہیں دے دیا گیا وہ انہیں کا حق ہے اور میں اُنھیں اُس کے ادا کرنے کے لیے مستعد ہوں۔ جن میں وہ بھی ہے جو اُسے لے لیتا ہے اس پر میری مدح نہ کرو۔ کیونکہ جو تم کو دیا گیا ہے وہ اگر خطاب کا مال ہوتا (تو میں مدح کا مستحق ہوتا کیونکہ وہ میرے باپ کا مال ہوتا) اور اب تو اللہ کا مال ہے اور تم لوگ بھی اس کے حق دار ہو) لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس میں کچھ زیادہ ہے اور یہ مناسب نہیں کہ میں اُسے اُن سے روکوں، اگر ان چھوٹے عربوں میں سے کسی کی عطا نکلے تو وہ اس سے بکری خریدے اور اسے اپنے دیہات میں کر دے، جب دوسری عطا نکلے تو اس سے بھی جانور خریدے اور اُسے بھی اسی میں کر دے۔ (تو بہتر ہو) کیونکہ خدا تمہارا بھلا کرے۔

اے خالد بن عرفطہ، مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد تم پر ایسے والی ہوں گے کہ اُن کے زمانے میں عطا مال شمار نہ ہوگی، اگر ان میں سے کوئی باقی رہا یا اُن کے لیے اولاد میں سے کوئی رہا تو اُن کے لیے ایک ایسی شے ہوگی جس کا وہ اعتقاد کریں گے اور اس پر بھروسہ کریں گے۔

میری نصیحت کی طرح ہے جو اسلامی سرحدوں میں دردراز مقامات پر ہیں۔ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ نے انکی حکومت کا طوق میری گردن میں ڈالا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی رعیت کی خیانت کرے گا مرے گا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا۔

حضرت خذیفہؓ کو عطائیں تقسیم کرنے کا حکم

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے خدیفہ کو لکھا کہ لوگوں کو اُن کی عطائیں تنخوائیں دے دو، انھوں نے لکھا کہ ہم نے یہ کر دیا بہت کچھ بچ گیا ہے۔ اُنھیں عمرؓ نے لکھا کہ وہ غنیمت جو اللہ نے عطا فرمائی، نہ عمرؓ کی ہے نہ آل عمرؓ کی، اسے بھی اُنہی میں تقسیم کر دو۔

مال غنیمت کی صحیح تقسیم

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو تین مرتبہ کہتے سُنا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ لوگوں میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کا اس مال میں حق نہ ہو کہ وہ اُسے دے دیا گیا یا اُسے روک دیا گیا، ان میں سوائے غلام مملوک کے کوئی شخص ایسا نہیں جو کسی سے زیادہ حق دار ہو (یعنی غلام مملوک سے سب لوگ

زیادہ حق دار ہیں، اور میں بھی اس معاملے ایسا ہی ہوں جیسے ان میں کا کوئی ایک شخص، لیکن ہم لوگ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے تعلق کے مطابق اپنے مراتب واقسام پر ہیں۔

ایک شخص اور اُس کی اسلام میں مصیبت، ایک شخص اور اس کی اسلام میں قدامت، ایک شخص اور اس کی اسلام میں بے نیازی اور ایک شخص اور اس کی اسلام میں محتاجی (یعنی یہ مسلمانوں کی مختلف اقسام) ہیں اگر میں زندہ رہا تو کوہ صفا کے چرواہے کے پاس اسی مال میں سے اُس کا حصہ ضرور آئے گا، حالانکہ وہ اپنے مقام پر ہوگا۔

مالک بن اوس بن حدثان سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا کہ روئے زمین پر ہر ایسا مسلمان جس کی گردن کا کوئی مالک نہ ہو (یعنی وہ غلام نہ ہو) اُس کا اس مال غنیمت میں حق ہے، وہ دیا جائے یا اس سے روکا جائے، اگر میں زندہ رہا تو یمن کے چرواہے کے پاس اُس کا حق آجائے گا قبل اُس کے کہ اُس کی تلاش میں اُس کا چہرہ سرخ ہو۔

مال غنیمت کی افراط پر حضرت عمرؓ کا اظہارِ تعجب

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ میں بحرین سے عمرؓ کے پاس آیا، اُن سے ایسے ملا کہ وہ (دن کی) آخری نماز عشاء میں تھے، میں نے سلام کیا تو مجھ سے لوگوں کا حال پوچھا اور فرمایا کہ تم کیا لائے ہو؟ میں نے کہا پانچ لاکھ درہم۔ ارشاد کیا کہ تم جانتے ہو کہ تم کیا کہتے ہو، عرض کیا کہ "ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ" اس طرح میں نے پانچ مرتبہ شمار کر دیا، فرمایا کہ تم نیند میں ہو، اپنے گھر والوں کے پاس جا کر سو رہو، صبح ہوتے میرے پاس آنا۔

میں صبح کے وقت اُن کے پاس گیا تو فرمایا تم کیا لائے؟ عرض کیا پانچ لاکھ درہم۔ عمرؓ نے کہا کیا وہ حلال ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، میں اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتا (یعنی انہیں حلال ہی جانتا ہوں، انہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ ہمارے پاس بہت سا مال آیا ہے، اگر تم لوگ چاہو تو میں اسے تمہارے لئے شمار کر دوں، اور اگر تم لوگ چاہو تو میں اسے تمہارے لئے پیمانے میں ناپ دوں، ایک شخص نے کہا یا امیر المومنین، میں نے عجمیوں کو دیکھا ہے کہ وہ دفتر مرتب کر لیتے ہیں کہ اسی سے لوگوں کو دیتے ہیں، پھر انہوں نے بھی دیوان مرتب کیا اور مہاجرین اولین کے لیے پانچ پانچ ہزار اور انصار کے لئے چار چار ہزار اور ازواج نبی ﷺ کے لئے بارہ بارہ ہزار مقرر کیے۔

ام المومنین حضرت زینبؓ کی سخاوت

برزہ بنت رافع سے مروی ہے کہ جب عطا نکلی تو عمرؓ نے (ام المومنین) زینبؓ بنت جحش کو وہ حصہ بھیج دیا جو اُن کا تھا، جب وہ اُن کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ عمرؓ کی مغفرت کرے۔ میری دوسری بہنیں اس تقسیم پر مجھ سے زیادہ طاقت رکھتی ہیں۔

لوگوں نے کہا کہ یہ سب آپ کا حصہ ہے تو انہوں نے سبحان اللہ کہا اور اس سے ایک چادر کی آڑ میں چھپ گئیں اور کہا کہ انہیں ڈال دو اور ان پر کپڑا ڈھانک دو، مجھ سے فرمایا کہ اپنا ہاتھ اندر ڈالو اور اس میں سے ایک مٹھی لے لو۔ اُسے فلاں اور فلاں کی اولاد کے پاس لے جاؤ، جو اُن کے قرابتدار اور یتیم تھے۔

اُن کو انہوں نے تقسیم کیا، کپڑے کے نیچے کچھ بچ گئے تو برزہ بنت رافع نے کہا کہ یا امیر المومنین، اللہ آپ

کی مغفرت کرے واللہ اس میں ہمارا ابھی تو حق ہے، فرمایا کہ اچھا جو چادر کے نیچے ہے وہ تم لوگوں کے لئے ہے، برزہ نے کہا کہ ہم نے کپڑا کھولا تو بچاسی درہم پائے، پھر انہوں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور کہا کہ اے اللہ اس سال کے بعد مجھے عمرؓ کی کوئی عطا نہ ملے، ایسا ہی ہوا کہ اُن کی وفات ہوگئی۔

شیر خوار بچوں کے لئے عطا کا اعلان

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ چند ہم سفر تجار آئے اور عیدگاہ میں اُترے، عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ تمہاری رائے ہے کہ ہم ان لوگوں کی چوری سے رات پھر حفاظت کریں دونوں رات پھر حفاظت کرتے رہے اور نمازیں پڑھتے رہے جو اللہ نے ان کے لئے فرض کیں تھیں۔

بچے کے رونے کی آواز

عمرؓ نے بچے کی رونے کی آواز سنی تو اُس طرف روانہ ہوئے۔ اُس کی ماں سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور بچے کے ساتھ بھلائی کر (یہ کہ کر اپنے مقام پر لوٹ آئے دوبارہ اُس کے رونے کی آواز سنی تو اُس کی ماں کے پاس گئے اور سے اسی طرح کہا اور اپنے مقام پر آگئے، جب آخر شب ہوئی تو پھر اس کے رونے کی آواز سنی، اُس کی ماں کے پاس آئے اور تیرا بھلا ہو، میں تجھے بہت بری ماں سمجھتا ہوں، کیا بات ہے کہ میں تیرے لڑکے کو دیکھتے ہوں کہ اسے قرار نہیں۔

اُس نے کہا کہ، اے بندہ خدا (وہ عورت آپ کو پہچانتی نہ تھی) تم مجھے رات سے پریشان کر رہے ہو، میں اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں تو وہ انکار کرتا ہے، فرمایا، کیوں دودھ چھڑانا چاہتی ہوں، اُس نے کہا کہ عمرؓ صرف چھوڑنے والے بچوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں پوچھا کہ اس کی کیا عمر ہے؟ اُس نے کہا کہ اتنے مہینے، خدا تیرا بھلا کرے، اس کے ساتھ جلدی نہ کر، انھوں نے فجر کی نماز اس حالت میں پڑھی کہ شدت گریہ سے لوگ ان کی قرائت کو نہ سمجھ سکتے تھے۔

پیدا ہونے والے ہر بچے کی عطا مقرر

جب سلام پھیرا تو کہا کہ عمرؓ کی خرابی ہے اُس نے مسلمانوں کے کتنے بچے قتل کردیے۔ پھر انہوں نے منادی کو حکم دیا اُس نے منادی کہ دیکھو، خبردار اپنے بچوں کے ساتھ دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو۔ ہم اسلام میں پیدا ہونے والے ہر بچے کی عطا مقرر کرتے ہیں۔ اس کے متعلق انھوں نے سب طرف فرمان بھیجے کہ ہم اسلام میں پیدا ہونے والے ہر بچے کی عطا مقرر کرتے ہیں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے عطا کے بارے میں مشورہ کیا کہ کس سے شروع کریں، لوگوں نے کہا کہ خود اپنے سے شروع کیجیے، مگر انھوں نے اپنی قوم سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے اقارب سے شروع کیا۔

حق اور مساوات کا احساس

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ ابن الخطاب کو کہتے سُنا کہ واللہ اگر میں سال آئند تک زندہ رہا تو آخری آدمی کو پہلے آدمی سے ملا دوں گا (یعنی سب سے کم عطا والے شخص کو سب سے زیاد عطا والے کے برابر عطا دی جائے گی) اور میں سب کو مثل ایک آدمی کے کر دوں گا۔

زید بن اسلم کے والد سے رواتے کی کہ عمرؓ بن الخطاب کو انہوں نے کہتے سُنا کہ اگر میں سال بھر تک زندہ ر تو میں سب سے کم مرتبے والے شخص کو سب سے اعلیٰ مرتبے والے سے ملا دوں گا (یعنی عطا میں)۔

مرؓ سے مروی ہے کہ اگر میں مال کے بہت ہونے تک زندہ رہا تو مسلمانوں کی عطا تین ہزاروں کر دوں گا، ایک ہزار اُس کے خرچ کے لئے اور ایک ہزار اُس کی سواری کے جانور اور اسلحہ کے لئے ایک ہزار اُس کے گھر والوں کے لئے۔

حسن سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: اگر مجھے اس امر (خلافت) میں اپنا حصہ معلوم ہو جاتا تو سرداتِ حمیرہ میں ایک چرواہے کے پاس اُس کا حصہ اس طرح آجاتا کہ اس کی پیشانی پر پسینہ بھی نہ آنے پاتا۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمرؓ بن الخطاب نے اہل مکہ میں دس دس درہم تقسیم کئے انہوں نے ایک شخص دیا تو کہا گیا یا امیر المومنین یہ تو غلام ہے، فرمایا اُسے واپس کرو، پھر فرمایا اُسے جانے دو۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ میں لوگوں کے لئے مال صاع (پیمانہ) سے ناپوں گا

معمولی حصص کی تقسیم کا اہتمام

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب ایک سال میں چالیس ہزار اونٹوں پر سوار کیا کرتے تھے ایک آدمی کو شام تک ایک اونٹ پر سوار کرتے اور دو آدمیوں کو عراق تک ایک اونٹ پر سوار کیا کرتے۔ پھر اُن کے پاس اہل عراق میں سے ایک شخص آیا اور کہا مجھے اور تحیم (سیاہ) کو سواری دے دیجیے۔ عمرؓ نے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تحیم مشک ہے اُس نے کہا جی ہاں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب ہمارے چھوٹے چھوٹے حصے تک ہمارے پاس بھیج دیا کرتے تھے حتیٰ کہ جانور اور چوپایے بھی۔

عبداللہ بن عمیر سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ میں لوگوں کو زیادہ دوں گا جتنا زیادہ مال ہو گا، میں اُسے اُن کے لئے شمار کروں گا اور اگر اس نے مجھے تھکا دیا تو اُسے ان کے لئے پیمانے سے ناپ دوں گا، پھر اگر اس نے بھی تھکا دیا تو لپ بھر کر بغیر حساب کے دوں گا۔

حضرت عمرؓ کا ابو موسیٰ کے نام خط

حسن سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ کو لکھا کہ: اما بعد میں سال کا وہ دن جانتا ہوں کہ بیت المال میں ایک درہم بھی باقی نہ رہے گا کہ عطا کیا جائے اللہ کو علم ہے کہ میں نے ہر حق دار کو اُس کا حق ادا کر دیا۔ حسنؒ

نے کہا کہ انہوں نے اُس کا صاف لے لیا اور میلا چھوڑ دیا، یہاں تک کہ اللہ نے انہیں اُن کے دونوں صاحبوں سے ملا دیا۔

کثرتِ دولت پر حضرت عمرؓ کی گریہ وزاری

ابن عباس سے مروی ہے کہ مجھے عمرؓ بن الخطاب نے بلایا، میں آیا تو ان کے سامنے چمڑے کے فرش پر سونا پھیلا ہوا تھا۔ فرمایا کہ آؤ اور اسے اپنی قوم میں تقسیم کردو، اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ اُس نے اُسے اپنے نبی ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ سے کیونکہ علیحدہ رکھا اور مجھے دیا، معلوم نہیں کہ خیر کی وجہ سے یا شر کی وجہ سے۔

ابن عباس نے کہا کہ میں جھک کے اُسے تقسیم کرنے لگا اور ہٹانے لگا کہ رونے کی آواز آئی، دیکھا کہ عمرؓ رو رہے ہیں اور کہہ رہے تھے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس نے اس مال کو اپنی نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اُن کے ساتھ شر کا ارادہ کرنے سے نہیں روکا اور عمرؓ کو اس کے ساتھ خیر کے ارادے سے نہیں دیا۔

سالم ابی عبداللہ سے مروی

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے ایک داماد اُن کے پاس آئے اور درخواست کی کہ وہ انہیں بیت المال سے کچھ دیں عمرؓ نے انہیں جھڑک دیا اور کہا کہ تم یہ جانتے ہو کہ میں اللہ سے خائن بادشاہ بن کے ملوں۔ جب یہ وقت گزر گیا تو انہوں نے اُن کو اپنے ذاتی مال سے دس درہم دے دیے۔

سالم ابی عبداللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے سب لوگوں کے لئے عطا مقرر فرمائی کسی شخص کو بھی بغیر اُس کا حصہ لگائے نہیں چھوڑا، چند ایسے لوگ باقی رہ گئے کہ جن کے نہ قبائل تھے نہ موالی، اُن کے لئے بھی ڈھائی سو سے تین سو تک عطا مقرر کی۔

سعد بن المسیب سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے مہاجرین اہل بدر کے لئے جو قریش اور عرب اور موالی میں سے تھے پانچ ہزار درہم مقرر کیے اور انصار اور اُن کے موالی کے لئے چار چار ہزار۔

ازواجِ مطہرات میں حضرت عائشہؓ کو ترجیح

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ عمرؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عطائیں مقرر کیں، اہل بدر مہاجرین و انصار کے لئے چھ چھ ہزار مقرر کیے، ازواج نبی ﷺ کی بھی عطائیں مقرر فرمائیں اُن میں حضرت عائشہؓ کو ترجیح دی۔

جن کے لئے انہوں نے بارہ ہزار اور بقیہ کے لئے دس دس ہزار مقرر کیے۔ سوائے جویریہ اور صفیہ کے اُن کے لئے چھ چھ ہزار مقرر کیے، اور ہجرت کرنے والی عورتوں میں اسماء بنت ابی بکرؓ اور اُم عبد والدہ عبداللہ بن مسعود کے لئے ایک ایک ہزار مقرر کیے۔

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو عطائے مسلمین کو تین ہزار کروں گا۔ اسود بن قیس نے اُن لوگوں کے ایک شیخ سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو ادنیٰ لوگوں کی عطا دو ہزار کردوں گا۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا واللہ جس قدر مال زیادہ ہوگا میں لوگوں کو زیادہ دوں گا، اُنکے لئے شمار کیا کروں گا۔ پھر اگر اس کثرت نے مجھے تھکا دیا تو میں انہیں لپ بھر بھر کر بغیر حساب دوں گا کہ وہ اُن کا مال ہوگا جسے وہ لیں گے۔

دو جریب غلّہ کی تعداد

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے غلہ کا جریب (پیمانہ) تیار کرنے کا حکم دیا۔ آٹا گوندھا گیا اُس کی روٹی پکی اور ثرید بنائی گئی، پھر انہوں نے تیس آدمیوں کی دعوت کی، عشاء کے وقت بھی ایسا ہی کیا اور فرمایا کہ ہر آدمی کو ہر مہینے دو جریب غلہ کافی ہے اُنہوں نے لوگوں کو ماہوار دو جریب غلہ خراک میں دیا، عورت، مرد غلام سب کو دو جریب ماہوار۔

حضرت عمرؓ کا احساس ذمہ داری

عمرؓ سے مروی ہے کہ میرے جس عامل نے کسی پر ظلم کیا اور اُس کی شکایت مجھے پہنچ گئی، مگر میں نے اصلاح نہ کی تو گویا میں نے اس پر ظلم کیا۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں کسی کو اس حالت میں عامل بنا کے گناہ کروں گا جب کہ میں اُس سے زیادہ قوی پاؤں۔

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ اگر کوئی اونٹ ساحل فرات پر ضائع ہو کہ مر جائے تو مجھے اندیشہ ہے اللہ مجھ سے اس کی بز پرس کرے گا۔

ابی وجزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے نقیع کو محفوظ کر رکھا تھا، ربذہ اور اشرف صدقے کے اونٹوں کے لئے مخصوص تھا، آپ سالانہ تیس ہزار اونٹ سواری کے لئے اللہ کی راہ میں دتے تھے۔

یزید بن شریک الفزاری سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو سالانہ تیس ہزار انٹوں اور تین سو گھوڑوں پر اللہ کی راہ میں سوار کراتے پایا۔ اور گھوڑے نقیع میں چرتے تھے۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کے پاس گھوڑے دیکھے جن کی رانوں پر حبیس فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں روکا گیا ہے لکھا ہوتھا۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو ہر سال دیکھا کہ اُن اونٹوں کا سامان، جھولیں اور کجادے درست کرتے تھے جن پر اللہ کی راہ میں سوار کراتے، اور جب کسی کو اونٹ پر سوار کراتے تو اُس کے ساتھ اُس کا سامان بھی کر دیتے تھے۔

مسافروں کی آسائش

کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی ہے کہ عمر بؓ بن الخطاب سے مکے اور مدینے کے درمیانی راستے والوں نے عمارات بنانے کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دے دی اور گرمایا کہ مسافر پانی اور سائے کا زیادہ مستحق ہے۔

عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ وہ شادی شدہ کے بجائے غیر شادی شدہ کو جہاد کے لئے بھیجتے تھے اور قاعدے کے بدلے (یعنی جو مجبوری سے بیٹھ گیا ہو) سوار کو جہاد کے لئے ترجیح دیتے تھے عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ وہ مجاہدین کی باریمقرر کرتے اور بچوں اور عورتوں کے سرحدوں پر لے جانے کو منع کرتے۔

خلیفہ اور بادشاہ کا فرق

سلمانؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اُن سے پوچھا، میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ عرض کی: اگر آپ نے مسلمانوں کی زمین سے ایک درہم یا اس سے کم وبیش حاصل کر کے خلاف حق خرچ کر دیا تو آپ بادشاہ ہیں خلیفہ نہیں، عمرؓ کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے۔

سفیان بن ابی العوجا سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا واللہ مجھے معلوم نہیں کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ، اگر میں بادشاہ ہوں تو یہ امر عظیم ہے۔ کسی نے کہا یا امیر المومنین بادشاہ اور خلیفہ دونوں میں فرق ہے، فرمایا وہ کیا؟ اُس نے کہا کہ خلیفہ تو بغیر حق کے کچھ نہیں لیتا، اور خلاف حق اُسے خرچ بھی نہیں کرتا، وآپ تو الحمد للہ ایسے ہی ہیں بادشاہ تو زبردستی وصول کرتا ہے، وہ اس سے لیتا ہے اور اُس کو دیتا ہے۔ عمر بن الخطاب خاموش ہو گئے۔

عمال کی فہرست اور اموال کی طلبی

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عمال کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے اموال کی فہرست لکھ بھیجی، ان میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔ عمرؓ نے ان کے اموال نصف نصف تقسیم کر دیے نصف انہوں نے لے لیا اور نصف لوگوں کو دے دیا۔ شعبی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب جب کسی کو عامل بناتے تھے تو اُس کا مال لکھ لیتے تھے۔

حضرت علیؓ کا حضرت عمرؓ کو مشورہ

ایوب بن ابی امامہ بن سہل حنیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ ایک زمانے تک اس طرح رہے کہ بیت المال سے کچھ نہیں کھاتے تھے، یہاں تک کہ فقر کی نوبت آگئی، اُنہوں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو بلوایا اور اُن سے مشورہ طلب کیا کہ میں نے اپنے آپ کو اس امر خلافت میں مشغول کیا ہے، مگر وہ میرے لئے کافی نہیں ہے۔

عثمانؓ ابن عفان نے کہا کہ کھائیے۔ یہی سعد بن زید بن عمرو بن نفیل نے کہا۔ آپ نے علیؓ سے پوچھا کہ اس معاملے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا کہ صبح اور شام کا کھانا کھائیے عمرؓ نے اسی کو اختیار کیا۔

سعد بن المسیب سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اصحاب نبی ﷺ سے مشوراہ طلب کیا اور فرمایا کہ واللہ میں کبوتر کے طوق گردن کی طرح تم لوگوں کے گلے میں بھی اُس کا طوق ڈالوں گا بتاؤ کہ بیت المال سے میرے لئے کیا مناسب ہے۔ علیؓ نے فرمایا کہ صبح اور شام کا کھانا، فرمایا تم سچ کہتے ہو۔

بیت المال میں حضرت عمرؓ کا حصہ

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی اور اپنے گھر کی خوراک اور گرمی میں ایک حلہ (چادر وتہہ بند) پہننے کو لیتے تھے، اکثر تہہ بند پھٹ جاتی تو اُس میں پیوند لگاتے تھے مگر اس کی جگہ دوسری نہیں بدلتے تھے، تاوقتیکہ اس کا

وقت نہ آئے کوئی سال ایسا نہ تھا کہ مال کی کثرت نہ ہوتی ہو، مگر میں دیکھتا تھا کہ اُن کا لباس سال گزشتہ سے کم درجے کا ہو جاتا تھا۔ اس معاملے میں اُن سے حفصہؓ نے گفتگو کی تو فرمایا کہ میں تو مسلمانوں ہی کے مال سے کپڑا پہنتا ہوں اور یہ مجھے پہنچادے گا۔

حضرت عمرؓ کی کفایت شعاری

موسیٰ بن محمد ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب اپنے اور اپنے عیال کے خرچ کے لیے دو درہم روزانہ لیا کرتے تھے اور انہوں نے اپنے ایک حج کے لئے ایک سو اسی درہم خرچ کیے۔

ابن الزبیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک سو اسی درہم خرچ کئے اور فرمایا کہ ہم نے اس مال میں اسراف کیا ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے حج میں سولہ دینار خرچ کیا اور فرمایا: اے عبداللہ بن عمرؓ ہم نے اس مال میں اسراف کیا ہے۔ راوی نے کہا کہ ایک دینار کو بارہ درہم میں بدل دینے پر یہ روایت بھی مثل پہلی ہی روایت کے ہے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ والی ہوئے تو انہوں نے اور کے اہل وعیال نے بیت المال سے خرچ لیا۔ انہوں نے پیشہ اور تجارت ذاتی اپنے مال سے کی۔

ابوموسیٰ اشعریؓ کے تحفہ کی واپسی

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعریؓ نے زوجہ عمرؓ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل کو ایک فرش بطور ہدیہ بھیجا۔ جسے میں سمجھتا ہوں کہ ایک گز اور ایک بالشت کا ہوگا۔ عمرؓ اُن کے پاس آئے تو اُسے دیکھا۔ پوچھا تمہارے لئے کہاں سے آیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ابوموسیٰ اشعریؓ نے بطور ہدیہ دیا ہے۔

عمرؓ نے اُسے لے کر اُن کے سر پر مارا جس سے اُن کا سر ہل گیا، پھر فرمایا کہ ابوموسیٰ اشعری کو میرے پاس بلاؤ اور انہیں پیادہ چلا کے تھکا دو۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ وہ اس طرح آئے گئے کہ تھک گئے تھے اور کہہ رہے تھے یا امیر المومنین مجھ پر عجلت نہ کیجئے۔ عمرؓ نے فرمایا کہ تمہیں کیا چیز برانگیختہ کرتی ہے کہ تم میری ازواج کو ہدیہ دو۔ عمرؓ نے اُس فرش کو اُن کے سر پر مارا اور فرمایا، اسے لے جاؤ ہمیں اس کی حاجت نہیں۔

حضرت عمرؓ کی حضرت زبیرؓ سے خفگی

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے عمرؓ نے فرمایا. اے اسلم دروازہ بند کردو اور کسی کو بھی اندر نہ آنے دو، پھر ایک روز انہوں نے میرے جسم پر نئی چادر دیکھی تو پوچھا کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آئی؟ عرض کی یہ مجھے عبیداللہ بن عمر نے اُڑھائی ہے، فرمایا کہ عبیداللہ سے لے لو، مگر اور کسی سے ہرگز کچھ نہ لو۔

پھر زبیر آئے، میں دروازے ہی پر تھا، انہوں نے مجھ سے اندر جانے کو کہا، میں نے کہا کہ امیر المومنین تھوڑی دیر کے لئے مشغول ہیں، انہوں نے اپنا ہاتھ اُٹھا کر میرے کان کے نیچے گدی پر ایک زوردار چپت ماری کہ میں چیخ دیا۔

عمرؓ کے پاس گیا تو انہوں نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے زبیرؓ نے مارا اور کل واقعہ بیان کیا عمرؓ کہنے لگے زبیر نے؟ واللہ میں دیکھتا ہوں۔ حکم دیا کہ انہیں اندر لاؤ میں نے انہیں عمرؓ کے پاس پہنچے۔

عمرؓ نے پوچھا کہ تم نے اس لڑکے کو کیوں مارا؟ زبیرؓ نے کہا مجھے یہ گمان ہوا کہ یہ مجھے آپ کے پاس آنے سے روکتا ہے۔ پوچھا کہ اس نے کبھی تمہیں میرے دروازے سے واپس کیا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا: اگر اس نے تم سے کہا کہ تھوڑی دیر آپ صبر کیجئے کیونکہ امیر المومنین مشغول ہیں تو تم نے اس کا عذر کیوں نہ مانا، واللہ درندہ ہی درندوں کے لئے کوں نکالتا ہے اور اُسے کھالیتا ہے۔

حضرت عمرؓ اور ذکر الٰہی

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ بلال نے عمرؓ کے پاس جانے کی اجازت چاہی تو میں نے کہا وہ سوتے ہیں۔ انھوں نے کہا اے اسلم، تم عمرؓ کو کیسا پاتے ہو۔ میں نے کہا وہ سب سے اچھے ہیں۔ سوائے اس کے کہ جب غضب میں ہوتے ہیں تو امر عظیم ہوتے ہیں۔

بلال نے کہا کہ اگر میں اُس وقت اُن کے پاس ہوتے تو اُن کے سامنے قرآن اتنا پڑھتا کہ اُن کا غضب چلا جاتا۔

عبداللہ بن عون بن مالک الدار نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ مجھے ایک روز عمرؓ نے ڈانٹا اور درے سے مارا، عرض کی کہ آپ کو اللہ یاد دلاتا ہوں، عمرؓ نے درہ ڈال دیا اور کہا کہ تم نے بہت بڑے کو یاد دلا دیا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ وہ عمر غضب میں ہوں اور اُن کے اللہ کا ذکر کیا جائے یا خوف دلایا جائے یا کوئی شخص قرآن کی آیت پڑھ دے تو ارادے سے باز نہ آجائیں۔

عام الرمادہ

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۱۸ھ میں لوگ حج سے واپس ہوئے تو سخت تکلیف پہنچی ،شہر خشک ہو گئے۔ مواشی ہلاک ہو گئے اور لوگ بھوک کے مارے مرنے لگے، یہاں تک کہ لوگ بوسیدہ ہڈیوں کا سفوف کرتے تھے، صحرائی اور شہری چوہوں کے سوراخ کھودتے تھے اور جو کچھ ان میں ہوتا اُسے نکال لیتے۔

عوف بن حارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال کا نام عام الرمادہ (راکھ کا سال) رکھا گیا۔ اس لیے کہ ساری (زمین خشکی کی وجہ سے) سیاہ ہو کر راکھ کے مشابہ ہوگئی تھی اور یہ کیفیت نو مہینے رہی۔

حضرت عمرؓ کا عمرؓ بن العاص کو آمیز فرمان

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے عام الرمادہ میں عمرو بن العاص کو لکھا بسمہ اللہ الرحمٰن الرحیم، بندہ خدا، عمرؓ امیر المومنین کی جانب سے العاصی بن العاصی (گناہ ہگار فرزند گناہگار) کو اسلام علیک، اما بعد، کیا تم مجھے اور میرے پاس والوں کو مرتا دیکھنا چاہتے ہو، جب کہ تم اور تمہارے پاس والے عیش میں ہیں؟ ہائے فریاد رس، تین مرتبہ۔

مصر سے غلہ کی فراہمی

عمرو بن العاص نے انھیں لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمرؓ امیر المومنین کو عمرو بن العاص کی طرف سے سلام علیک میں آپ کے سامنے اُس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

امابعد، آپ کے پاس فریاد آئی خبر ہے، میں ضرور آپ کے پاس قافلہ بھیجوں گا، جس کا ایک سر آپ کے پاس ہوگا اور دوسرا میرے پاس۔ جب غلہ آیا تو عمرؓ بن الخطاب نے زبیر بن العوام سے گفتگو کی کہ تم قافلے کو روک کر اہل بادیہ کی طرف پھیر دو اور اُن لوگوں میں تقسیم کر دو، واللہ شاید رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے بعد اس سے افضل کوئی شے تمہیں حاصل نہ ہوئی ہوگی، مگر زبیرؓ نے انکار کیا اور انکا کا سبب بھی بیان کیا۔

نبی ﷺ کے ایک اور صحابی آئے تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ انکار نہ کریں گے اور ان سے گفتگو کی تو انہوں نے منظور کیا اور روانہ ہو گئے۔ عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ تمہیں جو غلہ ملے اُسے اہل بادیہ کی طرف پھیر دو، اُس کے بورے سے ان کے لحاف بنا دو جسے وہ لوگ اوڑھیں، اونٹوں کو ذبح کر دینا کہ وہ لوگ گوشت کھائیں اور چربی اٹھا لے جائیں۔

کشادگی کا حکم

تم انتظار نہ کرنا، اگر وہ کہیں کہ ہم لوگ ان چیزوں میں بارش کا انتظار کریں گے، آٹا پکائیں اور جمع کریں، شاید اس وقت تک اللہ اُن کے لئے کشادگی کا حکم لائے عمرؓ کھانا تیار کراتے، اُن کا منادی ندا (آواز) دیتا تھا کہ جو کوئی شخص آ کے کھانا چاہے وہ ایسا کرے اور جو کوئی اتنا لینا چاہے جو اُس کے اور اُس کے گھر والوں کے لئے کافی ہو آئے اور لے جائے

موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عمرو بن العاص کو لکھا کہ ہمارے پاس اونٹوں پر غلہ بھیجو اور دریا کے راستے سے بھی بھیجوا دو۔ عمروؓ نے اونٹوں پر بھیجوا دیا۔

میں شام کے راستوں کے سروں پر اونٹوں سے ملا جن کو امیر المومنین کے قاصدوں نے دائیں اور بائیں جانب پھیر دیا کہ اونٹوں کو ذبح کریں آٹا کھائیں اور قبا پہنائیں۔ ایک شخص کو الجار بھیج کر وہ غلہ منگوایا جس کو عمروؓ نے مصر سے بذریعے دریا بھیجا تھا، اور اہل تہامہ کو بھیجوا دیا کہ وہ انہیں دیا جائے۔

شام وعراق سے غلہ کی فراہمی

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کے قاصدوں کو دیکھا کہ وہ کے اور مدینے کے درمیان الجار کا غلہ تقسیم کر رہے تھے، یزید بن ابی سفیان نے بھی شام سے غلہ بھیجا (ابن سعد نے لکھا کہ یہ غلط ہے، کیونکہ یزید بن ابی سفیان اُس زمانے میں مر چکے تھے اور عمرؓ نے معاویہؓ کو لکھا تھا کہ وہ غلہ بھیجیں) عمرؓ نے لوگوں کو بھیجا کہ اُسے شام کے راستوں پر لے لیں اور اس کے ساتھ وہی کریں جو عمرؓ کے قاصد کرتے ہیں، لوگوں کو آٹا دے دیں، اونٹ اُن کے لئے ذبح کر دیں اور انہیں عبا پہنائیں۔

سعد بن ابی وقاص نے عراق سے اسی طرح غلہ بھیجا، انہوں نے اس کی جانب بھی ایک شخص بھیجا کہ اُسے

عراقکے راستوں پر لے لے۔ وہ لوگ اونٹ ذبح کرنے لگے، آٹا تقسیم کرنے لگے اور عبا پہنانے لگے یہاں تک کہ اللہ نے قحط کو مسلمانوں سے اُٹھالیا۔

عمروؓ بن العاص نے خشکی کے راستے سے غلہ روانہ کیا

عبداللہ بن عون المالکی نے اپنے والد اور دادا سے روایت کی کہ عمرؓ نے عمروؓ بن العاص کو ایک خط میں غلہ بھیجنے کا حکم دیا۔ عمروؓ بن العاص نے خشکی اور تری دونوں راستوں سے غلہ روانہ کیا انہوں نے معاویہ کو خط لکھا کہ جس وقت تمہیں یہ خط ملے فوراً ہمارے پاس اتنا غلہ بھیجو جو سب کو کافی ہو کیونکہ وہ ہلاک ہو گئے فوراً سوائے اس کے کہ اللہ اُن پر رحم کردے۔

پھر سعد کو کہلا بھیجا کہ وہ بھی غلہ بھیجیں، انہوں نے بھی ان کے پاس بھیجا۔ عمرؓ لوگوں کو ثرید کھلاتے تھے۔ یہ روٹی ہوتی تھی جس کے ساتھ زیتون کا سالن ہوتا، جو فوراً دیگوں میں پکایا جاتا تھا، وہ اونٹ ذبح کرتے تھے اور ثرید پُر کردیتے تھے، عمرؓ بھی ساری قوم کے ساتھ کھاتے تھے جس طرح وہ لوگ کھاتے تھے۔

عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ کی غذا

عبداللہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عمر ہمیشہ روزہ رکھتے تھے قحط کا زمانہ ہوا تو شام کو ان کے پاس روٹی لائی گئی، جس میں زیتون ملادیا گیا تھا۔ انہی دنوں میں سے کسی دن لوگوں نے اونٹ ذبح کیے اور لوگوں کو کھلائے عمرؓ کے لیے عمدہ حصہ رکھ لیا، وہ اُن کے پاس لایا گیا تو اتفاق سے کوہان اور کلیجی کے ٹکڑے تھے۔ پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے۔

خادم نے کہا، یا امیر المومنینؓ یہ ان اونٹوں کا ہے جو ہم نے آج ذبح کیے ہیں۔ فرمایا، خوف۔ خوف۔ میں بہت بڑا والی ہوں۔ اگر اُن کا اچھا حصہ میں کھاؤں۔ اور ردی لوگوں کو کھلاؤں۔ یہ پیالہ اٹھاؤ اور ہمارے لیے اس کے سوا کوئی اور کھانا لاؤ۔ پھر روٹی اور زیتون لایا گیا۔

وہ اپنے ہاتھ سے توڑنے لگے اور اس روٹی کو زیتون لگانے اور فرمایا۔ اے یرفا تم پر افسوس ہے۔ یہ پیالہ ثمغ میں میرے گھر والوں کے پاس لے جاؤ میں نے انہیں تین دن سے کچھ نہیں دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کے وہ لوگ بے آب ودانہ ہیں اسے اُن کے سامنے رکھو۔

زمانہ قحط میں حضرت عمرؓ کی پریشانی

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے قحط کے زمانے میں ایک نیا کام کیا جسے وہ کرتے نہ تھے، لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کہ اپنے گھر میں داخل ہوتے اور آخر شب تک برابر نماز پڑھتے رہتے، پھر نکلتے اور پہاڑی راستوں پر گھومتے ایک رات کو پچھلی شب میں اُن کو یہ کہتے سن رہا تھا کہ اے اللہ امت محمد یہ ہلاکت میرے ہاتھوں پر نہ کر۔

سائب بن یزید کہتے تھے کہ زمانہ قحط سالی میں عمرؓ بن الخطاب ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اُس نے لید کی جو نکلے۔ عمرؓ انہیں دیکھا تو فرمایا کہ مسلمان بھوکے مرتے ہیں اور یہ گھوڑا جو کھاتا۔ واللہ میں اس گھوڑے پر سوار نہ ہوں گا

تاوقتیکہ لوگ زندہ نہ ہوں (یعنی قحط رفع نہ ہو)

زمانہ قحط میں حضرت عمرؓ کا عہد

محمد بن یحییٰ بن حبان سے (دو طرق) سے مروی ہے کہ قحط کے سال عمرؓ بن الخطاب کے پاس گھی کی چپڑی ہوئی روٹی لائی گئی انہوں نے ایک بدوی (دیہاتی) کو بلایا تو وہ اُن کے ساتھ کھانے لگا۔ بدو نوالے کے ساتھ پیالے کے کنارے سے گھی لینے لگا، اُس سے عمرؓ نے کہا کہ تم تو ایسے ہو جیسے کسی کو گھی میسر نہ ہو۔

اُس نے کہا بیشک میں نے اتنے اتنے دن سے آج تک گھی نہ کھایا نہ زیتون اور نہ کسی کو یہ کھاتے دیکھا۔ عمرؓ نے قسم کھائی کہ وہ نہ گھی چکھیں گے نہ گوشت تاوقتیکہ لوگ پہلے کی طرح سرسبز نہ ہو جائیں۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ ابن الطاب نے تاوقتیکہ لوگ سرسبز نہ ہو گئے نہ گھی کھایا نہ گھی کی کوئی چیز۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پیٹ میں قراقر ہوا۔ انہوں نے قحط سالی میں گھی اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اور زیتون کھاتے تھے۔ اپنی انگلیوں سے پیٹ بجا کر کہا کہ تو قراقر پیدا کر۔ ہمارے پاس تیرے لیے سوائے اس کے کچھ نہیں ہے تاوقتیکہ قحط رفع نہ ہو۔

عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ لوگوں پر قحط کی مصیبت آئی، گھی بھی گراں ہو گیا، حلانکہ عمرؓ بن الخطاب اسے کھاتے تھے، جب گھی کم ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ میں اسے نہ کھاؤں گا، تاوقتیکہ سب لوگ اُسے نہ کھا سکیں، وہ زیتون کھاتے تھے انہوں نے فرمایا کہ: اے اسلم، آگ کے ذریعے سے اس کی گراوٹ دور کرو، میں زیتون اُن کے لئے پکا دیتا، اُسے وہ کھاتے، پیٹ میں قرار ہوتا تو فرماتے کہ تو قرار پیدا کر، مگر واللہ گھی نہ پائے گا تاوقتیکہ لوگ نہ کھائیں۔

زمانہ قحط میں حضرت عمرؓ کا گوشت سے اجتناب

زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عام الرمادہ (قحط کے سال) میں عمرؓ بن الخطاب نے اپنے اوپر گوشت حرام کر لیا تاوقتیکہ لوگ نہ کھائیں عبید اللہ بن عمرؓ کا ایک بکری کا بچہ تھا، وہ ذبح کر کے تنور میں بھوننے کے لئے رکھ دیا گیا، اُس کی خوشبو عمرؓ کے پاس گئی تو فرمایا کہ میرا یہ گمان نہیں ہے کہ گھر والوں میں سے کسی نے اس کی جرات کی ہے وہ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ تھے، اسلم نے فرمایا کہ جاؤ دیکھو۔

انہوں نے اُسے تنور میں پایا، عبید اللہ نے کہا کہ مجھے چھپاؤ خدا تمہیں چھپائے (یعنی تم میری خطا کو چھپاؤ خدا تمہاری خطائے چھپائے) اسلم نے کہا کہ جس وقت انہوں نے مجھے بھیجا انہیں معلوم تھا کہ میں ہرگز جھوٹ نہ بولوں گا، اسلم نے اُسے نکال لیا اور لے کے اُن کے پاس آئے، اُن کے آگے رکھ کے عذر کیا کہ انہیں معلوم ہو جائے گا، عبید اللہ نے کہا کہ وہ میں نے اپنے بیٹے کے لئے خریدا تھا، پھر گوشت کو میرا دل چاہا۔

قبیلہ محارب کی جماعت سے حُسنِ سلوک

نافع مولائے زبیرؓ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ کو کہتے سُنا کہ اللہ ابن حنتمہ پر رحمت کرے، میں نے عام الرمادہ

میں اُنہیں اس حلت میں دیکھا ہے کہ پشت پر دو تھیلے اور ہاتھ میں زیتوں کا کپا دہ وہ اور اسلم باری باری اُٹھاتے تھے، جب مجھے دیکھا تو پوچھا ابو ہریرہ تم کہاں سے آتے ہو میں نے کہا کہ نزدیک سے، میں بھی اُسے باری باری اٹھانے لگا، یہاں تک کہ ہم صرار تک پہنچ گئے، وہاں قبیلہ محرب کی ایک جماعت تھی جو تقریباً بیس گھر کے لوگ تھے۔

حضرت عمرؓ کا سیر ہونا

عمرؓ نے کہا کہ تمہیں کیا چیز لائی؟ تو اُن لوگوں نے کہا کہ مصیبت، پھر ہمارے لئے مردار کی بھنی کھال نکالی جو وہ لوگ کھاتے تھے اور پسی ہوئی بوسیدہ ہڈیاں جن پر بغیر سیر ہوئے اکتفا کرتے تھے، میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ نے اپنی چادر اُتار دی اور تہبند باندھ کے اُن لوگوں کے لئے کھانا پکاتے رہے یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے، اسلم کو مدینے بھیجا، وہ اونٹ لے آئے، اُن لوگوں کو سوار کر کے الجبانہ میں اتارا اور کپڑے دیے، حضرت عمرؓ نے اُن لوگوں کے اور دوسروں کے پاس آمد و رفت کرتے رہے اور یہاں تک کہ اللہ نے اُن لوگوں پر سے قحط رفع کر دیا۔

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے قحط کے سال عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ وہ ایک عورت کے پاس پہنچے جو آٹا گوندر ہی تھی، فرمایا کہ اس طرح نہیں، جس طرح تو گوندھتی ہے، خود بیلن لیا اور کہا کہ اسطرح، پھر اسے دکھایا۔

ہشام بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب کو کہتے سُنا ہے کہ تم عورتوں میں سے ہرگز کوئی (حریرے کے لئے آٹا نہ ڈالے تاوقتیکہ پانی گرم نہ ہو جائے، پھر اُسے تھوڑا تھوڑا ڈالے اور ڈوئی کے ساتھ چلائے، یہ طریقہ اُسے زیادہ بڑھانے والا (پھیلانے والا) ہے اور ایسا ہے کہ اس میں گٹھلیاں نہ پڑیں۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب کے رنگ میں تغیر

عیاض بن سنیفہ سے مروی ہے کہ میں نے قحط کے سال عمرؓ کو دیکھا کہ سیاہ رنگ کے ہو گئے تھے، حالانکہ پہلے گورے تھے ہم لوگ پوچھتے کہ یہ کاہے سے ہوا تو فرماتے کہ ایک عربی آدمی تھا جو گھی اور دودھ کھاتا تھا، لوگوں پر قحط کی مصیبت آئی تو اُس نے یہ چیزیں اپنے اوپر اُس وقت تک حرام کر لیں، جب تک کہ لوگ سرسبز نہ ہو جائیں، اُس نے زیتون کھایا تو اُس کا رنگ بدل گیا، اور بھوکا رہا تو اور زیادہ تغیر ہو گیا۔

اُسامہ بن زید نے اپنے والد اور دادا سے روایت کی کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ نے قحط رفع نہ کیا تو عمرؓ بن الخطاب مسلمانوں کی فکر میں مر جائیں گے۔

صفیہ بن ابی عبید سے مروی ہے کہ مجھ سے عمرؓ کی کسی حرم نے بیان کیا کہ زمانہ قحط میں عمرؓ فجر کی وضہ سے کسی بیوی کے قریب نہ جاتے تھے، یہاں تک کہ لوگ خوش حال ہو گئے۔

یزید بن فراس الدیلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب ہر روز دسترخوان میں اونٹ ذبح کرتے جو عمرو بن العاصؓ مصر سے بھیجتے تھے

زمانہ قحط میں عمال کی امداد

عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک الدار نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ جب عمرؓ نے عمرو بن العاص کو خشکی

ودریا سے غلہ بھیجنے کو لکھا تو انہوں نے بیس کشتیاں روانہ کیں جن میں آٹا اور گھی لدا تھا اور خشکی سے ایک ہزار اونٹ بھیجے جو آٹے سے لدے تھے۔

معاویہؓ نے تین ہزار اونٹ بھیجے جن پر آٹا تھا، انہوں نے تین ہزار عبائیں بھی بھیجیں، عمرو بن العاص نے پانچ ہزار چادریں بھیجی تھیں، والی کوفہ نے دو ہزار اونٹ بھیجے جن پر آٹا بار تھا۔

عیسیٰ بن معمر سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمرؓ بن الخطاب نے اپنے کسی لڑکے کے ہاتھ میں خربزہ دیکھا تو فرمایا خوب، خوب، اے فرزند امیر المومنین تم میوہ کھاتے ہو حالانکہ اُمت محمد ﷺ مارے بھوک کے دُبلی ہوگئی ہے، وہ بچہ بھاگا اور رونے لگا، اُس کو پوچھنے کے بعد عمرؓ نے اس کو خاموش کیا۔ لوگوں نے کہا کہ اس کو اس نے ایک۔۔۔۔۔ بھر کھجور کی گٹھلی کے عوض خریدا ہے۔

محمد بن الحجازی نے جہینہ کی ایک بڑھیا سے، جس نے اپنے بچپن میں عمرؓ بن الخطاب کو پایا تھا، روایت کی کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ زمانہ قحط میں عمرؓ بن الخطاب جس وقت لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے تو کہہ رہے تھے کہ ہم وہ کھلا رہے ہیں جو ہمیں کھلانے کو ملا، اگر ہمیں یہ طریقہ عاجز کردے گا تو ہم ہر اس گھر والے کے ساتھ جس کا خاندان موجود ہے ان لوگوں کو کردیں گے جن کے خاندان موجود نہیں (یعنی وہ بیرون لوگ ہیں) یہاں تک کے اللہ تعالیٰ بارش لادے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا اگر مجھے لوگوں کے لیے اتنا مال نہ ملا جو کافی ہو، تو میں ہر گھر میں بقدر ان کی تعداد کے لوگ داخل کردوں گا تاکہ وہ باہم آدھا آدھا پیٹ کھانا تقسیم کرلیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بارش اور سرسبزی لائے، کیونکہ لوگ آدھا پیٹ کھانے سے ہرگز ہلاک نہ ہوں گے

ام بکر بنت مسور بن مخرمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عام الرمادہ جب اللہ نے قحط کردیا تو عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا کہ اگر اللہ اس کو رفع نہ کرتا تو میں ہرگز گھر والوں کے ساتھ ان کے مثل (یعنی اسی تعداد میں لوگوں کو شامل) کردیتا۔

نواحی قبائلیوں کی مدینہ میں آمد

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ قحط کے زمانے میں عرب ہر طرف سے کھنچ کر مدینے آگئے تھے، عمرؓ ابن الخطاب نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کا انتظام کریں اور انہیں کھانا اور سالن دیں، اصحاب اہتمام میں یزید بن اخت النمر، مسور بن مخرمہ، عبدالرحمٰن بن قاری اور عبداللہ بن عتبہ بن مسعود تھے شام ہوتی تو یہ عمرؓ کے پاس جمع ہوکر جس حالت میں لوگ ہوتے اس کی خبر دیتے ان میں سے ہر شخص مدینے کے ایک ایک کنارے پر تھا۔

قحط زدہ افراد کے لیے غذا کی فراہمی

اعراب راس الثنیہ سے راتج تک، بنی حارثہ بنی عبدالاشہل تک اور بقیع سے بنی قریظہ تک، اندر تھے ان کا ایک گروہ بنی سلمہ کے نواح میں بھی تھا جو مدینے کو گھیرے ہوئے تھے، .... لوگ ان کے پاس رات کا کھانا کھا چکے تھے کہ جنہوں نے ہمارے پاس رات کا کھانا کھایا ان کا شمار کرو، لوگوں نے آئندہ

شب شمار کیا تو سات ہزار پایا، فرمایا کہ ان کی عورتوں اور متعلقین کا بھی شمار کرو جو نہیں آتے اور مریضوں اور بچوں کا بھی، انہوں نے شمار کیا تو چالیس ہزار پایا۔

ہم لوگوں کو جنہوں نے ان کے پاس شام کا کھانا کھایا دس ہزار پایا اور دوسروں کو پچاس ہزار پایا۔

قحط کی وجہ سے اموات

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارش نازل کرنے تک برابر رہے جب بارش ہوگئی تو میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے نوواردوں میں سے ہر قوم پر لوگ مقرر کیے جو ان کو ان کی بستی کی طرف روانہ کریں اور زادِ راہ کے لیے سواری اور غلہ دیں اور میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ بذاتِ خود ان لوگوں کو روانہ کرتے تھے ان لوگوں میں موت بھی واقع ہوئی، میں سمجھتا ہوں کہ دو ثلث مر گئے اور ایک ثلث باقی رہے۔

مریضوں کی دیکھ بھال

عمرؓ کی دیگوں کے پاس عمال پچھلی ہی شب میں آ جاتے تھے، جو دور دراز مقامات کے عامل تھے، صبح ہوتی تو مریضوں کو کھلاتے اور حریرہ تیار کرتے، زیتون کے متعلق حکم تھا کہ بڑی بڑی دیگوں میں آگ پر کھولا جائے تاکہ اس کی گرمی اور حرارت نکل جائے پھر روٹی توڑی جاتی اور زیتون کے ساتھ لگا کے کھائی جاتی، عربوں کو زیتون سے بخار آنے لگا۔

عمرؓ نے زمانہ قحط میں لڑکوں یا بیویوں میں سے کسی کے گھر نہیں چکھا، صرف رات کو لوگوں کے ساتھ کھا لیتے یہاں تک کہ اللہ نے لوگوں سرسبز کر دیا، جس طرح وہ پہلے سرسبز تھے۔

عمرؓ کے ہاتھوں مریضوں کی امداد

مالک بن الحدثان سے، جو بنی نصر میں سے، مروی ہے کہ جب قحط کا سال ہوا تو میری قوم سے سو گھر کے لوگ عمرؓ کے پاس آئے اور الجبانہ میں اترے، عمرؓ ان لوگوں کو کھانا کھلاتے جو ان کے پاس آتے اور جو ان کے پاس نہ آتے ان کے گھر آٹا اور کھجور اور گیہوں بھیج دیتے، ماہ بماہ میری قوم کو بھی اتنا بھیج دیتے تھے جو انھیں کافی ہوتا تھا۔

مریضوں کی تیمارداری اور ان کے مرنے والوں کے کفن کا انتظام بھی فرماتے تھے میں نے دیکھا کہ جب ان لوگوں نے اناج کھایا تو موت واقع ہونے لگی، عمرؓ خود آتے اور نماز جنازہ پڑھتے میں دیکھا ہے کہ انہوں نے دس دس پر ایک دم سے نماز پڑھی۔

جب وہ سرسبز ہو گئے تو ان سے فرمایا کہ اس گاؤں (الجبانہ) سے تم لوگ جہاں رہتے تھے وہاں روانہ ہو جاؤ۔ ان کے کمزوروں کو آپ سوار کراتے یہاں تک کہ وہ لوگ اپنی بستیوں میں پہنچ گئے۔

حضرت عمرؓ کی ٹڈیاں کھانے خواہش

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے منہ سے رال بہہ رہی تھی عرض کی آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا میں بھنی ہوئی ٹڈیاں چاہتا ہوں۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ سے اگر ٹڈی

کی ٹڈیوں کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ میرے پاس اس کی ایک یا دو ٹوکریاں ہوتیں کہ ہم انہیں لیتے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو اس زمانے میں دیکھا وہ امیر المومنین تھے کہ ان کے لیے ایک صاع (پیمانہ) کھجوریں ڈال دی جاتی تھیں، وہ انہیں کھاتے تھے کہ ان میں کی خراب اور ردّی بھی کھا لیتے تھے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ ایک صاع کھجور جس میں ردّی وخراب بھی تھیں کھا لی۔ ابن عمرؓ سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔ عاصم بن عبید اللہ بن عاصم سے مروی ہے کہ عمرؓ اپنے جوتے میں ہاتھ پوچھتے تھے اور کہتے تھے کہ آل عمرؓ کے رومال ان کے جوتے ہیں۔

سائب بن یزید سے ہے کہ میں نے رات کا کھانا بہت مرتبہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس کھایا، وہ گوشت روٹی کھا کر اپنا ہاتھ قدم سے پوچھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ عمرؓ و آل عمرؓ کا رومال ہے۔

حضرت عمرؓ کی مرغوب غذا

انسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو کھانوں میں سب سے زیادہ مرغوب اناج تھا اور پانی میں سب سے زیدہ مرغوب نبیذ یعنی کھجور کا آبشورہ تھا۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے مقتول ہونے تک سوائے گھی یا چربی یا جوش دیے ہوئے زیتون کے اور کسی چیز کا تیل استعمال نہیں کیا۔

احوص بن حکیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ کے پاس پکا ہوا گوشت لایا جس میں گھی بھی تھا۔ انہوں نے اس کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک سالن ہے۔

ابی حازم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اپنی صاحبزادی حفصہؓ کے پاس گئے، انہوں نے ٹھنڈا شوربا اور روٹی ان کے آگے رکھی اور شوربے میں زیتون ٹپکا دیا، فرمایا کہ میں ایک برتن میں دو سالن نہ کھاؤں گا، یہاں تک کہ اللہ سے ملوں۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ ایک شخص کے پاس گئے، پیاس لگی تھی، اس سے پانی مانگا تو وہ شہد لے آیا، یہ کیا ہے، اس نے کہا شہد ہے فرمایا: واللہ، یہ ان چیزوں میں نہیں ہوگا جن کا مجھ سے قیامت میں حساب لیا جائے گا۔

یسار بن نمیر سے مروی ہے کہ واللہ میں نے عمرؓ کا آٹا کبھی بغیر ان کی نافرمانی کیے ہوئے نہیں چھانا (یعنی انہوں نے چھاننے کو منع کر دیا تھا مگر یہ چھانتے تھے۔

سائب بن یزید نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے زمانہ قحط میں عمرؓ بن الخطاب کو رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آدھی رات کو نماز پڑھتے دیکھا، وہ کہتے تھے کہ اے اللہ ہمیں قحط سے ہلاک نہ کر اور ہم سے مصیبت کو دور کر دے، اس کلمے کو وہ دہراتے تھے۔ یسار بن نمیر سے (دوسرے طریق) مروی کہ میں نے عمرؓ کی نافرمانی کے بغیر کبھی ان کا آٹا نہیں چھانا۔

زمانہ قحط سالی میں حضرت عمرؓ کا لباس

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کے بدن پر زمانہ قحط سالی میں ایک تہ بند دیکھی جس میں سولہ پیوند تھے۔ اور ان کی چادر چھ بالشت کی تھی، وہ کہتے تھے کہ اے اللہ اُمت محمد ﷺ کی ہلاکت میرے قدموں پر نہ کر۔

دعائے استغفار کی ہدایت

عبداللہ بن ساعدہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ جب مغرب کی نماز پڑھتے تو ندا دیتے کہ اے لوگو اپنے رب سے استغفار کرو، اس کی طرف رجوع کرو، اس کا فضل مانگو اور اس سے باران رحمت طلب کرو، جو بارانِ عذاب نہ ہو، وہ برابر ایسا ہی کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اس کو کھول دیا۔

عبداللہ بن یزید سے مروی ہے کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جو زمانہ، قحط سالی میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس حاضر تھے اے لوگو! اللہ سے دعا کرو کہ وہ قحط کو دور کرے، اور اپنے کندھے پر دِرّہ رکھ کر گھومتے تھے۔

نمازِ استسقا

شعبیؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ نماز استسقا کے لیے نکلے، منبر پر کھڑے ہو کے یہ آیات پڑھیں استغفروا ربکم انہ کان غفارا اللہ سے مغفرت مانگو، وہ بڑا مغفرت کرنے والا ہے اور کہتے تھے۔ استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو اور اس کی طرف رجوع کرو اس کے بعد منبر سے اتر آئے تو کہا گیا یا امیر المومنین! آپ کو نماز استسقاء سے کس نے روکا؟ فرمایا۔ میں نے آسمان کے بارش والے ان ستاروں سے جن سے بارش نازل ہوتی ہے بارش طلب کی۔

ابی وجزہ السعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ ہمیں عیدگاہ کو نماز استسقا کے لیے لے گئے، ان کی دعا کا اکثر حصہ استغفار تھا، یہاں تک کہ میں نے کہا کہ وہ اس پر زیادہ نہ کریں گے، پھر انہوں نے نماز پڑھی، دعا مانگی اور کہا اے اللہ ہمیں سیراب کر۔

عیدگاہ پہنچ کر خطبہ سنایا

عبداللہ بن نیار اسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمرؓ نے اس پر اتفاق کر لیا کہ نماز استسقا پڑھیں اور لوگوں کو (نماز کے لیے) لے جائیں تو انہوں نے اپنے عمال کو لکھا کہ وہ فلاں فلاں دن نکلیں، اپنے رب کے آگے زاری کریں اور اس سے درخواست کریں کہ وہ اس قحط کو لوگوں سے اٹھا لے، اس روز وہ اس طرح نکلے کہ جسم پر رسول اللہ ﷺ کی چادر تھی، عیدگاہ پہنچ کے لوگوں کو خطبہ سنایا اور اگر یہ وزاری کی، لوگ بھی گریہ وزاری کرنے لگے ان کی دعا کا اکثر حصہ صرف استغفار تھا، جب واپسی کے قریب ہوئے تو اپنے ہاتھ اٹھا کر پھیلائے اور دعا میں تضرع وزاری کرنے لگے، عمرؓ اتنی دیر تک روئے کہ ڈاڑھی تر ہوگئی۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے عام الرمادہ میں خطبے سے پہلے

لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اس میں پانچ اور سات تکبیریں کہیں۔

حضرت عباسؓ کا واسطہ

ابن ابی عون سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عباسؓ ابن عبدالمطلب سے کہا اے ابوالفضل ستاروں کے (طلوع ہونے کو) کتنے روز باقی رہ گئے (بروایت الغوا) انہوں نے کہا کتنے دن رہ گئے، عرض کی آٹھ دن، فرمایا قریب ہے کہ اللہ خیر کرے گا اور عمرؓ نے عباسؓ سے کہا کہ انشاء اللہ صبح کو آنا۔

عمرؓ دعا میں خوب زاری کی تو عباسؓ کا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا اور کہا کہ اے اللہ! ہم تیرے آگے تیرے نبی ﷺ کے چچا کو شفیع بناتے ہیں کہ ہم سے قحط کو دور کردے اور ہمیں بارش سے سیراب کر دے، لوگ ہٹنے نہ پائے تھے کہ بارش سے سیراب کر دیے گئے اور آسمان چند روز تک ان پر برساتا رہا، جب انہیں بارش دے دی گئی، اور وہ لوگ کسی قدر سرسبز ہو گئے تو انہوں نے عرب کو مدینے سے روانہ کر دیا اور کہا کہ اپنی بستیوں میں چلے جاؤ۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ قحط میں ایک روز صبح کو میں نے عمر بن الخطاب کو عاجزی و گریہ وزاری میں دیکھا، جسم پر ایک چادر تھی جو گھٹنوں تک نہیں پہنچتی تھی آپ استغفار میں اپنی آواز بلند کر رہے تھے، آنکھیں رخساروں پر آنسو بہا رہی تھیں، دائنی جانب عباس بن عبدالمطلب تھے، اس روز اس طرح دعا کی کہ رو بقبلہ تھے، اور ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کے بلند آواز سے اپنے رب کو پکارا اور دعا کی، ان کے ساتھ لوگوں نے بھی دعا کی۔

پھر آپ نے عباسؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا، اے اللہ ہم لوگ تیرے رسول ﷺ کے چچا کو تیرے سامنے شفیع بناتے ہیں، عباسؓ بھی بڑی دیر تک برابر ان کے پہلو میں کھڑے ہوئے، دعا کرتے رہے تھے اور ان کی آنکھیں برس رہی تھیں۔

یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے عباسؓ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے اللہ ہم تیرے سامنے تیرے رسولؐ کے چچا کو شفیع بناتے ہیں۔

عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ کا خطبہ

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو اللہ سے ڈرو، اپنے معاملات میں بھی اور ان امور میں بھی جو لوگوں سے پوشیدہ ہیں، کیونکہ میں تمہارے ساتھ مبتلا کر دیا گیا ہوں اور تم میرے ساتھ مبتلا کر دیئے گئے ہو۔

میں نہیں جانتا کہ ناراضی مجھ پر تمہارے بدلے ہے، یا تم پر میرے بدلے ہے، یا مجھے اور تمہیں دونوں کو شامل ہے۔ آؤ، کہ ہم اللہ سے دعا کریں، وہ ہمارے قلوب کی اصلاح کرے، ہم پر رحمت کرے اور ہم سے قحط کو رفع کرے، راوی نے کہا کہ عمرؓ ایک روز اس حالت میں دیکھے گئے کہ اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعا مانگ رہے تھے اور لوگوں نے بھی دعا کی وہ روئے اور لوگ بھی بڑی دیر تک روئے، پھر منبر سے اتر آئے۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو کہتے سنا ہے: اے لوگو مجھے خوف ہے کہ ناراضی ہم سب کو شامل ہو، لہذا اپنے رب کو مناؤ اور ہاتھ پھیلاؤ اور اس کی طرف رجوع کرو اور نیکی کرو۔

بارانِ رحمت

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ قحط کے زمانے میں ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ہمیں ذرا سی بھی ابر نظر نہ آتا تھا جب عمرؓ بن الخطاب نے نماز استسقا پڑھائی تو ہم لوگ کچھ دن منتظر رہے، پھر ابر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے دیکھنے لگے عمرؓ جب اندر جاتے اور باہر آتے تو زور سے تکبیر کہتے، یہاں تک کہ ہمیں کالی گھٹائیں نظر آئیں جو سمندر سے اٹھیں، شام کا رخ اختیار کیا، پھر اللہ کے حکم سے بارش ہوگئی۔

ابی وجزہ السعدی نے اپنے والد روایت کی کہ عرب کو وہ دن معلوم تھا، جس دن عمرؓ نے نماز استسقا پڑھی، ان میں سے کچھ لوگ باقی رہ گئے تھے تو وہ نماز استسقاء کے بعد اس طرح چلے کہ گویا وہ بے گدھے ہیں جو آشیانوں سے نکل رہے ہیں، یہ لوگ اللہ کے گریہ وزاری کر رہے تھے۔

اعراب کی واپسی

سعید بن عطا بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عام الرمادہ میں جب بارش ہوگئی تو میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ وہ اعراب کو روانہ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ نکلو، نکلو، اپنے شہروں کو جاؤ۔

صدقہ وزکوٰۃ میں رعایت

یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمرؓ نے صدقہ موخر کر دیا، سعاۃ (صدقہ وصول کرنے والوں) کو نہیں بھیجا، جب آئندہ سال ہوا اور اللہ نے اس خشک سالی کو رفع کر دیا تو ان کو حکم دیا کہ روانہ ہوں، انہوں نے دو سال کی زکوٰۃ کے اونٹ اور بکریاں لیں، پھر انہیں حکم دیا کہ ایک سال تقسیم کر دیں اور ایک سال کی زکوٰۃ ان کے پاس لے آئیں۔

حوشب بن بشر الفزاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ عام الرمادہ میں ہم نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ قحط نے ہمارا مال ختم کر دیا، جس کے پاس عدد کثیر تھی، اس کے پاس اتنا باقی رہ گیا کہ وہ ذکر کے قابل نہ تھا، عمرؓ نے اس سال صدقہ وصول کرنے والوں کو نہیں بھیجا۔

جنہوں نے دو سال کی زکوٰۃ وصول کی، ایک سال کی زکوٰۃ تقسیم کر دی، اور ایک سال کی زکوٰۃ ان کے پاس لے آئے، بنی فزارہ سے صرف ساٹھ تھے تیس تقسیم کر دیئے گئے اور تیس ان کے پاس لائے گئے۔

حکم بن الصلت سے مروی

عمرؓ بن الخطاب صدقہ کرنے والوں کو یہ حکم دیتے تھے کہ وہ لوگوں کے پاس وہیں جائیں جہاں وہ ہوں۔

کردوم سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمرؓ نے صدقہ وصول کرنے والے کو بھیجا اور فرمایا کہ قحط نے جس کی ایک بکری اور ایک چرواہا باقی رہا ہے اسے دینا، اور جس کی پاس دو بکریاں اور دو چرواہے بچے ہوں نہ دینا۔

حکم بن الصلت سے مروی ہے کہ میں نے یزید بن شریک الفزاری کو کہتے سنا کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے زمانے میں مواشی چراتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ صدقہ وصول کرنے کے لئے تمہارے پاس کون بھیجا جاتا تھا تو انہوں

نے کہا کہ مسلمہ بن مخلد وہ ہمارے امیروں سے صدقے لیتے تھے اور ہمارے فقیروں کو دے دیتے تھے۔

مصنوعی ہجرت کی مخالفت

زرّین جیش سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو مدینے کے راستے پر دیکھا، وہ گندم گوں لانبے اور ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنے والے تھے، چندیا پر بال نہ تھے قطری چادر کو ہار کی طرح گلے میں ڈالے رہتے تھے، برہنہ پا لوگوں کو دیکھتے ہوئے چلتے تھے، کہ معلوم ہوتا گھوڑے پر سوار ہیں وہ کہتے تھے کہ اے اللہ کہ بندو، ہجرت کرو اور بناوٹ کی ہجرت نہ کرو، اس سے بچو کہ تم میں سے کوئی شخص خرگوش کو لاٹھی مارے یا پتھر مارے اور اس کے کھانے کو کہے یہ ضروری ہے کہ تمہارے لیے دھار، نیزہ اسے ذبح کردے۔

عاصم سے دریافت کیا گیا کہ　(ہجرت کرو اور بناوٹ کی ہجرت نہ کرو)

کا مطلب ہے تو انہوں نے کہا کہ سچے مہاجرین ہو اور مہاجرین کے مشابہ نہ ہو کہ جیسے تم ان میں سے ہو۔

حضرت عمرؓ کے رنگ میں تغیر کی وجہ

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ حدیث مشہور نہیں ہے کہ عمرؓ گندم گوں تھے البتہ عام الرمادہ میں جب انہوں نے زیتون کھایا تو ان کا رنگ بدل گیا۔

عیاض بن خلیفہ سے مروی ہے کہ میں نے عام الرمادہ میں عمرؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ سیاہ رنگ کے تھے حالانکہ وہ سفید رنگ کے گورے تھے، کہا جاتا ہے کہ یہ کاہے سے ہوا تو فرماتے کہ ایک عربی آدمی تھا، لوگوں پر قحط آیا اس نے دونوں کو اپنے اوپر حرام کرلیا، اُس نے زیتون کھایا جس سے اُس کا رنگ بدل گیا اور بھوکا رہا تو اور زیادہ ہوگیا۔

حضرت عمرؓ کا حلیہ

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ بڑے گورے آدمی تھے، جن پر سرُخی غالب تھی، لانبے تھے، چندیا بال نہ تھے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے میں نے ابن عمرؓ کو عمرؓ کا حلیہ بیان کرتے سنا کہ وہ گورے آدمی تھے، جن پر سرُخی غالب تھی، لانبے قد کے تھے، چندیا پر بال نہ تھے، سفید بال والے تھے۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو کہتے سُنا کہ ہم میں سیاہی صرف ہمارے ماموں اور عبداللہ بن عمرؓ کی والدہ زینب بن مظعون بن حبیب بن وہب بن خدافہ بن جمع کی طرف سے آئی، ماموں سب سے زیادہ اپنی طرف کھینچنے والا ہے اور میرے پاس نکاح ہمارے کی طرف سے آیا، یہ دونوں خصلتیں میرے والد رحمہ اللہ میں نہ تھیں، میرے والد گورے تھے، عورتوں سے نکاح شہوت کی وجہ سے نہیں کرتے تھے، محض اولاد کی طلب کے لیے کرتے تھے۔

شر میں وسعت کردینا

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو بغیر اس کے کسی قوم کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا

کہ وہ اُن لوگوں سے اونچے تھے۔

عبید بن عمیر سوئے مروی ہے کہ عمرؓ درازی قد میں سب پر فوقیت رکھتے تھے۔

ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ اپنے ہاتھ سے سب کام کرتے تھے ابو ہلال سے مروی ہے کہ میں نے ابوالتیاح کو حسن کی مجلس میں بیان کرتے سُنا کہ وہ ایک چرواہے سے ملے اور اُس سے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ یہ شخص جو اپنے ہاتھ سے ہر کام کرنے والا ہے اسلام لے ملے آیا یعنی عمرؓ، اُس نے کہا کہ وہ شخص جو بازار شخص عکاظ میں کشتی لڑا کرتا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں، اُس نے کہا کہ دیکھو خبردار، یہ تو وہ اُن لوگوں کی خیر میں وسعت کردے گا، یا اُن کے شر میں وسعت کردے گا۔

چلنے میں پاؤں پھیلا کے چلتے تھے

مسلمہ بن قحیف یا بشر بن قحیف سے مروی ہے کہ میں عمرؓ کو دیکھا کہ وہ موٹے آدمی تھے۔

ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ایسے جسیم (خوبصورت جسم کے) تھے کہ بنی سدوس کے معلوم ہوتے تھے۔

ہلال بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ اپنے چلنے میں تیز چلتے تھے، اور وہ گندم گوں آدمی تھے جو بنی سدوس کے لوگوں میں ہوتے تھے، اُن کے دونوں پاؤں کے درمیان کشادگی تھی (یعنی چلنے میں پاؤں پھیلا کے چلتے تھے)

نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ عمرؓ کی چندیا کے بال جاتے رہے، پھر اُن کے بالوں کا جانا بہت بڑھ گیا۔

جلالِ فاروقی

اسلم سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ جب وہ غضب ناک ہونے تھے تو اپنی مونچھ پکڑ کے اپنے منہ کی طرف پھیر لیتے تھے اور اس میں پھونکتے تھے۔

عامر بن عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اہل بادیہ میں سے ایک شخص (دیہاتی) عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور کہا کہ یاامیر المومنین ہمارے شہر وہ ہیں جن پر زمانہ جاہلیت میں ہم جنگ کی اور زمانہ اسلام لائے، اس کے بعد ہم پر غصہ کیا جاتا ہے، عمرؓ پھونکنے لگے اور اپنی مونچھ بٹنے لگے۔

حضرت عمرؓ کی ران پر سیاہ نشان

عبداللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے، کپڑا اُن کی ران سے ہٹ گیا تو نجران کے کو ہم اپنی کتابوں میں کہ وہ ہمیں ہماری زمین سے نکالے گا ابی مسعود انصاری سے مروی ہے کہ ہم لوگ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص گھوڑے پر سوار سامنے آیا اُسے ایڑ مارتا ہوا ق چل رہا تھا، قریب تھا کہ کچل دے، ہم اُس سے ڈر کے کھڑے ہو گئے، دیکھا تو وہ عمرؓ بن الخطاب تھے، ہم نے کہا کہ یاامیر المومنین آپ کے بعد کون ہے، فرمایا تمہیں نئی با کیا معلوم ہوئی، مجھے طبیعت میں فرحت معلوم ہوئی تو میں نے گھوڑا لیا اور اتر اس پر سوار ہوا۔

مہندی کا خضاب

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ نے مہندی کا خضاب کیا، انس بن مالک سے (ایک اور طریق سے) مروی ہے کہ عمرؓ مہندی سے بالوں کو مضبوط کرتے تھے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ مہندی سے اپنی داڑھی کو زرد کرتے اور اپنے سر کو قوت دیتے تھے۔

حضرت عمرؓ کے لباس پر پیوند

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو اس زمانے میں دیکھا جب وہ امیر المومنین تھے کہ اپنے (کرتے میں) شانوں میں تین پیوند لگائے ہوئے تھے، جن میں ایک دوسرے سے بڑا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو اس حالت میں جمرۂ عقبہ کی رمی کرتے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک تہ بند تھی جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے، حالانکہ وہ اس زمانے میں والی تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے شانوں کے درمیان تین پیوند تھے۔ انس سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کے شانوں کے درمیان ان کے کرتے میں چار پیوند دیکھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم لوگ عمرؓ کے پاس تھے، وہ ایک کرتے پہنے تھے، جس کی پیٹھ میں چار پیوند تھے، پھر انھوں نے یہ آیت پڑھی فاکھۃ وابا، اور فرمایا الابّ کیا چیز ہے، فرمایا کہ یہ محض تکلیف کو کہتے ہیں پھر کیا غفلت ہے کہ نہیں جانتے کہ الابّ کیا چیز ہے۔

ایک اور روایت

ابی عثمان سے مروی ہے کہ مجھے ایسے شخص نے خبر دی جس نے عمرؓ کو جمرہ کی رمی کرتے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک قطری تہ بند تھی، جس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔

ابی محصن القانی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب کے جسم پر، جب وہ نماز پڑھ رہے تھے ایک تہ بند دیکھی گئی جس میں پیوند تھے ان میں سے بعض چمڑے کے تھے، حالانکہ وہ امیر المومنین تھے۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو تہ بند دیکھی جس میں انہوں نے چمڑے کا پیوند لگایا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب کا کرتا دیکھا جس میں شانے قریب کئی پیوند تھے۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب کو اس حالت میں بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک تہ بند تھی جس میں بارہ پیوند تھے، ان میں سے ایک سرخ چمڑے کا تھا۔

حمید بن [illegible] سے مروی ہے کہ میں نے اس حالت میں عمر بن الخطاب کو رمی جمار کرتے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک تہ بند تھی جس میں ان کے ٹخنے کے مقام پر پیوند لگا ہوا تھا۔ حسن سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب کی تہ

بند میں بارہ پیوند تھے جن میں بعض چمڑے کے تھے، حالانکہ وہ امیر المومنین تھے۔

عمرو میمون سے مروی ہے کہ جس دن عمر بن الخطاب پر حملہ کیا گیا میں نے ان کے مدینہ زرد تہبند دیکھی۔

رسول اللہ ﷺ کی حضرت عمرؓ کو نیا لباس پہننے کی نصیحت

ابی الاشہب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ بدن پر ایک کرتہ دیکھا تو فرمایا کہ تمہارا کرتہ نیا ہے پہن ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں، بلکہ پہنا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا کہ نیا پہنو، اچھی زندگی بسر کرو۔ اور شہادت کی وفات پاؤ، اللہ تمہیں دنیا و آخرت کی آنکھ کی ٹھنڈک عطا کرے۔

ابی الاشہب نے مزینہ کے ایک شخص سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ کے جسم پر ایک کپڑا دیکھا تو پوچھا کہ تمہارا یہ کپڑا نیا ہے یہ دُھلا ہوا، انہوں عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ'' دھلا ہوا ہے۔

فرمایا عمرؓ نیا پہنو، اچھی طرح زندگی بسر کرو، شہادت کی وفات پاؤ، اور اللہ تمہیں دنیا و آخرت میں آنکھ کی ٹھنڈک عطا کرے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب موٹا کپڑا پہن کر ہماری امامت کی، عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو میں نے دیکھا کہ ان کے جسم پر زرد چادر تھی۔ جسے انہوں نے اپنے زخم پر ڈھانک لیا تھا اور کہتے تھے ''کان امر الله قدرا مقدورا'' (اللہ کا حکم اندازہ کیا ہوا ہے)

حضرت عمرؓ کا سنبلانی کرتہ

عبدالعزیز بن ابی جمیلہ انصاری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جمعے کی نماز میں آنے میں دیر کی، جب نکلے اور منبر پر چڑھے تو لوگوں سے معذرت کی، فرمایا صرف مجھے میرے اس کرتے نے روکا، میرے پاس سوائے اس کے دوسرا کرتہ نہ تھا جو سیا جا رہا تھا ان کا سنبلانی کرتہ تھا جس کی آستین پہنچے سے آگے نہیں بڑھتی تھی۔

بدیل بن میسرہ سے مروی ہے کہ ایک روز عمر بن الخطاب جمعے کے لیے نکلے، بدن پر ایک سنبلانی کرتہ تھا، لوگوں سے تاخیر کی معذرت کرنے لگے کہ مجھے میرے اس کرتے نے روکا، وہ اپنی آستین کو کھینچنے لگے، وہ اسے جب چھوڑتے تھے تو ان کی انگلیوں کے کناروں کی طرف پلٹ جاتی تھی۔

حضرت عمرؓ کی کرتہ دھونے کی فرمائش

یناف بن سلمان سے، جو فلاں دیہات کے کاشت کار تھے، مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب میرے پاس سے گزرے، اپنا کرتہ میرے پاس ڈال دیا اور فرمایا اسے اشنان (گھاس) سے دھو ڈالو، میں نے دو قطری کپڑوں کا قصد لیا اور ان دونوں سے کرتے بنا کے ان کے پاس لایا، میں نے کہا کہ یہ پہنیے کیونکہ یہ زیادہ نرم ہے، پوچھا کہ یہ تمہارے مال کا ہے۔ فرمایا اس میں کوئی اور ذمہ داری بھی شامل ہے (یعنی سلائی وغیرہ کی) میں نے کہا نہیں صرف اس کی سلائی کی ہے فرمایا کہ جو میرے پاس میری قمیص لاؤ۔

پھر انہوں نے پہن لیا جو اشنان (گھاس) سے زیادہ سبز تھا۔

اون اور ریشم سے ملے ہوئے کپڑے

اسامہ بن زید نے اپنے باپ دادا سے روایت کی، میں نے عمرؓ کے بدن پر جب وہ خلیفہ تھے ایک تہ بند دیکھی جس میں چار جگہ پیوند لگا ہوئے تھا کہ ایک دوسرے سے بڑا تھا، مجھے اس کے سوا اُن کی کوئی اور تہ بند معلوم نہ تھی

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کے بدن پر تہ بند دیکھی جس میں چودہ پیوند تھے بعض چمڑے کے تھے۔ اُن کے بدن پر نہ کوئی کرتہ تھا اور نہ کسی چادر کا عمامہ بندھا ہوا تھا اُن کے پاس درہ تھا، مدینے کے بازار میں گھوم رہے تھے۔

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ناف پر تہ باندھتے تھے۔

عامر بن عبیدہ الباہلی سے مروی ہے کہ میں نے انسؓ سے خز (اون اور ریشم سے ملے ہوئے کپڑے) کو پوچھا تو اُنھوں کہا کہ میں تو یہ چاہتا تھا کہ اللہ اُسے پیدا ہی نہ کرتا، سوائے عمرؓ وابن عمرؓ کے اصحاب نبی ﷺ میں کوئی ایسا نہیں جس نے اسے نہ پہنا ہو۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔

عمروطبن میمون نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ جوُدعا مانگا کرتے تھے اُس میں کہتے تھے کہ "اللھم توفنی مع الابرار ولا تخلفنی فی الاشرار وقنی عذاب النار والحقنی بالاخیار"۔ (اے اللہ مجھے نیکیوں کے ساتھ وفات دے اور مجھے بُروں میں نہ چھوڑ اور مجھے عذاب دوزخ سے بچا اور نیکو میں ملا)

حضرت عمرؓ کی شہادت کی تمنا

حفصہ زوجہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ والد کو کہتے سُنا، اے اللہ، مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا کر، اور اپنے نبی کے شہر میں وفات عطا کر، عرض کی کہ یہ کہاں سے ہوگا (شہادت بھی ہو اور نبی کا شہر بھی ہو) بھلا کس کی مجال ہے کہ وہ نبی کے شہر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے) فرمایا، اللہ اپنا حکم جہاں چاہے لاسکتا ہے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اپنی دُعا میں کہا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری راہ میں شہادت اور تیرے نبی ﷺ کے شہر میں وفات مانگتا ہوں۔

حضرت عمرؓ کی تین خصلتیں

ابی بردہ نے اپنے والدہ سے روایت کی کہ عوف بن مالک نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک ہی جگہ جمع کئے گیے ہیں، ان میں سے ایک شخص اور لوگوں سے تین گز بلند ہے۔

میں نے پوچھا یہ کون ہے تو کہا عمرؓ بن الخطاب، پوچھا کہ وہ کس سبب سے ان لوگوں سے بلند ہیں، اُس نے کہا کہ اُن میں سے تین خصلتیں ہیں، کہ وہ اللہ کہ معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرتے، وہ شہید بنائے ہوئے شہید ہیں اور خلیفہ بنائے ہوئے خلیفہ ہیں۔

عوف بن مالک کا خواب

عوف ابوبکرؓ کے پاس آئے اور اُن سے بیان کیا تو اُنھوں نے عمرؓ کو بلا بھیجا اُنھیں خوشخبری دی اور عوف سے کہا کہ اپنا خواب بیان کرو، جب انہوں نے کہا کہ وہ خلیفہ بنائے ہوئے خلیفہ ہیں تو عمرؓ نے اُنہیں جھڑک کر خاموش کردیا۔

عمرؓ والی ہوکر ملک شام گئے، جس وقت خطبہ سُنا رہے تھے اُن کی نگاہ عوف بن مالک پر پڑی۔ اُنہیں بلا کے اپنے پاس منبر پر چڑھالیا اور فرمایا کہ اپنے خواب بیان کرو۔

انھوں نے اُسے بیان کیا، فرمایا: یہ امر کہ میں اللہ کہ ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا، تو میں اللہ سے آرزو کرتا ہوں کہ وہ مجھے اُن لوگوں میں کردے لیکن خلیفہ بنایا ہوا، خلیفہ تو میں خلیفہ بنایا گیا ہوں، میں اللہ سے دراخوست کرتا ہوں کہ اُس نے جو چیز میرے سپرد کردی ہے اُس پر میری مدد کرے، اور شہید بنایا ہوا شہید ا، تو مجھے کہاں سے شہادت مل سکتی ہے، میں جزیرہ العرب میں ہوں، جہاد نہیں کرتا اور لوگ میرے اردگرد ہیں، مجھے افسوس ہے، مجھے افسوس ہے، اگر اللہ چاہے تو اُسے لے آئے گا۔

حضرت عمرؓ اور کعب بن احبار کی گفتگو

سعد الجاری مولائے عمرؓ بن الخطاب نے اُم کلثوم بنت علیؓ بن ابی طالب کو جو اُن کی بیوی تھیں بلایا، انھیں روتا ہوا پایا تو پوچھا کہ چیز رُلاتی ہے۔ انھوں نے کہا یا امیر المومنین یہ یہودی یعنی کعب احبار جو کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازں میں سے ایک دروازے پر ہیں۔

عمرؓ نے کہا کہ ماشاء اللہ، واللہ مجھے اُمید ہے کہ میرے رب نے مجھے سعید پیدا کیا ہے۔ پھر انہوں نے کعب کے پاس کسی کو بھیج کر بلایا جب کعب اُن کے پاس آئے تو کہا یا امیر المومنین مجھ پر جلدی نہ کیجیے، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تا وقت یہ کہ آپ جنت میں داخل نہ ہوں ذی الحجہ ختم نہ ہوگا، عمرؓ نے کہا کے یہ کیا چیز ہے کہ ایک مرتبہ جنت میں ایک مرتبہ دوزخ میں، انہوں نے کہا۔

یا امیر المومنین قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، ہم آپ کو کتاب اللہ میں پاتے ہیں کہ آپ جہنم کے دوازں میں سے ایک دوازے پر (کھڑے ہوکر) لوگوں کو اُس میں گرنے سے روکتے ہیں، جب آپ مرجائیں گے تو وہ لوگ قیامت تک برابر زبردستی اُس میں داخل ہوتے رہیں گے۔

ابوموسیٰ اشعری کا خواب

ابی موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ خواب میں دیکھا کہ میں نے بہت سے راستے اختیار کیے سب مٹ گئے، ایک راستہ رہ گیا جس پر میں چل کے میں ایک پہاڑ تک پہنچا، اتفاق سے رسول ﷺ وہاں تشریف فرما تھے اور عمرؓ کی طرف ارشاد فرمارہے تھے کہ آؤ، میں نے کہا "اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن" واللہ امیر المومنین مرجائیں گے۔ راوی نے کہا کہ آپ یہ عمرؓ کو لکھ کیوں نہیں دیتے؟ جواب دیا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ خود اُنہی کو لکھوں۔

حضرت حذیفہؓ کی فتنہ کے متعلق پیشگوئی

حذیفہؓ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کے ہمراہ وقوف عرفات کیا تھا۔ امیر اونٹ ان کے اونٹ کے پہلو میں تھا اور میرا گھٹنا ان کے ان گھٹنے سے لگ رہا تھا، ہم لوگ منتظر تھے کہ آفتاب غروب ہوا تو لوٹیں۔

انہوں نے لوگوں کی تکبیر اور دعا اور جو کچھ کر رہے تھے اسے دیکھا تو پسند کیا اور فرمایا اے حذیفہ تمہاری رائے میں یہ طریقہ لوگوں کے لیے کب تک باقی رہے گا، عرض کی کہ فتنے پر ایک دروازہ لگا ہوا ہے، جب وہ توڑ ڈالا جائے گا، یا کھول دیا جائے گا، تو وہ نکلے گا، عمرؓ گھبرائے اور فرمایا کہ وہ کون دروازہ ہے اور اس کا ٹوٹنا یا کھولنا کیا ہے، عرض کی کہ ایک شخص مرے گا یا قتل ہو جائے گا۔

فرمایا: اے حذیفہ تمہاری رائے میں قوم میرے بعد کس کو امیر بنائے گی، عرض کی رائے میں لوگ عثمانؓ بن عفان کا سہارا لیں گے۔

جبال عرفہ کا واقعہ

جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے جس وقت عمرؓ جبال عرفہ پر کھڑے تھے۔ ایک شخص کو چلاتے سنا، یا خلیفہ، اسے ایک اور آدمی نے سنا، حالانکہ لوگ سفر کی تیاری کر رہے تھے۔

اس نے کہا کہ تجھے کیا ہوا، خدا تیرا حلق بند کرے، میں اس شخص کی طرف متوجہ ہوا چلاتے کہا کہ اس کو گولی نہ دو، میں کل عمرؓ کے ساتھ عقبہ پر کھڑا ہوا تھا جس کی رمی کر رہے تھے کہ یکایک نامعلوم کنکری آئی جو عمرؓ کے سر میں لگی، اور اس نے ان کا سر چھوڑ دیا، میں نے کسی شخص کو پہاڑ پر سے کہتے سنا کہ قسم رب کعبہ کی کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس سال کے بعد اس موقف میں عمرؓ کبھی کھڑے نہ ہوں گے۔

جبیر بن مطعمؓ نے کہا کہ اتفاق سے وہ شخص وہی تھا جو کل ہم لوگوں میں چلایا تھا اور وہ مجھ پر بہت سخت گزرا۔

حضرت عمرؓ کا آخری حج

عائشہؓ سے مروی ہے کہ آخری حج میں جو عمرؓ نے امیر المومنین کو کرایا ہم لوگ عرفے سے پلٹے، میں المحصب (منیٰ و مکے کے درمیانی مقام) سے گزری تو گزری تو ایک شخص اپنی سواری پر کہتے سنا کہ امیر المومنین کہاں تھے۔ میں نے دوسرے آدمی کو جواب دیتے سنا کہ امیر المومنین یہاں تھے، پھر اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور گانے کی آواز بلند کرتے ہوئے کہا

علیک سلام من امام و بارکت ۱ ید الله فی ذاک الادیم الممزق

(اے امام تم پر سلام ہو اور اللہ کا ہاتھ اس پھٹی ہوئی شے، زمین میں برکت کرے)

فمن یسع او یرکب جناحی نعامہ ۲ لیدرک ما قدمت بالامس یسبق

(پھر جو دوڑے گا یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہو گا تاکہ تم نے جو کل بھیجا اسے پا لے وہ پیچھے رہ جائے گا)

قضیت امورا ثمہ غادرت بعدھا ۳ بوائق فی اکمامھا لم تفتق

(تم نے تمام امور پورے کر دیے، اس کے بعد تم نے اس حالت میں چھوڑ دیا کہ وہ کلیاں ہیں جو اسی طرح اپنے غلاف میں ہیں کہ چٹکی نہیں ہیں)

اس سوار نے وہاں سے جنبش بھی نہ کی اور نہ معلوم ہوا کہ وہ کون ہے، ہم لوگ بیان کیا کرتے تھے کہ وہ جنوں میں سے تھا۔ عمرؓ اس حج سے آئے اور انہیں خنجر مارا گیا اور وہ انتقال کر گئے۔

محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے اسی حدیث کے مثل روایت کی ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ وہ شخص جس نے عرفات میں کہا کہ اے خلیفہ خدا تمہیں موت دے، اس سال کے بعد عمرؓ اس موقف میں کبھی نہ کھڑے نہ ہوں گے اور جس شخص نے جمرے پر کہا کے مجھے خبر دی گئی ہے کہ واللہ میں سوائے اس کے نہیں دیکھتا کہ امیر المومنین عنقریب قتل کیے جائیں گے وہ شخص قبیلہ لہب کا تھے جو ازد و کے بطن سے ہے اور وہ گھوم رہا تھا۔

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ یہ اشعار کہنے والا کون ہے؟ **جزى الله خيرا من امام و بارك الخ (عليك سلام من امام و باركت)** تو لوگوں نے کہا کہ مزرد ضرار۔ عائشہؓ نے کہا کہ میں اس کے بعد مزرد سے ملی تو انہوں نے خدا کی قسم کھائی کہ وہ اس سال کی موسم حج میں موجود نہ تھے۔

فتنہ گمراہی سے بچنے کی تلقین

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمرؓ جب منیٰ سے واپس ہوئے تو انہوں نے الابطح میں اونٹ بٹھایا سنگریزے جمع کر کے ان کا ایک چبوترہ اور اس پر اپنی چادر کا کنارہ ڈال دیا اور اس پر چت لیٹ گئے، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا کہ اللہ میرا سن زیادہ ہو گیا، قوت کم ہو گئی ہے، رعیت پھیل گئی لہذا تو مجھے بغیر اس کے کہ میں کچھ ضائع کر دوں یا کچھ گھٹ دوں اپنے پاس اٹھا لے۔ جب مدینے پہنچے تو خطبہ سنا کہ اے لوگو تمہارے لیے فرائض فرض کر دیے گئے۔ اور طریقے مسنون کر دیے گئیں تم لوگ کھلے ہوئے راستے پر چھوڑ دیے گئے۔ پھر داہنا ہاتھ بائیں پر مارا اور فرمایا سوائے اس کے کہ تم لوگوں کو داہنے اور بائیں گمراہ کرو، اس سے بچنا، آیت رجم کو ترک کر کے ہلاک نہ ہونا کہ کوئی کہنے والا کہے کہ کتاب اللہ میں ہم دو حدیں (سزائیں) نہیں مقرر کی گئیں، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ نے رجم فرمایا اور ہم نے بھی رجم کیا (یعنی زانی کو سنگسار کیا) واللہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں نئی بات بڑھا دی تو میں اس کو قرآن میں لکھ دیتا، کیونکہ ہم نے اس (قرآن) میں پڑھا ہے۔

کہ "الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما" (بڈھا اور بڑھیا جب زنا کریں تو ان دونوں کو سنگسار کر دو) سعید نے کہا کہ ذی الحجہ ختم نہ ہوا تھا کہ انہیں خنجر مار دیا گیا۔

حضرت عمرؓ کی زندگی سے بیزاری

حسن سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا، اے اللہ میرا سن بڑھ گیا، ہڈیاں پتلی ہو گئیں، مجھے اپنی رعیت کے انتشار کا اندیشہ ہے، بغیر عاجز ہوئے اور بغیر شرمندگی کے مجھے اپنے پاس اٹھا لے۔

حضرت عمرؓ کا خواب

سعید بن ابی ہلال سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جمعے کے دن لوگوں کو خطبہ سنایا، انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا کی جس کے لائق ہے پھر فرمایا، مابعد، یا لوگو: میں نے خواب دیکھا ہے جو بغیر اجل کی نزدیکی کے مجھے نہیں دکھایا گیا

میں نے دیکھا کہ ایک سرخ مرغ نے دو چونچیں ماریں، اسماء بنت عمیس سے بیان کیا تو کہنے لگیں کہ مجھے عجمیوں میں کوئی شخص قتل کرے گا۔

محمد سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ جیسے ایک مرغ نے مجھے دو چونچیں ماریں تو میں نے کہا کہ اللہ میرے پاس شہادت کو ہکالائے گا اور مجھے اعجم یا عجمی قتل کرے گا۔

حضرت عمرؓ کا خطبہ جمعہ

معدان بن ابی طلحہ الیعمری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جمعے کو لوگوں کو خطبہ سنایا، جس میں نبی ﷺ اور ابوبکرؓ کا ذکر کیا۔

پھر فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک مرغ نے مجھے چونچ مرری اور یہ مجھے بغیر میر موت کی نزدیکی کے نہیں دکھایا گیا ہے، پھر چند تو میں مجھ سے فرمائش کرتی ہیں کہ اپنا خلیفہ بنا دو، اللہ ایسا نہیں ہے کہ اپنا دین اور اپنی خلافت ضائع کر دے، قسم ہے اُس ذات کی جس نے اپنے نبی ﷺ کو معبوث کیا، اگر کسی امر (یعنی موت) نے میرے ساتھ عجلت کی تو خلافت ان چھ آدمیوں کے درمیان (انھیں کے) مشورے سے ہوگی، جن سے رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک راضی رہے۔

مجھے معلوم ہے کہ بعض وہ قومیں میرے بعد اس امر (خلافت) میں طعن کریں گی۔ جن کو میں نے اپنے اسی ہاتھ سے اسلام پر مارا ہے، وہ اگر (طعن) کریں تو اللہ کے دشمن، کفار اور گمراہ ہیں۔

میں نے کوئی ایسی شے نہیں چھوڑی جو میرے نزدیک کلالہ (کے حکم) سے زیادہ ہو، (کلالہ وہ شخص جس کے نہ کوئی اولاد ہو، نہ والدین ہوں۔ میں نے اتنا شے میں رسول اللہ ﷺ سے رجوع نہیں کیا جتنا کلالہ کے بارے میں آپکی صحبت میں ہوں، میرے لیے آپ نے کسی چیز میں اتنی دشواری نہیں فرمائی، جتنی کلالہ کے بارے میں، یہاں تک کہ انہوں نے اپنی انگلی اپنے پیٹ میں بھونکی، پھر فرمایا کہ اے عمرؓ تجھے وہ آیت کافی ہے جو آخر سورۂ نسا میں ہے (یعنی" یستفتونک قل اللہ یفتیکمہ فی الکلالہ" ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الآیہ) اگر میں زندہ رہا تو اس کے بارے میں ایک فیصلہ کر دوں گا جس سے وہ لوگ جو قرآن نہیں پڑھ سکتے فیصلہ کر سکیں۔

پھر فرمایا اے اللہ، میں تمام شہروں کے حکام پر تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں انہیں صرف اس لیے بھیجا تھا کہ وہ لوگوں کو اُن کا دین اور اُن کے نبیؐ کی سنت سکھائیں، اُن پر عدل کریں، اُن کی غنیمت اُن میں تقسیم کریں اور اُن کے جو کام میں مشکل ہو اُسے میرے پاس پیش کریں، اے لوگو۔

تم ان دونوں درختوں میں سے کھاتے ہو جن کو میں برا سمجھتا ہوں۔ پیاز اور لہسن میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب کسی آدمی سے ان دونوں چیزوں کی بُو محسوس ہوتی تو آپ کے حکم سے اس کا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے بقیع کی طرف نکال دیا جاتا تھا، اگر کوئی شخص ان چیزوں کو کھائے تو ضروری ہے کہ پکا کر (بو کو) مردہ کر دے مُردہ کر دے۔

حضرت عمرؓ سے وصیت کی درخواست

ابی حمزہ نے کہا کہ میں نے بنی تمیم کے ایک شخص سے جن کا نام جویریہ بن قدامہ تھا۔ سنا کہ میں نے اُس سال حج کیا جس سال عمرؓ کی وفات ہوئی۔ وہ مدینے آئے، لوگوں کو خطبہ سُنایا کہ میں نے خواب میں ایک مرغ دیکھا جس نے مجھے چونچ ماری، وہ اس جمعے کے سوا دوسرے جمعے تک زندہ نہ رہے کہ خنجر ماردیا گیا۔

فرمایا عیادت کے لیے اصحاب رسول اللہ ﷺ، اہل مدینہ، اہل شام، پھر اہل عراق آئے، جب کوئی قوم داخل ہوتی ہے تو روتے تھے۔ اور ان کی مدح کرتے تھے۔ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو داخل ہوئے، اتفاق سے وہ اپنے زخم پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ ہم نے ان سے وصیت کی درخواست کی اور ہمارے سوا کسی نے وصیت کی درخواست نہیں کی۔

فرمایا کہ میں تمہیں کتاب اللہ (پر عمل کرنے) کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ تم لوگ جب تک اس کی پیروی کروگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔

مہاجرین کی قدردانی

میں تمہیں مہاجرین کی قدردانی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ آدمی تو بہت بھی ہوں گے اور تھوڑے بھی ہوں گے (مگر مہاجرین جو ہیں وہی رہیں گے اور یہ بھی روز بروز اُٹھتے جائیں گے)

انصار کی عزت

میں تمہیں انصار کی قدردانی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ اسلام کی وہ گھاٹی ہیں جس کی طرف اسلام نے پناہ لی۔

اعراب کے لیے نصیحت

میں تمہیں اعراب کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہی تمہاری اصل و مادہ ہیں۔

شعبہ نے کہا کے راوی نے ہم سب سے دوبارہ یہ حدیث بیان کی تو اس میں اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ تمہاری اصل و مادہ ہیں اور وہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دشمن کے دشمن ہیں

اہل ذمہ کے لیے وصیت

میں تمہیں اہل ذمہ کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں (اہل ذمہ: غیر مسلم رعایا) کیونکہ وہ تمہارے نبی ﷺ کی ذمہ داری میں ہیں اور تمہارے اہل و عیال کا رزق ہیں۔

بس اب میرے پاس اٹھ جاؤ۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں آیا تو اتفاق سے عمرؓ، حذیفہؓ اور عثمانؓ بن حنیف کے پاس کھڑے ہوئے فرمارہے تھے کہ تم دونوں کو اندیشہ ہے کہ تم نے زمین پر اتنا بوجھ (یعنی محصول) لاد دیا جس کی اسے طاقت نہیں،

عثمانؓ نے کہا اگر آپ چاہے تو میں اپنی زمین دو چند کر دوں۔ حذیفہ نے کہا کہ میں نے پر اتنا لادا ہے جس کی اسے طاقت ہے اور اس میں کوئی بڑی زیادت نہیں، فرمانے لگے کہ جو (زمین) تم دونوں کے پاس ہے، اسے دیکھو، اگر تم نے زمین پر اتنا (محصول) لاد دیا ہو جس کی اسے طاقت نہ ہو، پھر فرمایا، واللہ اگر اللہ نے مجھے سلامت تو میں ضرور اہل عراق کی بیوہ عورتوں اس حالت چھوڑوں گا کے میرے بعد کبھی کسی کی محتاج نہ ہوں۔

حضرت عمر پر قاتلانہ حملہ

راوی نے کہا کہ چار دن ہی گزرے تھے کہ ان پر حملہ کر دیا گیا، جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو دو صفوں کے درمیان کھڑے ہوگئے اور فرمایا کے برابر کھڑے ہو جاؤ، لوگ برابر ہوئے تو آگے بڑھے اور تکبیر کہی، جب تکبیر کہی، تو انھیں نے خنجر مارا گیا۔

راوی نے کہا کہ میں نے انھیں فرماتے سنا مجھے کتے نے قتل کر دیا یا کتے نے کھا لیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کیا فرمایا، وہ کافر (قاتل) جس کے ہاتھ میں چھری تھی دونوں طرف اڑا جو داہنے بائیں کسی آدمی کے پاس سے بغیر اسے زخمی کیے گزرتا تھا، اس نے تیرہ آدمی کو زخمی کیا اور نو مر گئے، جب ایک مسلمان نے دیکھا تو انھوں نے اپنے عمامے کے نیچے کی لمبی ٹوپی اس پر ڈال دی کہ اسے گرفتار کر لیں، جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ گرفتار ہو جائے گا تو اپنے بھی چھری جھونک لی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی امامت نماز

عمرؓ کو زخمی کیا گیا تو میرے اور ان کے درمیان سوائے ابن عباسؓ کے اور کوئی نہ تھا، انھوں نے عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا، اس روز لوگوں نے نماز مختصر ادا کی۔ مسجد کے اطراف لوگوں کا معلوم نہ تھا۔ کہ کیا واقعہ ہے، البتہ جب انھوں نے عمرؓ کی آواز نہ سنی تو سبحان اللہ کہنے لگے۔

لوگ واپس ہوئے تو سب سے پہلے جو صاحب عمرؓ کے پاس گئے وہ ابن عباسؓ تھے۔ انھوں نے (ابن عباسؓ سے) فرمایا دیکھو تو مجھے کس نے قتل کیا۔

ابن عباس روانہ ہوئے، تھوڑی دیر تک گھومتے رہے، پھر ان کے پاس آئے اور کہا کہ مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے جو بڑھئی تھا۔ آپ کو قتل کیا ہے، فرمایا خدا اس غارت کرے، اس کی کوئی شکایت نہ تھی، سوائے اس کے کہ میں نے اس کے متعلق ایک اچھی بات کا حکم دیا تھا۔

حضرت عمرؓ کا اظہار تشکر

پھر فرمایا سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے میری موت ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں کی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ ابن عباسؓ سے فرمایا کہ تم اور تمہارے والد چاہا کرتے تھے کہ مدینے میں کفار کی کثرت ہو۔

ابن عباسؓ نے کہا اگر آپ چاہیں تو ہم کریں، فرمایا کہ کیا اس کے بعد کہ تم اپنی گفتگو کر چکے ہو، اپنی نماز پڑھ چکے، اپنے حج کر چکے، لوگوں نے عرض کی کہ آپ پر کوئی تنگی نہیں ہے، انھوں نے نبیذ (شراب تمر) منگا کے پی، وہ زخم سے نکل گئی، پھر انھوں نے دودھ منگا کے پیا، تو وہ بھی زخم سے نکل گیا۔

جب انھیں یقین ہوگیا کہ موت ہے تو فرمایا اے عبداللہ بن عمرؓ مجھ پر کتنا قرض ہے، انھوں نے حساب کیا تو چھیاسی ہزار درم نکلے، فرمایا اے عبداللہ، اگر آلِ عمرؓ کا مال اس کے لیے کافی ہو تو اُن کے مال سے ادا کرنا، اگر اُن کا مال کافی نہ ہو تو بنی عدی بن کعب سے مانگنا، اگر وہ بھی کافی نہ ہو تو قریش سے مانگنا، اور ان کے علاوہ کسی اور سے نہ کہنا۔

حضرت عمرؓ کی حضرت عائشہؓ سے درخواست

پھر فرمایا، اے عبداللہ، ام المومنین عائشہؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ عمرؓ آپ کو سلام عرض کرتا ہے (عمرؓ ہی کہنا) امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ میں آج ان کا امیر المومنین ہوں (بعد سلام کہنا کہ وہ) کہتا ہے کہ آپ اُسے اجازت دیتی ہیں وہ اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جائے؟ ابن عمرؓ اُن کے پاس آئے تو انھیں اس حالت میں پایا کہ وہ بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں سلام کیا اور کہا کہ عمر بن الخطاب اس امر کی اجازت چاہتے ہیں کہ انھیں اُن کے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔ عائشہؓ نے کہا کہ واللہ میں اُس قبر کی جگہ کو اپنے لیے چاہتی تھی لیکن آج میں انھیں اپنے اوپر ضرور ترجیح دوں گی۔

حضرت عمرؓ کو پہلوئے رسول میں دفن ہونے کی اجازت

جب (ابن عمرؓ) آئے تو عمرؓ کو خبر دی گئی کہ یہ عبداللہ بن عمرؓ ہیں، فرمایا مجھے اُٹھا کے بٹھاؤ، انھیں ایک آدمی نے اپنے سینے سے لگا کے بٹھا دیا، فرمایا تمہارے پاس کیا (جواب) ہے۔

انھوں نے کہا کہ عائشہؓ نے آپ کی اجازت دے دی، عمرؓ نے کہا کہ اس خواب گاہ سے زیادہ اہم میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی۔ اے عبداللہ ابن عمرؓ دیکھو جب میں مرجاؤں تو مجھے تابوت پر اُٹھانا، دروازے پر کھڑا کرنا اور کہنا کہ عمرؓ بن الخطاب چاہتا ہے۔

اگر عائشہؓ اجازت دیں تو مجھے اندر لے جانا اور اگر اجازت نہ دیں تو مجھے قبرستان میں دفن کردینا۔ جب انھیں اُٹھالیا گیا تو یہ حالت تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانوں پر سوائے آج کے کوئی مصیبت ہی نہیں آئی۔ عائشہؓ نے اُن کے لیے اجازت دی، وہ (رحمہ اللہ) اس مقام پر دفن کیے گئے جہاں اللہ نے نبی ﷺ اور ابوبکرؓ کے ساتھ ان کا اکرام کیا۔

انتخابی مجلس

موت کا وقت آیا تو لوگوں نے کہا کہ اپنا خلیفہ بنا دیجیے، فرمایا کہ میں ان چھ آدمیوں سے زیادہ کسی کو اس کا امر کا اہل نہیں پاتا جن سے رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک راضی رہے، اُن میں سے جو خلیفہ بنایا جائے وہی میرے بعد خلیفہ ہے۔

انھوں نے علیؓ، طلحہؓ، عبدالرحمن اور سعد کا نام لیا، اگر سعدؓ کو (خلافت) ملے تو خیر، ورنہ ان لوگوں میں سے مدد لی جائے کیونکہ میں نے اُنھیں (عراق کی گورنری سے) کسی کمزوری یا خیانت کی وجہ سے معزول کیا ہے۔

اُنھوں نے عبداللہ کو اُن کے ساتھ کر دیا کہ لوگ اُن سے مشورہ کریں، مگر اُن کے لیے خلافت میں کوئی حصہ نہ تھا۔

حضرت زبیرؓ و طلحہ اور سعدؓ کی حق سے دستبرداری

لوگ جمع ہوئے تو عبدالرحمٰن نے کہا کہ تم لوگ اپنا معاملہ اپنے میں سے تین آدمیوں کے سپرد کردو، زبیرؓ نے علیؓ کے سپرد کردیا۔ طلحہ نے عثمانؓ کے اور سعدؓ نے عبدالرحمٰن کے تفویض کیا، جب معاملہ ان تینوں کے سپرد کردیا گیا۔ تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا۔

عبدالرحمٰن نے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو میرے حق میں اپنے دعوے سے بری ہوتا ہے، اللہ نے مجھ پر لازم کیا ہے۔ کہ تم سے افضل اور مسلمان کے لیے بہتر کے انتخاب سے کوتاہی نہ کروں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی حق خلافت سے دستبرداری

شیخین یعنی علیؓ و عثمانؓ نے سکوت کیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ تم دونوں اس صورت میں اس کو میرے سپرد کرتا ہو کہ میں اس سے دست بردار ہوتا ہوں، واللہ میں تم سے افضل اور مسلمانوں کے لیے بہتر انتخاب سے کوتاہی نہ کروں گا، سب نے کہا ہاں، انھوں نے علیؓ سے تنہائی میں گفتگو کی کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ سے قرابت اور قدامت حاصل ہے واللہ تم پر لازم ہے کہ اگر تم خلیفہ بنائے جاؤ تو عدل کرو، اور اگر عثمانؓ خلیفہ بنائے جائیں تو (اُن کی بات) سُنو اور اطاعت کرو۔

علی نے کہا، ہاں۔ عبدالرحمٰنؓ نے عثمانؓ سے بھی تنہائی میں گفتگو کی اور اس طرح اُن سے بھی کہا کہ ہاں۔ انھوں نے کہا کہ اے عثمانؓ اپنا ہاتھ پھیلاؤ، انھوں نے اپنا ہاتھ پھیلایا تو علیؓ نے اور سب لوگوں نے اُن سے بیعت کرلی۔

مہاجرین کے احترام کی وصیت

عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنی بعد والے خلیفہ کو اللہ سے تقوے کی اور مہاجرین اولین کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حق کی حفاظت کرے اور ان کے احترام کو ملحوظ رکھے۔

اُسے دوسرُ نے شہر والوں کے ساتھ بھی خیر کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ وہ اسلام کے مددگار دشمن کو غیظ دلانے والے اور مال کے جمع کرنے والے ہیں، اُن سے کوئی اچھی چیز بغیر اُن کی مرضی کے نہ لی جائے۔

انصار سے حسن سلوک کی نصیحت

میں اُن انصار کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں جنہوں نے دارالاسلام اور ایمان کو پناہ دی کہ اُن کے محسن کو قبول کیا جائے اور ان کے بُرے سے درگزر کیا جائے۔

اعراب کے لیے وصیت

میں اُسے اعراب کے متعلق کرتا ہوں، کیونکہ وہی لوگ عرب کی اصل اور اسلام کا مادّہ ہیں اور یہ اُن کے کنارے کے مالوں میں سے لیا جائے جو اُن کے فقر کو دے دیا جائے۔

اللہ اور رسول اللہ کی ذمہ داریاں پوری کرنے کی تلقین

میں اُسے اللہ کی ذمہ داری اور رسول ﷺ کی ذمہ داری پوری کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ لوگوں کے عہد پورے کرے۔ اُن کی طاقت سے زائد تکلیف نہ دی جائے اور جو اُن کے پیچھے ہوں اُن سے قتال کرے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ کو خنجر مارا گیا میں موجود تھا، وہ صفیں برابر کر رہے تھے کہ ابو لولو آیا، اُس نے انہیں زخمی کیا اور اُن کے ساتھ اور بھی بارہ آدمیوں کو زخمی کیا میں نے عمرؓ کو اس حالت میں دیکھا اپنا ہاتھ پھیلائے کہتا تھے کہ کتے کو پکڑو جس نے مجھے قتل کیا ہے، لوگ ٹوٹ پڑے، ایک اور شخص اس کے پیچھے ہوں اُن سے آیا اور اُسے گرفتار کر لیا، ان میں سے ساتھ یا چھ آدمی مر گئے۔

عمرؓ کو اٹھا کر اُن کے گھر پہنچایا گیا، طبیب آیا اور پوچھا کہ آپ کو کونسا شربت زیادہ مرغوب ہے؟ فرمایا نبیذ (زلال تمر) نبیذ منگائی گئی، انھوں نے پی تو ایک زخم سے نکل گئی، لوگوں نے کہا کہ یہ پیپ تو صرف خون کی پیپ ہے، پھر دودھ منگایا اس میں سے پیا تو وہ بھی نکلا۔ طبیب نے کہا کہ آپ کو جو وصیت کرنا ہو کیجیے، کیونکہ واللہ میں تو آپ کو اس حالت میں بھی نہیں دیکھتا کہ آپ شام کر سکیں۔

کعب بن احبار کی یاد دہانی

اُن کے پاس کعب آئے اور کہا کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ بغیر شہید ہوئے نہیں ہوئے مر گے، اور آپ کہتے تھے کہ کہاں سے شہید ہوں گا، میں تو جزیرۃ العرب میں ہوں (جو ہر طرح دشمن سے محفوظ ہے) پھر ایک شخص نے کہا کہ اللہ کے بندو، نماز پڑھ لو، آفتاب طلوع ہونے کو ہے لوگ واپس ہوئے، عبدالرحمٰن بن عوف کو آگے کیا، انھوں نے قرآن کی سب سے چھوٹی دونوں سورتیں والعصر اور انا اعطینٰک الکوثر پڑھیں۔

عمرؓ نے فرمایا کہ اے عبداللہ میرے پاس وہ کاغذ لاؤ جس میں کلکے واقعہ کا صحیح حال لکھ دوں اگر اللہ چاہے کہ اس امر کو پورا کرے گا۔

عبداللہ نے کہا کہ امیر المومنین خلافت کے معلوم میں ہم آپ کے لیے کافی ہیں فرمایا نہیں، اور کاغذ اُن کے ہاتھ سے لے کے اُسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا۔ پھر انہوں نے چھ آدمیوں کو بلایا، عثمانؓ، علیؓ، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہؓ بن عبیداللہ اور زبیرؓ بن العوام۔

حضرت صہیبؓ کو نماز پڑھانے کا حکم

سب سے پہلے عثمانؓ کو بلایا اور فرمایا، اے عثمانؓ، اگر تمہارے ساتھی تمہارے سن کا لحاظ کریں (اور تمہیں خلیفہ بنائیں) تو تم اللہ سے ڈرنا اور لوگوں کی گردن پر بنی ابی معیط کو نہ سوار کر دینا، علیؓ اور انھیں بھی وصیت کی، پھر صہیب کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عمرؓ کے قاتل کو گرفتار کرنے کا حکم

عمرو بن میمون مروی ہے کہ جب عمرؓ زخمی کیے گئے میں موجود تھا، مجھے صف اول میں ہونے کے سوائے اُن

کی ہیبت کے اور کوئی امر مانع نہ تھا، وہ ہیبت ناک آدمی تھے، میں اُس صف اول سے متصل ہوتی تھی۔ عمرؓ اُس وقت تکبیر نہ کہتے تھے جب تک کہ صف اول کی طرف اپنا منہ نہ کر لیں اگر کسی کو صف سے آگے بڑھا ہوا یا پیچھے ہٹا ہوا دیکھتے تھے تو اُسے درّے سے مارتے تھے، یہی بات تھی جس نے مجھے اس سے روکا، عمرؓ سامنے آئے، مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولولو نے انھیں روکا، پھر بغیر دور ہوئے اُن کے کان میں کچھ کہا اور تین مرتبہ خنجر مارے، میں نے عمرؓ کو سنا کہ اس طرح اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہہ رہے تھے کہ کتے کو پکڑو جس نے مجھے قتل کر دیا ہے لوگ اُمنڈ پڑے، اُس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا، پھر پیچھے سے ایک شخص نے حملہ کیا اور دبوچ لیا۔ عمرؓ اُٹھا لیے گئے۔

طبیب کی طلبی

لوگ آپس میں دھکم دھکا کرنے لگے، یہاں تک کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ اے اللہ کے بندو نماز تو پڑھ لو سورج نکل آیا ہے۔ لوگوں نے عبدالرحمن بن عوف کو زبردستی آگے کیا۔ انھوں نے ہمیں قرآن کی سب سے مختصر دو سورتوں یعنی "اذاجاء نصر اللہ والفتح" اور "انا اعطیناک الکوثر" سے نماز پڑھی، عمرؓ اُٹھا لیے گئے، اُن کے پاس گئے، فرمایا، اے عبداللہ بن عباس تم جاؤ اور لوگوں کو ندا دو کہ امیر المومنین پوچھتے ہیں۔

کیا یہ واقعہ تم لوگوں کے مشورے سے ہوا؟ لوگوں نے کہا کہ معاذ اللہ نہ ہمیں علم ہے، نہ ہمیں اطلاع ہے۔

فرمایا میرے لیے طبیب بلاؤ، طبیب بلایا گیا، اُس نے پوچھا کہ کونسا شربت زیادہ مرغوب ہے؟ فرمایا نبیذ، نبیذ پلائی گئی تو وہ زخم سے نکل گئی لوگوں نے کہا کہ یہ پیپ ہے، انھیں دودھ پلاؤ، دودھ پلایا گیا تو وہ نکل گیا۔ طبیب نے کہا کہ مجھے تو آپ شام کرتے نہیں نظر آتے جو کرنا ہو کر لیجیے۔

میراث کے متعلق فیصلے کی تنسیخ

فرمایا اے عبداللہ بن عمرؓ مجھے کاغذ دو (کہ میں لکھ دوں) اگر اللہ چاہے گا کہ جو کچھ اس کاغذ میں ہے جاری کرے تو اُسے جاری کر دے گا۔ ابن عمرؓ نے (جب انھیں تحریر منظور نہ ہوئی تو) کہا کہ اس کے مٹانے میں آپ کے لیے کافی ہوں۔ فرمایا نہیں، واللہ اُسے میرے سوا کوئی نہیں مٹائے گا، عمرؓ نے اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا، اُس میں دادا کا حصہ تھا (یعنی دادا کو کیا میراث ملنا چاہیے)

حضرت عمرؓ کی حضرت عثمانؓ و علیؓ سے گفتگو

پھر فرمایا کہ علیؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمن بن عوف اور سعدؓ کو میرے پاس بلاؤ، اُن لوگوں میں سے سوائے علیؓ و عثمانؓ کے اور کسی سے بات نہیں فرمائی، فرمایا اے علیؓ شاید یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے تمہاری قرابت اور دامادی کو اور جو کچھ اللہ نے تمہیں علم و فقہ عطا کیا ہے اُس کا لحاظ کریں، اگر تم اس امر کے والی ہونا تو اللہ سے ڈرنا، پھر عثمانؓ کو بلایا اور فرمایا اے عثمانؓ، شاید یہ قوم تمہاری رسول اللہ ﷺ کی دامادی اور تمہارے سن و شرف کا لحاظ کریں، اگر تم اس امر کے والی ہونا تو اللہ سے ڈرنا اور بنی ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر ہرگز سوار نہ کرنا۔

ضرت صہیبؓ کو حکم

پھر فرمایا کہ صہیبؓ کو بلاؤ، وہ بلائے گئے تو تین مرتبہ فرمایا کہ تم لوگوں کو نماز پڑھانا، اس جماعت کو ایک رے میں خلوت میں بات کرنا چاہئے جب یہ لوگ کسی پر اتفاق کرلیں تو ان کے مخالف کی گردن مار دینا، لوگ عمرؓ ے پاس سے سب چلے گئے تو فرمایا۔ کہ اگر یہ لوگ اجلح کو (یعنی جن کی پیشانی میں بال گرے ہوئے ہیں) بھی اس کا لی بنالیں تو وہ انہیں راستے پر چلائے گا۔

لیفہ نامزد سے اجتناب

ابن عمرؓ نے عرض کی، یا امیر المومنین، انہیں نامزد کرنے سے آپ دون امر مانع ہے، فرمایا کہ میں اسے پسند کرتا ہوں کہ زندگی میں بھی اس پر لدوں اور مرنے کے بعد بھی۔ کعب آئے اور انہوں نے کہا کہ''

''(حق آپ کے رب کی طرف سے ہے، لہٰذا شک کرنے والوں میں نہ ہوئیے) میں نے آپ کو خبر دی تھی کہ آپ شہید ہوں گے تو آپ نے فرمایا کہ میرے لیے شہادت کہاں سے ہوگی، میں تو جزیرۃ العرب میں ہوں۔

دم اتفاق پر گردن زدنی کا حکم

سماک سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ اگر میں خلیفہ بنا دوں تو بھی نت ہے اور اگر خلیفہ نہ بناؤں تو بھی سنت ہے، رسول اللہ ﷺ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ نے کسی کو خلیفہ میں بنایا، اور ابوبکرؓ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انہوں نے (مجھے) خلیفہ بنایا۔

علیؓ نے کہا کہ میں سمجھ گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت سے عدول نہ کریں گے، یہی ہوا جس وقت عمرؓ نے ں معاملے کو عثمانؓ بن عفان، علیؓ بن ابی طالب، زبیرؓ، طلحہؓ، عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کے سپرد کردیا تو عمار سے فرمایا کہ تم ان لوگوں کو تین دن ایک کوٹھری میں داخل کرو، اگر یہ لوگ درست ہو جائیں تو خیر ورنہ پھر ان کی گردن ماردو۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ یہ معاملہ (خلافت) اہل بدر میں رہے گا، جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہے گا، پھر اہل احد میں ہوگا جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہے گا، اور فلاں فلاں میں، یہ معاملہ غلام آزاد کردہ کی اولاد کے لیے نہیں ہے اور نہ فتح مکہ کے مسلمین کے لیے کچھ ہے۔

کلالہ کے مسئلہ پر سکوت

ابو رافع سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب، ابن عباس سے سہارا لگائے ہوئے تھے، ان کے پاس بن عمرؓ اور سعید بن زید بھی تھے، فرمایا کہ میں نے کلالہ (یعنی وہ میت جس کے ورثاء میں نہ اولاد ہو نہ والدین) کے بارے میں کچھ نہیں کہا اور نہ میں نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ بنایا، عرب کے قیدیوں میں سے جو میری وفات پائے وہ اللہ کے مال سے آزاد ہے، سعید بن زید بن عمرؓ نے کہا کہ اگر آپ مسلمانوں میں سے کسی شخص پر اشارہ کردیتے تو لوگ آپ کو امین سمجھتے۔

عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے بعض ساتھیوں میں بڑی حرص دیکھی ہے۔ میں اس معاملے کو ان چھ آدمیوں کے سپرد کرنے والا ہوں جن سے رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک راضی رہے، پھر فرمایا مجھے ان دو آدمیوں میں سے ایک پائے تو میں یہ معاملہ اس کے سپرد کر دوں، ضرور مجھے اس پر بھروسا ہے، ایک سالم مولائے ابی حذیفہؓ اور دوسرے ابو عبیدہ بن الجراح۔

عبداللہ بن عمرؓ کو خلیفہ بنانے سے گریز

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جس کو میں خلیفہ بناتا وہ ابو عبیدہ بن الجراح ہوتے ایک شخص نے کہا، یا امیر المومنین آپ عبداللہ بن عمرؓ سے کیوں گریز کرتے ہیں، فرمایا، خدا تجھے غارت کرے، واللہ میں اس سے خدا کی مرضی کو نہ چاہوں گا کہ ایسے شخص کو کیوں خلیفہ بناؤں جو اپنی عورت کو اچھی طرح طلاق بھی نہ دے سکتا ہو۔

نامزدگی کے متعلق بن عمرؓ کی حضرت عمرؓ سے گفتگو

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ نے عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ اگر آپ خلیفہ بنا دیتے (تو مناسب ہوتا) فرمایا کس کوشش کرتے ہو، کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر اپنی زمین کے نگران کو بلا بھیجتے ہو تو تم چاہتے ہو کہ لوٹنے تک وہ کسی کو اپنا نائب بنا دے۔

انھوں نے کہا کہ کیوں نہیں، فرمایا کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر اپنی بکری کے چرواہے کو بلا بھیجتے ہو تو یہ چاہتے ہو کہ وہ واپسی تک کے لیے کسی کو اپنا نائب بنا دے۔

حضرت عمرؓ کا خلیفہ نامزد کرنے کا اختیار

حماد نے کہا کہ میں نے ایوب کو ایک شخص سے بیان کرتے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں خلیفہ بناؤں تو (بنا سکتا ہوں کیونکہ) جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے خلیفہ بنایا تھا (یعنی ابو بکرؓ نے) اور اگر ترک کر دوں تو (جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے ترک کیا ہے (یعنی آنحضرت ﷺ نے) جب انہوں نے نہ یہ بات پیش کی تو مجھے یقین دلانے والے نہیں ہیں۔

عبداللہ بن عبید سے مروی ہے کہ لوگوں نے عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ آپ ہمیں وصیت نہیں فرماتے، ہم پر کسی کو امیر نہیں بناتے؟ فرمایا، میں جس کسی کو اختیار کروں گا میرے لیے ظاہر ہو چکا ہے۔

جبیر بن محمد بن جبیر بن معطم سے مروی ہے کہ مجھے خبر ملی کہ عمرؓ نے علیؓ سے فرمایا اگر مسلمانوں کے والی تم ہونا اولاد عبدالمطلب کو لوگوں کی گردن پر ہرگز نہ سوار کر دینا، اور عثمانؓ سے فرمایا کہ اگر مسلمانوں کا معاملہ تمہارے سپرد ہو تو اولاد ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا۔

حضرت عمرؓ کی غیر جانبداری

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ عمرؓ کی وفات سے کچھ ہی پہلے ان لوگوں کی جماعت اُن کے پاس آئی، عبدالرحمٰن بن عوف، عثمانؓ، علیؓ، زبیرؓ اور سعدؓ، آپ نے ان لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا

نہ میں نے لوگوں کے معاملہ میں غور کیا، تمہارے خلاف اُن میں کوئی جذبہ نہیں پایا، البتہ خود تم میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ اگر نا گواری ہوگی تو وہ تمہیں میں ہوگی، معاملہ ان چھ کے سپرد ہے۔ عبدالرحمنؓ، عثمانؓ، علیؓ، زبیرؓ، طلحہؓ اور سعدؓ، اس وقت طلحہؓ اپنے اموال (کے انتظام) میں السراۃ گئے ہوئے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن و عثمانؓ و علیؓ کو غیر جانب داری کی تلقین

آپ نے عبدالرحمٰن عثمانؓ و علیؓ سے خطاب کر کے فرمایا کہ تمہاری قوم صرف تمہیں میں سے کسی کو امیر بنائے گی۔ اے عبدالرحمٰن اگر لوگوں کا معاملہ تمہارے تفویض ہو تو اپنے قرابت داروں کو لوگوں کی گردنوں پر نہ سوار کر دینا۔ اے عثمانؓ اگر لوگوں کا معاملہ تمہارے سپرد ہو تو تم اولاد ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر نہ سوار کر دینا۔

اراکین کمیٹی کو مشورہ کرنے کا حکم

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اُٹھو اور آپس میں مشورہ کر کے اپنے میں سے ایک کو امیر بنالو۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ لوگ کھڑے ہو گئے مشورہ کرنے لگے۔

عثمانؓ نے ایک یا دو مرتبہ مجھے بلایا کہ مشورے میں داخل کریں، واللہ اس علم کی وجہ سے کہ اُن کے معاملے میں وہی ہوگا جس کو میرے والد نے فرمادیا ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ امر حق نہ ہو۔

جب عثمانؓ نے بلانے میں کثرت کر دی تو میں نے کہا کہ تم لوگوں کو عقل نہیں ہے کہ امیر بنا رہے ہو، حالانکہ امیر المومنین زندہ ہیں۔ واللہ، جیسے میں نے عمرؓ کو مرقد سے جگادیا۔

فرمایا تم لوگ مہلت دو، اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے تو تین شب تک تمہیں صہیبؓ نماز پڑھائیں پھر اپنے معاملے پر تم لوگ اتفاق کرلو، تو پھر تم میں سے بغیر تمہارے مشورے کے جو امیر بنے اُس کی گردن مار دینا۔

ابن شہاب نے سالم سے روایت کی کہ میں نے عبداللہ سے پوچھا، کیا عمرؓ نے علیؓ سے پہلے عبدالرحمٰن سے شروع کیا، انھوں نے کہا کہ ہاں، واللہ۔

ابن معشر سے مروی ہے کہ ہمارے مشائخ نے بیان کیا کہ عمرؓ نے فرمایا، اس معاملے میں اصلاح نہیں ہو سکتی، بغیر اس شدت کے جس میں جبر نہ ہوا، اور بغیر اس نرمی کے جس میں سستی نہ ہو۔

غیر مسلموں پر مدینہ آنے کی پابندی

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عمرؓ قیدیوں میں جو بالغ ہو جائے اُسے مدینہ آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے مغیرہ بن شعبہ نے جو کوفے کے عامل تھے انہیں ایک خط لکھ کر اپنے پاس کے ایک کاریگر غلام کا ذکر کیا اور مدینے میں داخل کرنے کی اجازت یہ کہہ کر چاہی کہ وہ لوگوں کے فائدے کے بہت سے کام جانتا ہے، وہ لوہار ہے، بڑھئی ہے، نقاش ہے۔ عمرؓ نے اجازت دے دی۔

غلام کی حضرت عمرؓ سے شکایت

مغیرہ نے اس پر سو درہم ماہوار (خراج) مقرر کر دیا۔ غلام عمرؓ کے پاس خراج کی شدت کی شکایت کرنے آیا

تو عمرؓ نے کہا، تو اچھی طرح کیا کیا کام جانتا ہے، اس نے ہو سب کام بیان کیے جو اچھی طرح جانتا تھا، فرمایا کہ تیرے عمل کی حقیقت میں (نظر کرکے تو) تیرا کراج بہت نہیں ہے، وہ ناراض ہو کر بڑبڑاتا ہوا واپس ہوا۔

غلام کا گستاخانہ رویہ

عمرؓ نے چند راتیں گزاریں اس کے بعد پھر وہ غلام اُن کے پاس سے گزرا تو انھوں اُس کو بلایا اور فرمایا، مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ تو کہتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایسی چکی بنادوں جو ہوا سے چلے، غلام ناراض اور ترش رو ہو کے عمرؓ کی طرف متوجہ ہوا۔

عمرؓ کے ساتھ ایک جماعت تھی، اُس نے کہا کہ میں آپ کے لیے ضرور ایسی چکی بناؤں گا جس کو لوگ بیان کیا کریں گے۔ غلام نے پشت پھیری تو عمرؓ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے جو اُن کے ہمراہ تھی اور فرمایا کہ غلام نے ابھی مجھے قتل کی دھمکی دی۔

حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ

چند راتیں گزاریں، ابولولو نے ایک خنجر اپنے ساتھ لے لیا جس کے دو سرے تھے۔ اور دھار بیچ میں تھی صبح کی تاریکی میں مسجد کے کسی گوشے میں چھپ کے بیٹھ گیا، اور برابر وہیں رہا یہاں تک کہ نماز فجر کے لیے عمرؓ لوگوں کو جگانے نکلے، عمرؓ ایسا کیا کرتے تھے۔

جب عمرؓ قریب ہوئے تو اُس نے حملہ کیا اور تین خنجر مارے، ان میں سے ایک زیر ناف لگا، جس کی پیٹ کی اندرونی کھال کو کاٹ دیا اور اُسی نے انہیں قتل کر دیا، پھر وہ اہل مسجد پر ٹوٹ پڑا، عمرؓ کے علاوہ گیارہ آدمیوں کو زخمی کیا پھر اپنا خنجر اپنے بھونک لیا۔

حضرت عمرؓ کی ادائیگی نماز

جس وقت عمرؓ کے خون جاری ہو گیا اور لوگ پے در پے اُن کے پاس آ گئے تو فرمایا کہ عبدالرحمن بن عوف سے کہو کہ لوگوں نماز پڑھائیں، عمرؓ پر سیلان کا غلبہ ہو گیا، جس سے غشی طاری ہوگئی،

ابن عباسؓ نے کہا کہ میں نے ایک جماعت کے ساتھ عمرؓ کو اٹھا کے اُن کے مکان پر پہنچایا، عبدالرحمن نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو ان کی آواز اجنبی معلوم ہوئی۔ میں برابر ہی عمرؓ کے پاس رہا اور وہ بھی برابر غشی میں رہے یہاں تک صبح کی روشنی پھیل گئی جب روشنی ہوگئی تو انھیں افاقہ ہوا۔

ہمارے چہروں پر نظر کی اور فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی، میں نے کہا جی ہاں، پھر فرمایا کہ اُس کا اسلام نہیں جس نے نماز ترک کر دی، وضو کا پانی منگایا اور وضو کیا، نماز پڑھی اور فرمایا کہ اے عبداللہ ابن عباسؓ جاؤ اور دریافت کرو کہ مجھے کس نے قتل کیا۔

حضرت عمرؓ کا قاتل کے متعلق استفسار

میں نکلا، مکان کا دروازہ کھولا تو لوگ جمع تھے جو عمرؓ کے حال سے ناواقف تھے، میں نے دریافت کیا کہ

امیر المومنین کو کس نے قتل کیا، تو لوگوں نے کہا کہ انہیں اللہ کے دشمن ابولولوہ، مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے خنجر مارا ہے۔
میں اندر گیا تو عمرؓ مجھ پر نظر جمائے ہوئے خبر دریافت کرنے لگے، جس کے لیے مجھے بھیجا تھا، عرض کی مجھے امیر المومنین نے اس لیے بھیجا تھا کہ قاتل کو دریافت کروں، میں نے لوگوں سے گفتگو کی تو ان کا دعویٰ ہے کہ اللہ کے دشمن ابولولوہ، مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے خنجر مارا، اس نے آپ کے ساتھ ایک جماعت کو بھی خنجر مارا، پھر خودکشی کر لی۔
فرمایا، سب تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے میرا قاتل ایسے شخص کو نہیں بنایا جو اللہ کے سامنے اس سجدے کی بنا پر مجھ سے حجت کرے، جو کبھی اس نے کیا ہو، عرب ایسے نہیں جو قتل کرتے۔

طبیب کی طلبی

سالم نے کہا کہ پھر میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو کہتے سنا کہ عمرؓ نے فرمایا میرے پاس طبیب بلا بھیجو میرے اس زخم کو دیکھے، لوگوں نے عرب کے طبیب کو بلا بھیجا، اس نے عمرؓ کو نبیذ پلائی، نبیذ جس وقت زیرِ ناف کے زخم سے نکلی تو خون کے مشابہ ہوگئی۔ میں نے انصار میں سے ایک دوسرے طبیب کو بلایا، پھر بنی معاویہ میں سے (ایک طبیب کو) بلایا، اس نے دودھ پلایا تو وہ زخم اس طرح نکلا کہ سفیدی جھلک رہی تھی۔
طبیب نے کہا کہ یا امیر المومنین، وصیت کیجیے، عمرؓ نے فرمایا کہ بنی معاویہ کے بھائی نے مجھ سے سچ کہا اگر تم مجھ سے اس کے سوا کہتے تو میں تمہاری تکذیب کرتا۔

نوحہ وزاری کی ممانعت

جس وقت قوم نے سنا تو لوگ رونے لگے، عمرؓ نے فرمایا کہ مجھ پر نہ روؤ، جو روئے وہ چلا جائے، کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میت پر آپس کے عزیزوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے عبداللہ بن عمرؓ اپنی اولاد وغیرہ کی میت پر اپنے پاس کی رونے والے کو نہیں ٹھہرنے دیتے تھے۔
عائشہؓ زوجہ نبی ﷺ اپنے عزہ کی میت پر نوحہ قائم کرتی تھیں، ان سے عمرؓ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کی گئی تو فرمایا کہ اللہ عمرؓ و بن عمرؓ پر رحمت کرے، واللہ ان دونوں نے غلط نہیں کہا، لیکن عمرؓ بھول گئے، واقعہ صرف یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نوحہ کرنے والوں پر گزرے جو اپنے میت پر رو رہے تھے، تو فرمایا کہ یہ لوگ رو رہے ہیں، حالانکہ ان کے ساتھی (یعنی میت) پر عذاب کیا جا رہا ہے، وہ شخص (میت) گنہگار تھا۔
ابی الحویرث سے مروی ہے کہ جب مغیرہ بن شعبہ کا غلام آیا تو انہوں نے ایک سو بیس درم ماہوار یا چار درم روزانہ مقرر کیے، وہ خبیث تھا، جب چھوٹے قیدیوں کو دیکھتا تو ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتا اور رو کے کہتا کہ عرب نے میرا جگر کھا لیا۔

چکی بنانے کا حکم

جب عمرؓ مکے سے آئے تو ابولولوہ ان کے ارادے سے نکلا، اس نے انہیں اس حالت میں پایا کہ صبح کے وقت بازار کی طرف جا رہے تھے، عبداللہ بن زبیرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، اس نے کہا یا امیر المومنین، میرے آقا مغیرہ نے مجھے جزیے کی اتنی تکلیف دی ہے جس کی مجھے طاقت نہیں، فرمایا انہوں نے تجھے کیا تکلیف دی ہے، اس

نے کہا چار درہم روزانہ، فرمایا کہ تو کیا بناتا ہے اس نے کہا کہ چکیاں، اور اور اپنے باقی کاموں سے خاموش رہا، پھر پوچھا کہ تو چکی کتنے میں بناتا ہے اس نے بتایا فرمایا کہ اور کتنے میں تو اسے بیچتا ہے، اس نے انہیں بتایا، تو فرمایا کہ انہوں نے تجھے کیا تکلیف دی۔ جا اپنے مولیٰ کو وہی دیا کر جو انہوں نے تجھ سے مانگا ہے۔

جب وہ پلٹا تو عمرؓ نے کہا کہ تو ہمارے لیے ایک چکی نہیں بنا دیتا۔ اس نے کہا کیوں نہیں، میں آپ کے لیے ایسی چکی بناؤں گا کہ بہت سے شہر والے اس کی باتیں کریں گے۔

عمرؓ اس کے کلام سے پریشان ہوگئے، علیؓ بھی ہمراہ تھے، ان سے فرمایا کہ تمہاری رائے میں اس نے کیا سوچا ؟ انہوں نے کہا یا امیر المومنین، اس نے آپ کو دھمکی دی۔

عمرؓ نے فرمایا کہ اس سے ہمیں اللہ کافی ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ اپنے کلام سے اس کی مراد غور ہے۔ (یعنی خوب غور سے چکی بنائے گا)۔

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے مروی ہے کہ ابولولو نہاوند کے قیدیوں میں سے تھا۔

قاتل عمرؓ کی خودکشی

ابوبکر اسماعیل بن محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمرؓ کے خنجر مار دیا گیا تو ابولولوہ بھاگا، عمرؓ پکارنے لگے، کتا، کتا، اس نے ایک جماعت کو زخمی کر دیا، قریش کی ایک جماعت نے اسے گرفتار کر لیا، جس میں عبداللہ بن عوف الزہری، ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص اور بنی سہم کے ایک شخص تھے، عبداللہ بن عوف نے اس پر اپنی چادر ڈال دی، جب وہ پکڑ لیا گیا تو اپنے بھی خنجر بھونک لیا۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ اسی نے اپنے آپ کو خنجر سے زخمی کیا یہاں تک کہ اپنے آپ کو قتل کر لیا عبداللہ بن عوف الزہری نے اس کا سر کاٹ لیا۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو کہتے سنا کہ مجھے ابولولوہ نے خنجر مارا اور میں صرف اسے کتا ہی سمجھتا رہا، یہاں تک کہ اس نے مجھے تیسری مرتبہ خنجر مارا۔

حضرت عمرؓ کا بدری صحابہ سے استفسار

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمرؓ بن الخطاب کے خنجر مارا گیا تو بدر کے مہاجرین وانصار ان کے پاس جمع ہوگئے، ابن عباسؓ سے فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ اور دریافت کرو کہ کیا تم لوگوں کے مشورہ وایماء سے یہ ہوا ہے جس سے مجھے تکلیف پہنچی ؟ ابن عباسؓ نکلے اور لوگوں سے دریافت کیا تو قوم نے کہا کہ واللہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ ہماری عمروں سے آپ کی عمر میں اضافہ کر دے۔

صف سیدھی کرنے کی ہدایت

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو میں نے انہیں اس حالت میں دیکھا کہ جسم پر زردی بندھی، ان کی ہیبت سے میں صف اوّل چھوڑ دیتا تھا، اس روز میں صف ثانی میں تھا، وہ آئے اور فرمایا کہ اللہ کے بندو نماز پڑھو، صف سیدھی کر لو، پھر انہوں نے تکبیر کہی، اتنے میں دو یا تین خنجر مارے گئے، ان کے بدن پر زردی

بندھی، جس کو انہوں نے سینے تک اٹھا کے پھر چھوڑ دیا اور کہتے جاتے تھے" وکان امر اللہ قدرا مقدورا (اور اللہ کا حکم اندازہ مقرر ہے) (ابولولوہ) لوگوں پر ٹوٹ پڑا، اس نے قتل کیا اور دس سے زائد آدمیوں کو زخمی کیا، لوگ اس کی طرف سے ٹوٹ پڑے اس نے خنجر کو مضبوط پکڑ لیا اور خودکشی کر لی۔

وكان أمر الله قدراً مقدوراً

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو وہ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے" وکان امر اللہ قدرا مقدورا" لوگوں نے قاتل کی جستجو کی، جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا۔

اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا جس کی دو دھاریں تھیں، جو شخص قریب گیا اسے وہ خنجر مارنے لگا، اس نے تیرہ آدمی زخمی کیے جن میں چار بچے اور نو مر گئے، یا نو بچ گئے اور چار مر گئے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس سال عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی، انہوں نے فجر کی نماز میں" لا اقسم بھذ البلد" اور "والتین والزیتون" کی سورتیں پڑھیں۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ بن الخطاب کو خنجر مارا گیا تو وہ یہ کہہ رہے تھے" وکان امر اللہ قدرا مقدورا" ابن عمرؓ نے عمرؓ سے روایت کی کہ وہ امرائے لشکر کو لکھا کرتے تھے کہ ہمارے پاس کافر کو گھسیٹ کر نہ لاؤ، اس کے مطابق عمل ہوتا تھا، جب انہیں ابو لولوہ نے خنجر مارا تو پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام۔ فرمایا، کیا میں نے تم لوگوں سے کہا نہیں تھا کہ ہمارے پاس کسی کافر کو گھسیٹ کر نہ لانا، مگر تم لوگ مجھ پر غالب آگئے۔

حضرت عمرؓ کے علاوہ مسلم زخمیوں کی تعداد

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ کو خنجر مارا گیا، میں موجود تھا، اور جس نے انھیں خنجر مارا اُس اُس نے تیرہ یا اُنیس آدمیوں کو زخمی کیا۔ عبدالرحمن بن عوف نے ہماری امامت کی انہوں نے فجر میں قرآن کی سب سے چھوٹی سورتیں "والعصر اور اذاجاءنصر اللہ پڑھیں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جس نے حضرت عمر کو خنجر مارا، اس نے مع عمرؓ کے بارہ آدمیوں اسی خنجر سے زخمی کیا، اس میں سے مع حضرت عمر کے چھ مر گئے اور چھ اچھے ہو گئے۔

حضرت عمرؓ کے زخم کی حالت

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو وہ اٹھا لیے گئے، ان پر غشی طاری ہو گئی، ہوش آیا تو ہم نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ عمرؓ نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے پیچھے بٹھایا اور مجھ سے سہارا لیا ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا میں اپنی بیچ کی انگلی رکھتا مگر سوراخ بند نہ ہوتا، انہوں نے وضو کیا اور صبح کی نماز پڑھی، پہلی رکعت میں" والعصر" اور دوسری میں "قل یاایھا الکافرون" پڑھی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف کا چھری کے متعلق بیان

نافعؒ سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے وہ چھری دیکھی جس سے عمرؓ قتل کیے گئے، انہوں نے کہا کہ کل میں نے ہرمزان اور جفینہ کے پاس دیکھی تھی، میں نے پوچھا کہ تم دونوں اس چھری سے کیا کرو گے، تو انہوں نے کہا کہ ہم اس سے گوشت کاٹیں گے کیونکہ ہم گوشت کو چھوتے نہیں، عبیداللہ بن عمرؓ نے پوچھا کیا تم نے وہ چھری ان دونوں کے پاس دیکھی تھی۔

انہوں نے کہا کہ ہاں، عبیداللہ نے اپنی تلوار لی، ان دونوں کے پاس آئے اور قتل کر دیا۔ عثمانؓ نے انہیں بلا بھیجا ہوا ان کے پاس آئے فرمایا کہ تمہیں ان دونوں آدمیوں کے قتل پر کس نے برانگیختہ کیا، وہ تو ہماری پناہ (ذمے) میں تھے، عبیداللہ نے عثمانؓ کو پکڑ کر پچھاڑ دیا، لوگ اٹھ کر ان کے پاس آئے اور انہیں ان سے چھڑایا۔

جس وقت عثمانؓ نے انہیں بلا بھیجا تو انہوں نے تلوار لٹکائی، مگر عبدالرحمن نے قسم دلائی، تو انہوں نے وہ رکھ دی۔ اسلم سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو انہوں نے پوچھا کہ کس نے مجھے مصیبت پہنچائی لوگوں نے کہا کہ ابولولوئے، اس کا نام فیروز ہے، اور مغیرہ بن شعبہ کا غلام ہے۔ فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو کافروں میں سے کسی کو ہمارے پاس حبیث لانے سے منع کیا تھا مگر تم نے میری نافرمانی کی۔

زخمی حالت میں نماز کی ادائیگی

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ کے زخمی ہونے کے بعد ابن عباسؓ ان کے پاس آئے اور عرض کی نماز (پڑھ لیجیے) فرمایا اچھا، اس آدمی کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز کو ضائع کر دیا انہوں نے نماز پڑھی حالانکہ زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ جب زخمی کیا گیا تو ان پر بے ہوشی طاری ہونے لگی، کہا گیا کہ نماز جیسی چیز سے تم لوگ ہرگز پریشان نہ کرو گے (یعنی ان سے نماز پڑھنے کو کہو گے تو وہ ہرگز پریشان نہ ہوں گے) بشرطیکہ ان میں جان ہو، کہا گیا نماز یا امیر المومنین، نماز پڑھ لی گئی ہے، وہ ہوشیار ہو گئے، فرمایا نماز، اے اللہ تب تو لے لے، جس نے نماز ترک کر دی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، انہوں نے نماز پڑھی حالانکہ ان کا زخم خون بہا رہا تھا۔

نماز کی تلقین

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو میں اور ابن عباسؓ ان کے پاس گئے، نماز کی اذان کہہ دی گئی تھی، کہا گیا یا امیر المومنین نماز، انہوں نے اپنا سر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ نماز، جس نے ترک کر دی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، انہوں نے نماز پڑھی حالانکہ زخم خون بہا رہا تھا، طبیب کو بلایا گیا۔

اس نے انہیں نبیذ پلائی تو وہ خون کے ہم شکل ہو کر نکل گئی، پھر اس نے انہیں دودھ پلایا تو وہ سفید نکلا، تب اس نے کہا، یا امیر المومنین، اپنی وصیت کر دیجیے۔ انہوں نے اصحاب شوریٰ کو طلب کیا، اس کا یہی سبب تھا۔

احساس ذمہ داری

سماک سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو اُن کے پاس گیا اور تعریف کرنے لگا، فرمایا تم کس چیز مجھے اس سے بچا کے نکال دیا جاتا کہ نہ تو ثواب نہ عذاب۔ سماک الحنفی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کو کہتے سنا کہ میں نے عمرؓ سے کہا کہ اللہ نے آپ کا ذریعے سے شہروں کو بنایا اور آپ کے ذریعے بہت سی فتوح دیں، آپ کر ذریعے سے فلاں کام کیا اور فلاں کام کیا۔

فرمایا کہ مجھے یہ پسند تھا کہ اُن سے اس طرح نجات پا جاتا کہ ثواب ہوتا نہ عذاب۔ زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمرؓ بن الخطاب کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ تم لوگ امارت میں مجھ پر شک کرتے تھے، واللہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں کسی بھی نجات پا جاؤں، نہ کچھ مجھ پر ہو نہ میرے لیے ہو۔ سلیمان بن یسار نے ولید بن عبد الملک سے یہ روایت بیان کی تو مالک نے کہا تم، نے جھوٹ کہا، سلیمان نے کہا، یا مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ جب زخمی کیے گئے تو اس کی شب کو وہ اور عباسؓ ان کے پاس گئے، صبح ہوئی تو لوگوں نے انھیں گھبرا دیا اور کہا کہ نماز، وہ گھبرا گئے اور فرمایا کہ ہاں، اسلام میں اُس کا کوئی حصہ نہیں ہے جس نے نماز ترک کر دی، پھر انھوں نے نماز پڑھی، حالانکہ زخم خون بہار ہے تھے،

حضرت اُم کلثوم کی گریہ وزاری

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں علیؓ کے ساتھ تھا کہ شور سنا علی کھڑے ہو گئے اور میں بھی اُن کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ ہم اُن کے ساتھ اُن کے مکان میں گئے جس میں وہ تھے علیؓ نے پوچھا کہ یہ آواز کیا ہے۔ کسی عورت نے کہا کہ عمرؓ کو طبیب نے نبیذ پلائی اور دودھ پلایا، تو وہ بھی نکل گیا۔

اُس طبیب نے کہا کہ مجھے آپ شام کرتے نہیں دکھائی دیتے، لہذا آپ جو کرنا چاہیں کر لیجیے۔ اُم کلثوم نے کہا، ہائے عمرؓ اُن کے ہمراہ عورتیں تھیں وہ بھی رونے لگیں اور سارا گھر گونج اُٹھا۔ عمرؓ نے فرمایا کہ واللہ اگر میرے لیے تمام روئے زمین کی چیزیں ہوتیں تو آخرت کے متعلق جو اطلاع کر دی گئی ہے اُس کے ہول سے میں اُسے فدیے دے دیتا۔

حضرت ابن عباس کا خراج تحسین

ابن عباسؓ نے کہا کہ واللہ مجھے اُمید ہے کہ آپ اُس ہول کو سوائے اس مقدار کے نہ دیکھیں گے جتنا اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے "وان منکم الاوارده" جہاں ہم جانتے ہیں آپ امیر المومنین اور سید المومنین ہیں، کتاب اللہ سے فیصلہ کرتے ہیں اور برابر سے تقسیم کرتے ہیں۔

انہیں میرا قول پسند آیا تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، فرمایا اے ابن عباسؓ کیا تم اُس کی میرے لیے گواہی دو گے؟ میں رُکا تو انھوں نے میرے شانے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے ابن عباسؓ میرے لیے اُس کی گواہی دینا، میں نے کہا، جی ہاں، میں گواہی دوں گا۔

طبیب کی رائے

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب عمرؓ زخمی کیے گئے تو لوگ ان کے پاس آنے لگے۔ ایک شخص نے فرمایا، میرا زخم دیکھو، اس نے ہاتھ اندر ڈال کے دیکھا فرمایا تم نے کیا محسوس کیا۔

اس نے کہا کہ میں اسے اس حالت میں پاتا ہوں کہ آپ کی صرف وہی رگ باقی رہ گئی ہے جس سے آپ قضائے حاجت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ تم سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ اچھے ہو، پھر اس شخص نے کہا کہ واللہ مجھے امید ہے کہ آپ کی جلد کو آگ کبھی مس نہ کرے گی، انھوں اس کی طرف دیکھا، ہم لوگ ان کی خوبیاں بیان کرکے رونے لگے یا ان کے لیے ہمارے دل بھر آئے (اس شخص سے) فرمایا اے فلاں اس کے متعلق تمہارا علم بہت کم ہے، اگر میرے لیے زمین کی تمام چیزیں ہوتیں تو میں خبردار وہ امور کے ہول سے ان کو فدیے میں دے دیتا۔

کسی قدر افاقہ ہوا تو فرمایا:

محمد سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ جب عمرؓ کے سانحے کی صبح ہوئی تو میں ان لوگوں میں تھا جنھوں نے ان کو اٹھایا، ہم نے ان کو گھر میں پہنچا دیا، کسی قدر افاقہ ہوا تو فرمایا کہ مجھے کس نے مصیبت پہنچائی۔

میں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولولو نے۔ فرمایا، یہ تمہارے ساتھیوں کا عمل ہے، میں چاہتا تھا کہ مدینۃ النبی ﷺ میں قیدیوں میں سے کوئی کافر داخل نہ ہو، مگر تم لوگ مجھ پر اتنا غالب آگئے کہ میری عقل مغلوب ہوگئی، میری طرف سے دو باتیں یاد رکھو کہ میں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور نہ میں نے کلالہ (وہ میت جس کے ورثے میں نہ اولاد ہو نہ والدین) کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا۔ محمد کے علاوہ دوسروں نے یہ روایت کی کہ انھوں نے فرمایا، میں نے دادا اور بھائی کی میراث کا کچھ فیصلہ نہیں کیا۔

حضرت عمرؓ کی اپنے فیصلوں کے متعلق وصیت

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو میں ان کے پاس گیا اور کہا، امیر المومنین آپ کو صرف اس شخص نے مصیبت پہنچائی جس کا نام ابولولوہ ہے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے تین باتوں میں کوئی فیصلہ نہیں کیا سوائے اس کے کہ میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں کہ میں نے غلام میں ایک غلام اور باندی کے لڑکے دو غلام کیے۔

حضرت عمرؓ کی حضرت ابن عباسؓ سے وصیت

ابن عباس نے بصرے میں بیان کیا کہ جس وقت عمرؓ بن الخطاب کو خنجر مارا گیا تو میں ان لوگوں میں پہلا شخص تھا جو ان کے پاس آنے، عمرؓ نے فرمایا کہ مجھ سے تین باتیں یاد رکھو کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ مجھے نہ پائیں گے، میں نے کلالہ کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا، میں نے لوگوں پر کسی کو خلیفہ نہیں بنایا، اور میرا ہر غلام آزاد ہے۔

لوگوں نے کہا کہ آپ خلیفہ بنا دیجیے، فرمایا اس میں سے میں جو کچھ کروں تو اس کو انہوں نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے، اگر میں لوگوں کے امر کو ان کے لیے چھوڑ دوں تو اسے نبی ﷺ نے بھی چھوڑا ہے، اور اگر میں خلیفہ

بنادوں تو ابوبکرؓ نے بھی جو مجھ سے بہتر تھے خلیفہ بنایا ہے۔

صحبت کے بارے میں بیان فرمایا:

میں نے اُن سے کہا کہ آپ کو جنت کی خوش خبری ہو کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اُٹھائی اور طویل صحبت اُٹھائی آپ امر مسلمین کے والی ہوئے تو اُسے قوی کر دیا، فرمایا تمہارا مجھے جنت کی خوشخبری دینا، تو قسم ہے اُس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ میرے لیے دنیا و مافیہا ہو تو قبل اس کے کہ مجھے کا علم ہو جو میرے سامنے ہے اُس کے ہول سے یہ سب فدیے میں دے دوں، تمہارا مسلمانوں کی حکومت کے بارے میں کہا تو واللہ مجھے یہ پسند ہے کہ یہ کفاف (برابر سرابر) ہو کہ نہ کچھ میرے لیے ہو نہ کچھ میرے اوپر لیکن ہو لیکن تم نے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے بارے میں بیان کیا، تو یہ تو ہے۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو میں اُنسیں میں سے نواں شخص تھا چنانچہ ہم نے انہیں اندر پہنچایا تو ہم سے اشتد اد درد کی شکایت کی۔ کعب سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بادشاہ تھا کہ جب ہم اُس کا ذکر کرتے تو عمرؓ کا ذکر کرتے اور جب عمرؓ کا ذکر کرتے تو اُس کا ذکر کرتے، اُس کے پہلو میں ایک نبی تھے جن پر وحی کی جاتی تھی، اللہ نے اُن نبی ﷺ پر وحی کی کہ وہ اُس سے کہہ دیں کہ تمہیں جو عہد کرنا ہو کر لو اور مجھے اپنی وصیت لکھ کر دے دو، کیونکہ تم تین دن تک مر جاؤں گے، اُن نبی ﷺ نے اُسے اس کی خبر دی، جب تیسرا دن ہوا تو وہ بادشاہ تخت اور دیوار کے درمیان پڑ گیا۔

اللہ کی طرف گڑ گڑایا اور کہا کہ اے اللہ اگر تجھے معلوم ہے کہ میں حکم کرنے میں عدل کرتا تھا اور جب امور مختلف ہوتے تو میں تیری محبت کی پیروی کرتا تھا اور میں چناں تھا اور چنیں تھا تو میری عمر میں اتنا اضافہ کر دے کہ میرے بچے بڑے ہو جائیں اور رعیت بڑھ جائے اللہ نے اپنے نبی کو وحی کی کہ اُس بادشاہ نے یہ کہا اور اُس نے سچ کہا، میں نے اُس کی عمر میں پندرہ سال کا اضافہ کر دیا۔

اس زمانے میں اُس کے لڑکے بھی بڑے ہو جائیں گے اور رعیت بھی بڑھ جائے گی۔ عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو کعب نے کہا کہ اگر عمرؓ بھی اپنے پروردگار سے دُعا کریں تو انہیں ضرور باقی رکھے گا، عمرؓ کو اس خبر دی گئی تو فرمایا کہ اے اللہ تو مجھے عاجز ہونے اور نشانۂ ملامت بننے سے پہلے اُٹھا لے۔

حضرت ابن عباسؓ کی تعریف پر اظہار پسندیدگی

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب کو خنجر مارا گیا تو لوگوں نے کہا کہ یا امیر المومنین اگر آپ کوئی شربت پیتے تو (اچھا ہوتا) فرمایا مجھے نبیذ پلاؤ وہ انہیں سب شربتوں سے زیادہ مرغوب تھی، نبیذ ان کے زخم سے خون کے ساتھ مل کر نکلی تو لوگوں کو اچھی طرح نہ معلوم ہوا کہ یہ وہی شربت ہے جو انہوں نے پیا ہے۔

لوگوں نے کہا کہ اگر آپ دودھ پیتے (تو خوب ہوتا) دودھ لایا گیا، جب انہوں نے پیا تو وہ بھی زخم سے نکلا، سفیدی دیکھی تو رونے لگے اور اپنے گرد بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو بھی رلا دیا، پھر فرمایا کہ یہ وقت وفات ہے، اگر میرے لیے وہ تمام ہوتا جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے، تو میں ہول مطلع سے (قیامت کے وہ دہشت ناک حالات جن

کی قرآن وحدیث میں اطلاع دی گئی ہے) اسے فدیے میں دے دیتا۔

بہ رضا و رغبت

لوگوں نے پوچھا کہ بس آپ کو اسی چیز نے رلایا۔ فرمایا بے شک مجھے اس کے سوا اور کسی چیز نے نہیں رلایا۔ ابن عباسؓ نے کہا، یا امیر المومنین، واللہ آپ کا سلام تھا تو نصرت تھی، امامت تھی تو فتح تھی، واللہ آپ کی امارت نے روئے زمین کو عدل سے بھر دیا ہے، کوئی دو فریق آپس میں جھگڑا کرتے ہیں تو دونوں آپ کے فیصلے پر (بہ رضا ور غبت) اپنا جھگڑا ختم کر دیتے ہیں، فرمایا کہ مجھے بٹھا دو، جب بیٹھ گئے تو ابن عباس سے فرمایا کہ اپنی گفتگو کا میرے سامنے اعادہ کرو، انہوں نے اعادہ کیا تو فرمایا، کیا تم قیامت میں جب اللہ سے ملو گے تو اس کے آگے میرے لیے اس کی شہادت دو گے، ابن عباسؓ نے کہا جی ہاں عمرؓ اس سے خوش ہوئے، اور انہوں نے اس کو پسند کیا۔

خوف خلافت

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ جس وقت عمرؓ بن الخطاب زخمی کیے گئے تو لوگ ان کی تعریف کرنے اور انہیں رخصت کرنے آئے، عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ امارت کی وجہ سے میری پاکی وصفائی بیان کرتے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو مجھ سے اس حالت میں اٹھالیا کہ وہ مجھ سے راضی تھے پھر میں نے ابوبکرؓ کی وفات بھی اس حالت میں ہوئی کہ میں مطیع وفرماں بردار تھا، مجھے کبھی اپنے اوپر کسی کا امر خوف نہیں ہوا، سوائے تمہاری امارت کے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو لوگ ان کے پاس آنے لگے، فرمایا کہ اگر میرے لیے روئے زمین کی تمام اشیاء ہوتی تو میں انہیں ہول مطلع (قیامت) سے فدیے میں دے دیتا۔

شعبی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے زخمی ہونے کے بعد دودھ مانگا، پیا تو زخم نکلا، فرمایا اللہ اکبر، ان کے ہمنشین اس پر ان کی تعریف کرنے لگے تو فرمایا کہ وہ شخص جسے اس کی عمر نے دھوکا دیا وہ ضرور دھوکے میں ہے واللہ مجھے یہ پسند ہے میں اس سے اسی طرح نکل جاؤں جس طرح میں اس میں داخل ہوا تھا، واللہ اگر میرے لیے وہ تمام ہوتا جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے تو میں ہول مطلع (قیامت) سے اسے فدیے میں دے دیتا۔

خنجر کی شناخت

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ صدیق نے کہا کہ جس وقت عمرؓ کا قتل کیا گیا تو میں ابولؤلؤ کے پاس سے گزرا اس کے ہمراہ جفینہ اور ہرمزان بھی تھے، تینوں سرگوشی کر رہے تھے، جب میں دفعتہً ان کے پاس پہنچ گیا تو وہ بھاگے، ان کے درمیان میں سے ایک خنجر گر پڑا جس کے دو سرے تھے اور اس دھار بیچ میں تھی تم لوگ دیکھو کہ جس سے عمرؓ قتل کیے گئے وہ کون سا خنجر ہے، انہوں نے وہی خنجر پایا۔ عبدالرحمٰن ابی بکرؓ نے جس کی صفت بیان کی تھی۔

ہرمزان کے قتل کا واقعہ

عبیداللہ بن عمرؓ نے یہ بات عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے سنی تو وہ گئے اور ان کی تلوار بھی پاس تھی، انہوں نے ہرمزان کو پکارا، جب وہ نکل کران کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ چل کہ ہم اپنے ایک گھوڑے کو دیکھیں وہ اس سے پیچھے ہٹ گئے، جب وہ ان کے آگے سے گزرا تو انہوں نے اسے تلوار ماردی۔ عبیداللہ نے کہا جب اس نے تلوار کی حرارت محسوس کی تو کہا: " لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ "۔

جفینہ اور دختر ابولولوہ کا قتل

عبیداللہ نے کہا کہ میں نے جفینہ کو بلایا جو الحیرہ انصاری میں اسے سعد بن ابی وقاص کا رضاعی بھائی تھا، وہ اس سے رضاعت کی وجہ سے مدینے میں لائے جوان کے اس کے درمیان تھی، اور مدینے میں لکھنے کی تعلیم دیتا تھا، جب میں نے اسے تلوار ماری تو اس دونوں آنکھوں کے درمیان صلیب کا اشارہ کیا، عبیداللہ روانہ ہوئے اور انہوں نے ابولولوہ کی چھوٹی لڑکی کو بھی جو اسلام کا دعوی کرتی تھی قتل کردیا۔

عبیداللہ بن عمرؓ اور عمرؓو بن العاص میں جھگڑا

عبیداللہ نے ارادہ کیا کہ اس روز مدینے میں کسی قیدی کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑے گے، مہاجرین اولین ان کے پاس جمع ہوگئے، انہوں نے منع کیا اور دھمکایا تو انہوں نے کہا واللہ میں ان کو اور دوسروں کو ضرور قتل کردوں گا، انہوں نے بعض مہاجرین پر بھی تعریض کی، عمرو بن العاص برابر ان کے ساتھ رہے اور انہیں تلوار دے دی، جب انہوں نے تلوار دے دی تو اُن کے پاس سعد بن ابی وقاص آئے، ان دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کا سر پکڑا اور باہم لڑنے لگے یہاں تک کہ انکے درمیان پڑ کے اُنہیں روکا گیا۔

عبیداللہ بن عمرؓ اور حضرت عثمانؓ میں ہاتھا پائی

قبل اس کے کہ اُن راتوں میں عثمانؓ سے بیعت کی جائے، عثمان آئے، انہوں نے عبیداللہ پر حملہ کیا اور دونوں باہم دست وگریبان ہوئے۔

جس روز عبیداللہ نے جفینہ اور ہرمزان اور ابولولوہ کی لڑکی کو قتل کیا لوگوں پر زمین تاریک ہوگئی، اُن کے اور عثمانؓ کے درمیان بیچ بچاؤ کیا گیا۔ جب عثمان خلیفہ بنادے گئے تو انہوں نے مہاجرین وانصار کو بلایا اور کہا مجھے اس شخص کے قتل کے بارے میں مشورہ دو جس نے دین میں وہ رخنہ پیدا کیا، جو پیدا کیا، مہاجرین نے ایک بات پر اتفاق کرلیا اور عثمان کو اُن کے قتل پر دالی بنادیا، لوگوں کی اکثریت عبیداللہ کے ساتھ تھی جو جفینہ وہرمزان کے لیے کہتے تھے کہ خدا ان دونوں کو دور کردے۔

شاید تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ عمرؓ کے پیچھے اُن کے بیٹے کو کردو۔ اس معاملے میں شوروغل اور اختلاف بہت ہوگیا۔ عمرو بن العاص نے عثمانؓ سے کہا کہ یا امیر المومنین یہ واقعہ تو آپ کی خلافت کے آغاز سے پہلے ہوا لہٰذا آپ ان درگزر کیجیے۔

عمروؓ کی تقریر سے لوگ منتشر ہو گئے، عثمانؓ بھی باز آ گئے اور دونوں آدمیوں اور لڑکی کا خون بہادیا گیا۔
عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ حفصہؓ پر رحمت کرے، وہ ان لوگوں میں سے تھیں جنہوں نے عبیداللہ کو ان لوگوں کی قرات پر بہادر بنایا۔
موسیٰ بن یعقوب نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ اُس روز عثمانؓ عبیداللہ بن عمرؓ سے کہاں تھا پائی کرنے لگے، میں نے عبیداللہ کی پشیانی کے بال عثمانؓ کے ہاتھ میں دیکھے اُس روز زمین لوگوں پر تاریک ہو گئی تھی۔
ابی وجزہ نے والد سے روایت کی کہ میں نے اُس روز عبیداللہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ عثمانؓ سے ہاتھا پائی کر رہے تھے، عثمانؓ کہہ رہے تھے کہ خدا تجھے غارت کرے، تو نے ایسے شخص کو قتل کر دیا جو نماز پڑھتا تھا اور چھوٹی بچی کو اور ایک دوسرے شخص کو جو رسول اللہ ﷺ کے ذمے (ضمان وامان) میں تھا، تیرا چھوڑ دینا حق نہیں ہے، پھر تعجب ہے کہ جس وقت وہ والی ہوئے انھوں نے اُسے کیونکہ چھوڑ دیا لیکن مجھے معلوم ہوا کہ عمرو بن العاص نے اس میں داخل دیا انہوں نے اُس کو اُن کی رائے پر چھوڑ دیا۔

عبیداللہ کی غضبناکی

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ کہ اس روز عبیداللہ ایک جنگلی درندے کی شکل میں تھے، وہ عجمیوں کو تلوار سے روکنے لگے، یہاں تک کہ قید خانے میں کر دیے گئے، میں خیال کرتا تھا کہ اگر عثمانؓ والی ہوں گے تو انھیں قتل کر دیں گے اس لیے کہ جو کچھ انھوں نے ان کے ساتھ کیا میں نے دیکھا تھا، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں وہ اور سعدؓ سب سے زیادہ اُن پر سخت تھے۔

حضرت عمرؓ کی حضرت حفصہؓ کو وصیت

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے حفصہؓ کو وصیت کی، جب ان کی وفات ہوئی تو انہوں نے آل عمرؓ کے اکابر کو وصیت کی۔
قتادہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے چہارم (متروکے) کی وصیت کی۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب نے اپنی وصیت میں کسی کو گواہ نہیں بنایا۔

حضرت عمرؓ کا وقف نامہ

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو خیبر میں ایک زمین (حصے میں) ملی تھی، وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ سے مشورہ طلب کیا اور کہا کہ مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی کہ کبھی کوئی مال نہ ملا جو اس زیادہ نفیس ہوتا، آپ اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں، فرمایا اگر تم چاہو تو اس کی اصل روک لو اور اسے تصدیق کر دو (یعنی زمین وقف کر دو اور اس کی پیدا وار خیرات کر دو) عمرؓ نے اسے تصدیق کر دیا۔
کہا کہ اس کی اصل نہ بیچی جائے گی، نہ ہبہ کی جائے گی اور نہ میراث میں دی جائے گی، اور انہوں نے اس کو نقرا اور قرابت داروں اور غلاموں کی قرض داروں کی آزادی اور جہاد اور مسافر اور مہمان کے لیے اس طرح وقف کیا کہ جو اس کا متولی ہو حد شرعی کے اندر رہ کر اسے کھالے تو کوئی گناہ نہیں اور اس میں سے غیر متمول دوست کو بھی

کھالائے۔

بروایت ابن سیرین بجائے غیر متمول کے ''غیر متاثل مالا'' ہے یعنی جس کے پاس مال۔۔۔نہ ہو۔

ابن عوف نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے (یہ وقف نامہ) کسی چمڑے کے ٹکڑے یا سرخ رقعے میں پڑھا کہ ''غیر متاثل مالا''۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ اسلام میں جو سب سے وقف کیا گیا وہ ثمغ (نام زمین) ہے جو عمرؓ بن الخطاب کا وقف تھا۔

حضرت عمرؓ کے قرض کی ادائیگی

عثمان بن عروہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب بیت المال سے اسی ہزار درم قرض لیے تھے عبداللہ بن عمرؓ کو بلایا اور فرمایا کہ اس قرض میں عمرؓ کے اموال بیچ ڈالو، پورے ہو جائے تو خیر ورنہ بنی عدی سے مانگو اس کے بعد تکمیل نہ ہو تو قریش سے مانگو اور ان کے آگے نہ بڑھاؤ۔

عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ آپ عمال سے کیوں نہیں قرض لے لیتے کہ اسے ادا کر دیں، فرمایا معاذ اللہ تم اور تمہارے میرے بعد کہو کہ ہم نے تو اپنا حصہ عمرؓ کے لیے چھوڑ دیا، تم تو مجھے اس سے تسلی دے دو، مگر اس کا خمیازہ میرے پیچھے ہو اور میں ایسے امر میں پڑ جاؤں کہ بغیر اس لیس رہائی کے نجات نہ ملے۔ پھر عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا کہ تم اس کے ذمہ دار ہو جاؤ، عمرؓ اس وقت تک دفن نہیں کیے گئے جب تک کہ ابن عمرؓ نے اس کے متعلق اہل شوریٰ اور متعدد انصار کو اپنے اوپر گواہ نہ بنالیا، تدفین کو ایک جمعہ بھی گزرا کہ ابن عمرؓ عثمانؓ بن عفان کے پاس مال لے آتے اور انہوں نے ادائے مال کی سبکدوشی پر گواہوں کو حاضر کیا۔

حضرت عمرؓ کی تجہیز و تکفین کے متعلق وصیت

یحییٰ بن ابی راشد النصری سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب میری وفات ہو تو مجھے جھکا کے اپنے دونوں گھٹنے میری پشت میں لگا دینا اپنا داہنا ہاتھ میری پیشانی پر اور بایاں ٹھوڑی پر رکھنا، روح قبض کر لی جائے تو میری آنکھیں بند کر دینا کفن اوسط درجے کا دینا، اگر اللہ کے پاس میرے لیے خیر ہوگی تو وہ مجھے اس سے اچھا (لباس) بدل دے گا اور اگر میں اس کے سوا ہوں گا تو وہ مجھ سے چھین لے گا، اور چھیننے میں تیزی کرے گا۔

قبر معمولی ہو، اگر اللہ کے پاس میرے لیے خیر ہے تو وہ اس بقدر میری نظر پھیلنے کی وسعت کر دے گا اور اگر میں اس کے سوا ہوا تو وہ اسے مجھ پر اتنا تنگ کر دے گا کہ میری پسلیاں ادھر سے اُدھر ہو جائیں گی، میرے ساتھ ہرگز کسی عورت کو نہ لے جانا، نہ میری ایسی تعریف بیان کرنا جو مجھ میں نہیں ہے کیونکہ اللہ مجھے زیادہ جانتا ہے، مجھے لے چلنے میں جلدی کرنا، اگر اللہ کے پاس میرے لیے خیر ہے تو تم مجھے اس چیز کی طرف بھیجتے ہو جو میرے لیے زیادہ بہتر ہے، اور اگر اس کے سوا ہو تو اپنی گردن اس اس شر کو ڈال دو گے جو تم اٹھائے ہوئے ہو۔

حضرت عمرؓ کی حضرت عبیداللہ بن عمرؓ کو وصیت

لیث نے مدینۃ النبی ﷺ کے ایک شخص سے روایت کی کہ موت کے وقت عمرؓ بن الخطاب نے اپنے

فرزند عبداللہ کو وصیت کی کہ پیارے بیٹے، ایمان کی خصلتوں کو لازم پکڑنا عرض کی ارشاد ہو وہ کیا ہیں۔ فرمایا گرما کی شدت میں روزہ رکھنا، تلوار سے دشمنوں کا قتل کرنا، مصیبت پر صبر، سردی کے دن اچھی طرح وضو کرنا، ابر کے دن نماز میں تعجیل کرنا اور شراب خوری کرترک کرنا۔

امارات کے غلاموں کو آزادی

ابی رافع سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے سعید ابن زید عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ سے فرمایا کہ تم لوگ جان لو کہ میں نے خلیفہ نہیں بنایا اور عرب کے قیدی جو اللہ کے مال میں ہیں ان میں سے جو میرے بعد زندہ رہے وہ آزاد ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے موت کے وقت یہ وصیت کی کہ امارات کے غلاموں میں سے جو نماز پڑھتا ہے وہ، آزاد کر دیا جائے، اور اگر میرے بعد والی یہ چاہے کہ تم لوگ اس کے دو سال تک خدمت کرو تو یہ اس کا حق ہے۔

عمال فاروقی کے متعلق وصیّت

ربیعہ بن عثمانؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے وصیت کی کہ اُن کے عمال ایک سال برقرار رکھے جائیں، عثمانؓ نے، انہیں ایک سال برقرار رکھا۔

حضرت سعدؓ بن وقاص وصیّت

عامر بن سعد سے مروی ہے کہ عمرؓ الخطاب نے فرمایا اگر تم لوگ سعد کو والی بناؤ تو یہی مقصود ہے ورنہ والی اُنھیں اپنا مشیر بنالے، میں نے اُنھیں ناراضی کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے

حضرت عمرؓ کی انکساری

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے جب کہ اُن کا سر اُن کے آغوش میں تھا، فرمایا، میرا رخسارہ زمین پر رکھ دو، عرض کی، آپ کو اس سے کیا کہ وہ زمین پر ہو یا میرے آغوش میں، فرمایا، زمین پر رکھ دو پھر تین مرتبہ فرمایا کہ اگر اللہ نے میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ انھوں نے زمین سے ایک تنکا اُٹھایا اور فرمایا، کاش میں یہ تنکا ہوتا، کاش میں نہ پیدا کیا جاتا، کاش میری ماں مجھے نہ جنتی، کاش میں کوئی چیز نہ ہوتا، کاش میں نسیاً منسیا ہوتا (یعنی بالکل مٹ جاتا)

حضرت عمرؓ کے آخری کلمات

عثمانؓ بن عفان سے مروی ہے کہ عمرؓ سے میری ملاقات کا وقت سب کے آخر میں ہے، میں اس حالت میں اُن کے پاس گیا کہ سر اُن کے فرزند عبداللہ بن عمرؓ کے آغوش میں تھا۔ اُن سے فرمایا کہ میرا رخسارہ زمین پر رکھ دو

انھوں نے کہا کہ میری ران اور زمین تو بالکل یکساں ہیں ،فرمایا۔

میرا رخسارہ زمین پر رکھ دو، دوسری یا تیسری مرتبہ (یہ بھی فرمایا کہ) تمہاری ماں نہ رہے، پھر اپنے دونوں وَں ملائے میں نے انھیں کہتے سُنا کہ میری اور میری ماں کی یہ خرابی ہے اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی، یہاں تک کہ اُن کی رُوح پرواز کرگئی۔

عثمانؓ سے مروی ہے کہ آخری کلمہ جو عمرؓ نے فرمایا، یہاں تک کہ قضا کر گئے یہ تھا کہ ''اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔''

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کاش میں ہرگز کچھ نہ ہوتا، کاش میں نسیاً مسیاً ہوتا ہوں نے............ یا لکڑی کے مثل کوئی چیز اپنی چادر میں سے لی اور فرمایا کہ کاش میں اس کے مثل ہوتا۔

ابن ابی بکر میکہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان نے عمرؓ بن الخطاب کا سر اپنے آغوش میں رکھ لیا تو فرمایا کہ یرا سر زمین پر رکھ دو۔

اگر میری مغفرت نہ ہوئی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے، ابن میکہ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو کعب روتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے دروازے پر آئے کہ واللہ اگر امیر المومنین اللہ پر قسم کھالیں کہ وہ انہیں ہلت دے دے تو ضرور انہیں مہلت دے دے گا۔

ابن عباس ان کے پاس آئے اور کہا یا امیر المومنین یہ کعب ہیں جو یہ کہتے ہیں للہ ،فرمایا تب تو واللہ میں اس سے نہیں مانگوں گا، پھر فرمایا اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔

حضرت حفصہؓ کو خوبیاں بیان کرنے کی ممانعت

مقدام بن معدی کرب سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو ان کے پاس حفصہؓ آئیں ،اور سول اللہ ﷺ کے صحابی، رسول اللہ ﷺ کے خسر اور امیر المومنین کہہ کے پکارا تو آپ نے ابن عمرؓ سے فرمایا کہ عبداللہ مجھے بٹھادو، میں جو سنتا ہوں اس پر مجھے صبر نہیں ہے، عبداللہ نے آپ کو اپنے سینے سے لگالیا۔

آپ نے حفصہؓ سے فرمایا میں اپنے اس حق کی وجہ سے جو تم پر ہے تمہیں آج کے بعد رو رو کے میری وبیاں بیان کرنے سے منع کرتا ہوں تمہاری آنکھ پر مجھے قابو نہیں ہے جس میت کی وہ خوبیاں بیان کی جاتی ہیں جو اس یں نہیں ہیں تو ملائکہ اسے لکھ لیتے ہیں۔

گریہ وزاری سے میت پر عذاب

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کو جب خنجر مارا گیا تو حفصہؓ بلند آواز سے روئیں۔ فرمایا اے فصہؓ کیا تم نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔ صہیب ھی بلند آواز سے روئے تو عمرؓ نے فرمایا اے صہیب تمہیں معلوم نہیں کہ جس پر آواز سے رویا جاتا اُس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

مصیبت پہنچائی گئی

محمد سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو انھیں اٹھا کر اندر لے گئے، صہیب نے کہا کہ ہائے برادر، فرمایا، تم پر افسوس ہے، اے صہیب تمہیں معلوم نہیں کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کو خنجر مارا گیا تو ان کے پاس شربت لاگیا جو (پیتے ہی) زخم نکل آیا۔ صہیب نے کہا، ہائے عمرؓ، ہائے برادر، آپ کے بعد ہمارا کون ہے، عمرؓ نے کہا ٹھرو، برادر تمہیں معلوم نہیں کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اُس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

ابی بردہ نے اپنے والد سے روایت کی جب عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو صہیب بلند آواز سے روتے سامنے آئے، عمر نے فرمایا کہ کیا، (مجھ پر روتے ہو) انھوں نے کہا' ہاں' فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس پر رو جاتا ہے اُس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ یہ (کفار) وہ ہیں جن مردوں پر اُن کے زندوں کے رونے سے منع کیا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اپنے عزیزوں اور گھر والوں کو اپنے او پر رونے سے منع کیا۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے تین دن تک اُنہی کپڑوں میں نماز پڑھی جن میں وہ زخمی کیے گئے تھے۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عائشہ کی اجازت

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے عائشہؓ سے کہلا بھیجا اجازت دیجیے کہ اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جاؤں، انھوں نے کہا، واللہ، ہاں راوی نے کہا کہ (عمرؓ کے بعد) جب صحاب میں سے کوئی شخص اُن سے پوچھتا تھا تو وہ کہتی تھیں نہیں، واللہ میں کبھی کسی کا کہنا نہ مانوں گی۔

مالک بن انسؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنی زندگی ہی میں عائشہ سے اجازت چاہی انھوں نے اُن کے لیے اپنی کوٹھری میں دفن ہونے کی اجازت دے دی، وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو اُن سے پھر اجازت لے لینا، اگر وہ اجازت چاہی دے دیں (تو خیر) ورنہ انھیں چھوڑ دینا (یعنی اصرار نہ کرنا) کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں انہوں نے میرے غلبے کی وجہ سے اجازت نہ دے دی ہو۔ اُن کا انتقال ہو گیا تو عائشہ نے اُن لوگوں کو اجازت دی۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا، اے لڑکے اُم المومنینؓ کے پاس جاؤ، کہو کہ عمرؓ آپ سے درخواست کرتا ہے کہ اجازت ہو تو اپنے دونوں بھائیوں کے پاس دفن کیا جائے، پھر میرے پاس آؤ اور خبر دو کہ اُم المومنینؓ نے کیا فرمایا۔

اُم المومنین نے کہلا بھیجا ہاں میں نے آپ کو اجازت دے دی، ابن عمرؓ کو بلایا اور فرمایا پیارے بیٹے، میں نے عائشہ کے پاس بھیج کر اُن سے اجازت مانگی تھی کہ اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ دفن کیا جاؤں، انہوں نے اجازت دے دی مگر مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں غلبے کی وجہ سے ایسا نہ ہوا ہو، اس لیے جب مر جاؤں تو مجھے غسل دینا، کفن

۔ینا،کفن دینا اور لے جا کے عائشہ کے دروازے پر کھڑا کرنا۔

قبر کا مرحلہ

کہنا کہ یہ عمرؓ ہیں جو اجازت چاہتے ہیں، اگر وہ اجازت دیں تو مجھے میرے صاحبوں کے ساتھ دفن کرنا، ورنہ بقیع میں کر دینا، جب میرے والد کا انتقال ہو گیا تو ہم نے انہیں اُٹھایا عائشہ کے دروازے پر ٹھرایا، اجازت طلب کی تو انھوں نے فرمایا کہ سلامتی کے ساتھ اندر آؤ۔

مطلب بن عبداللہ حنطب سے مروی ہے کہ جب عمرؓ عائشہ کے پاس بھیج کر اس امر کی اجازت چاہی کہ انھیں نبی ﷺ اور ابوبکرؓ کے پاس دفن کیا جائے تو انھوں نے اجازت دے دی۔ عمرؓ نے کہا کہ کوٹھری تنگ ہے لاٹھی لاؤ ،وہ لائی گئی تو انھوں نے اُس کے طول کا اندازہ کیا اور فرمایا اس مقدار کے مطابق قبر کھودو۔

حضرت عائشہ کا حضرت عمرؓ کے لیے احترام

عائشہ سے مروی ہے کہ ہمیشہ اپنا دوپٹہ اتار دیتی تھی اور گھر میں شب خوابی کے معمولی کپڑوں میں رہتی تھی، جب سے عمرؓ بن الخطاب دفن کے گئے میں برابر اپنے کپڑوں میں (بے پردگی سے) پرہیز کرتی رہی، پھر میرے اور قبور کے درمیان دیوار بنا دی گئی، بعد میں کو میں معمولی کپڑوں میں رہنے لگی۔ راوی نے کہا کہ انھوں نے ہم سے نبی ﷺ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبر کی شکل بیان کی، یہ قبریں عائشہ کے گھر میں ایک کوٹھری میں ہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنی وفات سے ایک گھنٹے قبل ابوطلحہ انصاری کو بلا بھیجا اور فرمایا، ابوطلحہ، تم اپنی قوم کے پچاس انصار کے ہمراہ اصحاب شوریٰ کی اس جماعت کے ساتھ ہو جاؤ، میں خیال کرتا ہوں وہ اپنے میں سے کسی ایک کے گھر میں جمع ہوں گے، تم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس دروازے پر کھڑا ہو جانا اور کسی کو اُن کے پاس نہ جانے دینا، تم اُنھیں بھی نہ چھوڑنا تا آنکہ تیسرا دن گزر جائے اور وہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنالیں، اے اللہ تو ہی اُن پر میرا خلیفہ ہے۔

حضرت ابوطلحہؓ کا حضرت ابن عوف کے گھر کا پہرہ

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ مع اپنے ساتھیوں کے عمرؓ کے دفن کے وقت پہنچے پھر وہ اصحاب شوریٰ کے ساتھ ہو گئے۔ جب ان لوگوں نے اپنا معاملہ ابن عوف کے سپرد کر دیا وہ اُنہی میں سے کسی منتخب کرلیں، تو ابوطلحہ مع اپنا ساتھیوں کے ابن عوف کے دروازے پر رہنے لگے، یہاں تک کہ انھوں نے عثمانؓ بن عفان سے بیعت کر لی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ وعمر بن الخطاب چارشنبے کو زخمی کیے گئے اور شنبے کو اُن کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ

حضرت عمرؓ کی مُدتِ خلافت

ابوبکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب کو ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ یوم چارشنبہ کو خنجر مارا گیا اور یکم محرم ۲۴ھ کی صبح کو ایک شنبے کے دن دفن کیے گئے، ان کی ولادت دس سال پانچ مہینے اور

اکیس روز رہی۔

ہجرت سے عمرؓ کی وفات تک بائیس سال نو مہینے اور تیرہ دن کا زمانہ گزرا۔۳ محرم یوم دوشنبہ کو عثمانؓ بن عفان سے بیعت کی گئی، میں نے یہ روایت عثمان ابن محمد اخنسی سے بیان کی تو انہوں نے کہا سوائے اس کے میں نہیں سمجھتا کہ تم سے غفلت ہوئی، عمرؓ کی وفات ۲۶ ذی الحجہ کو ہوئی اور عثمانؓ سے ۲۹ ذی الحجہ یوم دوشنبہ کو بیعت کی گئی۔ انہوں نے اپنی خلافت محرم ۲۴ھ سے شروع کی۔

حضرت عمرؓ کی عمر کے متعلق مختلف روایات

حریر سے مروی ہے کہ انہوں نے معاویہؓ کو کہتے سنا کہ عمرؓ کی وفات اس وقت ہوئی جب وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ عمرؓ کی وفات اس وقت ہوئی جب وہ تریسٹھسال کے تھے محمد بن عمرو نے کہا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک مدینے میں مشہور نہیں ہے۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ کی وفات ہوئی تو وہ ساٹھ سال کے تھے، محمد بن عمرو نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ تمام اقوال سے زیادہ ثابت ہے، حالانکہ کے سوا بھی روایت کی گئی ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کی وفات ہوئی تو وہ پچاس سال سے زائد کت تھے۔ زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ کی وفات ہوئی تو ہو پچپن سال کے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ مجھے ثابت بن عبداللہ سے بھی اسی مثل روایت معلوم ہوئی ہے۔

حضرت عمرؓ کی میت کا غسل

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کو غسل دیا گیا اور کفن دیا گیا اور ان پر نماز پڑھی گئی حالانکہ وہ شہید تھے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو غسل و کفن دیا گیا، حنوط لگایا گیا اور نماز پڑھی گئی، حالانکہ وہ شہید تھے۔

عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے وصیت کی کہ انہیں مشک سے غسل نہ دیں یا مشک ان کے قریب نہ کریں۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو پانی اور بیری سے تین مرتبہ غسل دیا گیا، ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا، وکیع نے کہا کہ چادریں سحولی (سوتی) تھیں، اور محمد بن عبداللہ الاسدی نے کہا کہ دو چادریں صحاری تھیں اور ایک کرتہ تھا جس کو وہ پہنتے تھے۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو ایک کرتے اور ایک حلے (چادر و تہ بند) میں کفن دیا گیا۔

مشک استعمال کرنے کی ممانعت

عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا، میرے حنوط (عطر میت) میں مشک نہ ہو۔

فضیل بن عمرو سے مروی ہے کہ عمرؓ نے وصیت کی کہ ان کے ساتھ آگ نہ لے جائی جائے نہ کوئی عورت

ہواور نہ مشک کا حنوط لگایا جائے۔

ابن عکرمہ بن خالد سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو رکھ دیا گیا کہ ان پر نماز پڑھی جائے تو علیؓ وعثمانؓ دونوں اس طرح آئے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔

عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا اے اولاد عبد مناف تم دونوں قریب آہی گئے، دونوں نے اسے سن لیا۔ ان میں سے ہر ایک صہیب سے کہا کہ اے ابو یحییٰ اٹھو اور ان پر نماز پڑھو۔ صہیب نے ان پر نماز پڑھی۔

حضرت صہیبؓ کی امامتِ نماز کے متعلق روایات

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کی وفات ہوئی تو مسلمانوں نے غور کیا، صہیبؓ عمرؓ کے حکم سے انہیں فرض نمازیں پڑھاتے تھے لوگوں نے صہیبؓ کو آگے کیا۔ انہوں نے عمرؓ پر نماز پڑھی۔

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اپنے وصایا میں فرمایا کہ اگر میں اٹھالیا جاؤں تو تین دن تک صہیبؓ نماز پڑھائیں، تم لوگ اپنے معاملے پر اتفاق کرلو اور اپنے میں سے کسی ایک سے بیعت کرلو، جب عمرؓ کی وفات ہوگئی تو جنازہ رکھا گیا کہ ان پر نماز پڑھی جائے۔ علیؓ وعثمانؓ آئے کہ دونوں میں سے کوئی ان پر نماز پڑھے۔

عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ یہ صرف امارت کی حرص ہے، تم دونوں کو معلوم ہے کہ یہ تمہارے سپرد نہیں ہے اور اس کے متعلق تمہارے سوا کسی اور کو حکم دیا گیا ہے، صہیب آگے بڑھو اور نماز پڑھو، صہیب آگے بڑھے اور نماز پڑھی۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ پر رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھی۔

ابن عمرؓ سے (دوسرے طریق سے) مروی ہے کہ عمرؓ پر رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

حضرت عمرؓ کی نماز جنازہ

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

علیؓ بن حسینؓ نے سعید بن المسیب سے دریافت کی کہ عمرؓ پر کس نے نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا صہیبؓ نے پوچھا انہوں نے کتنی تکبیریں کہیں؟ انہوں نے کہا چار۔

صالح بن یزید مولائے اسود سے کی روایت

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار نے اپنے والد سے روایت کی کہ صہیبؓ نے عمرؓ پر چار تکبیریں کہیں۔

صالح بن یزید مولائے اسود سے مروی ہے کہ میں سعید ابن المسیب کے پاس تھا کہ علی بن حسینؓ گزرے، انہوں نے کہا عمرؓ پر کہاں نماز پڑھی گئی، جواب دیا قبر و منبر کے درمیان۔

مطلب بن عبداللہ بن حطب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ پر نماز پڑھی اور صہیبؓ نے عمرؓ پر نماز پڑھی۔

جابر سے مروی ہے کہ عمرؓ کی قبر میں عثمانؓ بن عفان اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور صہیب بن سنان اور عبداللہ بن عمرؓ اترے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمرؓ کو نبی ﷺ کے مکان میں دفن کیا گیا، ابوبکرؓ کا سر نبی ﷺ کے شانوں

کے پاس کیا گیا اور عمرؓ کا نبی ﷺ کے کولوں کے پاس۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں جب دیوار ان حضرات سے گر گئی تو اس کی تعمیر شروع کی گئی، ایک قدم ظاہر ہوا، جس سے لوگ گھبرا گئے، گمان ہوا کہ یہ نبی ﷺ کا قدم ہے، کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو اسے جانتا یہاں تک کہ عروہ نے کہا کہ واللہ یہ نبی ﷺ کا قدم نہیں ہے، یہ عمرؓ کا قدم ہے۔

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ جس روز عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو ام ایمن نے کہا کہ آج اسلام کمزور ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کی شہادت پر آراء

طارق بن شہاب نے کہا کہ عمرؓ کی رائے کسی اور کے یقین کے مثل تھی، عبدالرحمٰن بن غنم سے مروی ہے کہ جس روز عمرؓ کی وفات ہوئی اسلام پشت پھیرنے لگا، جیسے کوئی آدمی زمین بے آب و دانہ میں ہو، اس کے پاس کوئی آنے والا آئے اور کہے کہ آج اسلام سے نہایت تیز بھاگنے کی احتیاط اختیار کر۔

سالم مرادی سے مروی ہے کہ عمرؓ پر نماز پڑھ لینے کے بعد عبداللہ بن سلام آئے اور کہا واللہ اگر تم لوگ ان پر نماز پڑھنے میں بڑھ گئے، تو ان پر ثنا (مدح) کرنے میں تم لوگ مجھ سے آگے نہ بڑھو گے، تخت کے پاس کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یہ کیسے اچھے اسلام کے بھائی ہیں۔ اے عمرؓ تم حق میں سخی تھے اور باطل میں بخیل، خوشی کے وقت خوش ہوتے، غضب کے وقت ناک تم پاک نظر تھے عالی ظرف تھے ، نہ مدح کرنے والے تھے نہ غیبت کرنے والے۔ پھر وہ بیٹھ گئے۔

حضرت علیؓ کی حضرت عمرؓ کے متعلق رائے

جابر سے مروی ہے کہ علیؓ عمرؓ کے پاس آئے چادر سے ڈھکے ہے تھے انہوں نے اُن کے لیے اچھی بات کہی ، پھر فرمایا کہ رُوئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں کہ مجھے اللہ سے اُس کے نامہ اعمال کے ساتھ ملنا اس سے زیادہ پسند ہو جتنا تمہارے درمیان چادر سے ڈھکے ہوئے انسان کے نامہ اعمال کے ساتھ (یعنی ان کا نامہ اعمال کے ساتھ خدا سے ملنا پسند کرتا ہوں اور کسی کے نامہ اعمال پسند نہیں کرتا)

حضرت علیؓ کی حضرت عمرؓ کیلئے دعائے رحمت

جابر عبداللہ سے مروی ہے کہ جب علیؓ عمرؓ کے پاس پہنچے تو فرمایا، آپ پر اللہ رحمت بھیجے، کوئی شخص مجھے تمہارے درمیان اسے ڈھکے ہوئے آدمی سے زیادہ پسند نہیں کہ میں اس کے نامہ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب کو جب غسل و کفن دے دیا گیا اور تابوت میں رکھ دیا گیا تو علیؓ نے اُن کے پاس کھڑے ہو کر ثنا کی اور کہا، واللہ مجھے اس چادر سے ڈھکے ہوئے انسان سے زیادہ رُوئے زمین پر مجھے اس چادر سے ڈھکے ہوئے شخص سے زیادہ کوئی پسند نہیں کہ میں اس کے نامہ اعمال کے ساتھ خدا سے ملوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے عمرؓ کی طرف دیکھا جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے، اور فرمایا کہ مجھے اس چادر پوش سے زیادہ روئے زمین پر کوئی شخص محبوب نہیں کہ میں اس کے مثل نامہ اعمال کے ساتھ

خدا سے ملوں۔ ابی جعفر نے علیؓ سے اسی کے مثل روایت کی۔

نامہ اعمال کے ساتھ

ابوجعفر سے مروی ہے کہ علی عمرؓ کے پاس، جن کی وفات ہو چکی تھی آئے، وہ چادر سے ڈھکے ہوئے تھے، فرمایا اللہ آپ پر رحمت کرے۔ واللہ زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں کہ مجھے آپ کے نامہ اعمال سے زیادہ اُس کے نامہ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملنا پسند ہوں۔

جعفر محمد سے روایت کی کہ جب عمرؓ کو غسل کفن دے دیا گیا اور اُنھیں تابوت پر رکھ دیا گیا تو اُن کے پاس علیؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا، واللہ مجھے اس چادر پوش سے زیادہ رُوئے زمین پر کوئی پسند نہیں کہ میں اس کے نامہ اعمال کے ساتھ خدا سے ملوں۔

عون بن ابی حضیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں عمرؓ کے پاس تھا، اُن پر چادر ڈھانک دی گئی تھی، علیؓ اندر آئے، اُنھوں نے اُن کے چہرے سے چادر ہٹائی اور فرمایا: اے ابوحفص اللہ آپ پر رحمت کرے۔ مجھے نبی ﷺ کے بعد آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں کہ میں اس کے نامہ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کا قول

بسام الصیر فی سے مروی ہے کہ میں نے زید بن علیؓ کو کہتے سُنا کہ علیؓ نے فرمایا، مجھے سوائے اس چادر سے ڈھکے ہوئے یعنی عمرؓ کے کوئی شخص زیادہ محبوب نہیں کہ میں اُس کے مثل نامہ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

ابی جہلم سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کی وفات ہو گئی تو اُن کے پاس علیؓ آئے، انہوں نے کہا کہ اللہ آپ پر رحمت کرے، مجھے اس چادر پوش سے زیادہ رُوئے زمین پر کوئی شخص محبوب نہیں کہ جو کچھ اُس کے اعمال نامے میں ہے میں اس کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ میرے والد (علیؓ) عمرؓ کے پاس آئے جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے، پھر انھوں نے فرمایا کہ مجھے اس چادر پوش سے زیادہ کوئی محبوب نہیں کہ میں اس کے نامہ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

عبداللہ ابن مسعودؓ کی حضرت عمرؓ کے متعلق رائے

زید بن وہب سے مروی ہے کہ ہم لوگ ابن مسعودؓ کے پاس آئے وہ عمرؓ کا ذکر کر کے اتنا روئے کہ اُن کے آنسوؤں سے سنگریزے تر ہو گئے اور کہا کہ عمرؓ اسلام کے لیے ایک محفوظ قلعہ تھے کہ لوگ اس میں داخل ہوتے اور اس سے نکلتے نہ تھے، پھر جب عمرؓ کی وفات ہو گئی تو قلعے میں دروز پڑ گئی، لوگ اسلام سے نکل رہے ہیں۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ میں ابن مسعودؓ کے پاس قرآن کی ایک آیت کی قرآت پوچھنے آیا اُنھوں نے مجھے اُس کی قرآت اس طرح بتائی تھی، وہ رونے لگے یہاں تک کہ میں نے اُن کے آنسو سنگریزوں کے درمیان دیکھے، پھر فرمایا کہ اسی طرح پڑھو جس طرح تمہیں عمرؓ نے اُس کی قرآت بتائی، واللہ یہ السیلحین کے راستے سے بھی زیادہ واضح ہے کہ عمرؓ اسلام کے لیے ایک محفوظ قلعہ تھے، اسلام اُس میں داخل ہوتا تھا۔ اور اس سے نکلتا نہ تھا، جب عمرؓ قتل کر دیے گئے تو قلعے میں درند پڑ گئی، اب اسلام اس سے نکلتا ہے اور داخل نہیں ہوتا۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عبداللہ بن مسعودؓ آئے کی خبر مرگ سُنائی میں نے کوئی دن ایسا نہ دیکھا کہ کوئی ان سے زیادہ رونے والا اور غمگین ہو، پھر فرمایا واللہ اگر میں جان لیتا کہ عمرؓ کسی کتے سے محبت کرتا، واللہ میں ایک خاردار درخت کو بھی اس حالت میں سمجھتا ہوں کہ اُس نے عمرؓ کے فراق کو محسوس کیا۔

سعید بن زید کا خراج عقیدت

سلمہ بن سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب کی وفات ہوئی تو سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رونے لگے، کہا گیا کہ تمہیں کیا چیز رُلاتی ہے، انھوں نے کہا کہ حق اور اہل حق دُور نہ ہوں، آج امر اسلام سُست ہے۔

عبدالملک بن زید سے روایت کی کہ سعید بن زید روئے تو کسی نے کہا کہ اے ابوالاعور تمہیں کیا چیز رُلاتی ہے، اُنھوں نے کہا کہ اسلام پر روتا ہوں کہ عمرؓ کی موت نے اسلام میں ایسا رخنہ ڈال دیا جو قیامت تک جُونہیں سکتا۔

حضرت عمرؓ ابوعبیدہؓ بن الجرح کی نظر میں

عیسیٰ بن ابی عطا نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوعبیدہؓ بن الجراح ایک دن عمرؓ کا ذکر کر رہے تھے کہ اگر عمرؓ مر جائیں گے تو اسلام کمزور ہو جائے گا، مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے لیے وہ سب ہو جس پر آفتاب طلوع وغروب ہوتا ہے اور یہ کہ عمرؓ کے بعد زندہ رہوں، کسی کہنے والے نے کہا کہ کیوں، انہوں نے کہا کہ جو میں کہتا ہوں اگر تم لوگ باقی رہے تو عنقریب دیکھو گے، عمرؓ کے بعد اگر کوئی والی ہوگا اور وہ لوگوں سے وہی لے گا جو عمرؓ لیا کرتے تھے تو لوگ اس میں بھی اس کی اطاعت نہ کریں گے اور اسے برداشت نہ کریں گے اور اگر وہ والی ان سے کمزور ہوگا تو اسے قتل کر دیں گے۔

حضرت حسنؓ کی رائے

حسنؒ سے مروی ہے کہ کون سے گھر والے ہیں جنہوں نے عمرؓ....... فراق محسوس نہ کیا ہو (اگر ایسے کوئی ہوں) تو وہ برے گھر والے ہیں۔

عمرو بن مرہ سے مروی ہے کہ حذیفہ نے کہا کہ تم سے بلا کو میلوں سوائے ان کی موت کے کسی نے دور نہیں روکا جو ایک شخص کی گردن میں ہے جس پر اللہ نے لکھ دیا کہ وہ مر جائے یعنی عمرؓ۔

حضرت حذیفہ کا حضرت عمرؓ کو خراجِ عقیدت

حذیفہؓ سے مروی ہے کہ جس دن عمرؓ کی وفات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آج مسلمانوں نے اسلام کا کنارہ ترک کر دیا۔ ذہدم نے کہا کہ ان کے بعد لوگ کتنے ہی راستوں پر چلے، اس جماعت نے حق ترک کر دیا ہے یہاں تک کہ ان کے اور حق کے درمیان سخت راہ حائل ہے اگر وہ لوگ اپنے دین کو لوٹانا بھی چاہیں تو لوٹا نہ سکیں گے۔

حذیفہؓ سے مروی ہے کہ اسلام عمرؓ کے زمانے مثل آنے والے آدمی کے تھے جو نزدیکی سے بڑھتا جاتا تھا، عمر رحمہ اللہ قتل کر دیے گئے تو وہ مثل جانے والے شخص کے ہو گیا، کہ جیسے جیسے فاصلہ بڑھتا ہے، ہو گھٹتا جاتا ہے۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ حذیفہ نے کہا کہ عمرؓ کے زمانے میں اسلام کی مثال آنے والے آدمی کی تھی جو برابر میں آنے میں مشغول ہوا۔ جب وہ قتل کر دیے گئے تو اس نے پشت پھیر لی اور وہ برابر پشت پھیرنے میں مشغول ہے۔

عبداللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب قتل کر دیے گئے تو حذیفہ نے کہا کہ آج لوگوں نے اسلام کا کنارہ ترک کر دیا۔ بخدا یہ قوم راہ مستقیم سے ہٹ گئی، اس کے ادھر سخت راستہ حائل ہو گیا کہ وہ نہ راہ مستقیم دیکھتے ہیں اور نہ اس راستہ پاتے ہیں۔ عبداللہ ابن ابی ہذیل نے کہا کہ اس کے بعد وہ کتنے لوگ ہی راستوں پر چلے۔

حمید الطّویل سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب کو مصیبت پہنچائی گئی تو انس بن مالک نے کہا کہ ابوطلحہ نے کہا کہ اہل عرب کا کوئی گھر خواہ وہ شہر میں یا دیہات میں ایسا نہیں جس میں عمرؓ کے قتل سے نقص نہ داخل ہو گیا ہو۔

انسؓ بن مالک کی روایت

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اصحاب شوریٰ جمع ہوئے جب ابوطلحہ نے ان کو اور ان کے عمل کو دیکھا تو کہا کہ واللہ تم لوگوں کا اس (خلافت) میں باہم مدافت کرنا میرے لیے زیادہ خوفناک تھا بہ نسبت اس کے کہ تم لوگوں اس میں باہم رشک کرو، واللہ مسلمانوں کا کوئی گھر والا نہیں جس کے دین اور دنیا میں عمرؓ کی وفات سے نقص نہ آ گیا ہو، یزید نے کہا کہ یہ بات میرے علم میں بھی ہے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک شب کو (اُس سے) سُنا جسے میں انسان نہیں سمجھتی جس نے عمرؓ کی خبر مرگ سُنائی، وہ کہتا تھا۔

جزی اللہ خیر امن امیر و بارکت ا. ید اللہ فی ذاک الادیم الممزق

(خدا امیر کو جزائے اور برکت کرے، اللہ کا ہاتھ اس کشادہ زمین میں)

نمن یمش اویرک جنا حی نعامۃ . لیدرک ما قلمت بالا مس لسبلق

(جو شخص اس لیے چلے یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہو کہ تم نے جو کچھ کل بھیجا ہے اُسے پالے تو وہ پیچھے رہ جائے گا تمہاری چیز اس کے آگے ہی رہے گی)۔

تفیت امور اثم غادرت بعد بوانق فی اکما مھالم تفتق

(تم نے تمام امور پورے لردیے اس کے بعد انہیں تم نے اس حالت میں چھوڑ دیا کہ گویا وہ کلیاں ہیں جو اپنے ان پردوں میں ہیں جواب تک چٹکی نہیں ہیں۔)

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ جن نے عمرؓ پر نوحہ کہا:

علیک سلام من امیر بارکت ا ید اللہ فی ذاک الادیم المخرق

(اے امیر تم پر سلام ہو اور برکت کرے، اللہ کا ہاتھ اس کشادہ زمین میں)

قضیلت امورا ثم غادرت بعد ھا بوائق فی اکما مھالم تفتق

(تم نے تمام امور پورے کیے اس کے بعد انہیں تم نے اس حالت میں چھوڑ کہ گویا وہ کلیاں ہیں جو اپنے پردوں میں ہیں اور چٹکی نہیں ہیں)

بہ روایت ایوب بجائے بوائق کے بوائج ہے جس کے معنی حوادث و مصائب ہیں۔

فمن یسع او یرکب جناحی نعامة لیدرک ما قدمت بالا مس یسبلق

(جو شخص اس لیے دوڑے یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہو، کہ کل جو تم نے آگے بھیجا ہے اسے پالے تو وہ پیچھے رہ جائے گا)

ابعد قتیل بالمدینة اظلمت له الارض تھتذ العصاه باسوق

(کیا مقتول مدینہ کے بعد بھی جس کے لیے روئے زمین تاریک ہے، درخت اپنے تنوں پر جھومتے رہیں گے)

عاصم الاسدی نے کہا:

فما کنت اخشی ان تکون وفاته بکفی سبنتی ازرق العین مطرق

مجھے یہ اندیشہ نہ تھا کہ ان کی وفات، نیلی آنکھ والے شب رو چیتے کے ہاتھوں سے ہوگی)

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کی وفات ہوئی تو ان پر رویا گیا۔

حضرت عمرؓ کی حضرت عباسؓ سے خواب میں ملاقات

عبداللہ بن عبیداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ عباس عمرؓ کے دلی دوست تھے، جب عمرؓ کو مصیبت پہنچائی گئی تو وہ اللہ سے دعا کرنے لگے کہ وہ انہیں عمرؓ کو خواب میں دکھائے، انہوں نے ان کو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا کہ پیشانی سے پسینہ پوچھ رہے تھے پوچھا کہ تم کیا کرتے ہو؟ فرمایا کہ یہ وہ وقت ہے کہ میں فارغ ہو گیا، قریب تھا کہ میرا تخت توڑ دیا جاتا اگر میں اس سے اس کی رحیمی و کریمی کی حالت میں نہ ملا ہوتا۔

عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ عباسؓ نے کہا کہ عمرؓ میرے خلیل (حبیب صادق) تھے۔
تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو میں ایک سال تک اللہ سے دعا کرتا رہا کہ کو مجھے خواب میں دکھا دے، میں نے انہیں ختم سال پر اس حالت میں دیکھا کہ پیشانی سے پسینہ پوچھ رہے تھے میں نے کہا یا امیر المومنین، آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا یہ وہ وقت ہے کہ میں فارغ ہو گیا، قریب تھا کہ میرا تخت توڑ دیا جائے اگر میں اپنے رب سے روف و رحیم ہونے کی حالت میں نہ ملتا۔

حضرت ابن عباسؓ کا حضرت عمرؓ کو خواب میں دیکھنا

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال تک اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمرؓ کو خواب میں دکھا دے، میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو فرمایا کہ قریب تھا کہ میرا تخت گر پڑے، اگر میں اپنے رب کو رحیم نہ پاتا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال تک اللہ سے دُعا کی کہ وہ مجھے عمرؓ بن الخطاب کو خواب میں دکھا دے، خواب میں دیکھا تو میں نے کہا کہ آپ کیوں کر ملے، فرمایا میں روف و رحیم سے ملا اور اگر اُس کی رحمت نہ ہوتی تو میرا تخت گر پڑتا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال تک اللہ سے دُعا کی کہ وہ مجھے عمرؓ کو خواب میں دکھائے، میں نے انہیں ایک سال کے بعد اس حالت میں بعالم خواب دیکھا کہ وہ اپنے چہرے سے پسینہ پوچھ رہے تھے اور فرماتے

کہ اب میں دوڑیا دوڑ کے آثار نکل گیا۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے انصار میں سے ایک شخص کو کہتے سُنا کہ میں نے اللہ سے دُعا کی کہ وہ مجھے عمرؓ کو خواب میں دکھائے، میں نے اُنھیں دس سال کے بعد اس حالت میں دیکھا کہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے تھے، میں نے کہا یا امیر المومنین آپ نے کیا کیا۔ فرمایا کہ اب تو میں فارغ ہو گیا اگر میرے رب کی رحمت نہ ہوتی تو ہلاک ہو جاتا۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں حج سے واپسی میں السقیا میں سویا، جب بیدار ہوا تو بیان کیا کہ واللہ میں نے ابھی عمرؓ کو دیکھا ہے جو آپ جانب سو رہی تھیں یہاں تک کہ انہوں نے ام کلثوم بنت عقبہ کے ایک ٹھوکر ماری جو میری ایک جانب سو رہی تھیں انہیں بیدار کر دیا، پھر وہ پلٹ کر چلے گئے، لوگ ان کی تلاش میں گئے، میں نے اپنے کپڑے مانگے ان کو پہنا اور میں نے بھی لوگوں کے ساتھ انہیں ڈھونڈا، میں پہلا شخص تھا جس نے انہیں پایا۔

واللہ میں نے اس وقت تک انھیں دپایا جب تک کہ تھک نہ گیا، عرض کی کہ واللہ یا امیر المومنین آپ نے لوگوں کو مشقت میں ڈال دیا ہے، واللہ کوئی شخص آپ کو پا نہیں سکتا تاوقتیکہ تھک نہ جائے، واللہ میں نے بھی آپ کو نہیں پایا تاوقتیکہ تھک نہ گیا۔ فرمایا میں تو سمجھتا کہ میں نے تیزی کی ہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں عبدالرحمٰن کی جان ہے کہ بے شک یہ ان کا عمل تھا۔

عبدشمس بن مناف بن قصی کی اولاد

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

نام عثمانؓ بن عفان ابی العاص بن اُمیہ بن عبدشمس ابن عبدمناف بن قصی تھا، ان کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ ابن حبیب بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی تھیں، اروی کی والدہ ام حکم تھیں جن کا نام البیضا بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ابن قصی تھا۔

زمانہ جاہلیت میں عثمان کی کنیت ابوعمرو تھی، جب اسلام کا ظہور ہوا تو رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ سے ان کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام انھوں نے عبداللہ رکھا اور اسی نام سے اپنی کنیت رکھ لی، مسلمانوں نے انھیں ابوعبید اللہ کی کنیت سے پکارا۔ عبداللہ چھ سال کے ہوئے تو مرغ نے ان کی آنکھوں میں چونچ ماردی جس سے وہ بیمار ہوئے اور جمادی الاولیٰ ۴ھ میں انتقال کر گئے رسول اللہ ﷺ نے اُن پر نماز پڑھی اور ان کی قبر میں عثمانؓ بن عفان اُترے۔

آل عثمانؓ

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سوائے عبداللہ بن رقیہؓ کے، عبداللہ اصغر تھے، جو لاولد مر گئے، اُن کی

والدہ فاختہ بنت غزوان ابن جابر بن نسیب بن وہیب بن زید بن مالک بن عبد عوف ابن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان تھیں

پانچ بچے عمرو، خالد، ابان عمرو مریم تھے، ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ ابن لوئی بن عامر بن غنم بن دہمان بن منہب بن دوس قبیلہ ازد میں سے تھیں، ولید بن عثمانؓ، سعید اور ام سعید کی والدہ بنت الولید ابن عبد شمس مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم تھیں۔

عبدالملک بن عثمان لاولد مر گئے، اُن کی والدہ ام البنین بنت عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزادی تھیں، عائشہ بنت عثمانؓ، ام ابان، ام عمرو کی والدہ رملہ بنت شیبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

مریم بنت عثمانؓ کی والدہ نائلہ بنت الفرافصہ بن الاحوص ابن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب قبیلہ کلب میں سے تھیں۔

ام البنین بنت عثمانؓ کی والدہ ام ولد تھیں، یہ وہی تھیں جو عبداللہ ابن یزید بن ابی سفیان کے پاس تھیں۔

قبول اسلام

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان اور طلحہؓ بن عبیداللہ زبیر بن العوامؓ کے نشان قدم پر نکلے، دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، آپؐ نے دونوں پر اسلام پیش کیا، انھیں قرآن پڑھ کر سنایا، حقوق اسلام سے آگاہ کیا اور اللہ کی جانب سے بزرگی کا وعدہ کیا تو دونوں ایمان لے آئے اور تصدیق کی۔

عثمان نے کہا، یارسول اللہ ﷺ میں حال ہی میں شام سے آیا ہوں، ہم لوگ معان اور الزرقاء کے درمیان قریب قریب سو رہے تھے کہ ایک منادی ہمیں پکارنے لگا کہ اے سونے والو جلدی ہوا کی طرح چلو، کیونکہ احمد مکے میں آگئے، یہاں آئے تو ہم نے آپ کو سنا۔

عثمانؓ کا اسلام قدیم تھا، رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں داخل ہونے سے پہلے آپ مسلمان ہوئے۔

قبول اسلام پر حضرت عثمانؓ پر جبر و تشدد

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عثمانؓ بن عفان اسلام لائے تو انھیں ان کے چچا حکم بن ابی العاص بن امیہ نے گرفتار کر لیا۔ انھیں رسی سے باندھ دیا اور کہا کہ کیا تم اپنے باپ دادا کے دین سے نئے دین کی طرف پھرتے ہو، واللہ میں تمہیں کبھی نہ کھولوں گا، تاوقتیکہ تم اس دین کو ترک نہ کردو، جس پر عثمان نے کہا واللہ میں اسے کبھی ترک نہ کروں گا اور نہ اس سے ہٹوں گا، جب الحکم نے اپنے دین میں اُن کی سختی دیکھی تو انھیں چھوڑ دیا۔

حضرت عثمانؓ کی ہجرت حبشہ

لوگوں نے بیان کیا کہ عثمانؓ اُن لوگوں میں سے تھے، جنھوں نے مکے سے ملک حبشہ کی طرف ہجرت اولیٰ اور ہجرت ثانیہ کی، ان دونوں میں ان کے ہمراہ اُن کی بیوی رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ یہ دونوں لوط کے بعد سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی طرف ہجرت کی،

محمد بن جعفر بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ بنی النجار میں اوس بن ثابت برادر حسان بن ثابت کے پاس اترے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں مکانات عطا کیے تو اُس دن عثمانؓ بن عفان کے مکان کا خط کھینچ دیا، کہا جاتا ہے کہ وہ کھڑکی جو اس روز عثمانؓ کے مکان میں تھی نبی ﷺ کے دروازے کے سامنے تھی وہ وہی تھی کہ نبی ﷺ جب عثمانؓ کے مکان میں جاتے تھے تو اس سے نکلا کرتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کا حضرت ابن عوف سے عقد مواخاۃ

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ بن عفان اور عبد الرحمٰنؓ بن عوف کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، کہتے ہیں کہ عثمانؓ اور اوس ابن ثابت ابی شداد بن اوس کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، اور کہا جاتا ہے کہ عثمانؓ اور ابی عبادہ سعد بن عثمان الزرقی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

بدری صحابہ کا درجہ

عبد اللہ بن مکنف بن حارثہ انصاری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے عثمانؓ کو اپنی بیٹی رقیہؓ کی تیمارداری کے لئے چھوڑ دیا جو مریضہ تھیں۔ رقیہ رضی اللہ عنہا اسی روز انتقال کر گئیں جس روز زید ابن حارثہ مدینے میں اس فتح کی خوشخبری لائے جو اللہ نے رسول اللہ ﷺ نے عثمان کا حصہ اور ثواب بدر میں لگایا، وہ انھیں کے مثل ہو گئے جو وہاں حاضر تھے۔

حضرت اُم کلثومؓ سے نکاح

سوائے ابن ابی سبرہ کے کسی اور سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رقیہ کے بعد عثمانؓ بن عفان سے ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ کا نکاح کر دیا، وہ بھی ان کے پاس انتقال کر گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمانؓ سے کر دیتا۔

مدینہ میں نیابت رسول اللہ

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ ذات الرقاع میں مدینے پر عثمانؓ بن عفان کو خلیفہ بنایا نیز رسول اللہ ﷺ نے غزوہ غطفان میں جو نجد کے مقام ذی امر میں ہوا تھا انھیں مدینے پر خلیفہ بنایا تھا۔

یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کسی شخص کو ایسا نہیں دیکھا کہ جب وہ حدیث بیان کرے تو اُسے عثمان بن عفان سے زیادہ پورا کرے اور اچھی طرح بیان کرے، البتہ وہ ایسے شخص تھے جو حدیث بیان کرنے سے ڈرتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کا لباس

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان کو ایک خچر پر اس حالت میں سوار دیکھا کہ ان سے جسم پر دوزرد چادریں تھیں اوران کے دو کاکل تھے۔

عبدالرحمٰن بن سعد مولائے اسود بن سفیان سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کو جب وہ چاہ زور ابنا رہے تھے سفید خچر پر اس حالت میں سوار دیکھا کہ ان کی داڑھی بنی ہوئی تھی۔

حکم بن الصلت سے مروی ہے کہ میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کو اس حالت میں خطبہ پڑھتے دیکھا کہ ان سے کے جسم پر ایک چوکور چادر تھی جو مہندی میں رنگی ہوئی تھی۔

طبین کے ایک شیخ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عثمانؓ کے جسم پر منبر پر ایک قوی کرتہ دیکھا۔

احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کے جسم پر زرد چادر دیکھی۔ موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان کے جسم پر دو گیروکی رنگی ہوئی چادریں دیکھیں۔

سلیم ابی عامر سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کے جسم پر ایک یمنی چادر دیکھی جس کی قیمت سو درم تھی۔

محمد بن ربیعہ بن الحارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اپنی عورتوں پر اس لباس میں وسعت کرتے تھے جس سے حفاظت کی جاتی تھی اور جس سے زینت حاصل کی جاتی تھی۔

میں نے عثمانؓ کے جسم پر ایک سوت ریشم ملی ہوئی نقشین چادر دیکھی جس کی قیمت دوسو درم تھی۔

عثمانؓ نے کہا کہ یہ میری زوجہ نائلہ کی ہے کہ جو میں نے انھیں اڑھائی تھی، پھر میں اسے اوڑھ کر ان کو اس سے خوش کرتا ہوں۔

شانوں کے درمیان فاصلہ

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عمرو بن عبداللہ بن عنبسہ اور عروہ بن خالد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے اور عبدالرحمٰن ابن ابی الزناد سے عثمانؓ کا حلیہ دریافت کیا تو میں نے ان کے درمیان اختلاف نہیں دیکھا، انھوں نے کہا کہ وہ ایسے آدمی تھے کہ نہ پست قد تھے، نہ بلند وبالا خوب صورت نرم کھال والے، بڑی اور گھنی ڈاڑھی والے، گندم گوں دست میں بڑی کڑی والے، دونوں شانوں کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھنے والے، سر میں زیادہ بال والے تھے جو اپنی داڑھی کو بٹتے تھے۔

واقد بن ابی یاسر سے مروی ہے کہ عثمانؓ اپنے دانت سونے سے باندھا کرتے تھے عبیداللہ بن والدہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ کو بطور مرض کے پیشاب جاری ہو گیا تھا، انھوں نے اُس کا علاج کیا، اس کے بعد وہ پھر جاری ہو گیا تو ہر نماز کے لئے وہ وضو کیا کرتے تھے۔

قلب میں شے اور محبت پڑ چکی تھی

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمانؓ مہر کی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ عمر بن سعید سے

روی ہے کہ عثمانؓ بن عفان کے یہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا تو وہ اُسے منگاتے تھے جو کپڑے میں لپٹا ہوتا تھا سے سونگھتے تھے، اُن سے کہا گیا کہ آپ یہ کیوں کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ اگر اسے کوئی شے (تکلیف) پہنچے تو یہ ہو کہ میرے قلب میں اُس کے لئے کوئی شے یعنی محبت پڑ چکی ہو۔

اسحاق بن یحیٰی نے اپنے چچا موسیٰ بن طلحہ سے روایت کی کہ عثمانؓ کو جمعے کے دن اس طرح نکلتے دیکھا کہ اُن کے جسم پر دو زرد چادریں ہوتیں، وہ منبر پر بیٹھتے، موذن اذان دیتا، وہ لوگوں سے باتیں کر کے اُن سے بازار کے رخ، آنے والے مہمان اور مریضوں کو دریافت کرتے، جب موذن خاموش ہو جاتا تو وہ اپنی ٹیڑھی موٹھ کے عصا پر سہارا لگا کر کھڑے ہوتے، وہ اسی حالت میں خطبہ پڑھتے کہ عصا اُن کے ہاتھ ہوتا، پھر وہ بیٹھ جاتے اور لوگوں سے باتیں شروع کرتے، ان سے پہلی مرتبہ کی طرح سوالات کرتے، پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے اور منبر سے اُتر آتے ور موذن اقامت کہتا تھا۔

حضرت عثمانؓ کی کچھ عادات

موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کو اس حالت میں دیکھا کہ موذن اذان کہتا ہوتا تھا اور وہ لوگوں سے باتیں کر کے اُن سے پوچھتے اور اُن سے نرخ اور حالات دریافت کرتے رہتے تھے۔

بنانہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ وضو کے بعد رومال سے منہ ہاتھ خشک کرتے تھے۔

بنانہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بارش میں نہایا کرتے تھے۔

بنانہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ جب غسل کرتے تھے تو میں اُن کے کپڑے اُن کے پاس لاتی تھی، وہ مجھ سے کہتے تھے کہ میری طرف مت دیکھوں، کیونکہ تمھارے لئے میری طرف دیکھنا حلال نہیں ہے، انھوں نے کہا کہ میں اُن کی بیوی کی باندی تھی۔

بنانہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ سفید ڈاڑھی والے تھے۔

عبداللہ الرومی سے مروی ہے کہ عثمانؓ رات کے وضو کے پانی کا خود انتظام کرتے تھے، ان سے کہا گیا کہ اگر آپ اپنے کسی خادم کو حکم دیں تو وہ آپ کو کفایت کریں، انھوں نے کہا "نہیں، رات اُن کے لئے بھی ہے جس میں وہ آرام کرتے ہیں"

انس بن مالک نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، میری امت میں سب سے زیادہ حیادار عثمانؓ ہیں۔

عادل سے مراد

محمد سے مروی ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ مناسک (مسائل حج) کا علم رکھنے والے عثمانؓ تھے اور ان کے بعد ابن عمرؓ۔

ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "**هل يستوى هو د من يا مر بالعدل وهو علىٰ صراط مستقيم**" (کیا وہ شخص (جو ظلم کرتا ہے) اور وہ شخص جو عدل کے ساتھ حکم کرتا ہے برابر ہے؟ وہ (جو عادل ہے) راہ

راست پر ہے) میں مروی ہے کہ اس عادل سے مراد عثمانؓ بن عفان ہیں۔

حسن سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ کو اس حالت میں مسجد میں ہوتے ہوئے دیکھا کہ وہ اپنی چادر کو تکیہ بنائے ہوئے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمانؓ بن عفان نے اپنی وصیت میں کسی کو گواہ نہیں بنایا۔

عبیداللہ بن زرارہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ جاہلیت اور اسلام میں تاجر آدمی تھے، وہ اپنا مال شرکت (مضاربت) پر دے دیا کرتے تھے۔

علاء بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمانؓ اپنا مال انھیں نفع کی شرکت پر دے دیتے تھے۔

مجلس شوریٰ، انتخاب خلیفہ کے لئے

مجلس کا کام

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب سے، جب وہ تندرست تھے، یہ درخواست کی جاتی کہ وہ خلیفہ بنا دیں، وہ انکار کرتے، ایک روز وہ منبر پر چڑھے اور چند باتیں کہیں کہ اگر میں مر جاؤں تو تمہاری حکومت ان چھ آدمیوں کے سپرد ہے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں چھوڑا کہ آپ ان سے راضی تھے۔

علیؓ بن ابی طالب اور ان کے نظیر (و مثل) زبیرؓ بن العوام، عبدالرحمنؓ بن عوف اور اُن کے نظیر (و مثل) عثمانؓ بن عفان، طلحہؓ بن عبیداللہ اور اُن کے نظیر (و مثل) سعدؓ بن مالک۔ البتہ میں فیصلہ کرنے میں اللہ سے خوف رکھنے اور تقسیم وعطا میں عدل کرنے کا حکم دیتا ہوں۔

ابوجعفر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے اصحاب شوریٰ (مشیروں) سے کہا کہ اپنے معاملے میں مشورہ کرو اگر دو اور دو ہوں شوریٰ میں رجوع کرو، اور اگر چار اور دو ہوں تو صنف اکثر کو اختیار کرو۔

عبدالرحمٰن بن عوف کی صنف کو اختیار کرو

عمرؓ سے مروی ہے کہ اگر تین اور تین کی رائے متفق ہو جائے تو عبدالرحمن بن عوف کی صنف کو اختیار کرو اور اُن کی بات سنو اور مانو۔

عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ عمرؓ جب زخمی کیے گئے تو انھوں نے تین مرتبہ کہا کہ تم لوگوں کو صہیب نماز پڑھائیں اور اپنے معاملے میں مشورہ کرو اور حکومت ان چھ کے سپرد ہے، جو شخص تمہارے حکم میں تردد کرے یعنی تمہاری مخالفت کرے تو اس کی گردن مار دو۔

عمر بن الخطابؓ نے ابوطلحہؓ سے خطاب

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اپنی وفات سے ذرا دیر پہلے عمرؓ بن الخطاب نے ابوطلحہؓ کو بلا بھیجا اور کہا اے ابوطلحہ قوم انصار کے اُن پچاس آدمیوں میں ہو جاؤ جو اصحاب شوریٰ کی اس جماعت کے ساتھ ہیں، تم انھیں اتنا نہ چھوڑنا کہ تیسرا دن گزر جائے (یعنی تین دن کے اندر تم اُن کے ساتھ ضرور شریک ہو جاتا) یہاں تک کہ وہ اپنے میں

سے کسی کو امیر بنالیں، اے اللہ اُن پر تو میرا خلیفہ ہے۔

عثمانؓ بن عفان رحمہ اللہ کی بیعت

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عمرؓ کے دفن کے وقت پہنچے، وہ برابر اصحاب شوریٰ کے ساتھ رہے، جب اُنھوں نے اپنی حکومت عبدالرحمن بن عوف کے سپرد کردی کہ وہ اُن میں سے کسی کو انتخاب کریں تو ابوطلحہ مع اپنے ساتھیوں کے عبدالرحمٰن بن عوف کے دروازے پر پابندی سے رہے، یہاں تک کہ عبدالرحمٰن نے عثمانؓ سے بیعت کرلی۔

سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے عثمانؓ سے بیعت کی وہ عبدالرحمٰن ہیں، پھر علیؓ ابن ابی طالب۔

حضرت عثمانؓ کا خطبہ

عمرو بن عمیرۃ بن ھُنی مولا۔۔۔ بن الخطاب نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے لوگوں میں سب سے پہلے علیؓ کو دیکھا کہ انہوں نے عثمانؓ سے بیعت کی، پھر پے درپے لوگ آئے اور انہوں نے بیعت کی۔

اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ ابی ربیعہ المخزومی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عثمانؓ سے بیعت کرلی گئی، تو وہ نکل کے لوگوں کے پاس آئے اور خطبہ سنایا، پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر کہا، لوگو! سواری کا پہلا موقع سخت ہوتا ہے آج کے بعد اور دن ہوں گے، اگر میں زندہ رہا تو تمہارے سامنے خطبہ اپنی صورت پر آئے گا، ہم خطیب تو نہیں ہیں مگر اللہ ہمیں تعلیم دے گا۔

عبداللہ بن سنان الاسدی سے مروی ہے کہ جس وقت عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے تو عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ ہم نے سب سے برتر صاحب نصیب سے کوتاہی نہیں کی۔

نزال بن سبرہ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے تو عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ ہم نے اسے خلیفہ بنایا جو زندہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے اور ہم نے اس سے کوتاہی نہیں کی۔

نزال بن سبرہ سے مروی ہے کہ میں اس مسجد میں عبداللہ ابن مسعود کے پاس حاضر ہوا، انھوں نے کوئی خطبہ نہیں پڑھا جس میں یہ نہیں کہا کہ ہم نے اُس شخص کو امیر بنایا جو زندہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے، اور ہم نے خطا نہیں کی۔

بیعت کی ہدایت

ابی وائل سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ بن عفان بنائے گئے تو آٹھ دن میں عبداللہ بن مسعود مدینے سے کوفے گئے، اُنھوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا۔ امابعد، امیر المومنین عمرؓ بن الخطاب کی وفات ہوگئی، ہم نے اس دن سے زیادہ سے رونے کی آوازیں کسی دن نہیں سُنیں، ہم اصحاب محمدؐ نے اتفاق کرلیا۔

ہم نے اپنے سب سے بہتر اور ذی رتبہ شخص سے کوتاہی نہیں کی ہم لوگوں نے امیر المومنین عثمانؓ سے بیعت کرلی، تم بھی ان سے بیعت کرو۔

یعقوب بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمانؓ بن عفان سے ۲۹ ذی الحجہ ۲۳ھ یوم دوشنبہ کو بیعت کی گئی، وہ محرم ۲۳ھ کو اپنی خلافت کے لئے متوجہ ہوئے۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے لوگوں کو حج

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ عثمانؓ نے اسی سال (۲۴ھ) حج پر عبدالرحمن بن عوف کو روانہ کیا ۲۴ھ میں انہوں نے لوگوں کو حج کرایا، پھر اپنے پورے زمانہ خلافت میں عثمانؓ نے لوگوں کو پے در پے حج کرایا، سوائے اس سال کے کہ جس میں ان کا محاصرہ کیا گیا کہ انہوں نے نے عبداللہ بن عباس کو لوگوں کے حج پر روانہ کیا اور وہ ۳۵ھ تھا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُس سال کو عثمانؓ بن عفان قتل کیے گئے اور جو ۳۵ھ تھا، انھوں نے اُن کو حج پر عامل بنایا، وہ گئے اور انھوں نے عثمان کے حکم سے لوگوں کو حج کرایا۔

قرابت داروں کی تعلیم

زہری سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ والی ہوئے تو بارہ سال بحالت امیری زندہ رہے۔ چھ سال اس طرح کام کرتے رہے کہ لوگوں نے اُن کی کوئی بات ناپسند نہ کی، وہ عمرؓ بن الخطاب سے زیادہ قریش کے محبوب تھے، اس لئے کہ عمرؓ اُن پر بہت سخت تھے، جب عثمانؓ ان کے والی ہوئے تو انہوں نے اُن کے لئے نرمی کی، اور اُنھیں صلہ وانعام دیا، پھر انھوں نے اُن کے اُمور میں کوتاہی کی اور آخری چھ سال میں اپنے قرابت داروں اور گھر والوں کو عامل بنادیا۔ مروان کے لئے مصر کا خمس تحریر کردیا۔ اپنے قرابت داروں کو مال دے دیا۔

اور اس صلے کے بارے میں انہوں نے تاویل یہ کی کہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے۔

انھوں نے اموال لے لئے، بیت المال سے قرض لے لیا اور کہا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا تھا جو اُن کے لئے تھیں، میں نے اُنھیں لے لیا اور اپنے قرابت داروں میں تقسیم کردیا، لوگوں نے اس کو ناپسند کیا۔

ام بکر بنت المسور نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عثمانؓ کو کہتے سنا لوگو! ابوبکرؓ وعمرؓ اس مال میں اپنی اور اپنے قرابت داروں کی حاجت کا اندازہ کرتے تھے، میں اُس میں اپنے صلہ رحم کا اندازہ کرتا ہوں۔

عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ اہل مصر جب عثمانؓ کے ارادے سے آئے اور ذی خشب میں اُترے تو عثمانؓ نے محمد بن مسلمہ کو بُلایا اور کہا کہ تم اُن کے پاس جاؤ، اُنھیں میرے پاس سے واپس کردو، اُن کی پسندیدہ بات کا وعدہ کرلو، آگاہ کردو کہ مجھے اُن کے مطالبات منظور ہیں اور جن امور کی بابت اُنھیں اعتراض ہے میں فلاں سے واپس لینے والا ہوں۔

مصریوں کے گروہ

محمد بن مسلمہ سوار ہو کے اُن لوگوں کے پاس ذی خشب کو گئے، عثمانؓ نے اُن کے ہمراہ انصار میں سے

پچاس سوار روانہ کیے جن میں بھی تھا۔ مصریوں کے سرگروہ چار تھے۔ عبدالرحمٰن ابن عدیس البلوی سودان بن حمران، ابن البیاع اور عمرو ابن الحمق الخزاعی، عمرو کا نام اس قدر غالب تھا کہ لشکر اسی سے منسوب ہو گیا۔

محمد بن مسلمہ اُن لوگوں کے پاس آئے انہوں نے کہا کہ امیر المومنین یہ بات کہتے ہیں اور یہ بات کہتے ہیں انہیں اُن کے قول کی خبر دی اور برابر اُنھیں کے ساتھ رہے یہاں تک کہ وہ لوگ واپس چلے گئے۔

سعد کے نام ایک فرمان

جب وہ لوگ البویب میں تھے تو وہاں ایک اُونٹ دیکھا جس پر صدقے کی علامت تھی، انہوں نے اُسے پکڑ لیا، اس پر عثمانؓ کا ایک غلام تھا، اُس کا سامان لے لیا، تفتیش کی تو اُس سامان میں سے ایک سیسے کا بانس ملا جو مشکیزے کے اندر پانی میں تھا۔ اُس میں عبداللہ بن سعد کے نام ایک فرمان تھا کہ جن لوگوں نے عثمانؓ کے بارے میں ابتدا کی اُن میں سے فلاں کے ساتھ یہ کرو اور فلاں کے ساتھ یہ کرو۔ وہ قوم دوبارہ واپس آ گئی اور ذی خشب میں اتری، عثمانؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلا بھیجا اور کہا کہ جاؤ اور اُنھیں میرے پاس سے واپس کرو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا، میں نہ کروں گا، وہ لوگ آئے اور عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا۔

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی

سفیان بن ابی العوجا سے مروی ہے کہ عثمانؓ نے اس سے انکار کیا کہ انھوں نے کوئی فرمان لکھا یا اُس قاصد کو روانہ کیا اور کہا کہ یہ بغیر میرے علم کے کیا گیا ہے۔

عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ ذی خشب کے لشکر میں جو بھیجا گیا تھا، میں بھی تھا، لوگوں نے ہم سے کہا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو اور جن لوگوں سے پوچھو اُن سب کے آخر میں علیؓ ہوں (یعنی علیؓ سے سب کے بعد پوچھو) کہ آیا ہم لوگ مدینے میں محاصرے کے لئے آئیں؟

ہم نے اصحاب سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ سوائے علیؓ کے سب کے پاس جاؤ۔ جنہوں نے کہا کہ میں تم کو حکم نہیں دیتا پھر اگر تم نے انکار کیا انڈے ہیں جو بچے نکالیں گے (یعنی کامیابی یقینی ہے)

مکالمۂ عزل عثمانؓ

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے اس حالت میں عثمانؓ نے کہا جب وہ مکان میں محصور تھے کہ مغیرہ بن الاخنس کے مشورے کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے، عرض کی اُنہوں نے آپ کو کس بات کا مشورہ دیا، فرمایا، یہ قوم میری معزول چاہتی ہے، اگر میں مستعفی ہو گیا تو یہ مجھے چھوڑ دیں گے اور اگر میں مستعفی نہ ہوا تو مجھے قتل کر دیں گے۔

عرض کی، کیا آپ نے یہ یقین کر لیا ہے کہ اگر آپ مستعفی ہو جائیں گے تو ہمیشہ کے لئے دنیا میں چھوڑ دیے جائیں گے، فرمایا نہیں، عبداللہ نے پوچھا، تو کیا وہ لوگ جنت و دوزخ کے مالک میں انہوں نے کہا نہیں، پھر پوچھا، آپ نے یہ بھی غور کیا کہ اگر آپ مستعفی نہ ہوں گے تو وہ لوگ آپ کے قتل سے زیادہ کچھ کر سکیں گے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔

عرض کی، پھر تو میں مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ اسلام میں یہ سُنّت رائج کر دیں کہ جب کوئی قوم اپنے امیر

سے ناراض ہو تو وہ اس کو معزول کر دے، آپ اس کُرتے کو نہ اُتاریے جو آپ کو اللہ نے پہنایا۔

عثمانؓ کے کرتے کا ذکر

اُم یوسف بن مالک نے اپنی والدہ سے روایت کی کہ لوگ اس حالت میں عثمان کے پاس جاتے تھے کہ وہ محصور تھے اور کہتے کہ لباس خلافت اُتار دیجئے، وہ کہتے کہ میں اس کُرتے کو نہ اُتاروں گا جو مجھے اللہ نے پہنایا، البتہ اس چیز سے باز رہوں گا جسے تم لوگ ناپسند کرتے ہو۔

عبدالرحمٰن بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ سے فرمایا کہ اللہ تمہیں ایک روز ایک کرتہ پہنائے گا، اگر منافقین تم سے اُسے اُتروانا چاہیں تو تم اُسے کسی ظالم کے لئے نہ اُتارنا۔

رسول اللہ ﷺ کی خاموشی

ابو سہلہ مولائے عثمانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ بعض اصحاب میرے پاس ہوتے۔ عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا میں ابوبکرؓ کو بُلا دوں، آپ خاموش ہو گئے، میں سمجھ گئی کہ آپ اُنھیں نہیں چاہتے، عرض کی کہ عمرؓ کو بلا دوں، آپ خاموش رہے، جس سے میں سمجھ گئی کہ آپ اُنہیں چاہتے، عرض کی کیا علیؓ کو بلا دوں، پھر آپ نے سکوت فرمایا، میں سمجھ گئی آپ اُنہیں نہیں چاہتے۔ عرض کی، ابن عفان کو بلا دوں فرمایا ہاں۔

جب عثمانؓ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اشارہ کیا کہ ہٹ جاؤ۔ عثمانؓ نبی ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اُن سے کچھ فرما رہے تھے اور عثمانؓ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔

یعنی مکان کے اندر عثمانؓ کے محاصرے کا دن

قیس نے کہا کہ مجھے ابو سہلہ نے خبر دی کہ جب یوم الدار (یعنی مکان کے اندر عثمانؓ کے محاصرے کا دن) ہوا تو عثمانؓ سے کہا گیا کہ آپ جنگ کیوں نہیں کرتے، انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے، میں اسی پر صابر ہوں۔ ابو سہلہ نے کہا کہ پھر لوگوں کا خیال تھا کہ وہ یہی دن تھا (جس کا اُن سے عہد لیا گیا تھا)۔

ابی امامہ بن سہل سے مروی ہے کہ میں عثمانؓ کے ساتھ تھا جب وہ مکان میں محصور تھے، ہم لوگ ایسے مقام میں داخل ہوتے تھے کہ وہاں سے اُن لوگوں کا کلام، جو محل میں تھے بخوبی سُنائی دیتا تھا ایک روز کسی ضرورت سے عثمانؓ وہاں داخل ہوئے، باہر آئے تو اُن کا رنگ بدلا ہوا تھا، فرمایا یہ لوگ اس وقت مجھے قتل کی دھمکی دیتے ہیں۔

تین صورتوں میں مسلمان کا خون حلال نہیں

ہم نے کہا، امیر المومنین، اُن کے مقابلے میں اللہ آپ کو کافی ہے کہ۔ فرمایا وہ لوگ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں، میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ سوائے تین صورتوں کے کسی مسلمان کا خون حلال نہیں، وہ شخص جو ایمان کے بعد کفر کرے، یا احصان (شادی) کے بعد زنا کرے یا کسی جان کو بغیر جان کے عوض قتل کرے، واللہ نہ میں نے کبھی جاہلیت میں زنا کیا اور نہ اسلام میں، جب سے مجھے اللہ نے ہدایت دی میں نے یہ آرزو بھی نہیں کی کہ میرے

ے ۔ ے دین کا بدل ہے، نہ میں نے کسی کو قتل کیا، پھر کس معاملے میں یہ لوگ مجھے قتل کرتے ہیں؟

نیا بدؓ ست ۔روی ہے کہ عثمانؓ اُن لوگوں کے سامنے آئے جنہوں نے اُن کا محاصرہ کیا تھا اور فرمایا اے قوم مجھے قتل نہ کرو، کیونکہ میں والی ہوں، بھائی ہوں اور مسلمان ہوں، واللہ میں نے اپنے امکان بھر سوائے اصلاح کے کچھ نہ چاہا، خواہ مجھ سے خطا ہوئی یا صواب تم لوگ اگر مجھے قتل کرو گے تو نہ تم کبھی متفق ہو کے نماز پڑھو گے نہ کبھی متفق ہو کے جہاد کرو گے، اور نہ تمہارا مال غنیمت تمہارے درمیان تقسیم ہوگا۔

مداہنت ونفاق کی وجہ سے مدینے میں اس بدعمالی

جب اُن لوگوں نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا، میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ بتاؤ، کیا تم لوگوں نے امیر المومنین عمرؓ کی وفات کے وقت جس بات کی دُعا کی تھی (یعنی خلافت عثمانؓ) وہ دُعا اس طرح نہیں کی تھی کہ تم سب ایک حال میں متفق تھے۔

تم میں سے کوئی جدا نہ تھا، تم سب امیر المومنین کے دین اور حق والے تھے؟ پھر کیا تم اب یہ کہتے ہو کہ اللہ نے تمہاری دُعا قبول نہیں کی، یا یہ کہ دین اللہ کے نزدیک ذلیل ہوگا، یا یہ کہ اس خلافت کو میں نے تلوار اور غلبے سے لے لیا اور اسے میں نے مسلمانوں کے مشورے سے نہیں لیا، یا یہ کہ اللہ شروع میں میری حالت کو نہ سمجھا جواب سمجھ گیا۔

سب نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا اے اللہ اُن کے عدد کا شمار کرے، ان سب کو متفرق کر کے قتل کر دے اور ان میں سے کسی کو باقی نہ رکھ۔

اللہ نے اُن میں سے جن کو اس فتنے میں قتل کیا، کیا یزید نے اہل مدینہ کی طرف بیس ہزار کا لشکر بھیجا، جس نے تین دن تک ان لوگوں مداہنت ونفاق کی وجہ سے مدینے میں اس طرح بدعمالی کی کہ جو چاہتے تھے وہ کرتے تھے۔

مہاجرین وانصار کے درمیان عقد مواخاۃ

ابن لبیبہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان جب محصور ہو گئے تو وہ تہ خانے کی ایک کوٹھری سے اُن لوگوں کے سامنے آئے اور پوچھا کیا تم میں طلحہ ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں ہیں، فرمایا، طلحہ، میں تمھیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مہاجرین وانصار کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے خود اپنے اور میرے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ طلحہ نے کہا کہ "یا اللہ ہاں" پھر طلحہ سے اس بارے میں اعتراض کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے مجھے قسم دی، اور یہ ایک ایسا امر تھا جس کو میں نے دیکھا تھا، تو کیا میں اس کی شہادت نہ دیتا۔

علیؓ کے سر پر ایک سیاہ عمامہ تھا

ابو جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ عثمانؓ جب مکان میں محصور تھے تو انہوں نے علیؓ کو بلوایا، انہوں نے اُن کے پاس آنے کا ارادہ کیا تو منافقین لپٹ گئے اور اُنھیں روکا۔ علیؓ نے سیاہ عمامہ جو سر پر تھا اُس کے پیچ کھول ڈالے اور کہا کہ اس سے، یا کہا کہ اے اللہ میں اُن کے قتل سے خوش نہیں ہوں، اور نہ میں اس کا حکم دیتا ہوں۔

ابو فزارا العبسی سے مروی ہے کہ عثمان نے جب وہ مکان میں محصور تھے، علیؓ سے کہلا بھیجا کہ میرے پاس آؤ ۔علیؓ چلنے کے لئے کھڑے ہوئے کہ گھر کے کچھ لوگ بھی ہمراہ ہوئے اور روک کے عرض کی کہ سامنے کے انبوہ کو نہیں

دیکھتے، عثمانؓ تک پہنچنا ممکن کیسے ہے۔ علیؓ کے سر پر ایک سیاہ عمامہ تھا جس کو سر سے اُتار کے عثمانؓ کے قاصد کی طرف پھینک دیا اور کہا کہ اُنھیں اس واقعے کی خبر دے دو جو تم نے دیکھا مسجد سے نکل کے علیؓ مدینے کے بازار میں احجار الزیت تک پہنچے تھے کہ اُن کے پاس قتل عثمانؓ کی خبر آ گئی، انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں اُن کے خون سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں کہ میں نے اُنھیں قتل کیا ہو یا اُن کے قتل میں مدد دی ہو۔

مسلمان کا خون اور ایمان کے بعد کفر

میمون بن حران سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ بن عفان کا مکان میں محاصرہ کر لیا گیا تو انہوں نے ایک آدمی کو بھیجا اور کہا کہ دریافت کرو اور دیکھو کہ لوگ کیا کہتے ہیں اُنہوں نے کہا کہ میں نے اُن میں سے بعض کو کہتے سُنا کہ عثمانؓ کا خون حلال ہو گیا ہے، عثمانؓ نے جب یہ سنا تو کہا کسی مسلمان کا خون حلال نہیں، سوائے اُس شخص کے جو اپنے ایمان کے بعد کفر کرے، یا احصان (شادی) کے بعد زنا کرے، یا کسی کا ناحق قتل کرے اور اُس کے بدلے قتل کیا جائے، راوی نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ کہا یا کسی اور نے کہا یا اُس کا خون حلال ہے جو زمین میں فساد کی سعی کرے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے قتل عثمان کا ارادہ کیا تو وہ اُن کے سامنے آئے، اور کہا کہ تم لوگ مجھے کس بات پر قتل کرتے ہو؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ کسی شخص کا قتل حلال نہیں سوائے تین میں سے ایک کے جو شخص اپنے اسلام کے بعد کفر کرے، تو وہ قتل کیا جائے گا، اور جو شخص احصان (شادی) کے بعد زنا کرے تو وہ سنگسار کیا جائے گا اور جو شخص کسی آدمی کو ناحق عمداً قتل کرے تو وہ قتل کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے مغفرت

علقمہ بن وقاص سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص نے عثمانؓ سے جو منبر پر تھے، کہا کہ اے عثمان آپ نے اس اُمت کے ساتھ ہلاکت میں ڈالنے والے کام کیے۔ لہٰذا آپ بھی توبہ کیجئے اور وہ لوگ بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں۔ عثمانؓ نے اپنا منہ قبلے کی طرف پھیرا اور کہا کہ اے اللہ میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں، اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ اُٹھائے۔

عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ انہوں نے عثمانؓ سے کہا کہ آپ نے ہمارے ساتھ ہلاکت میں ڈالنے والے کام کیے، اور وہی ہم نے آپ کے ساتھ کیا، لہٰذا آپ توبہ کیجئے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں گے۔ عثمانؓ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور کہا اے اللہ میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں۔

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کو کہتے سنا کہ اگر تم کتاب اللہ میں یہ پاؤ کہ میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دو تو ان میں ڈال دو۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ زید بن ثابت عثمانؓ کے پاس آئے اور دو مرتبہ کہا کہ یہ انصار جو دروازے پر ہیں کہتے ہیں کہ اگر آپ چاہیں تو ہم لوگ اللہ کے لئے آپ کی مدد کریں، مگر عثمانؓ نے کہا کہ خوں ریزی نہیں۔

عبداللہ بن ربیعہ سے مروی ہے کہ یوم الدار میں عثمانؓ نے کہا کہ تم میں سب سے زیادہ مجھ سے بے نیاز وہ

شخص ہے جس نے اپنا ہاتھ اور ہتھیار روک لیا۔

یوم الدار اور خوں ریزی

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں یوم الدار میں عثمانؓ کے پاس گیا اور کہا یا امیر المومنین، نیکی یا تیغ زنی فرمایا، اے ابو ہریرہؓ کیا تمھیں یہ پسند ہے کہ تم سب لوگوں کو اور مجھ کو قتل کر دو، انھوں نے کہا نہیں فرمایا، واللہ اگر تم نے ایک آدمی کو بھی قتل کیا تو گویا سب آدمی قتل کر دیے گئے۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں لوٹ گیا اور خوں ریزی نہیں کی۔

عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے یوم الدار میں عثمانؓ سے کہا کہ آپ اُن سے جنگ کیجئے، کیونکہ اللہ نے آپ کے لئے اُن کا خون حلال کر دیا۔

عبداللہ بن زبیرؓ کی فرماں برداری کرے

انہوں نے کہا نہیں، واللہ میں اُن سے کبھی جنگ نہ کروں گا، پھر لوگ اُن کے پاس گھس آئے، حالانکہ وہ روزے سے تھے۔ عثمانؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کو مکان پر امیر بنا دیا اور کہا کہ جس پر میری فرماں برداری واجب ہو وہ عبداللہ بن زبیرؓ کی فرمان برداری کرے۔

عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ سے کہا: یا امیر المومنین آپ کے ساتھ مکان میں ایسی جماعت ہے جس کی اللہ کی مدد سے تائید کی گئی ہے اور جو اُن لوگوں سے کم ہے۔ لہٰذا آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اُن سے جنگ کروں، فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کسی آدمی نے، یا فرمایا کہ میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں کہ کسی نے جو میرے بارے میں کسی کا خون بہایا ہو، یا فرمایا میرے بارے میں خون بہایا ہو۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ اُس روز مکان میں عثمانؓ کے ہمراہ سات سو آدمی تھے، اگر آپ اجازت دیتے تو وہ ضرور اُن لوگوں کو مارتے اور وہاں سے نکال دیتے، اُن لوگوں میں سے جو مکان میں تھے ابن عمرؓ حسن بن علیؓ اور عبداللہ بن الزبیرؓ بھی تھے۔

عثمان کی نافرمانی

ابو لیلیٰ الکندی سے مروی ہے کہ میں عثمانؓ کے پاس حاضر ہوا۔ جب کہ وہ محصور تھے، وہ ایک کھڑکی سے سر نکال کے کہہ رہے تھے کہ لوگو مجھے قتل نہ کرو اور مجھ سے معافی چاہو، واللہ اگر تم مجھے قتل کرو گے تو نہ کبھی سب مل کے نماز پڑھو گے اور نہ کبھی سب مل کے دشمن سے جہاد کرو گے، ضرور ضرور آپس میں اختلاف کرو گے اور اس طرح ہو جاؤ گے، انھوں نے اپنی اُنگلیوں میں اُنگلیاں ڈال کے بتایا کہ اس طرح ایک دوسرے سے مل کے خون ریزی کرو گے۔

پھر فرمایا، اے میری قوم میرا اختلاف تمہیں ارتکاب جرم پر آمادہ نہ کرے، ایسا نہ ہو کہ تم پر ایسی مصیبت آئے جیسی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر آئی اور قوم لوط کا زمانہ بھی کچھ تم سے دور نہیں ہے (یعنی تم ان سب کا اپنے فرماں روا اور ہادی کی نافرمانی کا نتیجہ اور عذاب دیکھ چکے ہو،

انہوں نے عبداللہ بن سلام کو بُلا بھیجا اور فرمایا تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا، بس بس اتمام حجت کے لئے یہ بہت کافی ہے۔

عہد و پیمان باغیوں سے فتنے میں مبتلا ہونا

ابی جعفر القاری، مولائے ابن عباس مخزومی سے مروی ہے کہ وہ مصری لوگ جنہوں نے عثمانؓ کا محاصرہ کیا چھ سو تھے ان کے رئیس عبدالرحمٰن بن عدیس البلوی، کنانہ بن بشر بن عتاب الکندی اور عمرو ابن الحمق الخزاعی تھے، کوفے کے دوسو باغی مالک اشتر النخعی کے ماتحت تھے، اور جو بصرے سے آئے وہ سو آدمی تھے، اُن کا سردار حکیم بن جبلۃ العبدی تھا، شر میں وہ سب دست واحد تھے کمینہ لوگ اُن کی طرف مائل ہوگئے، اُن کے عہد و پیمان باغیوں کے ساتھ تھے اور فتنے میں مبتلا تھے۔

عثمانؓ کی مدد نہ کرنے کا اصل سبب

اصحاب نبی ﷺ نے اگر عثمانؓ کی مدد نہیں کی تو اُس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے فتنۂ خونریزی کو پسند نہیں کیا اور یہ گمان کیا کہ معاملہ اُن کے قتل تک نہ پہنچے گا، پھر انہوں نے اُن کے معاملے میں جو کچھ کیا اُس پر نادم ہوئے، میری جان کی قسم، اگر صحابہ اُٹھتے یا اُن میں سے کوئی بھی اُٹھ کر باغیوں کے منہ میں صرف مٹی ہی جھونک دیتا تو وہ لوگ ضرور ذلت کے ساتھ واپس ہوجاتے۔

ابی عون مولائے مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ مصری اُس وقت تک آپ کے خون اور قتل سے رُکے رہے جب تک کہ کوفیوں، بصریوں اور شامیوں کی مدد عراق سے نہ آگئی، پھر جب وہ لوگ آئے اور ان کو معلوم ہوا کہ عراق سے ابن عامر اور مصر سے عبداللہ بن سعد کے پاس سے لشکر روانہ ہوگئے، تو یہ دلیر ہوگئے، انہوں نے کہا کہ امداد آنے سے پہلے عثمانؓ کے ساتھ عجلت کریں گے۔

مالک بن ابی عامر سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص عثمانؓ کے پاس جو محصور تھے، آئے، واپس ہوئے تو عبدالرحمٰن بن عدیس، مالک اُشتر اور حکیم بن جبلہ کو دیکھا تو ایک ہاتھ دُوسرے پر مارا اور **انا للہ وانا الیہ راجعون** پڑھا کہنے لگے واللہ وہ امر جس کے یہ لوگ رؤسا ہوں بیشک بدترین امر ہے۔

حضرت عثمان بن عفان اللہ عنہ کی شہادت

حسنؓ سے مروی ہے کہ مجھے وثاب نے خبر دی جو ان لوگوں میں تھے کہ امیرالمومنین عمر کا زمانہ قدیم پایا اور عثمان کے سامنے بھی تھے، میں نے اُن کے حلق پر نیزے کے زخم کے دونشان مثل دو آنتوں کے دیکھے جو لیوم الدار کو عثمانؓ کے مکان میں لگے تھے، انہوں نے بیان کیا مجھے عثمانؓ نے بھیجا کہ اشتر کو بلالاؤ، میں اُس کو لے آیا۔ میں خیال کرتا ہوں، انہیں نے یہ کہا کہ میں نے ایک فرش امیرالمومنین کے لیے بچھادیا اور ایک اُسکے لیے۔

عثمانؓ نے کہا اے اُشتر لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں، اُس نے کہا تین باتیں، جن میں سے ایک کے بغیر آپ کے لیے چارہ نہیں، فرمایا: وہ کیا ہے؟ اُس نے کہا وہ لوگ آپ کو اختیار دیتے ہیں کہ یا آپ اُن کے حق میں حکومت سے دست بردار ہوجائیں اور کہہ دیں کہ یہ تمہاری حکومت ہے تم جسے چاہو امیر بناؤ، یا آپ اپنی جان سے اُن لوگوں کو قصاص لینے دیں، اگر آپ ان دونوں سے انکار ہے تو یہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے۔

قصاص میں کوئی اعتراض نہ ہوتا

فرمایا: کیا ان میں سے کسی ایک کے بغیر چارہ نہیں اُس نے کہا نہیں، ان میں سے بغیر ایک کے چارہ نہیں، آپ نے فرمایا: یہ ممکن نہیں کہ میں حکومت سے دست بردار ہو جاؤں، میں اُس کُرتے کو اتارنے والا نہیں جو اللہ نے مجھے پہنایا ہے، واللہ اگر مجھے آگے کر کے گردن ماردی جائے تو یہ زیادہ پسند ہے، بہ نسبت اُس کے کہ اُمت محمد کو بعض کو چھوڑ دوں، محدثین نے کہا کہ یہ کلام عثمانؓ سے زیادہ مشابہ ہے۔

یہ امر کہ میں اپنی جان سے قصاص لینے دوں تو واللہ مجھے معلوم ہے کہ میرے دونوں ساتھی ابو بکرؓ و عمرؓ جو میرے سامنے تھے سزا دیتے اور قصاص میں کوئی اعتراض نہ ہوتا، رہی یہ بات کہ تم لوگ مجھے قتل کرو گے تو واللہ اگر ایسا کیا تو میرے بعد کبھی تم لوگ باہم محبت نہ کرو گے، نہ کبھی مل کے نماز پڑھو گے اور نہ کبھی سب ایک ہو کے دشمن سے جنگ کرو گے۔

خطوط و فرمان آپ کے کام نہ آئے

اشتر چلا گیا، ہم ٹھہر گئے کہ شاید لوگ مان جائیں، اتنے میں ایک آدمی آیا جو مثل بھیڑیے کے تھا وہ دروازے سے جھانک کر پلٹ گیا، پھر محمد بن ابی بکرؓ تیرہ آدمیوں کے ہمراہ آیا وہ عثمانؓ کے پاس پہنچ گیا، آپ کی داڑھی پکڑ لی اور اُسے کھینچا جس سے داڑھی گرنے کی آواز سُنی گئی۔

محمد بن ابی بکر نے کہا کہ معاویہ آپ کے کام نہ آیا، ابن عامر آپ کے کام نہ آیا آپ خطوط و فرمان آپ کے کام نہ آئے، فرمایا: اے میرے بھتیجے میری داڑھی تو چھوڑ دے، اے میرے بھتیجے میری داڑھی تو چھوڑ دے۔

راوی نے کہا کہ میں نے اُس قوم ایک شخص سے مدد طلب کرتا دیکھا جو اُس کی مدد کر رہا تھا وہ ایک برچھی لے کر آپ کی طرف کھڑا ہوا یہاں تک کہ وہ اُس نے آپ کے سر میں ماردی ا راوی نے کہا کہ جو ہیں ٹوٹ گیا، وہیں رُک گیا، ا راوی نے کہا کہ پھر واللہ اُن لوگوں نے آپ پر ایک دوسرے کی مدد کی، یہاں تک کہ آپ کو قتل کر دیا (رحمتہ اللہ علیہ)

محمد بن ابی بکر کا عثمانؓ کو قتل کرنا

عبدالرحمٰن بن محمد بن عبد سے مروی ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ، عمرو بن حزم کے مکان کی دیوار پر چڑھ کے عثمانؓ کے پاس گیا، اُس کے ہمراہ کنانہ بن بشر بن عتاب، سودان بن حمران اور عمرو بن الحمق بھی تھا، انہوں نے عثمانؓ کو اپنی زوجہ نائلہ کے پاس پایا جو قرآن میں سورۃ البقر پڑھ رہے تھے۔ محمد بن ابی بکر اُن سب کے آگے بڑھا، عثمانؓ کے ڈاڑھی پکڑ لی اور کہا، او بوڑھے احمق خدا تجھے رسوا کرے، عثمانؓ نے کہا، میں بوڑھا احمق (نعثل) نہیں ہوں، میں اللہ کا بندہ اور امیر المومنین ہوں محمد نے کہا کہ فلاں فلاں اور معاویہ آپ کے کام نہ آئے۔

عثمانؓ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میری ڈاڑھی تو چھوڑ دے، تیرے باپ تو ایسے نہ تھے کہ اُس چیز کو پکڑیں جو تو نے پکڑی۔ محمد نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ جو کرنا چاہتا ہوں وہ ڈاڑھی پکڑنے سے زیادہ سخت ہے۔ عثمانؓ نے کہا کہ میں تیرے مقابلے میں اللہ سے نصرت چاہتا ہوں اور اُسی سے مدد مانگتا ہوں۔

اس نے برچھی جو اس کے ہاتھ میں تھی آپ کی پیشانی میں ماردی، کنانہ بن بشر بن عتاب نے وہ برچھیاں اُٹھائیں جو اُس کے ہاتھ میں تھیں اور عثمانؓ کے مکان کی جڑ میں بھونک دیں جو جاتے جاتے آپ کے احلق کے اندر پہنچ گئیں، پھر وہ تلوار لے کے آپ کے اوپر چڑھ گیا اور قتل کردیا۔

زبیر بن عبداللہ نے اپنی دادی سے روایت کی

عبدالرحمن بن عبدالعزیز نے کہا کہ میں نے ابن ابی عون کو کہتے سنا کہ کنانہ بن بشر نے آپ کی پیشانی اور سر کے اگلے حصے پر ایک لوہے کی سلاخ ماری جس سے وہ کروٹ کے بل گر پڑے۔

پھر سودان بن حمران المرادی نے تلوار مار کے قتل کردیا۔ عمرو بن الحمق کود کے عثمانؓ پر آیا، سینے پر بیٹھ گیا، حالانکہ آپ میں تھوڑی جان باقی تھی، اُس نے آپ کے نو زخم لگائے اور کہا کہ ان میں سے تین تو میں نے اللہ کے لیے لگائے ہیں اور چھ اُغصے کی وجہ سے جو میرے قلب میں اُن پر ہے۔

زبیر بن عبداللہ نے اپنی دادی سے روایت کی کہ جب عثمانؓ کو کنانہ نے برچھیوں سے مارا تو آپ نے فرمایا۔ بسم اللہ، میں اللہ ہی پر توکل کرتا ہوں۔ خون اُن کی ڈاڑھی پر بہہ کر ٹپک رہا تھا، قرآن سامنے تھا، انہوں نے اپنے بائیں پہلو پر تکیہ لگالیا۔ ''سُبحان اللہ العظیم'' کہہ رہے تھے اور اسی حالت میں قرآن پڑھ رہے تھے خون قرآن پر بہہ رہا تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے پاس آ کے رُک گیا'' **فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم**'' (بس عنقریب اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے آپ کو بے نیاز کردے گا اور وہی سُننے اور جاننے والا ہے) اُنھوں نے قرآن بند کردیا۔

سب لوگوں نے مل کے آپ کو ضرب ماری، اُن لوگوں نے اُنھیں مارا، حالانکہ واللہ میرے باپ اُن پر فدا ہوں، وہ ایک رکعت میں ساری رات کھڑے رہتے تھے، صلہ رحم کرتے تھے، مظلوم کو کھلاتے تھے اور مشقت برداشت کرتے تھے (فرحمہ اللہ)

بدمعاش آپ کے گھر میں گھس گئے

زہریؒ سے مروی ہے کہ عثمان عصر کی نماز کے وقت قتل کیے گئے، آپ کے ایک حبشی غلام نے کنانہ بن بشر پر حملہ کر کے اُسے قتل کردیا، سودان نے اُس غلام پر حملہ کر کے اُسے قتل کردیا۔

بدمعاش لوگ عثمانؓ کے گھر میں گھس گئے، اُن میں سے کسی نے چلا کے کہا کہ کیا عثمانؓ کا خون حلال ہے اور اُن کا مال حلال نہیں ہے؟ لوگوں نے اُن کا سامان بھی لوٹ لیا، نائلہ کھڑی ہوگئیں، اُنہوں نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم چور، اے اللہ کے دشمنو! تم نے جو عثمانؓ کا خون کیا یہ بہت بڑا گناہ ہے، دیکھو واللہ تم لوگوں نے اُنھیں قتل کردیا، حالانکہ وہ بڑے روزہ دار، بڑے نمازی تھے، ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے۔ سب لوگ عثمانؓ کے گھر سے نکل گئے، اُن کا دروازہ اُن تین آدمیوں پر بند کردیا گیا جو قتل ہوئے تھے، یعنی عثمانؓ اُن کا حبشی غلام اور کنانہ بن بشر۔

نافع سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان جس روز قتل کیے گئے، اُس روز صبح کو اپنے ہمراہیوں سے وہ خواب بیان کیا جو انہوں نے دیکھا تھا، انہوں نے کہا کہ میں نے گزشتہ شب رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے

مجھ سے فرمایا۔ اے عثمان تم ہمارے پاس روزہ افطار کرنا ایسا ہی ہوا کہ آپ نے روزے کی حالت میں صبح کی اور اُسی روز قتل کر دیے گئے (رحمہ اللہ)

رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر و عمرؓ کو خواب میں دیکھا

کثیر بن الصلت الکندی سے مروی ہے کہ عثمانؓ اُس روز سوئے جس روز وہ قتل کیے گئے اور وہ جمعے کا دن تھا، جب وہ بیدار ہوئے تو کہا کہ اگر لوگوں کے یہ کہنے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ عثمانؓ نے آرزوئیں کیں (خیال پلاؤ پکایا) تو میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا، ہم نے کہا، اللہ آپ کو نیکی دے، آپ بیان کیجئے، ہم اور لوگوں کے قول پر نہیں ہیں۔ فرمایا میں نے عالم رویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، ارشاد ہوا کہ تم جمعے کو ہم لوگوں میں موجود ہو گے۔

زوجہ عثمانؓ سے، جو راوی کے خیال میں بنت الفرافصہ تھیں، مروی ہے کہ عثمانؓ اس قدر سو گئے، بیدار ہوئے تو کہا کہ یہ قوم مجھے قتل کرے گی۔ میں نے کہا امیر المومنین ہر گز نہیں۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ و عمرؓ کو (خواب میں) دیکھا، اُن حضرات نے فرمایا کہ تم آج شب کو روزہ ہمارے پاس افطار کرنا، یا اُن حضرات نے یہ فرمایا کہ تم آج شب کو ہمارے پاس روزہ افطار کرو گے۔

حضرت عثمانؓ اور ایک رکعت میں پورا قرآن

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عثمانؓ شب بیداری کرتے اور ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن عثمانؓ سے مروی ہے کہ میں مکے میں مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑا ہو گیا، چاہتا تھا کہ اس شب (عبادت میں) کوئی مجھ سے بڑھنے نہ پائے، ایک شخص نے میرے پہلو پر ہاتھ رکھا میں نے التفات نہیں کیا، اُس نے پھر ہاتھ رکھا، میں نے دیکھا کہ وہ عثمانؓ بن عفان ہیں، میں کنارے ہٹ گیا، وہ آگے بڑھے، ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھا اور چلے گئے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کیے گئے تو اُن کی بیوی نے کہا کہ تم لوگوں نے اُنھیں قتل کر دیا حالانکہ وہ ساری رات بیدار رہ کے ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے۔

ایک رکعت میں ساری رات گزار دینا

ابی اسحاق نے ایک شخص سے جس کا انہوں نے نام لیا (مگر بعد کے راوی کو یاد نہیں رہا) روایت کی کہ میں نے ایک شخص کو جو پاکیزہ خوشبو والے اور صاف ستھرے کپڑے والے تھے، کعبے کی پشت پر کھڑا دیکھا، وہ نماز پڑھ رہا تھا، اُس کا غلام اُس کے پیچھے، جب وہ شخص رُکتا تو غلام اُسے بتا دیتا تھا میں نے کہا کہ یہ کون تو لوگوں نے کہا کہ عثمانؓ ہیں۔

عطا بن ابی رباح سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان نے لوگوں کو نماز پڑھائی، وہ مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہوئے انہوں نے کتاب اللہ کو ایک رعت میں جو تنہا تھی جمع کر دیا۔ اُس کا نام تبیرا (کٹی ہوئی نماز) رکھا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے عثمانؓ کو گھیر لیا اور اُن کے پاس گھس آئے کہ انھیں قتل کریں تو اُن کی بیوی نے کہا کہ تم لوگ انہیں قتل کرو، خواہ چھوڑ، وہ تو ایک رکعت میں ساری رات گزار دیتے، جس میں وہ پورا قرآن جمع کرتے تھے۔

عثمانؓ کا ترکہ، مدت حیات اور مدفن

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جس روز عثمانؓ قتل کیے گئے اُس روز اُن کے خزانہ دار کے پاس پینتیس لاکھ درم اور ڈیڑھ لاکھ دینار تھے، وہ لوٹ لیئے گئے اور چلے گئے، انہوں نے ربزہ میں ایک ہزار اونٹ چھوڑے اور برادلیس، خیبر اور وادی القریٰ میں دو لاکھ دینار کی قیمت کے صدقات چھوڑے جنہیں وہ تصدیق کیا کرتے تھے۔

ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ لوگ آرزو کرتے کہ اُن کی میتیں حش کوکب میں دفن کی جائیں۔ عثمان بن عفان کہا کرتے کہ عنقریب ایک مرد صالح وفات پائے گا، وہاں دفن کیا جائے گا اور لوگ اُس کی پیروی کریں گے۔

مالک بن ابی عامر نے کہا کہ عثمانؓ بن عفان پہلے شخص تھے جو وہاں دفن کیے گئے۔

محمد بن سعد (مؤلف) نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمرو (الواقدی) سے بیان کی تو انہوں نے معرفت ظاہر کی۔

عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان سے یکم محرم ۲۴ھ کو بیعت خلافت کی گئی ۱۸ ذی الحجہ یوم جمعہ ۳۶ھ کو عصر کے بعد قتل کر دیے گئے (خدا اُن پر رحمت کرے) اُس روز روزے سے تھے) شب شنبہ کو مغرب و عشاء کے درمیان البقیع کے حش کوکب (پھلوں کے باغ) میں جو آج بنی اُمیہ کا قبرستان ہے، دفن کیے گئے، اُن کی خلافت بارہ دن کم بارہ سال رہی جب وہ قتل کیے گئے تو بیاسی سال کے تھے۔ ابو معشر کہتے تھے کہ جب قتل کیے گئے تو پچھتر سال کے تھے۔

حضرت عثمانؓ کا دفن

تفصیلات کب اور کہاں دفن ہوئے، کس نے کس چیز پر اٹھایا، نماز جنازہ کس نے پڑھی، کون قبر میں اُترا، جنازے کے ساتھ کون تھا؟ عبداللہ بن نیار الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب معاویہؓ نے حج کیا قبیلہ اسلم کے مکانوں کے رستے بازار کی طرف دیکھ کے حکم دیا کہ سامنے عمارت بنا کے ان کے گھر تاریک کر دو، اللہ ان قاتلین عثمانؓ کی قبریں تاریک کرے۔

نیار بکرم نے کہا کہ میں نے معاویہؓ سے کہا کہ میرا گھر تاریک ہو گیا، میں اُن چار اشخاص میں سے ہوں جنھوں نے امیر المومنین کا جنازہ اُٹھایا، دفن کیا اور اُن پر نماز پڑھی۔ معاویہؓ نے انھیں پہچان لیا، اور کہا کہ تعمیر منقطع کر دو۔ اُن کے گھر کے آگے عمارت نہ بناؤ۔

معاویہ کی تصدیق

معاویہؓ نے مجھے تنہائی میں بلا کے کہا کہ کب تم نے انھیں اُٹھایا، کب دفن کیا اور کس نے اُن پر نماز پڑھی؟ میں نے کہا کہ ہم نے انھیں (رحمہ اللہ) شب شنبہ کو مغرب و عشاء کے درمیان اُٹھایا۔ میں تھا اور جبیرؓ ابن مطعم تھے،

حکیم بن حزام اور ابوجہم بن حزیفہ العدوی تھے، جبیرؓ ابن مطعم آگے بڑھے، انہوں نے اُن پر نماز پڑھی (ہم نے اقتدا کی) معاویہؓ نے اُن کی تصدیق کی حقیقت میں یہی لوگ تھے جو قبر میں اُترے تھے۔

محمد بن یوسف سے مروی ہے کہ نائلہ بنت الفرافصہ اُسی شب میں نکلیں، آگے اور پیچھے سے اپنا گریبان چاک کیے ہوئے تھیں، ہمراہ ایک چراغ تھا اور چلا رہی تھیں کہ''ہائے امیر المومنین'' جبیر بن مطعم نے کہا کہ چراغ گُل کردو کہ ہم لوگ پہچان نہ لیے جائیں، کیونکہ میں نے اُن باغیوں کو دیکھا ہے جو دروازے پر تھے، اس پر انہوں نے چراغ گل کردیا۔

وہ لوگ جنازہ لے کے بقیع پہنچے، جبیر بن مطعم نے نماز پڑھی، اُن کے پیچھے حکیم بن حزام، ابوجہم بن حذیفہ، نیار بن مکرم الاسلمی اور عثمان کی دو بیویاں نائلہ بنت الفرافصہ اور ام البنین بنت عیینہ تھیں۔

قبر میں نیار بن مکرم، ابوجہم بن حذیفہ اور جبیر بن مطعم اُترے، حکیم ابن حزام، ام البنین اور نائلہ لوگوں کو قبر کا راستہ بتا رہی تھیں، انہوں نے لحد بنائی اور اُن کو داخل کردیا، زیارت کے بعد سب متفرق ہوگئے۔

باغیوں کا خوف

عبداللہ البہی سے مروی ہے کہ جبیر بن مطعم نے عثمانؓ پر سولہ آدمیوں کے ہمراہ نماز پڑھی جو مع جبیر کے سترہ تھے، ابن سعد (مؤلف) نے کہا کہ پہلی حدیث کہ اُن پر چار آدمیوں نے نماز پڑھی، زیادہ ثابت ہے ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس وقت عثمانؓ بن عفان کی وفات ہوئی تو میں اُن کے اُٹھانے والوں میں سے ایک تھا ہم نے اُنھیں ایک دروازے پر اُٹھایا، جلدی لے چلنے کی وجہ سے اُن کا سر دروازے سے ٹکراتا۔ ہمیں باغیوں کا بڑا خوف لگا تھا، یہاں تک کہ ہم نے اُنھیں قبر میں جوحش کوکب میں تھی چھپا دیا۔

عثمانؓ اور ایام تشریق

عبدالرحمٰن بن ابی زناد سے مروی ہے کہ چار آدمیوں نے عثمانؓ بن عفان کو اُٹھایا، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام، نیار بن مکرم الاسلمی اور ایک جوان عرب تھے، میں نے راوی سے پوچھا کہ وہ جوان مالک بن ابی عامر کے دادا تھے، تو انہوں نے کہا کہ مجھے نام نہیں بتایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اور عثمانی لوگ اس حرمت کی وجہ سے مجھ سے زیادہ مشہور ہیں اور اسی وجہ سے میں اُن کی رعایت کرتا ہوں۔

ابو عثمانؓ سے مروی ہے کہ عثمانؓ ایام تشریق (۹ ذی الحجہ تا ۱۳ ذی الحجہ) کے وسط میں قتل کیے گئے۔

سعید بن زید بن عمرؓ بن نفیل سے مروی ہے کہ میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ عمرؓ اور اُن کی بہن اسلام پر میرے بیڑیاں ڈالتے تھے، تم لوگوں نے جو کچھ ابن عفان کے ساتھ کیا اگر اس پر کوہ اُحد ٹوٹ پڑے تو بجا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے (قتل عثمانؓ کے بعد) جو کچھ کہا اس کا ذکر

عبداللہ بن حکیم سے مروی ہے کہ عثمانؓ کے بعد میں کبھی کسی خلیفہ کے خون بہانے میں شریک نہ ہوں گا، کہا گیا، اے ابو معبد کیا تم اُن کے قتل میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں اُن کے عیوب کا تذکرہ بھی معاونت قتل سمجھتا

ہوں۔

عثمانؓ کا خون

ابن عباس سے مروی ہے کہ اگر سب لوگ قتل عثمانؓ پر متفق ہو جاتے تو اُن پر اس طرح آسمان سے پتھر برسائے جاتے جس طرح قوم لوط پر برسائے گئے۔

زہد الجرمی سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے خطبہ سُنایا کہ اگر لوگوں نے خون عثمانؓ کا مطالبہ نہ کیا تو ضرور اُن پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کیے گئے تو حذیفہ نے کہا کہ ''اس طرح (انہوں نے اپنے ہاتھ کا حلقہ بنایا، یعنی دسوں انگلیاں کے سروں کو ملایا) اسلام میں شگاف کیے جائیں گے ایک شگاف ایسا ہوگا جسے پہاڑ بھی پُر نہ کر سکے گا۔

ابو قلابہ سے مروی ہے کہ جب ثمامہ بن عدی کو، جو صنعا میں امیر تھے اور شرف مصاحبت حاصل تھا اس سانحے کی خبر پہنچی تو وہ روئے اور بہت روئے، پھر کہا کہ یہ اُس وقت ہوا کہ ب خلافت نبوت اُمت محمدؐ سے چھین لی گئی اور جبری سلطنت ہوگئی کہ جس نے کسی چیز پر قابو پایا وہی اس کو کھا گیا۔

ثمامہ بن عدی سے (ایک دوسرے سلسلے سے بھی) بالکل اسی کے مثل ومساوی مروی ہے۔ وہ قریش میں سے تھے۔

ابو ہریرہ اور زید بن ثابت کا رونا

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کیے گئے تو ابو حمید الساعدی نے) جو بدر میں حاضر ہونے والوں میں سے تھے کہا کہ اے اللہ تیرے ہی لئے مجھ پر واجب ہے کہ میں ایسا نہ کروں اور میں ایسا نہ کروں اور نہ ہنسوں یہاں تک کہ موت کے بعد تجھ سے ملوں۔

ابو صالح سے مروی ہے کہ عثمانؓ کے ساتھ جو کچھ کیا گیا، جب اُس کا ذکر کیا جاتا تھا، تو ابو ہریرہؓ رو دیتے تھے گویا میں اُن کو ہائے ہائے کہتے سُن رہا ہوں جب اُن کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں زید بن علیؓ سے مروی ہے کہ زید بن ثابت یوم الدار میں عثمانؓ پر روتے تھے۔

اسحاق بن سوید نے کہا کہ مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جس نے حسان بن ثابت کو یہ اشعار کہتے سُنا

وکان اصحاب النبی عشیۃً　　　بدون تنحرّ عند باب المسجد

گویا اصحاب نبی عشاء کے وقت قربانی کے اُونٹ ہیں جو مسجد کے دروازے کے پاس ذبح کیے جا رہے ہیں

ابکی ابا عمرو نحسن بلائہ　　　امسی رھیناً فی البقیع الغرقد

میں ابو عمر پر اُن کے حُسن امتحان کی وجہ سے روتا ہوں جس نے اس حالت میں شام کی کہ وہ بقیع الغرقد مقیم تھا مالک بن دینار سے مروی ہے کہ مجھے اُس شخص نے خبر دی جس نے قتل عثمانؓ کے دن عبداللہ بن سلام کو کہتے سُنا کہ آج عرب ہلاک ہوگئے۔

عبداللہ بن سلام کی لوگوں کو نصیحت

ابوصالح سے مروی ہے کہ جس روز عثمانؓ قتل کیے گئے اُس روز میں نے عبداللہ بن سلام کو یہ کہتے سُنا کہ اللہ تم لوگ ایک پیچھے بھر خون بھی بہاؤ گے تو ضرور اُس کی وجہ سے اللہ سے تمھیں اور زیادہ دوری ہو جائے گی۔

طاؤس سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کیے گئے تو عبداللہ بن سلام سے پوچھا گیا کہ اہل کتاب اپنی کتب میں عثمانؓ کا حال کس طور پر پاتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم قیامت کے دن قاتل اور تارکِ نصرت پر انھیں امیر پاتے ہیں۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عثمانؓ بن عفان قیامت کے روز اپنے قاتلین میں حکیم بنائے جائیں گے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمانؓ قتل کیے گئے تو میں نے علیؓ کو کہتے سُنا کہ نہ میں نے قتل کیا اور نہ میں نے حکم دیا، لیکن میں مغلوب ہو گیا، اس کو دو تین مرتبہ کہتے تھے۔

عبدالرحمن بن ابی لیلے سے مروی ہے کہ میں نے احجار الزیت کے پاس علیؓ کو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کے کہتے سُنا کہ اے اللہ میں امر عثمانؓ سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں۔

عثمانؓ کا قتل اور ان کا ذبح کرنا

خالد الربعی سے مروی ہے کہ اللہ کی کتاب مبارک میں ہے کہ عثمانؓ بن عفان اپنے دونوں ہاتھ اللہ کی طرف اُٹھا کے کہتے ہیں کہ اے پروردگار مجھے تیرے مومن بندوں نے قتل کیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمانؓ قتل کیے گئے تو انھوں نے کہا کہ تم لوگوں نے انہیں میل کچیل سے پاک صاف کپڑے کی طرح کر دیا، پھر ان کے قریب آ کے انھیں اس طرح ذبح کرنے لگے جس طرح مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے یہ اس کے پہلے کیوں نہ ہوا۔ مسروق نے اُن سے کہا کہ یہ آپ ہی کا عمل ہے، آپ نے لوگوں کو لکھ کے اُن کی طرف خروج کرنے کا حکم دیا۔

عائشہؓ نے کہا کہ نہیں قسم ہے اُس ذات کی جس پر مومنین ایمان لائے اور جس کے ساتھ کافرین نے کفر کیا کہ میں نے اپنی اس مجلس میں بیٹھنے تک لوگوں کو سفید کاغذ میں ایک سیاہ نقطہ بھی نہیں لکھا۔ اعمش نے کہا کہ لوگ گمان کرتے تھے کہ عائشہؓ کی طرف سے لکھا گیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ تم لوگوں نے انہیں برتن کی طرح مانجھا پھر اس کو قتل کر دیا یعنی عثمانؓ کو۔

جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن سیرین کو کہتے سنا کہ جس وقت عثمانؓ قتل کیے گئے تو عائشہؓ نے کہا کہ تم نے اس شخص کو برتن کی طرح مانجا، پھر اُسے قتل کر دیا۔

فاسق ابن ابی بکر کی گرفتاری

حسنؒ سے مروی ہے کہ جب وہ لوگ یعنی قاتلین عثمانؓ ابن عفان مارے اور گرفتار کیے گئے تو فاسق ابن ابی بکر کو بھی گرفتار کیا گیا۔ ابوالاشہب نے کہا کہ حسنؒ اسے نام سے نہیں پکارتے تھے بلکہ فاسق کہتے تھے انہوں نے کہا

کہ وہ گرفتار کیا گیا اور گدھے کی کھال میں بھر کے جلا دیا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ حذیفہ بن الیمان نے کہا کہ اے اللہ اگر قتل عثمانؓ خیر ہے تو میرے لئے اس میں کوئی حصہ نہیں، اور اگر اُن کا قتل شر ہے تو میں اس سے بری ہوں، واللہ اگر قتل عثمانؓ خیر ہوگا تو لوگ ضرور ضرور اُس سے دودھ دوہیں گے، اور اگر شر ہوگا تو ضرور ضرور اُس سے خون چوسیں گے۔

نبی کے قتل کے بدلے میں ستر ہزار آدمیوں کا قتل

عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ جب کوئی نبی قتل کیا جاتا ہے تو اُس کی اُمت سے ستر ہزار آدمی اس کے بدلے قتل کیے جاتے ہیں، اور جب کوئی خلیفہ قتل کیا جاتا ہے تو اُس کے بدلے پینتیس ہزار قتل کیے جاتے ہیں۔

لوگوں کی گمراہی

مطرف سے مروی ہے کہ وہ عمار بن یاسر کے پاس گئے ان سے کہا کہ ہم لوگ گمراہ تھے، اللہ نے ہدایت کی ہم لوگ اعراب (دیہاتی، دہقان) تھے ہجرت کی، ہم میں سے مقیم قیام کر کے قرآن سیکھتا اور غازی جہاد کرتا، جب غازی آتا تو وہ قیام کر کے قرآن سیکھتا اور مقیم جہاد کرتا ہم دیکھتے تھے کہ تم ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہو جب تم ہمیں کسی کام کا حکم دیتے تو ہم اتباع کرتے تھے اور جب تم ہمیں کسی چیز سے منع کرتے تھے تو ہم اس سے باز رہتے تھے۔

ابن عفانؓ کی بیعت

ہمارے امیر المومنین عمرؓ کے قتل کے متعلق تمہارا خط آیا تم نے لکھا کہ ہم نے ابن عفان سے بیعت کرلی، اے اللہ تمہارے لئے نہیں پسند کیا [illegible] تم نے تو تمہاری بیعت کی [illegible] سے بیعت کی، پھر تم نے نہیں بیعت کی توڑ دی۔ ایوب نے کہا [illegible] بات کا کوئی جواب نہ دو۔

عثمانؓ کے قاتل جبلہ کی موت

کنانہ مولائے صفیہ سے مروی ہے کہ میں نے مکان میں قاتل عثمانؓ کو دیکھا وہ ایک کالا مصری تھا اس کا نام جبلہ تھا۔ وہ دونوں ہاتھ پھیلائے، یا راوی نے کہا کہ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھا کہ بوڑھے احمق کا قاتل میں ہوں۔

مسیب بن دارم سے مروی ہے کہ جس شخص نے عثمانؓ کو قتل کیا وہ دشمن کے قتال میں ستر مرتبہ اس طرح کھڑا ہوا کہ اُس کے آس پاس کے لوگ شہید ہو جاتے اور اُسے ذرا سی تکلیف نہ پہنچتی، یہاں تک کہ وہ اپنے بستر پر مرا۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

ابو طالب کا نام عبد مناف بن عبدالمطلب، عبدالمطلب کا نام شیبہ بن ہاشم، ہاشم کا نام عمرو بن عبد مناف،

عبد مناف کا نام مغیرہ بن قصی اور اُن کا نام زید تھا۔ علیؓ کی کنیت ابوالحسن تھی، اُن کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

اولاد میں بیٹے حسنؓ اور حسینؓ تھے، بیٹیاں زینبؓ کبریٰ، اُم کلثومؓ کبریٰ تھیں، ان سب کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں۔

ایک بیٹے محمد اکبر بن علی تھے جو ابن الحنفیہ تھے، ان کی والدہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھیں۔

حضرت علیؓ کی اولاد

ایک بیٹے عبداللہ بن علی تھے جن کو مختار بن ابی عبید نے المذار میں قتل کر دیا۔ ایک بیٹے ابوبکر بن علیؓ تھے جو حسینؓ کے ساتھ شہید کر دیے گئے، ان دونوں کی کوئی اولاد نہ تھی، ان دونوں کی والدہ لیلٰے بنت مسعود بن خالد بن ثابت بن ربعی بن سلمٰی بن جندل ابن نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ ابن تمیم تھیں۔

چار بیٹے عباسؓ اکبر بن علیؓ عثمانؓ جعفر اکبر اور عبداللہ تھے، جو حسین بن علیؓ کے ساتھ قتل کر دیے گئے، اُن کا بھی کوئی پس ماندہ نہ رہا۔ ان چاروں کی والدہ ام البنین بنت حزام بن خالد بن جعفر ابن ربیعہ بن الوحید بن عامر بن کعب بن کلاب تھیں۔

ایک بیٹے محمد اصغر بن علیؓ تھے جو حسینؓ کے ساتھ شہید کر دیے گئے، ان کی والدہ اُم ولد تھیں۔

دو بیٹے یحییٰ وعون فرزندان علیؓ تھے اور ان دونوں کی والدہ اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تھیں۔

عمرؓ اکبر بن علیؓ ارقیہ بنت علیؓ، ان دونوں کی والدہ صہبا تھیں جو ام حبیب بنت ربیعہ بن بجیر بن العبد بن علقمہ بن الحارث بن عتبہ ابن سعد زہیر بن جشم ابن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب ابن وائل تھیں، وہ قیدی تھیں جو خالد بن الولید کو اس وقت ملیں جب انہوں نے عین التمر کے نواح میں بنی تغلب پر حملہ کیا تھا۔

ایک بیٹے محمد اوسط بن علیؓ تھے، ان کی والدہ امامہ بنت ابی العاص ابن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں امامہ کی والدہ زینب رسول اللہ ﷺ تھیں اور زینب کی والدہ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔

دو بیٹیاں ام الحسنؓ بنت علیؓ اور رملہ کبریٰ تھیں اور ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عروہ بن مسعود بن معتب بن مالک الثقفی تھیں۔

دوسری بیٹیاں اُم ہانی بنت علیؓ میمونہ، زینب صغریٰ، رملہ صغریٰ، ام کلثوم صغریٰ فاطمہ، امامہ، خدیجہ، ام الکرام، ام سلمہ، ام جعفر جمانہ اور نفیسہ تھیں، وہ سب متفرق امہات اولاد سے تھیں۔

علیؓ کی ایک بیٹی کا نام نہیں بتایا گیا، وہ ایسی لڑکی تھیں جو ظاہر نہیں ہوئیں، اُن کی والدہ محیاۃ بنت امرئ القیس بن عدی بن اوس ابن جابر بن کعب بن علیم تھیں جو قبیلہ کلب سے تھیں۔

بچپن میں وہ مسجد جایا کرتی تھیں تو اُن سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارے ماموں کون ہیں؟ وہ کہتی تھیں ''وہ وہ'' اس سے ان کی مراد کلب (کتا) تھی (جو ایک قبیلے کا نام ہے)

علی بن ابی طالب کی تمام صلبی اولاد میں چودہ بیٹے اور انیس بیٹیاں تھیں۔ ان کے پانچ بیٹوں سے نسل چلی حسنؓ وحسینؓ (فرزندان فاطمہؓ) محمد بن الحنفیہ، عباس بن الکلابیہ اور عمر ابن التغلبیہ سے۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) نے کہا کہ ان کے علاوہ ہمیں علیؓ کے اور بیٹے صحت کے ساتھ نہیں معلوم ہوئے۔

قبول اسلام ونماز

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ علیؓ ہیں۔

حنان بن مسلمہ نے کہا کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ علیؓ ہیں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ علیؓ ہیں حالانکہ وہ دس سال کے تھے۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن زرارہ سے مروی ہے کہ علیؓ اس حالت میں اسلام لائے کہ وہ نو سال کے تھے۔

حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب کو نبی ﷺ نے جب اسلام کی دعوت دی تو وہ نو سال کے تھے۔

حبہ العرنی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے نماز پڑھی (یا یہ کہا کہ) یا اسلام لایا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ لوگوں میں خدیجہؓ کے بعد جو سب سے پہلے اسلام لائے وہ علیؓ ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے اصحاب متفق ہیں کہ سب سے پہلے اہل قبلہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا وہ خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ ہمارے نزدیک تین آدمیوں کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ ان میں سے کون پہلے اسلام لایا۔ ابوبکر، علی اور زید بن حارثہ۔ ہم کہتے ہیں کہ روایت میں علیؓ کا اسلام گیارہ سال کی عمر سے پہلے بیان ہوا ہے۔

ہجرت مدینہ

علیؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کے مدینے روانہ ہوئے تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے بعد مکے میں مقیم رہوں تاکہ لوگوں کی ان امانتوں کو ادا کروں جو آپ کے پاس تھیں اسی لیے آپ امین کہلاتے تھے۔ میں تین دن مکے میں رہا اور ایک دن بھی نہ چھپا۔ پھر میں نکلا اور رسول اللہ ﷺ کے راستے کی پیروی کرنے لگا۔ یہاں تک کہ میں اس وقت بنی عمرو بن عوف میں آیا کہ رسول اللہ ﷺ مقیم تھے۔ میں کلثوم بن الہدم کے پاس اترا اور وہیں رسول اللہ ﷺ کی منزل تھی۔

مہاجرین وانصار میں عقد مواخاة

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ علیؓ نصف ربیع الاول کو اس حالت میں پہنچے کہ رسول اللہ ﷺ قبا ہی میں تھے، اس وقت تک آپ گئے نہ تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے آئے تو آپ نے

مہاجرین میں بعض سے اور انصار و مہاجرین میں عقد مواخاۃ کر دیا (یعنی ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا) مواخاۃ جو کچھ تھی وہ بدر سے پہلے ہی تھی، آپ نے ان کے درمیان حق و غم خواری و ہمدردی پر عقد مواخاۃ کیا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور علیؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے جس وقت اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے علیؓ کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھ کے فرمایا تم میرے بھائی ہو تم میرے وارث ہو، میں تمہارا وارث ہوں۔ جب آیت میراث نازل ہوئی تو اس نے اس مواخاۃ کی وراثت کو قطع کر دیا۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب اور سہل بن حنیف کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم بدر میں علیؓ بن ابی طالب سفید اون بطور نشان جنگ لگائے ہوئے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب یوم بدر میں اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے علمبردار تھے۔

علیؓ بن ابی طالب سے رسول اللہ (ﷺ) کا ارشاد

''تم اس پر راضی نہیں کہ مجھ سے اسی مرتبے میں ہو جو ہارون کا موسیٰ سے تھا، البتہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں''

محمد بن عمر نے کہا کہ یوم اُحد میں جب لوگ بھاگ گئے تو علیؓ ان لوگوں میں سے تھے جو نبی ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے، انہوں نے آپ سے موت پر بیعت کی، انہیں رسول اللہ ﷺ نے سو آدمیوں کے ہمراہ سریہ بنا کے بنی سعد کی جانب فدک میں بھیجا، فتح مکہ کے دن ان کے ہمراہ مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا تھا، آپ نے انہیں الفلس (بت) کی طرف بنی طے میں سریہ بنا کے بھیجا، آپ نے انہیں یمن بھیجا، رسول اللہ ﷺ سے کسی غزوے میں جو آپ نے کیا جدا نہ ہوئے، سوائے غزوہ تبوک کے کہ آپ انہیں اپنی ازواج میں چھوڑ گئے تھے۔

غزوہ تبوک

ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کا قصد کیا تو علیؓ کو اپنی ازواج میں چھوڑا، بعض لوگوں نے کہا کہ انہیں آپ کے ہمراہ روانہ ہونے میں صرف یہ امر مانع رہا کہ انہوں نے آپ کی ہمراہی کو پسند نہ کیا، علیؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی مرتبہ حاصل ہو جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل ہوا''

عبداللہ بن شریک سے مروی ہے کہ ہم مدینے آئے تو سعد بن مالک سے ملے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تبوک روانہ ہو گئے اور علیؓ کو چھوڑ گئے۔ انہوں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ جاتے ہیں اور مجھے چھوڑ تے ہیں، تو آپ نے فرمایا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی مرتبہ حاصل ہو جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل ہوا۔ البتہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن مالک سے کہا کہ میں آپ سے کوئی حدیث دریافت

کرنا چاہتا ہوں، حالانکہ میں آپ سے دریافت کرنے میں ڈرتا ہوں۔ انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے ایسا نہ کرو جب تمہیں معلوم ہے کہ میرے پاس کوئی علم ہے تو مجھ سے اُس کو دریافت کرو،

اور مجھ سے خوف نہ کرو، میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا علیؓ سے ارشاد جب آپ نے انہیں غزوۂ تبوک میں مدینے میں چھوڑ دیا تھا بیان کیجئے۔

سعد بن مالک کا بیان

سعد بن مالک نے کہا کہ علیؓ نے عرض کی، آپ مجھے پیچھے رہنے والے بچوں اور عورتوں میں چھوڑتے ہیں فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے اسی مرتبے میں ہو جس میں ہارون موسیٰ سے تھے، علیؓ اس قدر تیزی سے پیچھے لوٹے کہ گویا میں اُن کے قدموں سے اڑنے والے غبار کو دیکھ رہا ہوں۔ حمامہ نے کہا کہ پھر علیؓ بہت تیز واپس آئے۔

مدینے میں قیام

براء بن عازب اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ جب غزوۂ جیش عسرت کا جو تبوک ہے وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب سے فرمایا کہ یہ ضروری ہے کہ مدینے میں یا میں قیام کروں یا تم قیام کرو، آپؐ نے انہیں چھوڑ دیا۔

رسول اللہ ﷺ بقصد جہاد روانہ ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ علیؓ کو کس ایسی بات نے پیچھے چھوڑ دیا جو آپ کو اُن سے ناپسند آئی، علیؓ کو معلوم ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس گئے، آپ نے اُن سے فرمایا، اے علیؓ تمہیں کیا چیز لائی؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سوائے اس کے کوئی چیز نہیں لائی کہ میں نے لوگوں کو یہ دعویٰ کرتے سنا کہ آپ نے مجھے صرف اس لئے پیچھے چھوڑ دیا کہ آپ کو کوئی بات میری ناپسند آئی۔

رسول اللہ ﷺ ہنسے اور فرمایا، اے علیؓ کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے اس طرح ہو جس طرح ہارون موسیٰ سے) سوائے اس کے کہ تم نبی ہو۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں، یا رسول اللہ؟ فرمایا تو وہ اسی طرح ہے کہ تم میرے پیچھے مدینے میں رہو۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے سعید ابن جبیر سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا علمبردار کون تھا انہوں نے کہا کہ تم سست عقل والے ہو، پھر مجھ سے معبد الجہنی نے کہا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چلنے کی حالت میں اُسے ابن عیسر العبسی اُٹھاتے تھے، جب جنگ ہوتی تھی تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لے لیتے تھے۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب کا حلیہ

شعبی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، وہ چوڑی داڑھی والے تھے جو اُن کے دونوں شانوں تک پھیلی ہوئی تھی، سر میں چندیہ پر بال نہ تھے، اُن کے سر پر چھوٹے چھوٹے بال تھے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، مجھ سے میرے والد نے کہا کہ اے عمرو کھڑے ہو اور امیر المومنین کو دیکھو، میں کھڑا ہو کر اُن کی طرف گیا تو انہیں داڑھی میں خضاب کرتے نہیں دیکھا، وہ بڑی داڑھی والے

تھے، ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا جو سفید داڑھی اور سفید سر والے تھے۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، اُن کی چندیہ پر بال نہ تھے، وہ سفید داڑھی والے تھے، مجھے میرے والد نے اُٹھایا تھا۔

عامر سے مروی ہے کہ علیؓ ہم لوگوں کو رستے سے ہنکا دیتے، ہم لوگ بچے تھے، وہ سفید سر اور سفید داڑھی والے تھے۔

ابو اسحٰق سے مروی ہے کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو علیؓ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھی، میں نے دیکھا کہ وہ سفید ڈاڑھی والے تھے، سر کے دونوں کنارے بالوں سے کھلے ہوئے تھے۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو سفید سر اور سفید ڈاڑھی والا دیکھا۔

عامر سے مروی ہے کہ میں نے کبھی کوئی آدمی علیؓ سے زیادہ چوڑی ڈاڑھی والا نہیں دیکھا جو اُن کے دونوں شانوں کے درمیان بھری ہوئی تھی اور سفید تھی۔

سوادہ بن حنظلہ القشیری سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ علیؓ کی ڈاڑھی زرد تھی۔

محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ علیؓ نے مہندی کا خضاب لگایا پھر اُسے ترک کر دیا۔ ابو رجاء نے کہا کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، اُن کی چندیہ پر سال نپ تھے، حالانکہ سر میں بہت بال تھے، یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا، انہوں نے بکری کی کھال پہن لی ہے۔

قدامہ بن عتاب سے مروی ہے کہ علیؓ کا شکم بڑا تھا، شانے کی ہڈی کا سرا بھی بڑا، موٹا تھا، ہاتھ کی مچھلی بھی موٹی تھی اور کلائی پتلی، پنڈلی کی مچھلی موٹی تھی اور اُس کی ہڈی ٹخنے کے پاس سے پتلی تھی میں نے انہیں ایام سرما میں اس حالت میں خطبہ پڑھتے دیکھا کہ وہ ایک سن کا کرتہ پہنے اور دو بیرونی چادریں اوڑھے اور باندھے، اس کتان (السی کے درخت) کا عمامہ باندھے تھے جو تمہارے دیہات میں بُنا جاتا ہے۔

حضرت علی کے اوصاف

رزام بن سعد الضبی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو علیؓ کے اوصاف بیان کرتے سُنا کہ وہ ایسے آدمی تھے جو متوسط قامت سے زائد تھے، چوڑے شانے والے) لمبی ڈاڑھی والے تھے، اگر تم چاہو تو جب اُن کی طرف دیکھو تو کہو کہ وہ گورے ہیں، اور جب تم اُنھیں قریب سے اچھی طرح دیکھو تو کہو وہ گندم گوں ہیں جو گورے ہونے سے زیادہ قریب ہیں۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی فردہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی سے کہا کہ علی کا حلیہ کیا تھا، انہوں نے کہا کہ وہ گندم گوں شخص تھے جن کی گندم گونی شدت سے تھی، بھاری اور بڑی آنکھوں والے، بڑے پیٹ والے تھے، چندیا پر بال نہ تھے، قریب قریب پست قد تھے۔

ابو سعید تاجر پارچہ دبیر سے مروی ہے کہ علی مختلف زمانوں میں بازار آتے تھے، تو انہیں سلام کیا جاتا تھا، لوگوں نے انہیں دیکھا تو کہا کہ (بوزاشکنب انذ) ان الفاظ کے معنی بیان کئے گئے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ بڑے پیٹ والے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ اس کے اوپر کے حصے میں علم ہے اور نیچے حصے میں کھانا۔

عامر سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ اُن کا سر اور ڈاڑھی ایسی سفید تھی گویا روئی کا گالا، ابوالحجاج کے پانے والے ایک شخص سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کی آنکھوں میں سُرمے کا اثر دیکھا۔

حضرت علی کا خطبہ سنانا

ابوالرضی القیسی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو بہت مرتبہ اس حالت میں دیکھا کہ وہ ہمیں خطبہ سُناتے تھے، وہ ایک عمامہ تہ بند و چادر اوڑھے لپیٹتے تھے، چادر کو سب طرف سے لپیٹے ہوئے نہ تھے اُن کے سینے اور پیٹ کے بال نظر آتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لباس

خالد ابی امیہ سے مروی ہے کہ میں نے اس حالت میں علیؓ کو دیکھا ہے کہ اُن کی تہ بند گھٹنوں سے ملی ہوئی تھی۔

عبداللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ میں نے علی کو ری کا کرتہ پہنے دیکھا، جب وہ اس کی آستین کھینچتے تھے تو ناخن تک پہنچ جاتی تھی، جب ڈھیلا کر دیتے تھے تو وہ (براوے لعلی) اُن کی نصف کلائی تک پہنچ جاتی تھی اور (بروایت عبداللہ بن نمیر) نصف ہاتھ تک پہنچ جاتی تھی۔

حضرت علی کا کرتا

عطا ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو انھیں موٹے کپڑوں کا بے دُھلا کرتہ پہنے دیکھا۔

ابوالعلاء مولائے المسلمین سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو ناف سے اُوپر تہ بند باندھتے دیکھا۔

عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ علی کو پیوند لگی ہوئی تہ بند باندھے دیکھا گیا تو اُن سے کہا گیا، انہوں نے کہا کہ وہ دل کو خاکسار بناتی ہے اور مومن اس کی پیروی کرتا ہے۔

حر بن جرموز نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ محل سے نکل رہے تھے، اُن کے جسم پر دو قطری کپڑے تھے، ایک تہ بند جو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک تھی اور ایک چادر پنڈلی سے اُونچی اسی تہ بند کے قریب تھی، ان کے ہمراہ درہ (چھڑی ہنٹر) تھا جسے وہ بازاروں میں لے جاتے تھے اور لوگوں کو اللہ سے ڈرنے اور بیع میں خوبی کا حکم دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ کیل (پیمانہ) اور ترازو کو پورا کرو، گوشت میں نہ پھونکو۔

علی بن ربیعہ سے مروی ہے کہ علیؓ کے جسم پر دو قطری چادریں دیکھیں۔

حمید بن عبداللہ الاصم سے مروی ہے کہ میں نے فروخ مولائے بنی الاشتر سے سُنا کہ میں نے علیؓ کو بنی دیوار میں اس حالت میں دیکھا کہ میں بچہ تھا، انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو میں نے کہا ہاں آپ امیر المومنین ہیں، ایک اور شخص آیا تو کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو، اس نے کہا نہیں پھر اُس سے انہوں نے ایک زنانی کرتہ خرید کر پہنا، کرتے کی آستین کھینچی تو وہ اتفاق سے پھٹ کر اُن کی انگلیوں کے ساتھ رہ گئی، انہوں نے اُس سے کہا کہ سی دو، جب اُس نے سی دی تو کہا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے علی بن ابی طالب کو کپڑا پہنایا۔

ایوب بن دینار ابوسلیمان المکتب سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ علیؓ بن ابی طالب کو

اُس حالت میں دیکھا کہ وہ بازار میں جا رہے تھے، جسم پر ایک تہ بند تھی جو نصف ساق تک تھی ایک چادر پشت پر تھی، میں نے اُن کے جسم پر دو نجرانی چادریں دیکھیں۔

حضرت علی کا گشت کرنا

ام کثیرہ سے مروی ہے کہ مکہ علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ اُن کے ہمراہ درّہ تھا، جسم پر ایک سنبلانی چادر تھی، موٹے کپڑے کا کرتہ اور موٹے کپڑے کی تہ بند تھی نصف ساق تک تہبند تھی اور کرتہ۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی بن ابی طالب اپنے ہاتھ میں درّہ لے کر بازار میں گشت کر رہے تھے، اُن کے لئے ایک سنبلانی کرتہ لایا گیا، جسے انہوں نے پہن لیا، اُس کی آستین اُن کے ہاتھوں سے باہر نکل گئیں، حکم دیا تو وہ کاٹ دی گئیں یہاں تک کہ ہاتھوں کے برابر ہو گئیں، پھر انہوں نے اپنا درّہ لیا اور گشت کرنے کے لیے چلے گئے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے چار درم میں ایک سُنبلانی کرتہ خریدا، درزی آیا، کرتے کی آستین کھینچی اور اتنے حصے کے کاٹنے کا حکم دیا جو اُن کی انگلیوں سے آگے تھا۔

ہرمز سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو ایک سیاہ پٹی سر میں باندھے ہوئے دیکھا، معلوم نہیں اُس کا کونسا سر ازیادہ لمبا تھا، وہ جو اُن کے سامنے تھا یا وہ جو پیچھے، سیاہ پٹی سے اُن کی مراد عمامہ تھی۔

سیاہ عمامہ

جعفر کے مولا سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ اُن کے سر پر سیاہ عمامہ تھا جس کو وہ اپنے آگے اور پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔

ابی العنبس عمرو بن مروان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا جسے وہ اپنے پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔

ابی جعفر انصاری سے مروی ہے کہ جس روز عثمانؓ شہید ہوئے، میں نے علیؓ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا انہوں نے کہا کہ میں نے انہیں خلۃ النساء میں بیٹھے دیکھا، اُس روز جس دن عثمانؓ شہید ہوئے میں نے انہیں کہتے سُنا کہ سارے زمانے میں تم لوگوں کی تباہی ہو۔

عطا ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، وہ باب صغیر سے نکلے، جب آفتاب بلند ہو گیا تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں اُن کے جسم پر سکری کی طرح موٹے کپڑے کا کرتہ تھا جو ٹخنوں کے اوپر تھا، اُس کی آستینیں اُنگلیوں تک تھیں اور انگلیوں کی جڑ کھلی ہوئی نہ تھی۔

مہر و کلاہ جناب علویؓ

علیؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہاری تہ بند دراز ہو تو اُس کا پٹکا بنا لو اور جب وہ تنگ ہو تو اُسے تہبند بنا لو۔

ابی حیان سے مروی ہے کہ علیؓ کی ٹوپی باریک تھی۔

یزید بن الحارث بن بلال الفزاری سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کے سر پر مصری سفید ٹوپی دیکھی۔

عبدالرحمن بن ابی لیلےٰ سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب نے اپنے بائیں ہاتھ میں مہر پہنی۔

ابو اسحاق الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ بن ابی طالب کی مہر کا نقش اہل شام کی صلح کے زمانے میں پڑھا، وہ ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

محمد بن علیؓ سے مروی ہے کہ علیؓ کی مہر کا نقش ''اللہ الملک'' تھا، ابی ظبیان سے مروی ہے کہ ایک روز علیؓ ہمارے پاس نکل کر آئے جو زرد تہ بند اور سیاہ کمبل میں تھے۔

عثمانؓ بن عفان کی شہادت اور علیؓ بن ابی طالب کی بیعت، لوگوں نے بیان کیا کہ

جب ۱۹ ذی الحجہ یوم جمعہ ۳۵ھ کو عثمانؓ بن عفان قتل کر دیے گئے اور قتل عثمانؓ کی صبح کو مدینے میں علیؓ سے بیعت خلافت کر لی گئی تو ان سے طلحہؓ اور زبیرؓ، سعد بن ابی وقاص، سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل، عمارؓ بن یاسر، اسامہ بن زید، سہل بن حنیف، ابو ایوبؓ انصاری، محمد بن مسلمہ، زید بن ثابت، خزیمہؓ بن ثابت اور ان تمام اصحاب رسول اللہ ﷺ وغیرہ ہم نے جو مدینے میں تھے بیعت کر لی۔

طلحہؓ و زبیرؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے جبراً بغیر رضامندی کے بیعت کی ہے، دونوں مکے روانہ ہو گئے اور وہیں عائشہؓ تھیں، پھر وہ دونوں عائشہؓ کے ہمراہ خون عثمانؓ کے قصاص کے لئے مکے سے بصرے روانہ ہوئے، یہ واقعہ علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ مدینے سے عراق گئے، مدینے پر سہل بن حنیف کو خلیفہ بنا گئے۔

علیؓ نے انھیں لکھا کہ اُن کے پاس آ جائیں اور مدینے پر ابو الحسن المازنی کو والی بنا دیا۔

وہ ذاقار میں اُترے، عمارؓ بن یاسر اور حسنؓ بن علیؓ کو اہل کوفہ کے پاس بھیج کر اُن سے اپنے ہمراہ چلنے کی مدد چاہی، وہ لوگ علیؓ کے پاس آ گئے اور انہیں بصرے لے گئے۔

انہوں نے طلحہؓ، زبیرؓ اور عائشہؓ کا اور اُن لوگوں کا جو اہل بصرہ وغیرہ ہم میں سے اُن کے ہمراہ تھے، یوم الجمل ماہ جمادی الآخر ۳۶ھ میں مقابلہ کیا اور اُن پر فتح مند ہوئے اُس روز طلحہؓ و زبیرؓ وغیرہ ہما قتل کر دیے گئے، مقتولین کی تعداد تیرہ ہزار تک پہنچ گئی، علیؓ بصرے میں پندرہ شب قیام کر کے کوفے واپس ہو گئے۔

جنگ صفین

علی رضی اللہ عنہ، معاویہؓ بن ابی سفیان اور جو شام میں اُن کے ہمراہ تھے اُن کے ارادے سے نکلے، معاویہ کو معلوم ہوا تو وہ اُن لوگوں کے ہمراہ جو اہل شام میں سے اُن کے ساتھ تھے روانہ ہوئے، صفر ۳۷ھ میں بمقام صفین اُن لوگوں نے مقابلہ کیا۔

طرفین برابر چند روز تک قتال کرتے رہے، عمارہؓ بن یاسر، خزیمہؓ بن ثابت اور ابو عمرہ المازنی جو علیؓ کے ہمراہ تھے قتل کر دیے گئے۔

عمرو بن العاص کا معاویہ کو جنگ کا مشورہ دینا

اہل شام قرآن اُٹھا کر جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف عمروؓ بن العاص کے مکر کی وجہ سے دعوت دینے لگے، عمرو بن العاص نے معاویہ کو اس جنگ کا مشورہ دیا تھا اور وہ اُنہی کے ہمراہ تھے۔

لوگوں نے جنگ کو ناپسند کیا اور باہم صلح کی دعوت دی، انہوں نے دو حکیم باہمی فیصلے کے لئے مقرر کیے، علیؓ نے اپنی طرف سے ابوموسیٰ اشعری کو اور معاویہؓ نے عمرو بن العاص کو۔

ان لوگوں نے باہم ایک تحریر لکھی کہ وہ لوگ سال کے شروع میں مقام اذرح میں پہنچیں اور اس اُمت کے معاملے میں غور کریں، لوگ متفرق ہوگئے، معاویہؓ اہل شام کی اُلفت کے ساتھ لوٹے اور علیؓ اختلاف اور کینے کے ساتھ کوفے واپس آئے۔

علیؓ پر اُن کے اصحاب اور ہمراہیوں نے خروج کیا، انہوں نے کہا کہ سوائے اللہ کے کوئی حکم نہیں اور حرور امیں لشکر جمع کیا، اسی وجہ سے وہ الحروریہ'' کہلائے، علیؓ نے اُن کے پاس عبداللہ بن عباس وغیرہ کو بھیجا، انہوں نے اُن لوگوں سے بحث وحجت کی تو ایک بڑی جماعت نے رجوع کیا، مگر ایک جماعت اپنی رائے پر قائم رہی۔

وہ لوگ نہروان چلے گئے، انہوں نے راستہ روک دیا اور عبداللہ بن خباب بن الارت کو قتل کر دیا۔

علیؓ اُن کی جانب روانہ ہوئے، اُن کو انہوں نے نہروان میں قتل کر دیا، اُن میں سے ذوالثدیہ کو بھی انہوں نے قتل کر دیا۔ یہ ۳۸ھ کا واقعہ ہے۔

علیؓ کوفے واپس ہوئے، اُس روز سے اُن کی شہادت تک (رحمہ اللہ) لوگوں کو اُن پر خوارج کا خوف رہا۔

لوگ شعبان ۳۷ھ میں اذرح میں جمع ہوئے۔ وہاں سعد بن ابی وقاص، ابن عمرؓ اور دوسرے اصحاب رسول اللہ ﷺ بھی آئے۔ عمرو بن العاصؓ نے ابوموسیٰ اشعری کو آگے کیا۔ انہوں نے گفتگو کی اور علیؓ کو معزول کہہ دیا، عمروؓ بن العاص نے گفتگو کی، انہوں نے معاویہ کو برقرار رکھا اور اُن سے بیعت کر لی، لوگ اسی قرارداد پر متفرق ہوگئے۔

عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی اور علیؓ کی بیعت اور آپ کا اُس کو رد کرنا

ارشاد جناب علویؓ: لتخضبن ھٰذہ من ھٰذہ

''اس سر سے یہ ڈاڑھی ضرور خون میں رنگیں ہوگی''

حضرت علی علیہ السلام کا قتل.......!

عبداللہؓ بن جعفر، حسینؓ بن علیؓ اور محمدؓ بن الحنفیہ کا ابن ملجم کو قتل کرنا

ابن ملجم کی بیعت لینے سے انکار

ابوالطفیل سے مروی ہے کہ علیؓ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی آیا، اُس کو

انہوں نے دو مرتبہ رو دیا، وہ ان کے پاس پھر آیا تو انہوں نے کہا کہ اس اُمت کے بدبخت ترین شخص کو میرے قتل سے کوئی نہیں روکے گا۔ یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے ضرور ضرور خضاب کی جائے گی یا رنگی جائے گی۔ پھر انہوں نے یہ دو شعر بیان کیے۔

(اشدد) حیاز یمک للموت فان الموت آتیک

موت کے لئے اپنے سینے کو مضبوط کرے، یعنی صبر کر۔ کیونکہ موت تیرے پاس آنے والی ہے

ولا تجزع من القتل اذا حلّ بوادیک

اور قتل سے پریشان نہ ہو جب وہ تیری وادی میں اُترے

(محمد بن سعد مؤلف) نے کہا کہ ابونعیم کے علاوہ دوسرے راویوں میں اسی حدیث میں اور اسی سند سے علیؓ بن ابی طالب سے اتنا اور اضافہ کیا کہ ''واللہ یہ نبی امی ﷺ کی مجھے وصیت ہے''

محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب نے المرادی سے یہ شعر کہا

ارید حباءہ ویرید قتلي عذیرک من خلیلک من مراد

(میں اُس کو عطا کرنا چاہتا ہوں اور وہ میرا قتل چاہتا ہے، تیری ضیافت تیرے مرادی دوست کی طرف سے ہوگی۔

حضرت علیؓ کو قتل کی سازش کی اطلاع

ابی مجلز سے مروی ہے کہ قبیلہ مراد کا ایک آدمی علیؓ کے پاس آیا جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، اُس نے کہا کہ دربان مقرر کیجئے کیونکہ مراد کے لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو اُس کی اُن چیزوں سے حفاظت کرتے ہیں جو مقدر نہیں ہیں جب شے مقدر آتی ہے تو وہ اُس شے کے درمیان راستہ چھوڑ دیتے ہیں، اور موت ایک محفوظ ڈھال ہے۔

حضرت علیؓ کی لوگوں سے بیزاری

عبیدہ سے مروی ہے کہ علیؓ نے کہا کہ تمہارے بدبخت ترین شخص کو آنے سے کوئی نہیں روکے گا، وہ مجھے قتل کرے گا۔ اے اللہ، میں لوگوں سے بیزار ہو گیا ہوں اور لوگ مجھ سے بیزار ہو گئے ہیں، اس لئے مجھے ان سے راحت دے اور انھیں مجھ سے راحت دے۔

عبداللہ بن سبع سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ (آپ نے سر سے ڈاڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ضرور ضرور یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے رنگی جائے گی، پھر بدبخت ترین کا کیوں انتظار کیا جاتا ہے۔

لوگوں نے کہا یا امیر المومنین ہمیں اس کی خبر دیجیے تو ہم اُس کے خاندان کو ہلاک کر دیں، آپ نے فرمایا، اس وقت واللہ تم میری وجہ سے قاتل کے علاوہ اور کو قتل کر دو گے۔

اُن لوگوں نے کہا کہ پھر ہم پر کسی کو خلیفہ بنا دیجیے تو انہوں نے کہا، نہیں میں تمہیں اس چیز کی طرف چھوڑ دوں گا جس چیز کی طرف تمہیں رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا ہے۔

ان لوگوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب سے کیا کہیں گے جب اس کے پاس حاضر ہوں گے۔ انھوں نے

کہہ کہ میں کہوں گا، اے اللہ میں نے تجھی کو اُن لوگوں میں چھوڑ دیا۔ اگر تو چاہے تو اُنھیں دُرست کردے اور چاہے تو نھیں تباہ کردے۔

نبل بنت بدر نے اپنے شوہر سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کو کہتے سُنا کہ ضرور ضرور یہ داڑھی اس سر سے رنگی جائے گی۔

بدبخت ترین قاتل

عبیداللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے علیؓ سے فرمایا، اے علیؓ اگلوں اور پچھلوں میں بدبخت ترین کون ہے۔

انہوں نے کہا اللہ اور اُس کا رسول اللہ زیادہ جانتا ہے۔ فرمایا اگلوں کا سب سے زیادہ بدبخت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے ہاتھ پاؤں کاٹنے والا تھا اور پچھلوں کا بدبخت ترین وہ ہوگا جو تمہارے نیزہ مارے گا، اور آپ نے اُس مقام پر اشارہ کیا جہاں وہ نیزہ مارے گا۔

اُم جعفر سریہ علیؓ سے مروی ہے کہ میں علیؓ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی، یکایک انہوں نے اپنا سر اٹھایا، پھر اپنی ڈاڑھی پکڑ کر اُسے ناک تک بلند کیا کہ ''تیرے لئے خوشی ہے کہ تو ضرور ضرور خون میں رنگی جائے گی۔'' پھر جمعے کے دن اُن پر حملہ کیا گیا۔

قاتل حضرت علیؓ کے متعلق ابن الحنفیہ کی روایت

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ حمام میں ہمارے پاس ابن ملجم آیا، میں اور حسن وحسینؓ حمام میں بیٹھے ہوئے تھے، جب وہ داخل ہوا تو گویا وہ دونوں (حسن وحسینؓ) اُس سے کھٹک گئے اور پوچھا کہ تجھے کس نے اجازت دی کہ ہمارے پاس آئے، میں نے ان دونوں سے کہا کہ تم اپنی جانب سے اسے چھوڑ دو، کیونکہ میری بی قسم، وہ تمہارے ساتھ جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ اس سے زیادہ تکلیف وہ ہے جو اس نے کیا۔

جب وہ دن ہوا کہ اُسے گرفتار کرکے لایا گیا تو ابن الحنفیہ نے کہا کہ آج میں اس کو اس دن سے زیادہ پہچاننے والا نہیں ہوں، جس دن ہمارے پاس حمام میں داخل ہوا تھا (یعنی میں نے اُسی روز اسے پہچان لیا تھا کہ یہ حضرت علیؓ کو قتل کرے گا) علیؓ نے فرمایا کہ یہ اسیر ہے، اس لئے اس کی ضیافت اچھی طرح کرو اور اسے اچھا ٹھکانہ دو، اگر میں بچ گیا تو قتل کروں یا معاف کروں گا۔ اگر میں مرگیا تو اُسے میرے قصاص میں قتل کردو، اور حد سے آگے نہ بڑھو، کیونکہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

تین خارجیوں میں عہدوپیمان

قثم مولائے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ علیؓ نے میرے بڑے بیٹے کو اپنی وصیت میں لکھا کہ اس ابن ملجم کے پیٹ اور شرمگاہ میں نیزہ مارنا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ خوارج میں سے تین آدمی نامزد کیے گئے، عبدالرحمن بن ملجم المرادی جو قبیلہ حمیر میں

سے تھا، اُس کا شمار قبیلہ مراد میں تھا جو کندہ کے بنی جبلہ کا حلیف تھا۔ البرک بن عبداللہ التیمی اور عمرو بن بکیر التیمی۔

یہ تینوں مکے میں جمع ہوئے، انہوں نے یہ عہد و پیمان کیا کہ ان تینوں آدمیوں کو ضرور ضرور قتل کر دیں گے، علیؓ بن ابی طالب، معاویہؓ بن ابی سفیان، عمرو بن العاص اور بندگان خدا کو ان سے راحت دیں گے۔

عبدالرحمٰن بن ملجم نے کہا کہ میں علیؓ بن ابی طالب کے لئے تیار ہوں، البرک نے کہا کہ میں معاویہؓ کیلئے تیار ہوں اور عمرو بن بکیر نے کہا کہ میں تم کو عمرو بن العاص سے کفایت کروں گا۔

اُنہوں نے اس پر باہم عہد و پیمان کر لیا اور ایک نے دوسرے کو بھروسا دلا دیا کہ وہ اپنے نامزد ساتھی کے کارخیر (قتل) سے باز نہ رہے گا اور اُس کے پاس روانہ ہو جائے گا، یہاں تک کہ وہ اُسے قتل کر دے گا یا اُس کے لئے اپنی جان دے دے گا۔

انہوں نے باہم شب ہفتدہم رمضان میعاد مقرر کر لی اور ہر شخص اُس شہر کی طرف روانہ ہو گیا، جس میں اُس کا ساتھی (یعنی وہ شخص جسے وہ قتل کرنا چاہتا تھا) موجود تھا۔

قطام بنت شجنہ کا مہر

عبدالرحمٰن بن ملجم کوفے آیا، وہ اپنے کارجی دوستوں سے ملا، مگر اُن سے اپنے قصد کو پوشیدہ رکھا، وہ اُنھیں دیکھنے جاتا تھا اور وہ لوگ اسے دیکھنے آتے تھے۔ اُس نے ایک روز تیم الرباب کی ایک جماعت دیکھی جس میں ایک عورت قطام بنت شجنہ بن عدی بن عامر بن عوف بن ثعلبہ بن سعد ابن ذہل بن تیم الرباب تھی۔ علیؓ نے جنگ نہروان میں اُس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔

وہ عورت ابن ملجم کو پسند آئی تو اس نے اُسے پیام نکاح دیا، اُس نے کہا کہ میں اُس وقت تک تجھ سے نکاح نہ کروں گی جب تک تو مجھ سے وعدہ نہ کرے۔ عبدالرحمن بن ملجم نے کہا کہ تو مجھ سے جو کچھ مانگے گی۔ میں وہی تجھے دوں گا، اُس عورت نے کہا کہ تین ہزار درم اور علیؓ بن ابی طالب کا قتل۔

ابن ملجم نے کہا کہ واللہ مجھے اس شہر میں سوائے قتل علی بن ابی طالب کے اور کوئی چیز نہیں لائی اور جو تو نے مانگا میں تجھے دوں گا۔ وہ شبیب بن بجرۃ الاشجعی سے ملا اسے اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور اپنے ساتھ رہنے کی دعوت دی۔ اُس نے اس کی یہ بات مان لی۔

ابن ملجم اور اشعث بن قیس الکندی

عبدالرحمٰن بن ملجم اُس شب کو جس کی صبح کو اُس نے علیؓ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا تھا۔ رات بھر اشعث بن قیس الکندی سے اُس کی مسجد میں سرگوشی کرتا رہا۔ جب طلوع فجر کے قریب ہوا تو اس سے اشعث نے کہا، صبح نے تجھے ظاہر کر دیا، بس کھڑا ہوا۔ عبدالرحمن بن ملجم اور شبیب بن بجرہ کھڑے ہو گئے، انھوں نے اپنی تلواریں لے لیں اور آکے اُس دروازے کے مقابل بیٹھ گئے جس سے علیؓ نکلتے تھے۔

حضرت علیؓ کی خواب میں رسول اللہ سے ملاقات

حسنؓ بن علیؓ نے کہا کہ میں صبح سویرے ان کے (علیؓ کے) پاس آیا اور بیٹھ گیا، فرمایا میں رات بھر اپنے گھر والوں کو جگاتا رہا۔ پھر میری آنکھوں کی (نیند) نے مجھ پر قبضہ کر لیا، حالانکہ میں بیٹھا ہوا تھا۔

رسول اللہ ﷺ (خواب میں) میرے سامنے آئے، عرض کی۔ یا رسول اللہ مجھے آپ کی اُمت سے کس قدر تعب وفساد حاصل ہوا۔ فرمایا اللہ اُن کے لئے بددُعا کرو۔ میں نے کہا اے اللہ مجھے اُن کے بدلے وہ دے جو اُن سے بہتر ہو اور اُن کو میرے بدلے وہ دے جو مجھ سے بدتر ہو۔

حضرت علیؓ پر حملہ

اتنے میں ابن النباح مؤذن آئے، انھوں نے کہا کہ نماز (تیار ہے) میں نے اُن کا (علیؓ کا) ہاتھ پکڑا تو وہ کھڑے ہو کر اس طرح چلنے لگے کہ ابن النباح اُن کے آگے تھے اور میں پیچھے، جب دروازے سے باہر ہو گئے تو انھوں نے ندا دی کہ اے لوگو! نماز نماز، اسی طرح وہ ہر روز کیا کرتے تھے، جب نکلتے تو ہمراہ اُن کا درہ ہوتا اور لوگوں کو جگایا کرتے تھے۔

دو آدمیوں نے اُنھیں روکا، کسی ایسے شخص نے جو وہاں موجود تھا، کہا کہ میں نے تلوار کی چمک دیکھی، اور کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا کہ اے علی حکم اللہ ہی کے لئے نہ کہ تمہارے لئے میں نے دوسری تلوار دیکھی۔ پھر دونوں نے مل کر مارا۔ عبدالرحمٰن ابن ملجم کی تلوار پیشانی سے سر تک لگ کر اُن کے بھیجے تک پہنچ گئی لیکن شبیب کی تلوار وہ محراب میں پڑی۔

قاتل کی گرفتاری کا حکم

میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ یہ آدمی ہرگز تم سے چھوٹنے نہ پائے۔ لوگ ہر طرف سے اُن دونوں پر ٹوٹ پڑے مگر شبیب بچ کر نکل گیا، عبدالرحمٰن بن ملجم گرفتار کر لیا گیا اور اسے علیؓ کے پاس پہنچا دیا گیا۔

بن ملجم کے لئے حضرت علیؓ کی ہدایت

علیؓ نے کہا کہ اُسے اچھا کھانا کھلاؤ اور نرم بستر دو، اگر میں زندہ رہا تو اس کے خون کے معاف کرنے یا قصاص لینے کا زیادہ مستحق ہوں گا اور اگر میں مرگیا تو اسے بھی میرے ساتھ کر دو۔ میں رب العالمین کے پاس اُس سے جھگڑ لوں گا۔

حضرت اُم کلثوم کی ابن ملجم کو سرزنش

ام کلثومؓ بنت علیؓ نے کہا کہ اے اللہ کے دُشمن تو نے امیر المومنین کو قتل کر دیا۔ اُس نے کہا میں نے صرف تمہارے باپ کو قتل کیا۔ انہوں نے کہا واللہ مجھے اُمید ہے کہ امیر المومنین پر کوئی اندیشہ نہیں اُس نے کہا تو پھر تم کیوں روتی ہو، پھر کہنے لگا واللہ میں نے اپنی تلوار کو ایک مہینے تک زہر آلود کیا ہے، اگر وہ مجھ سے بے وفائی کرے تو اللہ اُسے نابود و دور کر دے۔

اشعث بن قیس نے اپنے بیٹے قیس بن الاشعث کو اُسی صبح کو علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ اے فرزند عزیز دیکھ کہ امیر المومنین نے کیوں کر صبح کی، وہ گیا اور اُس نے انہیں دیکھا واپس آیا اور کہا کہ میں نے اُن کی آنکھوں کو دیکھا کہ وہ اُن کے سر میں دھنس گئی ہیں۔ اشعث نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم، مجروح کی دونوں آنکھوں؟

حضرت علیؓ کی شہادت

علیؓ جمعے کے دن اور ہفتے کی شب کو زندہ رہے، شب یک شنبہ ۱۹ رمضان کو اُن کی وفات ہوگئی (رحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ) حسنؓ حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر نے انہیں غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں کرتہ نہ تھا۔

حضرت علیؓ کی نماز جنازہ

شعبیؒ سے (متعدد سلسلوں سے) مروی ہے کہ حسنؓ بن علیؓ نے علیؓ بن ابی طالب پر نماز پڑھی، انہوں نے اُن پر چار تکبیریں کہیں علیؓ کوفے میں مسجد جامع کے نزدیک اس میدان میں جو ابواب کندہ کے متصل ہے لوگوں کے نماز فجر سے واپس ہونے سے پہلے دفن کردیے گئے۔ حسنؓ بن علیؓ اُن کے دفن سے واپس ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی، لوگوں نے ان سے بیعت کرلی، علی رضی اللہ عنہ کی خلافت چار سال اور نو مہینے رہی۔

حضرت علیؓ کی مدت حیات

ابی اسحٰق سے مروی ہے کہ جس روز علیؓ کی وفات ہوئی وہ تریسٹھ برس کے تھے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ مہینے کے سال میں جب ۸۱ھ شروع ہوگیا تو میں نے محمد بن الحنفیہ کو کہتے سنا کہ میں اپنے والد کی عمر سے بڑھ گیا، میں نے کہا کہ اُن کا سن جس روز وہ قتل کیے گئے (یرحمہ اللہ) کتنا تھا، انہوں نے کہا کہ تریسٹھ برس۔ محمد بن عمر (الواقدی) نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

طلق الاعمیٰ (نابینا) نے اپنی دادی سے روایت کی کہ میں اور اُم کلثومؓ بنت علی علی رضی اللہ عنہ پر رو رہی تھیں۔

حضرت امام حسنؓ کا خطبہ

ہبیرہ بن یریم سے مروی ہے کہ میں نے حسنؓ بن علیؓ کو دیکھا کہ انہوں نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ اے لوگو! ایک ایسا شخص تم سے جدا ہو گیا کہ نہ اولین اُس سے آگے بڑھے نہ آخرین اسے پائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ اُسے میدان جنگ میں بھیجتے تھے اور اُسے جھنڈا دیتے تھے، وہ اُس وقت تک واپس نہیں کیا جاتا تھا تاوقتیکہ خدا اسے فتح نہیں دیتا تھا، جبرئیل اس کے داہنی طرف رہتے تھے، اور میکائیل اُس کی بائیں طرف اس نے نہ چاندی چھوڑی نہ سونا، سوائے سات سو درہم کے جو اُس کی عطا سے بچ گئے، جن سے اُس کا ارادہ خادم خریدنے کا تھا۔

ہبیرہ بن یریم سے مروی ہے کہ جب علیؓ بن ابی طالب کی وفات ہوئی تو حسنؓ بن علیؓ کھڑے ہوئے منبر پر

پڑھے اور کہا کہ اے لوگو، رات وہ شخص اُٹھا لیا گیا جس سے نہ اولین آگے بڑھے اور نہ آخرین اُسے پائیں گے جس کو رسول اللہ ﷺ میدان جنگ میں بھیجتے تھے، اُس کی داہنی طرف سے جبرئیل اُسے پناہ میں لیتے تھے اور بائیں طرف سے میکائیل، وہ اُس وقت تک نہیں پلٹتا تھا، جب تک اللہ اُسے فتح نہ دے دیتا، اُس نے سوائے سات سو درم کے کچھ نہ چھوڑا، جس سے اُس کا ارادہ خادم خریدنے کا تھا، وہ اُس شب کو اُٹھایا گیا جس میں عیسیٰ بن مریم کی روح کو معراج ہوئی یعنی رمضان کی سترھویں شب۔

حضرت امام حسنؓ کی ایک غلط عقیدہ کی تردید

عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ حسنؓ بن علیؓ سے کہا گیا کہ ابوالحسن علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علیؓ دابۃ الارض تھے اور وہ قیامت کے قبل پھر بھیجے جائیں گے تو انھوں نے کہا کہ وہ جھوٹے ہیں، یہ لوگ اُن کے شیعہ نہیں ہیں، یہ لوگ اُن کے دشمن ہیں۔

اگر ہمیں دوبارہ بھیجے جانے کا علم ہوتا تو نہ ہم اُن کی میراث تقسیم کرتے اور نہ اُن کی بیویوں کا نکاح کرتے۔

ابن سعد نے کہا کہ اسی طرح عمرو بن الاصم سے بھی روایت ہے۔

عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ میں حسنؓ بن علیؓ کے پاس گیا جو عمرو بن حریث کے مکان میں تھے، اُن سے میں نے کہا کہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علیؓ قیامت سے پہلے واپس آئیں گے، وہ ہنسے اور کہا کہ سبحان اللہ اگر ہمیں اس کا علم ہوتا تو نہ ہم اُن کی عورتوں کا نکاح کرتے اور نہ باہم اُن کی میراث تقسیم کرتے۔

عبدالرحمٰن بن ملجم کا انجام

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ملجم قید خانے میں رہا، جب علیؓ انتقال فرما گئے (رضوان اللہ علیہ وبرکاتہ) اور دفن کر دیے گئے تو حسنؓ بن علیؓ نے عبدالرحمٰن بن ملجم کو بلا بھیجا، اُسے قید خانے سے نکالا کہ قتل کریں، لوگ جمع ہو گئے اور اُس کے پاس مٹی کا تیل، بوریے اور آگ لائے، اُن لوگوں نے کہا کہ ہم اسے جلائیں گے تو عبداللہ بن جعفر، حسینؓ بن علیؓ اور محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ ہمیں چھوڑ دو کہ ہم اس سے اپنا دل ٹھنڈا کریں۔

عبداللہ بن جعفر نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے مگر اُس نے فریاد نہ کی اور نہ کچھ کلام کیا۔ اُس کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیری مگر اُس نے فریاد نہ کی اور کہنے لگا کہ تم اپنے چچا کی آنکھوں میں ایک تیز اور تکلیف دہ سلائی سے سرمہ لگاتے ہو، پھر اس نے سورۃ "اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق" آخر تک پڑھی، اُس کی دونوں آنکھیں بہہ رہی تھیں۔

عبداللہ نے حکم دیا تو اُس کی زبان کھینچی گئی تا کہ اُسے کاٹیں، اُس نے فریاد کی۔ کہا گیا کہ ہم نے تیرے ہاتھ پاؤں کاٹے اور تیری آنکھیں نکالیں، اے اللہ کے دشمن، مگر تو نے فریاد نہ کی، جب ہم تیری زبان کی طرف گئے تو تو نے فریاد کی۔ اُس نے کہا میری یہ فریاد صرف اس لئے ہے کہ میں پسند نہیں کرتا کہ دنیا میں اس حالت میں ہچکیاں لوں کہ اللہ کا ذکر نہ کرسکوں۔

انہوں نے اس کی زبان کاٹ ڈالی اور ایک کھجور کے پٹارے میں بند کر کے آگ میں جلا دیا اُس زمانے میں عباسؓ بن علیؓ اتنے چھوٹے تھے کہ ان کے بلوغ کا زمانہ بھی نہ آیا تھا۔

ابن ملجم کا حلیہ

عبدالرحمٰن بن ملجم گندم گوں خوش رو تھا، دانتوں میں کھڑکیاں تھیں، اُس کے بال کان کی لوؤں تک تھے پیشانی میں سجدوں کا نشان تھا۔

حضرت عائشہؓ کا اظہار افسوس

لوگوں نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر سفیان ابن اُمیہ بن ابی سفیان بن اُمیہ بن عبد شمس حجاز لے گئے۔ عائشہؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے کہا۔

فالقت عصاها و استقرت بها النوی کما قرّ عینا بالایاب المسافر

اُس نے عصائے سفر رکھ دیا، جدائی کے دن ختم ہو گئے، وہی مسرت حاصل ہوئی جیسے مسافر کی آنکھ اپنے گھر واپس آنے پر ٹھنڈی ہوتی ہے۔

صحابہ رسُول اللہ ﷺ منجملہ انصار و مہاجرین اور ان کے اخلاف و متبعین

اہل علم، وفقہ و روایت

اسماء و صفات، ونسب، وکنیت تا بحد علم

محمد بن سعد (مؤلف کتاب) کہتے ہیں، میں نے یہ حالات حسب ذیل راویوں کی سند سے لئے ہیں عروہ عکرمہ، عاصم بن عمرو بن قتادہ، یزید بن رومان، موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی عن ابیہ، عبدالمجید بن عبس عن ابیہ، محمد بن جبیر ابن مطعم، سعید بن عبدالرحمٰن بن رقیش، ان کے علاوہ ایسے راویوں سے بھی نے روایت کی ہے جو علمائے مدینہ سے ملے تھے۔

علیٰ ہذا ابو معشر نجیح المدینی، محمد بن اسحاق (بہ دو سلسلہ) موسیٰ ابن عقبہ، زکریا بن زید بن سعد الاشہل، زکریا بن یحیی بن ابی الزوائد السبعی، ابو عبیدہ بن عبداللہ بن محمد بن عمار بن یاسر، ابراہیم بن نوح بن بن محمد الظفری، علاوہ بریں اُن راویوں سے بھی روایت کی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر میں حاضر ہوئے اور نقیبوں کی تعداد نام، نیز اُن لوگوں کی تعداد و نام سے بھی باخبر تھے جنہیں شرف صحبت نبویؐ حاصل ہوا تھا۔

''و کذالک ابو نعیم فضل بن دکین، معن بن عیسی الاشجعی القزاز''

ہشام بن محمد بن السائب بن بشیر الکلبی عن ابیہ وغیرہ ہم من اہل العلم۔

ان سب صاحبوں نے مجھے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے متعلق، نیز طبقہ تابعین کے علماء، وفقہاء و رواۃ محدثین کے متعلق جو کچھ بھی بتایا اُن سب کو میں نے یک جا کر لیا۔

جہاں تک اُن کے نام مجھے معلوم ہوئے حسب موقع ومحل بیان کردیے۔

تذکرہ طبقہ اولیٰ

جو غزوات نبویؐ سے پہلے ایمان لائے اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے

یہ تمام حضرات اُن مہاجرین اولین میں سے تھے جنہیں اپنے مقامات سے جدا ہونا پڑا، ہجرت کرنی پڑی، اوطن ہونا پڑا، مال ومنال چھن گیا اور دولت سے جدا کردیے گئے۔

ان کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے انصار بھی تھے جو دارالاسلام ودارالامان (مدینہ مبارکہ) میں مقیم تھے۔

مزید برآں، ان سب کے حُلفاء وموالی۔

اور وہ جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے حصہ اور اجر مقرر فرمایا۔

غزوۂ بدر میں مہاجرین میں سے وہ لوگ حاضر ہوئے جو بنی ہاشم ابن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ ن کعب بن لوی بن غالب بن فہر میں سے تھے۔ فہر تک قریش کا اجتماع ہے، ابن مالک بن النضر ابن کنانہ بن خزیمہ ن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان جو بنی اسماعیل بن ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام میں سے تھے۔

مد رسول اللہ ﷺ

الطیب المبارک سید المسلمین وامام المتقین، رسول اللہ رب العالمین، ابن عبداللہ بن عبد المطلب بن ہشام ن عبد مناف بن قصی، آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ابن کعب لوی بن لب بن فہر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں قاسمؓ تھے جن کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی۔ بعثت سے پہلے پیدا ۔ئے، ایک فرزند عبداللہ تھے، وہی طیب وطاہر تھے، اُن کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ اسلام میں (بعثت کے بعد) پیدا ۔ئے، اور چار صاحبزادیاں زینبؓ، ام کلثومؓ رقیہؓ اور فاطمہؓ تھیں، ان سب صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی والدہ خدیجہؓ ت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں، وہ سب سے پہلی بیوی ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا۔

حضور ﷺ کی اولاد

آپ کے ایک فرزند ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ تھے، اُن کی والدہ ماریہ قبطیہ تھیں جن کو بطور ہدیہ مقوقس شاہ سکندریہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ولد اکبر قاسمؓ تھے، اُن کے بعد زینبؓ پھر عبداللہ، ام کلثومؓ، طمہؓ اور رقیہؓ قاسم کا انتقال ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے مکے میں سب سے پہلے میت آپ کی تھی، بعد کو بداللہ کا انتقال ہوا تو عاص بن وائل نے کہا کہ ان کی نسل منقطع ہوگئی، یہ ابتر (بے نام ونشان) ہوگئے۔ اس پر اللہ بارک وتعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "ان شانئک ھو الابتر" (اے نبی ﷺ آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے)

ذی الحجہ ۸ھ میں آپ کے فرزند ابراہیمؑ مدینہ منورہ میں ماریہؓ سے پیدا ہوئے اور صرف اٹھارہ مہینے تھے کہ وفات پا گئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور کی ابتدا ۲۸ صفر چار شنبے کو میمونہ زوجہ نبی ﷺ کے مکان ہوئی۔ آپ کی وفات (صلوٰت اللہ علیہ) ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ ۱۱ھ کو ہوئی۔ سہ شنبے کو آفتاب ڈھلنے کے بعد دفن ہوئے۔

ہجرت کے بعد مدینے میں آپ کا دس سال قیام رہا، اس سے قبل بعثت سے ہجرت تک مکہ مکرمہ میں تیرہ رہا، آپ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے، عام الفیل میں یعنی جس سال ابرابہ بیت اللہ کو منہدم کرنے کے ہاتھیوں کا لشکر لایا تھا، اسی سال ولادت ہوئی، تریسٹھ سال کی عمر میں وفات ہوئی (صلوۃ اللہ علیہ)

حمزۃ بن عبدالمطلب

خطاب اسداللہ واسد رسولہ تھا آنحضرت کے چچا تھے (رضی اللہ عنہ) سلسلہ نسب یہ تھا حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی۔ ان کی والدہ ہالہ بنت اہیب بن عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب بن مرہ ہیں۔ اُن کی کنیت ابوعمارۃ تھی۔

اُن کے لڑکوں میں سے ایک یعلی تھے، جن کی وجہ سے حمزہ کی کنیت ابوالعلی تھی۔ ایک فرزند عامر تھے جو لا ولد مر گئے۔ ان دونوں، یعلی وعامر کی والدہ دختر الملۃ بن مالک عبدہ بن حجر بن فائد بن حارثہ بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں، جو قبیلہ اوس کے انصار میں سے تھے۔

ایک فرزند عمارۃ بن حمزہؓ تھے جن کے نام سے اُن کی کنیت ابوعمارہ تھی، عمارہ کی والدہ خولہ بنت قیس بن فہد انصاریہ تھیں، جو ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کی اولاد میں سے تھیں۔

امامہ بنت حمزہؓ آپ کی صاحبزادی تھیں، اُن کی والدہ سلمٰی بنت عمیس، اسماء بنت عمیس الخثعمیہ کی بہن تھیں۔

یہ امامہ وہی ہیں جن کی پرورش کے بارے میں علیؓ اور جعفرؓ اور زید بن حارثہ نے جھگڑا کیا تھا۔

اُن میں سے ہر شخص چاہتا تھا کہ وہ اُس کے پاس رہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے لئے جعفر کے حق میں فیصلہ کیا۔ اس لئے کہ ان کی خالہ اسماء بنت عمیس اُن کے پاس تھیں (یعنی اُن کی زوجہ تھیں)

امامہ کا نکاح رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن ابی سلمہ ابن عبدالاسد مخزومی سے کر دیا اور فرمایا کہ اے سلمہ، تم تمہارا حق مل گیا قبل اس کے کہ امامہ تمہارے پاس رہتیں وفات پا گئے۔

عمارہ، فضل، زبیر، عقیل اور محمد، یعلی بن حمزہ کے لڑکے تھے جو لاولد مر گئے، حمزہ بن عبدالمطلب کے بیٹے باقی رہے اور نہ پوتے۔

ابوجہل کا غوطے میں مسجد حرام میں داخل ہونا

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ ایک روز نبی ﷺ کو ابوجہل، عدی بن الحمراء اور ابن الاصداء نے بُرا کہا، آپ کو گالیاں دیں اور ایذا پہنچائی، حمزہ بن عبدالمطلب کو معلوم ہوا تو غضبناک ہو کر مسجد حرام میں داخل ہوئے اور

وں نے ابوجہل کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا حمزہ اسلام لائے ، اُن سے رسول اللہ ﷺ اور سلمانوں کو قوت ہوگئی۔ یہ واقعہ نبوت کے چھٹے سال ۶؁ھ رسول اللہ ﷺ کے دارارقم میں داخل ہونے کے بعد ہوا۔

عمران بن مناح سے مروی ہے کہ جب حمزہؓ بن عبدالمطلب نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن ہدم کے پاس اُترے، محمد بن صالح اور عاصم بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اُترے۔

عبداللہ بن محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب اور زیدؓ بن حارثہ میں عقد واخاۃ کردیا، غزوہ اُحد میں جب شریک ہوئے تو زید کو وصیت کی۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینے آئے تو سب سے پہلے حمزہؓ بن عبدالمطلب ہی کے لئے جھنڈا باندھا اور تمیں سواروں کے ہمراہ سریے پر روانہ کیا، لوگ اُس قافلہ قریش کو روکنے کے لئے ساحل سمندر تک پہنچ گئے جو شام سے آکر مکے کی طرف واپس جارہا تھا اُس میں تین سو سواروں کے ہمراہ ابوجہل بن ہشام بھی تھا، حمزہ واپس ہوئے اور اُن لوگوں کے درمیان جنگ نہیں ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی یہی خبر متفق علیہ ہے کہ سب سے پہلے جھنڈا جو رسول اللہ ﷺ نے باندھا، حمزہ بن عبدالمطلب کے لئے تھا۔

جنگِ بدر میں حضرت حمزہؓ کی شہادت

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ جنگ بدر میں حمزہ شتر مرغ کا پر بطور نشان جنگ لگائے ہوئے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ غزوہ بنی قینقاع میں رسول اللہ ﷺ کا لوا، حمزہ نے اُٹھایا اور اُس روز رایات نہ تھے، ہجرت کے بعد بتیسویں مہینے جنگ اُحد میں شہید ہوئے (رحمہ اللہ) اُس روز انسٹھ سال کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے چار سال بڑے تھے۔

وہ ایسے آدمی تھے جو نہ بلند و بالا تھے نہ پست قد۔ انھیں وحشی بن حرب نے شہید کیا، اُن کا پیٹ چاک کر کے جگر لے لیا اور ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کے پاس لایا، اُس نے اُسے چبا کے پھینک دیا پھر وہ آئی اور حمزہؓ کو مثلہ کیا یعنی ناک کان کاٹ لیے) اور اُن سے دو کڑے، دو بازو بند اور دو پازیب بنائیں۔ وہ اُن چیزوں کو اور اُن کے جگر کو مکے میں لائی۔

حمزہؓ کو ایک چادر کا کفن دیا گیا، جو اتنی چھوٹی تھی کہ سر ڈھانکتے تو دونوں قدم کھل جاتے، اور پاؤں ڈھانکتے تو چہرہ کھل جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چہرہ ڈھانک دو۔ آپ نے اُن کے پاؤں پر حرمل، جو ایک گھاس ہے، رکھ دی۔

حمزہ بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن جحش کی تدفین

ہشام بن عروہؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ حمزہؓ ابن عبدالمطلب کو ایک چادر میں کفن دیا گیا۔ عمرو بن عثمانؓ الجحشی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ حمزہ بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن جحش ایک قبر میں دفن کیے گئے۔

حمزہؓ عبداللہ بن جحش کے ماموں تھے۔

حمزہؓ کی قبر میں ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ اور زبیرؓ اترے، رسول اللہ ﷺ اُن کی قبر پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں نے ملائکہ دیکھے کہ وہ حمزہؓ کو غسل دے رہے ہیں اس لئے کہ وہ اُس روز حالت جنابت میں تھے۔

اُس روز حمزہؓ شہداء میں سب سے پہلے شخص تھے جن پر رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی آپ نے اُن پر چار تکبیریں کہیں، پھر اور شہداء اُن کے پاس جمع کیے گئے۔

جب کسی شہید کو لایا جاتا تھا تو اُسے حمزہؓ کے پہلو میں رکھ دیا جاتا تھا، پھر اُن پر اور اُس شہید پر نماز پڑھی جاتی تھی، اس طرح اُن پر ستر مرتبہ پڑھی گئی۔

بنی عبدالاشہل میں مقتولین پر آہ وبکا

رسول اللہ ﷺ نے بنی عبدالاشہل میں اپنے مقتولین پر رونے کی آواز سنی تو فرمایا، حمزہؓ کے لئے رونے والیاں نہیں ہیں، سعد بن معاذ نے سُنا تو بنی عبدالاشہل کی عورتوں کے پاس آئے اور اُن کو رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر روانہ کردیا وہ حمزہؓ پر روئیں، رسول اللہ ﷺ نے سُنا تو اُن عورتوں کے لئے دُعا فرمائی اور انھیں واپس کردیا۔ اس کے بعد سے آج تک انصار میں سے کوئی عورت اپنی میت پر نہیں روتی وقتیکہ پہلے وہ حمزہ پر رولی ہو۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب معاویہؓ نے یہ ارادہ کیا کہ اُحد میں نہر جاری کریں جو اُنہی کے نام سے منسوب ہوئی تو نہر نکالنے والوں نے اُنھیں لکھا کہ ہم اُسے شہداء کی قبور پر سے نکال سکتے ہیں اور کہیں سے نہیں نکال سکتے۔

معاویہؓ نے لکھا کہ اُن کی قبریں کھود ڈالو۔ راوی نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ جب وہ شہداء دوسری جگہ دفن کرنے کے لئے لوگوں کی گردنوں پر اُٹھائے جارہے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگ سو رہے۔ حمزہؓ بن عبدالمطلب کے پاؤں میں پھاوڑہ لگ گیا تو اُس سے خون نکل آیا۔

دختر حمزہؓ کا نکاح

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ علیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا آپ اپنے چچا کی بیٹی، دُختر حمزہؓ سے کیوں نہ نکاح کر لیجیے، کیونکہ وہ قریش بھر میں خوبصورت یا بہت حسین جوان ہیں۔

آپ نے فرمایا اے علیؓ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حمزہ میرے رضاعی (دودھ شریک) بھائی ہیں اور اللہ نے جو نسب سے حرام کیا وہی رضاع سے بھی حرام کیا۔

علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کیا ہوا کہ میں قریش کی عورتوں میں آپ کا میلان دیکھتا ہوں اور ہمیں آپؐ نے چھوڑ دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ''ہاں حمزہؓ کی بیٹی'' فرمایا وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں'' ابن عباس سے مروی ہے کہ حمزہؓ کی بیٹی سے رسول اللہ ﷺ کے نکاح کا ارادہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں اور رضاع سے وہی حرام ہے جو نسب سے حرام ہے۔

حمزہ بن عبدالمطلب کی درخواست

عمار بن ابی سے مروی ہے کہ حمزہؓ بن عبدالمطلب نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ آپ اُنھیں جبریل کو ان کی اصلی صورت میں دکھائیں، فرمایا تمہیں طاقت نہیں ہے کہ اُنھیں دیکھو اُنھوں نے کہا کیوں نہیں، فرمایا اپنے مقام پر بیٹھو، پھر جبریل کعبے میں اُس لکڑی پر اترے جس پر مشرکین بیت اللہ کا طواف کرتے وقت اپنے کپڑے رکھ دیتے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا اپنی نظر اُٹھاؤ اور دیکھو، اُنہوں نے دیکھا تو اُن کے دونوں قدم مثل زمرد کے سبز تھے، وہ بیہوش ہو کے گر پڑے۔

علیؓ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے حمزہؓ کو بُلا دو، وہ اُن سب سے زیادہ مشرکین کے قرابت دار تھے۔

حمزہ بن عبدالمطلب کا رسول اللہ ﷺ کے آگے دو تلواروں سے جنگ کرنا

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ اُحد کے روز حمزہؓ بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے آگے دو تلواروں سے جنگ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں اسد اللہ (اللہ کا شیر) ہوں یہ کہتے اور کبھی آگے جاتے کبھی پیچھے ہٹتے، وہ اسی حالت میں تھے کہ یکا یک پھسل کر اپنی پیٹھ کے بل گر پڑے، اُنھیں وحشی اسود نے دیکھ لیا۔ ابو اُسامہ نے کہا کہ اُس نے اُنھیں نیزہ کھینچ کے مارا اور قتل کر دیا، اسحٰق بن یوسف نے کہا کہ پھر حبشی (وحشی) نے اُنھیں نیزہ یا برچھا مارا اور اُن کا پیٹ چاک کر دیا۔

محمد سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ اُحد کے دن لشکروں کے ہمراہ آئی اُس نے نذر مانی تھی کہ اگر حمزہؓ بن عبدالمطلب پر قادر ہوگی تو اُن کا جگر کھائے گی، جب یہ صورت ہوئی کہ حمزہ پر مصیبت آگئی تو مشرکین نے مقتولین کو مثلہ کر دیا۔ وہ حمزہؓ کے جگر کا ایک ٹکڑا لائے ہند سے لے کے چباتی رہی کہ کھا جائے مگر جب نگلنے پر قادر نہ ہوئی تو تھوک دیا، یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے آگ پر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا ہے کہ وہ حمزہؓ کے گوشت میں سے کچھ بھی چکھے، محمد نے کہا کہ ہند مسکینہ پر یہ سختیاں تھیں۔

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ یوم اُحد میں ابوسفیان نے کہا کہ مقتولین کو مثلہ کیا گیا ہے جو بغیر میرے مشورے کے ہوا، نہ میں نے حکم دیا نہ منع کیا، نہ میں نے پسند کیا نہ ناپسند۔ مجھے بُرا معلوم ہوا اور اس سے کچھ خوشی نہ ہوئی۔

راوی نے کہا کہ لوگوں نے دیکھا تو حمزہؓ کا پیٹ چاک تھا، اُن کا جگر ہند نے لے کے کھانا چاہا مگر اس پر وہ قادر نہ ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُس نے اُس میں سے کچھ کھایا لوگوں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا کہ خدا کو منظور نہیں کہ وہ حمزہؓ کا کوئی جزو آگ میں داخل کرے۔

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے روز فرمایا کہ حمزہؓ کی قتل گاہ کس نے دیکھی، ایک شخص نے کہا اللہ آپ کو غالب کرے، میں نے اُن کا مقتل دیکھا ہے آپ نے فرمایا چلو اور ہمیں دکھاؤ۔ وہ شخص روانہ ہوا اور حمزہؓ کے پاس کھڑا ہو گیا، اُس نے انہیں اس حالت میں دیکھا کہ پیٹ چاک ہے اور انہیں مثلہ کر دیا گیا

ہے۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ (واللہ انہیں تو مثلہ کر دیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف، یکھنا گوارا نہ کیا۔ آپ مقتولین کے درمیان کھڑے ہوگئے اور فرمایا، میں ان سب پر گواہ ہوں، انھیں مع ان کے خونوں کے کفن دے دو۔ کوئی مجروح ایسا نہیں ہے جسے راہ خدا میں زخمی کیا جائے اور وہ قیامت کے روز اس حالت میں نہ آئے کہ اس کا خون بہتا ہو، رنگ اُس کا خون کا ہوا اور خوشبو اُس کی مشک کی، انھیں آگے کرو جو زیادہ قرآن جانتے تھے۔ پھر انھیں لحد میں رکھ دو۔

نبی کریم ﷺ کا حضرت حمزہؓ کے قتل کے بدلے ستر آدمیوں کے قتل کا حلف

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد کے روز حمزہؓ بن عبدالمطلب کے پاس اس مقام پر کھڑے ہوئے جہاں وہ شہید ہوئے تھے، آپ نے ایسا دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا جو اس سے زیادہ آپ کا دل دکھانے والا ہوتا دیکھا کہ انہیں مثلہ کر دیا گیا تھا۔ فرمایا تم پر اللہ کی رحمت ہو، تم ایسے تھے کہ معلوم نہیں ایسا صلہ رحم کرنے والا خیرات دینے والا کوئی اور ہو۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمہارے بعد لوگوں کو رنج ہوگا تو میں یہ پسند کرتا کہ تمہیں بغیر کفن ودفن کے چھوڑ دوں کہ اللہ مختلف جانوں سے تمہارا حشر کرے بے شک مجھ پر لازم ہے کہ تمہارے بدلے اُن میں سے ستر آدمیوں کا ضرور ضرور مثلہ کروں،

جبرئیل علیہ السلام کا سورہ نحل کی آخری آیتیں لے کر اُترنا

جبرئیل السلام اُس وقت کہ نبی ﷺ کھڑے تھے سورہ نحل کی آخری آیتیں لے کے اُترے " وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعو قبتم به " سے آخر آیات تک (اگر بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برا سلوک کیا گیا ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے نہایت بہتر ہے) نبی ﷺ نے اپنی قسم کا کفارہ دے دیا، اس سے باز آگئے جس کا آپ نے ارادہ کیا تھا اور صبر کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب یوم احد میں حمزہؓ قتل کیے گئے تو اُن کی بہن صفیہ آنھیں تلاش کرنے آئیں، انھیں معلوم نہ تھا کہ وہ کیا ہوئے، وہ علیؓ اور زبیرؓ سے ملیں، علیؓ نے زبیرؓ سے کہا کہ اپنی ماں سے بیان کرلو، زبیرؓ نے کہا کہ نہیں، تم اپنی پھوپھی سے بیان کر دو۔ صفیہ نے پوچھا کہ حمزہؓ نے کیا کیا، لیکن دونوں نے حقیقت حال چھپائی اور ظاہر کیا کہ وہ نہیں جانتے، نبی ﷺ آئے اور فرمایا کہ مجھے صفیہ کی عقل پر اندیشہ ہے، اپنا ہاتھ اُن کے سینے پر رکھ کے دعا کی تو صفیہ نے انا اللہ وانا الیہ راجعون کہا اور روئیں۔

آپؐ کا تکبیر کہنا

آپ آئے اور حمزہؓ کے پاس کھڑے ہوگئے جن کو مثلہ کر دیا گیا تھا، فرمایا، اگر عورتوں کی بے صبری نہ ہوتی تو میں حمزہؓ کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا، تاکہ وہ پرندوں کے پوٹوں اور درندوں کے پیٹوں سے اُٹھائے جاتے۔

مقتولین کے متعلق حکم دیا اور اُن پر نماز پڑھنے لگے، آپ نو شہیدوں کو اور حمزہؓ کو یک جا رکھتے اُن پر سات مرتبہ تکبیر کہتے پھر وہ اُٹھا لیے جاتے، دوسرے نو کو لایا جاتا، آپ اُن پر تکبیر کہتے یہاں تک کہ آپ سب سے فارغ ہوگئے۔

مقتولین کی زیادتی

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ اُحد کے روز رسول اللہ ﷺ اپنے چچا حمزہؓ پر گزرے جن کی ناک کاٹ دی گئی تھی اور انھیں مثلہ کر دیا گیا تھا فرمایا اگر صفیہ اپنے دل میں رنج نہ کرتیں تو میں انھیں چھوڑ دیتا کہ چوپائے خوراک کھا لیتے اور وہ پرندوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھائے جاتے، انھیں ایک چادر میں کفن دیا گیا۔

جب اُن کا سر ڈھانکا جاتا تھا تو دونوں پاؤں کھل جاتے تھے اور جب وہ پاؤں پر کھینچ دی جاتی تھی تو اُن کا سر کھل جاتا تھا۔ کپڑے کم تھے اور مقتولین زیادہ، ایک اور دو اور تین آدمیوں کو ایک چادر میں کفن دیا جاتا، آپ تین اور دو آدمیوں کو ایک قبر میں جمع کرتے اور پوچھتے کہ ان میں سے کون قرآن زیادہ جانتا ہے، جو قرآن زیادہ جانتا اُس کو لحد میں مقدم کرتے۔

عروہ سے مروی ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب کو ایک چادر میں کفن دیا گیا۔

خباب نے کہا کہ حمزہؓ کو ایک چادر میں کفن دیا گیا، اُن کا سر ڈھانکا جاتا تو پاؤں باہر ہو جاتے اور پاؤں ڈھانکے جاتے تو سر کھل جاتا، اُن کا سر ڈھانک دیا گیا اور پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دی گئی۔

حضرت حمزہؓ کے کفن کا مسئلہ

ابی اُسید الساعدی سے مروی ہے کہ میں حمزہؓ کی قبر پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا جب لوگ چادر کھینچتے تھے تو اُن کے دونوں قدم کھل جاتے تھے اور قدموں پر کھینچتے تھے تو اُن کا چہرہ کھل جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اُسے اُن کے چہرے پر کر دو اور پاؤں پر اس درخت کے پتے کر دو، رسول اللہ ﷺ نے سر اٹھایا تو اصحاب رو رہے تھے۔ فرمایا تمہیں کیا چیز رلاتی ہے، کہا گیا کہ یا رسول اللہ ہم آج آپ کے چچا کے لئے ایک کپڑا بھی ایسا نہیں پاتے جو انھیں کافی ہو جائے، فرمایا، ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ کشت زاروں کی طرف نکلیں گے، اُن میں وہ کھانا کپڑا سواری (یا آپ نے فرمایا سواریاں) پائیں گے، اپنے اعزہ کو لکھیں گے ہمارے پاس آ جاؤ، کیونکہ تم ایسی زمین میں ہو جو بے گیاہ ہے، حالانکہ مدینہ اُن کے لئے زیادہ بہتر ہے، اگر وہ جانتے ہوتے، جو اس کی سختی و شدت پر صبر کرے گا، میں قیامت کے روز اُن کا شفیع یا شہید ہوں گا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ صفیہ بنت عبدالمطلب اس طرح آئیں کہ اُن کے ہمراہ دو چادریں تھیں کہ ان دونوں میں اپنے بھائی حمزہ بن عبدالمطلب کو کفن دے دیں، رسول اللہ ﷺ نے زبیر بن العوام سے، جن کی وہ ماں تھیں اور وہ اُن کے بیٹے تھے، فرمایا کہ اس عورت کو سنبھالو، وہ اُن کے سامنے گئے کہ انھیں واپس کر دیں، صفیہ نے کہا کہ اسی طرح میں جاؤں گی، نہ تمہارے لئے زمین ہو نہ تمہارے لئے ماں ہو، وہ حمزہؓ کے پاس پہنچ گئیں، اتفاق سے اُن کے پہلو میں ایک انصاری کی تلاش تھی، حمزہؓ کو اُن دونوں میں سے جو چادر بڑی تھی اُس میں کفن دیا گیا اور انصاری کو دوسری چادر میں۔

شہداء کا غسل

اشعث سے مروی ہے کہ حسنؓ سے سوال کیا گیا کہ آیا شہداء کو غسل دیا جائے گا تو انہوں نے کہا: ہاں ...

اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے ملائکہ کو حمزہؓ کو غسل دیتے ہوئے دیکھا۔

ابی مالک سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے شہدائے احد پر دس دس پر اس طرح نماز پڑھی کہ ہر دس کے ساتھ حمزہؓ پر نماز پڑھتے تھے۔

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہؓ پر نماز پڑھی، آپ نے اُن پر نو مرتبہ تکبیر کہی، پھر دوسری جماعت کو لایا گیا آپ نے اُن پر سات مرتبہ تکبیر کہی، پھر دوسری جماعت کو لایا گیا تو آپ نے اُن پر پانچ مرتبہ تکبیر کہی، یہاں تک کہ آپ اُن سے فارغ ہو گئے سوائے اس کے آپ نے تکبیر طاق مرتبہ کہی۔

حضرت حمزہؓ پر آپ ﷺ نے ستر مرتبہ نماز جنازہ پڑھی

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہؓ کو رکھا، اُن پر نماز پڑھی انصار کے ایک آدمی کو لایا گیا، انھیں اُن کے پہلو میں رکھا گیا، آپ نے اُن پر نماز پڑھی، پھر وہ انصاری اٹھا لیے گئے اور حمزہؓ رہنے دیے گئے یہاں تک کہ اُس روز آپ نے اُن پر ستر نمازیں پڑھیں۔

شعبیؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہؓ بن عبدالمطلب پر نماز پڑھی، ایک شخص کو لایا گیا اور اُسے رکھا گیا، آپ نے اُن دونوں پر ملا کے نماز پڑھی، اس شخص کو اٹھایا گیا اور دوسرے کو لایا گیا، آپ برابر یہی کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے اُس روز حمزہؓ پر ستر نمازیں پڑھیں۔

آیت کا مفہوم

ابوالضحیٰ سے مروی ہے کہ انھوں نے اللہ جل ثناؤہ کے اس قول " ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون " (اور اُن لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہرگز مردہ نہ سمجھو، وہ زندہ ہیں جنھیں اُن کے پروردگار کے پاس رزق دیا جاتا ہے، میں نے کہا کہ یہ آیت شہدائے اُحد کے بارے میں نازل ہوئی، اور یہ آیت " ویتخذ منکم شھداء " (تاکہ اللہ تم میں سے شہید بنائے) بھی انھیں کے بارے میں نازل ہوئی، اُس روز ستر مسلمان شہید ہوئے، چار مہاجرین میں سے، حمزہؓ بن عبدالمطلب، مصعب بن عمیر جو بنی عبدالدار کے بھائی تھے، شماس بن عثمانؓ المخزومی اور عبداللہ بن جحش الاسدی، بقیہ انصار میں سے تھے۔

قیس بن عباد سے مروی ہے کہ میں نے ابوذرؓ کو قسم کھاتے سنا کہ یہ آیت " ھذان خصمان اختصموا فی ربھم " فالذین کفروا (یعنی یہ دونوں فریق ہیں جنھوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا، جن لوگوں نے کفر کیا تو ان کے لئے آگ کے کپڑے بیونتے جائیں گے) سے " ان اللہ یفعل مایرید (اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، تک بدر کے دن ان چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئیں۔ حمزہ بن عبدالمطلب علیؓ بن ابی طالب، عبیدہ بن الحارث، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

عورتوں کا اپنے شہداء کے لئے رونا

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اُحد سے لوٹے تو آپ نے بنی عبدالاشہل کی عورتوں کو اپنے شہداء پر روتے سنا، فرمایا تمہارے لئے حمزہؓ بھی ہیں کہ ان کے لئے رونے والیاں نہیں ہیں، انصاری عورتیں آپ

کے پاس جمع ہوئیں اور حمزہؓ پر روئیں، رسول اللہ ﷺ سو گئے تھے بیدار ہوئے تو وہ رو رہی تھیں، فرمایا: اُن کا بھلا ہو، وہ اب تک یہیں ہیں، اُنھیں حکم دو کہ واپس جائیں اور آج کے بعد کسی میت پر نہ روئیں۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اُحد سے فارغ ہوئے تو بنی عبد الاشہل کی عورتوں پر گزرے، اُنھیں اُن لوگوں پر روتے سُنا جو اُحد میں شہید ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حمزہ پر کوئی رونے والیاں نہیں ہیں، سعد بن معاذ نے سُنا تو بنی عبد الاشہل کی عورتوں کے پاس گئے اور اُنھیں حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر جائیں اور حمزہؓ پر روئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا رونا سُنا تو فرمایا، یہ کون ہیں۔ کہا گیا کہ یہ انصار کی عورتیں، آپ اُن کے پاس نکل کر آئے اور فرمایا: واپس جاؤ، آج کے بعد رونا جائز نہیں ہے۔

زہیر بن محمد کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا، اللہ تم پر برکت کرے، تمہاری اولاد پر اور تمہاری اولاد کی اولاد پر، اور عبدالعزیز ابن محمد کی روایت میں ہے کہ (آپ نے فرمایا) اللہ تم پر رحمت کرے، تمہاری اولاد پر اور تمہاری اولاد کی اولاد پر۔

رونے پر شدت سے ممانعت

محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اُحد سے واپس ہوئے تو اس حالت میں گزرے کہ بنی عبد الاشہل کی عورتیں اپنے مقتولین پر رو رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حمزہؓ کے لئے کوئی رونے والیاں نہیں، سعد بن معاذ کو معلوم ہوا تو انھوں نے اپنی عورتوں کو روانہ کر دیا اور اُنھیں مسجد کے دروازے پر اس حالت میں لائے کہ وہ حمزہؓ پر رو رہی تھیں، عائشہؓ نے کہا کہ ہم لوگ بھی اُن کے ساتھ رونے لگے، رسول اللہ ﷺ سو گئے حالانکہ ہم لوگ رو رہے تھے، آپ بیدار ہوئے اور آخری نماز عشاء پڑھ کے سو گئے، حالانکہ ہم لوگ رو رہے تھے، پھر آپ بیدار ہوئے، آواز سُنی تو فرمایا: میں اُنھیں اس وقت تک یہیں دیکھتا ہوں ان سے کہو کہ واپس جائیں آپ نے اُن کے لئے اُن کے شوہر اور ان کی اولاد کے لئے دُعا کی۔ صبح ہوئی تو آپ نے رونے سے اس شدت سے منع کر دیا شدت سے آپ اور کسی شے (ناجائز) سے منع کرتے تھے۔

ابن المنکدر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اُحد سے آئے تو بنی عبد الاشہل پر اس حالت میں گزرے کہ انصار کی عورتیں اپنے مقتولین پر اُن کی خوبیاں کر کے رو رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حمزہؓ کے لئے کوئی رونے والیاں نہیں؟ انصار کے مرد اپنی عورتوں کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ تم اپنا گریہ و بیان محاسن حمزہؓ سے بدل دو، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر سنتے رہے، آپ کا قیام طویل ہوا، پھر آپ واپس ہوئے، صبح کو منبر پر کھڑے ہو کے اس طرح نوحے سے قطعاً منع کر دیا جس طرح بڑی شدت سے ناجائز شے سے منع کرتے تھے فرمایا: ہر محاسن بیان کر کے رونے والی جھوٹی ہے سوائے حمزہؓ کے محاسن بیان کر کے رونے والی کے۔

محارب بن دثار سے مروی ہے کہ جب حمزہؓ بن عبدالمطلب قتل کر دیے گئے تو لوگ اپنے مقتولین پر رونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حمزہؓ پر کوئی رونے والیاں نہیں ہیں، انصار نے سُنا تو انہوں نے اپنی عورتوں کو حکم دیا، وہ اُن پر روئیں، ایک عورت اپنے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے بلند آواز سے روتی ہوئی آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے (اُس

عورت سے) فرمایا کہ تم نے شیطان کا کام کیا، جس وقت وہ زمین کی طرف پھینکا گیا تھا تو اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کے بلند آواز سے رو رہا تھا، وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ایک دوسرے کو قتل کرے، جو (غم سے) کپڑے پھاڑے اور جو زبان سے ایذا پہنچائے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ فاطمہؓ حمزہؓ کی قبر پر آ کے اُس کی مرمت اور اصلاح کرتی تھیں۔ (حضرت علیؓ کے حالات علیحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدین) میں ملیں گے'')

زید الحِبؓ

زید الحِبؓ بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ بن امری القیس ابن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود، عبدود عبدود کے والد نے اُن کا نام بقمہ رکھا تھا، ابن عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات ابن رقیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران ابن الحارف بن قضاعہ، قضاعہ کا نام عمرو ہے، اُن کا نام قضاعہ اس لیے رکھا گیا کہ اس لفظ کے معنی دوری کے ہیں، وہ اپنی قوم سے دُور ہو گئے تھے۔ ابن مالک بن عمرو بن مرہ بن مالک بن حمیر ابن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان، قحطان کی طرف الیمن کا اجتماع ہے۔

زید بن حارثہ کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ بن عبد عامر بن افلت ابن سلسلہ ہیں جو قبیلہ طے کے بنی معن میں سے ہیں۔

سعدی والدہ زیدؓ بن حارثہ نے اپنی قوم کی اس طرح زیارت کی کہ زیدؓ اُن کے ہمراہ تھے۔ زمانہ جاہلیت میں بنی القین بن جبر کے ایک لشکر نے ڈاکہ ڈالا، وہ بنی معن کے گھروں پر گزرے، جو والدہ زید کی قوم تھی، انہوں نے زیدؓ کو اٹھالیا، اُس زمانے میں وہ کم سن ہونے تھے اور خدمت کے قابل ہو گئے تھے، وہ لوگ اُنھیں بازار عکاظ میں لائے اور بیع کے لئے پیش کیا۔ اُنھیں حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی نے اپنی پھوپھی خدیجہؓ بنت خویلد کے لئے چار سو درم میں خرید لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے خدیجہؓ سے نکاح کیا تو انہوں نے زیدؓ کو آپ کے لئے ہبہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں لے لیا۔

حارثہ بن شراحیل کا اشعار کہنا

اُن کے والد حارثہ بن شراحیل نے، جب وہ اُن سے جدا ہو گئے تو اشعار ذیل کہے

بکیت علی زید ولم ادرما فعل   احیّ لیرجی اماتی دونه الاجل

میں زید پر رویا اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا ہوا۔ آیا زندہ ہے جس کی اُمید کی جائے یا اسے موت آ گئی

فو الله ما اوری وان کنت سائلا   اغالک سهل الارض امغالک الجبل

مگر واللہ مجھے معلوم نہیں، اگرچہ میں تلاش میں ہوں۔ کہ آیا تجھے سطح زمین کھا گئی یا پہاڑ کھا گیا۔

فیالیت شعری هل لک الدهر رجعة   فحسبی من الدنیار جوعک لی محل

اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ آیا کسی وقت تو واپس بھی ملے گا۔ میں یہ جان لیتا تو دنیا بھر کے بدلے تیری واپسی کو کافی سمجھتا۔

تذکر یه الشمس عند طلوع ها وتعرض ذکراه اذا قارب الطفل

آفتاب اپنے طلوع کے وقت مجھے زید کی یاد دلاتا ہے اور اس کی یاد سامنے آجاتی ہے جب تاریکی شب قریب ہوتی ہے۔

وان حبت الارواح هیجن ذکره فیاطول ماحزنی علیه ویاوجل

ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو برانگیختہ کرتی ہیں۔ ہائے میرا طول غم وشرمندگی۔

ساعمل نص العیس فی الارض جاهداً ولا اسام التطواف اوتسام الابل

میں روئے زمین پر ہر جگہ اونٹ پر سوار ہو کے اس کی تلاش میں کوشش کروں گا۔ میں تلاش سے نہ تھکوں گا جب اونٹ نہ تھک جائے۔

حیاتی اوتاتی علیّ میلتی وکل امری فان وان غره الامل

میری زندگی رہے یا مجھے موت آجائے۔ ہر شخص فانی ہے اگرچہ اُسے اُمید نے دھوکا دیا ہے!

واوصی به قیساً وعمراً کلیهما واوصی یزید ثم من بعد هم جبل

اس کے متعلق میں قیس اور عمر و دونوں کو وصیت کرتا ہوں اور یزید کو بھی وصیت کرتا ہوں اور ان کے بعد جبل کو۔

جبل اور یزید سے انکی مراد

جبل سے اُن کی مراد جبل بن حارثہ ہے جو زید سے بڑا تھا، اور یزید سے مراد زید کا اخیافی بھائی ہے جو یزید بن کعب بن شراحیل تھا۔ قبیلہ کلب کے کچھ لوگوں نے حج کیا، انہوں نے زید کو دیکھا زیدؓ نے انہیں پہچانا اور لوگوں نے زید کو پہچانا، زیدؓ نے کہا کہ میرے گھر والوں کو یہ اشعار پہنچا دو کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے مجھ پر فریاد کی ہے، اور کہا کہ:

الکنی الی قومی وان کنت نائیاً بانی قطین البیت عند المشاعد

میری قوم کو خبر پہنچا دو، اگرچہ میں دور ہوں، کہ میں بیت اللہ میں مشعر حرام کے پاس مقیم ہوں۔

بکفوا من الوجد الذی قد شجاکم ولا تعملوا فی الارض نص الاباعر

اس غم سے باز آؤ جس نے تمہیں حزیں کر دیا ہے اور زمین میں اونٹوں کو کام میں نہ لاؤ۔

فانی بحمدالله فی خیر اسراة کرام معد کابرا بعد کابر

کیونکہ میں بحمد اللہ شریف خاندان میں ہوں، ایسے شریف خاندان جو نسلاً بزرگ رہتا چلا آیا ہے۔

کلبی لوگ چلے گئے، انہوں نے اُن کے والد کو آگاہ کیا تو انہوں نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم میرا بیٹا موجود ہے۔ انہوں نے اُن سے اُن کا حال، اُن کا مقام اور وہ کس کے پاس ہیں سب بیان کیا تو حارثہ (و کعب فرزندان شراحیل اُن کا فدیہ لے کے روانہ ہوئے، دونوں مکے آئے اور نبی ﷺ کو دریافت کیا تو کہا گیا کہ آپ مسجد میں ہیں وہ آپ کے پاس گئے اور کہا:

''اے فرزند عبداللہ و عبدالمطلب، اے فرزند ہاشم، اور اے اپنی قوم کے سردار کے فرزند تم لوگ اہل حرم ہو، اُس کے ہمسایہ ہو، اُس کے بیت کے پاس ہو، غمگین کو غم سے چھڑاتے ہو اور اسیر کو کھلاتے ہو ہم تمہارے پاس اپنے

بیٹے کے معاملے میں آئے ہیں جو تمہارے پاس ہے، لہٰذا ہم پر احسان کرو، اور اس کا فدیہ قبول کرنے میں ہمارے ساتھ نیکی کرو، ہم فدیے میں آپ کی قدر کریں گے"

آنحضرتؐ کا زید بن حارثہ کو اختیار دینا

آنحضرتؐ نے فرمایا، وہ کون ہے انھوں نے کہا زید بن حارثہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آیا اس کے سوا کسی اور صورت پر بھی راضی ہو۔ انھوں نے کہا، وہ کیا، آپ نے فرمایا زید کو بلاؤ، انھیں اختیار دے دو، اگر وہ تمہیں اختیار کرلیں تو وہ بغیر دفیے کے تمہارے لیے ہیں، اور اگر وہ مجھے اختیار کریں تو واللہ میں ایسا نہیں ہوں کہ جو مجھے اختیار کرے میں اس کے لئے کسی اور کو اختیار کروں۔ انھوں نے کہا کہ آپ نے ہمیں نصف سے زاید دے دیا اور احسان کیا۔

آپ نے انھیں بلایا اور فرمایا، کیا تم انہیں پہچانتے ہو۔ انہوں نے کہا، ہاں، آپ نے فرمایا یہ دونوں کون ہیں انہوں نے کہا کہ یہ میرے والد اور چچا ہیں۔ آپ نے فرمایا، میں وہ شخص ہوں کہ تم نے جان لیا اور اپنے لئے میری صحبت کو دیکھ لیا، پھر مجھے اختیار کردیا، ان دونوں کو اختیار کرو زید نے کہا کہ میں وہ نہیں ہوں کہ آپ پر کسی اور کو اختیار کروں، آپ بجائے میرے ماں باپ کے ہیں۔

اُن دونوں نے کہا اے زید تم پر افسوس ہے کہ تم غلامی کو آزاد پر اور اپنے باپ اور چچا اور گھر والوں پر ترجیح دیتے ہو، انھوں نے کہا، ہاں نے آنحضرت سے کوئی ایسی بات دیکھی ہے کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ ان پر کبھی کسی کو اختیار کروں۔

آپ ﷺ کا زید بن حارثہ کو منہ بولا بیٹا بنانا

رسول اللہ ﷺ نے یہ وفاداری دیکھی تو انہیں حجر اسود کے پاس لے گئے اور فرمایا اے حاضرین گواہ رہو کہ زیدؓ میرے بیٹے ہیں، میں اُن کا وارث ہوں، وہ میرے وارث ہیں،

باپ اور چچا نے یہ واقعہ دیکھا تو اُن کے دل خوش ہوگئے اور دونوں واپس گئے، پھر انہیں زیدؓ بن محمد پکارا جانے لگا، یہاں تک کہ اللہ اسلام کو لایا۔

یہ سب ہم سے ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے اور انھوں نے جمیل بن مرثد الطائی وغیر ہمارے روایت کی، انھوں نے اس حدیث کا کچھ حصہ اپنے والد سے، انھوں نے ابی صالح سے انھوں نے ابن عباسؓ سے بیان کیا اور ابن عباسؓ سے اس کی اسناد میں کلام کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش ابن رباب الاسدیہ سے اُن کا نکاح کردیا، زینب کی والدہ اُمیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھیں، زیدؓ نے انھیں طلاق دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے اُن سے نکاح کرلیا۔

منافقین کے محمدؐ پر اعتراض اور طعنے

منافقین نے اعتراض کیا اور طعنہ دیا کہ محمدؐ بیٹے کی بیولوں کو حرام کہتے ہیں، حالانکہ خود انہوں نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے نکاح کرلیا، اس پر اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل کی "وما کان محمد ابا احد من رجالکم

ولکن رسول الله وخاتم النبیین" آخر آیت تک (محمدؐ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اللہ اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور " ادعو هم لا بائهم " (لوگوں کو اُن کے باپ کے نام سے پکارو)

اُس روز سے وہ بجائے زیدؓ بن محمدؐ کے زیدؓ بن حارثہ پکارے جانے لگے، اور تمام متبنی اپنے باپ کے نام سے پکارے جانے لگے) مقداد بن عمرو کی طرف منسوب ہوگئے جو اُن کے والد تھے، حالانکہ اس کے قبل مقداد بن الاسود کہا جاتا تھا اور اسود بن عبد یغوث زہری نے انہیں متبنی بنایا تھا۔

عبداللہ بن عمرؓ سے زید بن حارثہ کے بارے میں مروی

عبداللہ بن عمرؓ سے زیدؓ بن حارثہ کے بارے میں مروی ہے کہ ہم انہیں زیدؓ بن محمدؐ پکارا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی " ادعهم هم لا بائهم " (لوگوں کو اُن کے باپ کے نام سے پکارو)

زید بن حارثہ الکلبی مولائے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ ہم زیدؓ بن محمدؐ ہی پکارا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا " ادعو هملآبائهم هوا قسط عند الله " (لوگوں کو اُن کے باپ کے نام سے پکارو یہی اللہ کے نزدیک زیادہ مناسب ہے)

علیؓ بن حسینؓ سے آیت " ماکان محمد ابا احد من رجالکم " (محمدؐ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں) کے متعلق مروی ہے کہ یہ زیدؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔

ثابت سے مروی ہے کہ زیدؓ بن حارثہ کو زیدؓ بن محمدؐ کہا جاتا تھا۔

براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنت حمزہؓ کی حدیث میں زیدؓ بن حارثہ سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو۔

اُسامہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زیدؓ بن حارثہ سے فرمایا اے زید تم میرے مولیٰ ہو اور مجھ سے ہو، میری طرف ہو اور ساری قوم سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔

زیدؓ بن حارثہ کی اپنے والد سے روایت

محمد بن الحسن بن اسامہؓ بن زیدؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زید بن حارثہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان دس سال کا فرق تھا، رسول اللہ ﷺ اُن سے بڑے تھے، زید پست قد اور نہایت تیز گندم گوں تھے، ناک چپٹی تھی اور اُن کی کنیت ابواسامہ تھی۔

زہری وغیرہ ہم سے پانچ سلسلوں سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جو اسلام لایا وہ زیدؓ بن حارثہ ہیں۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ کا بیان

عمران بن مناح سے مروی ہے کہ جب زیدؓ بن حارثہ نے مدینے کی جانب ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے، محمد بن صالح نے کہا عاصم بن عمرو بن قتادہ کا بیان ہے کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اُترے۔

عاصم بن عمرو (وغیرہ سے چار سلسلوں سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زیدؓ بن حارثہ اور حمزہؓ بن

عبدالمطلب کے درمیان اور زیدؓ بن حارثہ اور اُسید بن حضیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

شرقی بن قطامی وغیرہ سے مروی ہے کہ ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط، جن کی ماں اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب ابن عبد شمس تھیں، اور اروی بنت کریز کی ماں ام حکیم تھیں، جن کا نام البیضا بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے میں آئیں۔

ام کلثوم کو پیام نکاح

ام کلثوم کو زبیرؓ بن العوام، زیدؓ بن حارثہ، عبدالرحمٰن بن عوف اور عمرو بن العاص نے پیام نکاح دیا تو انہوں نے اپنے اخیافی بھائی عثمانؓ بن عفان سے مشورہ کیا، انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ سے پوچھو، وہ آپ کے پاس آئیں۔ آپ نے زیدؓ بن حارثہ کے ساتھ نکاح کا مشورہ دیا۔ انہوں نے زیدؓ سے نکاح کر لیا اور ان کے یہاں اُن سے زیدؓ بن زید اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ زید تو بچپن ہی میں مر گئے اور رقیہ عثمانؓ کی پرورش میں مر گئیں۔

زید بن حارثہ نے ام کلثوم کو طلاق دے دی اور درہ بنت ابی لہب سے نکاح کر لیا، انھیں بھی طلاق دے دی، اور ہند بنت العوام ہمشیرہ زبیرؓ بن العوام سے نکاح کر لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح اپنی آزاد کردہ باندی اور اپنی کھلائی ام ایمن سے کر دیا اور انہیں جنت کی بشارت دی، ام ایمنؓ کے یہاں اُن سے اسامہ پیدا ہوئے اور اُن کے نام سے ابو اسامہ اُن کی کنیت ہو گئی۔

زیدؓ بدر اور اُحد میں حاضر ہوئے، انھیں رسول اللہ ﷺ نے جب آپ المریسیع تشریف لے گئے مدینے پر خلیفہ بنایا، وہ خندق حدیبیہ اور خیبر میں حاضر ہوئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں سے تھے جو تیر اندازوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا قافلے کو پانچ حصوں میں تقسیم کرنا

ابوالحویرث سے مروی ہے کہ زید بن حارثہ سات سریوں کے امیر ہو کر روانہ ہوئے۔ پہلا سریہ القردہ کا تھا انہوں نے قافلے کو روکا اور اسے پا لیا، ابوسفیان بن حرب اور سرداران قوم بچ گئے، اس روز فرات بن حیان العجلی گرفتار ہو گیا، وہ قافلے کو نبی کریم ﷺ کے پاس لائے تو آپ نے اسے پانچ حصوں پر تقسیم کر دیا۔

سلمہ بن الاکوع کے جہاد

سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سات جہاد کیے اور زید بن حارثہ کے ہمراہ نو جہاد کیے، جن میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہم پر امیر بنایا تھا۔

وائل بن داؤد سے مروی ہے کہ میں نے البہی سے سنا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بغیر اس کے زید بن حارثہ کو کسی لشکر کے ساتھ نہیں بھیجا کہ انہیں ان لوگوں پر امیر نہ بنایا ہو، اگر وہ آپ کے بعد رہ گئے تو آپ ﷺ نے انہیں خلیفہ بنایا۔

محمد بن عمر و نے کہا کہ سب سے پہلا سریہ کہ جس میں زیدؓ روانہ ہوئے سریہ القردہ ہے، پھر الجموم کی جانب سریہ ہے۔ اس کے بعد العیص کی جانب، پھر اس کا سریہ الطرف کی جانب ہے، پھر حسمیٰ کی جانب اس کے بعد ام قرفہ

ما جانب۔

غزوہ موتہ میں مسلمانوں اور مشرکوں کا مقابلہ

رسول اللہ ﷺ نے غزوہ موتہ میں انہیں لوگوں پر امیر بنایا اور دوسرے امیروں پر مقدم کیا، مسلمانوں اور مشرکوں کا اس طرح مقابلہ ہوا کہ امراء پیادہ لڑ رہے تھے۔ زید بن حارثہؓ نے جھنڈا لے لیا اور قتال کیا۔ لوگوں نے بھی ان کے ساتھ قتال کیا۔ مسلمان اپنی صفوں ہی میں تھے، زیدؓ نیزہ مارے کی وجہ سے شہید ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی اور فرمایا کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کرو، وہ اس جنت میں داخل ہوگئے جس کی وہ سعی کرتے تھے غزوہ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ ھ میں ہوا۔ جس روز زید مقتول ہوئے اس وقت ان کی عمر پچپن سال تھی۔

رسول اللہ ﷺ کو زید بن حارثہؓ اور جعفر اور ابن رواحہ کے قتل کی خبر

ابی میسرہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو زید بن حارثہؓ اور جعفر اور ابن رواحہ کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کا حال بیان کیا آپ ﷺ نے زیدؓ سے ابتداء کی اور فرمایا اے اللہ زید کی مغفرت کر، اے اللہ! زید کی مغفرت کر، اے اللہ! زید کی مغفرت کر اے اللہ! زید کی مغفرت کر اے اللہ! جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کی مغفرت کر۔

رسول اللہ ﷺ کا امراء لشکر کو روانہ کرنا

ابو قتادہ انصاریؓ سے جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سوار تھے، مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امراء کے لشکر کو روانہ کیا اور فرمایا کہ تم پر امیر زیدؓ بن حارثہ ہیں اگر زیدؓ پر مصیبت آجائے تو جعفر بن ابی طالب ہیں، اگر جعفر پر مصیبت آجائے تو عبداللہ ابن رواحہ ہیں۔

جعفر اُٹھے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے یہ اندیشہ نہ تھا کہ آپ مجھ پر زیدؓ کو عامل بنائیں گے، آپ نے فرمایا نہیں رہنے دو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ان میں کون بہتر ہے۔

خالد بن شمیر سے مروی ہے کہ جب زیدؓ بن حارثہ پر مصیبت (ہلاکت) آگئی تو وہ رونے کے لئے تیار ہو کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئیں، رسول اللہ ﷺ اتنا روئے کہ آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں، سعد بن عبادہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ اپنے حبیب کی طرف حبیب کا شوق ہے۔

ابی مرثدؓ الغنوی

ابو مرثدؓ الغنوی حمزہؓ بن عبدالمطلب کے حلیف تھے، اُن کا نام کناز بن الحصین بن یربوع بن طریف بن خرشہ بن عبید بن سعد بن قیس ابن غیلان بن مضر تھا، وہ حمزہؓ بن عبدالمطلب کے دوست تھے اور بڑے لمبے قد کے آدمی تھے، سر میں بال بہت تھے اور (بروایت محمد بن اسحٰق و محمد بن عمر) رسول اللہ ﷺ نے ابو مرثد اور عبادہ بن الصامت کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عمران بن مناح سے مروی ہے کہ جب ابو مرثدؓ الغنوی اور اُن کے بیٹے مرثدؓ بن ابی مرثدؓ نے مدنے کی

طرف ہجرت کی تو دونوں کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ سعد بن خیثمہ کے پاس اُترے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ ابو مرثدؓ بدر، اُحد اور خندق میں اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ ابوبکرؓ کی خلافت میں ۱۲ھ میں بوڑھے ہو کے چھیاسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔

مرثدؓ بن ابی مرثدؓ الغنوی

حمزہؓ بن عبدالمطلب کے حلیف تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور اوس بن الصامت کے درمیان، جو عبادہ بن الصامت کے بھائی تھے، عقد مواخاۃ کیا تھا۔

سعد بن مالک الغنوی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ مرثد بن ابی مرثدؓ بدر کے روز اُس گھوڑے پر حاضر ہوئے جس کا نام السبل تھا۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ وہ اُحد میں بھی حاضر ہوئے اور الرجیع کی جنگ میں شہادت پائی۔ وہ اس سریئے میں امیر تھے جو رسول اللہ ﷺ کے مدینے کی طرف ہجرت فرمانے کے چھتیسویں مہینے ہوا۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ انسہ

عمران بن مناخ مولائے بنی عامر بن لوی سے مروی ہے کہ جب انسہ مولائے رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے۔ عاصم بن عمرو نے کہا کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اُترے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انسہ مولائے رسول اللہ ﷺ بدر کے دن شہید ہوئے۔

محمد بن عمرو (الواقدی) نے کہا کہ یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں، میں نے اہل علم کو یہ ثابت کرتے دیکھا کہ وہ بدر میں شہید نہیں ہوئے، وہ اُحد میں بھی حاضر ہوئے اور اس کے بعد بہت زمانے تک زندہ رہے۔

محمد بن یوسف سے مروی ہے کہ انسہ کا رسول اللہ ﷺ کے بعد ابوبکرؓ صدیق کے عہد خلافت میں انتقال ہوا، وہ سرداروں کی اولاد میں سے اور خالص عربی نہ تھے، اُن کی کنیت ابو مسرح تھی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بعد ظہر اپنے پاس آنے کی اجازت دیتے تھے اور یہی سنت ہے، اس پر آپ کے مولیٰ انسہ بھی قائم تھے

ابو کبشہؓ رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ ہیں، ان کا نام سلیم ہے، جو علاقہ دوس کے غیر خالص عربوں میں سے تھے۔

عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب ابو کبشہ مولائے رسول اللہ ﷺ نے مدینے کی جانب ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اُترے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ ابو کبشہؓ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر و احد اور تمام مشاہد میں حاضر ہوئے، عمرؓ بن الخطاب کی خلافت کے پہلے ہی دن اُن کی وفات ہوئی جو ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ سہ شنبہ تھا۔

صالح شقران رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے، پہلے یہ عبدالرحمنؓ ابن عوف کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو پسند آئے تو آپ نے اُن کو بہ قیمت لے لیا، وہ حبشی تھے، نام صالح بن عدی تھا۔ بحالت غلامی بدر میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں قیدیوں پر عامل بنایا، اُن کے لئے حصہ نہیں لگایا، مگر انہیں ہر شخص نے جس کا کوئی قیدی تھا اُجرت دی، اس طرح انہیں اُس سے زیادہ مل گیا جتنا جماعت کے کسی آدمی کو حصے میں ملا تھا۔ بدر میں اور بھی تین غلام بحالت غلامی حاضر ہوئے تھے، ایک غلام عبدالرحمن بن عوف کا، ایک غلام حاطب بن ابی بلتعہ کا اور ایک غلام سعد بن معاذ کا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں کو اُجرت دی اور اُن کے لئے حصہ نہیں لگایا۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم العدوی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مولیٰ شقران کو ان تمام اشیاء پر جو اہل مریسیع کے یہاں ازقسم اسباب خانہ داری واسلحہ ومواشی پائے گئے اور تمام بچوں اور عورتوں پر جو اس علاقے میں تھے عامل بنایا، آپ نے اپنی وفات کے وقت اُن کے لئے وصیت فرمائی، وہ اُن لوگوں میں موجود تھے جو رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے ہمراہ آپ کے غسل میں حاضر تھے، جو شقران کے علاوہ آٹھ تھے۔

عبدالمطلب بن عبد مناف بن قصی کی اولاد

عبیدہ بن الحارث ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی اُن کی والدہ سخیلہ بنت خزاعی تھیں، ابن الحویرث بن حبیب بن مالک بن الحارث بن حطیط بن جُشم بن قصی جو ثقیف تھے عبیدہ کی اولاد میں معاویہ، عون منقذ، الحارث محمد، ابراہیم، ریطہ، خدیجہ، صفیہ مختلف امہات اولاد (باندیوں) سے تھے، عبیدہ رسول اللہ ﷺ سے دس سال بڑے تھے، اُن کی کنیت ابوالحارث بھی تھی، وہ متوسط اندام گندم گوں اور خوب صورت تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبیدہ بن الحارث رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم بن ابی الارقم میں داخل ہونے سے پہلے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبیدہؓ، طفیلؓ، حصینؓ فرزندان حارث بن عبدالمطلب اور مسطح بن اثاثہ بن المطلب مکے سے ہجرت کے لئے روانہ ہوئے، انہوں نے بطن ناجح میں ملنے کا وعدہ کیا، مسطح پیچھے رہ گئے اس لئے کہ انہیں سانپ نے کاٹ کھایا، صبح ہوئی تو ان کے پاس خبر آئی، یہ لوگ ان کے پاس گئے، [illegible] میں پایا، پھر انہیں لے کر مدینے آئے اور عبدالرحمن بن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبیدہ بن حارث اور طفیل اور ان کے دونوں بھائیوں کو وہ مقام بطور جاگیر دے دیا جو اس روز مدینے میں ان لوگوں کی منزل تھا، بقیع کا مقام تھا اور شقیق زبیر اور بنی مازن کے درمیان تھا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عبیدہ بن الحارث اور بلالؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ اور عمیر بن الحمام انصاری سے بھی ان کا عقد مواخاۃ کیا۔ دونوں بدر میں قتل کر دیے گئے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی صعصعہ کی روایت

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی صعصعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے آنے کے بعد سب سے پہلے جو جھنڈا باندھا وہ حمزہؓ بن عبدالمطلب کے لئے تھا۔ اُن کے بعد عبیدہ بن الحارث ابن المطلب کا جھنڈا باندھا اور انہیں ساٹھ ستر شتر سواروں کے ہمراہ روانہ کیا۔ یہ لوگ ابوسفیان بن حرب بن امیہ سے جو سو آدمیوں کے ہمراہ تھا بطن رابغ کے چاہ احیا پر ملے، اُس روز اُن لوگوں کے درمیان سوائے دُور سے تیراندازی کے اور کچھ نہیں ہوا۔ انہوں نے تلواریں نہیں نکالیں اور نہ ایک دوسرے کے قریب آئے، اُس روز جس نے سب سے پہلا تیر پھینکا وہ سعد بن ابی وقاص تھے۔

یونس بن محمد الظفری کی اپنے والد سے روایت

یونس بن محمد الظفری نے اپنے والد سے روایت کی کہ بدر کے دن عبیدہ بن الحارث کو شیبہ بن ربیعہ نے قتل کیا۔ اُنہیں رسول اللہ ﷺ نے الصفراء میں دفن کر دیا۔ مجھے میرے والد نے عبیدہ بن الحارث کی قبر دکھائی تھی جو عین الجدول سے نیچے ذات اجذال کے تنگ راستے پر ہے، اور یہ الصفراء کا حصہ ہے۔ عبیدہؓ جس روز شہید ہوئے تریسٹھ سال کے تھے۔

طفیل بن الحارثؓ طفیل بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھا، اُن کی والدہ سخیلہ بنت خزاعی ثقفیہ تھیں، وہی عبیدہ بن الحارث کی بھی والدہ تھیں، طفیل کی اولاد میں عامر بن الطفیل تھے، رسول اللہ ﷺ نے طفیل بن الحارث اور منذر بن محمد بن عقبہ بن اُحیحہ ابن الجلاح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، یہ محمد بن عمر کی روایت ہے کہ لیکن محمد بن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ آپ نے طفیل بن الحارث اور سفیان بن نسر بن عمرو بن الحارث بن کعب بن زید بن الحارث انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ طفیل بدر واُحد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے اور ستر سال کی عمر میں ۳۲ھ میں اُن کی وفات ہوئی۔

حصینؓ بن الحارث حصینؓ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی اور اُن کی والدہ سخیلہ بنت خزاعی الثقفیہ تھیں اور وہی عبیدہؓ اور طفیل فرزندان حارث کی والدہ تھیں، حصینؓ کی اولاد میں عبداللہ شاعر تھے، اُن کی والدہ اُم عبداللہ بنت عدی بن خویلد بن اسد بن عبدالعزی ابن قصی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حصینؓ بن الحارث اور رافع بن عنجدہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ یہ محمد بن عمر کی روایت ہے لیکن محمد بن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ آپ نے حصین اور عبداللہ ابن جبیر برادر خواتؓ بن جبیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ حصینؓ بدر واحد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے اور ۳۲ھ میں طفیل بن الحارث کے ایک ماہ بعد اُن کی وفات ہوئی۔

مسطحؓ بن اثاثہ نام مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب بن عبد مناف بن قصی، کنیت ابو عباد تھی، ان کی والدہ اُم مسطح بنت ابی رُہم بن عبد المطلب ابن عبد مناف بن قصی تھیں، وہ بیعت کرنے والیوں میں سے تھیں،

رسول اللہ ﷺ نے مسطح بن اثاثہ اور زید بن المزین کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ یہ محمد بن اسحٰق کی روایت ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مسطح بدر اُحد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے، اُن کو اور ابن الیاس کو رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں پچاس وسق غلہ دیا، ان کی وفات ۳۴ھ میں ہوئی جب کہ وہ چھپن سال کے تھے۔ (حضرت عثمانؓ کے حالات علیحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدین) میں ملیں گے۔

بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں جن کے یہاں وہیں ملک حبشہ میں محمد بن ابی حذیفہ پیدا ہوا۔

محمد بن جعفر بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ جب ابو حذیفہؓ بن عتبہ اور سالم مولائے ابی حذیفہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں عباد بن بشر کے یہاں اُترے اور دونوں یمامہ میں قتل ہوئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عباد ابن بشر اور ابو حذیفہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبدالرحمٰن بن ابی زناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو حذیفہؓ بدر میں حاضر ہوئے، انہوں نے اپنے والد عتبہ بن ربیعہ کو جنگ کی دعوت تو اُن کی بہن بنت عتبہ نے اشعار ذیل کہے۔

الاحول الاثعل المشول طائرہ ابو هذیفة شر الناس فی الدّین

بھینگا جس کے دانت پر دانت چڑھے ہوئے ہیں جس کا مقصد نحوس ہے۔ وہ ابو حذیفہ جو دین میں سب لوگوں سے بدتر ہے۔

اماشکرت ابار باک من صغر حتیّ شبیت شبابا غیر محوف

تو نے اپنے باپ کا شکر نہ کیا جس نے تجھے بچپن سے پالا، یہاں تک کہ تو ایسا جوان ہوگیا جس میں کمر کی کجی نہیں ہے۔

راوی نے کہا، ابو حذیفہ لمبے اور خوب صورت آدمی تھے، دانت تلے اُوپر تھے جس کو اثعل کہتے ہیں اور بھینگے بھی تھے، اُحد اور خندق میں اور رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تمام مشاہد میں حاضر ہوئے ۱۲ھ جنگ یمامہ میں جب کہ وہ ترپن یا چون سال کے تھے قتل کیے گئے۔ یہ سانحہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا۔

سالم مولائے ابی حذیفہؓ ابن عتبہ بن ربیعہ، موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ سالم ابن معقل اصطخر کے تھے جو شبیۃ بنت یعار انصاریہ کے مولیٰ تھے، معقل کے بعد بنی عباد بن زید بن مالک بن عوف بن عمر بن عوف میں سے کوئی تھے جو اوس میں اُنیس بن قتادہ کی قوم سے تھے۔

سالم کو شبیۃ بنت یعار نے آزاد کیا، اس لئے بنی عبید کے انصار میں ان کا ذکر ہوتا ہے، ابو حذیفہؓ کی موالات کی وجہ سے وہ مہاجرین میں بھی شمار ہوتے ہیں (موالاۃ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر ایمان لائے یا ایمان لانے کے بعد اس سے اپنا تعلق وابستہ کرے اور اُسے اپنا وارث بنا لے)

ابی سفیان سے مروی ہے کہ سالم، ثبیتہ بنت یعار انصاریہ کے غلام تھے، ابوحذیفہ کے ماتحت تھے، انہیں انصاریہ نے آزاد کردیا، انہوں نے ابوحذیفہ کو موالاۃ کر کے ولی بنالیا، ابوحذیفہؓ نے انہیں متبنیٰ کرلیا، جس سے سا بن ابی حذیفہ کہا جانے لگا۔

سہیل بن عمرو ابوحذیفہؓ کی زوجہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو نے کہا کہ آیت ''**ادعوھم لا بائھم**'' (متبنیٰ لوگور کو اُن کے باپ کے نام سے پکارو) کے نازل ہونے پر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، عرض کی یا رسول اللہ، سا تو ہمارے پاس بیٹے کے طور پر تھے (اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ان کے باپ کے نام سے اُنھیں نہ پکاریں، بلکہ اپ ہی نام سے پکاریں) فرمایا، اُنھیں پانچ مرتبہ دودھ پلا دو تو وہ تمہارے پاس بغیر پردے کے آسکیں گے، میں نے اُنھیں دودھ پلایا حالانکہ وہ بڑے تھے۔

ابوحذیفہ نے اپنے بھائی کی بیٹی فاطمہ بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہ سے اُن کا نکاح کردیا، جب وہ جنگ یمامہ میں قتل ہوگئے تو ابوبکرؓ نے اُن کی میراث اُن کی مولاۃ (انصاریہ) کے پاس بھیجی، اُن انصاریہ نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ پھر عمرؓ نے بھجوائی، جب بھی انہوں نے انکار کیا اور کہا میں نے اُنھیں اللہ کے آزاد کیا تھا۔ عمرؓ نے اُسے بیت المال میں داخل کردیا۔

مولیٰ سالمؓ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ سالمؓ آزاد کردہ غلام تھے، انہوں نے اپنے ثلث مال کی اللہ کی راہ میں ثلث مال کی غلاموں کے آزاد کرانے میں خرچ کرنے کی ثلث مال کی اپنے آزاد کرنے والوں کے لئے وصیت کی۔

محمد سے مروی ہے کہ ابی حذیفہؓ کے مولیٰ سالمؓ کو ایک انصاریہ نے اللہ کے آزاد کیا اور کہا کہ تم جسے چاہو اپنا مولیٰ بنالو، انھوں نے ابوحذیفہؓ بن عتبہ کو اپنا مولیٰ بنایا، وہ اُن کی بیوی کے پاس بغیر پردے کے جاتے تھے بیوی نے نبی ﷺ سے بیان کیا اور کہا کہ میں اس امر کو (بطور ناگواری) ابوحذیفہؓ کے چہرے میں دیکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اُنھیں دودھ پلادو، انہوں نے کہا کہ وہ تو ڈاڑھی والے ہیں، فرمایا مجھے معلوم ہے کہ ڈاڑھی والے ہیں۔ جنگ یمامہ میں وہ شہید ہوگئے تو اُن کی میراث انصاریہ کو دے دی گئی۔

سہلہ بنت سہیل قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں جو ابوحذیفہ کی زوجہ تھیں، انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ابوحذیفہ کے مولیٰ سالمؓ میرے ہمراہ رہتے ہیں انھوں نے بھی وہ چیز پالی جو مرد پاتے ہیں (یعنی بلوغ) فرمایا اُنھیں دُودھ پلادو، جب تم اُنھیں دُودھ پلادوگی تو وہ تم پر حرام ہو جائیں گے جیسا کہ ذومحرم (باپ بھائی بیٹا) حرام ہوتا ہے۔

اُم سلمہ سے مروی ہے کہ تمام ازواج رسول اللہ ﷺ نے اس سے انکار کیا کہ کوئی شخص اس رضاع (دودھ پلانے کی) وجہ سے اُن کے پاس جائے، سب نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے خاص طور پر صرف سالم کے لئے رخصت تھی۔

عائشہ سے مروی ہے کہ اس کو میں نے (یعنی مسئلہ مذکورہ کو) ازواج نبی ﷺ سے معلوم کیا۔

مالک بن الحارث سے مروی ہے کہ زید بن حارثہ کا نسب معلوم تھا اور سالم مولائے ابی حذیفہ کا نسب معلوم تھا کہا جاتا تھا کہ صالحین میں سے سالم۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ سالم مولائے ابی حذیفہؓ مکے سے مہاجرین کی امامت کرتے ہوئے مدینے آئے، اس لئے کہ وہ سب سے زیادہ قرآن جانتے تھے۔

ابن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مدینے آنے سے پہلے سالم مولائے ابی حذیفہؓ قبا میں مہاجرین کی امامت کرتے تھے، ان میں عمرؓ بن الخطاب بھی ہوتے تھے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ مہاجرین اولین جب مکے سے مدینے آئے تو عصبہ میں اترے جو قبا کے کنارے ہے، سالمؓ مولائے ابی حذیفہؓ نے اُن کی امامت کی کیونکہ وہ اُن سے زیادہ قرآن جانتے تھے، عبداللہ بن نمیر نے اپنی حدیث میں کہا کہ ان میں عمرؓ بن الخطاب ابوسلمہ بن عبدالاسد بھی تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سالمؓ مولائے ابی حذیفہؓ اور ابی عبیدہؓ بن الجراح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، رسول اللہ ﷺ نے اُن کے اور معاذ بن ماعص الانصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

یوم الیمامہ میں مسلمانوں کی شکست

محمد بن ثابت بن قیس بن شماس سے مروی ہے کہ یوم الیمامہ میں جب مسلمانوں کو شکست ہوئی، تو سالمؓ مولائے ابوحذیفہؓ نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس طرح نہیں کیا کرتے تھے، انہوں نے اپنے لئے قبر کھودی اور آپس میں کھڑے ہوگئے اُس روز مہاجرین کا جھنڈا اُن کے ساتھ تھا، انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ وہ یوم یمامہ ۱۲ھ میں شہید ہوگئے، (رحمہ اللہ) یہ واقعہ ابوبکرؓ صدیق کی خلافت میں ہوا۔

محمد بن عمرو اور یونس بن محمد الظفری کے علاوہ کوئی اور اسی حدیث میں کہتے تھے کہ پھر سالم کا سر ابوحذیفہؓ کے پاؤں کے پاس پایا گیا، یا ابوحذیفہؓ کا سر سالم کے کے پاؤں کے پاس۔

عبداللہ بن شداد بن الہاد سے مروی ہے کہ ابوحذیفہؓ کے موالی سالمؓ یوم یمامہ میں قتل کر دیے گئے تو عمرؓ نے اُن کی میراث فروخت کی، دو سو درم ملے وہ انھوں نے ان کی رضائی ماں کو دے دیے اور کہا اسے تم کھاؤ۔

بنی غنم کہ حرب بن اُمیہؓ اور ابی سفیان بن حرب کے حلفا تھے

عبداللہ بن جحش ابن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ، ان کی کنیت ابومحمد تھی والدہ اُمیمہ بنت مطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دار الارقم میں جانے سے پہلے عبداللہ، عبیداللہ اور ابو احمد فرزندان جحش اسلام لائے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ اور عبیداللہ فرزندان جحش نے دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی جانب ہجرت کی، عبیداللہ کے ہمراہ اُن کی زوجہ اُم حبیبہ بنت ابی سفیان بھی تھیں، عبیداللہ ملک حبشہ میں نصرانی ہوگیا

اور اسی حالت میں مر گیا اور عبداللہ مکے واپس آ گئے۔

عمر بن عثمان الجحشی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بنو غنم ابن دوران مسلمان تھے اُن کے تمام مرد و عورتیں مدینے کی طرف ہجرت میں شریک تھیں، وہ سب نکلے اور اپنے مکانات بند کر کے چھوڑ دیے عبداللہ بن جحش، اُن کے بھائی ابو احمد بن جحش جن کا نام عبد تھا، عکاشہؓ بن محصن، ابو سنان بن محصن، سنان ابی سنان، شجاع بن وہب اربد بن حمیر، مصبد بن نباتہ، سعیدؓ بن قیش، یزیدؓ بن قیسؓ، محرز ابن نضلہ، قیسؓ بن جابر عمروؓ بن محصن بن مالک، مالک بن عمرو، صفوانؓ بن عمرو، ثقاف بن عمرو، ربیعہؓ بن اکثم اور زبیرؓ بن عبید روانہ ہوئے۔ یہ سب کے سب مبشر بن عبدالمنذر کے پاس اُترے۔

مہاجر ہونے کا بیان

عبداللہ بن عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اُن لوگوں میں سے تھے جو ہجرت میں مدینے کی طرف روانہ ہوئے، عورتیں اور مرد سب شریک تھے، انہوں نے اپنے دروازے بند کر دیے، بنی غنم بن دوران الکبیر اور بنی مظعون کے گھروں میں سے کوئی شخص ایسا نہ رہا جو مہاجر ہو کے روانہ ہوا ہو۔

موسیٰ بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش اور عاصم بن ثابت بن ابی الافلح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حضورؐ کے حکم پر چلنا

نافع بن جبیر سے مروی ہے کہ ہجرت کے سترھویں مہینے رجب میں رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحشؓ کو سریے کے طور پر نخلہ بھیجا، ان کے ہمراہ مہاجرین کی بھی ایک جماعت روانہ ہوئی جن میں کوئی انصاری نہ تھا۔ آپ نے ان لوگوں پر انہیں امیر بنا دیا، اُنھیں ایک فرمان لکھ دیا اور فرمایا کہ جب تم دو دن تک چل لینا تو کھول کے اسے دیکھنا، پھر میرے اس حکم پر عمل کرنا جو میں نے تم کو اُس فرمان دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کیا

نجیح ابو معشر المدنی سے مروی ہے کہ اسی سریے میں عبداللہ بن جحش کا نام امیر المومنین ہو گیا۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے یوم اُحد سے ایک دن قبل عبداللہ بن جحش کو کہتے سُنا '' اے اللہ جب یہ کفار مقابلہ کریں تو میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب وہ لوگ مجھے قتل کر کے میرا پیٹ چاک کر ڈالیں، ناک، کان کاٹ لیں پھر جب تو مجھ سے فرمائے کہ تمہارے ساتھ ایسا کیوں کیا گیا تو میں کہوں اے اللہ تیری راہ میں جب اُن لوگوں نے مقابلہ کیا تو انہوں نے اُن کے ساتھ یہی کیا، اُس شخص نے جس نے انسے سنا تھا کہا کہ اُن کی دعا قبول کر لی گئی اور انھیں اللہ نے وہ دے دیا جو انہوں نے دنیا میں اپنے جسم کے بارے میں مانگا، میں اُمید کرتا ہوں کہ میں جو مانگوں وہ مجھے آخرت میں دیا جائے گا۔

ام سلمہ کا سب کو پانی پلانا

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس روز اُحد کی جانب روانہ ہوئے تو آپ شیخین کے پاس اُترے، وہیں صبح کی، ام سلمہ ایک بھنا ہوا دست لائیں جسے آپ نے نوش فرمایا نبیذ لائیں جسے آپ نے پیا، پھر اسے جماعت میں سے ایک شخص نے لے لیا اور اُس نے اُس سے پیا، پھر اُسے عبداللہ بن جحش نے لے لیا، وہ اُسے سب پی گئے۔

اُن سے ایک آدمی نے کہا کہ کچھ پانی مجھے دو، تمہیں معلوم ہے کہ کل صبح کو کہاں جاؤ گے، انہوں نے کہا ہاں مجھے اللہ سے اس حالت میں ملنا کہ سیراب ہوں، اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اُس سے پیاسا ملوں اے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میں شہید کیا جاؤں، مجھے مثلہ کیا جائے پھر تو فرمائے کہ کس امر میں تیرے ساتھ ایسا کیا گیا تو میں کہوں کہ تیرے بارمیں اور تیرے رسولؐ کے بارے میں۔

عبداللہ بن جحش اور حمزہ بن عبدالمطلب ایک ہی قبر میں دفن ہوئے

عمرو نے کہا کہ عبداللہ بن جحش اُحد کے دن شہید ہوئے، انھیں ابوالحکم بن اخنس بن شریق الثقفی نے قتل کیا، عبداللہ بن جحش اور حمزہؓ بن عبدالمطلب جو ان کے ماموں تھے ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے عبداللہ جس دن قتل ہوئے چالیس سال سے کچھ زیادہ تھے۔ وہ نہ بلند وبالا تھے نہ پست قد، بہت بال والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اُن کے ترکے ولی بنے، آپ نے اُن کے بیٹے کے لئے خیبر میں مال خرید دیا۔

یزید بن رقیش ابن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر غنم بن دوران ابن اسد بن خزیمہ۔ ان کی کنیت ابو خالد تھی، بدر اُحد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، یوم الیمامہ ۱۲ھ میں شہید ہوگئے۔

عکاشہ بن محصن ابن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن دوران بن اسد خزیمہ، کنیت ابومحصن تھی، بدر، اُحد، خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ان کو رسول اللہ ﷺ نے بطور سریہ چالیس آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، مگر یہ لوگ اس طرح واپس آئے کہ جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

ام قیس بنت محصن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت عکاشہ چوالیس سال کے تھے، ایک سال بعد ابوبکرؓ صدیق کی خلافت میں بمقام بزاخہ ۱۲ھ میں شہید ہوئے، عکاشہ حسین لوگوں میں سے تھے۔

عیسیٰ بن حمیلہ نزاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد ابن الولید لوگوں کی، اپنی کے وقت اُن کے روکنے کے لئے روانہ ہوئے، وہ جب وقت کی اذان سُنتے تو رک جاتے اور اذان نہ سنتے تو لوٹتے (حملہ کرتے)

خالدؓ جب طلیحہ اور اُس کے ساتھیوں سے قریب ہوئے تو عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم کو مخبر بنا کے اپنے آگے بھیجا کہ دشمنوں کی خبر لائیں، دونوں سوار تھے، عکاشہ کے گھوڑے کا نام الرزام تھا اور ثابت کے گھوڑے کا نام المجر تھا۔

طلیحہ اور اس کے بھائی سلمہ بن خویلد سے سامنا ہوا، یہ اپنے لشکر سے مسلمانوں کی قتل وغارت دریافت

کرنے کے لئے نکلے تھے، طلیحہ نے عکاشہ کو تنہا گرفتار کر لیا اور سلمہ نے ثابت کو، ذرا دیر بھی نہ گزری کہ سلمہ نے ثابت اقرم کو قتل کر دیا۔ طلیحہ نے سلمہ کو پکار کے کہا کہ اس آدمی پر میری مدد کر، کیونکہ یہ میرا قاتل ہے۔ سلمہ نے عکاشہ پر حملہ کیا اور دونوں نے اُن کو قتل کر دیا۔

دونوں لشکر گاہ کو گئے اور اس واقعے کی خبر دی، عیینہ بن حصن جو طلیحہ کے ہمراہ تھا خوش ہوا، طلیحہ نے اُسے اپنے لشکر پر چھوڑ دیا تھا، اُس نے کہا کہ یہ فتح ہے۔

خالد بن الولید مسلمانوں کے ہمراہ آئے، وہ ثابت بن اقرم کے قتل سے بہت عبرت پذیر ہوئے انھیں جانور روند رہے تھے۔

مسلمانوں پر یہ بہت گراں گزرا، کچھ ہی دور چلے تھے کہ انہوں نے عکاشہ کی لاش کو روندا، پھر تو وہ قوم سواریوں پر گراں ہوگئی، جیسا کہ اُن کے حال بیان کرنے والے نے بیان کیا، یہاں تک کہ سواریاں قدم اُٹھانے کے قابل نہ رہیں۔

ابی واقد اللیثی کی روایت

ابی واقد اللیثی سے مروی ہے کہ ہم لوگ دو سو سوار مقدمۃ الجیش تھے، زید بن الخطابؓ ہمارے امیر تھے۔ ثابت ابن اقرم اور عکاشہ بن محصن آگے تھے، جب ہم اُن دونوں کے پاس سے گزرے تو ہمیں افسوس ہوا، خالدؓ اور دوسرے مسلمان اب تک ہمارے پیچھے تھے، ہم اُن دونوں کے پاس رُک گئے یہاں تک کہ خالد کسی قدر نظر آئے، اُن کے حکم سے ہم نے دونوں کے لئے قبر کھودی اور دونوں کو مع خون اور کپڑوں کے دفن کر دیا ہم نے عکاشہ پر عجیب وغریب زخم پائے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ عکاشہؓ بن محصنؓ اور ثابت بن اقرم کے قتل میں جو روایت کی گئی اُس میں ہمارے نزدیک یہ زیادہ ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

ابوسنانؓ بن محصن بن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دوران بن اسد ابن خزیمہ، بدر اُحد وخندق میں حاضر ہوئے، وفات جب ہوئی کہ نبی ﷺ بنی قریظہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔

عامر سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نبی ﷺ سے بیعۃ الرضوان کی وہ ابوسنانؓ الاسدی تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ حدیث وہم ہے۔ ابوسنانؓ کی وفات اُس وقت ہوئی جب ۵ھ میں نبی ﷺ بنی قریظہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور اُسی دن وہ بنی قریظہ کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ وفات کے وقت وہ چالیس سال کے تھے اور عکاشہ سے دو سال بڑے تھے، لیکن جنہوں نے ۶ھ میں یوم الحدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ سے بیعۃ الرضوان کی وہ سنان بن ابی سنان بن محصن تھے، وہ اپنے والد کے ہمراہ بدر میں حاضر ہوئے۔ اُحد، خندق اور تمام مشاہد میں موجود تھے۔

سنانؓ بن ابی سنانؓ ابن محصن بن حرثان بن قیس بن مرہ اُن کی اور اُن کے والد کی عمر میں بیس سال کا فرق تھا

بدر، اُحد، خندق و حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نبی ﷺ سے بیعۃ الرضوان کی ۳۲ھ میں اُن کی وفات ہوئی۔

شجاع بن وہب ابن ربیعہ بن اسد بن صیب بن مالک بن کبیر بن غنم بن دوران ابن اسد بن خزیمہ۔

عمرو بن عثمان الجحشی سے مروی ہے کہ شجاعت بن وہب کی کنیت ابو وہب تھی۔ وہ لاغر بلند بالا اور کوز پشت (کبڑے) تھے، دوسری دفعہ کے مہاجرین حبشہ میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے اور اوس بن خولی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عمر بن الحکیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن وہب کو چوبیس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ ہوازن کے اُس مجمع کی طرف روانہ فرمایا جو بنی عامر کی زمین السی علاقہ رکیہ میں تھا، انھیں اُن لوگوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ صبح کو ایسے وقت اُن کے پاس پہنچے کہ وہ غافل تھے، اُن کو بہت سے اُونٹ اور بکریاں ملیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ شجاع بن وہب رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے قاصد بھی تھے جو حارث بن ابی شمر غسانی کے نام تھا، وہ لوگ غوطہ دمشق میں تھے، وہ خود اسلام نہیں لایا، اس کا دربان مری اسلام لایا اور رسول اللہ ﷺ کو شجاع کے ذریعے سے سلام کہلا بھیجا، اور یہ کہ وہ آپ کے دین پر ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُس نے سچ کہا۔ شجاع بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے یوم الیمامہ ۱۲ھ میں جب کہ وہ کچھ اوپر چالیس سال کے تھے شہید ہوئے۔

اُن کے بھائی عُقبہؓ ابن وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب تھے جو بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے۔

ربیعہؓ بن اکثم ابن سخبرہ بن عمرو بن کبیر بن عامر بن غنم بن دوران بن اسد بن خزیمہ، اسدی طرح محمد بن اسحٰق نے اُن کا نسب بیان کیا۔

عمر بن عثمان الجحشی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ربیعہؓ بن اکثم کی کنیت ابو یزید تھی، وہ پست، موٹے اور بڑے پیٹ والے تھے، بدر میں حاضر ہوئے تو تیس سال کے تھے، اُحد و خندق و حدیبیہ میں بھی حاضر ہوئے ۷ھ میں جب وہ سینتیس سال کے تھے خیبر میں شہید ہوئے۔ حارث یہودی نے کھجور کی شاخ سے اُن کو قتل کیا۔

محرزؓ بن نضلہ ابن عبداللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دوران بن اسد بن خزیمہ کنیت ابو نضلہ تھی، گورے اور خوب صورت تھے، لقب فہرہ تھا، بنو عبدالاشہل اس بات کے مدعی تھے کہ محرز اُن کے حلیف ہیں محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ کو یہی کہتے سنا کہ یوم السرح میں سوائے محرز بن نضلہ بنی عبدالاشہل کے مکان سے کوئی نہ نکلا۔ وہ محمد بن مسلمہ کے اس گھوڑے پر سوار تھے، جس کا نام ذواللمہ تھا۔

خواب کی تعبیر

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے محرز بن نضلہ اور عمارہ بن حزم کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ محمد بن عمرو نے کہا کہ وہ بدر واحد وخندق میں شریک تھے۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ محرز بن نضلہ نے کہا کہ میں نے خواب میں آسمان دنیا کو دیکھا کہ میرے لئے کھول دیا گیا ہے، یہاں تک کہ میں اس میں داخل ہو گیا اور ساتویں آسمان تک پہنچ گیا پھر میں نے سدرۃ المنتہیٰ تک صعود کیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری منزل ہے۔

میں نے ابوبکر صدیقؓ سے بیان کیا جو سب سے زیادہ فن تعبیر کے ماہر تھے، انہوں نے کہا کہ یہ تمہیں شہادت کی بشارت ہے، وہ اس کے ایک دن بعد قتل کر دیے گئے، رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ یوم السرح میں غزوہ الغابہ میں روانہ ہوئے، یہی غزوہ قرد ہے جو ۶ھ میں ہوا۔ انہیں مسعدہ بن حکمہ نے قتل کیا۔

عمرو بن عثمان الجحشی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ محرز بن نضلہ جب بدر میں حاضر ہوئے تو اکتیس یا بتیس سال کے تھے اور جب مقتول ہوئے تو سینتیس یا اڑتیس سال کے یا اسی کے قریب تھے۔

اربد بن حمیرہ کنیت ابومخشی تھی۔ بنی اسد بن خزیمہ ہی میں سے تھے، محمد بن اسحٰق نے اسی طرح کہا اور اس میں شک نہیں کیا۔ محمد بن عمرو نے اسی کو عبداللہ بن جعفر زہری سے روایت کیا ہے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ اربد، سوید بن مخشی جو قبیلہ طے میں سے تھے اور بنی عبدشمس کے حلیف تھے۔

ابی معشر سے مروی ہے کہ اربد ابومخشی ہیں اور ان کا نام سوید بن عدی ہے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری سے مروی ہے کہ وہ دو شخص ہیں، اربد بن حمیر جو بدر میں حاضر ہوئے، اس میں کوئی شک نہیں، اور سوید بن مخشی وہ ہیں جو احد میں حاضر ہوئے اور بدر میں شریک نہیں ہوئے۔

حلفائے بنی عبدشمس جو بنی سلیم ابن منصور میں سے تھے

محمد بن اسحٰق نے کہا کہ وہ لوگ بنی کبیر بن غنم بن دودان کے حلفا تھے اور وہ بنی حجر میں سے تھے جو آل بنی سلیم میں تھے اور چند بھائی تھے۔

مالکؓ بن عمرو بدر واحد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے ۱۲ھ میں یمامہ میں شہید ہوئے، سب ان کا ذکر کیا اور اس پر اتفاق کیا۔

مدلاج بن عمرو بدر واحد اور تمام مشاہد میں حاضر ہوئے۔ محمد بن اسحاق اور ابومعشر اور محمد بن عمرو نے ان کا ذکر کیا موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ ۵۰ھ میں کلافت معاویہؓ بن ابی سفیان میں ان کی وفات ہوئی۔

ثقفؓ بن عمرو ابن سُمیط جو مالکؓ و مدلائؓ کے بھائی تھے، محمد بن اسحاق و محمد بن عمرو نے کہا کہ وہ ثقفؓ بن عمرو تھے، ابو معشر نے کہا کہ وہ ثقاف بن عمرو تھے، موسیٰ بن عقبہ نے اُن کا ذکر نہیں کیا۔ یہ خود اُن کا وہم ہے یا اس کا وہم ہے جس نے اُن سے روایت کی ہے ثقف بدر، اُحد، خندق، حدیبیہ و خیبر میں حاضر ہوئے، خیبر میں ۷ھ میں شہید ہوئے، اُسیر یہودی نے قتل کیا۔

سولہ اشخاص

خلفائے بنی نوفل بن عبد مناف ابن قصی

عتبہ بن غزوان ابن جابر بن وہب بن نسیب بن زید بن مالک بن حارث ابن عوف بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر، اُن کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

ابن سعد (مؤلف) نے کہا کہ میں نے بعض لوگوں سے سُنا کہ اُن کی کنیت ابو غزوان بتاتے، وہ بلند بالا، خوب صورت اور قدیم مسلمان تھے۔ دوسری مرتبہ کی ہجرت حبشہ میں شریک تھے اور رسول اللہ ﷺ کے اُن تیراندازوں میں تھے جن کا ذکر کیا گیا، جبیر بن عبداللہ اور ابراہیم بن عبداللہ سے، جو عتبہؓ بن غزوان کے فرزند تھے، مروی ہے کہ عتبی بن غزوان ہجرت کر کے جب مدینے آئے تو چالیس سال کے تھے۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عتبہ ابن غزوان اور خباب مولائے عتبہ نے جب مدینے کی جانب ہجرت کی تو عبداللہ بن سلمہ العجلانی کے پاس اُترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ نے عتبہ بن غزوان اور ابی دجانہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

جبیر بن عبدو ابراہیم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے عتبہ بن غزوان کو بصرے پر عامل بنایا، انھیں نے اس کو شہر بنایا اور اس کی حد بندی کی، پہلے وہ محض ایک قبیلہ تھا، انہوں نے بانس کی مسجد بنائی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عتبہؓ سعد بن ابی وقاص کے ساتھ تھے، انہوں نے اُن کو بصرہ عمرؓ کے اس فرمان کی بنا پروانہ کیا جو اُن کے نام تھا اور جس اُنھیں ایسا کرنے کا حکم تھا، اُن کی ولایت بصرے پر چھ مہینے رہی، پھر وہ عمرؓ کے پاس مدینے میں آ گئے۔ عمرؓ نے انہیں بصرے پر والی بنا کے واپس کر دیا ۱۷ھ میں ستاون سال کی عمر پا کر بصرے میں انتقال کر گئے۔ یہ زمانہ عمرؓ بن الخطاب کی خلافت کا تھا، انھیں پیٹ کی بیماری ہوئی، جس سے وہ معدن بنی سلیم میں مر گئے، اُن کے غلام سرید اُن کا سامان و ترکہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس لائے۔

خبابؓ مولائے عتبہؓ

ابن غزوان جن کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے اور تمیم مولائے خراش بن صمہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ بدر، اُحد، خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ انہوں نے ۱۹ھ

میں بعمر پچاس سال وفات پائی۔ عمرؓ بن الخطاب نے مدینے میں اُن کی نماز جنازہ پڑھی۔

بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی

زبیر بن العوام ابن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، ان کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

قرافصہ الحنفی سے ایک حدیث میں مروی ہے کہ زبیرؓ بن العوام کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

زبیرؓ کے گیارہ لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں۔ عبداللہ، عروہ۲، منذر۳، عاصم۴ اور مہاجر۵، موخر الذکر دونوں لاولد مر گئے۔ خدیجۃ الکبریٰ۶ ام حسن۷ اور عائشہ۸ ان کی والدہ اسما بنت ابی بکر صدیق تھیں۔

خالد۹، عمرو۱۰، حبیبہ۱۱، سودہ۱۲، اور ہند۱۳، ان کی والدہ ام خالد تھیں جو امہ بنت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ تھیں۔

مصعب۱۴، حمزہ۱۵، اور رملہ۱۶، ان کی والدہ الرباب بنت اُنیف ابن عبید بن مصاد بن کعب بن علیم بن خباب قبیلہ کلب سے تھیں۔

عبیدہ۱۷، جعفر۱۸، ان کی والدہ زینب تھیں جو ام جعفر بنت مرثد ابن عمرو بن عبد عمرو بن بشر بن عمرو بن مرثد بن سعد بن مالک بن ضبیعہ ابن قیس بن ثعلبہ تھیں، زینب۱۹، ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تھیں۔

خدیجہ۲۰، صغریٰ، ان کی والدہ حلال بنت قیس بن نوفل ابن جابر بن شجنہ بن اسامہ بن مالک بن نصر بن قعین تھیں کہ بنی اسد میں سے تھیں۔

طلحہ بن عبداللہ کے لڑکوں کے نام

ہاشم بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیرؓ بن العوام نے کہا کہ طلحہ بن عبیداللہ التیمی اپنے لڑکوں کے نام انبیا کے نام پر رکھتے تھے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، میں اپنے لڑکوں کا نام شہداء کے نام پر رکھتا ہوں، شاید اللہ انھیں شہید کرے، عبداللہ، عبداللہ بن جحشؓ کے نام پر، منذر، منذر ابن عمرو کے نام پر، عروہ، عروہ بن مسعود کے نام پر، حمزہ، حمزہ بن عبدالمطلب کے نام پر، جعفر بن ابی طالب کے نام پر، مصعبؓ بن عمیر کے نام پر، عبیدہ، عبیدہؓ بن الحارث کے نام پر، خالدؓ، خالدؓ بن سعید کے نام پر اور عمروؓ بن سعید بن العاص کے نام پر رکھا، عمرو بن سعید جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

زبیرؓ کا بچپن

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیرؓ جب بچے تھے مکے میں ایک شخص سے لڑے، اس کا ہاتھ توڑ دیا اور ضرب شدید پہنچائی، اس آدمی کو لاد کے صفیہ کے پاس پہنچایا گیا، انہوں نے پوچھا اس کا کیا حال ہے، لوگوں نے کہا زبیرؓ نے اس سے جنگ کی تو صفیہ نے (اشعار ذیل) کہے

کیف رایت زبراً أقطا حسبته او تمرا. ام مشمعلا صقرا.......!

اے شخص تو نے زبیرؓ کو کیا سمجھا تھا۔ کیا تو نے انہیں پنیر سمجھا تھا یا کھجور۔ یا پر پھیلانے والا شکرہ عروہ سے مروی ہے کہ صفیہ زبیرؓ کو بہت مارا کرتی تھیں، حالانکہ وہ یتیم ہے۔ اُن سے کہا گیا کہ تم نے انہیں قتل کر دیا، اُن کا دل نکال لیا، اس بچے کو تم نے ہلاک کر دیا۔ تو انہوں نے کہا کہ میں انہیں صرف اس لئے مارتی ہوں کہ وہ جنگ میں داخل ہوں اور کامیاب لشکر کے سردار ہوں۔

راوی نے کہا کہ ایک روز انہوں نے کسی لڑکے کا ہاتھ توڑ ڈالا، اُس لڑکے کو صفیہ کے پاس لایا گیا اور اُن سے کہا گیا تو انہوں نے (شعر) کہا

اے لڑکے تو نے زبیرؓ کو کیا سمجھا تھا، کیا تو نے انہیں پنیر یا کھجور سمجھا تھا، یا پر پھیلانے والا شکرہ ابوالاسود محمد بن عبدالرحمن بن نوفل سے مروی ہے کہ زبیرؓ نے ابوبکرؓ کے چار یا پانچ دن کے بعد اسلام قبول کیا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ زبیرؓ جب اسلام لائے تو سولہ سال کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے کسی غزوے سے وہ غیر حاضر نہ تھے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ زبیرؓ نے ملک حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں۔

زبیرؓ کی مکے سے مدینے کی طرف ہجرت

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب زبیرؓ بن العوام نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ ابن الجلاح کے پاس اُترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے زبیرؓ وابن مسعودؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر نے علیؓ بن ابی طالب نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے زبیرؓ وطلحہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ عروہ سے (تین سلسلوں سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زبیرؓ بن العوام اور کعب بن مالک کے درمیان عقد مواخاۃ لیا۔

بشیر بن عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے زبیرؓ اور کعب بن مالک کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عمامے کی وجہ سے پہچان

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیرؓ بن العوام ایک زرد عمامے کی وجہ سے پہچان لئے جاتے تھے وہ بیان کیا کرتے تھے کہ بدر کے دن جو ملائکہ نازل ہوئے وہ زرد گھوڑوں پر سوار تھے اور زرد عمامے باندھے تھے، اُس روز زبیرؓ بھی زرد عمامہ باندھے تھے۔

حمزہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن زبیرؓ کے سر پر زرد عمامہ تھا جس کو وہ پہنے ہوئے تھے، اُس روز ملائکہ کے سروں پر بھی زرد عمامے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ بدر کے دن زبیرؓ کے سر پر زرد رومال تھا، جسے وہ لپیٹے ہوئے تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ملائکہ زبیرؓ کی شکل میں نازل ہوئے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ بدر کے نبی ﷺ کے ہمراہ صرف دو گھوڑے تھے جن میں سے ایک پر زبیرؓ تھے۔

ریشمی لباس

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ زبیرؓ بن العوام کو (خاص طور پر) ریشمی لباس کی اجازت دی گئی۔

عبدالوہاب بن عطا سے مروی ہے کہ سعید بن ابی عروبہ سے ریشمی لباس کو پوچھا گیا تو انہوں نے قتادہ کی اور انس بن مالک کی روایت سے ہمیں بتایا کہ نبی ﷺ نے (صرف) زبیرؓ کو ریشمی کرتے کی اجازت دی۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مدینے میں مکانوں کی حد بندی کی تو زبیرؓ کے لئے زمین کا بڑا ٹکڑا مقرر کیا۔

اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی

اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زبیرؓ کو ایک کھجور کا باغ جاگیر میں دیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے زبیرؓ کو ایک زمین عطا فرمائی جس میں کھجور کے درخت تھے۔ یہ زمین بنی النضیر کے اموال میں سے تھی نیز ابو بکرؓ نے زبیرؓ کو الجرف بطور جاگیر دیا۔ انسؓ بن عیاض نے اپنی حدیث میں کہا کہ الجرف کی زمین مردہ (اوسر) ناقابل زراعت) تھی، عبداللہ بن نمیر نے اپنی حدیث میں کہا کہ عمرؓ نے زبیرؓ کو پورا العقیق عطا کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ زبیرؓ بن العوام بدر واحد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ اُحد میں آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے، انہوں نے آپ سے موت پر بیعت کی۔ غزوۂ فتح مکہ میں مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا زبیرؓ کے پاس تھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے عائشہؓ نے کہا: واللہ تمہارے والد اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے زخمی ہونے کے بعد بھی اللہ و رسول اللہ کی دعوت کو قبول کیا (اور بحالت زخم جہاد کے لئے تیار ہو گئے)

حضور ﷺ نے حصے مقرر کیے

ابی کبشہ انماری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو زبیرؓ بن العوام لشکر میسرہ پر تھے اور مقداد بن الاسود میمون پر، رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہوئے اور لوگ مطمئن ہو گئے تو زبیرؓ و مقداد اپنے گھوڑوں پر آئے، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر ان کے چہروں سے اپنی چادر سے غبار پونچھنے لگے اور فرمایا کہ میں نے گھوڑے کے لئے دو حصے مقرر کیے اور سوار کے لئے ایک حصہ، جو انہیں کم کرے اللہ اُسے کم کرے۔

ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ ''ہر نبی کے حواری ہوتے، میرے حواری زبیر بن العوامؓ ہیں''

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہر اُمت کے لئے حواری ہیں۔ میرے حواری میری پھوپھی کے بیٹے زبیرؓ ہیں۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں، میرے حواری زبیرؓ ہیں۔

زر بن حبیش سے مروی ہے کہ ابن جرموز نے علی رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی دربان نے عرض کی، یہ جرموز قاتل زبیرؓ دروازے پر کھڑا اجازت مانگتا ہے، علیؓ نے کہا کہ ابن صفیہ (زبیرؓ) کا قاتل دوزخ میں داخل ہو جائے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ہر نبی کے حواری ہیں اور میرے حواری زبیرؓ ہیں

سلام بن ابی مطیع نے (جو انہی راویوں میں سے تھے) کہا کہ عاصم نے زر سے روایت کی کہ میں علیؓ کے پاس تھا، انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ابن صفیہ کا قاتل دوزخ میں داخل ہو جائے اور سب راویوں نے اپنی اسناد میں بیان کیا۔

غزوۂ خندق

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم احزاب (غزوۂ خندق) میں فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے پاس اس قوم کی خبر لائے، تو زبیرؓ نے کہا میں ہوں، آپ نے پھر فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے پاس اُس قوم کی خبر لائے، تو زبیرؓ نے کہا میں ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیرؓ ہیں۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم خندق میں لوگوں کو دعوت دی کہ کوئی ہے جو آپ کے پاس بنی قریظہ کی خبر لائے۔ زبیرؓ نے دعوت قبول کی، آپ نے پھر انہیں دعوت دی، تو پھر زبیرؓ نے قبول کی۔ آپ نے تیسری مرتبہ دعوت دی تو پھر زبیرؓ نے قبول کی، آپ نے اُن کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ ہر نبی کے ایک حواری ہے اور میرے حواری زبیرؓ ہیں۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے ایک حواری ہے اور میرے حواری (مخلص دوست) زبیرؓ ہیں۔

حواری کا بیٹا

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حواری کا بیٹا ہوں، ابن عمرؓ نے کہا کہ بشرطیکہ تم آلِ زبیرؓ سے ہو ورنہ نہیں۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ کے پاس سے ایک لڑکا گزرا، دریافت کیا کہ وہ کون ہے تو اُس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے حواری کا بیٹا۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ بشرطیکہ تم اولاد زبیرؓ سے ہو، ورنہ نہیں دریافت کیا گیا کہ سوائے زبیرؓ کے کوئی اور بھی تھا جسے رسول اللہ ﷺ کا حواری کہا جاتا تھا، تو انہوں نے کہا کہ میرے علم میں کوئی نہیں ہے۔

یوم احزاب

عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے یوم احزاب میں اپنے والد سے کہا کہ اے پیارے باپ میں نے آپ کو یوم احزاب میں دیکھا کہ آپ اپنے سرخ گھوڑے پر سوار تھے انہوں نے کہا اے پیارے بیٹے، ہاں تم نے مجھے دیکھا تھا، میں نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے لئے اپنے والدین کو (دعا میں جمع کر کے فرمانے لگے کہ "فداک ابی وامی تم پر (اے زبیرؓ) میرے ماں باپ فدا ہوں۔

جامع بن شداد سے مروی ہے کہ میں نے عامر بن عبداللہ بن زبیرؓ کو اپنے والد سے حدیث کی روایت کرتے سنا کہ میں نے زبیرؓ کہا۔ کیا بات ہے کہ میں آپ کو رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرتے نہیں سنتا، جیسے کہ فلاں اور فلاں حدیث بیان کرتے ہیں) انہوں نے کہا کہ میں تو جب سے اسلام لایا آپ سے جدا نہیں ہوا، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں کرے۔ وہب ابن جریر نے اپنی حدیث میں زبیرؓ سے روایت کی وہ اللہ انہوں نے "متعمداً" (دیدہ ودانستہ کا لفظ) نہیں کہا، حالانکہ لوگ متعمد بھی کہتے ہو۔

طاعون کی بیماری

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ زبیرؓ مصر بھیجے گئے۔ کہا گیا کہ وہاں طاعون ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو طعن (نیزہ زنی) اور طاعون (موت) کے لئے آئے ہی ہیں، راوی نے کہا کہ پھر ان لوگوں نے سیڑھیاں لگائیں اور چڑھ گئے۔

ہشام ابن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمرؓ قتل کر دیئے گئے تو زبیرؓ اعوام نے اپنا نام دیوان (دفتر خلافت) سے مٹا دیا۔

اصبہان کا مال

ابی حصین سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان نے زبیرؓ بن اعوام کو چھ لاکھ درہم انعام دیا۔ وہ اپنے ماموں کے پاس بنی کاہل میں اترے، اور پوچھا کہ کونسا مال عمدہ ہے اُن لوگوں نے کہا کہ اصبہان کا مال، انہوں نے کہا کہ مجھے اصبہان کے مال میں سے دو۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ زبیرؓ میں تغیر نہیں ہوتا تھا، یعنی بڑھاپے کا۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بچپن میں زبیر کے شانوں کے بال پکڑتا، اور اُن کی پشت پر لٹکا دیتا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ زبیرؓ بن العوام نے لمبے تھے نہ پست قد جو کمی کی طرف مائل ہوں، نہ وہ گوشت میں پڑ تھے، ڈاڑھی چھدری، گندم گوں اور لمبے بال والے تھے (رحمہ اللہ)

زبیرؓ کی وصیت ادائے قرض اور اُن کے تمام متروکات

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیرؓ بن العوام نے اپنا مکان اپنی غریب بیٹیوں پر وقف کیا

ء، ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیر بن العوام نے اپنے ثلث مال کی اللہ کی راہ میں وصیت کی۔

عبداللہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ جب زبیرؓ یوم جمل میں کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا، میں اُن کے پہلو میں کھڑا ہوگیا، انہوں نے کہا کہ اے پیارے بیٹے آج یا تو ظالم قتل کیا جائے گا یا مظلوم ایسا نظر آتا ہے کہ آج میں حالت مظلومی قتل کیا جاؤں گا۔ مجھے سب سے بڑی فکر اپنے قرض کی ہے کیا تمہاری رائے میں ہمارے قرض سے کچھ مال بچ جائے گا۔؟

پھر کہا کہ مال بیچ ڈالنا، قرض ادا کر دینا اور ثلث میں وصی بننا، قرض ادا کرنے کے بعد اگر کچھ بچے تو اُس میں سے ایک ثلث تمہارے بچوں کے لیے ہے۔

ہشام نے کہا کہ عبداللہ بن الزبیرؓ کے لڑکے خبیب وعباد عمر میں زبیرؓ کے لڑکوں کے برابر تھے اُس زمانے میں عبداللہ کی نو بیٹیاں تھیں۔

قرض کی ادائیگی

عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ پھر وہ مجھے اپنے قرض کی وصیت کرنے لگے کہ اگر اُس قرض میں سے تم کچھ ادا کرنے سے عاجز ہونا تو میرے مولیٰ سے مدد کے لینا۔

میں مولیٰ سے اُن کی مراد کو نہیں سمجھا (کیوں مولیٰ تو عام طور پر آزاد کردہ غلام کو کہتے تھے) پوچھا کہ آپ کا مولیٰ کون ہے، اُنہوں نے کہا ''اللہ'' پھر جب کبھی میں اُن کے قرض کی مصیبت میں پڑا تو کہا اے زبیرؓ کے مولیٰ آپ کا قرض ادا کر دے اور وہ ادا کر دیتا تھا۔

زبیرؓ اس حالت میں مقتول ہوئے کہ انہوں نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درم سوائے چند زمینوں کے جن میں الغابہ بھی تھا، گیارہ مکان جو مدینے میں تھے، دو مکان جو بصرے میں تھے، ایک مکان جو کوفے میں تھا اور ایک مکان جو مصر میں تھا۔

امانت قرض کے طور پر

مقروض وہ اس طرح ہوئے کہ لوگ اُن کے پاس مال لاتے وہ امانۃً رکھیں، مگر زبیرؓ کہتے کہ ''نہیں (امانت کے طور پر نہیں رکھوں گا) بلکہ وہ قرض ہے، کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے''

وہ کبھی امیر نہ بنے، خواہ مال وصول کرنے کے خراج کے یا کسی اور مالی خدمت کے، البتہ رسول اللہ ﷺ ابو بکرؓ وعمرؓ کے ہمراہ جہاد میں ہوتے تھے۔

عبداللہ بن الزبیرؓ نے کہا کہ میں اُن کے قرض کا حساب کیا تو بائیس لاکھ درم پایا۔

حکیم بن حزام، عبداللہ بن زبیرؓ سے ملے اور کہا اے میرے بھتیجے، میرے بھائی پر کتنا قرض ہے اُنہوں نے چھپایا اور کہا ایک لاکھ۔ حکیم نے کہا کہ واللہ میں تمہارے مال کو اتنا نہیں دیکھتا کہ وہ اس کے لئے کافی ہو۔

عبداللہ نے اُن سے کہا: دیکھوں تو تم کیا کہتے ہو، اگر وہ قرض بائیس لاکھ ہو، انہوں نے کہا کہ میں تو تمہیں اس کا متحمل نہیں دیکھتا، اگر تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہونا تو مجھ سے مدد لینا۔

زبیرؓ نے الغابہ ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدا تھا۔ عبداللہ ابن زبیرؓ نے سولہ لاکھ میں فروخت کیا، پھر کھڑے ہو کے کہا کہ جس کا زبیرؓ کے ذمے کچھ ہو وہ ہمارے پاس الغابہ پہنچ جائے (الغابہ کے کچھ قطعات ہنوز بچ رہے تھے۔

عبداللہ بن جعفر آئے، جن کے زبیرؓ پر چار لاکھ تھے، انہوں نے عبداللہ بن الزبیرؓ سے کہا کہ اگر تم لوگ چاہو تو میں معاف کردوں، اور اگر چاہو تو اُسے اُن قرضوں کے ساتھ رکھو جنہیں تم مؤخر کر رہے ہو، بشرطیکہ تم کچھ مؤخر کرو۔

عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا ''نہیں'' اُنہوں نے کہا کہ پھر مجھے ایک ٹکڑا زمین کا دے دو۔ ابن زبیرؓ نے کہا کہ تمہارے لئے یہاں سے یہاں تک ہے۔ انھوں نے اُس میں سے بقدر ادائے قرض کے فروخت کر دیا، اور انھیں دے دیا (۲۲ لاکھ میں سے ۴ لاکھ تو ادا ہو گئے) اُس قرض میں سے ساڑھے چار حصے چار چار لاکھ کے باقی رہ گئے۔

ابن زبیرؓ معاویہؓ کے پاس آئے، وہاں عمرو بن عثمانؓ، منذر بن زبیرؓ اور ابن زمعہ تھے۔ معاویہؓ نے پوچھا کہ الغابہ کی کتی قیمت لگائی گئی۔ انہوں نے کہا کہ ہر حصہ ایک لاکھ کا۔ معاویہؓ نے پوچھا کتنے حصے باقی رہے۔ اُنھوں نے کہا ساڑھے چار حصے۔

میراث میں حصے تقسیم کیے

منذر بن الزبیرؓ نے کہا کہ ایک لاکھ میں مَیں نے لے لیا۔ عمرو بن عثمانؓ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں نے لے لیا۔ ابن زمعہ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں مَیں نے لے لیا۔ معاویہؓ نے کہا کہ اب کے بچے؟ عبداللہ نے کہا ڈیڑھ حصہ۔ انہوں نے کہا کہ وہ ڈیڑھ لاکھ میں مَیں نے لے لیا عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ معاویہ کے ہاتھ لاکھ میں فروخت کر دیا۔

ابن الزبیرؓ جب زبیرؓ کا قرض ادا کر چکے تو اولاد زبیرؓ نے کہا کہ ہم میں ہماری میراث تقسیم کرو۔ اُنھوں نے کہا کہ ''نہیں'' واللہ میں تم میں تقسیم نہ کروں گا تاوقتیکہ چار سال تک زمانہ حج میں منادی نہ کرلوں کہ ''خبردار جس کا زبیرؓ پر قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے، ہم اُسے ادا کریں گے''

زبیرؓ کی چار بیویوں کے حصے

چار سال تک زمانہ حج میں منادی کرتے رہے، جب چار سال گزر گئے تو میراث اُن کے درمیان تقسیم کردی۔ زبیرؓ کی چار بیویاں تھیں، انہوں نے بیوی کے آٹھویں حصے کو چار پر تقسیم کر دیا، ہر بیوی کو گیارہ گیارہ لاکھ پہنچے، اُن کا پورا مال تین کروڑ باون لاکھ تھا۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ زبیرؓ کی میراث میں چار کروڑ تقسیم کیے گئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیرؓ کے ترکے کی قیمت پانچ کروڑ بیس لاکھ یا پانچ کروڑ دس لاکھ تھی۔

عروہ سے مروی ہے کہ زبیرؓ کی مصر میں کچھ زمینیں تھیں اور اسکندریہ میں کچھ زمینیں تھیں کوفے میں کچھ زمینیں تھیں اور بصرے میں مکانات تھے، اُن کی کچھ مدینے کی جائداد کی آمدنی تھی جو اُن کے پاس آتی تھی۔

زبیرؓ کا قتل

کس نے قتل کیا، قبر کہاں اور وہ کتنے دن زندہ رہے

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ زبیرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ تمہاری والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب کہاں ہیں کہ اپنی تلوار سے علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب سے قتال کرتے ہو۔ زبیرؓ لوٹ پڑے، انھیں ابن جرموز ملا، اُس نے قتل کر دیا۔ ابن عباسؓ علیؓ کے پاس آئے اور پوچھا کہ قاتل ابن صفیہ (زبیرؓ) ہوگا، علیؓ نے کہ دوزخ میں۔

ابی خالد ابوالبی سے مروی ہے کہ احنف نے بنی تمیم کو دعوت دی، مگر انہوں نے قبول نہ کی، اُس نے بنی سعد و دعوت دی، انہوں نے بھی رو کر دی، وہ ایک گروہ کے ساتھ ایک کنارے ہٹ گیا۔ زبیرؓ اپنے گھوڑے پر جس کا نام ذوالنعال تھا گزرے۔ احنف نے کہا کہ یہی وہ شخص ہے جو لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔

دو شخصوں نے جو اُس کے ہمراہ تھے اُن کا تعاقب کیا، ایک نے اُن پر حملہ کر کے نیزہ مارا، دوسرے نے انہیں قتل کر دیا۔ سر باب خلافت علیؓ کے پاس لایا اور کہا کہ قاتل زبیرؓ کو (آنے کی) اجازت دو، علیؓ نے سُنا تو کہا کہ قاتل ابن صفیہ کو دوزخ کی بشارت دے دو۔ اس نے سر کو ڈال دیا اور چلا گیا۔

حضرت عائشہؓ کا مکے میں آنا

جون بن قتادہ سے مروی ہے کہ یوم جمل میں (جنگ علیؓ و عائشہؓ جس میں حضرت عائشہؓ جمل یعنی اونٹ پر مکے سے آئی تھیں، میں زبیر ابن العوام کے ساتھ تھا، لوگ انھیں امیر المومنین کہہ کے سلام کر رہے تھے ایک سوار جا رہا تھا، قریب آیا اور کہا اے امیر السلام علیکم، اُس نے انھیں کسی بات کی خبر دی، دوسرا آیا، اُس نے بھی ایسا ہی کیا، ایک اور آیا اُس نے بھی ایسا ہی کیا۔

زبیرؓ کے قتل کے بارے میں اس شخص کا کہنا

جنگ میں جب زبیرؓ نے وہ دیکھ لیا جو مقدر میں تھا (یعنی قتل) تو اُس شخص (اوّل یا ثانی) نے کہا بائے اُن کی ناک کا کٹنا، یا بائے اُن کی پیٹھ کا ٹوٹنا، فضیل (راوی حدیث نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ الفاظ اُن دونوں میں سے کس نے کہے، وہ ڈر کے مارے کانپنے لگا اور ہتھیار توڑنے لگا۔

جون نے کہا کہ میری ماں مجھ پر روئے، کیا یہی وہ شخص ہے جس کے ساتھ میں نے مرنے کا ارادہ کیا تھا، قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں جو کچھ دیکھتا ہوں (یعنی قتل زبیرؓ) وہ ضرور کسی ایسی سبب سے ہے جسے زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا یا دیکھا کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے شہسوار بہادر تھے۔

دو گھوڑے سوار

لوگ جب ادھر اُدھر مشغول ہو گئے تو وہ شخص واپس ہوا۔ زبیرؓ کے گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ جو واپس ہو کے اپنے گھوڑے پر بیٹھ گئے اور احنف سے ملے۔

احنف کے پاس دو سوار آئے، اُترے اور جھک کے اُس کے کان میں باتیں کرنے لگے، احنف نے اپنا سر اٹھا کے کہا، اے عمرو ابن جرموز، اے فلاں، وہ دونوں اُس کے پاس آئے اور جھک گئے اُس نے دونوں سے تھوڑی دیر کان میں باتیں کیں اور واپس ہو گیا۔ اس کے بعد عمرو بن جرموز احنف کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے زبیر کو وادی السباع میں پایا اور قتل کر دیا۔

قرۃ بن الحارث بن الجون کہتے تھے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، سوائے احنف کے زبیرؓ کا اور کوئی ساتھی نہ تھا (یعنی یہی قاتل تھا۔)

خالد بن سمیر نے ایک حدیث میں کہا

خالد بن سمیر نے ایک حدیث میں جو انہوں نے روایت کی، زبیرؓ کا ذکر کیا کہ زبیرؓ سوار ہوئے، انھیں برادران تمیم نے وادی السباع میں پایا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ جنگ جمل میں جو جمادی الآخر ۳۶ھ یوم پنجشنبہ کو ہوئی، زبیرؓ بن العوام لڑائی کے بعد اپنے گھوڑے پر جس کا نام ذوالخمار تھا، سوار ہو کے نکلے، اُن کا ارادہ مدینے کی واپسی کا تھا، انھیں سفوان میں بنی تمیم کا ایک آدمی ملا جس کا نام النعیر بن زمام المجاشعی تھا اُس نے کہا کہ اے حواری رسول اللہ ادھر آئیے، ادھر آئیے، آپ میری ذمہ داری ہیں، کوئی شخص آپ کے پاس نہیں پہنچنے پائے گا، وہ اُس کے ساتھ ہو گئے، بنی تمیم کا ایک دوسرا شخص احنف بن قیس کے پاس آیا اور کہا کہ وادی السباع میں اس کے اور اُس کے درمیان زبیرؓ ہیں۔

احنف نے بآواز بلند کہا کہ میں کیا کروں، اگر زبیرؓ نے دو دھوکا دینے والے مسلمانوں میں سے ایک سے دوسرے کو قتل کرا کے اپنے گھر والوں سے ملنے کا ارادہ کرتے ہوں تو تم لوگ مجھے کیا کہتے ہو۔

عمیر بن جرموز التیمی اور فضالہ بن حابس التیمی اور نفیع یا نفیل ابن حابس التیمی نے سنا تو اُن کی تلاش میں اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر گئے اور انھیں پا گئے۔ عمیر بن جرموز نے حملہ کر دیا اُس نے انہیں نیزہ مار کے خفیف سا زخم لگایا۔ زبیرؓ نے بھی اُس پر حملہ کر دیا۔

زبیرؓ کا اللہ کے حکم چلنا

جب اُسے یقین ہو گیا کہ زبیرؓ قتل کرنے والے ہیں تو اُس نے پکارا، اے فضالہ، اے نفیع پھر اُس نے کہا اے زبیرؓ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، تو وہ اس سے باز آئے اور روانہ ہو گئے،

اُس قوم نے مل کر اُن پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا (رحمہ اللہ) عمیر بن جرموز نے انھیں ایک ایسا نیزہ مارا جس نے انھیں کھڑا کر دیا، وہ گر پڑے، اُن لوگوں نے انہیں گھیر لیا اور اُن کی تلوار لے لی۔

ابن جرموز نے اُن کا سر لے لیا، سر اور اُن کی تلوار علیؓ کے پاس لایا، علیؓ نے تلوار لے لی اور کہا، یہ وہ تلوار ہے کہ واللہ بارہا اس سے رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے بے چینی دور ہوئی، لیکن اب وہ موت اور فساد کی قتل گاہوں میں ہے۔

زبیرؓ کو دفنانا

زبیرؓ وادی السباع میں دفن کیے گئے، علیؓ اور اُن کے ساتھی بیٹھ کر اُن پر رونے لگے۔ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل زبیرؓ بن العوام کی بیوی تھیں، اُن کے متعلق اہل مدینہ کہا کرتے کہ جو شخص شہادت چاہے وہ عاتکہ بنت زید سے نکاح کرے، عبداللہ بن ابی بکرؓ کے پاس تھیں تو وہ قتل ہو کے اُن سے جدا ہوگئے، عمر بن الخطاب کے پاس تھیں تو وہ بھی قتل ہو کے اُن سے جدا ہوگئے، زبیرؓ کے پاس تھیں تو وہ بھی قتل ہو کے اُن سے جدا ہوگئے۔ عاتکہ نے کہا (اشعار)

غدر ابن جرموز بفارس بهمته　　　　يوم القاء و كان غير معدد

ابن جرموز نے اُس بہادر سوار کے ساتھ دغا کی۔ جنگ کے دن۔ حالانکہ وہ بھاگنے والا نہ تھا،

ياعمرو لو بنهته لو جد ته　　　　لا طانشارعش الحان ولا اليد

اے عمرو اگر تو اُنھیں آگاہ کر دیتا تو انہیں اس حالت میں پاتا کہ وہ ایسے نادان نہ ہوتے جس کا دل اور ہاتھ کانپتا ہے۔

شلّت يميک ان قتلت لمسلما　　　　عليک عقوبة المتعمّد

تیرا ہاتھ شل ہو جائے کہ تو نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ تجھ پر قتل عمد کے مرتکب کا عذاب واجب ہوگیا۔

ثكتلک امّک هل ظفرت بمثله　　　　فيمن معنى فيما تروح وتغتدى

تیری ماں تجھے روئے تو کبھی اُن کے ایسے شخص پر کامیاب ہوا ہے، اُن لوگوں میں جو اُس زمانے میں گزر گئے جس میں تو شام اور صبح کرتا ہے۔

كم غمرة حامنها لم يثنه　　　　عما طرادک يا ابن فقع القردد

کتنی ہی سختیوں میں اس طرح گھس گئے کہ انھیں اُن سے باز نہ رکھا۔ تیری نیزہ زنی نے اے سفید چہرے والے جریر بن الخطفی نے (اشعار ذیل) کہے:

ان الوزية من تمضمن قبره　　　　وادى السباع لكل جنب مصرع

مصیبت عظیمہ ہے اُس کو جس نے وادی السباع میں اُن (زبیرؓ) کی قبر بنوائی جہاں ہر طرف سے اُن کے لیے مقتل تھا

لمّا اتى خبر الزبيرؓ تواضعت　　　　سورة المدينة والحبال الخشع

جب زبیرؓ کی خبر مرگ آئی تو۔ مدینے کی دیواریں اور پہاڑ خوف کے مارے جھک گئے،

وبكى الزبير بناة فى ماتم　　　　ماذا يرد بكاء من لا يمع

اور زبیرؓ کی بیٹیاں اُن کے ماتم (غم) میں روئیں۔ جو سُنتا نہیں وہ رونے کا کیا جواب دے گا،

محمد بن عمر سے مروی

عروہ سے مروی ہے کہ میرے والد یوم الجمل میں شہید ہوئے، جب کہ وہ چونسٹھ برس کے تھے۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے مصعب بن ثابت بن عبداللہ ابن الزبیر کو کہتے سُنا کہ زبیرؓ بن العوام بدر میں حاضر ہوئے تو انیس سال کے تھے اور قتل کیے گئے تو چونسٹھ سال کے تھے۔

جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے حسنؒ سے زبیرؓ کا ذکر سنا کہ زبیرؓ پر تعجب جو انہوں نے بنی مجاشع کے اعرابی کی پناہ لی کہ مجھے پناہ دے، مجھے پناہ دے، یہاں تک کہ وہ قتل کر دیے گئے واللہ شجاعت میں اُن کا کوئی نظیر نہ تھا، دیکھو میں تو محفوظ و مضبوط ذمہ داری میں تھا۔

طلحہ اور زبیرؓ قیامت کے دن نیک لوگوں میں سے ہوں گے

ابراہیم سے مروی ہے کہ ابن جرموز نے آ کے علیؓ سے اجازت چاہی تو انہوں نے اس سے دوری چاہی اُس نے کہا کیا زبیرؓ مصیبت والوں میں سے نہ تھے (جن پر قیامت میں مصیبت آنے گی) علیؓ نے کہا، تیرے منہ میں خاک، میں تو یہ اُمید کرتا ہوں کہ (قیامت میں) اور طلحہؓ اور زبیرؓ اُن لوگوں میں ہوں گے جن کے حق میں اللہ نے فرمایا '' ونزعنا مافی صدورھم من غسل اخوانا علی سرر متقابلین '' (اور ہم اُن کے دلوں کی کدورت دور کر دیں گے کہ وہ تختوں پر آمنے سامنے بھائی ہو کے بیٹھیں گے)

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے فرمایا میں اُمید کرتا ہوں کہ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اُن لوگوں میں ہوں گے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا '' ونزعنا مافی صدورھم من غسل اخوانا علی سرر متقابلین ''

حلفائے بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی زبیرؓ بن العوام کے حلیف تھے

حاطب بن ابی بلتعہ ان کی کنیت ابو محمد تھی جو لخم میں سے تھے، راشدہ بن ازب ابن جزیلہ بن لخم کے بیٹے تھے، وہ مالک بن عدی بن الحارث ابن مرۃ بن اود بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب ابن یعرب بن قحطان تھے، اور قحطان تک یمن کا اتفاق ہے۔

راشدہ کا نام خالفہ تھا، اُن کا وفد نبی ﷺ کے پاس آیا، آپ نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا بنی خالفہ (خالفہ بمعنی مخالفت کرنے والے) فرمایا تم لوگ بنی راشد ہو (راشدہ بمعنی ہدایت پانے والے)

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب حاطب بن ابی بلتعہ اور اُن کے مولیٰ سعد نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ بن جلاح کے پاس اُترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حاطب ابن ابی بلتعہ اور رخیلہ بن خالد کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حاطب بدر و اُحد و خندق میں حضورؐ کے ہمراہ

حاطب بدر و اُحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمان کے ساتھ مقوقس شاہ اسکندریہ کے پاس بھیجا۔ حاطب رسول اللہ ﷺ کے اُن تیراندازوں میں سے تھے جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ انہوں نے ۳۰ھ میں پینسٹھ سال کی عمر میں مدینے میں وفات پائی۔ اُن پر عثمان بن عفان نے نماز پڑھی۔

اولاد حاطب میں سے ایک شیخ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ حاطبؓ خوبصورت جسم اور چھدری ڈاڑھی والے کوزپشت (کبڑے) تھے، وہ کوتاہی قد کی طرف اتنا مائل تھے جتنا موٹی انگلیوں والا ہوتا ہے۔

یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے وفات کے دن چار ہزار دینار درم وغیرہ چھوڑے، وہ تاجر تھے جو غلہ وغیرہ فروخت کرتے۔ مدینے میں حاطب کا کچھ بقیہ تھا۔

سعد، حاطبؓ کے مولیٰ ابن ابی بلتعہ جو سعد بن خولی بن سبرہ بن دریم بن قیس بن مالک ابن عمیرہ بن عامر بن بکر بن عامر الاکبر بن عوف بن بکر بن عوف ابن غدرہ رفیدہ بن ثور بن کلب، جو قضاعہ میں سے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سعد بن خولی بن فروہ بن القوسار تھے۔

خولی کو ایک شخص کہتا تھا کہ وہ بنی اسعد میں سے تھے۔ اُس نے کہا کہ اُن کی بیوی بنی القوسار میں سے تھیں، (اشعار):

ان ابنة القوسار یا صاح دلنیؑ　　　علیها قضاعی یحب جمالیا

القوسار کی بیٹی کو اے صاحب! مجھے ایک قضاعی نے بتایا جو حساب جمالی (حساب ابجد جو اشعار میں رائج ہے) پسند کرتا تھا۔

میں نے خولی بن فروہ کو اُن کی خواہش کے مطابق بلند زمینیں اور تکبر کرنے والے بچے عطا کیے۔

لوگوں نے اس پر اتفاق کیا کہ سعد بن خولی قبیلہ کلب سے تھے سوائے ابومعشر کے جو کہتے تھے کہ وہ مذحج میں سے تھے، ممکن ہے کہ انھیں اُن کا نسب نہ یاد رہا ہو جیسا کہ اُس کو دوسروں نے یاد رکھا۔

سب نے اس پر اتفاق کیا کہ انہیں گرفتاری کی مصیبت آئی، وہ حاطب بن ابی بلتعہ اللخمی کے پاس گرفتار اور غلام ہو کے پہنچے جو بنی اسد ابن عبدالعزیٰ بن قصی کے حلیف تھے، انہوں نے اُن پر انعام کیا۔

سعد حاطب کے ساتھ بدر واحد میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بتیسویں مہینے اُحد میں شہید ہوئے، عمرؓ بن الخطاب نے اُن کے بیٹے عبداللہ بن سعد کو انصار میں شمار کیا۔ تین آدمی تھے، سعد کا کوئی پوتا نہ تھا۔

بنی عبدالدار بن قصی میں سے مصعب الخیر

شجرہ نسب ابن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی تھے، کنیت ابومحمد تھی، والدہ خناس بنت مالک بن المضرب ابن وہب بن عمرو بن حجیر بن عبدمعیص بن عامر بن لوی تھیں۔ مصعب کی اولاد میں ایک بیٹی تھیں جن کا نام زینب تھا، ان کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر ابن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ تھیں، انہوں نے عبداللہ بن عبداللہ ابن ابی امیہ بن المغیرہ کے ساتھ نکاح کر دیا، ان سے ان کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام دریبہ تھا۔

مصعب بن عمیرؓ جوانی میں

ابراہیم بن محمد العبدری نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعب بن عمیر جوانی، خوب صورتی اور پیشانی کے

بالوں میں مکے کے جوانوں میں یکتا تھے، ان کے والدین ان سے محبت کرتے، ان کی والدہ غنی اور بہت مالدار تھیں، انھیں اچھے سے اچھے اور باریک پہناتی تھیں، وہ اہل مکہ میں سب سے زیادہ عطر لگانے والے تھے، حضرمی جوتے پہنتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مصعب بن عمیر کی صفات بیان کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر کرتے فرماتے کہ میں مکہ میں مصعب بن عمیر سے زیادہ خوب صورت بال والا، باریک کپڑے پہننے والا اور نازونعمت والا کسی کو نہیں دیکھا۔ جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم ابن ابی الارقم میں انھیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں تو وہ آئے، اسلام لائے، آپ کی تصدیق کی اور روانہ ہوگئے، مگر اپنی والدہ اور قوم کے خوف سے اپنا اسلام چھپایا، وہ خفیہ طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آمدورفت رکھتے۔

مصعب بن عمیر کا خفیہ اسلام اور قوم کا ردعمل

عثمان بن طلحہ نے انھیں نماز پڑھتے دیکھ لیا، ان کی والدہ اور قوم کو خبر کردی، لوگوں نے انھیں گرفتار کر کے قید کر دیا، وہ برابر قید رہے یہاں تک کہ پہلی ہجرت میں ملک حبشہ گئے، جب اور مسلمان واپس آئے تو ان کے ہمراہ وہ بھی آئے، وہ موٹے ہوگئے ان کی ماں ان کو ملامت کرنے سے باز رہیں۔

غربت کی حالت میں

عروہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ ایک روز ہم عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، وہ مسجد بنا رہے تھے، انہوں نے کہا کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب ابن عمیر آئے تھے، ان کے جسم پر دھاری دار چادر کا ایک ٹکڑا تھا، اس میں چمڑے کا پیوند لگا تھا، اس کی انہوں نے آستین بنائی تھی اور اس کی کھال کا پیوند لگا لیا تھا اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو رحم کی وجہ سے اپنے سر جھکا لئے، ان کے پاس وہ چیز بھی نہ تھی جس سے کپڑے کو بدل دیتے (یعنی وہ اتنے غریب ہوگئے تھے کہ پیوند لگانے کے لئے کپڑے کا ٹکڑا بھی نہ تھا)۔

انہوں نے سلام کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور اچھی طرح ان پر اللہ کی ثنا کی اور فرمایا الحمد للہ، دنیا کو چاہئے کہ وہ اپنے اہل کو بدل دے، میں نے انہیں (مصعب) کو دیکھا ہے کہ میں مکہ میں قریش کا کوئی جوان اپنے والدین کے پاس ان سے زیادہ نازونعم میں نہ تھا، انہیں اس سے خیر کی رغبت میں، جو اللہ و رسول کی محبت میں تھی، نکالا۔

مصعب بن عمیرؓ اخلق الناس تھے

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں مصعبؓ ابن عمیر جب سے اسلام لائے اس وقت سے احد میں شہید ہونے تک (رحمہ اللہ) میرے دوست اور ساتھی رہے وہ ہمارے ساتھ دونوں ہجرتوں میں حبشہ گئے، جماعت مہاجرین میں وہ میرے رفیق تھے، میں نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا کہ ان سے زیادہ خوش اخلاق ہو اور ان سے کم اس سے اختلاف ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں مدینے بھیجا کہ وہ انصار کو دین کی تعلیم دیں

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازبؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے سب سے پہلے جو لوگ مدینے کی ہجرت میں ہمارے پاس آئے وہ مصعب بن عمیرؓ اور ابن ام مکتومؓ تھے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب مصعبؓ بن عمیر نے مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو سعد بن معاذ کے پاس اترے۔

ابراہیم بن محمد بن العبدری نے اپنے والد سے (اور بھی متعدد طرق سے) روایت کی کہ جب عقبہ اولیٰ والے بارہ آدمی واپس ہوئے اور اسلام انصار میں پھیل گیا تو انصار نے رسول اللہ کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور ایک عریضہ بھیجا کہ ہمارے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجئے جو ہمیں دین کی تعلیم دے اور قرآن پڑھائے۔

مصعب بن عمیرؓ کے ذریعہ انصار میں اسلام کی تبلیغ

رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس مصعب بن عمیر کو بھیجا، وہ آئے اور سعد بن زرارہ کے پاس اترے، مصعبؓ انصار کے پاس ان کے مکانوں اور قبائل میں آتے، اسلام کی دعوت دیتے، قرآن پڑھ کر سناتے، ایک ایک دو دو آدمی مسلمان ہونے لگے، اسلام ظاہر ہو گیا اور انصار کے تمام مکانوں اور اولیٰ (مدینے کے آس پاس کی بستیوں) میں پھیل گیا، سوائے قبیلہ اوس کے مکانات کے جو حطمہ اور وائل اور واقف کے خاندان تھے، مصعب انہیں قرآن پڑھ کر سناتے اور تعلیم دیتے تھے۔

مصعب بن عمیرؓ اسلام میں جمعہ کی نماز پڑھانے والے پہلے شخص ہیں

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو لکھ کر اس امر کی اجازت چاہی کہ وہ ان لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائیں، آپ ﷺ نے اجازت دی اور تحریر فرمایا کہ اس دن کو دیکھ لینا کہ جس دن یہود اپنے سبت (ہفتہ) کی وجہ سے بلند آواز سے نماز پڑھتے ہیں۔ جب آفتاب ڈھل جائے تو اس وقت دو رکعت سے اللہ کے قریب ہو جاؤ اور خطبہ پڑھو۔

مصعب بن عمیرؓ نے سعد بن خیثمہ کے مکان میں جمعے کی نماز پڑھائی، وہ بارہ آدمی تھے اور اس روز (غزہ میں) ان لوگوں کے لئے صرف ایک بکری ذبح کی گئی تھی، وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام میں جمعے کی نماز پڑھائی۔

ایک اور روایت

انصار کی ایک جماعت نے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے انہیں جمعہ پڑھایا، وہ ابوامامہ سعد بن زرارہ تھے، پھر مصعب بن عمیرؓ مدینے سے ان ستر اوس و خزرج کے حجاج کے ہمراہ روانہ ہوئے جو عقبہ ثانیہ میں رسول اللہ کے پاس پہنچے تھے، وہ سعد بن زرارہ کے رفیق سفر بن گئے اور مکے پہنچے۔

رسول اللہ ﷺ کا انصار کے حالات سن کر خوش ہونا

سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنے مکان کے قریب بھی نہ گئے، رسول اللہ ﷺ کو انصار اور اسلام کی جانب ان کی تیز رفتاری کی خبر دی، رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کو اسلام سے بعید خیال فرماتے تھے، ان کی بیان کردہ حالات سے وہ خوش ہوئے۔

مصعب بن عمیر کی والدہ اس وقت تک کافر تھیں

مصعبؓ کی والدہ کو معلوم ہوا کہ وہ آئے ہیں تو کہلا بھیجا کہ اور فرمایا تو اس شہر میں جس میں میں ہوں اس طرح آتا ہے کہ پہلے مجھ سے نہیں ملتا، انہوں نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے کسی اور سے ملوں۔

جب انہوں نے سلام کر لیا اور جو کچھ بتانا تھا بتا چکے تو اپنی والدہ کے پاس گئے، اس نے کہا کہ تم اب تک اسی غیر دین پر ہو جس پر تھے انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے دین پر ہوں، جو اسلام ہے، جس کو اللہ نے اپنے لئے اور اپنے رسول (ﷺ) کے لئے پسند کیا ہے۔

لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق

اس نے کہا کہ تم نے اس کا کیا شکر کیا جو میں نے ایک مرتبہ ملک حبشہ میں اور ایک مرتبہ یثرب میں تمہارا غم کیا، انہوں نے کہا کہ میں اپنے دین پر قائم ہوں، اگر تم لوگ مجھے فتنے میں ڈالو (جب بھی) اس نے ان کے قید کرنے کا ارادہ کیا، تو انہوں نے کہا کہ اگر تو مجھے قید کرے گی تو جو مجھے روکے گا مجھے اس کے قتل کرنے کی حرص ہوگی۔
ماں نے کہا کہ اپنے حال پر چلا جا اور رونے لگیں مصعبؓ نے کہا پیاری ماں! میں تیرا خیر خواہ ہوں تجھ پر شفیق ہوں، تو شہادت دے کہ ''لا الٰہ الا اللہ و أن محمداً عبده و رسوله'' اس نے کہا چمکتے ستاروں کی قسم، میں ہرگز تیرے دین میں داخل نہ ہوں گی، کہ میری رائے کو عیب لگایا جائے اور عقل کو ضعیف کہا جائے، میں تجھے اور تیرے دین کو چھوڑتی ہوں (جی میں جیسا آئے ویسا کرنا) البتہ میں اپنے دین پر قائم ہوں۔

مصعب بن عمیرؓ مکہ میں نبی ﷺ کے ہمراہ

مصعبؓ بن عمیر نبی ﷺ کے ہمراہ مکے میں بقیہ ذی الحجہ اور محرم وصفر میں رہے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ سے قبل ربیع الاول کے چند وقت رسول اللہ ﷺ کے آنے سے بارہ شب پہلے مدینے آ گئے۔
عطا سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے مدینے میں جمعہ پڑھایا اور وہ بنی عبدالدار کا ایک شخص تھا۔
راوی نے پوچھا کہ نبی ﷺ کے حکم سے؟ انہوں نے کہا ہاں، بالکل حکم سے، سفیان نے کہا کہ وہ مصعب بن عمیر تھے۔

مصعب بن عمیرؓ اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مصعب بن اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ اور مصعب بن عمیر اور ابی ایوب انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا اور کہا جاتا ہے کہ عبد قیس کے درمیان بھی۔

مصعبؓ نے رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا اٹھایا

عمر بن حسین سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا جھنڈا جو مہاجرین کا جھنڈا تھا، مصعبؓ بن عمیر کے پاس تھا۔

ابراہیم بن محمد بن شرجیل العبدری نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم احد میں مصعب بن عمیر نے جھنڈا اٹھایا، مسلمان ڈگمگا گئے، تو مصعب اس کو لیے ہوئے ثابت قدم رہے، ابن قمیہ جو سوار تھا، اس نے ان کے داہنے ہاتھ پر تلوار مار کے اسے کاٹ دیا۔ مصعب کہہ رہے تھے۔

''**وما محمد الا رسول قد خلت من قبل الرسل**'' الآیہ (محمد اللہ کے رسول ہی ہیں ان سے پہلے تمام رسول گزر گئے، انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اور اسے مضبوط پکڑ لیا۔

اس نے بائیں ہاتھ پر تلوار مار کے اسے بھی کاٹ دیا تو انھوں نے جھنڈا مضبوط پکڑ لیا اور اسے اپنے بازوؤں سے اپنے سینے سے لگالیا اور کہہ رہے تھے ''**وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل**''۔ الآیہ۔

جھنڈا کب گرا؟

اس نے تیسری مرتبہ ان پر نیزے سے حملہ کیا اور اسے ان کے جسم میں گھسیڑ دیا، نیزہ ٹوٹ گیا مصعب گر پڑے اور جھنڈا بھی گر گیا۔ بنی عبدالدار میں سے دو آدمی آگے بڑھے، سویبطؓ بن سعد گر پڑے اور جھنڈے کو ابوالروم بن عمیر نے لے لیا۔ وہ برابر انھیں کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ مسلمان واپس ہوئے اور اسے لے کے مدینے میں داخل ہوئے۔

آیت کا نزول

ابراہیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ یہ آیت ''**وما محمد الارسول قد خلت من قبله الرسل**'' اس روز تک نازل نہیں ہوئی تھی، اس کے بعد نازل ہوئی۔

فرشتہ مصعب بن عمیر کی شکل میں

عبداللہ بن فضل بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا مصعبؓ کی صورت میں تھا، رسول اللہ ﷺ دن کے آخر میں اس سے فرمانے لگے کہ اے مصعبؓ ادھر آؤ، فرشتہ آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ میں مصعبؓ نہیں ہوں، رسول اللہ ﷺ نے پہچانا کہ وہ فرشتہ ہے جس سے مدد کی گئی۔

مصعب بن عمیرؓ نے اپنا عہد سچ کر دکھایا

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ مصعبؓ ابن عمیر کے پاس کھڑے ہوئے جو منہ کے بل پڑے

ہوئے تھے، نبی ﷺ نے یہ آیت ''من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ'' آخر تک (مومنین سے وہ لوگ بھی ہیں جنھوں نے اپنے اس عہد کو سچ کر دکھایا جو انھوں نے اللہ سے کیا تھا) پڑھی۔

شہداء سلام کا جواب دیتے ہیں

پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ گواہی دیتے ہیں کہ قیامت کے دن تم لوگ اللہ کے نزدیک شہداء ہو، آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگوں ان کی زیارت کرو، ان کے پاس آؤ اور انھیں سلام کرو کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت تک جو سلام کرنے والا انھیں سلام کرے گا، یہ ضرور اس کے سلام کا جواب دیں گے۔

مصعب بن عمیرؓ کا کفن صرف ایک چادر میں

خباب بن الارت سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی جس سے ہم اللہ کی خوشنودی چاہتے تھے، اللہ پر ہمارا اجر واجب ہو گیا۔ ہم میں سے بعض وہ ہیں جو اس طرح گزر گئے کہ انھوں نے اپنے اجر میں سے کچھ نہ کھایا، انھیں میں سے مصعب بن عمیر ہیں جو یوم میں شہید ہوئے، ان کے لئے سوائے ایک چادر کے اور کوئی چیز نہ ملی جس میں انھیں کفن دیا جاتا۔

عجیب حالت تھی کفن کے وقت

راوی نے کہا کہ جب ہم اسے سر پر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب ان کے پاؤں پر ڈھانکتے تو سر کھل جاتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے جو حصہ سر کے متصل ہے اس پر کر دو اور ان کے پاؤں پر اذخر (گھاس) رکھ دو۔ اور ہم میں بعض وہ ہیں جن کے پھل پک گئے ہیں وہ انھیں کاٹتا ہے۔

مصعب بن عمیرؓ کی صفات

ابراہیم بن محمد بن شرجیل العبدری نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعبؓ بن عمیر نرم کھال والے، خوب صورت بال کے، نہ لمبے ٹھگنے تھے۔ ہجرت کے بتیسویں مہینے جب کہ چالیس یا کسی قدر زیدہ کے تھے، اُحد میں قتل ہوئے، پھر رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس کھڑے ہوئے، اُن کو کفن پہنا دیا گیا تھا، آپ م فرمایا کہ میں نے تمہیں مکے میں دیکھا کہ وہاں بھی تم سے زیادہ بارک کپڑے والا اور خوب صورت بال والا نہ تھا، اب تم ایک چادر میں پراگندہ سر ہو، آپ نے اُن کے متعلق حکم دیا کہ دفن کئے جائیں۔

قبر میں کون اُترے؟ قبر میں اُن کے بھائی ابوالرومؓ بن عمیر اور عامر بن ربیعہ اور سویبط بن سعد بن حرملہ اُترے۔

سویبطؓ بن سعد

شجرہ نسب : ابن حرملہ بن مالک، اور مالک شاعر تھے، ابن عُمیلہ بن السباق، ابن عبدالدار بن قصی، اُن کی والدہ ہنیدہ بنت خباب ابی سرحان ابن منقذ بن سُبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح جو خزاعہ میں سے تھے۔ سویبط مہاجرین حبشہ میں سے تھے، حکیم بن نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب سویبط بن سعد نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو عبداللہ بن سلمہ العجلانی کے پاس اُترے۔

سویبط ابن سعد اور عائذ بن ماعص الزرقی کے درمیان عقد مواخاۃ

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سویبطؓ ابن سعد اور عائذ بن ماعص الزرقی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، سویبطؓ بدر و اُحد میں حاضر ہوئے۔

عبد بن قصی بن کلاب کی اولاد

طلیب بن عمیر

شجرہ نسب: ابن وہب بن کثیر بن عبد بن قصی، کنیت ابوعدی تھی۔ والدہ اروی بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

طلیب بن عمیر کا اسلام اور والدہ سے مکالمہ

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ طلیب بن عمیر دار الارقم میں اسلام لائے اور اپنی والدہ کے پاس گئے جو اروی بنت عبدالمطلب تھیں، اُن سے کہا کہ میں محمد صلعم کا تابع ہو گیا، اور اللہ کے لیے اسلام لے آیا۔

والدہ نے کہا کہ تم نے جس کی مدد کی اور قوت دی اُن میں سب سے زیادہ مستحق تمہارے ماموں کے بیٹے ہیں، واللہ اگر ہم لوگ اُس پر قادر ہوتے جس پر مرد قادر ہیں تو ضرور ان کی حفاظت کرتے اور اُن سے مدافعت کرتے۔ میں نے کہا پیاری ماں تمہیں اسلام لانے اور اُن کی پیروی کرنے سے کون مانع ہے، تمہارے بھائی حمزہ تو اسلام لائے؟

انہوں نے کہا دیکھو میرے بھائی کیا کرتے ہیں، میں بھی اُن عورتوں میں سے ایک ہوں گی (جو اسلام قبول کریں) میں نے کہا کہ خدا کے لئے تم سے درخواست ہے کہ خدمت نبوی میں حاضر ہو، سلام کرو، آپ کی تصدیق کرو اور شہادت دو کہ " لا الہ الا اللہ "انہوں نے کہا کہ میں شہادت دیتی ہوں کہ لا الہ الا اللہ واشھد اُنّ محمداً رسول اللہ".

ان کی والدہ نبی ﷺ کی مددگار ہوگئیں

اس کے بعد وہ اپنی زبان سے نبی ﷺ کی مددگار ہوگئیں، اپنے بیٹے کو آپ کی مدد اور فرماں برداری پر برانگیختہ کرتی رہیں۔ لوگوں نے کہا کہ دوسری ہجرت حبشہ میں طلیبؓ بن عمیر بھی تھے اس کو موسے بن عقبہ، محمد بن اسحٰق، ابومعشر اور محمد بن عمر سب نے بیان کیا اور اس پر اتفاق کیا۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب طلیبؓ ابن عمیرؓ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ عبداللہ بن سلمہ العجلانی کے پاس اُترے

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے طلیبؓ ابن عمیر اور منذر بن عمرو والساعدی کے درمیان عقد مواخاہ کیا۔ طلیبؓ بروایت محمد بن عمر، بدر میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے (محمد بن عمر نے اس کو ثابت کیا ہے، موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحٰق اور ابومعشر نے اُن کا اُن لوگوں میں ذکر نہیں کیا جو بدر میں حاضر ہوئے۔

وفات کے وقت طلیب بن عمیر کی عمر

عائشہؓ بنت قدامہ سے (اور متعدد طرق سے) مروی ہے کہ طلیب بن عمیر یوم اجنادین میں جو جمادی الاولیٰ ۱۳ھ میں ہوا عمر پینتیس سال شہید ہوئے، اُن کے کوئی اولاد نہ تھی۔

اولاد زہرہ بن کلاب بن مرّہ

عبدالرحمٰن بن عوف ابن عبد عوف عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب، جاہلیت میں اُن کا نام عبد عمرو تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب وہ اسلام لائے، اُن کا نام عبدالرحمن رکھا، کنیت ابومحمد تھی اُن کی والدہ الشفأ بنت عوف ابن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھیں۔

یعقوب بن عقبہ الاخنسی سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف عام الفیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف، رسول اللہ ﷺ کے دارارقم بن ابی الارقم میں داخل ہونے اور وہاں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عبدالرحمٰن بن عوف زمانہ جاہلیت کا نام

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف کا نام عبدالکعبہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف سے فرمایا کہ اے ابومحمد تم نے حجر اسود کے بوسے دینے میں کیونکہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سب کچھ کیا، بوسہ بھی دیا اور ترک بھی کیا۔

آپ نے فرمایا تم نے صحیح کیا۔ لوگوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں

کیں۔ محمد بن اسحاق اور محمد بن عمر کی روایت میں۔

سیاہ چادر والا کون ہے؟

عبدالرحمٰن بن حمید نے اپنے والد سے روایت کی۔ مسور بن مخرمہ نے کہا کہ جس وقت میں عثمانؓ اور عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان لشکر کے ساتھ چل رہا تھا، اور عبدالرحمٰن ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے میرے آگے تھے، تو عثمانؓ نے کہا کہ سیاہ چادر والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا عبدالرحمٰن بن عوف عثمانؓ نے مجھے پکارا، اے مسور، میں نے کہا لبیک یا امیر المومنین، انہوں نے کہا کہ جس نے یہ دعویٰ کیا کہ عثمانؓ پہلی اور دوسری ہجرت میں تمہارے ماموں عبدالرحمٰن سے بہتر ہیں تو وہ کاذب ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو بنی الحارث بن خزرج میں سعد ابن الربیع کے پاس اُترے۔

سعد بن الربیع نے اُن سے کہا کہ یہ میرا مال ہے، میں تم آپس میں اُسے تقسیم کرلیں، میری دو بیویاں ہیں، ایک سے تمہارے لئے دست بردار ہوتا ہوں، اُنہوں نے کہا کہ اللہ تمہارے لئے برکت کرے، جب صبح ہو تو تم مجھے بازار بتا دینا، لوگوں نے اُنھیں بتا دیا، وہ نکلے اور اپنے ساتھ گھی اور پنیر لے کے واپس آئے جو انہیں نفع میں حاصل ہوا۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے نبی ﷺ کی جانب ہجرت کی تو رسول اللہ نے اُن کے اور سعد بن الربیع کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ کے درمیان عقد مواخاۃ

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ نے جب اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف مدینے میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کے اور سعد بن الربیع انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبدالرحمٰن سے سعد نے کہا کہ اے میرے بھائی، میں مال میں تمام اہل مدینہ سے زائد ہوں، تم میرا کچھ مال دیکھو اور لے لو، میری دو بیویاں ہیں اُن میں سے جو تمہیں پسند آئے اسے دیکھ لو تا کہ اُسے تمہارے لیے طلاق دے دوں۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی خودداری

عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اللہ تمہارے مال اور گھر والوں میں برکت کرے، مجھے بازار کا راستہ بتا دو، انہوں نے خرید و فروخت کی جس میں نفع ہوا۔ وہ کچھ گھی اور پنیر لائے، وہ اتنے دن ٹھہرے رہے جتنا اللہ نے اُن کا ٹھہرنا چاہا۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ بحالت غنیٰ

پھر وہ اس حالت میں آئے کہ اُن کے کپڑوں پر زعفران کا اثر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا خبر ہے، انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا، اُس کو مہر کیا دیا؟ انہوں نے کہا کہ کھجور کی ایک گٹھلی بھر سونا۔ فرمایا کہ ولیمہ کرو، خواہ ایک ہی بکری کا ہو، عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ اگر کوئی پتھر اٹھاتا تو اُمید کرتا کہ مجھے اُس کے نیچے سونا چاندی ملے گی۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے انصار کی ایک عورت سے تیس ہزار درہم مہر پر نکاح کیا۔

حمید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں مکانوں کے لیے بطور حد خط لگایا۔ آپ نے بنی زہرہ کے لئے مسجد کے پچھلے حصے میں ایک کنارے خط لگایا، عبدالرحمن بن عوف کے لئے مکان کے حصے میں حش تھا، حش چھوٹی چھوٹی کھجوروں کا وہ باغ ہے جو پہنچا نہیں جاتا۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی شہادت درست ہے

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالرحمن ابن عوف نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اور عمر بن الخطابؓ نے مجھے فلاں فلاں زمین بطور جاگیر عطا فرمائی زبیر عمرؓ کے خاندان والوں کے پاس گئے اور اُن سے اُن کا حصہ خرید لیا۔ زبیرؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ ابن عوف نے یہ کہا تو انہوں نے کہا کہ اُن کی شہادت درست ہے خواہ وہ اُن کے موافق ہو یا خلاف۔

آپ ﷺ کی عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے لئے وصیت

ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف وغیرہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمن سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے شام میں ایک زمین عطا فرمائی جس کا نام اسلیل تھا۔ نبی ﷺ کی وفات ہوگئی، آپ نے مجھے اس کے متعلق کوئی فرمان بھی تحریر نہیں فرمایا، صرف یہ فرمایا تھا کہ جب ملک شام اللہ تعالےٰ ہمارے لئے فتح کردے گا تو وہ زمین تمہارے لیے ہے۔

عبدالرحمٰن بن عوف کی بیویاں اور اولاد

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمن بن عوف کی اولاد میں سالم اکبر جو قبل اسلام مرگیا۔ اُس کی ماں کلثوم بنت عتبہ بن ربیعہ تھیں۔ ایک لڑکی ام قاسم بھی جاہلیت میں پیدا ہوئی۔ اُس کی ماں بت شیبہ ابن ربیعہ بن عبدشمس تھیں۔

محمد جس کے نام سے اُن کی کنیت (ابو محمد) تھی اور ابراہیم، حمید، اسماعیل، حمیدہ اور امتہ الرحمٰن ان سب کی ماں اُم کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبدشمس تھیں۔

معن، عمر، زید امتہ الرحمٰن صغریٰ، ان سب کی ماں سہلہ بنت عاصم بن عدی الجد بن العجلان قبیلہ، قضاعہ کی شاخ بلہ کے انصار میں سے تھیں۔

عروہ اکبر جو جنگ افریقہ میں شہید ہوئے۔ اُن کی ماں بحریہ بنت ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود بن ابی ربیعہ بنی شیبان میں سے تھیں۔

سالم اصغر جو فتح افریقہ کے دن مقتول ہوئے، اُن کی ماں سہلہ بنت سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدو بن ر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی تھیں۔

ابوبکر، اُن کی ماں ام حکیم بنت قارظ بن خالد بن عبید بن سوید تھیں۔ جو اُن کے حلیف تھے عبداللہ بن بدالرحمٰن جو افریقہ میں شہید ہوئے، جب وہ فتح ہوا اُن کی ماں بنت ابی الحسین بن رافع بن امری القیس بن زید بن بدالاشہل اوس کے انصار میں سے تھیں۔

ابوسلمہ جن کا نام عبداللہ الاصغر تھا، اُن کی ماں تماضر بنت ضبع ابن عمرو بن ثعلبہ بن حصن بن ضمضم بن عدی ن خباب قبیلہ کلب سے تھیں، وہ پہلی کلبیہ جس سے ایک قریشی نے نکاح کیا۔

عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن اُن کی ماں اسماء بنت سلامہ بن مخربہ ابن جندل بن نہشل بن دارم تھیں مصعب منہ ومریم ان کی ماں اُم حریث براء کے قیدیوں میں سے تھے۔

سہیل جن کی کنیت ابوالابیض تھی، اُن کی ماں مجد بنت یزید ابن سلامہ ذی فویش اُحمیر یہ تھیں عثمان، اُن کی ں غزال بنت کسری ام ولد تھیں جو یوم مدائن میں سعد بن ابی وقاص کے قیدیوں میں سے تھیں۔

عروہ جو لاولد مر گئے، یحییٰ اور بلال جو مختلف ام ولد سے تھے لاولد مر گئے اور ام یحییٰ بنت عبدالرحمٰن اُن ں ں زینب بنت الصباح بن ثعلبہ بن عوف بن شبیب بن مازن تھیں یہ بھی بہراء کے قیدیوں میں سے تھیں۔

جویریہ بنت عبدالرحمٰن، اُن کی ماں بادیہ بنت غیلان بن سلمہ ابن معب الثقفی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی نبی ﷺ کی ہمراہی میں

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن عوف بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ یوم اُحد میں جب لوگوں نے پشت پھیری تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

عمرو بن وہب سے مروی ہے کہ ہم مغیرہ بن شعبہ کے پاس تھے، دریافت کیا گیا کہ نبی ﷺ نے ابوبکرؓ کے دوہ اس اُمت کے کسی اور شخص کو بھی اپنا امام بنایا۔ انہوں نے کہا ہاں، انہوں نے میرے سامنے بطور تصدیق کے اس دیث کا اضافہ کیا، جو اس کے قریب تھی۔

نبی ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں

ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے، جب فجر کا وقت ہوا تو آپ نے میرے اونٹ کی گردن مارا میں نے خیال کیا کہ آپ کو اس کی ضرورت ہے میں آپ کے برابر ہو گیا، ہم چلے یہاں تک کہ قوم سے حاجت کے لئے لوگوں سے دور ہو گئے، آپ اپنی سواری سے اُتر پڑے اور پیدل چل کے نظر سے غائب ہو گئے۔

آپ بہت ٹھہرے، پھر تشریف لائے اور فرمایا، مغیرہ تمہیں بھی حاجت ہے، میں نے کہا مجھے کوئی حاجت ہیں۔ فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا ہاں اُٹھ کر مشک کے پاس گیا، یا انہوں نے کہا تو شہ دان کے پاس یا۔ جو کجاوے کے پیچھے لٹکا ہوا تھا اُسے آپ کے پاس لایا، ہاتھوں پر پانی ڈالا، آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے اور خوب ی طرح دھوئے، مجھے شک ہے کہ آپ نے انہیں مٹی سے ملا یا نہیں۔ آپ نے منہ دھویا، دونوں ہاتھ آستین سے نکا

لنے لگے جسم پر ایک تنگ آستین کا شامی جبہ تھا، وہ تنگ ہوا تو آپ نے اپنے ہاتھ اُس کے نیچے سے بالکل نکال لے پھر منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے نبی ﷺ کو نماز پڑھائی

حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے دو مرتبہ منہ دھویا میں نہیں جانتا آیا اسی طرح تھا، پھر آپ نے پیشانی عمامے، اور موزوں پر مسح کیا، ہم سوار ہو گئے تو لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ نماز شروع ہو گئی تھی، عبدالرحمٰن بن عوف سب کے آگے تھے، وہ انہیں رکعت پڑھا چکے تھے، لوگ دوسری رکعت میں تھے، میں عبدالرحمٰن کو اطلاع کرنے چلا آپ نے منع کیا، ہم دونوں نے وہ رکعت پڑھی جو پائی، اور وہ قضا کی جو ہم سے پہلے ہو گئی تھی۔

کسی نبی کی اس وقت تک وفات نہیں ہوتی جب تک کہ وہ امت کے مرد صالح کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے

ابن سعد نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمر سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ یہ غزوۂ تبوک میں ہوا مغیر رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی لایا کرتے تھے، نبی ﷺ نے جب عبدالرحمٰن ابن عوف کے پیچھے نماز پڑھی تو فرمایا کہ کس نبی کی اُس وقت تک ہرگز وفات نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنی اُمت کے مرد صالح کے پیچھے نماز پڑھ لے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو سات سو آدمیوں کے ہمراہ دومۃ الجند ل کی طرف بھیجا، یہ واقعہ شعبان ۶ھ کا ہے، آپ نے اُن کا عمامہ اپنے ہاتھ سے کھول ڈالا اور دوسرا سیاہ عمامہ باندھا آپ نے اُس میں سے اُن کے دونوں شانوں کے درمیان بھی لٹکایا۔

وہ دومہ آئے، لوگوں کو دعوت اسلام دی، مگر انہوں نے تین مرتبہ انکار کیا، اصبغ بن عمرو الکلبی اسلام لائے جو نصرانی تھے اور ان لوگوں کے رئیس تھے۔ عبدالرحمٰن نے کسی کو بھیج کر نبی ﷺ کو اس واقعے کی خبر دی تو آپ نے انھیں لکھا کہ تماضر بنت اصبغ سے وہ نکاح کر لیں۔ عبدالرحمٰن نے اُن سے نکاح کر لیا اور اُن سے زفاف کیا، انھیں لے آئے، وہی ام سلمہ ابن ابی عبدالرحمٰن تھیں۔

نبی ﷺ نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو ریشمی لباس کی اجازت دی

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن عوف آبلوں کی بیماری کی وجہ سے ریشمی لباس پہنتے تھے۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف آبلوں کے مریض تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ریشم کرنے کی اجازت چاہی، آپ نے انھیں اجازت دی، حسنؒ نے کہا مسلمان جنگ میں ریشمی لباس پہنتے تھے۔

عبدالوہاب بن عطا سے مروی ہے کہ سعید بن ابی عروبہ سے حریر (ریشم) کو پوچھا گیا تو انہوں نے قتادہ انسؓ ابن مالک کی روایت سے بتایا کہ نبی ﷺ نے ایک سفر میں عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو خارش کی وجہ سے جو وہ جلد میں محسوس کرتے تھے حریر کے کرنے کی اجازت دی تھی۔

ریشمی لباس کی اجازت عذر کی بناء پر تھی

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے نبی ﷺ سے جوؤں کی کثرت کی شکایت کی عرض کی، یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے کہ حریر کا کرتہ پہنوں، آپ نے اُن کو اجازت دے دی، جب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ کی وفات ہوگئی اور عمرؓ قائم مقام ہوئے تو عبدالرحمٰن اپنے بیٹے ابوسلمہ کو لائے جو حریر کا کرتہ پہنے تھے۔ عمرؓ نے کہا یہ کیا ہے۔ انھوں نے کُرتے کے گریبان میں اپنا ہاتھ ڈال کے نیچے تک پھاڑ ڈالا۔

عبدالرحمٰن نے کہا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے اُسے حلال کر دیا ہے، انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے تمہارے لیے صرف اس لیے حلال کیا تھا کہ تم نے آپ سے جوؤں کی شکایت کی تھی لیکن تمہارے سوا کسی اور کے لیے تو نہیں۔

زبیر بن العوامؓ نے بھی ریشمی لباس پہنا

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور زبیرؓ بن العوام نے نبی ﷺ سے جوؤں کی شکایت کی، آپ نے ان دونوں کو جہاد میں حریر کے کرتے کی اجازت دی۔ عمرو بن عاصم نے اپنی حدیث میں کہا کہ پھر میں نے اُن دونوں کے جسموں پر حریر کے کُرتے دیکھے۔

سعید المسیب سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف کو حریر کے لباس کی اجازت دی گئی تھی۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف ایسی چادر یا جوڑا پہنتے جس کی قیمت پانچ یا چار سو درم کے مساوی ہوتی۔

آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے عمامہ باندھا

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف کے سیاہ عمامہ باندھا اور فرمایا اس طرح عمامہ باندھا کرو۔

سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف جب مکے آتے تو اپنی اُس منزل میں ٹھہرنا ناپسند کرتے جس سے انھوں نے ہجرت کی تھی، یزید نے اپنی حدیث میں کہا کہ اُس منزل میں ٹھہرنا ناپسند کرتے جس میں جاہلیت میں ٹھہرا کرتے تھے اور اُس سے نکل جاتے تھے۔

اللہ کو قرض دو

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے والد سے اور انھوں نے رسول اللہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: اے ابن عوف تم امیروں میں سے ہو اور جنت میں بغیر گھسٹے ہوئے ہرگز داخل نہ ہوسکو گے، اس لئے اللہ کو قرض دو کہ وہ تمہارے لئے تمہارے قدموں کو چھوڑ دے۔

کیا چیز اللہ کو قرض دوں؟

ابن عوف نے کہا، یا رسول اللہ میں کیا چیز اللہ کو قرض دوں، فرمایا تم نے شام کو جو کچھ چھوڑا اسی میں شرو. کرو، عرض کی، یا رسول اللہ، اُس تمام مال میں، آپ نے فرمایا ہاں، ابن عوف نکلے، انہوں نے اس کا قصد کر لیا، رسوا اللہ ﷺ نے انھیں بلا بھیجا اور فرمایا کہ جبریلؑ نے کہا کہ ابن عوف کو حکم دیجیے کہ وہ مہمان کی ضیافت کریں، مسکین کھانا کھلائیں، سائل کو دیا کریں اور اُن کے ساتھ شروع کریں جو اُن کے عیال ہیں، جب وہ ایسا کریں گے تو یہ اُ کے عیب کا پاک کرنے والا ہوگا۔

حضرت عائشہؓ کی روایت

حبیب بن مرزوق سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف کا ایک قافلہ آیا، اُس زمانے میں اہل مدینہ پریشانی تھی، عائشہؓ نے کہا یہ کیا ہے تو کہا گیا کہ عبدالرحمٰن بن عوف کا قافلہ ہے، عائشہؓ نے کہا کہ دیکھو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ گویا میں عبدالرحمٰن بن عوف کو پل صراط پر دیکھ رہا ہوں جو کبھی ڈگمگاتے ہیں اور کبھی سنبھل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ بچ گئے، حالانکہ وہ بچتے نہیں معلوم ہوتے تھے عبدالرحمٰن بن عوف کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ یہ سب اونٹ اور جو اُن پر ہے صدقہ ہے۔ راوی نے کہا کہ اُن اونٹوں پر جو کچھ تھا وہ اُن سے بہت زیادہ قیمت کا تھا، او اُس روز پانچ سو اونٹ تھے۔

آپ ﷺ کی عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے لئے دعا

اُم سلمہ زوجہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ازواج سے فرماتے سنا کہ میرے بعد جو شخص تم لوگوں کا محافظ ہوگا، وہ صادق اور نیکوکار ہوگا۔ اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوف کو سلسبیل جنت سے سیراب کر۔

احمد بن محمد الازرقی نے اپنی حدیث میں کہا کہ ابراہیم بن سعد نے کہا کہ مجھ سے میرے گھر والوں نے جو عبدالرحمٰن بن عوف کی اولاد میں سے تھے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے کیدمہ کا مال جو بنی النضیر سے ان کے حصے میں آیا تھا چالیس ہزار دینار کو فروخت کیا اور ازواج نبی ﷺ میں تقسیم کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی سخاوت

ام بکر بنت مسور سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے وہ زمین جو انھیں عثمانؓ سے ملی تھی چالیس ہزار دینار کو فروخت کی، اُس کو انہوں نے فقرائے بنی زہرہ حاجت مند لوگوں اور اُمہات المومنین میں تقسیم کیا۔ مسور نے کہ کہ میں عائشہؓ کے پاس اُس سے اُن کا حصہ لایا تو انہوں نے پوچھا یہ کس نے بھیجا ہے، میں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے صابرین کے امیر بعد اور کوئی تم پر مہربان نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ ابن عوف کو سلسبیل جنت سے سیراب کرے۔

عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا حلیہ مبارک

عمران بن مناح سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف میں بڑھاپے کا تغیر نہیں ہوتا تھا، یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف بے، خوب صورت اور نرم کھال والے آدمی تھے، سینہ کسی قدر اُبھرا ہوا تھا، گورے

تھے رنگ سرخ تھا، اُن کی ڈاڑھی اور سر کا رنگ بدلتا نہ تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبدالرحمن نے ابوبکرؓ صدیق سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن مجلس شوریٰ اور حج کے متولی بنائے گئے

ام بکر بنت مسور نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف مجلس شوریٰ کے رکن ہوئے تو مجھے سب سے زیادہ ان کا رکن ہونا پسند تھا، اگر وہ چھوڑ دیتے تو سعد بن ابی وقاص کی رکنیت زیادہ پسند تھی، مجھے عمرو بن العاص ملے، انہوں نے کہا کہ تمہارے ماموں کا اللہ کے ساتھ کیا گمان ہے (آیا وہ اس فعل سے راضی ہوگا یا ناراض) کہ اس امر کا کوئی اور والی بنایا جائے حالانکہ وہ اُس سے بہتر ہوں، انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں سوائے عبدالرحمن کے اور کسی کو پسند نہیں کرتا۔

میں عبدالرحمٰن کے پاس آیا اور اُن سے اس کا ذکر کیا تو پوچھا، تم سے یہ کس نے کہا۔ میں نے کہا میں نہیں بتاؤں گا، انھوں نے کہا کہ اگر تم مجھے نہ بتاؤ گے تو میں تم سے کبھی نہ بولوں گا میں نے کہا عمرو بن العاص نے عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ واللہ اگر چھری لی جائے اور میرے حلق پر رکھ کے دوسری جانب تک گھیڑ دی جائے تو یہ اس سے زیادہ پسند ہے۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ اہل آسمان میں بھی ہیں اور اہل زمین میں بھی

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے اصحاب شوریٰ سے کہا کہ اس حد تک تم لوگوں کا حرج تو نہیں کہ میں تمہارے لیے کسی کا انتخاب کردوں اور خود اس سے شوریٰ سے آزاد ہو جاؤں، علیؓ نے کہا کہ ہاں، سب سے پہلے میں راضی ہوں، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ اہل آسمان میں بھی امین ہیں اور اہل زمین میں بھی امین ہیں۔

حضرت عمر کے دور میں عبدالرحمٰنؓ کی امارت

لوگوں نے بیان کیا کہ ۱۳ھ میں جب عمرؓ بن الخطاب خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اس سنہ میں عبدالرحمن بن عوف کو امیر بنا کے بھیجا، انہوں نے لوگوں کو حج کرایا، عبدالرحمٰن نے عمرؓ کے ساتھ وہ حج بھی کیا جو ۲۳ھ میں اُن کا آخری حج تھا۔

اسی سال عمرؓ نے ازواج نبی ﷺ کو حج کی اجازت دی، وہ ہودجوں میں سوار کی گئیں، ہمراہ عثمانؓ بن عفان اور عبدالرحمن ابن عوف کو کیا۔ عثمانؓ اپنی سواری پر اُن کے آگے چلتے اور کسی کو اُن کے قریب نہ آنے دیتے، عبدالرحمٰن بن عوف اپنی سواری پر اُن کے پیچھے چلتے، وہ بھی کسی کو اُن کے قریب نہ ہونے دیتے۔

ازواج مطہرات ہر منزل پر عمرؓ کے ساتھ اُترتی تھیں، عثمانؓ اور عبدالرحمن انھیں گھاٹیوں میں اُتارتے اور کسی کو اُن کے پاس سے گزرنے نہ دیتے۔

عبدالرحمٰن بن عوف پیدائشی سعادت مند تھے

۲۴ھ میں عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے تو اس سال انھوں نے بھی عبدالرحمٰن بن عوف کو حج پر روانہ کیا اور انھوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن ابن عوف بے ہوش ہو گئے، افاقہ ہوا تو پوچھا کیا میں بے ہوش ہو گیا تھا، لوگوں نے کہا، ہاں انہوں نے کہا کہ میرے پاس دو فرشتے یا دو آدمی آئے جن میں شدت اور سختی تھی، دونوں مجھے لے چلے، پھر میرے پاس دو آدمی یا دو فرشتے آئے جو اُن دونوں سے زیادہ نرم ورحیم تھے، انہوں نے کہا کہ تم دونوں اس شخص کو کہاں لے جانا چاہتے ہو، جواب دیا کہ ہم اس کو عزیز امین کے پاس لے جانا چاہتے ہیں، اُن دونوں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ اُن لوگوں میں سے ہے جن کے لئے اس حالت میں سعادت لکھ دی گئی کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے۔

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی والدہ ام کلثوم سے، جو پہلی مرتبہ مہاجرات میں سے تھے حق تعالی کے ارشاد " استعینوا الصبر وو الصلوة "(تم لوگ صبر اور صلوۃ سے مدد حاصل کرو) کے بارے میں روایت کی کہ عبدالرحمن بن عوف پر ایسی غشی طاری ہوئی کہ لوگوں نے خیال کیا اُن کی جان نکل گئی، اُن کی بیوی اُم کلثوم نکل کے مسجد گئیں، وہ اُس چیز سے مدد چاہتی تھیں جن کا اُنھیں حکم دیا گیا یعنی نماز اور صبر سے۔

عبدالرحمٰن کی وفات اور ان کا جنازہ، وفات کے بعد کیا کہا گیا؟

یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی۔ اس زمانے میں وہ بہتر برس کے تھے۔ سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعد بن مالک کو دیکھا کہ عبدالرحمن بن عوف کے جنازے کے پاس تھے اور کہہ رہے تھے "ہائے پہاڑ" یحییٰ بن حماد نے اپنی حدیث میں کہا اور تابوت اُن کے شانے پر رکھا ہوا تھا

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعد بن ابی وقاص کو عبدالرحمٰن بن عوف کے تابوت کے دونوں ستونوں کے درمیان دیکھا۔

علی ابن طالبؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی وفات کے وقت کہا

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عبدالرحمن بن عوف کی وفات کے دن علی بن ابی طالب کو کہتے سنا، اے ابن عوف جاؤ تم نے اس دنیا کا صاف حصہ پالیا اور اس کے گندم حصے سے آگے بڑھ گئے۔

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوف کی وفات کے دن عمرو بن اعاص کو کہتے سنا کہ اے ابن عوف میں تم سے جدا ہوتا ہوں، تم نے اپنی شکم سیری سے جو نقص تھا اُسے دور کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی وصیت اور ان کا ترکہ اور اس کی تقسیم

مخرمہ بن بکیر نے اسود کو کہتے سُنا کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے اللہ کی راہ میں پچاس ہزار دینار کی وصیت کی۔

عثمانؓ بن ثرید سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک ہزار اونٹ اور تین ہزار بکریاں بقیع میں

چھوڑیں۔ سو گھوڑے تھے جو بقیع میں چرتے تھے، الجرف میں بیس پانی کھینچنے والے اونٹوں سے زراعت کرتے اور اسی سے گھر والوں کے لیے سال بھر کا غلہ مل جاتا۔

محمد سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف کی وفات ہوئی تو اُن کے ترکے میں سونا تھا جو کلہاڑیوں سے کاٹا گیا، یہاں تک کہ لوگوں کے ہاتھوں میں اس سے چھالے پڑ گئے، وہ چار بیویاں چھوڑ گئے، ایک ایک بیوی کو اس کے آٹھویں حصے میں سے اسی اسی ہزار درہم دیے گئے۔

صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ تماضر بنت اصبغ (زوجہ عبدالرحمٰن) کو آٹھویں حصے کا چہارم پہنچا، وہ ایک لاکھ لے گئیں جو ایک چہارم تھا۔

کامل ابوالعلا سے مروی ہے کہ میں نے ابوصالح کو کہتے سُنا کہ عبدالرحمٰن بن عوف کی وفات ہوئی تو انھوں نے تین بیویاں چھوڑیں، ہر بیوی کو اُن کے متروکے میں سے اسی اسی ہزار پہنچے۔

سعدؓ بن ابی وقاص

ابی وقاص کا نام مالک بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ ابن کلاب بن مرہ تھا۔ ان کی کنیت ابواسحٰق تھی۔ والدہ حمنہ بنت سفیان بن اُمیہ بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

جو اس کے سوا کہے تو اللہ کی اس پر لعنت ہے

سعد سے مروی ہے کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ میں کون ہوں؟ فرمایا تم سعد بن مالک بن وہب بن عبد مناف بن زہیر ہو، جو اس کے سوا کہے تو پر اللہ کی لعنت ہے۔

آدمی کا مربی اس کے ماموں کو ہونا چاہئے

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعد اس حالت میں آئے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ میرے ماموں ہیں، آدمی کا مربی اُس کے ماموں کو ہونا چاہئے۔

سعد بن ابی وقاص کی اولاد

لوگوں نے بیان کیا کہ سعدؓ بن ابی وقاص کی اولاد میں اسحاق اکبر تھے جن کے نام سے ان کی کنیت تھی، وہ لاولد مر گئے اور ام الحکم کبریٰ تھیں، ان دونوں کی ماں بنت شہاب بن عبداللہ بن الحارث ابن زہرہ تھیں۔

عمر، جن کو مختار نے قتل کر دیا، محمد بن سعد جو دیر الجماجم کے روز قتل ہوئے، حجاج نے اُن کو قتل کیا، حفصہ، ام قاسم اور ام کلثوم، ان سب کی ماں ماویہ بنت قیس بن معدی کرب بن ابی الکیم السمط ابن امری القیس بن عمرو معاویہ کندہ میں تھیں۔

عامر، اسحاق اصغر، اسماعیل اور ام عمران، ان سب کی ماں ام عامر بنت عمرو بن کعب بن عمرو بن زرعہ بن عبداللہ بن ابی جشم ابن کعب بن عمرو بہراء سے تھیں۔

ابراہیم، موسیٰ، ام الحکم صغریٰ، ام عمرو، ہند، ام زبیر اور ام موسیٰ، ان سب کی والدہ زبد تھیں، ان کے بیٹے

دعویٰ کرتے کہ وہ حارث ابن یتمیر بن شراحیل بن عبد عوف بن مالک بن خباب بن قیس بن ثعلبہ ابن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل کی بیٹی تھیں، جو قید میں پائی گئیں۔

عبداللہ بن سعد، ان کی ماں سلمیٰ بنی تغلب بن وائل میں سے تھیں۔

مصعب بن سعد، ان کی ماں خولہ بنت عمرو بن اوس بن سلامہ ابن غزیہ بن معبد بن سعد بن زہیر بن تیم اللہ بن اسامہ بن مالک بن بکر ابن حبیب بن عمرو بن تغلب بن وائل تھیں۔

عبداللہ اصغر، بجیر جن کا نام عبدالرحمن تھا اور حمیدہ، ان کی ماں ام ہلال بنت ربیع بن مری بن اوس بن حارثہ بن لام بن عمرو بن ثمامہ ابن مالک بن جدعا بن ذہل بن رومان بن حارثہ بن خارجہ بن سعد ابن مذحج تھیں۔

عمیر بن سعد اکبر جو اپنے باپ سے پہلے ہی مر گئے، اور حمنہ، ان دونوں کی والدہ ام حکیم بنت قارظہ بنی کنانہ کی اس شاخ میں سے تھیں جو بنی زہرہ کے حلفا تھے۔

عمیر اصغر، عمرو، ام عمرو، ام ایوب اور ام اسحٰق، ان کی والدہ سلمیٰ بنت نصفہ بن ثقف بن ربیعہ، تیم اللات بن ثعلبہ بن عکابہ میں سے تھیں۔

صالح بن سعد، شر کے لیے الحیرہ میں اترے، جو ان کے اور ان کے بھائی عمر بن سعد کے درمیان ہوا، وہیں ان کا بیٹا بھی اترا، یہ لوگ راس العین میں اترے تھے، صالح کی ماں طیبہ بنت عامر ابن عتبہ بن شراحیل بن عبداللہ بن صابر بن مالک بن الخزرج ابن تیم اللہ، النمر بن قاسط سے تھیں۔

عثمانؓ و رملہ، ان دونوں کی ماں ام حجیر تھیں۔ عمرہ نابینا تھیں، سہیل بن عبدالرحمن بن عوف نے نکاح کیا، ان کی والدہ عرب کے قیدیوں میں سے تھیں، اور عائشہ بنت سعد۔

قبول اسلام

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے پہلے کوئی اسلام نہیں لایا سوائے اس شخص کے جو اسی روز اسلام لایا جس روز میں اسلام لایا، حالانکہ مجھ پر ایک روز گزر گیا ہے اور میں اسلام کا ثلث ہوں۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں اسلام کا تیسرا تھا، سعد سے مروی ہے کہ میں ایسے روز اسلام لایا کہ اللہ نے نمازیں بھی فرض نہ کی تھیں۔

جب میں مسلمان ہوا تو ستر سال کا تھا

عائشہ بنت سعد سے مروی ہے کہ والد کو کہتے سنا، میں جب مسلمان ہوا تو سترہ سال کا تھا۔

ابوبکر بن اسماعیل بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب سعدؓ و عمیر فرزندان ابی وقاص نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں اپنے بھائی عتبہؓ بن ابی وقاص کی منزل پر اترے جو انہوں نے بنی عمرو بن عوف میں بنائی تھی اور انہی کی دیوار تھی۔ عتبہ نے مکے میں ایک خون کیا تھا، وہ بھاگ کے بنی عمرو بن عوف میں اترے۔ یہ بعثت سے پہلے ہوا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہؓ سے مروی ہے کہ مدینے میں سعدؓ بن ابی وقاص کی منزل رسول اللہ ﷺ کی

جانب سے ایک ٹکڑا زمین کا تھا۔

سعد بن ابی وقاص اور مصعب بن عمیر کے درمیان عقد مواخاۃ

موسیٰ بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص اور مصعب بن عمیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

سعد بن ابراہیم وعبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعدؓ بن ابی وقاص اور سعد معاذ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عامر بن سعدؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اُس سریے میں حمزہؓ بن عبدالمطلب کے ہمراہ تھے جس میں رسول اللہ ﷺ نے انھیں امیر بنا کے بھیجا تھا۔

اللہ کی راہ میں سب سے پہلے جس نے تیر چلایا

سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے اسلام میں تیر پھینکا ہم ساٹھ سوار عبیدۃ بن الحارث کے ہمراہ بطور سریہ روانہ ہوئے تھے۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے سعد کو کہتے سُنا کہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص کو کہتے سُنا کہ واللہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا، ہم لوگ اس حالت میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد کیا کرتے کہ (ہمارے لیے کھانا نہ ہوتا جسے کھاتے) سوائے انگور کے پتوں کے اور ببول کے یہاں تک کہ ہمارا ایک شخص اس طرح سر اٹھا کے دوڑتا جس طرح بکری دوڑتی ہے، حالانکہ اس کے لئے تیر کمان نہ تھی، بنواسد مجھے دین سے پھیرنے لگے، (اگر ایسا ہوتا تو) اس وقت میں ناکامیاب ہوتا اور میرا عمل برباد ہو جاتا۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا وہ سعد بن مالک ہیں۔

سعد بن مالک سے مروی ہے کہ وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ تیر چلایا۔ ابراہیم سے مروی ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ میں نے یوم بدر میں سعد کو جنگ کرتے دیکھا کہ پیادہ تھے مگر شہسواروں کی طرح لڑ رہے تھے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاس کو ایک سریے میں خرار کی جانب بھیجا، وہ بیس سواروں کے ہمراہ قافلۂ قریش کو روکنے کے لئے نکلے مگر انھیں کوئی نہ ملا۔

آنحضرتؐ کا سعدؓ کے لیے ''فداک ابی وامی'' فرمانا

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوائے سعد کے کسی کے لئے نہیں سُنا کہ

آپ نے اس پر اپنے والدین کو فدا ہونے کو کہا ہو۔ میں نے آپ کو یوم اُحد میں یہ کہتے سُنا کہ اے سعدؓ، تیراندازی کرو، میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

سعید المسیب سے مروی ہے کہ میں سعدؓ بن ابی وقاص کو ذکر کرتے سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم اُحد میں اُن کے لئے (فدا کرنے میں) اپنے والدین جمع کر دیے (یعنی فداک ابی وامی فرمایا)

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ بنت سعد کو کہتے سُنا کہ میرے والد والدہ وہ ہیں جن کے لیے نبی ﷺ نے یوم اُحد میں اپنے والدین جمع کیے۔

سعد بن ابی وقاص کی وقاص کی اولاد میں سے محمد بن بجاد سے مروی ہے کہ انہوں نے عائشہ بنت سعد سے سُنا جو اپنے والد سعد سے ذکر کرتی تھیں کہ نبی ﷺ نے یوم اُحد میں اُن سے فرمایا، (افدی لک ابی وامیّ) میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

عائشہ بنت سعد کے اپنے والد کے لئے کچھ اشعار

عائشہ بنت سعد نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے روایت کی کہ انھوں نے کہا (اشعار)

الاھل اتی رسول اللہ انی　　حمیت محابتی بصدور نبلی

اے وہ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہے، میں نے اپنے تیروں کی نوک سے اپنے ہمراہیوں کی حفاظت کی۔

اذود بہا عدوھم زیاداً　　بکلّ حزونة وبکل سھل

میں ان تیروں کے ذریعے سے اُن کے دشمن کو دفع کرتا تھا۔ ہر سخت زمین سے اور ہر نرم زمین سے۔

فما یعتدّ رام من محمد　　بسھم مع رسول اللہ قبلی

مجھ سے پہلے کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کا تیرانداز نہیں شمار ہوتا تھا۔

اے اللہ جب وہ دعا کریں تو ان کی دعا قبول کر

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن مالک کے لئے فرمایا کہ اے اللہ جب وہ دعا کریں تو ان کی دعا قبول کر۔

سعد سے مروی ہے کہ میں میں اس حالت میں حاضر ہوا کہ میرے چہرے میں سوائے ایک بال کے نہ تھا جسے میں پیش کرتا، بعد کو اللہ نے مجھے بہت سی ڈاڑھیاں دے یعنی اولاد کثیر۔

سعد بن ابی وقاص نبی ﷺ کے ہمراہ

لوگوں نے بیان کیا کہ سعد بدر واحد میں حاضر ہوئے۔ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جب لوگوں نے پشت پھیری تو وہ ثابت قدم رہے، خندق وحدیبیہ وخیبر وفتح مکہ میں بھی حاضر ہوئے، اُس روز (یعنی فتح مکہ کے دن) مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا اُن کے پاس تھا، تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے، وہ اُن اصحاب میں سے تھے جو تیراندازوں میں بیان کیے گئے۔

سعدؓ سیاہ خضاب لگاتے تھے

محمد بن عجلان نے ایک جماعت سے جن کا انہوں نے نام بیان کیا روایت کی کہ سعدؓ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔ سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ وہ سیاہی سے بال رنگتے تھے۔

سعدؓ کا حلیہ مبارک

عائشہ بنت سعدؓ سے مروی ہے کہ میرے والد پست قد، ٹھگنے، موٹے، بڑے سر والے تھے، انگلیاں موٹی تھیں، بال بہت تھے اور سیاہ خضاب لگاتے تھے۔

وہب بن کیسان سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص کو سوت ریشم ملا ہوا (خز) کپڑا پہنے دیکھا۔

عمرو میمون سے مروی ہے کہ مستقہ میں سعد نے ہماری امامت کی، حکیم بن الدیلمی سے مروی ہے کہ سعدؓ کنکریوں پر تسبیح پڑھا کرتے تھے، سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ وہ سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

محمد بن ابراہیم بن سعدؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعد کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی۔

سعدؓ سے مروی ہے جب وہ لہسن کھانا چاہتے تو جنگل چلے جاتے تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ سعد کہا کرتے تھے کہ میں یہ نہیں خیال کرتا کہ میری اس خصلت کے ساتھ مجھ سے زیادہ کوئی مستحق خلافت ہو، میں نے جہاد کیا ہے جب کہ میں جہاد کو پہچانتا تھا اور میں اپنی جان نہ کھپاؤں گا، اگر کوئی شخص مجھ سے بہتر ہوگا، میں (اب) قتال نہ کروں گا تاوقتیکہ تم مجھے ایسی تلوار نہ لا دو جس کے دو آنکھیں ہوں اور ایک زبان ہو اور دو ہونٹ ہوں پھر وہ کہے کہ یہ مومن ہے اور یہ کافر ہے (مطلب یہ ہے کہ مومن وکافر ایک ہی شکل کے ہوتے، کسے مومن سمجھیں اور کسے کافر سمجھیں۔

یحییٰ بن الحصین کی روایت

یحییٰ بن الحصین سے مروی ہے کہ میں نے ایک قبیلے والوں سے سنا جو بیان کرتے تھے کہ میرے والد نے سعد سے کہا کہ آپ کو جہاد سے کیا چیز مانع ہے؟ انھوں نے کہا کہ تاوقتیکہ تم مجھے ایسی تلوار نہ دو جو مومن اور کافر کو پہچانتی ہو۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں مدینے سے مکے تک سعدؓ بن ابی وقاص کے ساتھ رہا۔ واپسی تک انہیں نبی ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرتے نہ سنا۔

سعدؓ نے اپنی خالہ سے روایت کی کہ لوگ سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس آئے، ان سے کچھ دریافت کیا، وہ خاموش ہو گئے، پھر کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں تم سے ایک کہوں گا تو تم اس پر سو بڑھالو گے۔

سعد رحمہ اللہ کی وصیت

سعد سے مروی ہے کہ میں ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوا کہ قریب مرگ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ عیادت کے لئے تشریف لائے۔ عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس مال کثیر ہے اور سوائے میری بیٹی کے کوئی وارث نہیں، کیا میں

اپنے دو تہائی مال کی وصیت کردوں۔

فرمایا نہیں میں نے کہا اچھا آدھا۔ آپ نے فرمایا نہیں، میں نے کہا اچھا تہائی فرمایا ہاں تہائی۔ اور تہائی بھی بہت ہے، اگر تم اپنی اولاد کو غنی چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم اُنھیں تنگ دست چھوڑ جاؤ۔ کہ وہ لوگوں سے سوال کریں، تم ہرگز کوئی نفقہ نہیں ادا کرتے تمہیں اُسکا اجر نہ ملتا ہو، حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں دیتے ہو، شاید کہ تم پیچھے چھوڑ جاؤ اور اس سے ایک جماعت کو نفع ہو اور دوسری جماعت کو ضرر۔

اے اللہ میرے اصحابؓ کی ہجرت کو جاری رکھ، انھیں اُن کے پس پشت نہ لوٹا۔ لیکن غریب سعدؓ بن خولہ اگر مکے میں مر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کا غم کریں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سعدؓ کو نصیحت کرنا

سعد سے مروی ہے کہ آنحضرت میری عیادت کو تشریف لائے، میں مکے میں تھا، آپ کو یہ پسند نہ تھا کہ میں اُس زمین میں مروں جہاں سے ہجرت کی۔ فرمایا، اللہ ابن عفرا پر رحم کرے، عرض کی، یا رسول اللہ میں اپنے کل مال کی وصیت کردوں، فرمایا نہیں عرض کی آدھا؟ فرمایا، نہیں میں نے کہا تہائی کی۔ فرمایا ہاں تہائی بھی بہت ہے، تم اگر اپنے ورثا کو غنی چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں مفلس چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے دست نگر ہوں۔

گھر والوں پر خرچ کرنا صدقہ ہے

جب بھی تم اپنے گھر والوں پر کوئی نفقہ خرچ کرتے ہو تو وہ صدقہ ہے، یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جسے تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو، قریب ہے کہ اللہ تمہیں اُٹھالے، پھر ایک قوم کو تم سے نفع پہنچے اور دوسروں کو ضرر راوی نے کہا کہ اس وقت سوائے ایک بیٹی کے اُن کے اور کوئی نہ تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سعد کی شفاء کے لئے تین مرتبہ دعا کرنا

سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جب وہ مکے میں بیمار تھے، عیادت کو تشریف لائے، انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اس زمین میں نہ مر جاؤں جہاں سے میں نے ہجرت کی ہے جیسے کہ سعد بن خولہ مر گئے، آپ اللہ سے دعا فرمائے کہ وہ مجھے شفا دے، آپ نے فرمایا اے اللہ سعد کو شفا دے۔ اے اللہ سعدؓ کو شفا دے، اے اللہ سعدؓ کو شفا دے۔

گھر والوں کا بھی خیال کرنا چاہئیے

انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے پاس بہت مال ہے اور سوائے ایک بیٹی کے کوئی وارث نہیں، تو کیا، میں اپنے پورے مال کی وصیت کردوں۔ فرمایا نہیں۔ عرض کی، دو تہائی کی صلی اللہ علیہ وسلم وصیت کردوں، فرمایا ہاں تہائی کی، اور تہائی بھی بہت ہے۔ تمہارا مال جو تم پر خرچ ہوتا ہے وہ بھی تمہارے لیے صدقہ ہے، جو خرچ تمہارے کنبے پر ہوتا ہے وہ بھی تمہارے لیے صدقہ ہے، جو خرچ تمہاری بیوی پر ہوتا ہے وہ بھی تمہارے لئے صدقہ ہے تمہارے اپنے عزیزوں کو عیش میں یا فرمایا خیر میں چھوڑ نا اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں اس حالت میں چھوڑ دو کہ وہ لوگوں سے سوال کریں۔

محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب وہ مکے میں وصیت کرنا چاہتے تھے تو نبی ﷺ کے پاس آئے، انھوں نے کہا کہ میرے سوائے ایک بیٹی کے کوئی نہیں، کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کردوں، فرمایا نہیں، عرض کی، نصف کی وصیت کردوں، فرمایا نہیں انھوں نے کہا کیا تہائی کی وصیت کردوں، فرمایا ہاں تہائی کی، اور تہائی بھی بہت ہے۔

عمرو بن القاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ تشریف لائے، حنین روانہ ہوئے تو سعد کو مریض چھوڑ گئے، الجوانہ سے عمرے کے لیے آئے تو اُن کے پاس گئے، وہ درد میں مبتلا تھے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے مال ہے اور میرا سوائے ایک بیٹی کے کوئی وارث نہیں تو کیا میں اپنے مال کی وصیت کردوں، فرمایا نہیں انہوں نے کہا کیا اُس کے آدھے کی وصیت کردوں فرمایا نہیں، انہوں نے کہا ایک تہائی کی وصیت کردوں، فرمایا ہاں اور یہ بھی بہت ہے یا زیادہ ہے۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس مکان میں مروں گا جہاں سے ہجرت کی تھی، فرمایا مجھے اُمید ہے کہ اللہ تمہیں بیماری سے اُٹھائے گا، ایک قوم کو تمہارے ذریعے سے ضرور پہنچائے گا۔ (یعنی کفار کو) اور دوسروں کو تم سے نفع پہنچائے گا، اے عمرو اگر میرے بعد سعد مر جائیں تو انہیں یہاں مدینے کے راستے کی طرف دفن کرنا، اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا۔

سعد کی مدینے میں مدفون ہونے کی خواہش

عبدالرحمن الاعرج سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کی خدمت کے لئے ایک شخص کو چھوڑ دیا اور فرمایا اگر سعدؓ مکے میں مر جائیں تو انھیں اس میں دفن نہ کرنا۔

ابی بردہ بن ابی موسیٰ سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے نبی ﷺ سے کہا کیا آپ کسی شخص کا اُس زمین میں مرنا ناپسند فرماتے ہیں جہاں سے اُس نے ہجرت کی ہے، آپ نے فرمایا ہاں۔

سعد بن ابی وقاصؓ کے لئے نبی ﷺ کا علاج

سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ عیادت کو تشریف لائے، آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا، میں نے اُس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی، فرمایا تم مریض قلب ہو لہٰذا حارث بن کلدہ اور ثقیف کے پاس آؤ، وہ ایسے آدمی ہیں جو طبابت کرتے ہیں، اُن سے کہو کہ مدینے کی عجوہ کھجوروں میں سے سات کھجوریں مع گٹھلی کے پیس ڈالیں اور وہ تمہیں پلائیں۔

کیونکہ اللہ مجھے کبھی عذاب نہ دے گا

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ میرے والد کا سر جب وہ قضا کر رہے تھے میری آغوش میں تھا۔ میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے، انہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ اے فرزند تمہیں کیا چیز رلاتی ہے، میں نے کہا کہ آپ کی وفات، اس لئے کہ میں آپ کا بدل نہیں دیکھتا، انہوں نے کہا کہ میرے اوپر نہ روؤ، کیونکہ اللہ مجھے کبھی عذاب نہ دے گا۔

میں اہل جنت میں سے ہوں

اللہ مومنین کو اُن حسنات کی جزا دیتا ہے جو انہوں نے اللہ کے لئے کیے، کفار کے عذاب میں اُن کے حسنات کی وجہ سے تخفیف کر دیتا ہے، جب حسنات ختم ہو جاتے ہیں تو پورا عذاب ہونے لگتا ہے، ہر عمل کرنے والے کو اُس شخص سے اپنے عمل کا اجر مانگنا چاہئے، جس کے لیے اُس نے عمل کیا۔

وفات اور تدفین

مالک بن انس نے ایک سے زاید لوگوں کو کہتے سُنا کہ سعدؓ ابی وقاص کا عقیق میں انتقال ہوا، وہ مدینے لائے گئے اور وہیں دفن ہوئے۔

محمد بن عبداللہ بن برادر ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابن شہاب سے پوچھا گیا کیا میت کا ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا مکروہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ سعدؓ بن ابی وقاص تو عقیق سے مدینے لائے گئے۔

یونس بن یزید سے مروی ہے کہ ابن شہاب سے پوچھا گیا کہ میت کا ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو لے جانا مکروہ ہے انہوں نے کہا کہ سعدؓ بن ابی وقاص تو عقیق سے مدینے لائے گئے۔

سعدؓ کی نماز جنازہ اور کس طرح اُن کا جنازہ اُٹھایا گیا

عباد بن عبداللہؓ بن زبیرؓ عائشہؓ سے روایت کرتے تھے کہ جب سعدؓ بن ابی وقاص کی وفات ہوئی تو ازواج نبی ﷺ نے کہلا بھیجا کہ اُن کا جنازہ مسجد میں گزاریں، لوگوں نے ایسا ہی کیا، اُسے اُن کے حجروں کے پاس روکا گیا، ازواج نے اُن پر نماز پڑھی، پھر اُسے اُس باب الجنائز سے نکالا گیا جو القاعد کی جانب تھا۔

واللہ! رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن البیضا پر مسجد ہی میں نماز پڑھی

ازواجؓ کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ جنازوں کو مسجد میں داخل نہیں کیا جاتا تھا۔

عائشہؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ لوگوں کو اس تیزی سے اس بات کی طرف کس نے چلایا کہ وہ اس پر اعتراض کر بیٹھے جس کا انہیں علم نہیں، انھوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ مسجد میں جنازہ گزارا گیا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن البیضا پر صحن مسجد ہی میں نماز پڑھی۔

عبد بن عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے جنازہ سعدؓ کے متعلق حکم دیا اُن کے پاس مسجد میں گزارا جائے، بعد کو معلوم ہوا کہ اس بارے میں اعتراض کیا گیا ہے تو انہوں نے کہا کہ لوگوں کو اعتراض کی جانب اس تیزی کس نے چلایا، واللہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن البیضا پر مسجد ہی میں نماز پڑھی۔

ازواج مطہرات نے سعد کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی

صالح بن سعید نے، جو اسود کے مولیٰ تھے، روایت کی کہ میں سعید بن المسیب کے پاس تھا کہ علیؓ بن حسینؓ آئے، انہوں نے پوچھا کہ سعدؓ بن ابی وقاص پر نماز کہاں پڑھی گئی تو کہا کہ اُن کا جنازہ مسجد میں ازواج نبی ﷺ کے

پاس لایا گیا جنھوں نے کہلا بھیجا تھا کہ ہم جنازے کے پاس نہیں آ سکتے کہ اُن پر نماز پڑھیں، جنازہ لوگ اندر لے گئے، اُسے اُن کے سروں پر کھڑا کر دیا اور ازواج نے اُن پر نماز پڑھی۔

بوقت وفات حضرت سعدؓ کی عمر

عائشہ بنت سعدؓ سے مروی ہے کہ میرے والد رحمہ اللہ کا اپنے محل واقع عقیق میں انتقال ہوا۔ جو مدینے سے دس میل تھا، انھیں لوگوں کے کندھوں پر لاد کے مدینے لایا گیا، مروان الحکم نے جو اُس زمانے میں ولی مدینہ تھے، اُن پر نماز پڑھی، یہ ۵۵ھ میں ہوا اور جس روز وہ مرے تو ستر برس سے زائد کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اُن کے وقت وفات کے بارے میں جو کچھ ہم سے روایت کیا گیا ہے یہ سب سے زیادہ ثابت ہے۔ سعدؓ نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے بھی روایت کی ہے۔

محمد بن سعدؓ نے کہا کہ میں نے محمد بن عمرؓ کے علاوہ اُن لوگوں سے سنا جو عامل علم ہیں، انھوں نے اُن سے روایت کی کہ سعدؓ کا انتقال ۵۰ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

سعد بن ابی وقاص کا ترکہ

عائشہؓ بنت سعدؓ سے مروی ہے کہ سعدؓ بن ابی وقاص نے اپنے نقد مال کی زکوۃ میں مروان بن الحکیم کے پاس پانچ ہزار درہم بھیجے اور وفات کے دن دو لاکھ پچاس ہزار درم چھوڑ گئے۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے جب سعدؓ بن ابی وقاص کو عراق سے معزول کیا تو اُن کے مال کو تقسیم کر لیا۔

عمیر بن ابی وقاص ابن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ، ان کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمیرؓ ابن ابی وقاص اور عمرو بن معاذ برادر سعد بن معاذ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

طفولیت جہاد میں شرکت کی شدید خواہش

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ قبل اس کے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی جانب روانہ ہونے کے لئے ہم لوگوں کا معائنہ فرمائیں، میں نے اپنے بھائی عمیر بن ابی وقاص کو چھپتے دیکھا تو پوچھا، اے برادر تمہیں کیا ہوا ہے، انھوں نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے دیکھ لیں گے تو بچہ کر واپس کر دیں گے، میں روانہ ہونا چاہتا ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرما دے۔

سولہ برس کی عمر میں شہادت

پھر وہ رسول اللہ کے سامنے پیش کیے گئے، تو آپ نے انھیں بچوں میں شمار کیا اور فرمایا کہ واپس جاؤ، عمیر

رونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی۔ ان کی صغرسنی کی وجہ سے میں تلوار کا پرتلہ اُس کے باندھ کرتا بدر میں قتل کر دیئے گئے، اُس وقت وہ سولہ برس کے تھے، انہیں عمرو بن عبدود نے قتل کیا۔

قبائل عرب میں سے حلفائے بنی زہرہ ابن کلاب

عبداللہ بن مسعود

ابن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل ابن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل۔ مدرکہ مدرکہ کا نام عمرو بن الیاس ابن مضر تھا، اپنی کنیت ابوعبدالرحمن تھی، مسعود بن غافل نے عبد بن الحارث: زہرہ سے جاہلیت میں معاہدہ حلف کیا (جس کا مطلب یہ تھا کہ ایک فریق کی جس کسی سے حق یا ناحق جنگ ہوگی دوسرا فریق اُس کی مدد کرے گا اور اس پر حلف وقسم حالی جاتی تھی۔

عبداللہ بن مسعودؓ کی والدہ ام عبد بنت عبدود بن سواء بن قریم ابن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل تھیں، اُن کی ماں ہند بنت عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھیں۔

علقمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

آپ ﷺ کا معجزہ

عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جب میں قریب بلوغ کے تھا تو عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا نبی ﷺ اور ابوبکرؓ آئے جو مشرکین سے بھاگے تھے (یعنی سفر ہجرت میں تھے) دونوں نے فرمایا کہ اے لڑکے تمہارے پاس کچھ دودھ ہے جو تم ہمیں پلا دو، میں نے کہا کہ میں امانت دار ہوں، تم لوگوں کو پلانے والا نہیں ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس کوئی ایسی بچہ بکری کا بچہ) ہے جو ابھی گابھن نہ ہوئی ہو) میں نے کہا کہ ہاں۔

میں اُسے آپ کے پاس لایا، نبی ﷺ نے اُس کی ٹانگ اپنی ران میں دبائی اور اُس کا تھن چھوا اور دعا کی پھر تھن چھوڑ دیا، ابوبکرؓ آپ کے پاس ایک پتھر لائے، جس کے بیچ میں گڑھا تھا، نبی ﷺ نے اُس میں دوہا، ابوبکرؓ نے پیا اور اس کے بعد آپ نے پیا، آپ نے تھن سے فرمایا کہ سکڑ جا، اور وہ سکڑ گیا۔

ابن مسعودؓ نے کہا کہ میں اس کے بعد آپ کے پاس آیا اور کہا کہ یہ بات مجھے بھی سکھا دیجیے، تو آپ نے فرمایا کہ تم تعلیم یافتہ لڑکے ہو، میں نے آپ کے دہن مبارک سے اس طرح ستر سورتیں حاصل کی ہیں اُن میں کوئی میرا شریک نہیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے۔

سب سے پہلے جس شخص نے مکہ میں قرآن کو ظاہر کیا

قاسم بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ رسول اللہ کے دہن مبارک سے سب سے پہلے جس شخص نے مکے میں قرآن کو ظاہر کیا وہ عبداللہؓ بن مسعود ہیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ (براویت ابو معشر و محمد بن عمر) عبداللہ ابن مسعود نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں، محمد بن اسحٰق نے پہلی ہجرت میں اُن کا ذکر نہیں کیا، انہوں نے ملک حبشہ کی جانب دوسری ہجرت میں ان کا ذکر کیا ہے۔

قاسم بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے ملک حبشہ میں کسی چیز میں فرش کرنے کے لیے دو دینار لیے۔ محمد بن جعفر بن زبیر سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن مسعود نے مکے سے مدینے کو ہجرت کی تو وہ معاذ بن جبل کے پاس اُترے۔ عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے جب ہجرت کی تو وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اُترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن مسعود اور زبیرؓ بن العوام کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن مسعود اور معاذ بن جبل کے درمیان عقد مواخاۃ

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن مسعود اور معاذ بن جبل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

یحییٰ بن جعدہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے آئے تو آپ نے لوگوں کو مکانات کی زمین عطا فرمائی، بنی زہرہ کے ایک قبیلے نے، جو بنو عبد زہرہ کہلاتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ اے ابن ام عبداللہ ہمارے پاس سے دور ہٹ جاؤ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' کیوں، کیا اس وقت بھی اللہ مجھے مبعوث کرے گا (جب کہ میں تمہارے اس تکبر وظلم پر خاموش رہوں) اللہ اُس قوم کو برکت نہیں دیتا جو اپنے کمزور کو اُس کا حق نہ دے۔

یحییٰ بن جعدہ سے بھی حدیث مذکور کے مثل مروی ہے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکانات کی حد معین فرمائی، آپ نے مسجد کے پیچھے ایک کنارے بنی زہرہ کے لیے حد معین کی، عبداللہ بن مسعود اور عتبہؓ بن مسعود کے لیے بھی مسجد کے پاس جگہ مقرر فرمائی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود بدر میں حاضر ہوئے، عفراء کے دونوں بیٹوں نے ابو جہل کو زخمی کر دیا تو انہوں نے اس کی گردن ماردی، اُحد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ایک آیت کی تفسیر

عبداللہ بن مسعود سے اللہ تعالیٰ کے قول" الذین استجا بو الله والرسول" (جن لوگوں نے اللہ اور رسول اللہ کی دعوت کو قبول کیا) کی تفسیر میں مروی ہے کہ ہم اٹھارہ آدمی تھے (جنہوں نے اس دعوت کو قبول کیا تھا)۔

عبداللہ بن مسعودؓ نبی ﷺ کے رازدار

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ رسول اللہ کے رازدار، آپ کا بستر رکھنے اور بچھانے والے، آپ کی مسواک اور نعلین مبارک رکھنے والے اور وضو کا پانی رکھنے والے تھے (یہ سفر میں ہوتا تھا۔)

ابی الملیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل فرماتے تو عبداللہ بن مسعود پردہ کرتے تھے اور جب

آپ سوتے تو آپ کو بیدار کرتے تھے، آپ کے ہمراہ سفر میں مسلح ہو کے جاتے تھے۔

ابی الدرداء سے مروی ہے کہ کیا تم میں صاحب السواد (یعنی رسول اللہ ﷺ کے راز دار) نہیں ہیں اور صاحب السواد مسعود ہیں۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود (رسول اللہ ﷺ کے) راز دار اور بستر اور نعلین رکھنے والے تھے، قاسم بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود (رسول اللہ ﷺ کے) راز دار اور ستر اور نعلین رکھنے والے تھے۔

عبداللہ بن مسعودؓ کا رسول اللہ ﷺ کو نعلین پہنانا

قاسم بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رسول اللہ ﷺ کو نعلین پہناتے اور آپ کے آگے (عصا لے کے چلتے) جب آپ مجلس میں آتے تو وہ آپ کی نعلین اتارتے، اور اپنی باہوں (بغل میں) دبا لیتے، آپ کو (عصا دے دیتے) جب رسول اللہ ﷺ اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو وہ آپ کو نعلین پہنا دیتے، عصا لے کے آگے چلتے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے حجرے میں داخل ہو جاتے۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، تاوقتیکہ میں تمہیں اجازت دے کہ میرے حجرے کا پردہ اٹھاؤ اور میرا راز سنو۔

ابی اسحٰق سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری نے کہا میں نے نبی ﷺ کو دیکھا اور میں سوائے ابن مسعود کے آپ کا اہل کسی کو نہیں دیکھتا۔

اگر کسی کو امیر بناتا تو

علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں مسلمانوں کی مجلس شوریٰ کے علاوہ کسی اور کو امیر بناتا تو ابن ام عبد و عبداللہ بن مسعود کو امیر بناتا۔

علقمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کو ان کے طریقے، ان کے حسن سیرت اور ان کی میانہ روی میں رسول اللہ ﷺ سے تشبیہ دی جاتی تھی، اور علقمہ کو عبداللہ بن مسعود سے تشبیہ دی جاتی تھی۔

شقیق سے مروی ہے کہ میں نے حذیفہ کو کہتے سنا کہ طریقے اور حسن سیرت اور میانہ روی سب سے زیادہ محمد ﷺ کے مشابہ عبداللہ بن مسعود تھے، آپ کے نکلنے کے وقت سے آپ کے واپس ہونے تک مجھے معلوم نہیں کہ وہ آپ کے مکان میں کیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن مسعود کا آپ ﷺ کی میانہ روی اور طریقے سے قریب ہونا

ابواسحٰق سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمن بن یزید کو کہتے سنا کہ ہم نے حذیفہ سے کہا، ہمیں وہ آدمی بتاؤ جو رسول اللہ ﷺ کی میانہ روی اور طریقے سے قریب ہو تاکہ ہم اس سے سیکھیں انہوں نے کہا کہ میں طریقے اور میانہ روی اور حسن سیرت میں سوائے ام عبداللہ کے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قریب کسی کو نہیں جانتا، یہاں تک کہ "انہیں مکان کی دیوار چھپالے" (یعنی ان کا انتقال ہو جائے) اور محفوظ (متقی) اصحاب محمد ﷺ یہ جانتے تھے کہ ابن ام عبد بہ

اعتبار اسلئے کے اُن سے زیادہ اللہ کے قریب ہیں۔

ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود جب مجلس (دار) میں آتے تو انسؓ کی باتیں کرتے اور بلند آواز سے کلام کرتے تا کہ لوگ مانوس ہو جائیں۔

اسلام لانے کے بعد کے معمولات

ثویر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابن مسعود کو کہتے سنا کہ جب سے میں اسلام لایا چاشت کو نہیں سویا۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ دوشنبے کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

عبدالرحمن بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود سے کم (نفل) روزہ رکھتے کسی فقیہ (عالم) کو نہیں دیکھا، اس سے کہا گیا کہ آپ اوروں کے برابر نفل روزہ کیوں نہیں رکھتے تو انہوں نے کہا کہ میں نے روزے نماز کو پسند کیا ہے، جب میں بکثرت روزہ رکھوں گا تو نماز سے کمزور ہو جاؤں گا۔

قیامت کے دن عبداللہ کا قدم میزان اُحد سے زیادہ وزنی ہوگا

ام موسیٰ سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ نبی ﷺ نے ابن مسعود کو حکم دیا کہ وہ ایک درخت پر چڑھیں اور اُس کی کوئی چیز آپ کے پاس لائیں، اصحاب نے اُن کی پنڈیوں کی باریکی دیکھی تو ہنسے، نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ کیا ہنستے ہو، قیامت کے دن عبداللہ کا قدم میزان اُحد سے زیادہ وزنی ہوگا۔

ابراہیم التیمی سے مروی ہے کہ ابن مسعودؓ ایک درخت پر چڑھے، لوگ اُن کی پنڈلیوں کی باریکی پر ہنسنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ اُن پر ہنستے ہو حالانکہ میزان میں اُن دونوں کا وزن جبل اُحد سے زیادہ۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے درخت اراک (پیلو جس کی مسواک کرتے ہیں) میں سے کچھ چنا یا توڑا کرتا تھا، قوم میری پنڈلی کی باریکی پر ہنسی تو نبی ﷺ نے فرمایا تم لوگ کس بات پر ہنستے ہو عرض کی ان کی پنڈلی کی باریکی پر فرمایا وہ میزان میں اُحد سے زیادہ وزنی ہے۔

یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا

زید بن وہب سے مروی ہے کہ میں قوم کے ساتھ عمرؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک دُبلا پتلا آدمی آیا۔ عمرؓ اس کی طرف دیکھنے لگے اور خوشی سے اُن کا چہرہ کھل گیا، اور فرمایا یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا، یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا، یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا، وہ ابن مسعود تھے۔

عبداللہ بن مسعود کی کچھ صفات

حبہ بن جوین سے مروی ہے کہ ہم علیؓ کے پاس تھے، عبداللہ ابن مسعود کی کوئی بات بیان کی تو قوم نے اُن کی ثنا تعریف کی، اور کہا اے امیر المومنین ہم نے کوئی آدمی عبداللہ بن مسعود سے زیادہ خوش اخلاق اُن سے زیادہ نرم تعلیم والا، ان سے زیادہ اچھا ہم نشین اور ان سے زیادہ سخت متقی کسی کو نہیں دیکھا علیؓ نے کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا

ہوں کہ یہ بات تمہارے صدق دل سے ہے؟

اُنھوں نے کہا ہاں تو علیؓ نے کہا کہ اے اللہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں، اے اللہ میں بھی اُن کے حق میں یہی کہتا ہوں یا اس سے زیادہ جو اُن لوگوں نے کہا۔

دین کا فقیہ اور سنت کا عالم

حبہ سے مروی ہے کہ جب علیؓ کوفے میں آئے تو اُن کے پاس عبداللہ بن مسعود کے شاگردوں کی ایک جماعت آئی، علیؓ نے اُن لوگوں سے اُن کو پوچھا، یہاں تک کہ اُن کو گمان ہوا کہ وہ اُن کا امتحان لیتے ہیں، علیؓ نے کہا کہ میں بھی اُن کے حق میں وہی کہتا ہوں بلکہ اس سے زیادہ کہتا ہوں جو اوروں نے کہا، انہوں نے قرآن پڑھا اس کے حلال کو حلال کیا اور اُس کے حرام کو حرام کیا، وہ دین کے فقیہ اور سنت کے عالم ہیں۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ ایک سال عبداللہ بن مسعود کے پاس میری آمد و رفت ہوئی۔ میں نے انھیں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرتے نہیں سنا اور نہ اُن کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سوائے اس کے کہ ایک روز انھوں نے ایک حدیث بیان کی، جب اُن کی زبان پر آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تو اُن پر درد کی بے چینی غالب ہوگئی یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ پسینہ اُن کے چہرے سے ٹپک رہا ہے، پھر انہوں نے کہا کہ انشاء اللہ اس سے زیادہ یا اس کے قریب یا اس سے کم۔

رات بھر نماز میں کھڑے رہنا اور نماز میں کیفیت

علقمہ بن قیس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود ہر شب پنجشنبہ کو نماز کے لیے رات بھر کھڑے رہتے، میں نے اُنھیں کسی رات یہ کہتے نہیں سنا کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' سوائے ایک مرتبہ، کے راوی نے کہا کہ میں نے اُن کی طرف دیکھا تو وہ عصا پر سہارا لگائے ہوئے تھے۔ پھر عصا کی طرف دیکھا تو وہ کانپ رہا تھا۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک روز کوئی حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، وہ اور اُن کے کپڑے کانپنے لگے، پھر انہوں نے کہا کہ اسی مثل یا اسی کے قریب۔

عبداللہ بن مسعودؓ علم کے پہاڑ

عبداللہ بن مرداس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود ہر پنجشنبے کو ہمیں خطبہ سناتے، کچھ کلمات کہتے اور خاموش ہو جاتے، جس وقت وہ خاموش ہو جاتے ہم لوگ یہ چاہتے کہ وہ ہمیں اور زیادہ سنائیں۔

عامر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کی ہجرت گاہ حمص تھی، عمرؓ نے اُنھیں کوفے بھیجوایا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے ابن مسعود کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے، لہذا اُن سے تم لوگ علم حاصل کرو۔

عبداللہ بن مسعود کا وظیفہ

قاسم بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کا وظیفہ چھ ہزار درم تھا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود کو دیکھا۔ وہ کم گوشت والے (دبے) آدمی
۔ نفیع مولائے عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود سب سے اچھا سفید کپڑا پہننے والے اور سب سے اچھی بو لگانے والے تھے۔

طلحہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رات کو خوشبو سے پہچانے جاتے تھے۔

بداللہ بن مسعودؓ کا حلیہ مبارک

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود (دبلے) پست قد اور نہایت گندم گوں آدمی ے، وہ متغیر نہیں ہوتے تھے (یعنی اُن کے سر اور داڑھی کے بال اپنا رنگ نہیں بدلتے تھے۔)

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ ہبیرہ بن بریم نے کہا کہ عبداللہ ابن مسعود کے ایسے بال تھے جن کو وہ اپنے نوں پر اٹھاتے، ایسا معلوم ہوتا کہ گویا وہ شہد سے بنے گئے ہیں۔ وکیع نے کہا یعنی وہ ایک ایک بال کو (علیحدہ بحدہ) نہیں چھوڑتے تھے۔

ہبیرہ بن بریم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کے بال اُن کی گردن تک پہنچتے تھے، میں نے انہیں دیکھا ہ جب وہ نماز پڑھتے تو انھیں تو انھیں اپنے کانوں کے پیچھے کر لیتے۔

بن مسعودکی مہر

ابراہیم سے مروی ہے کہ ابن مسعود کی مہر لوہے کی تھی۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو پریشان ہوگئے، ہم نے کہا کہ آپ کو کبھی کسی بیماری میں اتنا پریشان ہوتے نہیں دیکھا جتنا آپ اس بیماری میں پریشان ہوگئے، انہوں نے کہا کہ اس نے مجھے پکڑ لیا ہے اور غفلت کے قریب کر دیا ہے۔ سفیان ثوری سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے موت کو ذکر کیا اور کہا کہ میں آج اسے آسان کرنے والا نہیں ہوں۔

بجلیہ کے ایک شخص جرید سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو اٹھایا نہ جاؤں۔ ابن مسعود سے مروی ہے کہ انھوں نے وصیت کی اور اس وصیت میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھا۔

عبداللہ بن مسعودؓ کی وصیت

اگر انھیں اس مرض میں حادثہ موت پیش آجائے تو ان کی وصیت کا مرجع اللہ کی طرف زبیرؓ بن اعوام کی طرف اور ان کے فرزند عبداللہ زبیرؓ کی طرف ہے، یہ دونوں (یعنی زبیرؓ و ابن زبیرؓ) جو پسند کریں اور جو فیصلہ کریں اور ان کے لیے جائز و مباح ہے۔ عبداللہ ابن مسعود کی بیٹیوں میں سے کسی کا نکاح بغیر ان دونوں کی اجازت کے نہیں ہوگا، اس سے زینب کی طرف سے روکا نہ جائے گا۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے زبیرؓ کو وصیت کی، رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، انھوں نے ان کو اور ان کے بیٹے عبداللہ بن الزبیرؓ کو وصیت کی، (جو حسب ذیل ہے)

''یہ عبداللہ بن مسعود کی وصیت ہے، اگر انہیں بیماری میں کوئی حادثہ پیش آ جائے تو ان کی وصیت کا مرجع زبیر بن العوام اور ان کے بیٹے عبداللہ بن الزبیر ہوں گے، یہ دونوں بالکل مختار و مجاز ہوں گے کہ اس کے متعلق جو انتظام کریں اور جو فیصلہ کریں ان پر اس بارے میں کسی قسم کی تنگی نہ ہوگی''۔

عبداللہ بن مسعود کی بیٹیوں میں سے کسی کا نکاح بغیر ان دونوں کے علم کے نہیں کیا جائے گا۔ اور ان امور سے ان کی بیوی زینب بنت عبداللہ الثقفیہ کی وجہ سے باز رہا جائے گا۔ وصیت میں ان کے غلام کے بارے میں یہ تھا کہ جب فلاں شخص پانچ سو درم ادا کر دے تو وہ آزاد ہے۔

خیثم بن عمرو سے مروی ہے کہ ابن مسعود نے یہ وصیت کی کہ انہیں دو سو درم کے حلے میں کفن دیا جائے۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ مجھے عثمان بن مظعون کی قبر کے پاس دفن کرنا۔

عبداللہ بن مسعود کی وفات

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کی ۳۲ھ میں وفات ہوئی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔

بوقت وفات عبداللہ بن مسعود کی عمر

عون بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کی وفات ہوئی تو وہ ستر برس سے زاید کے تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے روایت کی گئی کہ عبداللہؓ بن مسعود پر عمار بن یاسر نے نماز پڑھی، اور کسی کہنے والے نے کہا کہ عثمانؓ ابن عطان نے نماز پڑھی، عبداللہ کی موت سے قبل ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کے لیے دعائے مغفرت کی، ہمارے نزدیک زیادہ ثابت یہ ہے کہ عثمانؓ بن عفان نے ان پر نماز پڑھی، عبداللہ بن مسعود نے ابو بکرؓ و عمرؓ سے بھی روایت کی ہے۔

ثعلبہ بن ابی مالک سے مروی ہے کہ میں ان کے دفن کی صبح کو ابن مسعود کی قبر پر گزرا تو میں نے اسے اس حالت میں پایا کہ اس پر پانی چھڑکا ہوا تھا۔

ابی الاحوص سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن مسعود کی وفات ہوئی تو میں ابو موسیٰ اور ابو مسعود کے پاس حاضر ہوا ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ابن مسعود نے اپنے بعد کوئی اپنا مثل چھوڑا ہے، تو انھوں نے کہا کہ اگر تم یہ کہو کہ ان کا مثل جب ہم چھپا دیے جائیں گے تو آئیگا اور جب ہم غائب ہوں گے تو وہ حاضر ہوگا (تو یہ شاید ہو سکے ورنہ اب تو نہیں ہے)

عبداللہ بن مسعود بن کا ترکہ

زر بن حبیش سے مروی ہے کہ ابن مسعود نے نوے ہزار درم چھوڑے۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کی وفات کے بعد زبیرؓ بن العوام عثمانؓ کے پاس آئے اور کہا کہ عبدؓاللہ بن مسعود کا وظیفہ مجھے دیجئے کیونکہ عبدؓاللہ بن مسعود کے اعزہ بیت المال سے اس کے زیادہ مستحق ہیں، انھوں نے ان کو پندرہ ہزار درم دیئے۔

بیت المال سے وظیفہ کی تقرری

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبداللہ ابن مسعود نے زبیر کو وصیت کی عثمانؓ نے انھیں دو سال سے وظیفے سے محروم کر دیا تھا، ان کے پاس زبیر آئے اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود کے عیال بیت المال سے زیادہ ں کے محتاج ہیں، تو انھوں نے ان کو وظیفے کے بیس ہزار یا پچیس ہزار درم دیے۔

مقدادؓ بن عمرو

ابن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد ابن دہیر بن لوی بن ثعلبہ بن مالک بن شرید بن ابی اہوں بن قائش ابن دریم بن القین بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ، کنیت ابو معبد تھی۔ مانہ جاہلیت میں اسود بن عبد یغوث الزہری سے معاہدہ حلف کیا۔

انھوں نے ان کو متبنیٰ بنایا اور انھیں مقداد ابن الاسود کہا جاتا تھا، جب قرآن نازل ہوا کہ "ادعوھم بآبائھم" (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو) تو مقداد بن عمرو کہا جانے لگا۔ محمد بن اسحٰق اور محمد بن عمر کی وایت میں مقداد دوسری ہجرت میں ملک حبشہ کو گئے، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

مقداد بن عمرو اور جبار بن صخر کے درمیان عقد مواخاۃ

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب مقداد بن عمرو نے مکے سے مدینے کو ہجرت کی تو وہ کلثوم بن لہدم کے پاس اترے، رسول اللہ ﷺ نے مقداد بن عمرو اور جبار بن صخر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی حدیلہ میں مقدادؓ کو زمین دی، اس صے کی جانب انھیں ابی بن کعب نے بلایا تھا۔

مقدادؓ بن عمرو سے مروی ہے کہ یوم بدر میں میرے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام سبحہ تھا۔

علیؓ سے مروی ہے کہ یوم بدر میں سوائے مقداد بن عمرو کے ہم میں کوئی سوار نہ تھا۔

للہ کی راہ میں سب سے پہلے گھوڑا دوڑانے والا

قاسم بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ اللہ کی راہ میں سب سے پہلے جس شخص کو اس کے گھوڑے نے دوڑایا ہ مقداد بن الاسود ہیں۔ سفیان نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جسے اس کے گھوڑے نے راہ خدا میں وڑایا وہ مقدادؓ بن الاسود ہیں۔

ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہیں

عبداللہ سے مروی ہے کہ مقدادؓ کے مشہد میں موجود تھا، البتہ مجھے ان کا ساتھی ہونا اس سے زیادہ پسند ہے کہ جس سے ہٹایا گیا، وہ مشرکین بدر پر دعا کرتے ہوئے نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ آپ سے وہ بات نہ کہیں گے جو قوم موسیٰ نے موسیٰ سے کہی کہ "فاذھب انت ربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون" (آپ

کا رب اور آپ جایئے اور آپ دونوں قتال کیجئے ہم لوگ یہیں بیٹھیں گے) ہم لوگ آپ کے داہنے اور بائیں، آگے اور پیچھے، جنگ کریں گے۔ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ اس بات سے آپ کو چہرہ روشن ہو گیا اور اس نے آپ کو مسرور کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ مقداد بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے، وہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں بیان کیے گئے ہیں۔ جو تیر انداز تھے۔

ثابت سے مروی ہے کہ مقدادؓ نے قریش کے کسی شخص کو پیام نکاح دیا تو انھوں نے انکار کیا، نبی ﷺ نے کہا کہ میں ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب سے تمھارا نکاح کر دونگا۔

موسیٰ بن یعقوب نے اپنی پھوپھی سے اور انھوں نے اپنی والدہ سے روایت کی کہ ہم نے مقداد کا وہ غلہ جو رسول اللہ ﷺ نے انھیں خیبر کی پیداوار سے پندرہ وسق جو (سالانہ) دیا تھا معاویہؓ ابن ابی سفیان کے ہاتھ ایک لاکھ درم میں فروخت کر دیا۔

تم لوگ جہاد کو جاؤ، ہلکے ہو یا بھاری ہو

ابی راشد الحرانی سے مروی ہے کہ میں مسجد سے نکلا تو مقدادؓ ابن الاسود کو صرانوں کے ایک صندوق بیٹھے دیکھا جو صندوق سے بھی بڑے نظر آرہے تھے، میں نے ان سے کہا کہ اللہ نے آپ کا عذر (سفر جہاد کے لیے) ظاہر کر دیا، انھوں نے کہا کہ ہم سورۃ البحوث (سورۂ توبہ) نے لازم ٹھہرایا ہے کہ "انفروا خفافاً وثقالاً"

کریمہ بنت مقدادؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے لوگوں سے اپنے والد کا حلیہ بیان کیا کہ وہ گندم گوں لانبے ،فراخ شکم، سر میں بہت بال تھے، ڈاڑھی کو زرد رنگتے، جو خوب صورت تھی، نہ بڑی نہ چھوٹی بڑی بڑی آنکھیں، پیوستہ ابرو، ناک کا بانسہ بھرا ہوا اور نتھنے تنگ تھے۔

سبب وفات ابی فائد سے مروی ہے کہ مقداد بن الاسود نے روغن بیدانجیر پی لیا جس سے مر گئے۔

کریمہ بنت مقدادؓ سے مروی ہے کہ مقدادؓ کی مدینے سے تین میل پر الجرف میں وفات ہوئی، لوگوں کی گردنوں میں لائے گا، مدینے میں بقیع میں مدفون ہوئے۔ عثمانؓ بن عفان نے ان پر نماز پڑھی، یہ ۳۳ھ کا واقعہ ہے۔ وفات کے دن وہ ستر برس کے یا اسی کے قریب تھے۔

زبیرؓ کے اشعار مقداد کی ثناء میں

حکم سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان مقدادؓ کی وفات کے بعد ان کی ثنا کرنے لگے تو زبیرؓ نے یہ شعر کہا

لاالفینک بعد الموت تندبنی   وفی حیاتی مازد وتنی زادعی

"میں تم کو اس حالت میں پاؤں گا کہ مرنے پر میرے محاسن بیان کرو گے حالانکہ تم نے جیتے جی مجھے توشہ تک نہ دیا"

خباب بن الارت ابن جندلہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب جو بنی سعد بن زید مناۃ ابن تمیم میں سے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مجھے خباب کے نسب کے متعلق موسیٰ ابن یعقوب بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ نے

سو محمد ابن عبدالرحمن سے جو عروہ بن الزبیرؓ کے یتیم تھے یہی خبر دی۔ اور ایسا ہی خباب کے بیٹے بھی کہتے تھے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ان پر گرفتاری آئی، وہ کے میں فروخت کیے گئے تو انھیں ام انمار الخزاعیہ نے خرید ا

ع عوف بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ کے حلیف تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ام خباب اور ام سباع بن عبد

الخزاعی ایک ہی تھیں، وہ کے میں (عورتوں کا) ختنہ کرتی تھیں، یہ وہی تھیں کہ یوم احد میں حمزہؓ بن عبدالمطلب

ں وقت ظاہر کیا جس وقت انھوں نے سباع بن عبدالعزی سے جس کی ماں ام انمار تھی کہا کہ ''اور شرمگاہوں کے

نہ والی کے لڑکے ادھر میرے پاس آ'' خباب بن الارت آل سباع میں شامل ہو گئے اور انھوں نے اس سبب

نی زہرہ کے حلف کو دعویٰ کیا۔

بؓ کی کنیت

علقمہ سے مروی ہے کہ خباب کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

خباب سے مروی ہے کہ میں لوہار تھا، اور عاص بن وائل پر میرا قرض تھا۔ میں اس کے پاس تقاضا کرنے اس نے مجھ سے کہا کہ میں ہرگز ادا نہ کرونگا تا وقتیکہ تم محمدؐ کے ساتھ کفر نہ کرو، میں نے اس سے کہا کہ میں ہرگز ان اتھ کفر نہ کرونگا یہاں تک کہ تو مرے اور پھر زندہ کیا جائے۔

ت کا شان نزول

اس نے کہا کہ میں مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا تو اپنے مال و اولاد کے پاس آؤں گا، اس وقت تیرا ادا کرونگا، اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ''افرایت الذی کفر بآیاتنا وقال لاوتین دو لدا فردا'' تک (آیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیات کے ساتھ کفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال ودی جائے گی)

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ خباب بن الارت رسول اللہ ﷺ کے دار الارقم میں داخل ہونے سے ور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

ب کچھ کمزور دل کے تھے

عروۃ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ خباب بن الارت ان کمزور لوگوں میں سے تھے جنھیں کے میں عذاب دیا تا کہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

ابی لیلے الکندی سے مروی ہے کہ خباب بن الارت عمرؓ کے پاس آئے تو انھوں نے کہا اجازت ہے، کیوں ائے عمارؓ بن یاسر کے اس مجلس کا تم سے زیادہ مستحق کوئی نہیں، خباب انھیں وہ نشان دکھانے لگے جو مشرکین کے ب دینے سے پڑ گئے تھے۔

واقعہ

شعبیؒ سے مروی ہے کہ خباب بن الارت عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے ۔ ۔۔۔ وں نے ان کو اپنی نشست گاہ

پر بٹھایا اور کہا روئے زمین پر کوئی شخص اس مجلس کا ان سے زیادہ مستحق نہیں، سوائے ایک شخص کے خباب نے کہا یا امیر المومنین وہ کون ہے، تو فرمایا "بلال" خباب نے ان سے کہا کہ یا امیر المومنین وہ مجھ سے زیادہ مستحق نہیں ہیں، کیونکہ بلال کے لیے مشرکین میں ایسا آدمی تھا، جس کے ذریعے سے اللہ ان کی حفاظت کرتا، میرے لیے کوئی نہ تھا جو میری حفاظت کرتا، ایک روز میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ لوگوں نے مجھے پکڑلیا اور آگ سلگائی، اس میں انھوں نے مجھے ڈال دیا، ایک آدمی نے اپنا پاؤں میرے سینے پر رکھا، میں زمین سے یا کہا کہ زمین کی ٹھنڈک سے سوائے اپنی پیٹھ کے نہ بچ سکا۔ پھر انھوں نے اپنی پیٹھ کھولی تو وہ سفید ہوگئی تھی۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب خبابؓ بن الارت نے مکہ سے مدینے ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

موسیٰ بن یعقوب نے اپنی پھوپھی سے روایت کی کہ مقداد ابن عمرو اور خباب بن الارت نے جب مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں کلثوم بن الہدم کے پاس اترے، دونوں برابر انہی کے مکان میں رہے یہاں تک کہ بنو قریظہ کو فتح کیا گیا۔

خبابؓ بن الارت اور جبر بن عتیک کے درمیان عقد مواخاۃ

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خبابؓ بن الارت اور جبر بن عتیک کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ خباب بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

موت کی تمنا کی ممانعت

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ میں خباب بن الارت کے پاس عیادت کے لیے گیا، جو سات جگہ سے جل گئے تھے، میں نے انھیں کہتے سنا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا کہ کسی کو مناسب نہیں کہ وہ موت کی تمنا کرے تو میں اس کی تمنا کرتا، ان کا کفن لایا گیا جو کتانی کپڑے کا تھا۔

تو وہ رونے لگے، انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہؓ کو ایک چادر کا کفن دیا گیا۔ جو ان کے پاؤں پر کھینچی جاتی تو قدموں سے سرک جاتی، یہاں تک کہ ان پر آخر (گھاس) ڈالی گئی،

میں نے اپنے کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس حالت میں دیکھا ہے کہ نہ ایک دینار کا مالک تھا نہ ایک درہم کا، اب میرے مکان کے کونے میں صندوق میں چالیس ہزار درہم ہیں، میں اسی سے ڈرتا ہوں کہ ہماری نیکیاں ہمیں اسی زندگی میں نہ دے دی گئی ہوں۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ ہم خبابؓ بن الارت کے پاس عیادت کے لیے گئے، ان کا پیٹ سات جگہ جل گیا تھا، انھوں نے کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے کو منع کر دیا ہوتا تو میں ضرور کرتا۔

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت نے خبابؓ کی عیادت کی، ان لوگوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ خوش ہو جاؤ کہ کل تم (اللہ کے یہاں) اپنے بھائیوں کے پاس ہوگے، وہ روئے

لگے اور کہا کہ میرا حال ایسا ہی ہے۔

مجھے موت سے پریشانی نہیں، البتہ تم نے قدموں کا جو ذکر کیا، اور ان کو میرا بھائی کہا، تو وہ لوگ اپنے ثواب
سے تھے لے گئے۔ مجھے اندیشہ ہے، ان کا اعمال کا ثواب، جو تم بیان کرتے ہو۔ ان لوگوں کے بعد وہی نہ ہو جو ہمیں
ے دیا گیا۔

قت وفات خبابؓ کی عمر

عبداللہ بن عبداللہ بن حارث بن نوفل سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن خباب سے پوچھا کہ تمھارے
لد کا انتقال کب ہوا تو انھوں نے کہا کہ ۳۷ھ میں۔ اس روز تہتر برس کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی سے کہتے سنا کہ خبابؓ سب سے پہلے شخص ہیں جن کی قبر علیؓ نے کوفے
ں بنائی اور انھوں نے اپنی واپسی میں صفین پر ان پر نماز پڑھی۔

کوفے کی اونچی زمین میں سب سے پہلے مدفون

ابن الخباب سے مروی ہے کہ لوگ اپنی میتوں کو اپنے قبرستانوں میں دفن کرتے، جب خباب کے مرض
ں شدت ہوئی تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ اے فرزند جب میں مروں تو مجھے اس اونچی زمین (ظہر) پر دفن کرنا،
یونکہ جب تم مجھے اس اونچی زمین پر دفن کرو گے تو کہا جائے گا کہ اونچی زمین پر اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک
نفس دفن کیا گیا ہے۔ لوگ اپنی میتوں کو بھی دفن کریں گے۔ جب خبابؓ کا انتقال ہوا تو وہ اونچی زمین میں دفن کیے
ئے، کوفے کی اونچی زمین میں سب سے پہلے مدفون خبابؓ تھے۔

والیدینؓ یا ذوالشمالینؓ

نام عمیرؓ بن عبد عمرو بن نضلہ بن عمرو بن غبشان بن سلیم بن افصی ابن حارثہ بن عمرو بن عامر، خزاعہ میں
ے تھے، کنیت ابو محمد تھی، وہ اپنے کام دونوں ہاتھوں سے کرتے اس لیے ذوالیدین (دو ہاتھ والے) کہلائے عبد عمرو
ن نضلہ مکے آئے، ان کے اور عبد بن حارث بن زہرہ کے درمیان عقد مواخاۃ ہوا، عبد نے اپنی بیٹی نعم بنت عبد بن
رث سے ان کا نکاح کر دیا، ان سے ان کے یہاں عمیر ذوالشمالین اور ریطہ فرزندان عبد عمرو پیدا ہوئے، ریطہ کا
ب سخنہ تھا۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب ذوالشمالین عمیر بن عبد عمرو نے مکے سے مدینے کی طرف
رت کی تو وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمیرؓ ابن عبد عمرو الخزاعی اور یزید بن حارث بن نسحم کے درمیان
ند مواخاۃ کیا، دونوں کے دونوں بدر میں شہید ہوئے، عمیر ذوالشمالین کو ابو اسامہ الجشمی نے قتل کیا، عمیر ذوالشمالین
ر میں اپنے قتل کے دن تیس سال سے زائد تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ مجھ سے بنی خزاعہ کی ایک بڑھیا نے بیان کیا۔

مسعودؓ بن الربیع

ابن عمرو بن سعد بن عبد العزیٰ، القارۃ کے تھے، بنی عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب کے حلیف تھے کنیت ابو عمیر تھی۔

ابو معشر اور محمد بن عمر نے مسعودؓ بن الربیع کو اسی طرح کہا اور موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق نے مس ربیعہ کہا۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ مسعودؓ بن الربیع القاری، رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں داخل سے پہلے اسلام لائے، رسول اللہ ﷺ نے مسعود بن ربیع القاری، اور عبید ابن التیہان کے درمیان عقد مواخا بعض راوین علم نے بیان کیا کہ مسعود بن الربیع کے ایک بھائی بھی تھے جن کا نام عمرو بن ربیع تھ، انھوں نے ﷺ کی صحبت پائی اور وہ بھی بدر میں حاضر ہوئے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے ان کے بدر میں حاضر ہونے کا ثبوت نہیں دیکھا اور نہ علمائے سیر، ان کا ذکر کیا۔

مسعود بن ربیعؓ کی وفات

مسعود بن ربیع بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے ۳۰ھ مرے۔ جب ان کی عمر ساٹھ سال سے زائد تھی، ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

آٹھ آدمی ہوئے (حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حالات علیحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدین ملیں گے)

طلحہؓ بن عبید اللہ

ابن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، کنیت ابو محمد تھی۔ والدہ صعبہ بنت عبد اللہ الحضرمی تھیں۔ صعبہ کی والدہ حاتمہ بنت وہب بن عبد بن قصی بن کلاب تھیں اور وہب بن عبد تمام قریش صاحب الرفادہ تھے (صاحب الرفادہ وہ لوگ جو حجاج سے ان کے ضروری انتظامات کے لیے رقم وصول کرتے

طلحہؓ کی اولاد

طلحہؓ کی اولاد میں سے محمد تھے، وہی بھی تھے، انھیں کے نام سے ان کی کنیت ابو محمد ہوئی۔ اپنے والد۔ جنگ جمل میں قتل ہوئے، دوسرے فرزند عمران بن طلحہ تھے، ان دونوں کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رناب بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ تھیں۔ حمنہ کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب بن ہاشم ا مناف بن قصی تھیں۔

موسےٰ بن طلحہؓ ان کی والدہ خولہ بنت القعقاع بن معبد بن زرارہ بن عدس بن زید بنی تمیم میں۔ قعقاعؓ وان کی سخاوت کی وجہ سے تیار الفرات (موج دریائے فرات) کہا جاتا تھا۔

یعقوب بن طلحہؓ جنگ حرہ میں مقتول ہوئے، بڑے سخی تھے اور اسماعیل واسحٰق، ان کی ماں ام زبان بنت عتبہ بن ربیعہ ابن عبد شمس تھیں۔ زکریا، یوسف اور عائشہ، ان کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکرؓ صدیق تھیں۔

عیسیٰ اور یحییٰ، ان کی والدہ سعدیٰ بنت عوف بن خارجہ ابن سنان بن ابی حارثہ المری تھیں۔

ام اسحٰق بنت طلحہؓ، جن سے حسنؓ بن علی بن ابی طالب نے نکاح کیا، ان سے ان کے یہاں طلحہؓ (بن الحسنؓ) پیدا ہوئے، حسنؓ کی وفات کے بعد، حسینؓ بن علیؓ نے ان سے نکاح کر لیا، ان سے ان کے یہاں فاطمہ پیدا ہوئیں، ام اسحٰق کی والدہ الجرباء تھیں جو ام الحارث بنت قسامہ بن حنظلہ بن وہب بن قیس بن عبید بن طریف بن مالک ابن جدعا طے میں سے تھیں۔

صعبہ بنت طلحہؓ، ان کی والدہ ام ولد تھیں، مریم بنت طلحہؓ کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

صالح بن طلحہؓ جو لاولد مر گئے، ان کی ماں الفرعہ بنت علی تھیں جو بنی تغلب کے قیدیوں میں سے تھیں۔

اسلام لانے کا ایک واقعہ

ابراہیم بن محمد بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ نے کہا کہ میں بصریٰ کے بازار میں موجود تھا، ایک راہب اپنے صومعہ میں کہہ رہا تھا کہ اہل موسم (بازار والوں) سے پوچھو کہ ان میں کوئی شخص اہل حرم (مکہ) میں سے بھی ہے؟ میں نے کہا، ہاں میں ہوں، اس نے پوچھا، کیا احمد ظاہر ہوئے؟ میں نے کہا کون احمد، اس نے کہا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے بیٹے، یہی وہ مہینہ ہے جس میں وہ ظاہر ہوں گے اور وہ آخری نبی ہوں گے، ان کے نکلنے (اور ظاہر ہونے) کی جگہ حرم (مکہ) ہے، ان کی ہجرت گاہ کھجور کے باغ اور پتھریلی اور شوریا پانی سے بلند زمین کی طرف ہوگی، دیکھو خبردار، تم انھیں چھوڑ نہ دینا۔

اس نے جو کچھ کہا وہ میرے دل میں بیٹھ گیا، میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوا، اور مکے آ گیا، دریافت کیا کہ کوئی نئی بات ہوئی ہے، لوگوں نے کہا ہاں، محمدؐ بن عبداللہ امین نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور ابن ابی قحافہ نے ان کی پیروی کی ہے۔

میں روانہ ہوا، ابوبکرؓ کے پاس آیا اور پوچھا کیا تم نے ان صاحب کی پیروی کی ہے؟ انھوں نے کہا ہاں، تم بھی آپ کے پاس چلو، داخل اسلام ہو، اور آپ کا اتباع کرو، کیوں کہ آپ حق کی طرف بلاتے ہیں۔

طلحہؓ نے راہب کی گفتگو بیان کی، ابوبکرؓ ان کو لے کے نکلے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، طلحہ مسلمان ہوئے اور جو کچھ راہب نے کہا تھا اس کی رسول اللہ ﷺ کو خبر دی، رسول اللہ ﷺ اس سے مسرور ہوئے۔

ابوبکرؓ و طلحہ قرینین

ابوبکرؓ اور طلحہؓ بن عبید اللہ اسلام لائے تو ان دونوں کو نوفل ابن خویلد بن العدویہ نے پکڑ لیا اور ایک ہی رسی میں باندھ دیا، بنو تمیم نے بھی ان دونوں کو نہ بچایا، نوفل بن خویلد کو اسد قریش کہا جاتا تھا۔ اسی لیے ابوبکرؓ و طلحہ قرینین (ساتھی) کہلائے۔

عبداللہ بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ میں الخزار سے کوچ

کیا تو صبح کو آپ سے طلحہؓ بن عبید اللہ ملے، جو شام سے قافلے کے ہمراہ آئے تھے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ ور ابو بکا کو شامی کپڑے پہنائے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی کہ اہل مدینہ بہت دیر سے منتظر ہیں، رسول اللہ ﷺ نے چلنے میں تیزی اختیار فرمائی، طلحہؓ مکے چلے گئے، ضرورت سے فارغ ہوئے تو ابو بکرؓ کے گھر والوں کے ہمراہ روا ہو گئے۔ طلحہؓ وہی شخص ہیں جو ان لوگوں کو مدینے لائے۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی اسعد بن زرارہ کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے طلحہؓ عبید ا اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ بسر بن سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلحہؓ بر عبیداللہ اور ابی بن کعب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلحہؓ کے لیے ان کے مکان کی جگہ مقرر کی۔

حارثۃ الانصار اور دوسرے لوگوں سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ قافلہ قریش کی ملک شام سے روانگی کے انتظام میں تھے تو آپ نے اپنی روانگی سے دس روز پہلے طلحہؓ بن عبید اللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ؓ قافلے کی خبر معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا۔ دونوں الحورا تک پہنچے اور وہیں مقیم رہے، یہاں تک کہ قافلہ ان کے پار سے گزرا۔

رسول اللہ ﷺ کو طلحہؓ وسعید کے واپس آنے سے پہلے خبر معلوم ہوگئی، اصحاب کو بلایا اور قافلے کے اراد سے روانہ ہو گئے۔ قافلہ ساحل کے کنارے سے روانہ ہوا اور بہت تیز روانہ ہوا، وہ لوگ اپنی تلاش سے بچنے کے لیے شبانہ روز چلے۔

طلحہؓ بن عبداللہ اور سعید بن زید مدینے کے ارادے سے روانہ ہوئے رسول اللہ ﷺ کو قافلے کی خبر دیں ان کو آپ کی روانگی کا علم نہ تھا، وہ موسیٰ روز مدینے آئے جس روز رسول اللہ ﷺ نے جماعت قریش سے بدر میر مقابلہ کیا۔

طلحہؓ وسعیدؓ کے لئے آپ ﷺ کا ثواب مقرر کرنا

رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے لیے طلحہؓ وسعید مدینے سے روانہ ہوئے۔ آپ کو انھوں نے تربان میں پایا ج الجحہ کے راستے پر ملے اور السیالہ کے درمیان ہے، آپ بدر سے واپس آرہے تھے، طلحہؓ وسعید اس جنگ میں موجود نہ تھے، مگر رسول اللہ ﷺ نے بدر میں ان حصے اور ثواب مقرر فرمائے، اس لیے یہ بھی انہیں کے مثل ہو گئے جو اس میر موجود تھے۔

طلحہؓ احد میں آپ کے ساتھ حاضر ہوئے، وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس روز رسول اللہ ﷺ کے ہمرا ثابت قدم رہے۔ اور آپ سے موت پر بیعت کی۔

طلحہؓ کا نبی ﷺ کا دفاع کرنا

مالک بن زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو تیر مارا طلحہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے بچایا، تیر ان کی چھنگلیوں میں لگ گیا جس سے وہ بے کار ہوگئی، جس وقت انھیں تیر لگا تو انھوں نے کہا کہ "حس" (بچ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ بسم اللہ کہتے تو اس طرح جنت میں داخل ہوتے کہ لوگ انھیں دنیا ہی میں دیکھتے۔

طلحہؓ کے سر میں تیر لگنا

اسی روز طلحہؓ کے سر میں ایک مشرک نے دو نیزے مارے، ایک مرتبہ جب کہ وہ اس کے روبرو تھے، دوسری دفعہ جب کہ وہ اس سے رخ پھیرے ہوئے تھے، اس سے تمام خون نکل گیا، ضرار بن الخطاب الفہری کہتا تھا کہ واللہ اس روز میں نے انھیں مارا تھا۔

طلحہؓ خندق میں تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ یوم احد میں رسول اللہ ﷺ کی ناک اور آگے کے دانتوں میں چوٹ آئی، طلحہ بن عبید اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھ سے بچایا تو ان کی انگلی میں چوٹ لگی جو بے کار ہوگئی۔

قیس سے مروی ہے کہ میں نے طلحہؓ کی دو انگلیوں کو دیکھا کہ بے کار ہوگئی تھیں، انھوں نے یوم احد میں رسول اللہ ﷺ کو ان سے بچایا تھا۔

یوم احد میں چوبیس زخم لگے

عائشہ وام اسحاق دختران طلحہؓ سے مروی ہے کہ ہمارے والد کے یوم احد میں چوبیس زخم لگے، جن میں سے ایک چوکور زخم سر میں تھا، اور پاؤں کی رگ نسا کٹ گئی تھی، انگلی شل (بے کار) ہوگئی تھی، اور باقی زخم جسم میں تھے، ان پر غشی کا غلبہ تھا، رسول اللہ ﷺ کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے تھے، آپ کا چہرہ زخمی تھا، آپ پر بھی غشی کا غلبہ تھا، طلحہؓ آپ کو اٹھا کر پشت اس طرح واپس لا رہے تھے کہ جب کبھی مشرکین میں سے کوئی ملتا تو وہ اس سے مڑتے یہاں تک کہ آپ کو گھاٹی کے سہارے سے لگا دیا۔

ام المومنین عائشہؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے ابوبکرؓ نے بیان کیا کہ میں پہلا شخص تھا جو یوم احد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم لوگ اپنے ساتھی کو سنبھالو، آپ کی مراد طلحہؓ سے تھی جن کے بکثرت خون بہہ گیا تھا، مگر میں نے ان کو نہیں دیکھا تھا، پھر ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس آگئے۔

ایک روایت کے مطابق پچھتر یا سینتیس زخم لگے

موسیٰ بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ اس روز (غزوۂ احد میں) طلحہ پچھتر یا سینتیس زخموں کے ساتھ واپس آئے، جن میں ایک تو ان کی پیشانی میں چوکور تھا، ان کی رگ نسا کٹ گئی تھی، اور وہ اُنگلی بے کار ہوگئی تھی جو انگوٹھے کے پاس ہے زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ طلحہؓ نے (اپنے لئے) جنت کو واجب کر لیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں اپنے گھر میں تھی، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب بار میدان میں تھے،

میرے اوران لوگوں کے درمیان پردہ حائل تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے ایسے شخص کو دیکھنا پسند ہو جو زمین پر اس طرح چلتا ہے کہ اس نے اپنی حاجت پوری کر لی تو وہ طلحہؓ کو دیکھے۔

طلحہؓ کیلئے نبی ﷺ کا بشارت دینا

موسیٰ بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ میں معاویہؓ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ کیا میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں، میں نے کہا، ضرور، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ طلحہؓ اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی حاجت میں کامیابی حاصل کر لی۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے ایسے شخص کو دیکھنا پسند ہو جس نے اپنے حوائج میں کامیابی حاصل کر لی تو وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھے۔

حصین نے کہا کہ طلحہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے قتال کیا، وہ اس روز زخمی ہو گئے۔

ابی اسحٰق سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے طلحہؓ کو دس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ روانہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ تمہارا ''شعار'' یا ''عشرہ'' ہے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نو آدمیوں کو سریے کے طور پر بھیجا اور ان میں طلحہؓ بن عبیداللہ کا اضافہ فرما کر پورے دس کر دیا۔ اور فرمایا کہ تمہارا شعار ''عشرہ'' ہے۔

طلحہ بن عبیداللہ کا حلیہ مبارک

محمد نے کہا کہ میں نے کسی سے سنا جو کہ طلحہ کو حلیہ بیان کرتا تھا کہ وہ گندم گوں اور بڑے بالوں والے تھے، مگر نہ بہت آراستہ اور بہت پراگندہ اور کھلے ہوئے، ناک باریک اور خوبصورت تھی بہت تیز تیز چلتے تھے، بالوں پر ضعیفی کا اثر نہیں پڑا تھا (یعنی سفید نہیں ہوئے تھے)، انہوں نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے روایت کی ہے۔

لوگوں کو شبہ میں نہ ڈالو

ابی جعفر سے مروی ہے کہ عمرؓ نے طلحہ بن عبیداللہؓ کے جسم پر دو چادریں دیکھیں جو گیرو رنگی ہوئی تھیں حالانکہ وہ احرام میں تھے، پوچھا اے طلحہؓ! ان دونوں چادروں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا، امیرالمومنین میں نے تو انہیں مٹی میں رنگا ہے۔

عمرؓ نے کہا، اے گروہ تم لوگ ائمہ (پیشوا) ہو، لوگ تمہاری اقتدا کریں گے، اگر کوئی جاہل تمہارے جسم پر یہ دونوں چادریں دیکھے گا تو کہے گا کہ طلحہؓ رنگین کپڑے پہنتے تھے، حالانکہ وہ احرام میں تھے۔

صفیہ بنت ابی عبید یا سلم سے مروی ہے کہ عمرؓ نے طلحہؓ بن عبیداللہ کو اس حالت میں دیکھا کہ اُن کے جسم پر گیرو سے رنگے ہوئے دو چادرے تھے، حالانکہ وہ محرم (احرام میں) تھے، انہوں نے کہا اے طلحہؓ یہ کیا ہے، تو انہوں نے کہا، امیرالمومنین، وہ صرف مٹی ہی ہے (جس میں میں نے رنگا ہے) انہوں نے کہا کہ اے قوم تم لوگ ائمہ ہو، تمہاری اقتدا کی جائے گی، اگر کوئی جاہل تمہیں دیکھے گا تو کہے گا کہ طلحہؓ رنگین کپڑے پہنتے ہیں حالانکہ وہ احرام میں ہوتے ہیں اور محرم کا سب سے اچھا لباس سفید ہے، اس لیے لوگوں کو شبے میں نہ ڈالو۔

اسرائیل نے کہا کہ میں نے عمروان بن موسیٰ بن طلحہؒ کو اپنے والد سے روایت کرتے سنا کہ طلحہ بن عبید اللہ
لگ جمل میں مقتول ہوئے اور وہ سونے کی انگوٹھی پہنے تھے۔

طلحہؓ کی شہادت

عمران بن موسیٰ بن طلحہؒ نے اپنے والد سے روایت کی جب طلحہؓ کے ہاتھ میں ایک سونے کی انگوٹھی تھی جسے
ہوں نے اتار ڈالا تھا اور اس کی بجائے یوت کا چھلا پہن لیا، جنگ جمل میں اسی حالت میں کہ وہ چھلا ان کی انگلی میں
ما ان پر مصیبت آگئی (کہ وہ شہید ہو گئے) رحمہ اللہ۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز طلحہؓ کے پاس گئی اور پوچھا مجھے کیا ہوا کہ میں تم کو اس حالت
ں دیکھتی ہوں کہ تم کو تمہارے گھر والوں سے رنج پہنچا ہے، معلوم ہو تو ہم لوگ رنج دور کریں، انہوں نے کہا کہ ہاں،
م مرد کی بیوی ہو (کہ سمجھ گئیں) میرے پاس مال ہے۔

جس نے مجھے غم و فکر میں ڈال دیا ہے، انہوں نے کہا کہ اسے تقسیم کر دو، انہوں نے اپنی لڑکی کو بلایا اور کہا
کہ تم اپنی قوم کے پاس جاؤ، وہ لے کہ اسے تقسیم کرنے لگے، میں نے سعدیٰ سے پوچھا کہ وہ مال کتنا تھا، تو انہوں نے
کہا کہ چار لاکھ درہم۔

اللہ کی راہ میں خرچ

حسنؒ سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہؓ نے اپنی ایک زمین عثمان بن عفانؓ کے ہاتھ سات لاکھ درہم میں
روخت کی، قیمت اپنے پاس اٹھا کے لے گئے، جب اس کو لائے تو انہوں نے کہا انسان اس طرح ہو کہ یہ مال رات
کو اس کے پاس اور اس کے گھر میں رہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ اللہ کے امر عزیز میں سے رات کو کیا اس کے پاس آئے گا،
نہوں نے اس طرح رات گزاری کہ ان کے قاصد اس مال کو لے کر مستحقین کو دینے کے لئے مدینے کی گلیوں میں پھر
رہے تھے، پچھلی شب ان کے پاس اس میں سے ایک درہم بھی نہ تھا۔

قبیصہ بن جابرؓ سے مروی ہے کہ میں نے طلحہؓ بن عبید اللہؓ سے زیادہ، بے مانگے، مال کثیر کا دینے والا کسی کو
نہیں دیکھا۔

کم سے کم عیب انسان کے گھر میں بیٹھنے پر ہوتا ہے

ابن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے طلحہؓ بن عبید اللہ، کہ جن کا قریش کے بردبار لوگوں میں شمار تھا، یہ
کہتے ہوئے سنا کہ کم سے کم عیب انسان کے گھر میں بیٹھنے پر ہوتا ہے۔

عیسیٰ بن طلحہؒ سے مروی ہے کہ ابو محمد طلحہ کو عراق سے ہر روز ایک ہزار وانی درہم [1] اور دو دانگ کی آمدنی
ہوتی تھی۔

طلحہؓ بن عبید اللہ کی آمدنی

محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ طلحہؓ بن عبید اللہ کو عراق سے چار سے پانچ لاکھ کے درمیان

آمدنی ہوتی تھی، اور علاقہ سراۃ سے کم وبیش دس لاکھ دینار کی آمدنی ہوتی تھی، ان کی جائیدادوں کی بھی آمدنیاں تھیں بنی تیم کا کوئی مفلس ایسا نہ تھا کہ انہوں نے اس کی اور اس کے عیال کی حاجت روائی نہ کی ہو، ان کی بیواؤں کا نکاح کرایا ہو، اُن کے تنگ دستوں کو خادم نہ دیا ہو اور ان کے مقروضوں کا قرض نہ ادا کیا ہو، ہر سال جب ان کی آمدنی آتی تو عائشہؓ کو دس ہزار درہم بھیجتے، انہوں نے صبیحہ التیمی کی طرف تیس ہزار درہم ادا کئے تھے۔

طلحہؓ کا ترکہ

موسیٰ بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ معاویہؓ نے پوچھا: ابو محمد (طلحہؓ) رحمہ اللہ نے کتنا مال چھوڑا؟ میں نے کہا بائیس لاکھ درہم اور دو دینار، حالانکہ ان کے مال میں چوری بھی گئی، انہیں ہر سال عراق سے ایک لاکھ کی آمدنی تھی علاقہ سراۃ وغیرہ کی آمدنی کے علاوہ تھی، وہ اپنی نہر یا نالی کے کھیت سے مدینے کے گھروں میں ایک سال کا غلہ دیتے، بیس آب کش اونٹوں سے زراعت کرتے تھے، سب سے پہلے جس نے نہر یا نالی کی زمین میں گیہوں بویا، وہ تھے، معاویہؓ نے کہا کہ انہوں نے سخی اور شریف اور نیک بن کے زندگی بسر کی اور فقیر ہو کے مقتول ہوئے۔ رحمہ اللہ

ابراہیم بن محمد بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ نے جو مال اور جائیداد چھوڑی اس کی قیمت اور نقد چھوڑا اس کا مجموعہ تین کروڑ درہم تھا، انہوں نے بائیس لاکھ درہم نقد چھوڑے، باقی سب مال وجائیداد تھی۔

سعدی بنت عوف المریہ والدہ یحییٰ بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ رحمہ اللہ جس وقت قتل ہوئے ان کے خازن کے ہاتھ میں بائیس لاکھ درہم تھے ان کی جائیداد کی قیمت تین کروڑ درہم لگائی گئی۔

عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ طلحہؓ بن عبید اللہ سو بہار چھوڑ گئے کہ ہر بہار میں تین قنطار سونا تھا (ایک قنطار سو رطل کا ہوتا ہے) میں نے سنا کہ بہار بیل کی کھال ہے۔

طلحہ بن عبید اللہؓ بہت سخی تھے

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں سفر وحضر میں طلحہؓ بن عبید اللہ کے ہمراہ رہا، مگر مجھے عام طور پر روپے اور کپڑے اور کھانے پر سے طلحہؓ سے زیادہ سخی کوئی نہیں بتایا گیا۔

حکیم بن جابر بن الاحمسی سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ نے یوم جمل میں کہا ہم نے عثمانؓ کے معاملے میں مداہنت ونفاق سے کام لیا، آج ہم اس کے تدارک میں اس سے زیادہ قریب کوئی اسے نہیں پاتے کہ ان کے بارے میں ہم اپنا خون خرچ کر دیں، اے اللہ! آج تو مجھ سے عثمان کا بدلہ لے لے کہ تو راضی ہو جائے۔

عوف نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ مروان بن الحکم نے یوم جمل میں طلحہؓ کے، جو عائشہؓ کے پاس کھڑے تھے، تیر مارا، تیر جا کر ان کی پنڈلی میں لگا اس نے کہا کہ واللہ میں تیرے بعد اب کبھی قاتلانِ عثمانؓ کو تلاش نہیں کروں گا طلحہؓ نے اپنے مولا سے کہا کہ میرے لئے کوئی مکان تلاش کرو، اس نے کہا کہ میں اس پر قادر نہیں ہوں، انہوں نے کہا واللہ یہ وہ تیر ہے جسے اللہ نے بھیجا ہے، اے اللہ! عثمانؓ کا بدلہ مجھ سے لے لے کہ تو راضی ہو جائے۔ پھر انہوں نے ایک پتھر پر سر رکھ لیا اور انتقال کر گئے۔

وان بن الحکم نے طلحہ کو تیر مارا

نافع سے مروی ہے کہ لشکر میں طلحہؓ کے ساتھ مروان بھی تھا، اس نے طلحہؓ کی زرہ میں ایک سوراخ دیکھا اور ساایک تیر سے قتل کر دیا۔

قتادہؒ سے مروی ہے کہ طلحہ کو تیر مارا گیا تو ان کا گھوڑا دور تک چلا گیا انہوں نے اسے ایڑ ماری، بنی تمیم میں ل کر گئے، کسی نے کہا کہ یہ اس بوڑھے کی جائے موت ہے جو ضائع کر دیا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب لوگ گھومنے لگے تو مروان نے طلحہ کو ایک تیر سے روکا، وہ ان کے ۔ گیا اور انہیں قتل کر دیا۔

شیخ کلب سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو کہتے سنا کہ اگر امیر المومنین مروان نے مجھے نایا ہوتا کہ انہوں نے طلحہؓ کو قتل کیا تو میں طلحہ کی اولاد میں سے کسی کو بھی عثمان بن عفانؓ کے بدلے قتل کئے بغیر نہ بڑتا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ مروان بن الحکم نے یوم جمل میں طلحہؓ کے گھٹنے میں تیر مارا تو رگ میں ے خون بہنے لگا جب اسے ہاتھ سے روک دیتے تو بہنے لگتا، انہوں نے کہا کہ واللہ، اب تک ہمارے پاس ان لوگوں ے تیر نہیں آئے، پھر انہوں نے کہا کہ زخم کو چھوڑ دو، کیونکہ یہ وہی تیر ہے جسے اللہ نے بھیجا ہے، انتقال کے بعد لوگوں نے انہیں الکلا کے ساحل پر دفن کر دیا ان کے کسی عزیز نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے کہا کہ تم لوگ مجھے اس پانی سے چین کیوں نہیں دیتے، میں غرق ہو گیا ہوں، تین مرتبہ (خواب میں) وہ یہ کہہ رہے تھے، لوگوں نے کھود کے قبر سے انہیں نکالا تو وہ اس قدر سبز تھے جیسے (سلق) ساگ ہوتا ہے انہوں نے اُن کا پانی نچوڑ کر نکالا تو ان کی داڑھی اور رے کا جو حصہ زمین کے متصل تھا اُسے زمین کھا گئی تھی۔ پھر انہوں نے ابوبکرہ کے مکانات میں سے ایک مکان یدا اور اس میں انہیں دفن کیا۔

بوقت وفات طلحہؓ بن عبیداللہ کی عمر

محمد بن زید المہاجر سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبیداللہ رحمہ اللہ یوم جمل میں قتل کر دیے گئے، ۱۰ جمادی الآخرہ ۳۶ھ پنج شنبے کا دن تھا جس روز قتل کئے گئے چونسٹھ سال کے تھے۔

عیسیٰ بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ وہ باسٹھ سال کی عمر میں قتل کئے گئے۔

ابی حبیبہ مولائے طلحہؓ سے مروی ہے کہ علیؓ جب اصحاب جمل سے فارغ ہو چکے تو عمران بن طلحہؓ ان کے س گئے، انہوں نے ان کو مرحبا کہا اور کہا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے اور تم کو ان لوگوں میں سے کرے گا جن کے تعلق فرمایا "اخوانا علی سرر متقابلین" (بھائی بھائی بن کے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے)۔

راوی نے کہا کہ فرش کے کونے پر دو شخص بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ اللہ اس سے بہت زیادہ عادل ہے کہ کل تم ان لوگوں کو قتل کرتے ہو اور جنت میں بھائی بھائی بن کے تختوں پر آمنے سامنے ہو جاؤ گے، علیؓ نے کہا کہ تم گ اٹھ کر دور دفع ہو جاؤ، اس وقت اور کون ہوگا اگر میں اور طلحہؓ نہ ہونگے۔

انہوں نے عمران سے کہا کہ میں تمہارے والد کے امہات اولاد میں سے جو باقی ہیں ان سے کیونکہ بدکر ہو جاؤں، دیکھو ہم نے ان سالوں میں تم لوگوں کی زمینوں پر اس لئے قبضہ نہیں کیا کہ ہم انہیں لینا چاہتے ہیں، ہم نے صرف اس خوف سے انہیں لیا ہے کہ لوگ لوٹ لیں گے، اے فلاں! ان کے ہمراہ ابن قرظہ کے پاس جاؤ اور انہیں حکم دو کہ وہ ان کی زمین اور ان سالوں کی آمدنی ان کے سپرد کر دیں، اے درو زادے! جب تمہیں حاجت ہو تو ہمارے پاس آنا۔

آیت کریمہ کے مصداق

ابو حبیبہ سے مروی ہے کہ عمران بن طلحہ علیؓ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ اے برادر زادے یہاں آؤ، انہوں نے انہیں اپنے فرش پر بٹھا لیا اور کہا کہ واللہ مجھے امید ہے کہ میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کو اللہ نے کہا کہ " **ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخواناً علی سرر متقابلین** " (ہم ان کے دلوں سے کدورت نکال لیں گے جس سے وہ بھائی بھائی ہو کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے) ابن الکواء نے ان سے کہا کہ اللہ اس سے بہت زیادہ عادل ہے، وہ اپنا درہ لے کر اس کے پاس گئے اور اُسے مارا اور کہ تیری ماں نہ رہے، تو اور تیرے ساتھی اس کا انکار کرتے ہیں۔

ربعی بن حراش سے مروی ہے کہ میں علیؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ابن طلحہ آئے، انہوں نے علیؓ کو سلام کیا تو علیؓ نے انہیں مرحبا کہا۔ ابن طلحہؓ نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ مجھے مرحبا کہتے ہیں حالانکہ آپ نے میرے والد کو قتل کر دیا اور میرا مال لے لیا، انہوں نے کہا تمہارا مال تو بیت المال میں کنارے رکھا ہوا ہے، صبح کو اپنے مال کے پاس جانا اور اُسے لے لینا، لیکن تمہارا یہ کہنا کہ میں نے تمہارے والد کو قتل کر دیا تو میں امید کرتا ہوں کہ میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " **ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخواناً علی سرر متقابلین** " ہمدان کے ایک شخص نے جو کہ کانا تھا کہا کہ اللہ اس سے زیادہ عادل ہے تو علیؓ اس قدر زور سے چلائے کہ اس سے محل گونج گیا اور کہا کہ جب ہم لوگ یہ نہ ہوں گے (یعنی مصداق) تو پھر کون ہوگا۔

ابو حمید بن عبداللہ الحنفی سے مروی ہے کہ جب علیؓ کوفے میں آئے تو انہوں نے طلحہؓ بن عبیداللہ کے دو بیٹوں کو بلا بھیجا اور کہا کہ اے میرے برادر زادے! تم دونوں اپنے مال کی طرف جاؤ اور اس پر قبضہ کر و میں نے اس پر صرف اس لئے قبضہ کیا تھا کہ لوگ اُسے اُچک نہ لیں، مجھے امید ہے کہ میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے " **ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخواناً علی سرر متقابلین** "

حارث الاعور الہمدانی نے کہا کہ اللہ اس سے زیادہ عادل ہے، علی نے اس کی چادروں کو پکڑا اور دو مرتبہ کہا کہ تیری ماں نہ رہے، پھر کون (اس آیت کا مصداق ہوگا)۔

محمد الانصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم جمل میں ایک شخص آیا اور کہا کہ قاتل طلحہؓ کے لئے اجازت دو کہ وہ اندر آئے، میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ اس (قاتل طلحہؓ) کو دوزخ کی خبر سنا دو۔

صہیب بن سنان

نسب نامہ ابن مالک بن عبد بن عمرو بن عقیل بن عامر بن جندلہ بن خزیمہ ابن کعب بن سعد بن اسلم بن اوس مناۃ بن النمر بن قاسط بن ہنب بن اقصیٰ بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ ان کی والدہ سلمیٰ بنت قعید بن مہیض بن خزاعی بن مازن بن مالک بن عمر بن تمیم تھیں۔

ان کے والد سنان بن مالک یا چچا کسریٰ کی جانب سے الابلہ کے عامل تھے، ان لوگوں کے مکانات موصل میں تھے۔

کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ اس گاؤں میں رہتے تھے جو ساحل فرات پر جزیرے اور موصل کے متصل ہے اس علاقے پر رومیوں نے ڈاکا ڈالا اور انہوں نے صہیب کو قید کرلیا جو چھوٹے سے بچے تھے، ان کے چچا نے کہا کہ یہ نمری بچہ ہے جو زبردستی گیا حالانکہ میرے گھر والے الثنی میں ہیں۔ الثنی اس گاؤں کا نام ہے جس میں ان کے رشتہ دار تھے۔

صہیب کی پرورش

صہیب کی روم میں پرورش ہوئی جب ذرا ہوئے تو انہیں ان لوگوں سے کلب نے خرید لیا۔ اور مکے لے آئے، یہاں عبداللہ بن جدعان التیمی نے خرید لیا اور آزاد کردیا۔ وہ عبداللہ بن جدعان کے مرنے تک ان کے ساتھ مکے ہی میں رہے، پھر نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے، اس لئے کہ اللہ نے ان (صہیب) کے ساتھ بزرگی و کرامت کا اردہ کیا اور ان پر توفیق اسلام کا احسان کیا۔

لیکن صہیب کے بیوی بچے یہ کہتے ہیں کہ جب وہ عاقل بالغ ہوئے تو روم سے بھاگ کے مکے آئے اور عبداللہ بن جدعان سے مخالفت کرلی۔ اور ان کے مرنے تک انہیں کے ساتھ مقیم رہے۔

صہیبؓ کا حلیہ مبارک

صہیب سرخ آدمی تھے، نہ بہت لانبے نہ ٹھگنے بلکہ مائل بہ پستی تھے سر میں بال بھر چھوٹے تھے اور مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ صہیبؓ عرب میں سے النمر ابن قاسط کے خاندان میں سے تھے۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صہیبؓ روم میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں (سابق الروم ہیں)۔

صہیبؓ کی کنیت

حمزہ بن صہیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کی کنیت ابو یحییٰ تھی، وہ کہتے کہ میں عرب میں سے ہوں، اور کھانا بہت کھلاتے تھے، ان سے عمر بن الخطابؓ نے کہا کہ اے صہیب تمہیں کیا ہوا کہ تم اپنی کنیت ابو یحییٰ (یحییٰ

کا باپ) رکھ لی، حالانکہ تمہارا کوئی لڑکا نہیں اور تم کہتے ہو کہ تم عرب میں سے ہو، حالانکہ تم روم کے ہو، تم بہت کھانا کھلاتے ہو جو کہ مال کا اسراف ہے۔

صہیبؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری کنیت ابو یحییٰ رکھی (میں نے خود نہیں رکھی ہے)۔ رہا میرے نسب اور اور عرب ہونے کے دعوے پر اعتراض، تو میں النمر بن قاسط کی اولاد میں سے ہوں جو موصل کے باشندے تھے لیکن میں قید کر لیا گیا، میری قوم اور اعزی کے سمجھنے اور نسب معلوم کرنے کے بعد رومیوں نے چھوٹا بچہ ہونے کی حالت میں مجھے گرفتار کر لیا گیا، کھانے اور اس میں اسراف کے بارے میں جو آپ فرماتے ہیں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو کھانا کھلائے اور سلام کا جواب دے۔ یہ ہے سبب جو مجھے کھانا کھلانے پر برانگیختہ کرتا ہے۔

عمار بن یاسر سے مروی ہے کہ میں صہیب بن سنان سے دار الارقم کے دروازے پر ملا، رسول اللہ ﷺ اندر تھے، میں نے صہیب سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو، میں نے (یعنی عمار بن یاسرؓ نے) کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ محمد کے پاس جاؤں اور ان کا کلام سنوں، صہیبؓ نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں، پھر ہم دونوں آپ کے پاس گئے، آپ نے ہم پر اسلام پیش کیا، ہم دونوں اسلام لے آئے، دن بھر اسی حالت پر رہے، جب شام ہوئی تو ہم نکلے اور ہم اپنے کو چھپاتے تھے، عمار و صہیبؓ کا اسلام تیس سے زائد آدمیوں کے بعد ہوا۔

صہیبؓ ان مومنین میں سے تھے کہ جنہیں اسلام کی وجہ سے عذاب دیا گیا

عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ صہیب بن سنان ان بے بس مومنین میں سے تھے جن پر اللہ کے بارے میں مکے میں عذاب کیا جاتا تھا۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ صہیبؓ نے جب مدینے کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو اُن سے اہل مکہ نے کہا کہ تو ہمارے پاس ذلیل، بد معاش بن کے آیا تھا، ہمارے یہاں تیرا مال بڑھ گیا اور تو جس حالت کو پہنچا اُس حالت کو پہنچا، پھر تو اپنے آپ کو اور اپنے مال کو لیے جاتا ہے؟ واللہ یہ نہ ہونے پائے گا، انہوں نے کہا کہ کیا تمہاری رائے ہے کہ میں اپنا مال چھوڑ دوں تو تم لوگ میرا راستہ خالی کر دو گے؟ انھوں نے کہا، ہاں۔ صہیبؓ نے اپنا سارا مال اُن لوگوں کے لیے چھوڑ دیا، نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا صہیبؓ کو نفع ہوا، صہیبؓ کو نفع ہوا۔

قریش کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ اور آیت کریمہ کا نزول

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ صہیبؓ مہاجر ہو کے مدینے کی طرف روانہ ہوئے، قریش کی ایک جماعت نے اُن کا تعاقب کیا تو وہ اپنی سواری سے اُتر پڑے، ترکش میں جو کچھ تھا نکال لیا اور کہا کہ اے گروہ قریش تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سے اچھا تیر انداز ہوں، بخدا تم لوگ مجھ تک اُس وقت تک نہ پہنچ سکو گے جب تک کہ میں اپنے تمام تیر مار نہ لوں اور جب میرے ہاتھ میں تھوڑے سے رہ جائیں گے تو اپنی تلوار سے تمہیں ماروں گا، لہذا تم لوگ جو چاہو کرو، اگر چاہو تو میں تمہیں اپنا مال بتا دوں اور تم میرا راستہ خالی کر دو، قریش راضی ہو گئے، صہیبؓ نے اپنا

ل بتا دیا، جب وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا، بیع نے ابویحییٰ کو نفع دیا بیع سے نفع دیا راوی نے کہا کہ اسی بارے میں یہ آیت " ومن النّاس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد ' (اور بعض وہ لوگ ہیں کہ اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو فروخت کر ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں کے ساتھ نہایت مہربان ہے) نازل فرمائی۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ ہجرت میں سب سے آخر علیؓ اور صہیبؓ بن سنان مدینے آئے، یہ واقعہ وسط ربیع الاوّل کا ہے کہ رسول اللہ قباء میں تھے اور ابھی وہاں سے ہٹے نہ تھے۔

عمر بن الحکیم سے مروی ہے کہ صہیبؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس اُس وقت آئے جب آپ قباء میں تھے، ابو بکرؓ و عمرؓ بھی ہمرکاب تھے، پاس کھجوریں رکھی تھیں جو کلثوم بن الہدم لائے تھے کہ چوہوں کو اُن پر دسترس ممکن نہ تھی، راستے میں صہیبؓ کی آنکھ دُکھنے آ گئی سخت بھوک لگی تو کھجوریں کھانے لگے۔

عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ صہیب کو نہیں دیکھتے کہ یہ کھجوریں کھا رہے ہیں حالانکہ اُن کی آنکھ دُکھتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کھجور کھاتے ہو، تمہاری تو آنکھ دُکھتی ہے۔

صہیبؓ نے کہا کہ میں تو اُسے اپنی تندرست آنکھ کی طرف سے کھاتا ہوں، رسول اللہ ﷺ مسکرائے، صہیبؓ ابوبکرؓ سے کہنے لگے کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے ہمراہ لیں گے مگر مجھے چھوڑ کے نکل آئے، کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے ساتھ لیں گے مگر آپ چلے آئے اور مجھے چھوڑ دیا، قریش نے مجھے پکڑ کر قید کر دیا، میں نے اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو اپنے مال کے عوض خریدا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیع نے نفع دیا، اس موقع پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی : ومن النّاس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ "صہیبؓ نے کہا یا رسول اللہ میں نے صرف ایک مد (تقریباً آدھ سیر) آٹے کا توشہ لیا جس کو ابواء میں گوندھا (اور پکایا) یہاں تک کہ میں آپ کے پاس آیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب صہیبؓ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو سعد بن خیثمہ کے پاس اُترے، رسول اللہ ﷺ کے غیر شادی شدہ اصحاب بھی سعد ابن خیثمہ کے پاس اُترے تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے صہیب بن سنان اور حارث بن الصمہ کے درمیان مواخاۃ کا رشتہ اندھا، انہوں نے کہا کہ صہیبؓ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

سلیمان بن ابی عبداللہ سے مروی ہے کہ صہیبؓ کہا کرتے تھے کہ تم لوگ آؤ تو ہم تم سے غزوات بیان کریں لیکن اگر تم چاہو کہ میں کہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو یہ ممکن نہیں (یعنی میں کوئی حدیث نہیں بیان کروں گا۔

حضرت عمرؓ کی شوریٰ کو وصیت

عامر بن عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے اہل شوریٰ کو وصیت کرتے وقت فرمایا کہ صہیب کو تمہارے لیے نماز پڑھانا چاہیے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمرؓ کی وفات ہوئی تو مسلمانوں نے دیکھا کہ صہیبؓ انہیں عمرؓ کے حکم

سے فرض نمازیں پڑھاتے ہیں، اس لیے صہیبؓ ہی کو آگے کیا، انہی نے عمرؓ پر نماز پڑھی۔ میں شوال ۳۸ھ میں ہوئی جب وہ ستر برس کے تھے، وہ بقیع میں مدفون ہوئے محمد بن عمر نے کہا کہ صہیبؓ نے عمر رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے

عامر بن فہیرہؓ

ابوبکر صدیق کے مولی (آزاد کردہ غلام) تھے، اُن کی کنیت ابوعمرو تھی

عائشہؓ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ طفیل بن حارث کے جو عائشہؓ کے اخیافی بھائی اور اُم رومان کے بیٹے تھے، غلام تھے، عامر اسلام لائے تو انہیں ابوبکرؓ نے خرید کے آزاد کر دیا، وہ اس اُجرت پر اُن کی بکریاں چراتے تھے کہ دودھ اور بچہ ان کے ذمے ہوگا۔

قبول اسلام

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔ عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ اُن کمزور مسلمانوں میں سے تھے جن پر مکے میں اس لئے عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عامر بن فہیرہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ سعد بن خثیمہ کے پاس اُترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن فہیرہ اور حارث بن اوس بن معاذ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

بوقت قتل عامر کی عمر

عامر بن فہیرہ بدر واحد میں حاضر ہوئے ۴ھ میں غزوہ بیر معونہ میں مقتول ہوئے قتل کے دن وہ چالیس سال کے تھے۔

ابن شہاب نے کہا کہ عروہ بن زبیرؓ نے یہ دعویٰ کیا کہ جس روز وہ قتل کیے گئے تو دفن کے وقت اُن کا جسد نہیں ملا، لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ملائکہ نے اُنھیں دفن کر دیا۔

محمد بن عمر نے ان لوگوں سے روایت کی جن کا نام اس کتاب کے شروع میں بیان کیا گیا ہے، کہ جبار سلمہ الکلبی نے اس روز عامر بن فہیر کے نیزہ مارا جو اُن کے پار ہو گیا۔

عامر نے کہا کہ واللہ میں کامیاب ہوا، عامر کو بلند پر لے گئے یہاں تک کہ وہ نظروں سے غائب ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ملائکہ نے ان کے جثے کو چھپا لیا۔ جبار نے عامر بن فہیرہ کا یہ حال دیکھا تو وہ اسلام لے آئے اور اُن کا اسلام اچھا ہوا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ آسمان کی طرف اُٹھا لیے گئے، اُن کی جثہ نہیں پایا گیا، لوگ سمجھتے کہ ملائکہ نے اُنھیں پوشیدہ کر دیا۔

بلالؓ بن رباح

ابوبکرؓ صدیق کے مولی تھے، کنیت ابوعبداللہ تھی، السراۃ کے غیر خالص عربوں میں سے تھے ام کی ماں کا نام حمامہ تھا جو بنی جمح میں سے کسی کی مملوکہ تھیں۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلال سابق الحبشہ ہیں (یعنی حبشیوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں)

عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ بلال بن رباح مومنین کے کمزور لوگوں میں سے تھے، جب وہ اسلام لائے تو اُن پر عذاب کیا جاتا کہ اپنے دین سے پھر جائیں، مگر انہوں نے ان لوگوں کے سامنے ایک کلمہ بھی ادا نہ کیا جو وہ چاہتے تھے، جو اُنھیں عذاب دیتا تھا وہ امیہ بن خلف تھا۔

حضرت بلالؓ کا عذاب کے وقت بھی توحید بیان کرنا

عمیر بن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب وہ لوگ بلالؓ کے عذاب میں شدت کرتے تو وہ احد احد کہتے، لوگ اُن سے کہتے کہ اس طرح کہو جس طرح ہم کہتے ہیں تو وہ جواب دیتے کہ میری زبان اسے اچھی طرح ادا نہیں کرسکتی۔

محمد سے مروی ہے کہ بلال کو اُن کے مالکوں نے پکڑ لیا، اُنھیں پچھاڑا اور ان پر سنگریزے اور گائے کی کھال ڈال دی اور کہنے لگے کہ تمہارا رب لات وعزی ہے مگر وہ ''احد، احد'' ہی کہتے تھے، اُن کے پاس ابوبکرؓ آئے اور کہا کہ کب تک تم لوگ اس شخص پر عذاب کروگے، ابوبکرؓ نے اُنھیں سات اوقیہ (تقریباً ۲۳ تولے سونے کے عوض) خرید لیا اور انھیں آزاد کردیا انہوں نے یہ واقعہ نبی ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا، ابوبکر تم نے قرض دیا۔ انھوں نے کہا، یارسول اللہ میں نے آزاد کردیا۔

قیس سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے بلال کو پانچ اوقیہ میں خریدا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ کہا کرتے تھے، ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں اور اُنھوں نے ہمارے سردار یعنی بلالؓ کو آزاد کیا۔

آیت کی تفسیر

مجاہدؒ سے آیت'' **ما لنا لا نری رجالا کنا نعدھم من الاشرار اتخذناھم سخریا ام زاغت عنھم الابصار** '' (ہمیں کیا ہوا کہ ہم اُن لوگوں کو (یہاں) نہیں دیکھتے جنھیں ہم بدترین لوگوں میں شمار کرتے تھے، ہم نے اُنھیں مسخر بنایا یا نگاہوں نے اُن سے کجی کی) کی تفسیر میں مروی ہے کہ ابوجہل کہتا تھا کہ بلال کہاں ہے، فلاں کہاں ہے جن کو ہم دنیا میں بدترین لوگوں میں شمار کرتے تھے ہم اُنھیں دوزخ میں نہیں دیکھتے، کیا وہ کسی ایسے مکان میں ہیں کہ ہم اس میں نہیں دیکھ سکتے، یا وہ دوزخ ہی میں ہیں کہ ہم ان کا مکان نہیں دیکھ سکتے۔

سب سے پہلے اسلام ظاہر کرنے والے

مجاہد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جنہوں نے اسلام کو ظاہر کیا وہ سات ہیں۔ رسول اللہ ﷺ، ابوبکرؓ

بلالؓ، خبابؓ، صہیبؓ، عمارؓ اور سمیہؓ والدہ عمارؓ۔ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت آپ کے چچا نے کی اور ابوبکرؓ کی حفاظت اُن کی قوم نے دوسرے لوگ پکڑ لیے گئے، انھیں لوہے کی زرہیں پہنا کے دھوپ میں تپایا گیا، مشقت انتہا کو پہنچ گئی تو مشرکین کی خواہش کے مطابق (کلمات زبان سے) ادا کر دیے، اُن میں سے ہر شخص اپنی قوم کے پاس سے چمڑے کے وہ فرش (نطع) لایا کہ اس پر بٹھا کے گردن ماری جاتی تھی، جن میں پانی تھا، اُس میں اُن لوگوں کو ڈال دیا اور اس کے کنارے پکڑ کے اُٹھا لیا، سوائے بلالؓ کے (کہ وہ اس عذاب میں داخل نہیں کیے گئے تھے۔)

جب شام ہوئی تو ابوجہل آیا اور سُمیہؓ کو گالیاں دینے اور بُرا کہنے لگا، پھر انھیں نیزہ مار کر قتل کر دیا، وہ اسلام میں سب سے پہلی شہید تھیں، سوائے بلالؓ کے کیوں کہ ان کے نزدیک اللہ کی راہ میں اُن کی جان ارزاں تھی، یہاں تک کہ ان لوگوں نے آگ میں ڈالا، گردن میں رسی باندھی اور اپنے لڑکوں کو حکم دیا کہ انھیں مکے کے دونوں پہاڑوں کے درمیان گھسیٹیں، اس حالت میں بھی بلالؓ احد احد کہتے تھے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب بلالؓ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو سعد بن خیثمہ کے پاس اُترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال اور عبیدۃ بن الحارث المطلب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے بلالؓ اور ابی رویحہ الخثعمی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، لیکن یہ ثابت نہیں، ابورویحہ بدر میں بھی حاضر نہیں ہوئے۔

محمد بن اسحٰق، بلال اور ابورویحہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الخثعمی کی مواخاۃ ثابت کرتے تھے، پھر الفرح کے کسی شخص سے (بلالؓ کی مواخاۃ ثابت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب عمرؓ ابن الخطاب نے شام میں دفتر مرتب کیے تو بلالؓ شام چلے گئے اور وہیں مجاہدین کے ساتھ مقیم ہو گئے، ان سے عمرؓ نے کہا کہ اے بلال تم اپنا دفتر کس کے پاس رکھو گے، انھوں نے کہا ابورویحہ کے پاس جن کو میں اس اخوت (برادری) کی وجہ سے کبھی نہ چھوڑوں گا) جو رسول اللہ ﷺ نے میرے اور اُن کے درمیان مقرر کر دی ہے، انھوں نے اُن کو اُن کے ساتھ کر دیا اور حبشہ کا دفتر خثعم کے سپرد کیا، اس لیے کہ بلالؓ انہی میں تھے، وہ شام میں آج تک خثعم میں ہیں۔

سب سے پہلے بلالؓ نے اذان کہی

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے اذان کہی وہ بلالؓ تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بلالؓ اذان سے فارغ ہو کے نبی ﷺ کو اطلاع کرنا چاہتے تو دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور کہتے "**حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح، الصلاۃ یا رسول اللہ** (نماز کے لیے آیئے، فلاح و کامیابی کے لیے آیئے نماز تیار ہے یارسول اللہ)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نکلتے اور بلالؓ آپ کو دیکھ لیتے تو اقامت شروع کر دیتے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تین موذن تھے، بلالؓ، ابومحذورہؓ اور عمرو بن ام مکتوم، جب بلالؓ نہ ہوتے تو ابومحذورہ اذان کہتے اور اگر ابومحذورہ بھی نہ ہوتے تو عمرو بن ام مکتوم اذان کہتے۔

ابن ابی ملیکہ یا کسی اور سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے بلالؓ کو کعبے کی چھت پر اذان کہنے کا حکم دیا، انھوں نے اُس کی چھت پر اذان کہی، حارث ابن ہشام اور صفوان بن اُمیہ بیٹھے ہوئے تھے، ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس حبشی کو دیکھو، تو دوسرے نے کہا اگر خدا اسے پسند نہ کرے گا تو اس کو بدل دے گا۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ بلالؓ زوال آفتاب کے بعد اذان کہا کرتے تھے اور اقامت میں قدرے تاخیر کر دیتے تھے، یا انہوں نے یہ کہا کہ اکثر اقامت میں قدرے تاخیر کر دیتے تھے، لیکن وہ اذان میں وقت سے باہر نہیں ہوتے تھے۔

انس بن مالکؓ کے بلالؓ کیلئے اشعار

انس بن مالک سے مروی ہے کہ بلال جب اذان کے لیے چڑھتے تو یہ شعر کہتے۔

مال بلالا تکلته امه	وابتل من نضح دم جبینه
بلالؓ کو اُس کی ماں روئے	خون بہنے سے اُس کی پیشانی تر ہو جائے

ابن عمر سے مروی ہے کہ عید کے دن رسول اللہ ﷺ کے آگے عصا کو لے کر چلا جاتا تھا، جس کو بلالؓ موذن اُٹھاتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا وہ اُسے آپ کے آگے گاڑ دیتے تھے (تاکہ نماز کے لئے سترہ ہو جائے) اور اُس زمانے میں عیدگاہ میدان تھا۔ ابراہیم بن محمد بن سعد القرظ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عید اور نماز استقا کے دن رسول اللہ ﷺ کے آگے بلالؓ عصا لے کے چلتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن سعد بن عمارہ بن سعد بن عمارہ بن سعد موذن وغیرہم نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کی کہ نجاشی حبشی نے رسول اللہ ﷺ کو تین عصا بھیجے تھے، ایک تو نبی ﷺ نے اپنے لیے رکھ لیا، ایک علیؓ بن ابی طالب کو دے دیا اور ایک عمرؓ بن الخطاب کو، بلالؓ اسی عصا کو عیدین میں رسول اللہ ﷺ کے آگے لے کے چلتے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے رکھ لیا تھا، یہاں کہ وہ عیدگاہ میں آتے، اسے آپ کے اگے گاڑ دیتے اور آپ اسی کی طرف نماز پڑھتے، رسول اللہ ﷺ کے بعد اسی طرح ابوبکرؓ کے آگے لے کے چلتے تھے۔

پھر عیدین میں سعد القرظ، عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ عفان کے آگے لے کے چلتے تھے اُسے اُن دونوں کے آگے گاڑ دیتے اور دونوں اُسی کی طرف نماز پڑھتے تھے، یہ وہی عصا ہے جس کو آج والیان ملک کے آگے لے کے چلا جاتا ہے۔

مومن کا سب سے افضل عمل اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو بلالؓ ابوبکرؓ صدیق کے پاس آئے اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ مومن کا سب سے افضل عمل اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔

ابوبکرؓ نے کہا کہ بلالؓ تم کیا چاہتے ہو، انھوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے میری موت تک خدا کے راستے میں باندھ دیا جائے، ابوبکرؓ نے کہا کہ بلالؓ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور اپنی حرمت وحق یاد دلاتا ہوں،

کہ میں بوڑھا اور ضعیف ہو گیا، میری موت کا وقت قریب آ گیا، بلالؓ نے ابو بکرؓ کی وفات تک انہیں کے ساتھ قیام کیا۔

اذان کا معاملہ

ابو بکرؓ کی وفات ہوگئی تو بلالؓ عمر بن الخطاب کے پاس آئے اور اُن سے بھی اسی طرح کہا جس طرح ابو بکرؓ سے کہا تھا، عمرؓ نے بھی انہیں ویسا ہی جواب دیا جیسا ابو بکرؓ نے دیا تھا مگر بلالؓ نے انکار کیا۔ .... عمرؓ نے کہا کہ تمہاری رائے میں میں اذان کس کے سپرد کروں، تو انھوں نے کہا سعد کے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اذان کہی ہے، عمرؓ نے سعد کو بلایا اور اذان اُن کے سپرد کردی اور اُن کے بعد اُن کی اولاد کے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو بلالؓ نے اس وقت اذان کہی کہ آنحضرت ﷺ دفن بھی نہ ہوئے تھے، جب انھوں نے " اشھد ان محمدالرسول الله " کہا تو مسجد میں لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

رسول اللہ ﷺ دفن کر دیے گئے تو ابو بکرؓ نے اُسے کہا کہ اذان کہو، انھوں نے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اس لیے آزاد کیا ہے کہ میں آپ کے ساتھ رہوں تو اس کا راستہ یہی ہے اور اگر آپ نے مجھے اللہ کے لئے آزاد کیا ہے تو مجھے اور اُسے چھوڑ دیجیے جس کے لئے آپ نے مجھے آزاد کیا، تو انہوں نے کہا کہ میں نے تمہیں محض اللہ ہی کے لیے آزاد کیا ہے، بلالؓ نے کہا کہ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لئے اذان نہ کہوں گا، انھوں نے کہا کہ یہ تمہارے سپرد ہے (خواہ کہو یا نہ کہو)۔

وہ مقیم رہے یہاں تک کہ جب شام کے لشکر روانہ ہوئے تو انہی کے ساتھ چلے گئے، اور وہاں (شام) پہنچ گئے۔

بلالؓ کا جہاد کیلئے اجازت طلب کرنا

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جمعے کے دن جب ابو بکر منبر پر بیٹھے تو بلالؓ نے اُن سے کہا اے ابو بکرؓ! انھوں نے کہا لبیک (حاضر) انھوں نے کہا کہ آپ نے مجھے اللہ کے لیے آزاد کیا ہے یا اپنے لیے، فرمایا اللہ کے لیے، بلال نے کہا کہ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں، اُنھوں نے اُن کو اجازت دی، وہ شام چلے گئے اور وہیں انتقال کر گئے۔

پیام نکاح

شعبی سے مروی ہے کہ بلالؓ اور اُن کے بھائی نے یمن کے کسی گھر والے کے یہاں پیام نکاح دیا، اور کہا کہ میں اور میرے یہ بھائی دونوں حبشہ غلام ہیں، ہم دونوں گمراہ تھے، اللہ نے ہمیں ہدایت کی ہم دونوں غلام تھے، اللہ نے ہمیں آزاد کیا، اگر تم لوگ ہم دونوں سے نکاح کر دو گے تو الحمد اللہ اور گر تم لوگ ہم سے رک گے تو اللہ اکبر۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ بلالؓ کے ایک بھائی اپنے کو عرب کی طرف منسوب کرتے تھے اُن کا دعویٰ تھا کہ وہ اُنہی میں سے ہیں۔

انھوں نے عرب کی ایک عورت کو پیام نکاح دیا، تو اُلوگوں نے کہا کہ اگر بلالؓ موجود ہوں گے تو ہم تم سے

نکاح کردیں گے۔ پھر بلالؓ آئے، انھوں نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ میں بلالؓ بن رباح ہوں، اور یہ میرے بھائی ہیں جو دین اور اخلاق میں بڑے آدمی ہیں اگر تم ان سے نکاح کرنا چاہو کر دو اور اگر ترک کرنا چاہو ترک کر دو۔ لوگوں نے کہا کہ جس کے تم بھائی ہو اس سے ہم نکاح کر دیں گے، اُن لوگوں نے اُن سے نکاح کر دیا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابوالبکیر کے لڑکے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اُن لوگوں نے عرض کی کہ فلاں شخص سے ہماری بہن کا نکاح کر دیجیے، فرمایا کہ تم لوگ بلالؓ سے کہاں جاتے ہو وہ لوگ دوسری مرتبہ آئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہماری بہن کا فلاں شخص سے نکاح کر دیجیے۔ فرمایا کہ تم لوگ بلالؓ سے کہاں جاتے ہو، وہ لوگ تیسری مرتبہ آئے اور عرض کی کہ ہماری بہن کا فلاں شخص سے نکاح کر دیجیے، فرمایا کہ تم بلالؓ سے کہاں جاتے ہو، تم لوگ ایسے شخص سے کہاں جاتے ہو جو اہل جنت میں سے ہے، پھر ان لوگوں نے اُن سے نکاح کر دیا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ابوالکبیر کی لڑکی کا نکاح بلال سے کیا مقبری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوالکبیر کی لڑکی کا نکاح بلالؓ سے کیا۔

قتادہؒ سے مروی ہے کہ بلالؓ نے بنی زہرہ کی عربی لڑکی سے نکاح کیا۔

ابن مرامن سے مروی ہے کہ لوگ بلالؓ کے پاس آتے اور ان کی فضیلت اور اللہ نے انھیں خیر میں جو حصہ دیا تھا اسے بیان کرتے، وہ کہتے کہ میں تو ایک حبشی ہوں جو کل غلام تھا۔

قیس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو بلالؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اپنے لئے خریدا ہے تو روک لیجئے اور اگر آپ نے مجھے صرف اللہ کے لئے خریدا ہے تو مجھے اور اللہ کے لئے میرے عمل کو چھوڑ دیجئے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بلالؓ کی وفات ۲۰ھ میں جب وہ ساٹھ سال سے زاید کے تھے دمشق میں ہوئی باب الصغیر کے پاس کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

شعیب بن طلحہ کے مطابق حضرت بلالؓ اور حضرت ابوبکرؓ ہم عمر تھے

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے شعیب بن طلحہ کو جو اولاد ابوبکرؓ صدیق میں سے تھے کہتے سنا کہ بلالؓ ابوبکرؓ کے ہم عمر تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اگر یہ اسی طرح ہوتا تو ابوبکرؓ کی تو ۱۳ھ میں بعمر ساٹھ سال میں وفات ہوئی۔ اس کے اور جو ہم سے بلال کے متعلق روایت کی گئی اس کے درمیان سات سال کا زمانہ ہوتا ہے اس حساب سے حضرت بلالؓ کی عمر ستر سال کی ہوتی ہے شعیب بن طلحہ بلالؓ کے وقت ولادت کو زیادہ جانتے ہیں جب تو وہ کہتے ہیں کہ وہ ابوبکرؓ ساتھ پیدا ہوئے تھے، واللہ اعلم۔

حضرت بلالؓ کا حلیہ مبارک

مکحول سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جس نے بلال کو دیکھا تھا کہ وہ تیز رنگ کے سانولے، دبلے اور لانبے تھے، سینا آگے کو ابھرا ہوا تھا، بال بہت تھے، رخساروں پر گوشت بہت کم تھا اور بکثرت ان

کے بال کھچڑی تھے، ان میں تغیر نہ ہوتا (یعنی جوان معلوم ہوتے تھے)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ بلالؓ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

اس خاندان کے یہ پانچ آدمی تھے۔

بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب

ابوسلمہ بن عبدالاسد

ابن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ابوسلمہ کا نام عبداللہ تھا، ان کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب بن ہشام بن عبد مناف بن قصی تھیں، اولاد میں سلمہ وعمر وزینب ودرہ تھے، ان کی والدہ ام سلمہ تھیں، ان کا نام ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا، زینب ان کے یہاں ملک حبشہ کی ہجرت کے زمانے میں پیدا ہوئیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ ابوسلمہؓ بن عبدالاسد رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم بن ابی الارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

ایک روایت کے مطابق ابوسلمہؓ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں تھے

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوسلمہؓ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں تھے، ان کے ہمراہ دونوں ہجرتوں میں ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بھی تھیں، اس پر تمام روایات میں اتفاق کیا گیا ہے۔

ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے سب سے پہلے مدینے میں ہجرت کے لئے جو شخص آئے وہ ابوسلمہ بن عبدالاسد تھے۔

مکے سے مدینہ کی ہجرت میں سب سے پہلا شخص

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ مکے سے مدینے کی ہجرت میں سب سے پہلے جو شخص ہمارے پاس آئے وہ ابوسلمہ بن عبدالاسد تھے، وہ دس محرم کو آئے اور رسول اللہ ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو مدینے آئے جو مہاجرین پہلے آئے اور بنی عمرو بن عوف میں اترے۔ ان سے اور جو آخر میں آئے ان کے درمیان میں دو مہینے کا فاصلہ تھا۔

ابی میمونہ کی روایت سلمہؓ سے متعلق

ابی میمونہ سے مروی ہے کہ میں نے ام سلمہ کو کہتے سنا کہ ابوسلمہ نے جب مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ قبا میں مبشر بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد کی روایت

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی سلمہ بن

عبدالاسد اور سعد بن خثیمہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

آپ ﷺ کا مدینے میں مکانوں کے لئے زمینیں دینا

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں مکانوں کے لئے زمین دی تو ابوسلمہؓ کے لئے ان کے مکانوں کی جگہ اس زمانے میں بنی عبدالعزیز الزہرین کے مکان کے پاس عطا فرمائی۔ ان کے ساتھ ام سلمہ بھی تھیں، بعد کو ان لوگوں نے اسے فروخت کر ڈالا اور بنی کعب میں منتقل ہو گئے۔

اُحد میں اسامہ الحبشی کا حضرت سلمہؓ کو زخمی کرنا

عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ ابوسلمہؓ بدر و احد میں حاضر ہوئے، جس نے انھیں احد میں زخمی کیا وہ ابو اسامہ حبشی تھا، اس نے ان کے بازو میں ایک برچھی ماری، ایک ماہ تک اس کا علاج کرتے رہے، بظاہر وہ اچھا بھی ہو گیا زخم دھو کے طور پر مندمل ہو گیا تھا جسے کوئی پہچانتا نہیں تھا رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہجرت کے پینتسویں مہینے محرم میں انھیں بنی اسد کی جانب بطور سریہ قطن بھیج دیا، وہ دس دن باہر رہے، مدینے میں آئے تو ان کا زخم پھوٹ نکلا جس سے وہ بیمار ہو گئے، ۲ جمادی الآخرہ ۳ھ کو انتقال کر گئے۔

بنی امیہ از بن زید کا کنواں جس کے پانی سے حضرت سلمہؓ کو غسل دیا گیا

انھیں الیسیرہ کے پانی میں غسل دیا گیا جو العالیہ میں میں بنی امیہ از بن زید کا کنواں تھا، وہ جب قباء سے منتقل ہوئے تھے تو وہ وہیں اترا کرتے تھے۔

انھیں کنویں کے دونوں کناروں کے درمیان غسل دیا گیا، اس کنویں کا نام جاہلیت میں العبیر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے الیسیرہ رکھا، انھیں بنی امیہ بن زید کے ذریعے سے اٹھوا کر مدینے میں دفن کیا گیا، میری والدہ ام سلمہ نے مدت گزاری یہاں تک کہ چار مہینے اور دس دن گزر گئے۔

آپ ﷺ کا عورتوں کو وصیت کرنا

قبیصہ بن ذویب سے مروی ہے کہ جب ام سلمہؓ بن عبدالاسد کی وفات قریب آئی تو آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے آپ ﷺ اور عورتوں کے درمیان پردہ لٹکا ہوا تھا وہ رونے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میت پر موت نازل ہوئی، اور جو کچھ اس کے گھر والے کہتے ہیں وہ اس پر آمین کہتا ہے، روح جب آسمان پر چڑھائی جاتی ہے تو میت کی آنکھ اس کو دیکھتی ہے، جب ان کا دم نکل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ ان کی آنکھوں پر پھیلائے اور انھیں بند کر دیا۔

قبیصہ بن ذویب کی پہلی روایت

قبیصہ بن ذویب سے مروی ہے کہ ابوسلمہؓ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔

قبیصہ بن ذویب کی دوسری روایت

قبیصہ بن ذویب سے (ایک اور طریقے سے) مروی ہے کہ ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں (جو کھلی رہ گئی تھیں)۔

قبیصہ بن ذویب کی تیسری روایت

قبیصہ بن ذویب سے (ایک تیسرے طریقے سے) مروی ہے کہ ابوسلمہؓ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ابوسلمہؓ کی عیادت کے لئے جانا

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوسلمہؓ بن عبدالاسد کی عیادت کے لئے ان کے پاس آئے۔ آپ کا آنا اور ان کی روح کا جانا ساتھ ساتھ ہوا، اس وقت عورتوں نے کچھ کہا تو فرمایا رک جاؤ اپنی جانوں کے لئے سوائے خیر کے اور کوئی دعا نہ کیا کرو، کیونکہ ملائکہ میت کے پاس حاضر ہوتے ہیں، یہ فرمایا کہ اہل میت کے پاس وہ ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں لہٰذا اپنے سے سوائے خیر کے اور کوئی دعا نہ کرو۔ پھر فرمایا اے اللہ قبر ان کے لئے کشادہ کر دے، اس میں ان کے لئے روشنی کر دے ان کے نور کو بڑھا دے اور ان کے گناہ معاف کر دے، اے اللہ ان کا درجہ ہدایت یافتہ لوگوں (مہدیین) میں بلند کر، ان کے پسماندہ لوگوں میں تو ان کا قائم مقام ہو جا اور ہمارے اور ان کے لئے یا رب العالمین مغفرت کر دیجئے۔ پھر فرمایا کہ روح جب نکلتی ہے تو نظر اس کے پیچھے ہوتی ہے، کیا تم نے ان کی آنکھیں کھلی نہیں دیکھیں۔

ارقم بن ابی الارقم

ارقم بن ابی الارقم کے خاندان کا ذکر

ابن اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ان کی والدہ امیمہ بنت حارث ابن حبالہ بن عمیر بن غبشان خزاعہ میں سے تھیں، ان کے ماموں نافع ابن عبدالحارث الخزاعی تھے، جو عمرؓ بن الخطابؓ کے عہد میں عامل مکہ تھے، ارقم کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور والدہ کا نام عبدمناف تھا، اسد بن عبداللہ کی کنیت ابوجندب تھی۔

ارقم کی اولاد

ارقم کی اولاد میں عبداللہ ام ولد (باندی) سے تھے، عثمانؓ یہ بھی ام ولد سے تھے اور امیہ اور مدیم، ان کی والدہ ہند بنت عبداللہ ابن حارث بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھیں، اور صفیہ یہ بھی ام ولد سے تھیں، اولاد ارقم کا شمار بیس سے زائد تک پہنچتا ہے جو سب کے سب عثمانؓ ارقم کی اولاد میں سے تھے، ان میں سے بعض شام میں سے تھے جو چند سال سے وہاں رہنے لگے تھے۔

عبیداللہ بن الارقم کی اولاد میں سب ہلاک ہوگئے، کوئی باقی نہ رہا۔

وہ مکان جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی

عثمان بن الارقم سے مروی ہے کہ میں اسلام میں سات کا بیٹا ہوں، میرے والد اسلام لانے جو سات میں سے ساتویں تھے، ان کا مکان مکے میں صفا پر تھا، یہ وہی مکان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں اس میں رہتے تھے، اسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اسی میں قوم کثیر اسلام لائی۔ اسی مکان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب دوشنبہ کو فرمایا کہ اے اللہ ان دونوں آدمیوں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس کو اسلام کی قوت دے، حضرت عمرؓ بن الخطاب سے یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) سے، دوسرے روز صبح ہی کو عمرؓ بن الخطاب آئے، اور ارقم میں اسلام لائے پھر مسلمان وہاں سے نکلے انھوں نے تکبیر کہی اور کھلم کھلا بیت اللہ کا طواف کیا، دار ارقم دار الاسلام پکارا جانے لگا اور ارقم نے اسے اپنی اولاد پر وقف کر دیا، میں نے ارقم کے مکان کا وقف نامہ پڑھا ہے جو یہ ہے۔

ارقم کے مکان کا وقف نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ تحریر ہے جو الارقم نے اپنے اس مکان کا فیصلہ کیا جو حدود صفا میں ہے وہ حرم میں ہونے کی وجہ سے محرم ہے، جو نہ فروخت کیا جائے گا نہ میراث بنے گا، گواہ شد ہشام بن العاص وفلاں شخص مولائے ہشام بن العاص۔

یہ مکان وقف قطعی رہا جس میں ان کے لڑکے رہتے تھے، اسے کرایہ پر دیتے تھے اور اس پر روپیہ وصول کرتے تھے، یہاں تک کہ ابوجعفر کا زمانہ آگیا۔

یحییٰ بن عمران بن عثمانؓ بن ارقم سے مروی ہے کہ مجھے آج وہ بات معلوم ہے جو ابوجعفر کے دل میں اس وقت آئی جب وہ صفا و مروہ کے درمیان اپنے حج میں سعی کر رہا تھا، ہم لوگ مکان کی چھت پر ایک خیمے میں تھے، وہ ہمارے نیچے سے اس طرح گزرتا تھا کہ اگر ہم اس کے سر کی ٹوپی لینا چاہتے تو لے لیتے، وہ جس وقت سے بطن وادی (صفا و مروہ کے درمیان میدان) میں اترتا صفا کی طرف چڑھتے تک ہماری طرف دیکھتا رہتا۔

جب محمد بن عبداللہ بن حسن نے مدینے میں خروج (بغاوت کا قصہ) کیا تو عبداللہ بن عثمان بن ارقم اس کے ماننے والوں میں سے تھے، مگر اس کے ساتھ خروج نہیں کیا، ابوجعفر نے اسی سبب سے ان پر تہمت لگائی اور اپنے عامل مدینہ کو لکھ دیا کہ انھیں قید کر لے اور ان کے بیڑیاں ڈال دے۔

اس نے اہل کوفہ میں سے ایک شخص کو جس کا نام شہاب بن عبدرب تھا، بھیجا، اس کے ہمراہ ایک خط میں عامل مدینہ کو لکھا کہ یہ شخص اسے جو حکم دے اس پر عمل کرے۔

شہاب کا قید خانہ میں جانا

شہاب، عبداللہ بن عثمان کے پاس قید خانے میں گیا، وہ بہت بوڑھے اور اسی برس سے زاید کے بیڑیوں اور قید سے تنگ آ گئے تھے، اس نے ان سے کہا کیا تمہیں ضرورت ہے کہ میں تمہیں اس مصیبت سے چھڑادوں جس میں تم ہو، اور تم میرے ہاتھ دارارقم کو فروخت کر ڈالو، کیونکہ امیرالمومنین اسے چاہتے ہیں اگر تم ان کے ہاتھ اسے فروخت کر دو تو قریب ہے کہ میں ان سے تمہارے بارے میں گفتگو کروں اور وہ تمہیں معاف کر دیں

ستر ہزار دینار کا بیع نامہ لکھنا

انھوں نے کہا، وہ تو وقف ہے، لیکن اس میں جو میرا حق ہے، وہ ان کے لئے ہے، اس میں میرے ساتھ دوسرے شرکا، میرے بھائی وغیرہ ہیں، اس نے کہا کہ تمہارے ذمے تو صرف تمہاری ذات کا معاملہ ہے، تم اپنا حق ہمیں دیدو اور بری ہو جاؤ اس نے ان کے حق پہ گواہ بنا لیے اور اس پر اس نے ستر ہزار دینار کے حساب سے بیع نامہ لکھ لیا، اس کے بعد اس کے بھائیوں کو تلاش کیا گیا کثرت مال نے انھیں فتنے میں ڈال دیا، اور انھوں نے اس کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

وہ مکان ابوجعفر کا اور جس کو اس نے عطا کر دیا اس کا ہو گیا۔ مہدی نے اسے الخیزران والدہ موسیٰ وہارون کے لئے کر دیا، اس نے اسے تعمیر کیا اور اسی کے نام سے مشہور ہوا، پھر وہ امیرالمومنین جعفر بن موسیٰ کے لئے ہو گیا، پھر اس میں اصحاب الشطوی والعدنی رہے، پھر موسیٰ بن جعفر کے لڑکے سے اس کا کل یا اکثر حصہ غسان بن عباد نے خرید لیا، ارقم کا مدینے کا مکان بنی زریق میں تھا جو نبی ﷺ کی عطیہ زمین پر تھا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارقم بن ابی ارقم کے ابوطلحہ زید بن سہل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ارقم بن ابی الارقم بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

ارقم بن ارقمؓ کا وقت وفات سے پہلے وصیت کرنا

عمران بن ہند نے اپنے والد سے روایت کی کہ ارقم بن ابی ارقم کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے وصیت کی کہ ان پر سعد ابن ابی وقاص نماز پڑھیں، حالانکہ مروان بن الحکم مدینے پر معاویہ کا والی تھا، اور سعد اپنے محل واقع عقیق میں تھے۔ سعد نے دیر کی تو مروان نے کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے صحابی کو ایک غائب شخص کے لئے روکا جا سکتا ہے؟ اس نے ان پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو عبیداللہ بن ارقم نے مروان کو منع کیا، ان کے ہمراہ مخزوم بھی کھڑے تھے، ان کے درمیان گفتگو بھی ہوئی پھر سعد آ گئے، انھوں نے ان پر نماز پڑھی، یہ واقع مدینے میں ۵۵ھ میں ہوا۔ ارقم وفات کے وقت اسی برس سے زاید کے ہو چکے تھے۔

شماسؓ بن عثمان

سؓ کے نام کی تبدیلی اور نیا لقب

ابن الشرید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم، شماس کا نام عثمان تھا، صرف ان کی صفائی اور خوبصورتی کی وجہ سے کا نام شماس رکھ دیا گیا، جوان کے نام پر غالب آ گیا۔ ان کی والدہ صفیہ بنت ربیعہ ابن عبد شمس بن عبد مناف بن ن تھیں، اور ان کی والدہ افیر یہ بنت ابی قیس بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھیں، الفیر یہ ہی ابی ابوملیکہ کی ماں ، محمد بن اسحٰق شماس کے نسب میں سوید ابن ہرمیؔ وزیادہ کرتے ہیں، لیکن ہشام بن الکلبی اور محمد بن عمر کہتے تھے کہ رید بن ہرمی اور وہ دونوں سوید کا ذکر نہیں کرتے تھے۔

شماس کی اولاد میں عبداللہ تھے ان کی والدہ ام حبیب بنت سعید بن یربوع ابن عنکشہ بن عامر بن مخزوم ہیں، ام حبیب پہلی مہاجرات میں سے تھیں، شماس بروایت محمد بن اسحٰق و محمد بن عمر ان لوگوں میں سے تھے جو دوسری ت میں ملک حبشہ کو گئے، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

ماس بن عثمانؓ کی ہجرت

عمر بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب شماس بن عثمان نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو مبشر ، عبدالمنذر کے پاس اترے۔

ماس بن عثمان برابر عبدالمنذر کے پاس مقیم رہے

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ شماس بن عثمان بن شرید احد میں شہید ہونے تک برابر بنی عمرو بن عوف ں مبشر بن عبدالمنذر کے پاس مقیم رہے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے شماس بن عثمان اور ظلہ بن ابی عامر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ شماس ابن عثمان بدر و احد میں حاضر ہوئے۔

ماس بن عثمانؓ کا رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنا

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ سوائے سپر کے میں نے شماسؓ بن عثمان کا کوئی مثل نہیں پایا، یعنی وہ سپر جس سے وہ رسول اللہ ﷺ کے بچانے کے لئے اس روز یوم احد میں قتال کر رہے تھے۔ (مطلب یہ ہے جس طرح سپر نگ میں انسان کی حفاظت کرتی ہے، اسی طرح حضرت شماسؓ نے سپر بن کر آپ کی حفاظت کی۔

شماس بن عثمانؓ کا انتقال ام سلمہؓ کے ہاں

رسول اللہ ﷺ دائیں اور بائیں جس طرف بھی نظر ڈالتے شماسؓ ہی شماسؓ کو دیکھتے جو اپنی تلوار سے

مدافعت کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ کو گھیر لیا گیا، تو شماسؓ آنحضرتؐ اور مشرکین کے درمیان سپر بن گئے یہاں تک کہ شہید ہو گئے ان میں کسی قدر جان باقی تھی کہ مدینے میں عائشہؓ کے پاس پہنچا دیا گیا، ام سلمہؓ نے کہا کہ میرے چچازاد بھائی میرے سوا کسی اور کے پاس پہنچائے جائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انھیں ام سلمہؓ کے پاس پہنچا، اور ان کے پاس پہنچا دیئے گئے، اور انھیں کے پاس ان کی وفات ہوئی۔ (رحمہ اللہ)۔

شماس بن عثمانؓ کی تدفین

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ نھیں احد واپس کیا جائے، اور وہاں انھی جامے میں جس میں ان کی وفات ہوئی دفن کر دیا جائے، حالانکہ وہ ایک دن ایک رات زندہ رہے، لیکن انھوں نے کوئی چیز نہیں چکھی، نہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی اور نہ انھیں غسل دیا گیا، جس روز ان کی وفات ہوئی وہ چونتیس سال کے تھے اور ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔ (رحمہ اللہ)۔

خلفائے بنی مخزوم

عمارؓ بن یاسرؓ

ابن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن الحصین ابو ذیم بن ثعلبہ ابن عوف بن حارثہ بن عامر الاکبر بن یام بن عنس، جو زید بن مالک بن ادو ابن زید بن یشجب بن عریب بن زید کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب ابن قحطان کے خاندان میں بنی مالک بن ادو کی اولاد قبیلہ مذحج کے رکن تھے۔

یاسر بن عامر اور ان کے دو بھائی حارث اور مالک کا اپنے ایک بھائی کی تلاش میں نکلنا

یاسر بن عامر اور ان کے دو بھائی حارث اور مالک اپنے ایک بھائی کو ڈھونڈنے یمن سے مکے آئے، حارث اور مالک تو یمن واپس گئے مگر یاسر مکے میں مقیم ہو گئے، انھوں نے ابو حذیفہ بن مغیرہ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے مخالفت کر لی اور ابو حذیفہؓ نے ان سے اپنی باندی سمیہؓ بنت خیاط سے نکاح کر دیا ان سے عمارؓ پیدا ہوئے۔

عمارؓ کو ابو حذیفہؓ نے آزاد کر دیا، یاسرؓ و عمارؓ برابر ان کی وفات تک ابو حذیفہ ہی کے ساتھ رہے اللہ اسلام کو لیکر آیا تو یاسرؓ اور سمیہؓ اور عمارؓ اور ان کے بھائی عبداللہ بن یاسر مسلمان ہوئے، یاسر کے ایک اور بیٹے تھے جو عمار اور عبداللہ سے بڑے تھے، ان کا نام حریث تھا ان کو زمانہ جاہلیت میں بنو الدیل نے قتل کیا۔

یاسر کے بعد ارزق سمیہؓ کے شوہر

یاسر کے بعد ارزق، سمیہؓ کے شوہر ہوئے جو حارث بن کلدہ الثقفی کے رومی غلام تھے، وہ ان لوگوں میں سے تھے جو یوم طائف میں اہل طائف کے غلاموں کے ہمراہ قلعے سے نکل کے نبی ﷺ کے پاس آ گئے، انھیں میں

ابو بکر بھی تھے، رسول اللہ ﷺ نے انھیں آزاد کر دیا۔ سمیہؓ کے یہاں ارزق سے سلمہ ابن ارزق پید ے جو عمار کے اخیافی بھائی تھے۔

سلمہ و عمرو عقبہ ولد الارزق کا ایک دعوی

سلمہ و عمرو عقبہ ولد الارزق نے یہ دعوی کیا کہ ارزق بن عمرو بن حارث بن ابی شمر غسان میں سے تھے، وہ بنی امیہ کے حلیف تھے اور مکے میں شریف ہوگئے، ارزق اور ان کی اولاد نے بنی امیہ میں شادیاں کیں اور ان لوگوں سے ان کی اولاد ہوئی عمار کی کنیت ابوالیقظان تھی۔

ارزق کے لڑکوں کے ابتدائی حال

ارزق کے لڑکے اپنے ابتدائی حال میں اس کے مدعی تھے کہ وہ بنی تغلب میں سے ہیں پھر وہ بنی عقب میں سے ہوئے اور اس کی تصحیح یہ ہے کہ جبیر بن مطعم نے ایک لڑکی کی ان لوگوں میں شادی کردی جو ارزق کی بیٹی تھی، اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس سے سعید بن العاص نے نکاح کیا، ان کے یہاں ان سے عبداللہ بن سعید پیدا ہوئے، اخطل نے اپنے ایک بڑے قصیدے میں عبداللہ بن سعید کی مدح کی ہے۔ اس میں اس نے کہا ہے۔

اخطل کا عبداللہ بن سعید کی مدح میں ایک قصیدہ

وتـــحـــمـــع ســـوفلاؤ وســـــی عـــکـــــ

کـــلاالـــسحبـــس افـــلـــح مـــس امـــابـــا

(اور تم نوفل و بنی عقب کے جامع ہو یہ دونوں قبیلے ایسے ہیں کہ جس کے پاس پہنچ گئے وہ کامیاب ہوگیا)

انھیں خزاعہ نے بکاڑا اور یمن کی طرف منسوب کیا انھیں اس سے فریب دیا اور کہا کہ تم لوگوں سے روم کا ذکر دھل نہیں سکتا، سوائے اس کے کہ تم یہ دعوی کرو کہ غسان میں سے ہو، وہ اب تک غسان کی طرف منسوب ہیں۔

عمارؓ و صہیبؓ کا اسلام قبول کرنا

عبداللہ بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمار بن یاسرؓ نے کہا کہ میں صہیب بن سنان سے دارارقم کے دروازے پر ملا، رسول اللہ ﷺ اندر تھے میں نے ان سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو انھوں نے مجھ سے یہی سوال دہرایا میں نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ محمد کے پاس جاؤں اور ان کا کلام سنوں، انھوں نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں، ہم دونوں آپ کے پاس گئے آپ نے ہم پر اسلام پیش کیا اور ہم نے قبول کیا پھر ہم دونوں اس روز اسی حالت میں رہے شام ہوئی تو نکلے اور ہم چھپتے تھے عمار و صہیب کا اسلام تیس سے زائد آدمیوں کے بعد ہوا۔

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ عمار بن یاسرؓ مکے میں ان لوگوں میں سے تھے جن پر اس لئے عذاب کیا جاتا تھا کہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

قریش کا مستضعفین جماعت کو سخت گرمی میں سزا دینا

محمد بن عمر نے کہا (مستضعفین) وہ جماعت تھی جن کے مکے میں قبائل نہ تھے اور ان کا کوئی محافظ نہ تھا، نہ انھیں قوت تھی، قریش ان لوگوں پر دوپہر کی تیز گرمی میں عذاب کرتے تھے تاکہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ عمارؓ بن یاسرؓ پر اتنا عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ یہ بھی نہ جانتے کہ یہ کیا کہتے ہیں، صہیبؓ پر بھی اتنا عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ بھی نہ جانتے تھے کہ کیا کہتے ہیں، ابوفکیہہؓ پر بھی اتنا عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ بھی نہ جانتے کہ کیا کہتے ہیں بلالؓ اور عامر بن فہیرہ اور مسلمانوں کی ایک جماعت پر بھی سخت عذاب کیا جاتا تھا، اس عذاب کی بدحواسی میں بعض لوگوں کی زبان سے نادانستہ کچھ کلمات مشرکین کی مرضی کے مطابق نکل جاتے تھے، انھیں کے بارے میں آیت نازل ہوئی، "والذین ھاجروا فی اللہ من بعد ما فتنوا" (اور وہ لوگ جنھوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی بعد اس کے وہ فتنے میں ڈالے گئے)۔

حضرت یاسرؓ کی برہنہ حالت

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جس نے عمار بن یاسرؓ کو برہنہ تن صرف پاجامہ پہنے دیکھا تھا انھوں نے کہا کہ میں نے پیٹھ کو دیکھا تو اس میں بہت نیل اور برتیں تھیں۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ یہ اس کے نشان ہیں جو مجھے قریش مکہ کی دوپہر کی سخت دھوپ میں عذاب دیتے تھے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ مشرکین عمار بن یاسرؓ کو آگ میں جلاتے، رسول اللہ ﷺ ان کے پاس گزرتے تو اپنا ہاتھ انکے سر پر پھیرتے اور فرماتے "یانار کونی بردا وسلاما علی عمار" (اے آگ تو عمارؓ پر بردو سلام ہو جا جیسا کہ تو ابراہیم پر ہو گئی تھی) اے عمار تو سرکشوں کی جماعت قتل کرتی ہے۔

یاسرؓ کی مغفرت کی دعا

عثمانؓ بن عفانؓ سے مروی ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ جو میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے ٹہلتے ہوئے بطحہ میں آئے، عمارؓ اور ام عمارؓ کے پاس پہنچے تو ان پر عذاب کیا جا رہا تھا، یاسرؓ نے کہا کہ زمانہ اسی طرح ہے، ان سے نبی ﷺ نے فرمایا کہ صبر کرو، اے اللہ آل یاسرؓ کی مغفرت کر دے، اور تو نے کر دی۔

وعدے کا مقام جنت

ابوالزبیرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ آل عمار پر گزرے جن پر عزاب کیا جا رہا تھا، فرمایا اے آل عمارؓ مژدہ سن لو تمہارے وعدہ کا مقام جنت ہے۔

وعدے کا مقام جنت

یوسف مکی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ عمارؓ و ابی عمارؓ و ام عمارؓ پر گزرے جن پر بطحا میں عذاب کیا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا اے آل عمارؓ خوش خبری لو کہ تمہارے وعدے کا مقام جنت ہے۔

عمارؓ کا رونا

محمد سے مروی ہے کہ نبی ﷺ عمار سے ملے جو رو رہے تھے، آپ ان کی آنکھیں پونچھتے اور فرماتے جاتے تھے کہ تمہیں کفار نے پکڑ کے پانی میں ڈبو دیا تو تم نے یہ اور یہ کہا، اگر وہ لوگ دوبارہ کریں تو تم ان سے یہ کہنا۔

زوری زبان کھلوانا

محمد سے مروی ہے کہ مشرکین نے عمارؓ بن یاسرؓ کو پکڑ لیا، انھیں اس وقت تک رسول اللہ ﷺ کو ان سے برا ورا پنے معبودان باطل کو اچھا کہلایا نبی ﷺ آئے تو آپ نے فرمایا اے عمارؓ تمہارے پیچھے کیا ہے انھوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ شر ہے واللہ میں اس وقت تک نہیں چھوڑا گیا جب تک کہ آپ کو برا اور ان کے معبودوں کو اچھا نہ کہہ دیا۔ فرمایا کہ تم نے اپنے قلب کو کیسا محسوس کرتے ہو، انھوں نے کہا وہ ایمان پر مطمئن ہے، فرمایا کہ اگر دوبارہ کہلائیں تو دوبارہ بھی کہہ دو۔

ابی عبیدہ بن محمد بن عمارؓ بن یاسرؓ سے آیت ''الامن اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان'' (مگر وہ شخص مکروہ شخص جس پر جبر واکراہ کیا گیا اور اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہے) تو مجبوراً الفاظ کفر زبان پر جاری کرنے سے وہ کافر نہیں ہوتا) کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس سے مراد عمار بن یاسرؓ ہیں۔ ''ولکن من شرح بالکفر صدراً'' (لیکن جسے کفر کا شرح صدر ہو گیا یعنی اسے کفر کا یقین آ گیا تو وہ کافر ہو گیا) کی تفسیر میں کہا کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی سرح ہے۔

حکم سے مروی ہے کہ آیت ''الامن اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان'' عمار بن یاسرؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔

عذاب کے بارے میں مذکورہ آیت کا نزول

ابن جریج نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عبید عمیرؓ کو کہتے سنا کہ عمارؓ بن یاسرؓ کو جب اللہ کی راہ میں عذاب کیا جاتا تھا تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ''وھم لایفتنون'' (وہ لوگ فتنے میں نہیں پڑتے' (باوجود یکہ ان پر عذاب کیا جاتا ہے مگر صبر کرتے ہیں اور اپنے دین پر جمے رہتے ہیں۔

عمارؓ بن یاسرؓ کے حق میں آیت کا نزول

ابن عباس سے آیت ''امن ھو قانت آناء اللیل'' (یا وہ شخص جو اوقات شب میں اللہ کے آگے کھڑا رہنے والا ہے، کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ عمارؓ بن یاسرؓ کے حق میں نازل ہوئی۔

سب سے پہلے گھر میں مسجد بنا کر نماز پڑھنے والا

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے مسجد بنا کے اس نے نماز پڑھی وہ عمارؓ بن یاسرؓ ہیں۔

سفیان نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے اپنے گھر میں مسجد بنا کر نماز پڑھی وہ عمارؓ ہیں۔

دوسری مرتبہ ہجرت

لوگوں نے بیان کیا کہ عمارؓ بن یاسرؓ ملک حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ کی ہجرت میں گئے۔

عمر بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمارؓ بن یاسرؓ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ مبشر ابن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

عمارؓ بن یاسر اور حذیفہ بن الیمان کے درمیان عقد مواخاۃ

عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمارؓ بن یاسرؓ اور حذیفہ بن الیمان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، حذیفہؓ بدر میں حاضر نہ ہوئے مگر ان کا اسلام قدیم تھا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمار بن یاسرؓ کو ان کے مکان کے لیے زمین عطا فرمائی۔ لوگوں نے بیان کیا کہ عمارؓ بن یاسرؓ بدر و احد خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

عمارؓ بن یاسرؓ کا رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ انس و جن سے قتال

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ انس و جن سے قتال کیا، کہا گیا کہ یہ کیا ہے، تم نے انس سے تو قتال کیا مگر جن سے کیونکر، انھوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کسی منزل پر اترے، میں نے مشک اور ڈول لیا کہ پانی بھروں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دیکھو عنقریب ایک آنے والا تمہارے پاس آئے گا اور تمہیں پانی سے روکے گا، جب میں کنویں کے سرے پر تھا تو ایک کالا آدمی آیا، جیسے آزمودہ کار سپاہی ہوتا ہے، واللہ آج تم اس سے ایک ڈول پانی بھی نہ لے پاؤ گے میں نے اسے پکڑا اور اس نے مجھے پکڑا، میں نے اسے پچھاڑ دیا اور ایک پتھر لے کر اس کی ناک اور منہ توڑ دیا، مشکیزہ بھر کے اس شخص کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا، آپ نے فرمایا کہ کنویں پر تمہارے پاس کوئی آیا تھا، عرض کی کہ ایک حبشی غلام آیا تھا، فرمایا تم نے اس کے ساتھ کیا کیا، میں نے آپ کو اطلاع دی، فرمایا تم جانتے ہو کہ وہ کون ہے، میں نے کہا نہیں، ارشاد ہوا کہ وہ شیطان ہے جو آ کے تمہیں پانی سے روکتا ہے۔

عمارؓ کا ایک رجز

عبداللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی مسجد بنائی تو ساری قوم اینٹ پتھر ڈھو رہی تھی، نبی ﷺ اور عمارؓ بھی ڈھو رہے تھے۔ عمارؓ رجز پڑھ رہے تھے۔

"نحن المسلمون نبتني المساجدا"

(ہم مسلمان ہیں جو مسجدیں بناتے ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ بھی فرمانے لگے ''المساجدا'' اور اس کے قبل عمارؓ بیمار تھے، بعض لوگوں نے کہا کہ آج عمارؓ ضرور مر جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن تو عمارؓ کی اینٹ کو جھٹک دیا اور فرمایا ''ویحک'' اور ''ویلک'' نہیں فرمایا، تم پر افسوس ہے اے ابن سمیہؓ تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ عمارؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ عوف نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ان کا قاتل دوزخ میں ہوگا۔

خندق کھودنے کے دوران حضرت محمد ﷺ کا سینہ غبار آلود ہو گیا

ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوم خندق میں (خندق کھدوانے میں) لوگوں کا ساتھ دے رہے تھے یہاں تک کہ آپ کا سینہ غبار آلود ہو گیا۔ آپ فرما رہے تھے۔

الھم ان العیش عیش الآخرہ
فاعفر للانصار والمھاجرہ
(اے اللہ عیش تو آخرت ہی کا عیش ہے، بس تو مہاجرین وانصار کی مغفرت کر (تا کہ وہ عیش آخرت سے مستفید ہوں)۔

عمارؓ آئے تو آپ نے فرمایا، اے ابن سمیہؓ تم پر افسوس ہے، تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمارؓ کے بارے میں فرمایا کہ تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

مسجد کی تعمیر سے متعلق ایک روایت

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ نے مسجد کی تعمیر شروع کی تو ہم لوگ ایک اینٹ اٹھانے لگے، عمارؓ دو دو اینٹیں اٹھانے لگے، میں آیا تو میرے ساتھیوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ عمارؓ کے سر سے مٹی جھاڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اے ابن سمیہؓ تم پر افسوس ہے، تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔

ابو سعید الخدری کی روایت

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا کہ مجھ سے بہتر تھے، یعنی ابو قتادہ نے کہ نبی ﷺ نے اس حالت میں عمارؓ سے فرمایا کہ آپ ان کے سر سے مٹی پونچھتے جاتے تھے کہ تم پر افسوس ہے اے ابن سمیہؓ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔

معاویہؓ کی ناراضگی

عبداللہ بن حارث سے مروی ہے کہ میں صفین سے معاویہؓ کی واپسی کے وقت ان کے اور عمرو بن العاص کے درمیان چل رہا تھا، عبداللہ بن عمروؓ (بن العاص) نے کہا اے باپ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عمارؓ سے کہتے سنا کہ افسوس ہے کہ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا، عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا کہ آپ سنتے نہیں جو یہ کہہ رہا ہے، معاویہؓ

نے کہا کہ تم ہمیشہ ایسی کمزور باتیں لاتے ہو جس سے تم اپنے پیشاب میں ٹھوکر مارتے ہو، کیا ہم نے انھیں قتل کیا، انہیں لوگوں نے قتل کیا جو انھیں لائے۔

دو آدمیوں کا عمارؓ کے قتل سے متعلق جھگڑا

حنظلہ بن خویلد العنزی سے مروی ہے کہ جس وقت ہم معاویہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے دو آدمی عمارؓ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہوئے آئے ان میں سے ہر شخص کہتا تھا کہ میں نے عمارؓ کو قتل کیا ہے، عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ تم میں سے کوئی اپنے ایک ساتھی سے دل خوش کرلے مگر میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ انھیں باغی گروہ قتل کرے گا، معاویہؓ نے کہا کہ اے عمرو تم اپنے مجنون سے ہمیں بے نیاز نہیں کردیتے تمہارا ہمارے ساتھ کیا حال ہے، انھوں نے کہا کہ میرے والد نے رسول اللہ ﷺ سے میری شکایت کی تو آپ نے فرمایا زندگی بھر اپنے والد کی فرماں برداری کرو اور ان کی نافرمانی نہ کرو، میں تمہارے ساتھ تھا مگر میں نے قتال نہیں کیا۔

عمار بن یاسرؓ جنگ صفین میں

ابی مولائے عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ ابتداء میں علیؓ کے مقابلہ میں معاویہ کے ساتھ تھا، معاویہ کے ساتھی کہنے لگے کہ واللہ ہم عمارؓ کو کبھی قتل نہیں کریں گے، اگر ہم انھیں قتل کریں گے تو ہم ویسے ہی ہو جائیں گے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں (یعنی باغی) جنگ صفین ہوئی تو میں مقتولین کو دیکھنے گیا، اتفاق سے عمار بن یاسرؓ بھی مقتول تھے، میں عمرو بن العاص کے پاس آیا جو اپنے تخت پر لیٹے تھے، اور کہا، اے ابوعبداللہ انھوں نے کہا تم کیا چاہتے ہو، میں نے کہا چل کے دیکھو تو پھر میں تم سے بات کروں، وہ اٹھ کے میری طرف آئے، میں نے کہا کہ عمار بن یاسر کے حق میں تم نے کیا سنا ہے،

انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انھیں باغی گروہ قتل کرے گا، میں نے کہا کہ وہ یہ ہیں، واللہ مقتول ہیں، انھوں نے کہا یہ غلط ہے، میں نے کہا کہ میری آنکھ نے انھیں مقتول دیکھا ہے، انھوں نے کہا چل کے مجھے دکھاؤ، میں انھیں لے گیا اور ان کے پاس کھڑا کردیا، تھوڑی دیر تک انھوں نے ان کو دیکھا، ان کا رنگ بدل گیا، پھر انھوں نے ایک اور پہلو اختیار کیا اور کہا کہ انھیں لوگوں نے قتل کیا جو لے کے آئے (یعنی ان کا لانا سبب قتل ہوا، اس لئے سب کو قتل کا گناہ ہوا)۔

ہذیل سے مروی ہے کہ نبی ﷺ تشریف لائے کہا گیا کہ عمارؓ پر دیوار گر پڑی جس سے وہ مر گئے، فرمایا عمار نہیں مرے۔

عمار بن یاسرؓ کا کان کٹنا

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے جنگ یمامہ میں عمار بن یاسرؓ کو ایک پتھر کی چٹان پر دیکھا کہ سر اٹھائے ہوئے چلا رہے تھے، اے گروہ مسلمین، کیا تم جنت سے بھاگتے ہو، میں عمار بن یاسر ہوں میری طرف آؤ، ابن عمرؓ نے کہا کہ میں ان کے کان کو دیکھ رہا تھا جو کٹ گیا تھا، اور وہ ادھر ادھر جھول رہا تھا اور وہ نہایت سختی سے لڑ رہے تھے۔

بنی تمیم کے ایک شخص کا عمارؓ کو کن کٹا کہہ کر پکارنا

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ بنی تمیم کے ایک شخص نے عمارؓ بن یاسرؓ کو پکارا۔ اے اجدع (کان کٹے) عمارؓ نے کہا کہ تم نے میرے سب سے بہتر کان کو گالی دی، شعبہ نے کہا کہ اس کان پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مصیبت آ گئی تھی (یعنی جہاد میں کٹ گیا تھا)۔

عمار بن یاسرؓ کو گالی دینا

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ اہل بصرہ نے غدوہ ماہ کیا، آل عطارد تمیمی کا ایک شخص ان کا سردار تھا اہل کوفہ نے اس کی امداد عمار بن یاسرؓ کی سرکردگی میں کی، اس شخص نے جو آل عطار میں سے تھ، عمارؓ بن یاسر سے کہا کہ اے کن کٹے، (اجداع) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہیں اپنے غنائم میں شریک کریں، عمارؓ بن یاسر نے کہا کہ تم نے میرے سب سے بہتر کان کو گالی دی۔ شعبہ نے کہا کہ اس کان پر نبی ﷺ کے ساتھ مصیبت آئی تھی، پھر اس معاملہ میں عمرؓ کو لکھا گیا تو عمرؓ نے لکھا کہ غنیمت صرف انھیں لوگوں کے لئے ہے جو جنگ میں موجود ہیں۔

ابن سعد نے کہا کہ شعبہ نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کان جنگ یمامہ میں زخمی ہوا، حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ ہمیں عمر بن الخطاب کا فرمان پڑھ کے سنایا گیا کہ

عمر بن الخطابؓ کا فرمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''امابعد''

میں نے تم لوگوں کے پاس عمارؓ بن یاسرؓ کو امیر اور ابن مسعودؓ کو معلم اور وزیر بنا کے بھیجا ہے، ابن مسعود کو تمہارے بیت المال پر امین بنایا ہے، دونوں اصحاب محمد ﷺ اہل بدر کے شرفاء میں سے ہیں، لہذا تم لوگ ان کی بات سنو، ان کی اطاعت کرو اور ان کی اقتدا کرو، میں نے ابن ام عبدا (ابن مسعود) سے اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہے، (یعنی وہ ایسے باکمال شخص ہیں کہ میں نے انھیں اپنے استفادے کے بجائے تم لوگوں کے استفادے کے لئے بھیج دیا ہے)، میں نے عثمان بن حنیف کو السواد پر (عامل بنا کے) بھیجا ہے، اور ان لوگوں کے لئے بطور خوراک ایک بکری روزانہ مقرر کی ہے، میں اس کا نصف اور اس کا شکم عمارؓ کے لیئے مقرر کرتا ہوں، باقی ان تینوں میں تقسیم ہوگا۔

عمارؓ اور ابن مسعودؓ کی خوراک ایک بکری روزانہ

عبداللہ بن ابی ہذیل سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عمارؓ اور ابن مسعودؓ اور عثمانؓ بن حنیف کو ایک بکری روزانہ بطور خوراک دی، جس کا نصف اور پیٹ عمارؓ کے لئے، ایک چہارم عبداللہ (ابن مسعود) کے لئے اور ایک چہارم عثمان کے لئے مقرر فرمایا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمارؓ ہر جمعے کو منبر پر یٰسین پڑھا کرتے تھے۔

عمار بن یاسرؓ کا ایک درہم کا گھاس خریدنا

ابن ابی ہذیل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو ایک درہم کی گھاس خریدتے دیکھا، اس میں انھوں نے انگور کی شاخیں بڑھائیں تو ان پر اعتراض کیا انھوں نے اس کو کھینچ لیا، یعنی ڈھیر میں سے نکال دیا، یہاں تک کہ اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور اسے اپنے پشت پر لاد کے لے گئے، حالانکہ وہ کوفے کے امیر تھے، جس کو حکم دیتے وہ پہنچا دیتا۔

لومڑی کی کھال کی چادر

مطرف سے روایت ہے کہ میں کوفے میں ایک شخص کے پاس سے گزرا، اتفاق سے ایک اور شخص اس کے پاس بیٹھا تھا، اور ایک درزی کمر یا لومڑی کی کھال کی چادر سی رہا تھا، میں نے کہا کیا علیؓ کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے اس طرح بنایا کہ انھوں نے اس طرح بنایا، اس نے کہا کہ اے نافرمان کیا میں نے تجھے نہیں دیکھا کہ تو امیر المومنین کے لئے، (خالی علیؓ کہتا ہے) میرے ساتھ والے ساتھی نے کہا کہ اے ابوالیقظان (عمارؓ) صبر کر، وہ میرا مہمان ہے، پھر میں نے پہچانا کہ وہ تو عمارؓ ہیں۔

مطرف سے روایت ہے کہ میں نے عمارؓ کو دیکھا کہ لومڑی کی کھال کی چادر قطع کر رہے ہیں۔

عامر سے روایت ہے کہ عمارؓ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ ایسا ہے، لوگوں نے کہا نہیں، انھوں نے کہا کہ ایسا ہونے تک ہمیں چھوڑ دیں، جب ایسا ہوگا تو ہم آپ کے لئے اس کی تکلیف اٹھائیں گے، (اور غور کر کے مسئلہ کا جواب دیں گے)

عمار بن یاسرؓ کی چغلی

حارث بن سوید سے مروی ہے کہ کسی نے عمرؓ سے عمارؓ کی چغلی کھائی، عمارؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے ہاتھ اٹھا کے کہا اے اللہ اگر اس نے مجھ پر بہتان لگایا ہے تو اس کے لئے دنیا میں کشائش کر دے اور آخرت کے ثواب کو لپیٹ دے۔

عامر کی ایک روایت

عامر سے روایت ہے کہ عمرؓ نے عمارؓ سے کہا کہ تمہارا عزل تم کو ناگوار ہوا ہوگا، عرض کی، اگر آپ نے یہ کہا تو

مجھے اس وقت بھی ناگوار گزرا تھا، جب آپ نے مجھے عامل بنا دیا تھا، اور اس وقت بھی ناگوار گزرا تھا، جب آپ نے مجھے معزول کیا تھا۔

ابونوفل کی روایت کے مطابق عمار بن یاسرؓ سب سے کم کلام کرنے والے تھے

ابونوفل بن ابی عقرب سے روایت ہے، کہ عمار بن یاسرؓ سب سے زیادہ سکوت کرنے والے اور سب سے کم کلام کرنے والے تھے، وہ کہا کرتے تھے کہ میں فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، میں فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، اس کے بعد انھیں فتنہ عظیم پیش آیا۔

عمار بن یاسرؓ کا حلیہ

عبداللہ بن سلمہ سے روایت ہے، کہ میں نے عمار بن یاسرؓ کو جنگ صفین میں دیکھا کہ بوڑھے اور گندم گوں تھے، ہاتھ میں نیزہ تھا، جو تھرتھرا تا تھا، عمرو بن العاص پر نظر پڑی تو اپنے جھنڈے کی طرف دیکھ کر فرمایا یہ وہ جھنڈا ہے جس کے ذریعہ سے میں نے تین مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب جنگ کی ہے، یہ چوتھی مرتبہ ہے، واللہ اگر وہ لوگ ہمیں مار بھی دیں اور سعفات ہجر تک پہنچادیں تو میں معلوم کروں گا کہ ہماری مصلحت حق پر ہے اور وہ لوگ گمراہی پر ہیں۔

عمار بن یاسرؓ کی مصلحت

عبداللہ بن سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے جنگ صفین میں ان کو دیکھا، بوڑھے گندم گوں اور لمبے تھے، ہاتھ میں نیزہ تھا، ہاتھ کانپ رہا تھا، کہہ رہے تھے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر لوگ ہمیں ماریں اور سعفات ہجر تک پہنچادیں تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہماری مصلحت حق پر ہے اور وہ لوگ باطل ہیں، ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔

انھوں نے کہا کہ یہ وہ جھنڈا ہے جس کو میں نے ہاتھ میں لے کر رسول اللہ ﷺ کے آگے دو مرتبہ جنگ کی اور یہ تیسری مرتبہ ہے۔

سلمہ بن کہیل کی روایت

سلمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ عمارؓ بن یاسرؓ نے جنگ صفین میں کہا کہ جنت تلواروں کے نیچے ہے پیاسا ہی آب کثیر کے پاس آتا ہے، آج دوستوں نے محمد اور ان کے گروہ کو چھوڑ دیا، واللہ اگر وہ لوگ ہمیں مار بھی دیں اور سعفات ہجر تک پہنچادیں تو ہمیں معلوم ہو جائے کہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر، واللہ میں نے اس جھنڈے کو لے کر تین مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی نگرانی میں جنگ کی ہے۔ یہ موقع پہلے زیادہ اور بہتر نہیں ہے۔

عمار بن یاسرؓ کا آخری شربت پینا

ابی البختری سے مروی ہے کہ جنگ صفین میں عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا کہ میرے پاس دودھ کا شربت لاؤ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ دنیا کا آخری شربت جو تم پیو گے وہ دودھ کا شربت ہوگا، دودھ لایا گیا اس دودھ کو انھوں نے نوش فرمایا، پھر آگے بڑھے اور قتل ہو گئے۔

ابی البختری سے روایت ہے کہ اس روز عمارؓ کے پاس دودھ لایا گیا تو وہ مسکرائے اور کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے آخری مشروب جو تم پیو گے وہ دودھ ہوگا، یہاں تک کہ (اسے پی کر) تم اس دنیا سے رخصت ہو جاؤ گے۔

عمار بن یاسرؓ ساحل فرات پر

عمار بن یاسرؓ نے اس وقت جب کہ وہ ساحل فرات پر صفین کی طرف جا رہے تھے، کہا کہ اے اللہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں اپنے آپ کو اس پہاڑ پر سے پھینک دوں اور لڑھک کر گر جاؤں تو میں ضرور کرتا، اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں بہت سی آگ روشن کر کے اس میں گر پڑوں تو میں یہ بھی کرتا، اے میرے رب اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں پانی میں کود کے اس میں غرق ہو جاؤں تو میں کرتا، میں اور کسی وجہ سے جنگ نہیں کرتا، سوائے اس کے کہ تیری رضا مندی چاہتا ہوں، اور امید کرتا ہوں کہ اسی حالت میں تیری رضامندی چاہتا ہوں تو مجھے ناکامیاب نہ کرے گا۔

عمار بن یاسرؓ کا ایک قول جنت تلواروں کے سائے تلے ہے

ربیعہ بن ناجز سے روایت ہے کہ میں نے عمار بن یاسرؓ کو اس وقت کہتے سنا، جب وہ صفین میں تھے، کہ جنت تلواروں کے نیچے ہے، پیاسا پانی کے پاس آتا ہے اور پیاسے پانی کے پاس آتے ہی ہیں، آج دوستوں نے محمد ﷺ اور ان کے گروہ کو چھوڑ دیا، میں نے اس جھنڈے کو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تین مرتبہ جنگ کی ہے، یہ چوتھی مرتبہ بھی پہلی کی طرح ہے۔

ابو مروان سلمہ سے روایت ہے کہ میں صفین میں لوگوں کے ساتھ موجود تھا، ہم لوگ کھڑے ہی تھے کہ یکا یک عمار بن یاسرؓ نکلے، آفتاب غروب ہونے والا تھا، وہ فرما رہے تھے کہ رات کو اللہ کی طرف جانے والا کون ہے، پیاسا پانی کے پاس آتا ہے، جنت نیزوں کی دھاروں کے نیچے ہے، آج دوستوں نے ہمیں تنہا چھوڑ دیا، آج دوستوں نے محمد ﷺ کے گروہ کو اکیلا چھوڑ دیا۔

عمار بن یاسرؓ کی ایک آزاد کردہ لونڈی کی روایت

لولوہ (ام حکم بنت عمار بن یاسرؓ کی آزاد کردہ لونڈی) سے روایت ہے، کہ اس روز جس روز کے عمارؓ شہید کیے گئے، جھنڈا ہاشم ابن عتبہ اٹھائے ہوئے تھے، اور اصحاب علیؓ نے اصحاب معاویہؓ کو قتل کیا تھا، عصر کا وقت ہو گیا، عمار ہاشم کے پیچھے سے قریب ہو کر ان کو آگے بڑھا رہے تھے، آفتاب غروب کے لئے جھک گیا تھا۔

عمارؓ کے پاس دودھ کا شربت موجود تھا، کہ آفتاب غروب ہو تو افطار کروں، جب آفتاب غروب ہو گیا، اور ھوں نے دودھ کا شربت پی لیا تو کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ دنیا سے تمہارا آخری توشہ دودھ کا نربت ہوگا، پھر وہ آگے بڑھ کر لڑے اور شہید ہو گئے، اس وقت وہ چورانوے سال کے تھے۔ واللہ اعلم

عمارہ بن خذیمہ کی شہادت

عمارہ بن خذیمہ بن ثابت سے روایت ہے کہ خذیمہ بن ثابت جنگ جمل میں موجود تھے، مگر تلوار میان سے نہ نکالتے، وہ صفین میں بھی موجود تھے، انھوں نے کہا کہ میں اس وقت تک ہرگز شامل نہ ہوؤں گا، جب تک عمارؓ شہید نہ ہوں، میں دیکھوں گا کہ انھیں کون شہید کرتا ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ انھیں باغی گروہ قتل کرے گا، عمار بن یاسر شہید ہو گئے تو خذیمہ نے کہا میرے لئے گمراہی ظاہر ہو گئی، آگے بڑھ کے لڑے اور شہید ہو گئے۔

عمارؓ بن یاسرؓ کی شہادت

عمارؓ بن یاسرؓ کا قاتل ابوغادیہ مزنی

وہ شخص جس نے عمار بن یاسرؓ کو قتل کیا ابوغادیہ مزنی تھا، اس نے انھیں ایک نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے، اسی روز وہ تخت رواں یا ہودے میں بیٹھ کے جنگ کر رہے تھے، ان کی عمر چورانوے سال تھی جب وہ نیزے کے زخم سے گر پڑے تو ایک اور شخص ان پر ٹوٹ پڑا اور سر کاٹ دیا، دونوں جھگڑتے ہوئے آئے، ہر شخص کہتا تھا کہ میں نے انھیں قتل کیا ہے، عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ واللہ دونوں صرف دوزخ میں جھگڑ رہے ہیں کہ دونوں میں سے کون دوزخی ہے۔

ان کی زبان سے یہ بات معاویہؓ نے سن لی، جب وہ دونوں واپس ہوئے تو معاویہؓ نے عمرو بن العاص سے کہا کہ میں نے ایسا نہیں دیکھا کہ ایک قوم نے اپنی جانیں ہمارے لئے خرچ کیں، اور تم انھیں سے کہتے ہو کہ تم دونوں میں سے کون دوزخی ہے، عمرو نے کہا کہ بات تو واللہ یہی ہے، اسے تم بھی جانتے ہو اور مجھے یہ پسند ہے، کہ میں اس قسم کے واقعات سے بیس سال پہلے ہی مر جاتا۔

ابوعون کی روایت کے مطابق عمارؓ (۹۱) سال کی عمر میں شہید کیے گئے

ابوعون سے روایت ہے کہ عمارؓ اکانوے سال کی عمر میں شہید کیے گئے، ان کی دلالت رسول اللہ ﷺ سے پیشتر تھی، ان کی طرف تین آدمی متوجہ ہوئے، عقبہ بن عامر الجہنی عمر ابن حارث الخولانی اور شریک بن سلمہ المرادی، یہ تینوں اس وقت ان کے پاس پہنچے کہ وہ کہہ رہے تھے، اگر تم لوگ ہمیں مار کے سعفات ہجر تک پہنچا دو تو مجھے معلوم ہوگا، کہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل پر ہو، سب نے مل کر ان پر حملہ کیا اور قتل کر دیا۔

ایک روایت کے مطابق عمارؓ کا قاتل عقبہ بن عامر ہے

بعض لوگوں کا گمان ہے کہ عقبہ بن عامر ہی وہ شخص ہے جس نے عمارؓ کو شہید کیا، اور یہ وہ شخص ہے جس کو انھوں نے عثمانؓ ابن عفان کے حکم سے مارا تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے، کہ وہ شخص جس نے انھیں شہید کیا عمر بن الحارث الخولانی ہے۔

ابو غادیہ کا حلیہ

ربیعہ بن کلثوم بن جبر نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں واسط القصب میں عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کے پاس تھا، میں نے کہا اجازت دیجئے یہ ابو غادیہ جہنی ہے، عبدالاعلیٰ نے کہا کہ اسے اندر لاؤ، وہ اس طرح اندر آیا کہ جسم پر چھوٹے چھوٹے کپڑے تھے، وہ لانبا اور ایسا تھا کہ اس امت کا آدمی ہی نہیں ہے، جب بیٹھ گیا تو کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا، کیا تم نے اپنے ہاتھ سے بیعت کی اس نے کہا ہاں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یوم عقبہ (یعنی دسویں ذی الحجہ) کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو خبر دار تمہارے خون اور تمہارے مال اپنے پروردگار سے ملنے تک (یعنی موت تک) تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں اور تمہارے اس شہر میں ہے، دیکھو خبر دار، کیا میں نے پہنچا دیا، ہم لوگوں نے عرض کی جی ہاں، فرمایا اے اللہ گواہ رہ، پھر فرمایا کہ دیکھو خبر دار میرے بعد تم لوگ کفر کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم میں سے ایک دوسرے کی گردن مارے، اس نے (اسی میں یہ مضمون) شامل کیا کہ ہم لوگ عمار بن یاسرؓ کو اپنے اندر رحمت خیال کرتے تھے۔

جس وقت ہم مسجد قباء میں بیٹھے تھے، تو اتفاق سے عمارؓ عثمانؓ بن عفان کو کہہ رہے تھے، کہ خبر دار یہ نعثل یہودی، میں ادھر ادھر دیکھنے لگا، اگر مجھے ان کے خلاف مددگار مل جاتے تو انھیں ضرور کچل دیتا اور قتل کر دیتا میں نے کہا اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے عمارہ پر قادر کر سکتا ہے، جنگ صفین میں وہ لشکر کے آگے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پیادہ آئے جب دونوں لشکروں کے درمیان تھے، تو انھوں نے ایک شخص کو تنہا دیکھ کے گھٹنے میں نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے اور خود سر سے اتر گیا، میں نے اسے تلوار ماری تو اتفاق سے عمارؓ کے سر پر پڑی۔

کھلی گمراہی والا ایک شخص

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے نزدیک اس سے زیادہ کھلی ہوئی گمراہی والا شخص نہیں دیکھا کہ نبی علیہ السلام سے بھی سنا جو کچھ سنا، پھر بھی عمارؓ کو شہید کر دیا۔ ابو غادیہ (یعنی قاتل مذکور نے پانی مانگا تو شیشے کے برتن میں پانی لایا گیا، اس نے اس میں پینے سے انکار کیا، پھر اس کے پاس مٹی کے پیالے میں پانی لایا گیا تو اس نے پی لیا، ایک شخص نے جو امیر کے سرہانے نیزہ لئے کھڑا تھا کہا "ادی ید کفتا" شیشے میں پانی پینے سے تو تقویٰ کرتا ہے اور عمارؓ کے قتل سے تقویٰ نہیں کرتا۔

ابی غادیہ کی عمارؓ کو قتل کی دھمکی

ابی غادیہ سے مروی ہے کہ میں نے مدینے میں عمار بن یاسرؓ کی غیبت کرتے اور انھیں برا کہتے سنا میں نے انہیں قتل کی دھمکی دی اور کہا کہ اگر اللہ مجھے تم پر قدرت دے گا تو ضرور تم کو قتل کر دوں گا یوم صفین میں عمارؓ لوگوں پر حملہ

کرنے لگے تو کہا گیا کہ یہ عمارؓ ہیں، میں نے ان کی زرہ میں ایک سوراخ دونوں پھیپھڑوں اور پنڈلیوں کے درمیان دیکھا، ان پر حملہ کیا اور گھٹنے نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے میں نے انھیں قتل کر دیا پھر کہا گیا کہ تو نے عمار بن یاسرؓ کو قتل کر دیا میں عمرو بن العاص کو خبر دے رہا تھا، تو انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ان کا قاتل اور ان کا سامان جنگ چھیننے والا دوزخ میں ہوگا، عمرو بن العاص سے کہا گیا کہ اگر یہ بات ہے تو تم ان سے جنگ کیوں کرتے ہو انھوں نے کہا کہ آپ نے تو صرف ان کا قاتل اور سالب فرمایا۔

ابو عمارؓ کا جنگ کے لئے ندا دینا

محمد بن عمرو وغیرہ سے مروی ہے کہ صفین میں خوب زور کی جنگ ہو رہی تھی، اور قریب تھا کہ دونوں فریق فنا ہو جائیں، معاویہؓ نے کہا، یہ وہ دن ہے کہ عرب آپس میں فنا ہو جائیں گے، سوائے اس کے کہ تمہیں اس غلام یعنی عمارہ بن یاسر کے قتل کی خفت پالے گی، تین دن اور تین رات شدید جنگ رہی لیلۃ الہریر (یعنی وہ رات جس میں کتے کی آواز سنائی دی) آخری تھی، تیسرا دن ہوا تو عمارؓ نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے جن کے پاس اس روز جھنڈا تھا کہا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں مجھے سوار کرا دو، ہاشم نے کہا، میں تو جھنڈا اس امید پر لے کے چلوں گا کہ اس کے ذریعے سے اپنی مراد کو پہنچوں میں اگر چہ عجلت کروں گا مگر موت سے بے خوف نہیں ہوں وہ برابر ان کے ساتھ رہے۔

یہاں تک کہ انھوں نے سوار کیا پھر عمار اپنے لشکر کے ساتھ کھڑے ہوئے ذوالکلاع اپنے لشکر کے ساتھ ان کے مقابلہ پر کھڑا ہوا سب نے جنگ کی اور قتل ہو گئے دونوں لشکر برباد ہو گئے عمار پر حوی السکسکی اور ابوالغادیہ المزنی نے حملہ کیا اور انھیں شہید کر دیا، ابوالغادیہ سے پوچھا گیا کہ تو نے انھیں کیسے قتل کیا؟ اس نے کہا کہ جب وہ اپنے لشکر کے ساتھ ہمارے قریب ہوئے تو انھوں نے ندا دی کہ کوئی مبارز (جنگ کرنے والا) ہے سکاسک میں سے ایک شخص نکل کر آیا دونوں نے اپنی اپنی تلوار چلائی پھر عمار نے سکسکی کو قتل کر دیا۔

انھوں نے ندا دی کون جنگ کرتا ہے حمیرین سے ایک شخص نکل کر گیا دونوں نے اپنی اپنی تلواریں چلائیں عمارؓ نے حمیری کو قتل کر دیا حمیری نے ان کو زخمی کر دیا، انھوں نے پھر ندا دی کہ کون جنگ کرتا ہے، میں ان کی طرف نکل کر آیا، ہم دونوں نے دو مرتبہ تلواریں چلائیں ان کا ہاتھ کمزور ہو چکا تھا میں نے ان پر خوب زور سے دوسرا وار کیا جس سے وہ گر پڑے پھر میں نے انھیں ایسی تلوار ماری کہ ٹھنڈے ہو گئے۔

لوگوں نے ندا دی کہ تو نے ابوالیقظان (عمار) کو قتل کر دیا، تجھے اللہ قتل کرے، میں نے کہا اپنا راستہ لے واللہ میں پرواہ نہیں کرتا کہ تو کون ہے واللہ میں اس روز اسے پہچانتا نہ تھا، محمد بن المنتشر نے کہا کہ اے ابوالغادیہ قیامت کے دن تیرا مقابل مازندر یعنی موٹا آدمی ہوگا، وہ مسکرایا، ابوالغادیہ بوڑھا اور موٹا تازہ اور سیاہ تھا، جس وقت عمار قتل کیے گئے تو علیؓ نے کہا کہ مسلمانوں میں سے جس شخص پر قتل ابن یاسر گراں نہ ہو اور ان کی وجہ سے اس پر دردناک مصیبت آئے تو وہ بے راہ ہے، عمار پر اللہ کی رحمت ہو۔

جس دن وہ اسلام لائے عمارؓ پر اللہ کی رحمت ہو جس دن وہ شہید ہوئے اور عمارؓ پر اللہ کی رحمت ہو جس روز وہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے میں نے عمار کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ جب چار اصحاب رسول اللہ ﷺ کا ذکر

گیا جاتا تھا تو یہ چوتھے ہوتے تھے، اور پانچ کے ذکر میں پانچ ہوتے تھے رسول اللہ ﷺ کے قدیم اصحاب میں سے کسی ایک یا دو کو بھی اس میں شک نہ تھا کہ عمارؓ کے لیے بہت سے موقعوں پر جنت واجب ہوئی عمار کو جنت مبارک ہو اور کہا گیا ہے کہ عمار حق کے ساتھ ہیں اور حق عمارؓ کے ساتھ ہے۔ عمارؓ جہاں کہیں گھومتے ہیں حق کے ساتھ گھومتے ہیں اور عمارہؓ کا قاتل دوزخ میں ہوگا۔

یحیٰ بن عابس سے روایت ہے عمارؓ نے کہا کہ مجھے میرے کپڑوں میں دفن کرنا کیوں کہ میں دادخواہ ہوں گا۔

مثنی العبدی نے ان بوڑھوں سے روایت کی جو عمارؓ کے پاس موجود تھے، کہ عمار نے کہا کہ مجھ سے میرا خون نہ دھونا اور نہ مجھ پر مٹی ڈالنا کیونکہ میں دادخواہ ہوں۔

ابی اسحٰق سے روایت ہے کہ علیؓ نے ہاشم بن عتبہ اور عمارؓ ابن یاسرؓ پر نماز پڑھی، انھوں نے عمارؓ کو اپنے قریب کیا اور ہاشم کو ان کے آگے، دونوں پر ایک ہی مرتبہ پانچ یا چھ سات تکبیریں کہیں، شک اشعث راوی کی جانب سے ہے۔

عاصم بن ضمرہ کی روایت کے مطابق عمارؓ پر علیؓ نے نماز پڑھائی

عاصم بن ضمرہ سے، روایت ہے کہ علیؓ نے عمار پر نماز پڑھی اور انھیں غسل نہیں دیا۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ عمارؓ کی عقل قتل کے وقت تک درست تھی۔

ابوعبداللہ کی قتل سے متعلق رائے

بلال بن یحیٰ العبسی سے روایت ہے کہ جب حذیفہ کی وفات کا وقت آیا، جو قتل عثمانؓ کے بعد صرف چالیس شب زندہ رہے۔ تو ان سے کہا گیا کہ اے ابوعبداللہ، یہ یعنی عثمان قتل کر دیے گئے تمہاری کیا رائے ہے

انھوں نے کہا کہ تم نہیں مانتے تو ناچار بتاتا ہوں، مجھے اٹھا کے بٹھا دو انھیں ایک آدمی کے سینے کے سہارے بٹھا دیا گیا۔ پھر انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ابوالیقظان فطرت پر ہیں، ابوالیقظان فطرت پر ہیں، وہ ہرگز اسے ترک نہ کریں گے، تاوقتیکہ انھیں موت آئے یا بڑھاپا انھیں بھلا دے۔

ابی اسحٰق سے مروی ہے کہ جب عمار قتل کیے گئے تو خذیمہ بن ثابت اپنے خیمے میں آئے اپنے ہتھیار ڈالدیے اس پر پانی چھڑ کا غسل کیا پھر قتال کیا یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے (رحمہ اللہ)

عمارؓ کی آپ ﷺ سے محبت

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس شخص سے اپنی وفات کے دن تک محبت کی ہو وہ ایسا نہ ہوگا کہ اللہ اسے دوزخ میں داخل کر دے لوگوں نے کہا کہ ہم دیکھتے تھے کہ آنحضرت تم سے محبت کرتے تھے، اور تم کو عامل بناتے تھے انھوں نے کہا کہ اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ آپ مجھ سے محبت کرتے تھے یا میری تالیف قلب فرماتے تھے لیکن ہم آپ کو ایک شخص سے محبت کرتے دیکھتے تھے لوگوں نے کہا وہ کون شخص ہے انھوں نے کہا کہ عمار بن یاسرؓ لوگوں نے کہا وہ صفین میں تمہارے ہی مقتول ہیں انھوں نے کہا بیشک واللہ ہم نے ان کو قتل کیا۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ کو

عامل بناتے تھے انھوں نے کہا واللہ کرتے تھے، مگر مجھے معلوم نہیں کہ یہ محبت تھی یا تالیف قلب، جس سے مجھے مانوس فرماتے تھے۔ لیکن میں دو آدمیوں پر گواہ ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی اس حالت میں وفات ہوئی کہ آپ ان دونوں سے محبت فرماتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسرؓ لوگوں نے کہا عمار بن یاسرؓ جنگ صفین میں تمہارے مقتول تھے۔ انھوں نے کہا تم نے سچ کہا۔ واللہ ہم نے انھیں قتل کیا ہے۔

عمرو بن شرجیل کا خواب

ابی وائل سے مروی ہے کہ عمرو بن شرجیل ابو میسرہ نے جو عبداللہ بن مسعود کے فضل ترین تلامذہ میں سے تھے۔ خواب میں دیکھا کہ جیسے میں جنت میں داخل کیا گیا۔ اتفاق سے چند خیمے نسب کیے ہوئے نظر آئے میں نے کہا کہ یہ کس کے لیے ہیں لوگوں نے کہا کہ ذی الکلاع اور جوشب کے لئے حالانکہ یہ دونوں ان لوگوں میں سے تھے، جو معاویہ کی ہمراہی میں قتل کیے گئے تھے۔

پوچھا عمارؓ اور ان کے ساتھ والے کہاں ہیں لوگوں نے کہا کہ تمہارے آگے، میں نے کہا کہ ان میں سے بعض نے بعض کو قتل کیا ہے۔ کہا گیا کہ یہ لوگ اللہ سے ملے، انھوں نے اسے واسع المغفرۃ (بڑا مغفرت والا پایا) میں نے کہا نہروان والے کیا ہوئے؟ کہا گیا کہ انھیں سختی و مصیبت سے دوچار ہونا پڑا (اہل نہروان معاویہؓ و حضرت علیؓ کے التوائے جنگ کے بعد حضرت علی سے بغاوت کی تھی۔

ابو میسرہ کا ایک خواب

ابی الضحیٰ سے مروی ہے ابو میسرہ نے خواب میں ایک سرسبز باغ دیکھا جس میں چند خیمے نسب تھے جن میں ذوالکلاع تھے، ابو میسرہ نے پوچھا یہ کیونکر ہوگیا۔ ان لوگوں نے تو باہم قتال کیا ہے جواب ملا ان لوگوں نے پروردگار کو واسع المغفرۃ (بڑا مغفرت والا) پایا۔

عمارؓ کا حلیہ مبارک

لولوہ (ام حکم بنت عمارؓ کی آزاد کردہ باندی) سے روایت ہے کہ لوگوں سے عمارؓ کا حلیہ بیان کیا کہ وہ گندم گوں، لانبے مضطرب آدمی تھے۔ نیلگوں آنکھیں تھیں دونوں شانوں کے درمیان دوری تھی۔ (یعنی سینا چوڑا تھا) اوران میں بڑھاپے کا تغیر نہ تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قتل عمارؓ میں جس امر پر اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ وہ علیؓ بن ابی طالب کے صفین میں صفر ۳۷ھ میں جب کہ وہ ترانوے سال کے تھے شہید کیئے گئے اور وہیں صفین میں دفن کیے گئے رحمہ اللہ'' رضی اللہ عنہ''

مُعتبؓ بن عوف

معتبؓ کا نسب ابن عامر بن فضل بن عفیف یہ وہی تھے جنہیں عیہامہ بن کلیب ابن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن عامر پکارا جاتا تھا خزاعہ میں سے تھے محمد بن اسحٰق نے اپنی کتاب میں اسی طرح ان کا نسب بیان کیا ہے

، یہی شخص تھے جنہیں معتب ابن الحمرا بھی کہا جاتا تھا، ان کی کنیت ابوعوف تھی بنی مخزوم کے حلیف تھے اور بروایت محمد بن اسحٰق محمد بن عمر دوسری مرتبہ کی ہجرت میں وہ بھی مہاجرین حبشہ میں سے تھے، موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے ان کا مہاجرین حبشہ میں ذکر نہیں کیا۔

معتبؓ کی مدینے ہجرت

عمر بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب معتبؓ ابن عوف نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ مبشر بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے معتب بن الحمرا اور ثعلبہ بن حاطب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

معتبؓ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے ۵۷ھ میں جب وہ اٹھتر سال کے تھے ان کا انتقال ہوا۔

پانچ اصحاب ہوئے۔

زیدؓ بن الخطاب

ابن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح ابن عدی بن کعب بن لوی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی، والدہ اسماء بنت وہب بن حبیب بن حارث بن عبس بن قعین بن اسد میں سے تھیں۔ زیدؓ اپنے بھائی عمرؓ بن الخطاب سے عمر میں بڑے تھے اور ان سے پہلے اسلام لائے تھے۔

زیدؓ کا نسب

زیدؓ کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے، ان کی والدہ لبابہ بنت ابی لبابہ ابن عبدالمنذر بن رفاعہ بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف تھیں، اسماء بنت زید، ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی عامر ابن صفیین تھیں، زید نہایت طویل آدمی تھے، طول خوب ظاہر تھا، اور گندم گوں تھے۔

زید بن الخطاب اور معن ابن عدی کے درمیان عقد مواخاۃ

رسول اللہ ﷺ نے زید بن الخطاب اور معن ابن عدی بن عجلان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، دونوں یمامہ میں شہید ہوئے زیدؓ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر ہوئے، آپ سے انھوں نے حدیث بھی روایت کی۔

رسول اللہ ﷺ کا حجۃ الوداع میں ایک فرمان

عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ اپنے غلاموں کا خیال رکھنا، جو تم کھاتے ہو اس میں سے انھیں بھی کھلاؤ۔ جو تم پہنتے ہو اس میں سے انھیں بھی پہناؤ اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم معاف نہ کرنا چاہو تو اے اللہ کے بندو انھیں بیچ ڈالو اور ان پر عذاب نہ کرو۔

حضرت زیدؓ کی شہادت

حجاف بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب نے اپنے والد سے روایت کی کہ زید بن الخطاب جنگ یمامہ میں مسلمانوں کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے، مسلمانوں کو شکست ہوگئی تھی حنیفہ کوچ پر غالب آ گئی، زیدؓ کہنے لگے کوچ تو کوئی کوچ نہیں، اور لوگ تو کوئی لوگ نہیں پھر اپنی بلند آواز سے چلانے لگے، کہ اے اللہ میں تیرے آگے اپنے صحاب کی فرار کی معذرت کرتا ہوں، اور مسیلمہ اور محکم بن الطفیل نے جو کام کیا ہے، اس سے تیرے آگے اپنی رأت ظاہر کرتا ہوں، وہ جھنڈے کو مضبوط پکڑ کر دشمن کے سینے میں بڑھنے لگے، انھوں نے اپنی تلوار سے مارا یہاں تک کہ شہید کر دیے گئے اور جھنڈا گر گیا۔

ابوحذیفہؓ کا جھنڈے کو تھامنا

اب اسے ابوحذیفہؓ کے مولی سالم نے لے لیا۔ مسلمانوں نے کہا اے سالمؓ ہمیں خوف ہے کہ تمہاری طرف سے کوئی ہمارے پاس نہ آئے انھوں نے کہا کہ میں بدترین حافظ قرآن ہوؤں گا اگر میری جانب سے کوئی تمہارے پاس آجائے۔

مقتولین کی تعداد

کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کی ابومریم الحنفی سے پوچھتے سنا کہ کیا تم نے زیدؓ بن الخطاب کو شہید کیا، انھوں نے کہا کہ اللہ میرے ہاتھ سے ان کا اکرام کرے اور ان کے ہاتھ سے میری توہین نہ کرے عمرؓ نے فرمایا کہ تمہاری رائے میں اس روز مسلمانوں نے تم میں سے کتنے آدمیوں کو قتل کیا انھوں نے کہا کہ چودہ سو یا کچھ زاید کو عمرؓ نے فرمایا کہ برے مقتولین تھے، ابومریم نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے باقی رکھا کہ میں نے اس دین کی طرف رجوع کیا جو اس نے اپنے نبی علیہ السلام کے لئے اور مسلمانوں کے لئے پسند کیا عمرؓ ان کی گفتگو سے مسرور ہوئے۔ ابومریم اس کے بعد بصرے کے قاضی تھے۔

زیدؓ کے لئے دعائے رحمت

عبدالعزیز بن یعقوب الماجشون سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے متمم بن نویرہ سے فرمایا کہ انھیں اپنے بھائی کا کس قدر سخت رنج ہے عرض کی اس غم میں میری یہ آنکھ چلی گئی ہے، اور انھوں نے اس کی طرف اشارہ کیا پھر میں اپنی صحیح سالم آنکھ سے رویا، اور اس قدر زیادہ رویا کہ جانے والی آنکھ نے بھی اس کی مدد کی اور آنسو بہائے عمرؓ نے کہا کہ یہ تو ایسا شدید رنج ہے کہ کوئی بھی اپنی میت پر اتنا غمگین نہ ہوگا، اللہ زیدؓ پر رحمت کرے گا میں خیال کرتا ہوں کہ اگر میں شعر کہنے پر قادر ہوتا تو ضرور ان پر اسی طرح روتا جس طرح تم اپنے بھائی پر روئے۔

متمم نے کہا، یا امیر المومنین، اگر جنگ یمامہ میں میرے بھائی بھی اسی طرح مقتول ہوتے جس طرح آپ کے بھائی شہید کیے گئے، تو میں ان پر کبھی نہ روتا پھر عمرؓ نے دیکھا اور انھیں اپنے بھائی سے تسلی ہوئی، حالانکہ انھیں بھی ان پر بہت شدید رنج تھا، عمرؓ کہا کرتے تھے کہ صبا چلتی ہے اور میرے پاس زید بن الخطاب کی خوشبو لاتی ہے،

ابن جعفر نے کہا کہ میں نے ابن ابی عون سے پوچھا کہ کیا عمرؓ شعر نہیں کہتے تھے، تو انھوں نے کہا کہ نہیں، اور نہ کوئی بیت۔

عمرؓ کی روایت کے مطابق زیدؓ جنگ مسیلمہ میں شہید ہوئے

محمد بن عمرؒ نے کہا زیدؓ بن الخطاب ۱۲ھ میں خلافت ابی بکرؓ میں یمامہ میں جنگ مسیلمہ میں شہید ہوئے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ یوم احد میں عمرؓ بن الخطاب نے اپنے بھائی زید بن الخطاب سے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم میری زرہ نہ پہننا، مگر انھوں نے پہن لی۔ پھر اسے اتار دیا تو عمرؓ نے کہا کہ تمہیں کیا ہوا، تو انھوں نے، کہا کہ میں بھی اپنے لئے وہی چاہتا ہوں جو تم اپنے لئے چاہتے ہو۔

سعیدؓ بن زیدؓ

ابن عمرو بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط ابن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی، کنیت ابوالاعور تھی، والدہ فاطمہ بنت لعجبہ بن امیہ بن خویلد بن خالد بن المعمر بن حیان بن غنم بن ملیح خزاعہ سے تھیں، ان کے والد زید بن عمرو بن نفیل دین کی تلاش میں شام آئے، یہود ونصاری سے علم ودین دریافت کیا مگر انھیں ان لوگوں کا دین پسند نہ آیا تو ایک عسائی نے کہا کہ تم دین ابراہیم تلاش کرتے ہو۔

زیدؓ نے کہا دین ابراہیم کیا ہے، اس نے کہا وہ موحد تھے، سوائے اللہ کے جس کا کوئی شریک نہیں، اور جو یکتا ہے کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے وہ اس سے عداوت کرتے تھے جو اللہ کے سوا کسی اور کی کچھ بھی پرستش کرتا تھا۔ بتوں پر جو ذبح کیا جاتا تھا اسے نہیں کھاتے تھے زید بن عمرو نے کہا کہ یہ وہی ہے جسے میں جانتا ہوں اور میں اسی دین پر ہوں لیکن پتھر یا لکڑی کی عبادت جسے میں اپنے ہاتھ سے بناتا ہوں تو یہ کوئی چیز نہیں، زیدؓ مکے آئے اور وہ دین ابراہیم پر تھے۔

زیدؓ کا اسلام لانا

عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ زیدؓ بن عمر بن نفیل دین تلاش کرتے تھے انھوں نے نصرانیت اور یہودیت اور بتوں اور پتھروں کی عبادت کو ناپسند کیا، اپنی قوم سے اختلاف ان معبودوں کا اور اس عبادت کا ترک کرنا ظاہر کردیا جوان کے باپ ادا کرتے تھے وہ ان کا ذبیحہ بھی نہیں کھاتے تھے انھوں نے مجھ سے کہا اے عامر، میں نے اپنی قوم کی مخالفت کی، میں نے ملت ابراہیم کا اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے اور ان کے بعد اسمٰعیل کا اتباع کیا جو اسی قبلے کی طرف نماز پڑھتے تھے میں اسی نبی کا منتظر ہوں جو اولاد اسمٰعیل میں سے مبعوث ہوگا مجھے معلوم نہیں کہ انھیں پاؤں گا ان پر ایمان لاؤں گا ان کی تصدیق کروں گا اور گواہی دوں گا کہ وہ نبی ہیں (اے عامر) اگر تمہاری مدت دراز ہو اور تم

انھیں دیکھو تو میری جانب سے انھیں سلام کہہ دینا جب رسول اللہ ﷺ نبی ہوئے تو میں اسلام لایا اور آپ کو زید بن عمرو کے قول کی خبر دی، ان کی جانب سے میں نے آپ کو سلام کہا رسول اللہ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان کے لئے رحمت کی دعا کی اور فرمایا کہ میں نے جنت میں دامن کشاں دیکھا ہے۔

زیدؓ کا کعبے کا طواف کرنا

حجیر بن ابی اہاب سے مروی ہے کہ میں نے زید بن عمرو کو اس حالت میں دیکھا کہ صنم بوانہ کے پاس تھا، اور وہ شام سے واپس آ کر آفتاب کا مراقبہ کر رہے تھے جب آفتاب ڈھل گیا تو رو بہ قبلہ ہو گئے۔ دو سجدوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر کہنے لگے ابراہیم واسماعیل کا یہی قبلہ ہے میں پتھر کی عبادت نہ کروں گا، سوائے بیت اللہ کے اور کسی کی طرف نماز نہ پڑھوں گا یہاں تک کہ مرجاؤں، وہ حج کرتے اوقوف عرفہ کرتے اور تلبیہ کہتے تھے "لبیک لاشریک لاولاندلک" پھر عرفے سے پیدل واپس ہوتے اور کہتے" لبیک متعبد الک مرقوقا (تیرا عبادت گزار غلام ہے)۔

سالم بن عبداللہ کی ایک روایت زیدؓ کے کھانے سے متعلق

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے سنا کہ آپ زید بن نفیل سے بلدح کے نشیبی حصے میں ملے ہیں، یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی سے پہلے کا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس ایک خوان بھیجا جس میں گوشت تھا، انھوں نے اس کے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ میں وہ نہیں کھاتا جو تم لوگ اپنے بتوں پر ذبح کرتے ہو، اور نہ اس میں سے کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔

محمد بن عبداللہ بن جحش سے مروی ہے کہ زید بن عمر قریش کی مذمت ان کے ذبیحے پر کیا کرتے اور کہتے کہ بکری کو اللہ نے پیدا کیا اس نے آسمان سے پانی نازل کیا اس نے اس سے زمین سے سبزہ اگایا پھر بھی لوگ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں" ان کا یہ کہنا" اس فعل کے انکار اور اس کی گرانی کی جہ سے تھا۔ میں اس میں سے نہیں کھاتا جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔

اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے زیدؓ بن عمرو ابن نفیل کو اس طرح دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے اپنی پشت کعبے سے لگائے کہہ رہے تھے، اے گروہ قریش، سوائے میرے آج تم میں سے کوئی دین ابراہیم پر نہیں ہے وہ زندہ درگور لڑکی کو بچا لیتے اور اس شخص سے جو اپنی لڑکی کے قتل کا ارادہ کرتا کہتے کہ ٹھہر جا، اسے قتل نہ کر، میں اس کے بار کا کفیل ہوں وہ اسے لے لیتے جب وہ ٹوٹی پھوٹی بات کرنے لگتی تو اس کے باپ سے کہتے کہ اگر تو چاہے تو میں تجھے واپس کر دوں اور اگر تو چاہے تو میں اس کے بار میں تیری کفالت کروں۔

زیدؓ قیامت میں تنہا امت بن کر اٹھیں گے

عامر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے زید عمرو ابن نفیل کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وہ قیامت میں تنہا ایک امت بن کر اٹھیں گے۔

زیدؓ بن عمرو بن بن نفیل کی وفات

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ زیدؓ بن عمرو بن نفیل کی وفات اس وقت ہوئی جب قریش رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے سے پانچ سال قبل کعبے کی تعمیر کر رہے تھے ان پر موت اس حالت میں نازل ہوئی کہ وہ کہہ رہے تھے، میں دین ابراہیم پر ہوں ان کے بیٹے سعیدؓ بن زید الاعور اسلام لائے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی سعید بن زیدؓ اور عمر بن الخطاب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے دونوں نے آپ سے زید بن عمرو کو دریافت کیا فرمایا اللہ زیدؓ کی مغفرت کرے۔

ان پر رحمت کرے، وہ دین ابراہیم پر مرے، اس روز کے بعد سے مسلمانوں میں کوئی یاد کرنے والا ان کے لئے دعائے مغفرت کئیے بغیر نہ رہتا تھا، سعید بن المسیب بھی (ان کے لئے) کہتے تھے رحمہ اللہ وغفرلہ۔

زیدؓ کی والدہ ام رملہ

زکریا، بن یحیٰ السعیدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ زید بن عمرو مرے تو حراء کی جڑ میں دفن کیے گئے سعید ابن زید کی اولاد میں سے عبدالرحمٰن اکبر تھے جن کا کوئی پسماندہ نہیں تھا۔ ان کی والدہ رمہ تھیں جو ام جمیل بنت الخطاب بن نفیل تھیں، زیدؓ جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا، عبداللہ اکبر، جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا، ان سب کی والدہ جبلیہ بنت سوید بن صامت تھیں۔

عمر اصغر موسیٰ الحسن کی والدہ امامہ بنت الدجیج

عبدالرحمٰن اصغر، جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا، عمر اصغر جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا، ام موسیٰ الحسن ان سب کی والدہ امامہ بنت الدجیج تھیں، جو غسان میں سے تھیں۔

حذمہ بنت قیس محمد وابراہیم اصغر وعبداللہ اصغر وام حبیب کبریٰ اور ام سعید کبریٰ، یہ (ام سعید) اپنے والد سے پہلے ہی مرگئیں اور ام زید، ان سب کی والدہ حذمہ بنت قیس بن خالد بن وہب بن ثعلبہ ابن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر تھیں۔

ام الاسود عمرو اصغر واسود، ان دونوں کی والدہ الاسود تھیں جو بنی تغلب کی خاتون تھیں۔

ضخ بنت اصبغ عمرو اکبر اور طلحہ، یہ (طلحہ) اپنے والد سے پہلے ہی مرگئے جن کا کوئی پسماندہ نہیں، اور ایک لڑکی زجلہ ان سب کی والدہ ضخ بنت اصبغ بن شعیب بن ربیع بن مسعود بن مصاد بن حصین بن کعب ابن علیم کلب میں سے تھیں۔

بنتِ قربہ ابراہیم اکبر وحفصہ، ان دونوں کی والدہ بنت قربہ بنی تغلب میں سے تھیں۔

ام خالد خالد، ام خالد جو اپنے والد سے پہلے ہی وفات پا گئیں۔

ام نعمان ام نعمان، ان سب کی والدہ ام خالد تھیں جو ام ولد تھیں۔

بشیر بنت ابی مسعود ام زید صغریٰ ان کی والدہ ام بشیر بنت ابی مسعود انصاری تھیں، ام زید صغریٰ مختار بن ابی عبید کی بیوی تھیں، اور ان کی والدہ طے میں سے تھیں۔

عائشہ، زینب، ام عبدالحولا، ام صالح، ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ سعید بن زیدؓ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں جانے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے ایمان لائے۔

زیدؓ کی مدینے ہجرت

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو حزم سے مروی ہے کہ جب سعیدؓ بن زیدؓ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ بن عبدالمنذر برادر ابی لبابہ کے پاس اترے۔

سعد بن زیدؓ اور رافع ابن مالک زرقی کے درمیان عقد مواخاۃ

عبدالملک بن زیدؓ ولد سعیدؓ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن زیدؓ اور رافع ابن مالک زرقی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

رسول اللہ ﷺ کا طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زیدؓ ابن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر دریافت کرنے کے روانہ کرنا

حارثہ انصاری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قافلہ قریش کی شام سے روانگی کا اندازہ فرمایا تو آپ نے اپنی روانگی سے دس شب پہلے طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید ابن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر دریافت کرنے کے لئے بھیجا، دونوں روانہ ہوئے، یہاں تک کہ الحوراء پہنچے وہ برابر وہیں مقیم رہے قافلہ ان کے پاس سے گزرا تو رسول اللہ ﷺ کو طلحہؓ وسعیدؓ کے واپس آنے سے پہلے ہی خبر معلوم ہوگئی آپ نے اصحاب کو بلایا اور قافلے کے قصد سے روانہ ہوئے۔

مگر قافلہ ساحل کے راستے سے گیا اور بہت تیز نکل گیا، لوگ تلاش کرنے والوں سے بچنے کے لئے شبانہ روز چلے طلحہؓ بن عبداللہ اور سعیدؓ بن زیدؓ مدینے کے ارادے سے روانہ ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کو قافلے کی خبر دیں، ان کو آپ کی روانگی کا علم نہ تھا، وہ مدینے اسی روز آئے جس روز رسول اللہ ﷺ نے بدر میں جماعت قریش سے مقابلہ کیا دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کے لئے روانہ ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو بدر سے واپس آتے ہوئے

تربان میں پایا جو الحبہ پر کمل اور السیالہ کے درمیان ہے، طلحہؓ و سعیدؓ اس جنگ میں موجود نہ تھے، رسول اللہ ﷺ نے بدر کے اجر و حصص غنیمت میں ان کا بھی حصہ لگایا، وہ دونوں انھیں کے مثل ہو گئے جو اس میں موجود تھے، سعیدؓ احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر ہوئے۔

سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے حراء، رکا رہ، تجھ پر سوائے نبی اور صدیق اور شہید کے کوئی نہیں، راوی نے کہا، انھوں نے نو آدمیوں کا نام لیا (رسول اللہ ﷺ) (۱) ابو بکرؓ (۲) عمرؓ (۳) عثمانؓ (۴) علیؓ (۵) طلحہؓ (۶) زبیرؓ عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن مالک کا، اور کہا کہ اگر میں دسویں کا نام لینا چاہتا تو ضرور کرتا یعنی خود۔

قریش کے دس آدمی جنت میں

سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قریش کے دس آدمی جنت میں ہوں گے (۱) ابو بکرؓ (۲) عمرؓ (۳) عثمانؓ (۴) علیؓ (۵) طلحہؓ (۶) زبیرؓ عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن مالک سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل و ابو عبیدہؓ بن جراح (۱۰)۔

سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل پر ماتم

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جمعے کو دن بلند ہونے کے بعد سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل پر ماتم کیا گیا۔ (یعنی ان کی خبر مرگ دی گئی) تو ابن عمر العقیق میں ان کے پاس آئے اور انھوں نے جمعہ ترک کر دیا۔

ابی عبدالجبار سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ بنت سعدؓ بن مالک کو کہتے سنا کہ میرے والد سعد بن مالک نے سعیدؓ بن زیدؓ ابن عمرو بن نفیل کو العقیق میں غسل دیا، لوگ انھیں اٹھا کر لے چلے جب سعدؓ اپنے گھر کے سامنے آئے تو اندر چلے گئے ان کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے، وہ غسل خانے میں گئے غسل کیا اور باہر آئے تو اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ میں نے سعیدؓ کو غسل دینے کی وجہ سے غسل نہیں کیا بلکہ صرف گرمی کی وجہ سے غسل کیا ہے۔

عمرؓ کا سعیدؓ بن زیدؓ کو حنوط لگانا

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ نے سعیدؓ بن زیدؓ کو حنوط لگایا، انہیں اٹھا کے مسجد لے گئے اور نماز پڑھی مگر وضو نہیں کیا۔

ابن عمرؓ کا سعیدؓ بن زیدؓ کے پاس مشک لانا

ابن عمرؓ سے مروی ہے میں نے سعیدؓ بن زیدؓ بن نفیل کے حنوط لگایا، کہا گیا کہ ہم آپ کے پاس مشک لاتے ہیں، انھوں نے کہا اچھا مشک سے بہتر کونسی خوشبو ہو سکتی ہے۔

عمرؓ کی روایت کے مطابق سعیدؓ بن زیدؓ پر جمعہ کے روز ماتم کیا گیا

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ سعید بن زیدؓ پر جمعے کے روز ماتم کیا گیا میں نماز کی تیاری کر رہا تھا ان کے پاس چلا

گیا اور نماز جمعہ ترک کر دی۔

سعیدؓ بن زیدؓ پر موت کی وجہ سے آہ و بکا

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل پر جمعے کے روز دن بلند ہونے کے بعد (موت کی وجہ سے) آہ و بکا کی گئی میں العقیق میں ان کے پاس آیا اور جمعہ ترک کر دیا۔

نافع کی روایت کے مطابق سعیدؓ بن زیدؓ کا انتقال العقیق میں ہوا

نافع سے مروی ہے کہ سعیدؓ بن زیدؓ کا انتقال العقیق میں ہوا، وہ مدینے لائے گئے وہیں دفن کیئے گئے۔

اسماعیل بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ کو سعیدؓ بن زیدؓ کے پاس بلایا گیا جو انتقال کر رہے تھے، اس وقت نماز جمعہ کی تیاری کر رہے تھے وہ ان کے پاس آئے اور جمعہ ترک کر دیا۔

سعیدؓ بن زیدؓ کو سپرد خاک کرنا

عبدالملک بن زید ولد سعیدؓ بن زیدؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعید بن زید کی العقیق میں وفات ہوئی انھیں لوگوں کے کندھوں پر لاد کر لایا گیا، اور مدینے میں دفن کیا گیا، قبر میں سعدؓ اور ابن عمرؓ اترے۔ سنہ ۵۰ھ یا ۵۱ھ کا واقعہ ہے جس روز وہ فوت ہوئے ستر سال سے زاید کے تھے، وہ بلند بالا، گندم گوں اور بہت بال والے تھے۔

حکیم بن محمد نے جو مطلب بن عبد مناف کی اولاد میں سے تھے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعیدؓ بن زیدؓ ابن عمرو بن نفیل کی مہر میں قرآن مجید کی ایک آیت دیکھی محمد ابن عمرؓ نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے جس میں اہل علم واہل بلد کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ سعیدؓ بن زیدؓ العقیق میں مرے اور مدینے میں دفن کیے گئے سعد بن ابی وقاص ابن عمرؓ اصحاب رسول اللہ ﷺ ان کی قوم ان کے گھر والے اور ان کے لڑکے ان پر اس امر کے گواہ ہیں جس کو وہ جانتے ہیں اور وہ روایت کرتے ہیں اہل کوفہ نے یہ روایت کی کہ وہ ان کے پاس کوفے میں معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں مرے مغیرہ بن شعبہ نے نماز پڑھی جو اس زمانے میں کوفہ کے والی تھے

عمروؓ بن سراقہ

نسب نامہ ابن المعتمر بن انس بن اداۃ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط ابن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی والدہ آمنہ بنت عبداللہ بن عمیر ابن اہیب حذافہ بن جمع تھیں،۔

عمرو بن عبداللہ کی مدینے ہجرت

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے مروی ہے کہ جب عمرو بن عبداللہ فرزندان سراقہ المعتمر نے کے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں رفاعہ بن عبدالمنذر برادر ابی البابہ بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

عمرو بن سراقہ احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب

لوگوں نے بیان کیا کہ عمرو بن سراقہ بدر میں موجود تھے، بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحٰق وابی معشر ومحمد بن عمران سب نے اس پر اتفاق کیا صرف محمد بن اسحٰق نے بیان کیا کہ ان کے بھائی عبداللہ بن سراقہ بدر میں موجود تھے اور یہ ان کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا نہ ہمارے نزدیک یہ ثابت ہے عمرو ابن سراقہ احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب موجود تھے، عثمان بن عفان کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن سراقہ کی اس حالت میں وفات ہوئی کہ ان کی اولاد نہ تھی۔

خلفائے بنی عدی بن کعب اور ان کے موالی

عامر بن ربیعہ بن مالک

نسب نامہ ابن عامر بن ربیعہ بن حجیر بن سلامان بن مالک بن ربیعہ ابن رفیدہ بن غز بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصیٰ بن دعمی ابن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان، خطاب ابن نفیل کے حلیف تھے۔

عامرؓ کا صحیح نسب

خطاب سے جب عامر بن ربیعہ نے معاہدہ حلف کیا تو انھوں نے ان کو بیٹا بنالیا اور انھیں اپنی طرف منسوب کیا، اسی لئے عامر بن الخطاب کہا جاتا تھا یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا "**ادعوھم لابائھم**" تا عامرؓ نے اپنے نسب کی طرف رجوع کیا اور عامرؓ بن ربیعہ کہا جانے لگا ان کا صحیح نسب وائل میں ہے۔

عامر بن ربیعہ کا قدیم اسلام

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عامر بن ربیعہ کا اسلام قدیم تھا، رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہوئے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے آپ مسلمان ہوئے۔

سب سے پہلے عامر بن ربیعہ نے مدینے کی ہجرت کی

لوگوں نے بیان کیا کہ عامرؓ بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سوائے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے مجھ سے پہلے مدینے کی ہجرت کے لئے کوئی نہیں آیا۔

سب سے پہلے مدینے سفر کرنے والی

عبداللہ بن عامرؓ بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ لیلیٰ بنت ابن خثمہ یعنی ان کی بیوی سے پہلے کوئی سفر کرنے والی مدینے میں نہیں آئی۔

عامر بن ربیعہ اور یزید بن المنذر بن سرح کے درمیان عقد مواخاۃ

لوگوں نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے عامر بن ربیعہ اور یزید بن المنذر بن سرح انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، عامرؓ بن ربیعہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور وہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب موجود تھے۔ انھوں نے ابوبکرؓ وعمرؓ سے روایت کی ہے۔

عامر بن ربیعہ کا خواب

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے (اور عامرؓ بدری تھے) کہ عامرؓ بن ربیعہ اٹھ کر رات کی نماز پڑھ رہے تھے، یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب لوگ عثمانؓ پر افترا کرنے میں مشغول تھے، انھوں نے رات کی نماز پڑھی اور سو گئے خواب میں ان کے پاس کوئی آیا اور کہا کہ اٹھو، اللہ سے دعا مانگو وہ تمہیں اس فتنے سے بچائے جس سے اس نے اپنے بندگان صالح کو بچایا وہ اٹھے نماز پڑھی اور بیمار پڑے پھر انھیں جنازے ہی کی صورت میں نکالا گیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عامرؓ بن ربیعہ کی موت قتل وعثمان بن عفان کے چند روز بعد ہوئی، وہ اپنے گھر ہی میں رہے لوگوں نے سوائے ان کے جنازے کے جو نکالا گیا اور کچھ نہ جانا۔

عاقلؓ بن ابی البکیر

نسب نامہ

ابی عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ، عاقل کا نام غافل تھا اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عاقل رکھا ابوالبکیر بن عبد یالیل نے جاہلیت میں نفیل بن عبدالعزی جد عمرؓ بن الخطاب سے معاہدہ حلف کیا تھا وہ اور ان کے بیٹے بنی نفیل کے حلفا تھے، ابومعشر اور محمد بن عمر، ابن ابی البکیر کہتے تھے موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحٰق اور ہشام بن محمد الکلبی، ابن البکیر کہتے تھے۔

دارارقم میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعت کرنے والے

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عاقلؓ وعامرؓ وایاسؓ وخالدؓ فرزندان ابی ابن البکیر بن عبد یالیل سب کے سب دارارقم میں اسلام لائے وہ ان لوگوں میں سب سے پہلے تھے جنھوں نے وہاں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عاقلؓ وخالدؓ وعامرؓ وایاسؓ فرزندان ابی البکیر ہجرت کے لئے مکے سے مدینے کی طرف روانہ ہوئے انھوں نے اپنے تمام مردوں اور عورتوں کو جمع کر لیا تھا، ان کے مکانوں میں کوئی باقی نہ رہا دروازے بند کر دیئے گئے سب لوگ رفاعہ بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

عاقل بن البکیر اور مبشر بن عبدالمنذر کے درمیان عقد مواخاۃ

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عاقل بن ابی البکیر اور مبشر بن عبدالمنذر کے درمیان عقد مواخاۃ

کی ا، دونوں کے دونوں بدر میں شہید ہوئے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاقل بن ابی الکبیر اور مجذ بن زیاد کے درمیان عقد مواخاۃ کیا عاقل بن ابی الکبیر جنگ بدر میں شہید ہوئے، اس وقت وہ چونتیس سال کے تھے، انھیں مالک ابن زہیر الجشمی برادر ابی اسامہ نے شہید کیا۔

خالدؓ بن ابی الکبیر

نسب نامہ ابن عبد یا لیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ۔

خالد بن الکبیر اور زید ابن الدثنہ کے درمیان عقد مواخاۃ

رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ابی الکبیر اور زید ابن الدثنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، خالد بن ابی الکبیر بدر واحد میں موجود تھے صفر ۴ھ میں یوم الربیع میں شہید ہوئے جس وہ روز شہید ہوئے چونتیس سال کے تھے، انھیں کی مدح میں حسان بن ثابت کہتے ہیں۔

کاش میں اس میں ابن طارق اور زید اور مرثد کے پاس موجود ہوتا اور مجھے (آرزوئیں بے نیاز نہ کرتیں)
تو میں اپنے محبوب حبیب خبیث اور عاصم کی طرف سے مدافعت کرتا اور اگر میں خالد کا انتظام کرتا تو وہ بھی شفا تھے۔

ایاسؓ بن ابی الکبیر

نسب نامہ ابن عبد یا لیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ۔

ایاس بن ابی الکبیر اور حارث بن خذیمہ کے درمیان عقد مواخاۃ

رسول اللہ ﷺ نے ایاس بن ابی الکبیر اور حارث بن خذمہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا ایاس بن ابی الکبیر بدر احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب موجود تھے۔

عامرؓ بن ابی الکبیر

نسب نامہ ابن عبد یالیل بن بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ۔

عامرؓ بن الکبیر اور ثابت بن قیس بن شماس کے درمیان عقد مواخاۃ

رسول اللہ ﷺ نے عامرؓ بن الکبیر اور ثابت ابن قیس بن شماس کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔
عامرؓ بن ابی الکبیر بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب موجود تھے۔

اقد بن عبداللہ

سب نامہ ابن عبد مناف بن عزیزؓ ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک ابن زید مناۃ بن تمیم، وہ خطاب بن نفیل کے لیف تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ واقد بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے اور اس میں عوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

واقدؓ عبداللہ کی مدینے ہجرت

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ واقدؓ عبداللہ التمیمی نے جب مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

واقد بن عبداللہ اور بشر بن براء بن معرور کے درمیان عقد مواخاۃ

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے واقد بن عبداللہ التمیمی اور بشر بن براء بن معرور کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

واقد بن عبداللہ، عبداللہ بن جحش کے ہمراہ سریہ نخلہ میں موجود تھے، اس روز عمرو بن الحضرمی مقتول ہوا تو یہود نے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ نے قتل کیا عمرو عمرت الحرب (عمرو کی جنگ نے خدمت کی) والحضرمی حضرت الحرب (اور حضرمی کے پاس جنگ آئی) وواقد وقدت الحرب (واقد کو جنگ نے روشن کیا)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان لوگوں نے ان کلمات سے فال لی مگر یہ سب اللہ کی جانب سے یہود پر ہوا، واقد بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب موجود تھے، عمرؓ بن الخطاب کی ابتدائے خلافت میں وفات ہوئی، ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

خَولیؓ بن ابی خولی

خولیؓ کے والد کا نام عمرو بن زہیر بن خیثمہ بن ابی حمران تھا، ان کا نام حارث بن معاویہ بن حارث بن مالک بن عوف بن سعد ابن عوف بن حریم جعفی بن سعد العشیرہ بن مالک بن ادو بن مذحج تھا، وہ خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ والد عمرؓ بن الخطاب کے حلیف تھے جو بنی عدی بن کعب میں سے تھے، اس پر سب نے اتفاق کیا اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ خولی بن ابی خولی بدر میں موجود تھے، ابو معشر اور محمد بن عمر نے اپنے رجال اہل مدینہ وغیرہم سے روایت کی کہ بدر میں خولی کے ساتھ ان کے بیٹے بھی موجود تھے، ان دونوں نے ہمیں ان کا نام نہیں بتایا لیکن محمد بن اسحٰق نے کہا کہ اس میں وہ اپنے بھائی مالک بن ابی خولی کے ساتھ موجود تھے اور دونوں جعفی میں سے تھے موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ بدر میں ان کے بھائی خولی بن ابی خولی موجود تھے جو ان کے حلیف تھے ہشام بن محمد بن سائب الکلبی نے اپنی کتاب، کتاب النسب میں بیان کیا کہ بدر میں خولی بن ابی خولی موجود تھے، انھوں نے بھی انھیں اسی خاندان

کی طرف منسوب کیا جس کی طرف ہم نے منسوب کیا انھوں نے کہا کہ ساتھ ان کے دونوں بھائی ہلال وعبداللہ فرزندانِ ابن ابی خولی بھی تھے، خولی بن ابی خولی بدر واحد وخندق مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے، عمرؓ بن الخطاب کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔ محمد بن اسحٰق نے بیان کیا کہ ان کے بھائی مالک بن ابی خولی جو ان کی روایت میں موجود تھے، وہ خلافت عثمانؓ بن عفان میں مرے۔

مہجع بن صالح مولائے عمرؓ بن الخطاب

کہا جاتا ہے کہ وہ اہل یمن میں سے تھے، ان پر قید کی مصیبت آئی، عمرؓ بن الخطاب نے احسان کیا (کہ انھیں آزاد کر دیا گیا) وہ مہاجرین اولین میں سے تھے، بدر میں دونوں کے درمیان شہید ہوئے، ان کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں میں سے سب سے پہلے جو شہید ہوئے وہ مہجع مولائے عمرؓ بن الخطاب تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ بدر میں مسلمانوں کے سب سے پہلے مقتول مہجع مولائے عمرؓ بن الخطاب تھے جنہیں الحضرمی نے قتل کیا۔

بنی سہم بن عمرو بن ہصیص ابن کعب بن لوی

خنیسؓ بن حذافہ

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم، ان کی والدہ ضعیفہ بنت حذیم ابن سعید بن رماب بن سہم تھیں، خنیس کی کنیت ابو حذافہ تھی۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ خنیس بن حذافہ رسول اللہ ﷺ کے دارارقم میں جانے سے پہلے اسلام لائے۔

لوگوں نے بیان کیا خنیسؓ دوسری ہجرت میں ملک حبشہ میں گئے، بروایت محمد بن اسحٰق ومحمد بن عمر الواقدی، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے یہ بیان نہیں کیا۔

خنیسؓ بن حذافہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے حفصہ بنت عمرؓ بن الخطاب کے شوہر تھے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب خنیس بن حذافہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ ابن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خنیس ابن حذافہ اور ابی عبس بن جبیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

خنیسؓ بدر میں موجود تھے، رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے پچیسویں مہینے وفات ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور انھیں عثمان بن مظعون کی قبر کے کنارے دفن کیا۔ خنیسؓ کے کوئی اولاد نہ تھی۔

(ایک شخص)

بنی جمح بن عمرو بن ہصیص ابن کعب بن لوی

عثمانؓ بن مظعون

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح ان کی کنیت ابو سائب تھی، والدہ سخیلہ بنت العنبس بن وہبان بن بن حذافہ بن جمح تھیں، عثمان کی اولاد میں عبدالرحمٰن اور سائب تھے ان دونوں کی والدہ خولت بنت حکیم بن بن الاوقص السلمیہ تھیں۔

اسلام کی دعوت

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون عبیداللہ ابن حارث بن مطلب، عبدالرحمٰن بن عوف، ابو بن عبدالاسد اور ابوعبیدہ بن الجراح، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ نے ان لوگوں کے سامنے اسلام لیا، انھیں شرائع اسلام کی خبر دی، سب کے سب ایک ہی وقت اسلام لائے، یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے دارارقم بانے اور دعوت دینے سے پہلے ہوا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ (بروایت محمد بن اسحٰق و محمد بن عمر) عثمان بن مظعون نے ملک حبشہ کی طرف دونوں ں کیں۔

ن بن مظعون کی شراب سے توبہ

عبدالرحمٰن بن سابط سے مروی ہے کہ لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ عثمان بن مظعون نے جاہلیت میں شراب کو ہ کر لیا تھا اور کہا کہ میں کوئی ایسی چیز نہ پیوں گا جو میری عقل لے جائے مجھ پر اسے ہنسائے جو مجھ سے ادنیٰ ہے اور اس پر امر پر برانگیختہ کرے کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح اس شخص سے کر دوں جس سے میں نہیں چاہتا یہ آیت سورہ ہ میں شراب کے بارے میں نازل ہوئی کوئی شخص ان کے پاس سے گزرا اور کہا کہ شراب حرام کر دی گئی اور اس ان کے سامنے آیت تلاوت کی انھوں نے کہا کہ شراب کی خرابی ہو میری نظر اس میں صحیح تھی۔

ن بن مظعون کا عورتوں سے شرمانا

عمارہ بن غراب الیحصبی سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ں خدا میں نہیں چاہتا کہ مجھے میری عورت دیکھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیوں؟ انھوں نے کہا کہ میں اس سے ، تا ہوں اور اسے ناپسند کرتا ہوں، فرمایا اللہ نے اسے تمہارے لئے لباس بنایا اور تمہیں اس کے لئے لباس بنایا ں بیویاں میرا ستر دیکھتی ہیں اور میں ان کا دیکھتا ہوں، عرض کیا رسول اللہ ﷺ آپ ایسا کرتے ہیں، فرمایا ہاں وں نے کہا کہ تو پھر آپ کے بعد میں بھی کروں گا، جب وہ چلے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابن مظعون بڑے ار ستر چھپانے والے ہیں۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعونؓ نے ارادہ کیا کہ خصی ہو کر زمین نوردی کرتے پھریں رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے لئے میرے اندر عمدہ نمونہ نہیں ہے میں تو عورتوں کے پاس آتا ہوں گوشت
ہوں، روزہ رکھتا ہوں، اور انھیں بھی رکھنا میری امت کا خصی ہونا روزہ ہے، وہ میری امت میں نہیں ہے جو خصی
یا خصی بنے۔

سعید بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون کو ترک ازواج سے منع ف
اور اگر انھیں اس امر میں اجازت دیتے تو وہ ضرور خصی ہو جاتے۔

عثمان بن مظعون کی بیوی

ابی بردہ سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون کی بیوی ازواج نبی ﷺ کے پاس آئیں انھیں بری ح
میں دیکھ کے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے، قریش میں تم سے زیادہ تمہارے شوہر سے کوئی بے پرواہ نہیں
انھوں نے کہا کہ ہمارے لئے ان میں کچھ نہیں ہے، ان کی رات اس طرح گزرتی ہے کہ نماز میں کھڑ
رہتے ہیں، دن اس طرح گزرتا ہے کہ روزہ دار ہوتے ہیں رسول اللہ ﷺ آئے تو ازواج مطہرات نے یہ واقعہ
کیا، آپ ﷺ ان سے ملے اور فرمایا اے عثمان بن مظعون کیا تمہارے لیے مجھ میں نمونہ نہیں ہے، عرض کی، ا
میرے والدین قربان، کیا بات ہے، فرمایا تم دن بھر روزہ رکھتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو، انھوں نے کہا
کرتا ہوں، فرمایا نہ کرو تمہاری آنکھوں کا بھی تمہارے اوپر حق ہے تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے تمہاری بیوی کا
تم پر حق ہے، لہٰذا نماز بھی پڑھو، سوؤ بھی، روزہ بھی رکھو، اس کے بعد ان کی بیوی پر ازواج مطہرات میں آ
اس طرح عطر میں بسی ہوئیں تھیں گویا دلہن، ان لوگوں نے کہا کہ رکو، انھوں نے کہا کہ ہمیں
وہ چیز حاصل ہوئی جو لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

عثمان بن مظعونؓ کی ایک کوٹھڑی

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون نے ایک کوٹھڑی بنائی، اس میں بیٹھ کے عبادت کیا کرتے
رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو ان کے پاس آئے اور اس کوٹھڑی کے دروازے کا جس میں وہ تھے، ایک پٹ پکڑ
یا تین مرتبہ فرمایا اے عثمانؓ مجھے اللہ نے رہبانیت کے ساتھ مبعوث نہیں کیا، اللہ کے نزدیک سب سے بہتر دین
کرنے والے حنفیہ (خالص توحید و دین ابراہیمی) ہے۔

عثمانؓ بن مظعون سے مروی ہے کہ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ، میں ایسا آدمی ہوں کہ جہاد میں عورتوں
رہنا مجھ پر شاق گزرتا ہے، آپ مجھے یا رسول اللہ خصی کی اجازت مرحمت فرمائیں تو میں خصی ہو جاؤں گا، فرمایا
لیکن اے مظعون تم روزہ اختیار کرو کیونکہ یہ مجفر (قاطع الشہوت) ہے۔

عثمان بن مظعون اور معمرؓ بن حارث کی مدینے ہجرت

عائشہ بنت قدامہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ و قدامہ و عبداللہ فرزندان مظعون اور سائبؓ بن عثمان بن مظعو
اور معمرؓ بن حارث جب مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو یہ لوگ عبداللہ ابن سلمۃ العجلانی کے پاس اترے۔
مجمع بن یعقوب نے اپنے والد سے روایت کی کہ یہ لوگ حزام بن ودیعہ کے پاس اترے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مظعون کے اہل وعیال ان لوگوں میں ہیں جن کے مرد وعورتیں سب کے سب جمع ہو کر
ن کے لیے روانہ ہوئے۔ اوران میں سے کے میں کوئی نہ رہا ان کے مکانات تک بند کر دیے گئے۔

ام علاء سے مروی ہے کہ ہجرت میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہ مہاجرین مدینے میں اترے انصار
ہم حرص کی انھیں اپنے مکانات میں ٹھہرائیں، انھوں نے ان پر قرعہ ڈالا تو عثمان بن مظعون ہمارے حصے میں
..

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس روز مدینے میں عثمان بن مظعون اور
کے بھائیوں کے مکانات کے لئے زمین عطا فرمائی۔

ن بن مظعون اور ابی الہیثم کے درمیان عقد مواخاۃ

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ بن مظعون اور ابی الہیثم بن التیہان کے درمیان عقد
ناۃ کیا، عثمانؓ بن مظعون بدر میں موجود تھے، ہجرت کے تیسویں مہینے ان کی وفات ہوئی۔

نؓ بن مظعون کو مردہ حالت میں بوسہ

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ بن مظعون کو اس حالت میں بوسہ دیا کہ وہ مردہ تھے، میں
دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے آنسو عثمانؓ بن مظعون کے رخسار پر بہہ رہے تھے۔

انؓ بن مظعون کی نماز جنازہ

عبداللہ بن عثمان بن حارث بن حکم سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن مظعون کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے
ماز جنازہ میں) ان پر چار تکبیریں کہیں۔

حاب کے لئے قبرستان کی تلاش

عبید اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے لیے قبرستان کی تلاش میں تھے کہ
اس میں دفن کیے جائیں آپ مدینے کی اطراف آئے، فرمایا کہ مجھے اس جگہ کا حکم دیا گیا یعنی بقیع کا، اسے بقیع الجبہ
ما جاتا تھا، اس کی اکثر روئیدگی غرقد تھی، (اسی لئے بقیع الغرقد مشہور ہوا) اس میں بہت سے چشمے، ببول اور خاردار
خت تھے، مچھر اس قدر تھے کہ شام ہوتی تو مثل دھوئیں کے چھا جاتے سب سے پہلے جو شخص وہاں دفن ہوئے وہ
انؓ بن مظعون تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے سرہانے ایک پتھر رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ ہماری علامت ہے، ان کے
رجب کوئی میت ہوتی تو کہا جاتا اے محمد رسول اللہ ﷺ ہم کہاں دفن کریں، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہمارے نشان
عثمانؓ بن مظعون) کے پاس۔

ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ میں عثمانؓ ابن مظعون کی قبر دیکھی ہے اور اس کے پاس کوئی
مد چیز ہے جو مثل علامت کے ہے۔

سب سے پہلے بقیع میں دفن ہونے والے

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے جو بقیع میں دفن ہوا وہ عثمانؓ بن مظعون تھے، رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وہ محمد بن الحنفیہ کے موجودہ مکان کے پاس کوڑے کی جگہ دفن کیے گئے۔

ابی نصر سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ بن مظعون کا جنازہ اٹھایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم حالت میں گئے کہ دنیا سے کچھ تعلق نہ تھا۔

ام علاء کی بیعت

ام علاء نے کہ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی، بیان کیا کہ عثمان بن مظعون بیمار ہوئے، ہم نے ا تیمارداری کی، وفات ہوگئی تو ہم نے ان کو چادروں میں کر دیا (یعنی کفن دیا) ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لا ، میں نے کہا، اے ابوالسائب (عثمان بن مظعون) میں شہادت دوں گی کہ اللہ نے تمہارا اکرام کیا ہے، ر اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے ان کا اکرام کیا، عرض کی اے محمد ﷺ میں نہیں جانتی، میرے باپ آپ پر فدا ہوں آپ ہی فرمائیں کہ وہ کون ہیں، فرمایا انھیں تو موت آ گئی اللہ مجھے ان کے لئے خیر کی امید۔ میں رسول اللہ ﷺ ہوں مگر نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، وہ کون ہوگا، واللہ اس کے بعد میں کبھی کسی کی پاکی نہ بیان کروں گی، پھر کہا کہ اس امر نے مجھے غمگین کر دیا، سوگئی تو خواب میں عثمانؓ کے واسطے ایک بہتا ہوا چشمہ دکھایا گیا میں نبی ﷺ کے پاس آئی اور آپ کو خبر دی، فرمایا یہ کا عمل ہے۔

ابن عباس کی ایک روایت عثمانؓ بن مظعون کی وفات سے متعلق

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب عثمان بن مظعون کی وفات ہوئی تو ان کی بیوی نے کہا اے عثمان مظعون مبارک ہو کہ تمہارے لئے جنت ہے رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نگاہ غضب سے دیکھا اور فرمایا تمہیں کس نے بتایا، واللہ میں رسول اللہ ﷺ ہوں مگر معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا عثمان بن مظعون جیسے شخص کے لئے آپ کا یہ فرمانا اصحاب رسول اللہ ﷺ کو شاق گزرا حالانکہ عثمان ان میں افضل تھے، جب زینبؓ بنت رسو اللہ یا رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کی کسی صاحبزادی کا انتقال ہوا، تو آپ نے (ان صاحبزادی سے) فرمایا کہ تم ہمارے سلف خیر عثمانؓ بن مظعون سے مل جاؤ، (بروایت یذید بن ہارون) عورتیں رونے لگیں، تو عمرؓ بن الخطاب انھیں اپنے کوڑے سے مارنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کے، (اے عمرؓ) جانے دو تم روؤ اور شیطان آواز سے بچو، پھر فرمایا کہ وہ جو رونا دل اور آنکھ سے ہو، تو اللہ کی طرف سے ہے اور رحمت ہے جب ہاتھ اور زبا سے ہو تو شیطان کی طرف سے ہے۔

زید بن اسلم کی روایت عثمانؓ بن مظعون کی وفات سے متعلق

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک بڑھیا کو ان کے

نازے کے پیچھے کہتے سنا کہ اے ابوالسائب تمہیں جنت مبارک ہو، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہیں کس نے بتایا، رض کی یارسول اللہ ﷺ ابوالسائب کو میں جنتی کہتی ہوں وہ آپ کے صحابی ہیں) فرمایا واللہ ہم انھیں بجز خیر کے کچھ ہیں جانتے، پھر فرمایا تمہیں یہ کہنا بھی کافی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ بن مظعون کی وفات ہوئی تو عمرؓ بن الخطاب نے رمایا، وہ شہید نہیں ہوئے جس سے میرے دل سے بالکل اتر گئے میں نے کہا کہ اس شخص کو دیکھو ہم سے زیادہ دنیا سے یک سو تھا، اور وہ اس حالت میں مرا کہ شہید نہیں ہوا، میرے دل میں عثمانؓ کے متعلق یہی خطرہ رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی میں نے کہا (اے عمرؓ) تجھ پر افسوس ہے ہمارے بہترین لوگ مرتے ہیں، شہید نہیں ہوتے، پھر ابوبکرؓ کی وفات ہوئی تو میں نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے ہمارے بہترین لوگ مرتے ہیں عثمانؓ میرے دل میں اسی مقام پر آ گئے جہاں اس سے قبل تھے۔

عائشہ بنت سعد سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون کی قبر میں عبد اللہ بن مظعون اور قدامہؓ بن مظعون اور سائب بن عثمانؓ ابن مظعون اور معمر بن حارث اترے، رسول اللہ ﷺ قبر کے کنارے کھڑے تھے۔

مطب بن عبد اللہ بن حطب سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ ابن مظعون کی وفات ہوئی تو وہ بقیع میں دفن کیے گئے رسول اللہ ﷺ نے کسی چیز کے متعلق حکم دیا تو وہ ان کے سرہانے لگا دی گئی فرمایا یہ ان کی قبر کی علامت ہے، اس کے پاس دفن کیا جائے گا یعنی جوان کے بعد مرے گا۔

عثمانؓ بن مظعون کا حلیہ مبارک

عائشہ بنت قدامہؓ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن مظعون اور ان کے بھائی حلیے میں باہم ملتے جلتے تھے، عثمانؓ بہت سیاہ رنگ کے تھے، نہ بہت لانبے، نہ بہت پستہ قد، ڈاڑھی لمبی چوڑی تھی، ایسا ہی قدامہؓ بن مظعون کا حلیہ تھا، البتہ قدامہ دراز قد تھے، عثمان کی کنیت ابوالسائب تھی۔

عبد اللہؓ بن مظعون

نسب نامہ

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح، ان کی والدہ سخیلہ بنت عنبس بن وہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں، ان کی کنیت ابومحمد تھی۔

عبد اللہؓ اور قدامہؓ کا اسلام لانا

یذید بن رومان سے مروی ہے کہ عبد اللہؓ اور قدامہؓ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں جانے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عبد اللہ بن مظعون اور سہیل بن عبید اللہ المعلی انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ

لوگوں نے بالاتفاق بیان کیا کہ عبداللہ بن مظعون ملک حبشہ کو دوسری ہجرت کے موقع پر گئے رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن مظعون اور سہیل بن عبیداللہ المعلیٰ انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، عبداللہ بن مظعون بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ خلافت عثمانؓ بن عفان میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

قدامہؓ بن مظعون

نسب نامہ ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح، ان کی کنیت ابوعمر تھی، والدہ غزیہ بنت حویرث بن عنبس بن وہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔

قدامہؓ کی اولاد

قدامہ کی اولاد میں عمر و فاطمہ تھیں جن کی والدہ ہند بنت ابولید ابن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

عائشہؓ ان کی والدہ فاطمہ بنت ابی سفیان بن حارث بن امیہ ابن فضل بن منقذ بن عفیف بن کلیب بن حشیہ خزاعہ میں سے تھیں۔

حفصہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

رملہ کی والدہ

رملہ، ان کی والدہ صفیہ بنت الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ ابن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب، عمرؓ بن الخطاب کی بہن تھیں، بہ روایت محمد بن اسحٰق ومحمد عمر، قدامہ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف گئے، قدامہؓ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

قدامہؓ بن مظعون کی وفات

عائشہ بنت قدامہؓ سے مروی ہے قدامہؓ بن مظعون کی وفات ۳۶ھ میں ہوئی، اس وقت وہ اڑسٹھ سال کے تھے، مگر بڑھاپے کا تغیر نہیں ہوا تھا (یعنی سفید بال)

سائبؓ بن عثمان

نسب نامہ ابن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح، ان کی والدہ خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص السلمیہ تھیں، خولہ کی والدہ ضعیفہ بنت العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

سب کی روایت میں بالاتفاق ہے سائبؓ بن عثمانؓ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف گئے۔

سائب بن عثمانؓ اور حارثہ بن سراقہ کے درمیان عقد مواخاۃ

رسول اللہ ﷺ نے سائب بن عثمانؓ اور حارثہ بن سراقہ انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، حارثہؓ بدر میں شہید ہوئے، سائبؓ بن عثمانؓ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں سے تھے جو تیر انداز بیان کیے گئے ہیں۔

بروایت محمد بن اسحٰق ومحمد بن عمروابی معشر، سائبؓ ابن عثمان بدر میں موجود تھے موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جوان کے نزدیک بدر میں موجود تھے، ہشام بن محمد ابن سائب الکلبی جو بدر میں موجود تھے کہتے تھے کہ وہ سائب ابن مظعون تھے جو عثمان بن مظعون کے بھائی تھے۔

محمد بن سعد نے کہا ہمارے نزدیک یہ ہشام بن کلبی کا وہم ہے، کیونکہ اصحاب سیرت وعلمائے مغازی سائب بن عثمانؓ بن مظعون کو ان لوگوں میں ثابت کرتے ہیں جو بدر میں موجود تھے، وہ احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے، جنگ یمامہ میں موجود تھے، اس روز انھیں ایک تیر لگ گیا۔

جنگ یمامہ بہ عہد ابی بکرؓ صدیق ۱۲ھ میں ہوئی، سائب اسی تیر سے تیس سال سے زاید کی عمر میں وفات پا گئے۔

معمرؓ بن حارث بن معمر

نسب نامہ ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح، ان کی والدہ قتیلہ بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ جمح تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ معمر بن حارث رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں جانے سے پہلے اسلام لئے۔

معمر بن حارث اور معاذ بن عفرا کے درمیان عقد مواخاۃ

رسول اللہ ﷺ نے معمر بن حارث اور معاذ بن عفرا کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، معمر بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

ان کی وفات خلافت عمرؓ بن الخطاب میں ہوئی۔

کل پانچ اشخاص۔

بنی عامر بن لؤی

ابوسبرہ بن ابی رہمؓ ابن عبدالعزیٰ ابی قیس بن عبدونصر بن مالک بن حسل ابن عامر بن لوئی، ان کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبدمناف بن قصی تھیں۔

ابوسبرہ کی اولاد

ابوسبرہ کی اولاد میں محمد اور عبداللہ اور سعد تھے، ان کی والدہ ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی تھیں، ابوسبرہؓ دونوں ہجرتوں میں مہاجرین حبشہ میں سے تھے، دوسری ہجرت میں ان کے ساتھ ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں، یہ محمد بن اسحق و محمد بن عمر نے بیان کیا، موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے اس کو بیان نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابی سبرہؓ بن ابی رہم اور سلمہ بن سلامہ بن وقش کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب ابوسبرہؓ بن ابی رہم نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو منذر بن محمد بن سعید ابن احیحہ بن الجلاح کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ ابوسبرہؓ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب سعادت تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مکے واپس آئے اور وہیں ٹھہر گئے، اسے مسلمانوں نے پسند کیا اس کے لڑکے بھی اسے برا کہتے تھے اور انھیں الزام دیتے تھے کہ وہ مکے سے ہجرت کرنے کے بعد اسی کے طرف واپس ہو گئے اور اس میں ٹھہر گئے۔

ابوسبرہؓ بن ابی رہم کی وفات عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں ہوئی۔

عبداللہؓ بن مخرمہ

نسب نامہ ابن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل ابن عامر بن "لؤی کی" کنیت ابو محمد تھی والدہ بہنانہ بنت صفوان بن امیہ ابن محرث بن خمل بن شق بن رقبہ بن مخدج بن ثعلبہ بن مالک ابن کنانہ تھیں۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی عبیدہ کو ایک شخص سے عبداللہ بن مخرمہ کی اولاد کو دریافت کرتے سنا تو اس نے کہا کہ عبداللہ کی کنیت ابومحمد تھی، اولاد میں مساحق تھے، ان کی ماں زینب بنت سراقہ بن المعتمر بن انس بن اداۃ بن ریاح ابن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب تھیں، جس سے عبداللہ نے سنا وہ ابونوفل بن مساحق تھے، ان کے پسماندہ بیٹے پوتے مدینے میں موجود تھے۔

بہ روایت محمد بن عمر، عبداللہؓ بن مخرمہ نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں محمد بن اسحق نے ہجرت ثانیہ میں ان کا ذکر کیا اور ہجرت اولیٰ میں نہیں کیا موسیٰ بن عقبہ و ابومعشر نے ہجرت اولیٰ میں ان کا ذکر کیا نہ ثانیہ میں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عبداللہؓ ابن مخرمہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

عبداللہ بن مخرمہ اور فروہ بن عمرو کے درمیان عقد مواخاۃ

سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہؓ بن مخرمہ اور فروہ بن عمرو بن وذفہ کے درمیان جو بنی بیاضہ میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا، عبداللہ بن مخرمہ بدر میں حاضر ہوئے تو تیس سال کے تھے، احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے تھے، یمامہ میں بھی حاضر ہوئے، وہ اسی روز ابوبکر صدیق کی خلافت میں

۱۲ھ میں بہ عمر اکتالیس سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

حاطبؓ بن عمرو

نسب نامہ برادر سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدودنصر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لوی، والدہ اسماء بنت حارث بن نوفل تھیں جو اشجع سے تھیں۔

حاطب کی اولاد

حاطب کی اولاد میں عمرو بن حاطب تھے، ان کی والدہ ریطہ بنت علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ حاطب بن عمر رسول اللہ ﷺ کے ارقم کے مکان میں جانے سے پہلے اسلام لائے۔

سب نے بیان کیا کہ (بہ روایت محمد بن اسحٰق ومحمد بن عمر) حاطب بن عمرو نے ملک حبشہ کی دونوں ہجرتیں کیں، موسیٰ بن عقبہ وابومعشر نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

عبدالرحمٰن بن اسحٰق نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہجرت اولیٰ میں سب سے پہلے جو شخص ملک حبشہ میں آئے وہ حاطب بن عمرو بن عبدشمس تھے، محمد بن عمرو نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

ابی بکر محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب حاطبؓ ابن عمرو نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ بن عبدالمنذر برادر ابی لبابہ بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

سب نے بالاتفاق بیان کیا کہ حاطب بن عمرو بدر میں موجود تھے موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا کہ ان کے بھائی سلیط بن عمرو بھی ان کے ساتھ بدر میں موجود تھے۔ اسے کسی اور نے بیان نہیں کیا، اور یہ ثابت بھی نہیں حاطب احد میں بھی موجود تھے۔

عبداللہؓ بن سہیل بن عمرو

نسب نامہ ابن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی، کنیت ابوسہیل تھی ان کی والدہ فاختہ بنت عامر بن نوفل بن عبدمناف ابن قصی تھیں۔

بہ روایت محمد بن اسحٰق ومحمد بن عمر، عبداللہ بن سہیل ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے اس کا ذکر نہیں کیا، وہ حبشہ سے مکے واپس آئے تو ان کے والد نے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر کر کے اپنے پاس رکھ لیا، اور انھیں ان کے دین میں فتنے میں ڈالا۔

عطا ابن محمد بن عمرو بن عطا نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبداللہ بن سہیل مشرکین کے ہمراہ جنگ بدر کے لئے روانہ ہوئے وہ اپنے والد سہیل بن عمرو کے ساتھ اسی کے نفقے اور اسی کی سواری میں تھے ان کے والد کو شک نہ تھا، کہ وہ اس کے دین کی طرف واپس آ گئے جب بدر میں مسلمان ومشرکین ملے اور دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو

دیکھ لیا تو عبداللہ بن سہیل مسلمانوں کی طرف پلٹ آئے اور جنگ سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے وہ بحالت اسلام بدر میں پلٹ آئے اس وقت ستائیس سال کے تھے، اس طریقے نے ان کے والد سہیل بن عمرو کو نہایت سخت غصہ دلایا عبداللہ نے کہا کہ اللہ اس میں میرے اور اس کے لئے خیر کثیر کر دی، عبداللہ بن سعید احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

عبداللہؓ بن سعید کی شہادت

وہ یمامہ میں بھی حاضر ہوئے اور اسی میں وہ جنگ جو اثنا میں ۱۲ھ میں خلافت ابی بکر صدیق میں ہوئی شہید ہو گئے وہ اس وقت اڑتیس سال کے تھے ان کا کوئی پسماندہ نہ تھا، ابو بکر صدیق نے اپنی خلافت میں حج کیا تو مکے میں سہیل بن عمرو ان کے پاس آئے، ابو بکرؓ نے ان سے عبداللہ کی تعزیت کی تو سہیل نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید اپنے ستر عزیزوں کی شفاعت کرے گا، مجھے امید ہے کہ میرے بیٹے مجھ سے پہلے کسی کی شفاعت نہ کریں گے۔

عمیرؓ بن عوف سہیل بن عمرو کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے، کنیت ابو عمرو تھی، مکے کے غیر خالص عربوں میں سے تھے موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر اور محمد بن عمر انہیں عمیر بن عوف کہتے تھے۔ محمد بن اسحٰق عمرو بن عوف کہتے تھے
۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عمیرؓ بن عوف نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ عمیر بن عوف بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

سلیط بن عمرو نے اپنے اعزہ سے روایت کی کہ عمیرؓ بن عوف کی وفات مدینے میں عمرؓ بن الخطاب کی خلافت میں ہوئی، اور ان پر عمرؓ نے نماز پڑھی۔

وہبؓ بن سعد بن ابی سرح

نسب نامہ ابن حارث بن حبیب بن حذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی عبداللہ بن سعد کے بھائی تھے، ان دونوں کی والدہ مہانہ بنت جابر اشعرین میں سے تھیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب وہب بن سعد نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

وہبؓ بن سعد اور سوید بن عمرو کے درمیان عقد مواخات

سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے وہبؓ بن سعد اور سوید بن عمرو کے درمیان عقد مواخاۃ کیا دونوں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے بہ روایت موسیٰ بن عقبہ وابی معشر و محمد بن عمر، وہب بن سعد بدر میں موجود تھے محمد بن عمر

نے اپنی کتاب میں ان کا ان لوگوں میں ذکر نہیں کیا جو بدر میں موجود تھے، وہب بن سعد احد اور خندق وحدیبیہ اور خیبر میں موجود تھے جمادی الاولیٰ ۸ھ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے، شہادت کے دن چالیس سال کے تھے۔

بنی عامر بن لوی کے خلفائے اہل یمن

سعدؓ بن خولہ یہ اہل یمن میں سے ان کے حلیف تھے، کنیت ابوسعید تھی، موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحٰق اور محمد بن عمر نے اسی طرح بیان کیا ابومعشر نے کہا کہ اہل یمن میں سے سعد بن خولی کے حلیف تھے، محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے اس شخص سے سنا جو بیان کرتے تھے، کہ وہ حلیف نہ تھے بلکہ ابورہم بن عبدالعزیٰ العامری کے مولیٰ تھے بہ روایت محمد بن اسحٰق ومحمد بن عمر، ہجرت ثانیہ میں وہ مہاجرین حبشہ میں تھے، اس کو موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے بیان نہیں کیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ سعد بن خولہ نے جب مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدام کے پاس اترے۔

سعدؓ بن خولہ کی وفات اور رسول اللہ ﷺ کا ان کی عیادت کے لئے جانا

سب نے بیان کیا کہ سعدؓ بن خولہ بدر میں حاضر ہوئے تو پچیس سال کے تھے، احد وخندق حدیبیہ میں موجود تھے، وہ ان سبیعہ بنت حارث سلمیہ کے شوہر تھے جن کے یہاں ان کی وفات کے کچھ ہی دیر بعد ولادت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جس سے چاہو نکاح کرلو، سعد بن خولہ مکے گئے تھے، وہیں وفات پائی، جب فتح مکہ کا زمانہ ہوا تو سعد بن ابی وقاص بیمار ہوئے، رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے عمرے کے لئے تشریف لائے تو ان کی عیادت کے لئے بھی گئے اور فرمایا اے اللہ میرے اصحاب کی ہجرت کو پورا کر، انہیں پسِ پشت واپس نہ کر لیکن مصیبت زدہ سعدؓ بن خولہ رسول اللہ ﷺ ان کے لئے افسوس کرتے تھے وہ مکے میں مرگئے یہ اس لئے کہ جس نے مکہ سے ہجرت کی اس کے لئے رسول اللہ ﷺ ناپسند کرتے تھے کہ وہاں واپس آئے یا اس میں ارکان حج وعمرہ ادا کرنے سے زیادہ قیام کرے۔

علاء بن حضرمی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ صرف تین راتیں ہیں جن میں مہاجر بعد ادائے ارکان حج مکے میں قیام کرے۔

بنی فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ

درج ذیل نام بطون قریش کے آخر بطن ہیں

ابوعبیدہؓ بن الجراح

نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ ابن حارث بن فہر تھا، ان کی والدہ امیمہ بنت غنم بن جابر بن عبدالعزیٰ ابن عامر بن عمیرہ تھیں، امیمہ کی والدہ دعد بنت ہلال بن اہیب ابن ضبہ بن حارث بن فہر تھیں۔

ابوعبیدہؓ کی اولاد

ابوعبیدہؓ کی اولاد میں یزید وعمیر تھے ان دونوں کی والدہ ہند بنت جابر بن وہب بن ضباب بن حجیر بن عبد بن معیص ابن عامر بن لوی تھیں ابوعبیدہ بن الجراح کے لڑکے لاولد مر گئے اس لئے ان کا کوئی پسماندہ نہ تھا۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارقم کے مکان میں جانے سے پہلے ابوعبیدہؓ بن الجراح عثمانؓ بن مظعون اور عبدالرحمٰن بن عوف اور ان کے ساتھیوں کو مشرف با سلام فرمایا۔

بہ روایت محمد بن اسحٰق ومحمد عمر ابوعبیدہؓ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ گئے اس کو موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے بیان نہیں کیا۔

عاصم بن عمر قتادہ سے مروی ہے کہ جب ابوعبیدہؓ بن الجراح نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

ابی عبیدہ بن الجراح اور سالم مولائے ابی حذیفہ کے درمیان عقد مواخاۃ

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی عبیدہ بن الجراح اور سالم مولائے ابی حذیفہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

ابوعبیدہؓ بدر واحد میں حاضر ہوئے جنگ احد میں جب لوگ پشت پھیر کے بھاگ گئے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

احد میں رسول اللہ ﷺ کا زخمی ہونا

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکرؓ کو کہتے سنا کہ جب یوم احد میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر تیر مارا گیا اور آپ کے دونوں رخساروں میں خود کے دو حلقے گھس گئے تو میں آنحضرت ﷺ کی طرف دوڑتا ہوا آیا، ایک اور مسلمان مشرق کی طرف سے دوڑتا ہوا آیا، میں نے کہا اے اللہ اسے خوشی بنا ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی جناب میں پہنچے تو وہ ابوعبیدہؓ بن الجراح تھے جنھوں نے مجھ پر سبقت کی تھی انھوں نے کہا اے ابوبکرؓ میں اللہ کے لیے تم سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے کیوں نہیں چھوڑ دیتے کہ رسول اللہ ﷺ کے رخسار سے اسے کھینچ لوں، میں نے انھیں چھوڑ دیا ابوعبیدہؓ نے اپنے دانتوں سے خود کا ایک حلقہ پکڑ کے کھینچا تو پشت کے بل گر پڑے اور دانت ٹوٹ گیا انھوں نے دوسرا حلقہ دوسرے دانت سے پکڑا تو وہ دانت بھی ٹوٹ گیا، ابوعبیدہؓ لوگوں میں کھونڈے تھے۔

سب نے بیان کیا کہ ابوعبیدہؓ خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے وہ آپ کے اکابر اصحاب میں سے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ ذی القصہ کی طرف بطور سریہ بھیجا تھا۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح کو مہاجرین وانصار کے تین سو آدمیوں کے ہمراہ جہینہ کے ایک قبیلے کی طرف جو ساحل سمندر میں تھا بطور سریہ بھیجا جو غزوہ خبط کہلاتا ہے۔

جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ابوعبیدہؓ بن الجراح کے ساتھ بھیجا، ہم لوگ تین سو سے زاید تھے آپ نے ہمیں کھجور کی ایک تھیلی توشے میں دی۔

انھوں نے ہمیں اس میں سے ایک ایک مٹھی دیدی جب ہم نے ان سے مانگا تو ہمیں ایک کھجور دی گئی،

جب ہم نے اسے بھی ختم کر دیا تو اس کا ختم ہونا محسوس کیا، ہم لوگ اپنی کمانوں سے پتے توڑتے اور اسے بغیر سیر ہوئے کھاتے اور پانی پیتے، اسی وجہ سے ہمارا نام جیش الخبط (لشکر برگ) رکھ دیا گیا ہم نے ساحل کا راستہ اختیار کیا اتفاق سے ایک مردہ جانور ریت کے ٹیلے کی طرح نظر آیا جس کا نام عنبر تھا (سمندر کی بہت بڑی مچھلی جس کی لمبائی تقریباً ساٹھ گز ہوتی ہے) ابوعبیدہؓ نے کہا کہ مردار ہے نہ کھاؤ، پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا لشکر اللہ کی راہ میں اور ہم مضطر بھی ہیں ہم نے اسے بیس پچیس دن تک کھایا اور خشک کر کے ساتھ لے لیا اس کی آنکھ کے حلقے میں ہم سے ۱۳ آدمی بیٹھ گئے ابوعبیدہؓ اس کی ایک پسلی پر کھڑے ہو گئے لشکر کے اونٹوں میں سے خوب بڑے اور موٹے اونٹ پر کجاوہ کسا اور اسے اس کے نیچے سے گزارا، جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کس نے روکا، ہم نے کہا ہم لوگ قریش کے قافلوں کو تیار کرتے تھے، ہم نے جانور کا حال بیان کیا تو فرمایا، وہ تو صرف رزق تھا جو تم لوگوں کو اللہ نے دیا کیا اس میں سے تمہارے ساتھ؟ ہم نے کہا جی ہاں۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ جب اہل یمن رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انھوں نے درخواست کی کہ آپ ان کے ہمراہ کسی کو بھیجیں جو سنت اور اسلام کی دعوت دے آپ نے ابوعبیدہؓ بن الجراح کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا، یہ اس کی امت کے امین ہیں۔

انسؓ بن مالک نبی ﷺ سے روایت کی کہ ہر امت کا امین ہوتا ہے میری امت کا امین ابوعبیدہ بن الجراح ہیں۔

حذیفہؓ سے مروی کہ اہل نجران میں سے کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی، ہمارے ساتھ کسی امین کو بھیجے فرمایا میں ضرور ضرور تمہارے پاس امین بھیجوں گا جو سچا امین ہوگا، اس کو تین مرتبہ فرمایا، اصحابؓ رسول اللہ ﷺ اس کے لئے منتظر رہے پھر آپ نے ابوعبیدہؓ بن الجراح کو بھیجا۔

حذیفہ سے مروی ہے کہ سید اور عاقب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے ساتھ کسی امین کو کر دیجئے فرمایا میں عنقریب تمہارے ساتھ کسی امین کو بھیجوں گا جو سچا امین ہوگا اس کے لوگ منتظر رہے پھر آپ نے ابوعبیدہؓ بن الجراح کو بھیجا۔

ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ ابوعبیدہؓ بن الجراح کیسے اچھے آدمی ہیں۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح کی مہر کا نقش یہ تھا، " کان الخمس للہ" (خمس اللہ کا ہے)

ثابت سے مروی ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح نے جب وہ امیر شام تھے، کہا کہ اے لوگو میں قریش کا ایک شخص ہوں تم میں سے کوئی سرخ و سیاہ تقوے میں مجھ سے زیادہ نہیں ہے البتہ چاہتا ہوں کہ اس کی کیچلی (سلاخ) میں رہوں۔

ابی ابن نجیح سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ کسی نے کچھ آرزو کی اور کسی نے کچھ آرزو کی، میری آرزو یہ ہے کہ ایک مکان ہوتا جو ابوعبیدہؓ بن الجراح جیسے لوگوں سے بھرا ہوتا سفیان نے کہا کہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے اسلام میں کوتاہی نہیں کی، فرمایا یہی تو میری مراد ہے۔

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا اگر میں ابوعبیدہؓ بن الجراح کو پاتا تو انھیں خلیفہ بناتا اور ان کے خلیفہ بنانے میں کسی سے مشورہ نہ کرتا ان کے متعلق مجھ سے باز پرس ہوتی تو کہتا کہ میں نے اللہ کے امین اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے امین کو خلیفہ بنایا۔

قتادہؓ سے مروی ہے کہ ابوعبیدہؓ بن الجراح نے کہا، مجھے یہ پسند تھا کہ مینڈھا ہوتا کہ گھر والے ذبح کر کے

میرا گوشت کھالیتے اور شوربا پی لیتے۔

معن بن عیسیٰ سے مروی ہے کہ ہم مالکؓ بن انسؓ سے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابوعبیدہؓ کو چار ہزار درہم اور چار سو دینار بھیجے اور قاصد سے فرمایا کہ دیکھنا وہ کیا کرتے ہیں، ابوعبیدہؓ نے انھیں تقسیم کردیا انھوں نے اس قدر معاذ کے پاس بھیجا اور قاصد سے اسی طرح فرمایا جس طرح فرمایا تھا، معاذ نے بھی تقسیم کردیا سوائے ایک قلیل رقم کے ان کی بیوی نے کہا تھا کہ ہمیں اس کی حاجت ہے جب قاصد عمرؓ کو خبر دی تو فرمایا کہ سب تعریف اسی اللہ کے لئے ہے جس نے اسلام میں ایسے آدمی شامل کئے جو یہ کرتے ہیں۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے معلوم ہوا کہ معاذ بن جبل نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ اگر خالدؓ بن الولید ہوتے تو جنگ میں ذوکون (بوڑھا) نہ ہوتا، یہ (کلام) ابوعبیدہ بن الجراح نے تنگ دل ہو کے کہا تھا میں نے بعض لوگوں کو کہتے سن رہا تھا تو معاذ نے کہا کہ تیرا باپ نہ ہو، معجزہ بھی ابی عبیدہؓ بن الجراح کے پاس جانے کے لئے بے قرار رہتا ہے، واللہ وہ روئے زمین کے سب سے بہتر شخص ہیں۔

عبداللہؓ بن رافع مولائے ام سلمہ سے مروی ہے کہ ابوعبیدہؓ بن الجراح جو جب مصیبت پہنچائی گئی تو انھوں نے معاذ بن جبل کو خلیفہ بنایا۔ یہ واقعہ وبائے عمواس کے سال کا ہے۔

عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ میں ابوعبیدہؓ بن الجراح کے پاس ان کے عارضۂ موت میں آیا جب وہ انتقال کر رہے تھے، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمرؓ بن الخطاب کی سرغ سے واپسی پر مغفرت کرے پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ طاعون میں مرنے والا شہید ہے پیٹ کی بیماری میں مرنے والا بھی شہید ہے ڈوبنے والا بھی شہید ہے جلنے والا شہید ہے، جس پر دیوار گرے وہ شہید ہے، جو عورت حاملہ مرجائے وہ شہید ہے، اور پسلی کی بیماری والی (یعنی نمونیہ کی مریضہ) بھی شہید ہے۔

مالک بن یخامر سے مروی ہے کہ انھوں نے ابوعبیدہؓ بن الجراح کا حلیہ بیان کیا کہ دبلے پتلے لمبے چھدری ڈاڑھی، ابھرے سینے والے، وہ ذہانت کے کھونڈے تھے اور ان کے چہرے میں بھرا ہوا گوشت نہ تھا۔

ابوبکر بن عبداللہ ابن ابی سبرہ نے ابوعبیدہؓ کی قوم کے چند آدمیوں سے روایت کی کہ ابوعبیدہؓ بن الجراح جب بدر میں حاضر ہوئے تو اکتالیس سال کے تھے، ان کی وفات وبائے عمواس ۱۸ھ میں بہ عہد عمرؓ بن الخطاب ہوئی، ابوعبیدہؓ وفات کے دن اٹھاون سال کے تھے، وہ اپنی ڈاڑھی اور سر کو مہندی اور نیل سے (سرخ) رنگتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوعبیدہؓ نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے۔

سہیلؓ بن بیضا

نسب نامہ بیضا ان کی والدہ ہیں والد وہب بن ربیعہ بن ہلال ابن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر تھے کنیت ابو موسیٰ تھی، ان کی والدہ بیضا تھیں وہ دعد بنت جحدم بن عمرو بن عائش ابن ظرب بن حارث بن فہر تھیں بہ روایت محمد بن اسحٰق و محمد بن عمر سہیلؓ نے ملک حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب سہیل وصفوان فرزندان بیضا نے مکے سے مدینے کی طرف

ہجرت کی تو دونوں کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ سہیلؓ جب بدر میں حاضر ہوئے تو چونتیس سال کے تھے احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے، رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے، رسول اللہ ﷺ نے انھیں سفر تبوک میں ندا دی آپ نے فرمایا یا سہیلؓ (اے سہیلؓ) انھوں نے کہا، لبیک (حاضر ہوں) لوگوں نے جب رسول اللہ ﷺ کا کلام سنا تو ٹھہر گئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے شہادت دی کہ ''لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ'' تو اللہ نے اسے دوزخ پر حرام کر دیا سہیلؓ کی وفات ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کے تبوک سے واپس تشریف لانے کے بعد مدینے میں ہوئی، ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سہیلؓ بن بیضا پر مسجد میں نماز پڑھی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے سعدؓ بن ابی وقاص کے جنازے کو مسجد میں اپنے پاس گزارنے کا حکم دیا وہ مسجد میں گزارا گیا عائشہؓ کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اعتراض کیا تو انھوں نے کہا لوگوں کو اعتراض کی طرف اتنا تیز کس نے چلایا، واللہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضا پر مسجد ہی میں نماز پڑھی۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سب سے زیادہ عمر والے ابوبکرؓ اور سہیلؓ ابن بیضا تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سہیلؓ کی جب وفات ہوئی تو وہ چالیس سال کے تھے۔

صفوانؓ بن بیضا

نسب نامہ

بیضہ ان کی والدہ تھیں، والد وہب بن ربیعہ بن ہلال بن مالک ابن ضبہ بن حارث بن فہر تھے ان کی کنیت ابو عمرو تھی ان کی والدہ بیضا تھیں جو دعد بنت حجدم بن عمرو بن عائش بن ظرب بن حارث ابن فہر تھیں۔

صفوان بن بیضا اور رافع بن المعلی کے درمیان عقد مواخاۃ

سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان بن بیضا اور رافع بن المعلی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا اور دونوں غزوہ بدر میں شہید ہوئے۔

جعفر بن عمرو سے مروی ہے کہ صفوانؓ بن بیضا کو طعیمہ بن عدی نے شہید کیا، محمد بن عمر نے کہا کہ یہ ایک روایت ہے اور ہم سے بیان کیا گیا کہ صفوان بن بیضا بدر میں شہید نہیں ہوئے۔

وہ تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے، وفات رمضان ۳۸ھ میں ہوئی ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

معمرؓ بن ابی سرح

نسب نامہ ابن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر کنیت ابوسعد تھی ان کی والدہ زینب بنت ربیعہ بن وہب ابن ضباب بن حجیر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی تھیں، اسی طرح ابومعشر و محمد بن عمر نے کہا کہ وہ معمرؓ

بن ابی سرح تھے موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحٰق اور ہشام بن محمد بن السائب کلبی نے کہا کہ وہ عمرو بن ابی سرح تھے۔
اولاد میں ابوعبداللہ تھے جن کی والدہ امامہ بنت عامر بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر تھیں۔
عمیر ان کی والدہ دختر عبداللہ بن الجراح ہمشیرہ ابوعبیدہؓ بن الجراح تھیں، معمرؓ بن ابی سرح بہ روایت محمد بر اسحٰق ومحمد بن عمر، ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے۔
عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب معمر بن ابی سرح نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔
سب نے بیان کیا کہ معمرؓ بدر واحد وخندق تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے ۳۰ھ عثمانؓ بر عفان کی خلافت میں مدینے میں ان کی وفات ہوئی۔

عیاضؓ بن زہیر

نسب نامہ ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن ضبہ بن حارث ابن فہر، کنیت ابوسعد تھی والدہ سلمیٰ بنت عامر بن ربیعہ ابن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر تھیں، بہ روایت محمد بن اسحٰق محمد بن عمر ملک حبشہ کی طرف دوسر ہجرت میں شریک رہے۔
عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عیاضؓ بن زہیر نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔
سب نے بیان کی عیاض بن زہیر بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے خلافت عثمانؓ بن عفان میں ۳۰ھ میں مدینے میں ان کی وفات ہوئی کوئی اولاد نہ تھی۔

عمروؓ بن ابی عمرو

نسب نامہ ابن عقبہ بن فہر جو بنی محارب بن فہر میں سے تھے ان کی کنیت ابوشداد تھی ابومعشر اور محمد بن عمر نے ان کو ان لوگوں میں بیان کیا جو ان دونوں کے نزدیک بدر میں موجود تھے، موسیٰ بن عقبہ کہا کہ عمرو بن حارث (بدر میں تھے) تو ہم نے اس پر محمول کیا کہ ابوعمرو کا نام حارث تھا وہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں بھی ان لوگوں میں سے تھے ج بدر میں حاضر ہوئے، محمد بن اسحٰق نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ ہشام بن محمد بن السائب کلبی سے بنی محارب بن فہر کے نسب میں ہم جو لکھا تو اس میں بھی ہمیں ان کا ذکر نہیں ملا۔
عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عمرو بن ابی عمرو جب بدر میں حاضر ہوئے تو بتیس سال کے تھے ۳۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔
یوں یہ چھ اشخاص ہوئے۔
قریش کے مہاجرا ولین ان کے حلفا و موالی جو بدر میں حاضر ہوئے۔ محمد بن اسحٰق کے شمار میں تراسی آدمی تھے، محمد بن عمر کے شمار میں پچاسی آدمی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو شامل کر کے کل چھیاسی صحابی تھے۔

الحمدللہ اختتام طبقات ابن سعد

حصہ سوم

طبقات ابن سعد

حصہ چہارم

طبقہ انصارِ اولیٰ

انصار میں سے جو لوگ بدر میں حاضر ہوئے وہ اوس وخزرج، حارثہ کی اولاد میں سے تھے، حارثہ ہی کو عنقاء کہتے تھے، ابن عمرو مزیقیاء بن عامر، عمرو کا خطاب ماء السماء تھا ابن حارثہ، حارثہ غطریف مشہور تھے۔ ابن امرئ القیس بن ثعلبہ بن مازن بن الازد، ان کا نام درہ بن الغوث بن بنت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا تھا اور اسی کو عامر کہتے تھے وہ اوّل شخص تھے جنہوں نے قیدی گرفتار کئے اس لئے اس کا نام سبا رکھا گیا، ان کے حسن کی وجہ سے انھیں عبدشمس پکارا جاتا تھا، ابن یشجب ابن یعرب جو المرعف بن یقطن کے قحطان تھے اور قحطان تک یمن کا اتفاق ہے۔

جو لوگ انھیں اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ کہتے ہیں قحطان بن الہمیع بن تیمن بن نبت بن اسمٰعیل بن ابراہیم۔ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی اسی طرح اپنے والد سے نسب بیان کرتے ہیں اور اپنے والد سے ہی ذکر کرتے ہیں کہ اہل علم واہل نسب قحطان کو اسمٰعیل بن ابراہیم کی طرف منسوب کرتے تھے

ایک قول کے مطابق...... کسی اور کی طرف منسوب کرنے والے کہتے ہیں کہ وہ قحطان بن فانغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام، اوس وخزرج کی والدہ قیلہ بنت کاہل بن عذرہ بن سعد بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ تھیں، ایک حبشی غلام نے سعد کی پرورش کی جس کا نام حزیم تھا اور وہ ان پر غالب آ گیا اور انھیں سعد بن ہذیم کہا جانے لگا۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ میرے والد محمد بن السائب الکلبی اور دوسرے اہل نسب اس طرح بیان کرتے تھے انصار میں سے وہ لوگ بدر میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا غنیمت وثواب میں حصہ

مقرر کیا، یہ لوگ اوس کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو میں سے تھے اور وہ النبیت ابن مالک بن اوس تھے۔

سعد بن معاذ

سعد بن معاذ...... ابن نعمان بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل، کنیت ابوعمرو تھی والدہ کبشہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن ابجر تھیں جو خدرہ بن عوف بن حارث بن حارث بن خزرج تھے کبشہ مبایعات یعنی آنحضرت ﷺ سے بیعت کرنے والی عورتوں میں سے تھیں۔

محمد بن عبداللہ سعد بن معاذ کی اولاد میں سے تھے ان دونوں کی والدہ ہند بنت سماک بن عتیک بن امرالقیس بن زید بن عبدالاشہل تھیں وہ بھی مبایعات میں سے تھیں ان سے سعد نے اپنے بھائی اوس بن معاذ کے بعد نکاح کیا۔ وہ اسید بن حضیر بن سماک کی پھوپی تھیں، عمر بن سعد بن معاذ کی اولاد میں تین لڑکیاں اور نو لڑکے تھے، جن میں سے عبداللہ بن عمرو یوم حرہ میں شہید ہوئے۔ یہ سعد بن معاذ کی اولاد ہے۔

سعد کے اسلام لانے کے بعد

سعد کے اسلام لانے کے بعد...... واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ مصعب بن عبدالعبدری کے ہاتھ پر سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر کا اسلام ہوا۔ مصعب نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے عقبہ آخرہ کے ستر (۷۰) اصحاب سے پہلے مدینہ آکے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور انھیں قرآن پڑھایا۔ جب سعد بن معاذ اسلام لائے تو اس دن بنی عبدالاشہل میں سے اسلام لائے بغیر کوئی شخص نہ رہا۔ بنی عبدالاشہل کا مکان انصار کا پہلا مکان ہے جہاں عورت اور مرد سب کے سب اسلام لے آئے۔

سعد بن معاذ نے اپنے مکان میں مصعب بن عمیر اور ابوامامہ اسعد بن زرارہ کو منتقل کرلیا، دونوں سعد بن معاذ کے مکان میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے، سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے، سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنی عبدالاشہل کے بت توڑتے رہے۔

سعد ابن معاذ اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ

سعد ابن معاذ اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ... ابن ابی عون سے مروی ہے کہ سعد ابن معاذ اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ رسول اللہ ﷺ نے کیا۔

لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ اور ابوعبیدۃ بن الجراح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ ان میں سے کیا تھا یہ سب اللہ ہی جانتا ہے۔

عمر بن الحصین سے مروی ہے کہ بدر کے دن اوس کا جھنڈا سعد بن معاذؓ کے پاس تھا، جنگ احد میں شرف ہمرکابی حاصل تھا، جس وقت لوگ پشت پھیر کے بھاگے تو وہ آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے غزوہ خندق میں بھی حاضر ہوئے

ابومتوکل سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے بخار کے ذکر میں فرمایا کہ جس کو وہ ہوگا تو دوزخ سے اس کا حصہ ہو جائے گا، سعد بن معاذ نے اسکو اپنے رب سے مانگا۔ دعا قبول ہوئی اور انہیں بخار ہوگیا اور اس وقت تک ان سے بخار جدا نہ ہوا جب تک کہ وہ دنیا سے جدا نہ ہوئے۔

حضرت سعد کا رجز پڑھنا

حضرت سعد کا رجز پڑھنا...... عائشہؓ سے مروی ہے کہ گھر سے نکل کر غزوہ خندق میں لوگوں کے

موں کے چلنے کی آہٹ سنی پلٹ کے دیکھا تو سعد بن معاذ تھے ان کے ہمراہ حارثہ بن اوس بھی تھے میں زمین پر بیٹھ
ئی اور سعد رجز پڑھتے اور کہتے ہوئے گزر گئے۔

لبث قليلا يدرک الهيجا حَمَل ما أحسن الموت اذاحان الأجل

(اے سعد) تھوڑی دیر ٹھہر جا تو تو جنگ کو پا پائیگا۔ کیسی اچھی موت ہے جب وقت آجائے۔

سعد کے بدن پر ایک زرہ تھی جس میں سے سر ہاتھ اور پاؤں باہر تھے مجھے ان کے باہر نکلنے کا اندیشہ تھا۔
عد بڑے لمبے آدمی تھے میں کھڑی ہوئی جس میں مسلمانوں کی جماعت تھی، اس باغ میں گھس گئی۔ جن میں عمر بن
خطابؓ اور ایک اور شخص خود پہنے ہوئے تھے، عمرؓ نے پوچھا کہ کون سی چیز آپکو یہاں لائی؟ واللہ آپ بڑی بے خوف
یں، بھاگنے اور مصیبت کے وقت آپکو کیا چیز امن دے گی۔

وہ مجھے بُرا بھلا کہتے رہے یہاں تک کہ میں خواہش کر رہی تھی کہ اسی وقت زمین پھٹ جائے اور میں اس
یں سما جاؤں۔ اس شخص نے اپنے چہرہ سے خود ہٹایا دیکھا تو طلحہ بن عبید اللہ تھے انھوں نے کہا کہ اے عمرؓ! تم پر افسوس
ہے، ملامت آج ضرورت سے زیادہ کردی سوائے اللہ کے اور کہاں بھاگنا یا بچنا ہے۔

ابن العرقہ کا سعد کو تیر مارنا...... مشرکین قریش میں سے ایک شخص جس کا نام ابن العرقہ تھا سعد کو تیر مارا
اس نے کہا اسے سنو! میں ابن العرقہ ہوں وہ ان کی ہاتھ کی رگ (اکحل) میں لگا سعد نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ
جب تک کہ تو بنی قریظہ سے میرا دل ٹھنڈانہ کردے، بنی قریظہ جاہلیت میں ان کے موالی وحلفاء تھے۔

سعد کا زخم بند ہوگیا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے مشرکین پر آندھی بھیجدی جنگ میں مومنین کے لئے اللہ ہی کافی
ہوگیا اور اللہ بڑا زبردست اور بڑی قوت والا ہے، ابوسفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ تہامہ چلا گیا، عینیہ اپنے ساتھیوں
کے ساتھ نجد چلا گیا اور بنو قریظہ واپس ہوکر اپنے قلعوں میں محفوظ ہو گئے۔

آپ ﷺ کی واپسی...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے واپس ہوئے آپ نے خیمہ کا حکم دیا جو مسجد میں
سعد بن معاذ کے لئے نصب کیا گیا۔ آپ کے پاس جبریل آئے اُن کے چہرے پر غبار تھا فرمایا آپ نے ہتھیار رکھ
دیئے حالانکہ ملائکہ نے ہتھیار ابھی تک نہیں رکھے بنی قریظہ کا ارادہ فرمایئے اور ان سے جنگ کیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے زرہ پہنی اور لوگوں کو کوچ کا حکم دیا۔ بنی غنم کے پاس تشریف لائے جو مسجد کے پڑوسی
تھے اور پوچھا کہ تمھارے پاس سے کون گذرا؟ لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس سے دحیہ الکلبی گذرے ہیں دحیہ کا چہرہ
اور داڑھی جبرئیل علیہ السلام کے مشابہ تھی۔

سعد بن معاذؓ کی امارت...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کے پاس آئے اور پچیس دن تک
انکا شدید محاصرہ ہوا اور ان پر شدید مصیبت آئی تو کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اتر آؤ، ابولبابہ بن
عبدالمنذر سے مشورہ کیا تو انھوں نے ان کو اشارہ کیا کہ ذبح (طے شدہ ہے تم قلعے سے نہ اترنا) ان لوگوں نے کہا کہ
ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اتریں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم سعد بن معاذ ہی کے حکم پر اترو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو بلایا، سعد ایک گدھے پر سوار کئے گئے جس پر کھجور کی چھال کا چار جامہ

تھا، انھیں ان کی قوم نے گھیر لیا لوگ کہنے لگے کہ ابو عمرو! بنی قریظہ تمھارے حلفاء و موالی ہیں مصیبت زدہ ہیں اور وہ لوگ ہیں جنھیں تم جانتے ہو، لہٰذا ان کے ساتھ رعایت کرنا مگر وہ کچھ جواب نہ دیتے تھے، جب ان لوگوں کے مکانات کے قریب ہوئے تو قوم کی طرف رُخ کیا اور کہا کہ میرے لئے وہ وقت آ گیا ہے کہ میں اللہ کے معاملے میں کسی بھی ملامت کی پرواہ نہ کروں۔

ابن سعد نے کہا کہ جب سعد نظر آئے تو آنحضرت نے فرمایا کہ اُٹھ کر اپنے سردار کی طرف جاؤ اور انھیں اتار لو۔ عمرؓ نے عرض کی کہ ہمارا سردار اللہ ہے، فرمایا انھیں اتار لو، فوراً تعمیل ہوئی اور لوگوں نے انھیں اتار لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے سعد سے فرمایا کہ بنی قریظہ کے بارے میں حکم دو انھوں نے کہا کہ عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں اور سپاہی قتل کر دیئے جائیں اور ان کا مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

حضرت سعدؓ کی دعا...... اس کے بعد سعدؓ نے اللہ سے دعاء کی کہ اے اللہ تو مجھے بھی اس وقت تک باقی رکھ جب تک اپنے نبی پر تو نے قریش کی کوئی جنگ باقی رکھی ہے اور اگر تو نے آنحضرت اور قریش کے درمیان جنگ منقطع کر دی ہو تو مجھے اپنی طرف اٹھا لے پھر ان کا زخم پھٹ گیا، حالانکہ وہ اچھا ہو گیا تھا اور سوائے معمولی نشان کے کچھ نہ رہا تھا۔ وہ اپنے خیمے کی طرف آئے جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے نصب کر دیا تھا۔

سعد کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ آئے، عائشہؓ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے میں ابو بکرؓ کے رونے کو عمرؓ کے رونے سے امتیاز نہ کر سکی حالانکہ میں اپنے حجرے میں تھی، وہ لوگ اسی طرح تھے جیسے اللہ تعالے نے فرمایا " رحماء بینھم " (آپس میں رحمدل) راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا رسول اللہ علیہ وسلم کی کیا کیفیت تھی، فرمایا، آپ کی آنکھ کسی پر نہ روتی تھی۔ لیکن جب آپکو رنج ہوتا تھا آپ صرف اپنی داڑھی پکڑ لیتے تھے۔

سعدؓ کی فضیلت...... عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ سعد کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمانے لگے جب آپ بیدار ہوئے تو ایک فرشتہ یا جبریل آئے اور کہا کہ آپ کی امت کا جو آدمی رات کو مر گیا ابن سما، (اہل آسمان) اسکی موت سے خوش ہوئے (کہ ان میں ایک ایسا پاکیزہ شخص مل گیا) آنحضرت نے فرمایا کہ میں سعد کے سوا کسی کو نہیں جانتا جن کی شام بحالت بیماری ہوئی سعد کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ان کا تو انتقال ہو گیا، انکی قوم اپنے مکان میں انھیں لے گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے آپ نے لوگوں کو چلنے میں تھکا دیا یہاں تک پاؤں سے جوتے نکل جاتے تھے اور شانوں سے چادریں گر جاتی تھیں، ایک شخص نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ آپ نے تو لوگوں کو تھکا دیا، فرمایا مجھے فکر ہے کہ ہم سے پہلے ان کے پاس (فرشتے) نہ آ جائیں جیسا کہ ہم سے پہلے وہ حنظلہ کے پاس آ گئے تھے۔

مجھے موت کا خوف نہیں ہے۔...... عائشہؓ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ اس حالت میں انھیں

مقامات پر دیکھے گئے کہ ان کے شانے پر زرہ تھی اور کہہ رہے تھے "لاباس بالموت اذاحان الأجل" اب وقت آگیا ہے تو مجھے موت کا خوف نہیں ہے۔

ابی میسرہ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ کی اکحل (ہاتھ کی رگ) میں تیر مارا گیا، خون بلند ہی ہوا تھا کہ آپ ﷺ آگئے تو آپ نے ان کی کلائی پکڑلی خون ان کے بازو کی طرف چڑھ گیا، راوی نے کہا سعد کہہ رہے تھے کہ اے اللہ جب تک بنی قریظہ سے میرا دل ٹھنڈا نہ کردے مجھے موت نہ دے قریظہ کے لوگ ان کے حکم پر قلعہ سے اترے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حکم دو سعد کے بارے میں انھوں نے کہا یا رسول اللہؐ مجھے اندیشہ ہے اس امر کا ہے کہ میں ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو نہ پہنچ سکوں گا۔

آپ نے پھر فرمایا کہ ان کے بارے میں تمہیں فیصلہ کرو انھوں نے فیصلہ یہ کیا کہ ہے کہ ان کے سپاہی قتل کردیئے جائیں اور ذریت قید کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو پہنچ گئے پھر دوبارہ خون جاری ہوگیا جو بند نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی رضی اللہ عنہ۔

تم اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کو پہنچ گئے ...... عبداللہ بن یزید انصاری سے مروی ہے کہ جب یوم قریظہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے سردار کو بلاؤ کہ وہ اپنے غلاموں کے بارے میں حکم دیں آپ کی مراد سعد بن معاذ سے تھی، وہ آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ حکم دو، انھوں نے کہا کہ مجھے اس امر کا اندیشہ ہے کہ میں ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو نہ پہنچ سکوں گا، فرمایا تمہیں حکم دو، انھوں نے حکم دیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کو پہنچ گئے۔

ابی سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذؓ کے حکم سے جب بنی قریظہ اُترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بلایا۔ وہ ایک گدھے پر آئے جب قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ۔ پھر فرمایا کہ اے سعد! یہ لوگ تمھارے حکم پر اترے ہیں انھوں نے کہا کہ میں ان حکم دنیا میں ان لوگوں کے بارے میں کہ سپاہی قتل کئے جائیں اور ذریت قید کیجائے فرمایا تم نے بادشاہ (اللہ) کے فیصلے کے مطابق حکم دیا۔

عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ بنی قریظہ رسول اللہ ﷺ پر اترے رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ کو بلا بھیجا وہ ایک گدھے پر سوار کرا کے لائے گئے، یوم خندق میں اس زخم کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ کی رگ پر لگا تھا وہ بالکل صاحب فراش تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکے بیٹھ گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ مجھے مشورہ کے دوران لوگوں کے بارے میں انھوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ اس کے بارے میں کرنے والے میں جسکا حکم اللہ نے دیا ہے۔ فرمایا، ہاں لیکن تم مشورہ دوران کے بارے میں انھوں نے کہا کہ اگر انکا معاملہ کیا جائے تو میں ان کے سپاہیوں کو قتل، ذریت کو قید اور انکے مال کی سے تقسیم کردوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم نے مجھے ان کے بارے وہی مشورہ دیا جس کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ سعد کو مصیبت یوم خندق میں پہنچائی گئی، قریش کے ایک شخص نے جس کا نام حبان بن العرقہ تھا ان کی رگ تیر مار دیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے خیمہ نصب کردیا کہ قریب سے انکی عبادت کریں، آنحضرت ﷺ غزوہ خندق سے واپس آکر تو ہتھیار رکھ کے غسل کیا۔ آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے جو اپنے

سر سے غبار جھاڑ رہے تھے، انھوں نے کہا کہ آپ نے ہتھیار رکھ دیئے حالانکہ ہم نے ابھی نہیں رکھے ان لوگوں کی طرف تشریف لے چلئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہاں (روانہ ہوں) انھوں نے کہا، اس مقام پر اور بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف روانہ ہو گئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے پاس آئے، آپ نے ان کا فیصلہ سعد بن معاذ کے سپرد کیا، انھوں نے کہا کہ میں فیصلہ کرتا ہوں کہ سپاہی قتل کئے جائیں، بچے اور عورتیں قید کی جائیں اور ان کے اموال تقسیم کر دیئے جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اللہ کے حکم کے مطابق انکے بارے میں فیصلہ کیا۔

سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ نے بنی قریظہ کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ وہ لوگ قتل کئے جائیں جو مرد ہیں اور انکے مال تقسیم کر لئے جائیں اور انکی عورتیں بچے قید کر لئے جائیں تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا انھوں نے ان کے بارے میں اللہ کے اس حکم کے مطابق فیصلہ کیا جو اس نے سات اسمانوں کے اوپر سے کیا ہے۔

شہادت کی تمنا عائشہؓ سے مروی ہے کہ سعد کا زخم خشک ہو کے اچھا ہو گیا تھا۔ مگر انھوں نے دعا کی کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ مجھے اس قوم سے تیری راہ میں جہاد سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ جس نے تیرے رسول کی تکذیب کی اور انھیں (مکے سے) نکالا، اے اللہ! میرا گمان ہے کہ تو نے ہمارے اور قریش کے درمیان جنگ موقوف کر دی ہے، اگر قریش سے کوئی جنگ باقی ہو تو مجھے بھی ان کے لئے باقی رکھ کہ تیری راہ میں ان سے جہاد کروں، اور اگر تو نے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ موقوف کر دی ہے تو اس زخم کو پھاڑ دے اور میری موت اسی سے کر دے، زخم اسی شب پھٹ گیا، ان کے ہمراہ مسجد میں بنی غفار کے لوگ بھی خیمے میں تھے، خون نے انہیں خوفزدہ کیا جو ان کی طرف بہہ رہا تھا تو لوگوں نے کہا کہ اے خیمے والو! یہ خون کیسا ہے جو تمھاری طرف سے ہمارے پاس آ رہا ہے، دیکھا تو سعد کے زخم سے خون بہہ رہا تھا، اسی سے ان کی وفات ہو گئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں جام شہادت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب سعد کے ہاتھ کا خون بہنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر ان کی طرف گئے، انھیں گلے سے لگا لیا۔ حالانکہ خون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ اور داڑھی پر بہہ رہا تھا۔ جس قدر زیادہ کوئی شخص آپ کو خون سے بچانا چاہتا تھا اسی قدر زیادہ آپ ان کے قریب ہوتے جاتے تھے، یہاں تک کہ وہ قضا کر گئے۔

اسمٰعیل بن ابی خالد نے ایک انصاری سے روایت کی کہ جب سعد نے بنی قریظہ کا فیصلہ کر دیا اور واپس آئے تو ان کا زخم پھٹ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا تو آپ ان کے پاس آئے، ان کا سر لے کے آپ نے آغوش میں رکھ لیا اور انھیں سفید چادر سے ڈھانک دیا گیا۔ جب وہ ان کے چہرے پر کھینچ دی گئی تو ان کے پاؤں کھل گئے وہ گورے موٹے تازے آدمی تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعدؓ کیلئے دعا کرنا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ سعد نے تیری راہ میں جہاد کیا، تیرے رسول کی تصدیق کی اور جو ان کے ذمہ تھا اسے ادا کر دیا، لہٰذا انکی روح کو اسی خیر کے ساتھ قبول

کر جس کے ساتھ تو نے کسی کی روح قبول کی ہے۔

سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا تو اپنی آنکھیں کھول دیں اور کہا: السلام علیکم یا رسول اللہ، دیکھے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

سعد کے گھر والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ان کا سر اپنے آغوش میں رکھ لیا تو وہ ڈرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا کہ سعد کے گھر والوں نے جب دیکھا کہ آپ نے ان کا سر اپنی آغوش میں رکھ لیا تو وہ اس سے ڈر گئے، فرمایا جس تعداد میں تم لوگ گھر میں ہو اتنے ہی میں اللہ سے ملائکہ مانگوں گا کہ وہ سعد کی وفات میں حاضر ہوں، ان کی ماں رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں :

ویلٌ لامک سعدا　　　حزامة وجدًا

''اے سعد تیری ماں کی خرابی ہے۔ بہ اعتبار حزم کے بھی اور بہ لحاظ سنجیدگی کے بھی ان سے کہا گیا کہ تم سعد پر شعر کہتی ہو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انھیں چھوڑ دو کیونکہ ان کے سوا دوسرے شعراء جھوٹے ہیں۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ یوم خندق میں جب سعد کی رگ اکحل میں زخم لگ کر شدید ہو گیا۔ تو انھیں لوگوں نے ایک عورت کے پاس منتقل کیا جس کا نام رُفیدہ تھا اور زخمیوں کا علاج کرتی تھی، نبی علیہ السلام جب ان کے پاس سے گذرتے تو پوچھتے تم نے رات کس طرح گزاری، صبح کے وقت آپ تشریف لے جاتے تو پوچھتے کہ تم نے کس طرح صبح کی، وہ آپ کو حال بتاتے۔ جب وہ رات ہوئی جس میں انکی قوم نے انھیں منتقل کیا، انکی تکلیف میں شدت ہوگئی اور لوگ انھیں بنی عبدالاشہل کے مکانوں میں اٹھا لے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح پوچھا کرتے تھے، اسی طرح پوچھنے کے لئے آئے، لوگوں نے کہا کہ بنی عبدالاشہل انھیں لے گئے۔

رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے ہم لوگ بھی ہمرکاب تھے، آپ نے اپنی رفتار اس قدر تیز کردی کہ ہماری جوتیوں کے تسمے ٹوٹ گئے اور چادریں کندھوں سے گر پڑیں، اصحاب نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے ہمیں چلنے میں تھکا دیا۔ فرمایا اندیشہ ہے کہ ملائکہ ہم سے پہلے انکے پاس پہنچ کر انھیں غسل نہ دیدیں۔ جیسا کہ انھوں نے حنظلہ کو غسل دے دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ اس حالت میں وہاں پہنچے کہ انھیں غسل دیا جا رہا تھا اور ان کی والدہ کہہ رہی تھیں :

ویلٌ أم سعد سعدا　　　حزامة و جدًا

''سعد کی وفات سے سعد کی ماں کی خرابی آگئی، دوراندیشی کی بناء بھی اور سنجیدگی کی حیثیت سے بھی''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے ام سعد کے ہر نوحہ کرنے والی جھوٹی ہے۔

آپ انھیں لے کر نکلے، قوم نے، یا ان میں سے کسی نے، جس کو اللہ نے چاہا، آپ سے کہا کہ، یا رسول اللہ! ہم نے کوئی میت ایسی نہیں اٹھائی جو سعد سے زیادہ ہلکی ہو، فرمایا تم پر ہلکا ہونے سے کون روک سکتا ہے، حالانکہ اتنے اتنے ملائکہ اترے ہیں (آپ نے تعداد کثیر کا نام لیا تھا مگر میں اسے یاد نہ رکھ سکا) جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترے تھے وہ بھی تمھارے ساتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔

سلمہ بن اسلم بن حریس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ ہم لوگ دروازے پر کھڑے ہوئے آپ کے پیچھے اندر جانا چاہتے تھے، رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لے گئے، گھر میں سوائے سعد کے کوئی نہ تھا، وہ چادر سے ڈھکے ہوئے تھے، میں نے آپ کو چلتے ہوئے دیکھا، جب میں نے آپ کو دیکھا تو رک گیا۔

آپ نے بھی میری طرف اشارہ کیا کہ ٹھہرو تو میں ٹھہر گیا اور پیچھے ہٹا، آپ تھوڑی دیر بیٹھے، پھر نکلے تو عرض کی، یارسول اللہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا حالانکہ آپ چل رہے تھے، فرمایا میں اس وقت تک مجلس پر قادر نہ ہوا تاوقتیکہ ملائکہ میں سے ایک فرشتہ نے اپنا ایک بازو میرے لئے نہ اٹھالیا، پھر میں بیٹھ گیا، رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے کہ اے ابوعمرو تمھیں مبارک ہو، اے ابوعمرو تمھیں مبارک ہو، اے ابوعمرو تمھیں مبارک ہو۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اس حالت میں پہنچے کہ ام سعد رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں۔

ویل أم سعد سعدا جلاوۃ وجدا

سعد کی وفات سے سعد کی ماں کی خرابی ہے، بہادری اور جلادت کے لحاظ سے بھی اور سنجیدگی کے اعتبار سے بھی۔

عمر بن الخطاب نے فرمایا بس کرو اے ام سعد، سعد کا ذکر کر نہ کرو۔ نبی ﷺ نے فرمایا بس کرو اے عمر کیونکہ سوائے ام سعد کے ہر رونے والی جھوٹی بتائی گئی ہے، وہ جو نیک بات کہیں تو وہ جھوٹی نہیں ہیں۔

جابر سے مروی ہے کہ یوم احزاب میں سعد کو تیر مارا گیا۔ ان لوگوں نے انکی رگ اکحل کاٹ ڈالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آگ سے داغ دیا جس سے ان کا ہاتھ پھول گیا آپ نے ان کا خون نکالا پھر دوبارہ سے داغ دیا۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے زخم کو داغ دیا۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سعد بن معاذؓ کے پاس گئے، جو اپنی جان دے رہے تھے، فرمایا اے سردار قوم! اللہ تمھیں جزائے خیر دے، تم نے اللہ سے جو وعدہ کیا اسے پورا کردیا، اللہ بھی تم سے اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔

سعدؓ کے جنازے کو کس نے ہلکا کر دیا؟

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ جب سعدؓ کا جنازہ نکالا گیا تو منافقین میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ سعد کے جنازے اور یا سعد کے تابوت کو کس نے ہلکا کر دیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ستر ہزار فرشتے کہ آج سے پہلے کبھی انھوں نے زمین پر قدم نہیں رکھا تھا اترے ہیں اور سعد جنازے یا تابوت پر حاضر ہیں

جس وقت انھیں غسل دیا جارہا تھا رسول اللہ ﷺ موجود تھے، آپ نے اپنا گھٹنہ سمیٹ لیا اور فرمایا کہ ایک فرشتہ آیا جس کے لئے جگہ نہ تھی میں نے اس کے لئے گنجائش کردی انکی والدہ رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں۔

ویل أمہ سعد سعدا: براعۃ ونجدا: بعد ایا دیا لہ ومجدا: مقد ما سد بہ مدا

(سعد کی وفات سے سعد کی ماں کی خرابی ہوئی۔ اعلیٰ کارگزاری میں بھی اور بہادری میں بھی۔ اس نے کیسے کیسے احسان کئے تھے اور کیسی بزرگ منشی ظاہر کی تھی۔ ان سب کے بعد یہ انجام کتنا افسوسناک ہے۔ وہ ایسا پیشوا و پیش رو تھا کہ اپنے آپ سے ایک ہر خلل کی بندش کردی)

سوائے ام سعد کے تمام رونے والیاں جھوٹی ہیں......

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے ام سعد کے تمام رونے والیاں جھوٹی ہیں۔ حسن مروی ہے کہ سعد بن معاذ موٹے تازے اور بھاری بھر کم آدمی تھے۔ وفات ہوئی تو منافقین جو ان کے جنازے کے پیچھے چل رہے تھے کہنے لگے کہ ہم نے آج کی طرح کسی آدمی کو اس قدر ہلکا نہیں دیکھا جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہے، یہ ان کے بنی قریظہ کے فیصلے کی وجہ سے ہے نبی ﷺ سے بیان کیا گیا تو

آپ نے فرمایا قسم ہے اسکی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان کا جنازہ ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ سعد بن معاذؓ کے جنازے میں ایسے ستر ہزار ملائکہ موجود تھے جو زمین پر کبھی نہیں اترے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے ساتھی کو دبایا گیا، پھر انھیں چھوڑ دیا گیا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بندہ صالح کے لئے فرمایا، جس کے لئے عرش ہل گیا، آسمانوں کے دروزے کھول دیئے گئے اور ایسے ستر ہزار ملائکہ نازل ہوئے جو اس سے پہلے زمین پر نازل ہوئے تھے کہ اسے دبایا گیا، پھر چھوڑ دیا گیا۔ یعنی سعد بن معاذ کو۔

سعدؓ کو عذاب قبر ...... سعید المقبری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو دفن کیا تو فرمایا کہ اگر تنگی قبر سے کسی کو نجات ملی تو ضرور سعد کو نجات ملتی حالانکہ انھیں پیشاب کے اثر کی وجہ سے (یعنی جو بے احتیاطی سے پیشاب کرنے میں چھینٹیں پڑ جاتی ہیں اسکی وجہ سے) اس طرح دبایا گیا کہ اسکی ادھر کی پسلیاں ادھر ہوگئیں

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا آپ جب سعد کی قبر کے پاس کھڑے تھے کہ انہیں دبایا جارہا ہے اگر عمل کی وجہ سے کسی کو اس سے نجات ملتی تو سعد کو بھی ضرور ملتی۔

ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کی قبر پر چادر بچھائی چادر اس وقت بچھائی گئی کہ آپ موجود تھے۔

آپ ﷺ سعد بن معاذؓ کے جنازے کے آگے آگے تھے ...... عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد بن معاذؓ کے جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا۔

بنی عبدالاشہل کے شیوخ سے مروی ہے کہ رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کے جنازے کو ان کی کوٹھری سے دو پایوں کے درمیان سے اٹھایا۔ یہاں تک کہ آپ نے اسے مکان (دار) سے نکالا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ دار تیں ہاتھ کا ہوتا ہے (یعنی پندرہ گز کا)

سعد بن معاذؓ کی قبر کی مٹی سے مشک کی خوشبو ...... ربیع بن عبدالرحمن بن ابی سعید الخدری نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنھوں نے بقیع میں سعد کے لئے قبر کھودی تھی ہم جب مٹی کا کوئی حصہ کھودتے تو مشک کی خوشبو آتی یہاں تک کہ ہم لحد تک پہنچے۔

محمد بن شرجیل بن حسنہ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے سعد کی قبر کی مٹی میں سے ایک مٹھی لے لی وہ اسے لے گیا، پھر اسے دیکھا تو وہ مشک تھی۔

محمد بن شرجیل بن حسنہ سے مروی ہے کہ جس دن دفن کیے گئے تو ایک شخص نے انکی قبر کی مٹی میں سے ایک مٹھی لے لی، بعد کو اسے کھولا تو وہ مشک تھی۔

(تتمہ روایت ابوسعید التحدری) انھوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نظر آئے ہم اس کے کھودنے سے فارغ ہوگئے تھے اور کچی اینٹیں اور پانی قبر کے پاس رکھ دیا تھا۔ ہم نے دار عقیلؓ کے ہاں ان کے لئے قبر کھودی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نظر آئے آپ نے سعد کو ان کی قبر کے پاس رکھ دیا اور ان پر نماز پڑھی،

میں نے اتنے آدمی دیکھے جنھوں نے بقیع کو بھر دیا تھا۔

سعدؓ کی قبر مبارک میں کون لوگ اترے؟...... عبدالرحمٰن بن جابر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب لوگ سعد کی قبر کے پاس پہنچے تو اس میں چار آدمی اترے، حارث بن اوس بن معاذ، اسید بن حضیر ابو نائلہ سلکان بن سلامہ اور سلمہ بن سلامہ بن وقش، رسول اللہ ﷺ نے کے قدموں کے پاس کھڑے تھے۔

جب وہ اپنی قبر میں رکھ دیئے گئے تو رسول اللہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا آپ نے تین بار تسبیح کہی تو مسلمانوں نے بھی تین مرتبہ تسبیح گوئی کی، تو رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ تکبیر کہی اور آپ کے اصحاب نے بھی تین مرتبہ تکبیر کہی یہاں تک کہ بقیع آپکی تکبیروں سے گونج گیا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کو دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ ہم نے آپ کے چہرے میں تغیر دیکھا اور آپ نے تین مرتبہ تسبیح کہی، فرمایا تمھارے ساتھی پر قبر تنگ ہوگئی اور انھیں دبایا گیا اگر اس سے کسی کو نجات ہوتی تو سعد کو ضرور ہوتی۔ پھر اللہ نے اسے کشادہ کر دیا۔

سعد بن معاذؓ کو کس نے غسل دیا؟ محمد بن عمر نے کہا کہ سعد کو حارث بن اوس بن معاذ، اسید بن حضیر اور سلمہ بن سلامہ وقش نے غسل دیا۔ وہ پانی ڈال رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ موجود تھے۔ پہلا غسل پانی سے دیا گیا، دوسرا پانی اور بیری سے اور تیسرا پانی اور کافور سے انھیں تین صحاری (سوتی) چادروں میں کفن دیا گیا جن میں انھیں لپیٹ دیا گیا۔ تابوت لایا گیا جو النبیط کے پاس تھا اور مردے اس پر اٹھائے جاتے تھے انھیں تابوت میں رکھ دیا گیا۔ جس وقت انھیں مکان سے لے چلے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا گیا تو تابوت کے پایوں کے درمیان سے انھیں اٹھائے ہوئے تھے۔

نبی ﷺ کا ام سعد کو قبر دیکھنے سے روکنا مسور بن فاعہ قرظی سے مروی ہے کہ سعد بن معاذؓ کی والدہ سعد کو لحد میں دیکھنے آئیں تو لوگوں نے انھیں واپس کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انھیں چھوڑ دو، وہ آئیں اور قبل اس کے کہ سعد پر اینٹ اور مٹی لگائی جائے انھیں لحد میں دیکھا تو کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تم اللہ کے پاس ہو، رسول اللہ ﷺ نے قبر پر ان سے (والدہ سعد سے) تعزیت کی، مسلمان قبر کی مٹی ڈالنے لگے اور اسے برابر کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کنارے ہٹ کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ انکی قبر برابر کر دی گئی اور اس پر پانی چھڑک دیا گیا۔ آپ آئے اور کھڑے ہو کر ان کے لئے دعا کی پھر واپس ہوئے معاذ بن رافع زرقی سے موی ہے کہ سعد بن معاذ کو عقیل بن ابی طالب کے مکان کی بنیاد میں دفن کیا گیا۔

سعد بن معاذؓ کی جدائی کا اثر عائشہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ اور ان کے صاحبین (ابوبکرؓ و عمرؓ) یا ان میں سے ایک کے بعد کسی جدائی مسلمانوں پر اتنی شاق نہ ہوئی جتنی سعد بن معاذؓ کی۔

سعدؓ کا حلیہ اور وفات...... حصین بن عبدالرحمٰن عمرو بن سعد بن معاذؓ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذؓ گورے لانبے، اچھے خوبصورت بڑی آنکھ والے اور خوبصورت داڑھی والے آدمی تھے) انھیں غزوہ خندق ۵ھ میں

تیر مارا گیا جس کے زخم سے انتقال کر گئے اس روز وہ ۳۷ سال کے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی اور وہ بقیع میں دفن کیے گئے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ اللہ کی سعد سے ملاقات کی خواہش میں عرش ہل گیا اور تخت کی لکڑیاں ٹوٹ گئیں رسول اللہ ﷺ انکی قبر پر جا کر رک گئے۔ جب واپس ہوئے تو پوچھا گیا یا رسول اللہ! آپ کو کس چیز نے روکا، فرمایا کہ سعد کو قبر میں دبایا گیا۔ میں نے اللہ سے دعا کی کہ انھیں کھول دے۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے عرش ہل گیا ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعدؓ کی موت کی وجہ سے عرش ہل گیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ حج یا عمرہ سے فارغ ہو کے آئے تو ذی الحلیفہ میں ہمارا استقبال کیا گیا۔ انصار کے لڑکے اپنے عزیزوں کا استقبال کر رہے تھے وہ لوگ اسید بن حضیر سے ملے انھیں انکی بیوی کی خبر مرگ سنائی اسیدؓ نے منہ ڈھانک لیا اور رونے لگے، میں نے کہا اللہ تمھاری مغفرت کرے، تم رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہو۔ تمھیں پہلی اور قدیم صحبت حاصل ہے یہ کیا ہوا کہ ایک عورت پر روتے ہو انھوں نے اپنا سر کھول دیا اور کہا کہ میری جان کی قسم آپ نے سچ کہا حق یہی کہ میں سعد بن معاذؓ کے بعد کسی پر نہ روؤں، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے جو کچھ فرمایا ہے وہ فرمایا ہے میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے کیا فرمایا ہے، انھوں نے کہا آپ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی وجہ سے عرش ہل گیا۔ عائشہ نے کہا کہ وہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان چل رہے تھے۔

سعدؓ کیلئے اللہ تعالیٰ کا ہنسنا اور عرش کا ہل جانا......

اسماء بنت یزید بن سکن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ کی والدہ سے فرمایا کہ کیا اس سے بھی تمھارا غم نہ جائے گا اور تمھارے آنسو نہ تھمیں گے کہ تمھارے بیٹے سب سے پہلے شخص ہیں جن کے لئے اللہ تعالے ہنسا اور عرش ہل گیا۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد بن معاذ کی وفات کی وجہ سے انکی ملاقات کی فرحت میں عرش رحمٰن ہل گیا، فرحا یہ فرحت میں یہ حسن کی طرف سے تفسیر ہے۔ حزیفہ سے مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ سعدؓ بن معاذ کی روح کے لئے عرش ہل گیا۔

رمیثہؓ سے مروی ہے کہ جس روز سعدؓ بن معاذ کا انتقال ہوا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اتنے قریب سے سنا کہ اگر میں آپ کے ہاتھ کی مہر کو بوسہ دینا چاہتی تو دے سکتی تھی کہ ان کے لئے عرش رحمٰن ہل گیا۔

یزید بنؓ اصم سے مروی ہے کہ جب سعد بنؓ معاذ کی وفات ہوئی اور ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کے جنازہ کے لئے عرش ہل گیا۔

جنت میں سعدؓ کیلئے نعمتیں......

براءؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس حریر (ریشم) کی ایک چادر لائی گئی اصحاب اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ نرم ہیں۔

براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ حریر کی ایک چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیۃً دی گئی، ہم لوگ اسے

چھوتے تھے اور تعجب کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا اس سے تمھیں تعجب ہے عرض کی جی ہاں فرمایا جنت میں سعدؓ بن معاذ کے رومال اس سے بہت اچھے اور بہت نرم ہیں۔

واقدؓ بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ میں انسؓ بن مالک کے پاس گیا۔ واقدؓ سب لوگوں سے بڑے لمبے تھے انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون، ہو میں نے کہا میں واقدؓ بن عمروؓ بن سعد بن معاذ ہوں، انھوں نے کہا بے شک تم سعدؓ کے مشابہ ہو پھر روئے اور بہت روئے اور کہا اللہ سعدؓ پر رحم کرے سعدؓ بھی سب سے بڑے اور لانبے تھے، رسول اللہ ﷺ نے دومہ (کے بادشاہ) اکیدر کی طرف لشکر بھیجا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو ایک دیباج (ریشم) کا جبہ بھیجا جو سونے (کے تار) سے بنا ہوا تھا رسول اللہ صلعم نے اسے پہنا تو لوگ چھونے لگے اور اسکی طرف دیکھنے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس جبہؔ سے تم لوگ تعجب کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم نے کبھی اس سے اچھا نہیں دیکھا۔ فرمایا اللہ جنت میں سعدؓ بن معاذ کے رومال جو تم دیکھتے ہو اس سے بہت اچھے ہیں۔

سعدؓ کے بھائی:

عمرو بن معاذ ...... ابن نعمان بن امری القیس بن زید بن عبد الاشہل، ان کی کنیت ابو عثمان تھی، والدہ کبشہ بنت رافع معاویہ بن عبید بن ابجر تھیں ا، بجر حذرہ بن عوف بن حارث بن خزرج تھے اکبشہ سعدؓ بن معاذ کی بھی والدہ تھیں عمرو بن معاذ کے بعد کوئی اولاد نہ رہی۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن معاذ اور عمیرؓ بن ابی وقاص کے برادر سعدؓ بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عمروؓ بن معاذ بدر و احد میں حاضر ہوئے ہجرت کے تیسویں مہینے یوم غزوہ احد میں شہید ہوئے م ضرار بن الخطاب الفہری نے قتل کیا، عمروؓ بن معاذ جس روز قتل کئے گئے بتیس سال کے تھے، عمیرؓ بن وقاص ان سے پہلے بدر میں شہید ہو چکے تھے۔

ان دونوں کے بھتیجے:

حارث بن اوس ...... ابن معاذ بن نعمان بن امری القیس بن زید بن عبد الاشہل کنیت ابوالاوس تھی، ان کی والدہ ہند بنت سماک بن عتیک بن امری القیس بن زید بن عبد الاشہل تھیں جو اسید ابن حضیر بن سماک کی پھپی تھیں اور مبایعات میں سے تھیں حارث بن اوس کی کوئی اولاد نہ تھی۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے حارث ابن اوس بن معاذ اور عامر بن فہیرہ کے درمیان مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ حارث بن اوس بدر میں حاضر اور ان لوگوں میں تھے جنھوں نے کعب بن الاشرف (یہودی) کو قتل کیا، خود انھیں کے بعض ساتھی کعب پر شب کے وقت تلوار چلا رہے تھے کہ حارث کے پاؤں پر زخم لگا اور خون بہنے لگا اور وہی لوگ ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس اٹھالائے حارث غزوہ احد میں بھی شریک ہوئے اور اسی روز شوال میں ہجرت کے تیسویں مہینے شہید ہو گئے، اپنی شہادت کے دن اٹھائیس سال کے تھے۔

حارث بن انس ...... انس وہی ہیں جو ابوالحیر بن رافع امری القیس بن زید بن عبد الاشہل تھے انکی والادہ

ام شریک بنت خالد بن خنیس بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ ابن خزرج بن ساعدہ خزرج میں سے تھیں، حارث
بن انس سے کوئی اولاد نہ تھی، غزوہ بدر و احد میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال شہید
ہوئے۔

ابوالحیسر مکے آئے ہمراہ بنی عبدالاشہل کے پندرہ نوجوان تھے جن میں ایاس بن معاذ بھی تھے ان لوگوں
نے عمرے کا ارادہ ظاہر کیا عتبہ بن ربیعہ کے پاس اترے اس نے ان کا اکرام کیا ان لوگوں نے اس سے اور قریش
سے درخواست کی کہ وہ ان سے خزرج کے قتال پر معاہدۂ حلف کریں، قریش نے کہا کہ تمھارا شہر ہم سے دور ہے،
ہمارے داعی کو تمھاری آواز کہاں جواب دیگی اور تمھارے داعی آواز کہاں جواب دیگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حارث کے ورود کی اطلاع پر ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا، کیا تمھیں
اس سے بہتر چیز بتائی جائے جس کے لئے تم آئے ہو؟ انھوں نے کہا وہ کیا؟ فرمایا میں رسول اللہ ہوں مجھے اللہ نے
اپنے بندوں کی طرف مبعوث کیا ہے میں انھیں اس امر کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو
شریک نہ کریں، مجھ پر کتاب بھی نازل ہوئی ہے۔

ایاس بن معاذ جو نوعمر لڑکے تھے کہا اے قوم، واللہ یہ اس سے بہتر ہے جس کے لئے تم آئے ہو، ابوالحیسر
نے ایک مٹھی بھر کنکریاں لے کے اپنے منہ پر ماریں اور کہا کہ ہمیں اس سے کس نے غافل کر دیا اس وقت (ہم اس
مثل کے مصداق ہوں گے کہ) ایک وفد کسی قوم کے پاس جو شر لایا اسے ہم اپنے قوم کے پاس لے جائیں گے ہم
اپنے دشمن کے خلاف قریش سے حلف طلب کرنے نکلے تھے پھر ہم باوجود خزرج کی عداوت کے قریش کی عداوت
لے کے واپس ہوں گے۔

ابوالہیثم بن التیہان وغیرہ سے مروی ہے کہ ایاس جس وقت لوٹے مرنے تک باز نہ رہے ہم نے انھیں ان کی وفات
تک کلمہ پڑھتے سنا، لوگ بیان کرتے تھے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے جو سنا اس کی وجہ سے وہ مسلمان مرے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوالحیسر اور ان کے ساتھی انصار میں سے سب سے پہلے لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ
سے ملے اور آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی، آپ کی ان لوگوں سے ملاقات ذی المجاز میں ہوئی تھی۔

سعدؓ بن زید...... بنت مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن نجار خزرج میں سے
تھیں اور مبایعات میں سے تھیں سعد بن زید کی اس زمانے میں اولاد تھی، وہ عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے
یہ محمد بن عمر کی روایت ہے۔ موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحٰق اور ابو معشر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو عقبہ میں
حاضر ہوئے۔

سعد بن زید بدر احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمرکاب رہے انھیں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے المشلل میں مناۃ کی طرف بطور سریہ بھیجا تھا۔ انھوں نے اس کو منہدم کر دیا یہ رمضان ۸ھ میں ہوا۔

سلمہ بن سلامہ...... ابن وقش بن زغبہ زعوراء عبدالاشہل، کنیت ابو عوف اور والدہ سلمیٰ بنت سلمہ بن سلامہ
بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ اوس میں سے تھیں، یہی محمد بن مسلمہ کی پھپھی تھیں۔

سلمہ بن سلامہ کی اولد میں عوف تھے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

میمونہ ان کی والدہ ام علی بنت خالد بن زید بن تیم بن امیہ بن بیاضہ ان جعادرہ میں سے تھیں جو اوس کے راتج میں سکونت رکھتے تھے اور بنی زعوراء بن جشم کے حلفاء تھے۔

سلمہ بن سلامہ عقبہ اولیٰ میں شریک ہوئے اور عقبہ آخرہ میں بھی ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے اس پر بن عمر محمد بن اسحاق ابو معشر وموسیٰ بن عقبہ کا اتفاق ہے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن سلامہ اور ابی سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ العامری عامر بن لوی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن سلامہ اور زبیر بن العوام کے درمیان عقد مواخاۃ کیا واللہ اعلم کہ اس میں سے کیا تھا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سلمہ بن سلامہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے ۴۵ھ میں (۷۰) سال کی عمر میں وفات ہوئی مدینے میں مدفون ہوئے، انکی اولاد سب مر چکی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

عبادؓ بن بشر...... ابن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل محمد بن عمر کے مطابق انکی کنیت ابو بشر تھی اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کے مطابق ابو الربیع تھی، ان کی والدہ فاطمہ بنت بشر بن عدی بن ابی بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف ابن خزرج بنی عبدالاشہل کی حلیف تھیں۔

عباد بشر کی اولاد میں صرف ایک بیٹی تھی جس کے سوا انکی کوئی اولاد نہ تھی وہ بھی مر گئی ان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

عبادہ بن بشر اسید بن حضیر اور سعدؓ بن معاذ سے پہلے مصعبؓ بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام لائے رسول اللہ ﷺ نے عباد بن بشر اور ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ بروایت محمد بن اسحاق وا محمد بن عمر۔

عباد بن بشر بدر میں شریک ہوئے وہ ان لوگوں میں تھے جنھوں نے کعب بن اشرف (یہودی) کو قتل کیا۔ احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بنی سلیم ومزینہ کے پاس صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا ان کے پاس دس روز مقیم رہے واپس ہو کے بنی مصطلق سے جو ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بعد خزاعہ میں سے تھے صدقہ وصول کرنے گئے، وہاں بھی دس روز مقیم رہے اور خوشی خوشی واپس ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے انھیں حنین کے مال غنیمت پر عامل مقرر فرمایا۔ تبوک آنے اور وہاں سے کوچ کرنے تک اپنے پہرے کا عامل بنایا۔ وہاں آنحضرت نے بیس دن قیام فرمایا تھا۔ جنگ یمامہ میں شریک ہوئے، اس روز ان کے لئے آزمائش اور بے پروائی، ارتکاب قتل اور طلب شہادت تھی، اسی روز ۱۲ھ میں چہل وپنج سال شہید ہوئے۔

ربیع بن عبدالرحمٰن، ابی سعید الخذری نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عباد بن بشر کو کہتے سنا کہ اے ابوسعید میں نے رات کو خواب دیکھا کہ آسمان میرے لئے کھول دیا گیا پھر ڈھانک دیا گیا انشاء اللہ مجھے شہادت ہوگی، میں نے کہا واللہ تم نے بھلائی دیکھی۔

جنگ یمامہ میں دیکھا کہ وہ انصار کو پکار رہے تھے کہ تم لوگ تلواروں کے میان توڑ ڈالو اور لوگوں سے جدا ہو

جاؤ اور کہنے لگے کہ ہم لوگوں کو چھانٹ دو ہم لوگوں کو چھانٹ دو، انھوں نے انصار سے چار سو آدمی چھانٹ دیئے جن میں کوئی اور شامل نہ تھا، آگے عباد بن بشر، ابو دجانہ اور براء بن مالک تھے،

یہ لوگ باب الحدیقہ تک پہنچے اور نہایت سخت جنگ کی، عباد بن بشر قتل کر دیئے گئے میں نے ان کے چہرے پر تلوار کے اس قدر نشان دیکھے کہ صرف جسم کی علامت سے پہچان سکا۔

سلمہؓ بن ثابت...... ابن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل، ان کی والدہ لیلیٰ بنت الیمان تھیں اور یمان ہی حسیل بن جابر تھے، وہ حذیفہ بن الیمان کی بہن تھیں، یہ بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے۔

سلمہ بن ثابت بدر میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں بھی تھے اور اسی میں شہید ہوئے ابوسفیان بن امیہ بن حرب نے شہید کیا۔ یہ ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال کا واقعہ ہے۔

غزوہ احد میں ان کے والد ثابت بن وقش اور چچا رفاعہ بن وقش بھی شہید ہوئے یہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے سلمہؓ بن ثابت کے کوئی اولاد نہ تھی وقش بن زغبہ کے بن لڑکے مر گئے انھیں سے کوئی نہ ہوا۔

رافعؓ بن یزید...... ابن کرز بن سکن زعوراء بن عبدالاشہل، ان کی والدہ عقرب بنت معاذ بن نعمان بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل سعد بن معاذ کی بہن تھیں۔

رافع کی اولاد میں اسید تھے جو یوم حرہ میں قتل ہوئے اور عبدالرحمٰن تھے ان دونوں کی والدہ عقرب بنت سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء ابن عبدالاشہل سلمہ بن سلامہ بن وقش کی بہن تھیں رافع بن یزید اور زعوراء ابن عبدالاشہل کی تمام اولاد مر چکی تھی، ان میں سے کوئی نہ رہا۔

رافع بن یزید بدر واحد میں شریک ہوئے ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں غزوہ احد میں شہید ہوئے محمد بن اسحٰق موسیٰ بن عقبہ، ابومعشر اور محمد بن عمران کا یہی نسب بیان کرتے تھے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

ابومعشر و محمد بن اسحاق، رافع بن زید کہتے تھے، عبداللہ بن محمد ابن عمارۃ انصاری نے جو نسب انصار کے عالم تھے انکی مخالفت کی تھی کہ بنی زعوراء میں کوئی سکن نہیں اور سکن صرف بنی امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل میں تھے، رافع ابن یزید بن کرز بن زعوراء بن عبدالاشہل نام تھا۔

بنی عبدالاشہل بن جشم کے حلفاء

محمدؓ بن مسلمہ بن سلمہ...... ابن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو وہی النبیت بن مالک تھے جو اوس میں سے تھے انکی والدہ ام سہم تھیں جن کا نام خلیدہ بنت ابی عبید بن وہب بن نودان بن عبدو بن زید بن ثعلبہ بن خزرج ابن ساعدہ بن کعب تھا، خزرج میں سے تھیں۔

اولاد......: محمد بن مسلمہ کی اولاد میں دس لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔

عبدالرحمٰن، انھیں کے نام سے انکی کنیت تھی ام عیسیٰ اور ام حارث، ان کی والدہ ام عمرو بنت سلامہ بن وقش

بن زعبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل سلمہ کی بہن تھیں۔

عبداللہ اور ام احمد، ان دونوں کی والدہ بنت مسعود بن اوس ابن مالک بن سواد بن ظفر اور وہ کعب بن خزرج تھے جو اوس میں تھیں۔

سعد، جعفر و ام زید ان کی والدہ قتیلہ بنت الحصین بن ضمضم بنی مرہ بن عوف میں سے تھیں جو قیس عیلان میں سے تھے۔

عمر، ان کی والدہ زہراء بنت عمار بن معمر بن مرہ میں سے تھیں پھر بنی خصیلہ سے تھیں جو قیس عیلان سے تھے۔

انس وعمرہ، انکی والدہ الاطباسے تھیں جو بطون کلب میں سے ایک بطن ہے۔ قیس اور زید اور محمد، انکی والدہ ام ولد تھیں۔

محمود جن کی کوئی اولاد نہ تھی اور حفصہ، ان دونوں کی والدہ ام تھیں۔ محمد بن مسلمہ مدینے میں مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام لائے اور یہ اسید بن حضیر اور سعد بن معاذ کے اسلام کے بعد ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ اذ را ابوعبید بن الجراح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

مدینے پر نبی ﷺ کے جانشین محمد بن مسلمہ بدر واحد میں شریک ہوئے اس روز جب لوگ بھاگے تو یہ ان لوگوں میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم کاب رہے سوائے غزوہ تبوک کے کیونکہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک گئے تو آپ نے انھیں مدینے پر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ محمدؓ ان لوگوں میں بھی تھے جنھوں نے کعب بن اشرف (یہودی) کو قتل کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں قرطاء کی طرف جو بنی بکر بن کلاب میں سے تھے، اصحاب رسول اللہ ﷺ کے تیس سواروں کے ہمراہ بطور سریہ بھیجا۔ وہ سلامت رہے اور غنیمت لائے آپ نے انھیں دس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ ذی القصہ بھی بھیجا تھا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرہ قضاء کے لئے روانہ ہوئے اور ذی الحلیفہ تک پہنچے تو آپ نے سواروں کے لشکر کو آگے کیا جو سو گھوڑے تھے، ان پر محمد بن مسلمہ کو عامل بنایا۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ محمد بن مسلمہ کہا کرتے، اے لڑکو! رسول اللہ ﷺ کے مشاہد (مقامات تشریف آوری) اور مواطن (مقامات سکونت) کو مجھ سے پوچھو، میں کسی غزوے میں کبھی پیچھے نہیں رہا، سوائے تبوک کے کہ آپ نے مجھے مدینے میں اپنا جانشین بنا دیا تھا، مجھ سے آپ کے سرایا کو پوچھو کیونکہ کوئی سریہ ایسا نہیں ہے جو مجھ سے پوشیدہ ہو، یا تو میں کود اس میں ہوتا یا جس وقت وہ روانہ ہوتا میں اس کو جانتا تھا۔

محمد بن مسلمہ کا حلیہ عبایہ بن رواعہ بن رافع سے مروی ہے محمد بن مسلمہ کالے، لانبے اور بڑے موٹے آدمی تھے۔ بروایت محمد عمر معتدل (یعنی نہ موٹے نہ دبلے) تھے چندیا پر بال نہ تھے۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محمد کو ایک تلوار عطا فرمائی اور فرمایا کہ جب تک مشرکین سے قتال کیا جائے تم اس سے لڑنا، جب مسلمانوں کو دیکھنا کہ ایک دوسرے کے مقابلے پر آئے تو کسی ایک کے پاس یہ تلوار لے کے جانا اور اسے اتنا مارنا کہ تلوار ٹوٹ جائے پھر اپنے گھر بیٹھ رہنا یہاں تک کہ کوئی خطا کار ہاتھ تمھارے پاس آئے (اور تمھیں مجبور کر کے نکالے) یا فیصلہ کرنے والی موت۔

فتنہ محمد بن مسلمہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا ...... ضبیعہ بن حسین ثعلبی سے مروی ہے کہ ہم لوگ حذیفہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جس کو فتنہ کچھ کم نہ کرے گا، ہم نے کہا وہ کون ہے، انھوں نے کہا کہ محمد ابن مسلمہ انصاری، جب حذیفہ کا انتقال ہو گیا اور فتنہ ہوا تو میں بھی ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا جو روانہ ہوئے میں منزل پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک کنارے خیمہ نصب ہے جیسے ہوا کے تھپیڑے لگ رہے ہیں پوچھا یہ خیمہ کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ محمد بن مسلمہ کا ہیں ان کے پاس آیا، بوڑھے ہو گئے تھے، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے میں آپ کو مسلمانوں کے سب سے بہتر لوگوں میں سمجھتا ہوں۔ آپ نے اپنا شہر اپنا مکان، اپنے عزیز اور اپنے پڑوسی چھوڑ دیئے، انھوں نے کہا کہ میں نے سے شر کی کراہت سے چھوڑا، میرے دل میں یہ نہیں ہے کہ میں ان کے شہروں میں سے کسی شہر میں مل کے رہوں تاوقتیکہ شر وہاں سے دفع نہ ہو جہاں سے میں ہٹ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محمد بن مسلمہ کو نصیحت ...... محمد بن مسلمہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے محمد بن مسلمہ، اس تلوار سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا یہاں تک کہ تم مسلمانوں کے دو گروہوں کو آپس میں قتال کرتے دیکھو، اس وقت تم اس تلوار کو پتھر پر اتنا پٹکنا کہ ٹوٹ جائے پھر تم اپنے ہاتھ اور زبان کو روک لینا یہاں تک کہ تمھارے پاس فیصلہ کرنے والی موت آ جائے یا خطا کار ہاتھ جب عثمان قتل کر دیئے گئے اور مسلمانوں کا جو حال ہوا وہ ہو تو وہ میدان میں کسی پتھر کے پاس اس کے بغیر نہ نکلتے تھے کہ اس پتھر کو اپنی تلوار سے مارتے تھے اس طرح انھوں نے اسے توڑ ڈالا۔

اسحاق بن عبداللہ فروہ نے بھی اسی قسم کی حدیث روایت کی اور کہا کہ محمد بن مسلمہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سوار کہا جاتا تھا۔ انھوں نے لکڑی کی ایک تلوار بنائی تھی اور اسے رندکر کے میان میں کر دیا تھا جو گھر میں لٹکی ہوئی تھی، انھوں نے کہا کہ میں نے اسے اس لئے لٹکایا ہے کہ اس سے ڈرنے والے کو ہیبت دلاؤں۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ محمد بن مسلمہ کی وفات مدینے میں ۴۶ھ میں ہوئی وہ اس زمانے میں ستر سال کے تھے ان پر مروان بن الحکم نے نماز پڑھی۔

سلمہؓ بن اسلم ...... ابن حریس بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ، ان کی کنیت ابوسعد اور والدہ سعاد بنت رافع بن ابی عمر بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار خزرج میں سے تھیں بوحریس بن عدی کی قربت اور ان کے مکان بنی عبدالاشہل میں تھے۔

وہ لوگ ابتدائے اسلام ہی میں وفات پا گئے۔ ان میں سے کوئی نہ رہا۔ سلمہ بن اسلم بدر واحد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے عراق میں بعہد خلافت عمرؓ بن الخطاب ہجرت نبویؐ کے چودھویں سال جر ابی عبید الثقفی کی جنگ میں شہید ہوئے اس وقت ۶۳ سال کے تھے۔

عبداللہ بن سہل ...... ابن زید بن عامر بن عمر بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک ابن اوس انکی والدہ صعبہ بنت تیہان بن مالک ابوالہثیم بن تیہان کی بہن تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ رافع بن سہل کے بھائی تھے یہی دونوں حمراء الاسر روانہ ہوئے تھے زخمی تھے اور ایک دوسرے کو اٹھاتا تھا۔ کوئی سواری نہ تھی۔

عبداللہ بن سہل بدر واحد میں شریک تھے، ان کے بھائی رافع بن سہل بھی ان کے ہمراہ احد میں تھے دونوں غزوہ خندق میں بھی شریک تھے، عبداللہ اس غزوہ میں شہید ہوئے انھیں بنی عویف کے ایک شخص نے تیر مار کے قتل کر دیا۔ عبداللہ بن سہل کے کوئی اولاد نہ تھی، نیز عمرو بن جشم بن حارث ابن خزرج کی اولاد بھی بہت زمانے سے مر چکی تھی، وہ لوگ اہل راتج تھے البتہ اہل راتج میں غسان کی بھی ایک قوم تھی جو علبہ بن جفنہ کی اولاد میں سے تھے، آل ابی سعید ان کے حلیف تھے اس زمانے میں انکی اولاد ہے جو مدینے کے کنارے الصفراء میں رہتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ رافع بن سہل کی اولاد سے ہیں ان کے چچا عبداللہ بن سہل ہیں جو بدر میں شریک ہوئے۔

حارث بن خزمہ...... ابن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عون بن عمرو بن عوف بن خزرج، القواقلہ میں سے تھے اور بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے ان کا مکان بنی عبدالاشہل میں تھا۔ حارث کی کنیت ابو بشیر تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حارث بن خزمہ اور ایاس بن ابی بکیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا حارث بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے ہجرت کے چالیسویں سال مدینے منورہ میں وفات ہوئی اس وقت ۶۷ برس کے تھے انکی کوئی اولاد باقی نہ تھی۔

ابوالہیثمؓ بن التیہان...... نام مالک بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ تھا بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے، اس پر موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق ابومعشر ومحمد بن عمر کا اتفاق ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارث انصار نے ان لوگوں سے اختلاف کیا اور بیان کیا کہ ابوالہیثم اوس میں سے ہیں ابوالہیثم بن التیہان بن، مالک بن عمرو بن زید ابن عمرو بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو، اور وہ النبیت بن مالک ابن اوس تھے انکی والدہ لیلیٰ بنت عتیک بن عمرو بن عبدالاشہل مم بن عامر بن زعوراء بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو تھیں اور وہ النبیت بن مالک بن اوس تھے۔ ابوالہیثم کہا کرتے تھے کہ اگر مجھ سے لبید خارج ہوتی تو میں بنی عبدلاشہل کی وجہ سے اپنی زندگی وموت اسی کی طرف منسوب کرتا۔ وہ شخص جوان کا اور انکی اکلوتی بیٹی ایک کا وارث ہو وہ ضحاک بن خلیفہ الاشہلی تھا جو القعدد میں بنی عبدالاشہل پر ان دونوں (ابوالہیثم وامیمہ) (کے وارث ہوئے) ابوالہیثم اور ان کے بھائی عمرو بن جشم کے آخری بیٹے تھے، جو مر گئے اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوالہیثم زمانہ جاہلیت میں بھی بتوں کو ناپسند کرتے اور انھیں برا کہتے تھے، وہ اور اسعد بن زرارہ توحید کے قائل تھے دونوں ان انصار اولی میں سے تھے جو مکے میں اسلام لائے۔

اسعد بن زرارہ ان آٹھ انصار میں شمار کئے جاتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ پر مکے میں ایمان لائے، یہ لوگ اپنی قوم سے پہلے مسلمان ہوئے ابوالہیثم بھی ان چھ آدمیوں میں شمار کئے جاتے ہیں جن کے متعلق روایت ہے کہ انصار میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی قدمبوسیٰ مکے میں حاصل کی، وہ بھی اپنی قوم سے پہلے مسلمان ہوئے پھر مدینے میں آئے اور وہاں اسلام کو پھیلایا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ چھ آدمیوں کا معاملہ ہمارے نزدیک سب اقوال سے زیادہ ثابت ہے وہ لوگ انصار ، سے سب سے پہلے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مکے میں قدم بوس ہوئے آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور وہ لمان ہوئے ابوالہیثم ستر انصار کے ہمراہ عقبہ میں بھی شریک تھے۔ وہ بارہ نقباء (اعلان کرنے والوں) میں سے ۔ ہیں، اس پر سب کا اتفاق ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ابوالہیثم بن التیہان اور عثمان بن مظعون کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ ابوالہیثم بدر مد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے رسول اللہ ﷺ نے انھیں کھجوروں کا اندازہ کنندہ بنا ، بھیجا تھا، انھوں نے ان لوگوں کی کھجوروں کا اندازہ کیا۔ یہ اس وقت ہوا کہ عبداللہ بن رواحہ موتہ میں شہید ہو گئے۔

محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ ابوالہیثم بن التیہان رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھجور کا انداہ ۔تے تھے، آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکرؓ نے انھیں بھیجنا چاہا تو انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے اندازہ کرتا تھا اور جب واپس آتا تھا تو آپ میرے لئے دعا فرماتے تھے ابوبکرؓ نے انھیں چھوڑ دیا۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ کے زمانہ خلافت میں ابوالہیثم بن التیہان کی وفات ہوئی۔

ۃ الہیثم کی وفات...... شیوخ بنی عبدالاشہل سے مروی ہے کہ ابوالہیثم کی وفات ۲۰ھ میں مدینے میں ئی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ ان لوگوں سے زیادہ ثابت ہے جنھوں نے روایت کی کہ ابوالہیثم علیؓ بن ، طالب کے ساتھ صفین میں حاضر ہوئے اور اسی روز مقتول ہوئے متقدمین اہل علم میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو سے جانتا ہو اور ثابت کرتا ہو واللہ اعلم۔

ابوالہیثم کے بھائی:

بید بن التیہان...... ان کے نسب کا بھی وہی قصہ ہے جو ہم نے ابوالہیثم کے حال میں بیان کیا بقول بداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری عبید اور ابوالہیثم کی والدہ لیلیٰ بنت عتیک بن عمرو تھیں۔ محمد ابن اسحٰق و محمد بن عمر بھی اسی رح عبید بن التیہان کہتے تھے۔ لیکن موسیٰ بن عقبہ و ابومعشر اور عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ وہ عتیک بن یہان تھے، عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ میں نے کہ عتیک بن التیہان تھے، داؤد بن الحصین کے ہاتھ کا ھا ہوا دیکھا ہے۔

محمد بن عمر وغیرہ نے کہا کہ عبید بن التیہان عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ یہ وسلم نے ان کے اور مسعود بن الربیع القاری کے درمیان جو اہل بدر میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا تھا۔ عبید بن یہان بدر و احد میں شریک ہوئے یوم احد میں شہید ہوئے عکرمہ بن ابی جہل نے شہید کیا یہ ہجرت کے بیسویں مہینے ال میں ہوا۔

عبید بن التیہان کی اولاد میں عبداللہ تھے جو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور عباد تھے۔ ان دونوں کی والدہ نبہ بنت رافع بن عدی بن زید بن امیہ علیہ بن جضہ کی اولاد میں سے تھیں وہ لوگ ان لوگوں کے حلفاء تھے جو سب ے سب مر گئے عبید بن التیہان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی (پندرہ آدمی) کا پندرہ اصحاب۔

(منجملہ بنی حارثہ بن خزرج بن عمرو (الخزرج) کہ النبیت بن مالک بن اوس تھے)

ابوعبس بن جبر...... ابن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ، ان کا نام عبدالرحمٰن تھا اور والدہ لیلیٰ بنت رافع بن عمرو بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ تھیں۔

ابوعبس کی اولاد میں محمد محمود تھے، ان دونوں کی والدہ ام عیسیٰ بنت مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ، محمد بن مسلمہ کی بہن تھیں اور مبایعات میں سے تھیں۔

عبیداللہ انکی والدہ ام حارث بنت محمد بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد ابن عدی بن مجدعہ بن حارثہ تھیں زید حمیدہ ان دونوں کی والدہ کا نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔ ابوعبس کی بہت سی بقیہ اولاد مدینے اور بغداد میں ہے، ابوعبس اسلام سے پہلے عربی لکھنا جانتے تھے حالانکہ عرب میں کتابت بہت کم تھی، ابوعبس اور ابو بردہ نیار جس وقت اسلام لائے تو دونوں بنی حارثہ کے بت توڑ رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ابوعبس بن جبر اور خنیس بن حذافہ کے درمیان جو اہل بدر میں سے تھے اور حفصہ بنت عمرؓ بن الخطاب کے رسول اللہ ﷺ سے پہلے شوہر تھے، عقد مواخاۃ کیا۔

ابوعبس بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے وہ ان لوگوں میں بھی تھے جنھوں نے کعب بن اشرف (یہودی) کو قتل کیا۔ عمرؓ وعثمانؓ انھیں لوگوں سے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔

ابی عبس حارثی سے جو اہل بدر میں سے تھے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان ان کی عیادت کے لئے آئے وہ بے ہوشی کی حالت میں تھے افاقہ ہوا تو عثمان نے کہا کہ تم اپنے کو کس حالت میں پاتے ہو انھوں نے کہا اچھی حالت میں ہم نے اپنی ہر حالت درست پائی سوائے زکوٰۃ کے اونٹوں کے جو ہمارے اور عمال کے درمیان ہلاک ہوگئے قریب ہے کہ ہم اس سے رہائی نہ پائیں۔

ابوالعبس کی وفات..... عبدالمجید بن ابی عبس سے مروی ہے کہ ابوعبس کی وفات ۳۴ھ میں بعہد خلافت عثمانؓ بن عفان ہوئی اس وقت وہ ستر سال کے تھے ان پر عثمان ابن عفان نے نماز پڑھی اور بقیع میں مدفون ہوئے ان کی قبر میں ابو بردہ بن نیار اور قتادہ بن نعمان اور محمد بن مسلمہ اور سلمہ بن سلامہ بن وقش اترے یہ سب کے سب بدر میں شریک تھے۔ ابوعبس حنا کا خضاب لگاتے تھے۔

مسعود بن عبد سعد...... ابن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ، اسی طرح موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ مسعود بن سعد تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ مسعود بن عبد ابن مسعود بن عامر تھے ان کی کوئی اولاد باقی نہ تھی سب وفات پاچکے تھے مسعود بدر واحد میں شریک ہوئے۔

حلفائے بنی حارثہ

ابو بردہ بن نیار...... ابن عمرو بن عبید بن عمرو بن کلاب بن وہمان بن غنم بن ذہل بن ہمیم ابن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔ ابو بردہ کا نام ہانی تھا۔ ان کی پس ماندہ اولاد تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابی براء ابن عازب کے ماموں تھے، بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔

محمد بن لبید سے مروی ہے کہ ہم نے جن بنی حارثہ کا ذکر کیا اور وہ بدر میں حاضر ہوئے ان میں سے یہ تین آدمی ہیں، ابو عبس، مسعود، ابو بردہ، ہم نے جو نام و نسب ان کے بیان کئے اسکی بنا پر ثابت ہے

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو بردہ بدر و احد خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ فتح مکہ میں بنی حارثہ کا جھنڈا انھیں کے پاس تھا انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے وہ احادیث بھی روایت کیں جنھیں آپ سے یاد کر لیا تھا۔

ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابی حبیبہ کہتے تھے کہ ابو بردہ بن نیار کی وفات خلافت معاویہ میں ہوئی۔

کل تین اصحاب۔

(کعب بن الخزرج بن عمرو من جملہ بنی ظفر کہ عبیط بن مالک بن الاوس تھے)

قتادہ بن نعمان...... ابن زید بن عامر بن سواد بن ظفر، انکی والدہ انیسہ بنت قیس بن عمرو ابن عبید بن مالک بن عمرو بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار جو خزرج میں سے تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ قتادہ کی کنیت ابو عمر تھی، عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

قتادہ کی اولاد میں عبداللہ اور ام عمروان دونوں کی والدہ ہند بنت اوس بن خزمہ بن عدی بن ابی بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف تو افل حلفائے بنی عبدالاشہل میں سے تھیں۔

عمرو و حفصہ، ان دونوں کی والدہ خنساء بنت خنیس غسانی تھیں، کہا جاتا ہے کہ انکی والدہ عائشہ بنت جری بن عمرو بن عامر بن عبد روزاح بن ظفر تھیں۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری نے کہا کہ آج قتادہ کی کوئی پس ماندہ اولاد نہیں ہے انکی اولاد میں سب سے آخر میں جو لوگ رہ گئے تھے وہ عاصم و یعقوب فرزندان عمر بن قتادہ تھے عاصم بن عمر علمائے سیرت وغیرہا میں سے تھے، وہ سب وفات پا گئے، کوئی باقی نہیں ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قتادہ بن نعمان ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے، موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر کی بھی یہی روایت ہے۔ لیکن محمد بن اسحٰق نے اپنی کتاب میں انکا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

قتادہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے تیر اندازوں میں بیان کئے گئے ہیں وہ بدر و احد میں حاضر ہوئے۔ یوم احد میں انکی آنکھ میں تیر مارا گیا جس سے آنکھ کا ڈھیلا بہہ کے رخسار پر آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس ایک عورت ہے جسے میں چاہتا ہوں، اگر وہ میری آنکھ دیکھ لے گی تو اندیشہ ہے کہ مجھ سے

نفرت کرے گی، رسول اللہ ﷺ نے اس ڈھیلے کو اپنے ہاتھ سے لوٹا دیا، آنکھ برابر ہوگئی اور بینائی لوٹ آئی۔۔ بڑھاپے میں بھی وہ آنکھ زیادہ قوی اور زیادہ صحیح تھی۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ قتادہ بن نعمان کی آنکھ کا ڈھیلا یوم احد میں ان کے رخسارے پر گر پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اسے لوٹا دیا وہ دوسری آنکھ سے زیادہ اچھی اور تیز ہوگئی، وہ خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے غزوہ فتح میں بنی ظفر کا جھنڈا انھیں کے پاس تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بھی روایت کیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ قتادہ بن النعمان نے ۲۳ھ میں انتقال کیا اس وقت ۶۵ سال کے تھے ان پر عمرؓ بن الخطاب نے مدینے میں نماز پڑھی قبر میں انکے اخیافی بھائی ابوسعید الخدری اور محمد بن مسلمہ اور حارث بن خزمہ اترے۔

عبید بن اوس...... بن مالک بن سواد بن ظفر، کنیت ابوالنعمان اور والدہ لمیس بنت قیس بن قریم بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن سلمہ خزرج میں سے تھیں، ان کی پسماندہ اولاد تھی جو سب کے سب وفات پا چکے عبید بدر میں شریک تھے۔

کہتے ہیں کہ یہ وہی ہیں جنھوں نے عباس اور نوفل اور عقیل کو بدر میں گرفتار کیا اور ایک رسی سے باندھ کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے، نبی علیہ اسلام نے فرمایا کہ ان پر ملک کریم نے تمھاری مدد کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام مقرن (رسی میں باندھنے والا) رکھا بنوسلمہ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ابوالیسرؓ کعب بن عمرو نے عباس کو گرفتار کیا۔ ایسا ہی محمد بن اسحٰق کہا کرتے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق ومحمد بن عمر نے بدر میں عبید کے ذکر پر اتفاق کیا۔ ابو معشر نے انھیں بیان نہیں کیا۔ ہمارے نزدیک یہ انکا یا جس سے انھوں نے روایت کی اس کا وہم ہے اس لئے کہ عبید بن اوس کا معاملہ ان کے بدر میں ہونے کے متعلق اس درمشہور ہے کہ وہ مخفی نہیں۔

نصر بن حارث...... ابن عبدرزاح بن ظفر، انکی کنیت ابوحارث تھی اور والدہ سودہ بنت رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی انکی اولاد وفات پا چکی اور جا چکی تھی۔

ابومعشر ومحمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری اور ہشام بن محمد ابن سائب کلبی نے اسی طرح ان کا نام بتایا ان لوگوں نے ان کے نام ونسب میں کہ نصر بن حارث تھے کوئی اختلاف نہیں کیا۔ محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب میں روایت کی کہ وہ نمیر بن حارث تھے، یہ غلط ہے میرا گمان ہے کہ یہ غلطی محمد بن اسحاق کے رواۃ کی طرف سے ہے۔

حلفائے بنی ظفر

عبداللہ بن طارق...... ابن عمرو بن مالک بن تیم بن شعبہ بن سعد اللہ بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ، ان کے کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی، محمد بن عمر نے اسی طرح ان کا اور ان کے اخیافی بھائی مغتب بن عبید کا

سب بیان کیا ہے جو ان کے ساتھ بدر میں شریک تھے۔ لیکن محمد بن اسحاق نے ان لوگوں میں ان دونوں کا نام لیا جو بدر میں شریک ہوئے اور ان کا نسب نہیں بیان کیا کہا کہ وہ معتب ابن عبدہ تھے لیکن ہشام بن محمد بن سائب الکلبی نے اپنی کتاب النسب میں ان دونوں کا کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔

عبداللہ بن طارق بدر واحد میں شریک ہوئے وہ ان لوگوں میں تھے جو غزوہ الرجیع میں روانہ ہوئے بنی لحیان کے مشرکین گرفتار کر کے رسی سے باندھ کہ خبیب بن عدی کے ساتھ مکے لے جائیں جب وہ مرالظہران میں تھے تو انھوں نے کہا کہ واللہ میں تمھارے ساتھ نہ رہوں گا کیونکہ میرے لئے میرے ان ساتھیوں میں نمونہ ہے جو اس روز قتل کر دیئے گئے، انھوں نے اپنا ہاتھ رسی سے نکال لیا اور تلوار لے لی، لوگ ان کے پاس سے ہٹ گئے یہ ان پر حملہ کرنے لگے اور وہ ان سے پھٹنے لگے۔ لوگوں نے انھیں پتھر مار کے شہید کر دیا۔ انکی قبر مرالظہران میں ہے، یوم الرجیع ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا۔

ان کے ماں شریک بھائی:

معتب بن عبید ...... ابن ایاس بن تیم بن شعبہ بن سعداللہ بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف ابن قضاعہ بن

محمد عمر نے اسی طرح کہا، محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ معتب بن عبدہ تھے، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری نے کہا کہ وہ معتب بن عبید ابن سواد بن الہیثم بن ظفر تھے۔

انکی والدہ بنی عذرہ کی شاخ بنی کاہل سے تھیں۔ ان کے اخیافی بھائی عبداللہ بن طارق بن عمرو البلوی بنی ظفر کے حلیف تھے۔ بنی ظفر میں ان کا نسب جیسے معلوم نہ تھا اس نے انھیں کے بھائی عبداللہ بن طارق کی وجہ سے بلی سے منسوب کر دیا۔

معتب بن عبید کے کوئی اولاد نہ تھی، ان کے بھتیجے اسیر بن عروہ ابن سواد بن الہیثم بن ظفر ان کے وارث ہوئے معتب بن عبید بدر واحد میں شریک ہوئے یوم الرجیع میں الظہران میں شہید ہوئے۔

کل پانچ اصحاب:

(بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس پھر بنی امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے)

مبشر بن عبدالمنذر ...... بن رفاعہ بن زنبر بن امیہ بن زید، ان کی والدہ نسیبہ بنت زید بن صبیعہ بن زید بن

مالک بن عوف بن عمرو بن تھیں ان کے کوئی پسماندہ اولاد تھی، رسول اللہ ﷺ نے مبشر بن عبدالمنذر اور عاقل بن ابی البکیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ عاقل بن ابی بکیر اور مجذر ابن زیاد کے درمیان آپ نے عقد مواخاۃ کیا۔ مبشر بدر میں شریک ہوئے اور اسی روز شہید ہوئے ابوثور نے قتل کیا۔

سائب بن ابی البابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مبشر بن عبدالمنذر کا حصہ لگایا اور معن بن عدی ہمارے پاس ان کا حصہ لائے۔

ان کے بھائی:

رفاعہ بن عبدالمنذر۔۔۔۔۔۔ابن رفاعہ بن زنبر بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف، ان کی والدہ نسیبہ بنت زید بن ضبیعہ بن زید تھیں، انکی ایک لڑکی تھی جس کا نام ملیکہ تھا ان سے عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد المخزومی نے نکاح کیا، نسیبہ کی والدہ ظبیہ بنت نعمان بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ظبیعہ بن زید تھیں۔

براویت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر ومحمد بن عمر رفاعہ بن عبدالمنذر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے وہ بدر واحد میں حاضر ہوئے اور ہجرت کے بتیسویں مہینے ماہ شوال میں یوم احد میں شہید ہوئے ان کی کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی۔

اوران دونوں کے بھائی:

ابولبانہ بن عبدالمنذر۔۔۔۔۔۔ابن رفاعہ بن زنبر بن امیہ، نام بشر تھا انکی والدہ بھی نسیبہ بنت بدر بن ضبیعہ تھیں ابوالبانہ کی اولاد میں سائب تھے انکی والدہ زینب بنت خذام ابن خالد بن ثعلبہ بن زید بن عبید بن امیہ بن زید اور لبانہ (لڑکی) جن کے نام سے انکی کنیت ابولبانہ تھیں اور جن سے عمرؓ بن الخطاب نے نکاح کیا ان سے ان یہاں ولادت بھی ہوئی اور انکی والدہ نسیبہ بنت فضالہ ابن نعمان بن قیس بن عمرو بن امیہ بن زید تھیں اور رسول اللہ ﷺ جب بدر کی جانب روانہ ہوئے تو آپ نے ابولبانہ کو مدینے پر عامل بنا کے روحاء سے واپس کیا ان کے لئے غنیمت وثواب میں حصہ مقرر کیا اور وہ انھیں کے مثل ہو گئے جو بدر شریک تھے۔

عبداللہ بن مکنف سے جو حارثۃ الانصار میں سے تھے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابولبانہ کو مدینے پر اپنا جانشین بنایا، ان کے لئے غنیمت وثواب کا حصہ لگایا وہ انھیں کے مثل ہو گئے جو اس میں شریک ہوئے تھے، ابولبانہ احد میں بھی حاضر ہوئے نیز رسول اللہ ﷺ جب غزوہ السویق کے لئے روانہ ہوئے تو ان کو مدینے پر اپنا جانشین بنایا، غزوہ فتح میں بنی عمرو بن عوف کا جھنڈا انھیں کے پاس تھا۔ وہ تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے آنحضرت ﷺ سے احادیث بھی روایت کیں ابولبابہ کی وفات عثمانؓ ابن عفان کے قتل کے بعد اور علیؓ بن ابی طالب کے قتل سے پہلے ہوئی اور آج انکی پسماندہ اولاد ہے۔

ابولبابہ نے یوم بنی قریظہ میں جس وقت گناہ کا ارتکاب کیا (بنی قریظہ کو اس راز سے آگاہ کردیا کہ رسول اللہ ﷺ تم کو ذبح کریں گے) تو وہ مسجد نبی علیہ اسلام میں بمقام اسطوانہ مخلقہ، رسی سے بندھ گئے۔ یہاں تک کہ اللہ نے انکی توبہ قبول کی۔

سعد بن عبید۔۔۔۔۔۔ابن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ بن زید، یہ وہی تھے جنھیں سعد القاری کہا جاتا تھا ان کی کنیت ابوزید تھی کوفے کے لوگ روایت کرتے ہیں کہ یہ ان لوگوں میں تھے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قرآن جمع کیا تھا، محمد بن اسحاق وابومعشر اس طرح ان کا نسب بیان کرتے تھے کہ سعد بن عبید بن النعمان بن قیس

سعد بن عبید بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ کے ہمرکاب تھے ان کے بیٹے عمیر بن سعد عمرؓ بن الخطاب کے زمانے میں شام کے کسی حصے کے والی تھے، سعد بن عبید ہجرت کے سولہویں سال جنگ قادسیہ میں شہید

ہوئے اس وقت ۶۴ سال کے تھے اپنے بعد کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے سعد بن عبید سے جو اصحاب رسول اللہ میں سے تھے اور جس روز ان پر موت کی مصیبت آگئی وہ میدان جنگ سے بھاگے اور وہ قاری کہلاتے تھے ان کے سوا اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کوئی قاری نہیں کہلاتا تھا ان سے عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ ملک شام میں تمھیں جہاد سے دلچسپی ہے وہاں مسلمانوں کی شدید خونریزی کی گئی اور دشمن ان پر دلیر ہو گئے شاید تم شکست کی بدنامی کا داغ دھوسکو انھوں نے کہا نہیں میں سوائے اس زمین کے اور کہیں نہیں گا جہاں سے میں بھاگا تھا اور سوائے ان دشمنوں کے جنھوں نے میرے ساتھ وہ کیا جو کیا اور کسی سے نہیں لڑوں گا وہ قادسیہ آئے اور شہید ہوئے۔

سعد بن عبید سے مروی ہے کہ انھوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا کہ کل ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے اور کل ہم شہید ہوں گے لہٰذا تم لوگ نہ ہمارے بدن سے خون دھونا اور نہ سوائے ان کپڑوں کے جو ہمارے بدن پر ہیں کوئی اور کفن دینا۔

عویم بن ساعدہ...... ابن عائش بن قیس بن نعمان بن زید بن امیہ، ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن اور والدہ عمیرہ بنت سالم بن سلمہ بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں۔

عویم کی اولاد میں عتبہ سوید تھے، سوید یوم جنگ حرہ میں قتل ہوئے اور قرظہ انکی والدہ امامہ بنت بکیر بن ثعلبہ بن حدیہ بن عامر بن بن کعب بن مالک ابن غضب بن جشم بن خزرج تھیں، صرف محمد اسحاق نے عویم بن ساعدہ بن صلجہ کہا ہے لیکن ہم نے صلجہ کو نسب میں نہیں پایا وہ بلی بن عمر بن الحاف قضاعہ میں سے بنی امیہ زید کے حلیف تھے اسے سوائے محمد بن اسحاق کے اور کسی نے نہیں بیان کیا۔ عویم کی پسماندہ اولاد مدینے اور درب الحدث میں تھی۔

عویم ان اٹھ آدمیوں میں سے تھے جن کے متعلق روایت کی گئی کہ وہ ان انصار اوائل میں سے ہیں جو رسول اللہ صلی ﷺ سے مکے میں قدمبوس ہوئے اور اسلام لائے، براویت محمد بن عمر، عویم ہر دو عقبہ میں شریک ہوئے اور بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر وہ ستر انصار کے ہمراہ عقبہ آخرہ میں حاضر ہوئے۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عویم بن ساعدہ اور عمرؓ بن الخطاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ بروایت محمد بن اسحاق آپ نے عویم بن ساعدہ اور حاطب بن ابی بلتعہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حمزہ بن عبداللہ بن زبیر نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ کے بندوں میں اور اہل جنت میں عویم بن ساعدہ کیسے اچھے بندے اور آدمی ہیں۔

موسیٰ نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ **فیہ الرجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المتطھرین** (اس مسجد قباء) میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں سے عویم بن ساعدہ ہیں۔ موسیٰ نے کہا کہ عویم سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے اپنا اجابت کا مقام پانی سے دھویا جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا، واللہ اعلم۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ دو مرد صالح جو اپنی قوم کے ایما سے سقیفہ بنی ساعدہ کا ارادہ کر رہے تھے ابوبکرؓ وعمرؓ سے ملے ان دونوں مرد صالح نے کہا اے سرگروہ مہاجرین کہاں کا قصد ہے، ابوبکر وعمرؓ نے کہا کہ برادران انصار سے ملنا چاہتے ہیں ان دونوں نے کہا کہ تم پر یہ ضرورت نہیں کہ انصار کے پاس نہ جاؤ، اپنا کام پورا کر دیعنی جاؤ۔

ابن شہاب نے کہا کہ عروۃ بن زبیرؓ بیان کیا کہ مرد صالح جو ابوبکر و عمرؓ سے ملے تھے عویمؓ بن ساعدہ اور معنؓ بن عدیؓ تھے۔عویم بن ساعدہؓ وہی ہیں جن کے متعلق ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ وہ کون ہیں جن کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا فیہ رجال میحبون ان یتطھر و او اللہ میحب المطھر یـــن تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے عویم بن ساعدہ نہایت خوب آدمی ہیں، ہمیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ آپ نے عویم بن ساعدہ کسی اور کا بھی ذکر کیا تھا۔

عویم بن ساعدہ نے خلافت عمرؓ بن الخطاب میں وفات پائی اسوقت انکی عمر ۶۵ یا ۶۶ کی تھی۔

ثعلبہ بن حاطب

ثعلبہ بن حاطب ...... ابن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید، انکی والدہ امامہ بنت صامت بن خالد بن عطیہ بن حوط بن حبیب بن عمرو بن عوف تھیں۔

ثعلبہ کی اولاد میں عبید اللہ وعبداللہ وعمیر تھے ان کی والدہ بنی واقف میں سے تھیں۔

رفاعہ اور عبدالرحمٰن وعیاض وعمیر، انکی والدہ لبابہ بنت عقبہ ابن بشیر غطفان میں سے تھیں، آج ثعلبہ بن حاطب کی مدینے اور بغداد میں اولاد ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن حمراء کے درمیان جو خزاعہ حلیف بنی مخزوم میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا، ثعلبہ بن حاطب بدر و احد میں شریک ہوئے۔

ان کے بھائی۔

حارث بن حاطب

حارث بن حاطب ...... ابن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید، انکی والدہ امامہ بنت صامت بن خالد بن عطیہ تھیں۔ حارث کی اولاد میں عبداللہ تھے ان کی والدہ ام عبداللہ بنت اوس حارثہ بنی جحجبا سے تھیں آج انکی باقی ماندہ اولاد ہے۔ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

عبداللہ بن مکنف سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت بدر کی طرف روانہ ہوئے تو حارث بن حاطب کو الروحاء سے بنی عمرو بن عوف کی طرف کسی کام سے جس کا آپ نے انھیں حکم دیا تھا واپس کر دیا۔ غنیمت وثواب میں آپ نے ان کا حصہ بھی لگایا، وہ انھیں کے مثل ہو گئے جو شریک تھے۔ محمد بن اسحاق نے اسی طرح بیان کیا محمد بن عمر نے کہا کہ حارث احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے غزوہ خیبر شہید ہوئے انھیں قلعے کے اوپر سے کسی نے تیر مارا جو دماغ میں لگا۔

رافع بن منجدہ

رافع بن منجدہ ...... منجدہ ان کی والدہ ہیں، والدہ عبدالحارث، بلی کے حلیف تھے، اور بلی قضاعہ میں سے تھے جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ انھیں (بلی) میں سے ہیں، محمد ابن اسحاق بھی اسی طرح کہا کرتے تھے، صرف ابو معشر نے انھیں عامر بن عنجدہ کہا ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رافع بن عنجدہ اور حصین بن حارث بن مطلب بن عبد مناف بن قصی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا رافع بدر و اُحد و احد خندق میں شریک تھے ان کے پسماندہ اولاد نہ تھی۔

عبید بن ابی عبید...... محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے اس شخص سے سنا جو کہتا تھا کہ بلی قضاعہ میں سے تھے کہ عبید انھیں (بلی) میں سے تھے اسی طرح محمد بن اسحاق نے بھی کہا بعض لوگ ان کو اور رافع بن عنجدہ کو بنی عمرو بن عوف کی طرف منسوب کرتے ہیں میں نے ان دونوں کی ولادت اور نسب کو بنی عمرو بن عوف کے انصاب میں تلاش کیا مگر نہ ملا ان دونوں کی باقی ماندہ اولاد نہ تھی عبید بدر و احد خندق میں شریک تھے۔

کل نو اصحاب: (بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف)

عاصم بن ثابت...... ابن قیس، یہ قیس وہی ہیں جو ابوالاقلح بن عصمہ بن مالک بن امہ ابن ضبیعہ تھے انکی والدہ شموس بنت ابی عامر بن صیفی بن نعمان بن مالک بن لمۃ بن ضبیعہ تھیں عاصم کی اولاد میں محمد تھے انکی والدہ ہند بنت مالک بن عامر بن حذیفہ بنی جحجبان بن کلفہ میں سے تھیں انکی اولاد میں سے احوص بن عبداللہ ابن محمد بن عاصم شاعر ہوئے عاصم کی کنیت ابوسلیمان تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن ثابت اور عبداللہ بن جحش کے درمیان عقد مواخاۃ کیا عاصم بدر و احد میں شریک ہوئے غزوہ احد میں مسلمان بھاگے تو وہ ثابت قدمی سے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے انھوں نے آپ سے موت پر بیعت کی اصحاب رسول اللہ کے نامزد تیر اندازوں میں سے تھے۔

احد میں مشرکین کے جھنڈے والوں میں سے حارث اور مسافع فرزندان طلحہ بن ابی کو قتل کیا انکی والدہ سلافہ بنت سعد بن الشہید بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔ اس نے نذر مانی کہ عاصم کے کاسہ سر میں شراب پیئے گی اور ان کا سر لانے والے کے لئے سو اونٹنیاں انعام رکھا۔

بنی لحیان، قبیلہ ہذیل کے چند آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ آپ ان کے ہمراہ چند ایسے آدمی روانہ کریں جو انھیں قرآن پڑھائیں اور شرائع اسلام سکھا آنحضرت نے ان کے ہمراہ اپنے چند اصحاب کے ساتھ عاصم بن ثابت کو روانہ کر دیا۔

جب وہ لوگ اپنی بستیوں میں پہنچے تو مشرکین نے کہا کہ تم لوگ اسیر (قیدی) بن جاؤ ہم تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تمھیں مکے پہنچائیں اور تمھارے ذریعہ سے قیمت حاصل کریں عاصم نے کہا کہ نے نذر مانی ہے کہ کبھی کسی مشرک کے پڑوس میں نہ آؤں گا۔

وہ ان سے جنگ کرنے لگے اور رجز پڑھنے لگے انھوں نے اتنی تیر اندازی کی کہ ان کے تیر ختم ہو گئے پھر نیزہ مانا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھی ٹوٹ گیا تلوار رہ گئی تب انھوں نے کہ اے اللہ میں نے ابتدائے روز تیرے دین کی حمایت کی لہٰذا آخر روز میں تو میرے گوشت کی حفاظت کر مشرکین ان کے ساتھیوں میں سے جیسے قتل کرتے تھے اسکی کھال اتار لیتے تھے، انھوں نے جنگ کی، مشرکین میں سے دو کو زخمی کیا اور ایک کو قتل کیا۔ اور کہنے لگے۔

انا ابو سلیمان مثلی ما ورثت مجدی معشرا کراما

(میں ابوسلیمان ہوں، میرے ہی جیسے بہادر مہمات امور کا قصد کرتے ہیں۔ میں نے اپنی بزرگی و برتری ایسوں کے لئے وراثت میں چھوڑی ہے جو شریف کریم ہیں۔)

اصیب مرثدا وخالدا قیاما

(مرثد وخالد جیسوں کو تو میں کھڑے کھڑے سمجھ لوں گا۔!)

لوگوں نے اتنی تیزہ بازی کی کہ ان کو قتل کر دیا۔ سر کاٹنا چاہا تو اللہ نے ان کے پاس بھڑ (زنبور) بھیج دی جس نے حفاظت کی، شب کو اللہ تعالیٰ نے ایک نامعلوم سیلاب بھیج دیا جو انھیں بہالے گیا۔ وہ لوگ ان کے پاس نہ پہنچ سکے عاصم نے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ نہ وہ کسی مشرک کو چھوئیں گے اور نہ کوئی مشرک انھیں چھوئے گا ان کا اور ان کے ساتھیوں کا قتل ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں یوم الرجیع میں ہوا۔

معتب بن قشیر...... ابن ملیل بن زید بن العطاف بن ضبیعہ ان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی بدر واحد میں حاضر ہوئے تھے محمد بن اسحاق نے اسی طرح تذکرہ کیا ہے۔

ابو ملیل بن الازعر...... ابن زید بن العطاف بن ضبیعہ انکی والدہ ام عمرو بنت الاشرف ابن العطاف بن ضبیعہ تھیں کوئی اولاد باقی نہ رہی وہ بدر واحد حاضر ہوئے محمد بن اسحاق نے اسی طرح کہا ہے۔

عمیر بن معبد...... ابن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ انکی کوئی اولاد نہ رہی صرف محمد بن اسحٰق ان کو عمرو بن معبد کہتے تھے بدر واحد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے یوم حنین میں وہ ان سو صبر کرنے والوں میں سے ایک تھے جن کے رزق کا اللہ تعالیٰ کفیل ہو گیا تھا۔

کل چار آدمی۔

بنی عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف

انیس بن قتادہ...... ابن ربیعہ بن خالد بن حارث بن عبید محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر اسی طرح انیس کو کہتے تھے موسیٰ بن عقبہ الیاس کہتے تھے، اور معشر انس کہتے تھے خنساء بنت خزام الاسدیہ کے شوہر تھے بدر واحد میں حاضر ہوئے ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں غزوہ احد میں شہید ہوئے ابوالحکیم ابن لاخنس بن شریق الثقفی نے قتل کیا۔ انیس کے کوئی باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔ صرف ایک آدمی بنی العجلان بن حارثہ کہ بلی قضاعہ میں سے تھے اور سب کے سب بنی زید بن مالک بن عوف کے حلفا تھے۔

معن بن عدی الجد...... ابن العجلان بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بن جعل بن عمرو بن جشم بن ودم ابن زبیان بن ہمیم بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق ومحمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے قبل اسلام عربی خط میں کتابت کرتے تھے حالانکہ عرب میں کتابت بہت کم تھی رسول اللہ ﷺ نے معن بن عدی اور زید بن الخطاب بن نفیل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا دونوں کے دونوں ۱۲ھ میں خلافت ابوبکرؓ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے آج

معن کی باقی ماندہ اولاد ہے اور معن بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ معن بن عدی ان دو شخصوں میں سے تھے جو ابوبکرؓ وعمرؓ سے اسوقت ملے جب وہ ثقیفہ بنی ساعدہ کا ارادہ کررہے تھے انھوں نے کہا کہ تم پر ضروری نہیں کہ ان کے پاس نہ جاؤ اپنا کام پورا کرو۔

عروۃ بن زبیر سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ جس وقت اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو وفات دی تو لوگ آپ پر روئے اور کہا کہ واللہ ہم چاہتے تھے کہ آپ سے پہلے مرجاتے اندیشہ ہے کہ ہم آپ کے بعد فتنے میں نہ پڑجائیں۔ معن نے کہا کہ واللہ میں نہیں چاہتا کہ آپ سے پہلے مرجاتا وقتیکہ میں آپ کی وفات کے بعد بھی تصدیق نہ کرلوں جیسا کہ آپ کی حیات میں کی معن مسلمہ کذاب کی جنگ میں یمامہ میں شہید ہوئے۔

ان کے بھائی۔

عاصم بن عدی...... ابن الجد العجلان، محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ انکی کنیت ابوعبداللہ تھی انکی باقی ماندہ اولاد تھی عاصم بن عدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب روانگی بدر کا ارادہ کیا تو قباء اور اہل عالیہ پر کسی وجہ سے جو آپ کو ان لوگوں سے پہنچی عاصم بن عدی کو خلیفہ بنادیا اور ان کے لئے غنیمت وثواب میں حصہ لگایا وہ انھیں کے مثل ہوگئے جو اس میں شریک تھے محمد اسحٰق نے بھی اسی طرح کہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عاصم بن عدی احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے رسول اللہ ﷺ نے انھیں اور ان کے ہمراہ مالک بن الدخشم کو تبوک سے بھیجا ان دونوں نے مسجد ضرار کو جو قبا میں بنی عمرو بن عوف میں تھی آگ لگادی۔ عاصم (قد میں) مائل بہ پستی تھے مہندی کا خضاب لگاتے تھے معاویہؓ بن ابی سفیان کی خلافت میں ۴۵ھ میں مدینے میں وفات پائی اس وقت ۱۱۵ سال کے تھے۔

ثابت بن اقرم...... ابن ثعلبہ بن عدی بن الجد بن العجلان، ان کی کوئی باقی ماندہ اولاد نہ تھی بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے خالد بن الولید کے ساتھ ابوبکرؓ کی خلافت میں مرتدین کی طرف روانہ ہوئے تھے اسی طرح محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

عیسیٰ بن عمیلہ فزاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن الولید لوگوں کے مقابلے پر روانہ ہوئے وقت کی اذان سنتے تو رک جاتے اور اگر اذان نہ سنتے تو حملہ کرتے، جب وہ اس قوم کے قریب پہنچ گئے جو بزاخہ میں تھی تو عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم کو اپنے آگے مخبر بنا کے بھیجا کہ دشمنوں کی خبر لائیں دونوں سوار تھے عکاشہ اپنے گھوڑے پر جس کا نام الزرام تھا اور ثابت اپنے گھوڑے پہ جس کا نام المجر تھا۔ عکاشہ اور ثابت طلیحہ اور اس کے بھائی سلمہ فرزندان خولید سے ہوا جو انھیں کی طرح اپنے پیچھے والوں کے مخبر تھے طلیحہ نے تنہا، عکاشہ کو گھیر لیا اور سلمہ نے ثابت بن اقرم کو، ذرودیر بھی نہ گذری کہ سلمہ نے ثابت بن اقرم کو قتل کردیا، طلیحہ نے سلمہ کو آواز دی کہ اس آدمی پر میری مدد کر یہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے سلمہ عکاشہ پر پلٹ پڑا اور دونوں نے مل کر ان کو بھی قتل کردیا خالد بن الولید مسلمان کو اپنے ہمراہ لے آئے تو ان لوگوں کو سوائے مقتول ثابت بن اقرم کے اور کسی چیز سے خوف نہ ہوا جن کو سواریاں روندرہی تھیں یہ مسلمانوں پر گراں گزرا وہ زیادہ نہ چلنے پائے تھے کہ مقتول عکاشہ کو بھی روندا۔

ابی واد اللیثی سے مروی ہے کہ ہم دو سو سوار مقدمہ تھے زید بن الخطاب ہمارے امیر تھے ثابت بن اقرم عاشہ بن محصین ہمارے آگے تھے جب ہم لوگ ان دونوں کے پاس سے گزرتے تو ہمیں برا معلوم ہوا، خالد اور مسلمان اب تک ہمارے پیچھے تھے ہم ان دونوں مقتولوں کے پاس کھڑے رہے یہاں تک کہ خالد بن الولید آتے ہوئے نظر آئے ان کے حکم سے ہم نے ثابت اور عکاشہ کو مع ان کے کپڑوں اور خون کے دفن کر دیا ہم نے عکاشہ پر عجیب زخم پائے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم نے ان دونوں کے قتل کے بارے میں جو کچھ سنا اس میں یہ سب سے زیادہ ثابت ہے انکو طلیحہ الاسدی نے ۱۲ھ میں بزاخہ میں قتل کیا۔

زید بن اسلم ابن ثعلبہ بن عدی الجد بن العجلان، انکی باقی ماندہ اولاد نہ تھی بدر واحد میں شریک تھے اسی طرح محمد بن اسحاق نے بھی بیان کیا۔

عبداللہ بن سلمہ ۔۔۔۔۔۔ ابن مالک بن حارثہ بن عدی بن الجد بن العجلان، کنیت ابو حارث تھی انکی باقی ماندہ اولاد ہے محمد بن اسحاق نے اسی طرح کہا ہے کہ انکی اولاد میں سے ابوعبدالرحمٰن محمد بن عبدالرحمن العجلانی المدنی تھے ان کے پاس چند احادیث لوگوں کے امور کے متعلق تھیں جن کو وہ روایت کرتے تھے حشام بن محمد بن سائب الکلبی وغیرہ ان سے ملے ہیں اور ان سے روایت کی ہے عبداللہ بن سلمہ بدر واحد میں شریک تھے ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں وہ جنگ احد میں شہید ہوئے جس نے انھیں قتل کیا وہ عبداللہ بن الزبعری تھا۔

ربعی بن رافع ۔۔۔۔۔۔ ابن حارث بن زید بن حارثہ بن الجد بن العجلان، ان کے کوئی باقی ماندہ اولاد نہ تھی موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا جو بدر میں شریک تھے، ربعی میں بھی موجود تھے۔

جملہ چھ آدمی۔

بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف۔

جبر بن عتیک ۔۔۔۔۔۔ ابن قیس بن ہیشۃ بن حارث بن امیہ بن معاویہ، انکی والدہ جمیلہ بنت زید بن صیفی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارث بن حارثہ بن الاوس تھیں، جبر کی کنیت ابوعبداللہ تھی، اولاد میں عتیک و عبداللہ اور ام ثابت تھے انکی والدہ ہصہ بنت عمرو بن مالک بن سبیع قیس عیلان کے بنی ثعلبہ میں سے تھیں عبداللہ بن محمد العمارۃ الانصاری نے کہا کہ آج سوائے جبر بن عتیک کے اولاد کے بنی معاویہ بن مالک میں سے کوئی باقی نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جبر بن عتیک اور خباب بن الارت کے درمیان عقد مواخاۃ کیا جبر بن عتیک بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے، غزوہ فتح میں بنی معاویہ بن مالک کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

عبداللہ بن عبداللہ بن جبر بن عتیک نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس

انکی عیادت کے لئے آئے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جبر بن عتیک کی ۶۱ھ یزید بن معاویہ کی خلافت میں بعمر ۷۱ سال وفات ہوئی۔

ان کے چچا:

حارث بن قیس ...... ابن ہیشہ بن حارث بن معاویہ، انکی والدہ زینب بنت الصیفی بن عمرو ابن زید بن جشم بن حارثہ بن حارثہ اوس میں سے تھیں، اسی طرح محمد بن عمر الواقدی اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اپنی کتاب میں ان رجال سے بیان کیا جن کا انھوں نے اول کتاب میں نام لیا ہے کہ جبر بن عتیک اور ان کے چچا حارث بن قیس بدر میں شریک تھے لیکن موسیٰ ابن عقبہ اور محمد بن اسحاق اور ابو معشر لے حارث بن قیس کو شرکائے بدر میں شمار نہیں کیا۔ محمد بن اسحاق اور ابو معشر نے کہا کہ وہ جبر بن عتیک بن حارث ابن قیس بن ہیشہ تھے اور محمد بن عمر اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ محمد بن اسحاق وابو معشر نے یا جس سے ان دونوں نے روایت کی انھوں نے جبر بن عتیک کے نسب میں غلطی کی ان دونوں نے انھیں ان کے چچا حارث کی طرف منسوب کر دیا، ان کے ہمراہ ان کے چچا بدر میں موجود تھے ان کا نسب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔

حلفائے بنی معاویہ بن مالک

مالک بن نمیلہ ...... نمیلہ انکی والدہ تھیں وہ مالک بن ثابت تھے کہ مزینہ میں سے تھے بدر و احد میں شریک ہوئے، جنگ احد میں، جو ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں ہوئی تھی شہید ہو گئے۔

نعمان ن عصر ...... ابن عبید بن وائلہ بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بن جعل بن عمرو بن جشم ابن دوم بن ذبیان بن ہمیم بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ ان کی کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی محمد بن اسحاق وابو معشر (موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمر نے کہا کہ نعمان بن عصر بالکسر ہے ہشام بن محمد السائب الکلبی نے کہا کہ نعمان بن عصر بالفتح ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ لقیط بن عصر بالکسر تھے۔

نعمان بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے بزمانہ خلافت ابوبکر صدیقؓ ۱۲ھ میں وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

بنی حنش بن عوف بن عمرو بن عوف کہ اھل مسجد قباء تھے

سہل بن حنیف ...... ابن واہب بن العکیم بن ثعلبہ بن الحارث بن مجدعہ بن عمرو بن حنش ابن عوف بن عمرو بن عوف سہل کی کنیت ابو سعد تھی اور کہا جاتا ہے کہ ابو عبداللہ تھی ان کے دادا عمرو بن الحارث تھے جن کو بحرج کہا جاتا تھا۔ سہل کی والدہ کا نام ہند بنت رافع بن عمیس بن معاویہ بل امیہ بن زید بن قیس بن عامرہ بن مرہ بن مالک بن الاوس تھا جو بعادرہ میں سے تھیں، ان کے دونوں اخیافی بھائی عبداللہ و نعمان و فرزندان ابی حبیبہ بن الازعر بن زید بن

العطاف بن ضبیعہ تھے۔

سہل بن حنیف کی اولاد میں ابوامامہ تھے جن کا نام اپنے نانا کے نام پر اسعد تھا اور عثمان تھے ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت ابی امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

سعد تھے انکی والدہ ام کلثوم بنت عتبہ بن ابی وقاص وہب ابن عبدامناف بن زہرہ بن کلاب تھیں آج سہل بن حنیف کی بغداد مدینے میں پس ماندہ اولاد ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سہل بن حنیف اور علی بن ابی طالبؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

سہل بدر واحد میں موجود تھے۔ احد میں جس وقت لوگ بھاگے تو یہ ان لوگوں میں تھے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ثابت قدم رہے اور آپ سے موت پر بیعت کی وہ اس روز تیروں سے رسول اللہ ﷺ کی دشمنوں سے) مدافعت کر رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سہل کو تیر دو کیونکہ وہ (نرم) ہیں سہل خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ کے ہمرکاب تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اموال بنی نضیر میں سے سوائے سہل بن حنیف اور ابودجانہ سماک بن خرشہ کے کہ یہ دونوں فقیر تھے انصار میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میرے لئے سہل بے غم کو بلاؤ یعنی سہل بن حنیف کو سہل بن حنیف صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

ابووائل سے مروی ہے کہ یوم صفین میں سہل بن حنیف نے کہا کہ اے لوگوں تم اپنی رائے کو مشتبہ سمجھو، کیونکہ واللہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی ایسے امر کے لئے تلواریں اپنے کندھے پر نہیں رکھیں جس کی ہمیں طاقت نہ ہو سوائے سہل ترین امر کے جسے ہم جانتے تھے یہ دوسری بات تھی کہ آپ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہو۔

محمد بن ابی امامہ بن سہل نے اپنے والد سے روایت کی کہ سہل بن حنیف کی وفات ۳۸ھ میں کوفے میں ہوئی اور ان پر علی ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کے ساتھ سہل بن حنیف پر نماز پڑھی انھوں نے چھ تکبیریں کہیں۔ حنش بن المعتمر سے مروی ہے کہ جب سہل بن حنیف کی وفات ہوئی تو انھیں الرحبہ میں علیؓ کے پاس لایا گیا انھوں نے ان پر چھ تکبیریں کہیں، بعض جماعتوں نے اس کا انکار کیا تو کہا گیا کہ وہ بدری تھے جب وہ الجبانہ تک پہنچے تو ہمیں قرظہ بن کعب اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ ملے انھوں نے کہا کہ یا امیر المومنین ہم ان کی نماز میں نہ تھے۔ فرمایا کہ تم لوگ (اب) ان پر نماز پڑھ لو۔ ان لوگوں نے ان پر نماز پڑھی انکے امام قرظہ تھے۔

حنش الکنانی سے مروی ہے کہ علیؓ نے الرحبہ میں سہل بن حنیف پر نماز جنازہ میں چھ تکبیریں کہیں عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ علیؓ نے اپنے پورے زمانہ سلطنت میں جنازے پر چار چار تکبیریں کہیں سوائے سہل بن حنیف کے کہ ان پر پانچ تکبیریں کہیں اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ بدری ہیں۔

عمیر بن سعید سے مروی ہے کہ علیؓ نے سہلؓ بن حنیف پر نماز پر نماز پڑھی جس میں پانچ تکبیریں کیں لوگوں نے کہا کہ یہ تکبیر کیسی ہے تو علیؓ نے فرمایا کہ یہ سہل بن حنیف ہیں جو اہل بدر سے ہیں، اور اہل بدر کو غیر اہل بدر پر فضیلت ہے۔ میں نے چاہا کہ تمھیں انکی فضیلت سے آگاہ کردوں۔ ایک شخص۔

بنی جحجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف

منذر بن محمد......ابن عقبہ بن احیحہ بن الجلاح بن حریش بن جحجبا کنیت ابوعبیدہ اور والدہ بذیل کے آل ابی قردہ میں سے تھیں، رسول اللہ ﷺ نے منذر بن محمد اور طفیل بن حارث بن مطلب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا منذر یوم بیر معونہ میں شہید ہوئے انکی کوئی پسماندہ اولاد تھی احیحہ کی دوسرے بیٹے سے باقی ماندہ اولاد تھی، منذر بدر واحد میں موجود تھے۔

بنی انیف بن جشم بن عائذ اللہ کہ بلی میں سے حلفائے بنی جحجبا بن کلفہ تھے

ابوعقیل......ان کا نام عبدالرحمن الاراشی البلوی بن عبداللہ بن ثعلبہ بن بیحان ابن عامر ابن الحارث بن مالک بن عامر بن انیف بن جشم بن عائذ اللہ ابن تمیم بن عوز منات بن ناج بن تیم بن یراش تھا وہ اراشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ تھے، ابوعقیل کا نام عبدالعزی تھا رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن عدو لاوثان (بتوں کا دشمن) رکھا۔

ہشام بن محمد السائب الکلبی اور محمد بن عمر نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا۔ محمد بن اسحاق وابومعشر اسی طرح انھیں جشم تک منسوب کرتے تھے اور بقیہ آباؤاجداد میں بلی تک اختلاف کرتے تھے۔

ابوعقیل بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے، جنگ یمامہ میں جو ۱۲ھ میں بزمانہ خلافت ابوبکر صدیق ہوئی شہید ہوئے، انکی باقی ماندہ اولاد تھی۔

جعفر بن عبداللہ بن اسلم الہمدانی سے مروی ہے کہ جب جنگ یمامہ ہوئی اور لوگ جنگ کے لئے صف بستہ ہوگئے تو سب سے پہلے جو شخص زخمی ہوا وہ ابوعقیل الانیفی تھے ایک تیر شانوں اور دل کے درمیان لگا وہ مقتل سے ہٹ گئے تیر نکال دیا گیا زخم کی وجہ سے انکا بایاں پہلو کمزور ہوگیا دن کی ابتدائی ساعت تھی کہ انھیں کجاوے تک پہنچا دیا گیا۔

جنگ کی شدت ہوئی تو مسلمان بھاگ کر دوں میں پہنچ گئے ابوعقیل زخم کی وجہ سے کمزور تھے انھوں نے معن بن عدی کو سنا کہ وہ انصار کو آواز دے رہے ہیں کہ خدا سے ڈرو اور اپنے دشمن پر حملہ کرو معن لمبے لمبے قسم اٹھا کر قوم کے پاس آرہے تھے یہ اس وقت ہوا جب انصار نے آواز دی کہ ہمیں تنہا چھوڑ دو، ہمیں تنہا چھوڑ دو (یعنی دوسرے گروہوں سے ہمیں چھانٹ کر الگ کردو کہ ہم جنگ کریں ایک ایک آدمی کو پہچان پہچان کر لوگوں نے چھانٹ دیا۔

عبداللہ بن عمر نے کہا کہ ابوعقیل اپنی قوم کے پاس جانے کے لئے کھڑے ہوئے میں نے کہا اے ابوعقیل تم کیا ارادہ کرتے ہو تم میں جنگ کی طاقت نہیں ہے انھوں نے کہا کہ منادی نے میرا نام لے کے پکارا ہے میں نے کہا کہ وہ صرف ''اے انصار'' کہتا ہے اسکی مراد مجروحین سے نہیں ہے ابوعقیل نے کہا کہ میں بھی انصار کا ایک شخص ہوں اور میں اسے جواب دوں گا۔ اگرچہ گھٹنوں ہی کے بل ہو۔

ابوعقیل نے کمر باندھ لی اور برہنہ تلوار داہنے ہاتھ میں لے لی پھر وہ ندا دینے لگے اے انصار جنگ حنین کی

طرح دوبارہ حملہ کرو' لوگ جمع ہو کر جرأت کے ساتھ مسلمانوں کے پاس اپنے دشمن کے اسطرف آرہے تھے۔ یہاں تک کہ سب باغ میں دشمن کے پاس گھس پڑے، مل گئے اور ہمارے اور ان کے درمیان تلوار چلنے لگی۔

میں نے ابوعقیل کو دیکھا کہ ان کا زخمی ہاتھ شانے سے کاٹ دیا گیا تھا اور وہ زمین پر پڑا تھا ان کے چودہ زخم تھے ہر زخم مہلک تھا اور انھوں نے اللہ کے دشمن مسلیمہ کو قتل کر دیا تھا۔

میں تیزی کے ساتھ ابوعقیل کے پاس گیا نزع کا عالم تھا، عرض کی اے ابوعقیل تو انھوں نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے لبیک کہا' اور پوچھا کہ کس کو شکست ہوئی۔ میں نے کہا کہ آپ خوش ہوں، آواز کو اور بلند کر کے کہا کہ اللہ کا دشمن قتل ہو گیا انھوں نے اللہ کی حمد کے ساتھ اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی۔

اور انتقال کر گئے (رحمہ اللہ)

آنے کے بعد میں ان کا تمام واقعہ عمرؓ سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ وہ ہمیشہ شہادت کی دعا کیا کرتے تھے اور اسی کو طلب کرتے تھے اگرچہ میں انھیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب اصحاب اور پرانے اسلام والوں میں نہیں جانتا تھا۔

کل دو آدمی

بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف

عبداللہ بن جبیر ...... ابن نعمان بن امیہ بن البرک کہ امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف تھے انکی والدہ بنی عبداللہ بن غطفان میں سے تھیں بروایت موسیٰ بن عقبہ محمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے۔

عبداللہ بدر واحد میں بھی شریک تھے رسول اللہ ﷺ نے یوم احد میں تیراندازوں پر جو پچاس تھے انھیں عامل بنایا وہ لوگ عینین پر جو قناہ میں ایک پہاڑ ہے کھڑے ہو گئے اور آپ نے انھیں حکم دیا اس مورچے پر کھڑے رہنا اور ہماری پشت کی حفاظت کرنا ہمیں فتحمند دیکھنا تب تمھیں ہماری شرکت نہ کرنا اور اگر ہمیں مقتول ہوتے دیکھنا تب بھی ہماری مدد نہ کرنا۔

جب مشرکین کو شکست ہوئی تو مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے جہاں چاہا انھیں تہ تیغ کر اور لشکر کو لوٹنا اور غنائم کو لینا شروع کر دیا۔ بعض تیراندازوں نے کہا کہ تم لوگ یہاں بیکار کھڑے ہو، اللہ نے دشمن کو شکست دیدی لہٰذا اپنے بھائیوں کے ساتھ تم بھی غنیمت حاصل کرو،

دوسرے لوگوں نے کہا کہ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہماری پشت کی حفاظت کرنا لہٰذا تم اپنی جگہ سے مت ہٹو ان لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ مراد نہ تھی اللہ نے دشمن کو ذلیل کر دیا اور انھیں شکست دیدی۔

صحابہؓ کی ایک اجتہادی غلطی ...... عبداللہ بن جبیر جوان کے امیر تھے اور اس روز سفید کپڑوں کا علم لئے ہوئے تھے ان سے مخاطب ہوئے پہلے اللہ کی حمد وثنا کی جس کا وہ اہل ہے پھر اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول اللہ کی اطاعت کا حکم دیا اور اس کا کوئی امر رسول اللہ امر رسول اللہ ﷺ کے خلاف نہ ہو۔

لوگ نہ مانے اور چلے گئے عبداللہ بن جبیر کے ساتھ تیراندازوں کی ایک قلیل جماعت رہ گئی جن کی تعداد دس تک تھی ان میں حارث بن انس ابن رافع بھی تھی۔

خالد بن ولیدؓ کی عقابی نظر ...... خالد بن ابولید نے پہاڑ کے خلاء اور وہاں کے لوگوں کی قلت کو دیکھا تو اس جانب لشکر کو پھیر دیا عکرمہ بن ابی جہل بھی اس کے ساتھ ہوگیا دونوں تیراندازوں کے مقام تک گئے اور بقیہ اندازوں پر حملہ کر دیا۔ اس قوم نے ان کو تیر مارے یہاں تک کہ سب ہلاک ہو گئے۔

عبداللہ بن جبیر نے بھی تیر مارے ان کے تیر ختم ہو گئے، نیزہ بازی کی وہ بھی ٹوٹ گیا، پھر انھوں نے اپنی تلوار کا میان توڑ ڈالا اور لڑے یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔

جب وہ گر پڑے تو لوگوں نے انھیں برہنہ کر کے بہت بری طرح مثلہ کیا (یعنی ناک کان کاٹے) نیزے ان کے پیٹ میں گھسے تھے انھوں نے ناف سے کولوں تک اور وہاں سے پیڑو تک چاک کر دیا تھا، ان کی انتیں پیٹ سے نکل پڑیں تھیں۔

خوات بن جبیر نے کہا کہ جب مسلمان گھومتے ہوئے اس گذرگاہ پر آئے میں بھی اسی حالت میں ان گزراء میں اس مقام پر ہنستا جہاں کوئی ہنستا، اس مقام پر اونگھتا جہاں کوئی اونگھتا اور اس مقام پر بخل کرتا جہاں کسی نے بخل کیا کہا گیا کہ یہ کیا کیفیت ہے۔

میں نے انھیں اٹھایا، دونوں بازو میں نے پکڑے اور ابوحنہ نے دونوں پاؤں۔ اپنے عمامے سے ان کا زخم باندھ دیا جس وقت ہم انھیں اٹھائے ہوئے تھے مشرکین ایک کنارے تھے میرا عمامہ ان کے زخم سے کھل کر گر پڑا آنتیں باہر آ گئیں میرے ساتھی گھبرائے اور اس خیال سے کہ دشمن قریب ہے اپنے پیچھے دیکھنے لگے، میں ہنسا۔

ایک شیخ نیزہ لے کے بڑھا، اسے میرے حلق کے سامنے لا رہا تھا، مجھ پر نیند غالب آ گئی اور نیزہ ہٹ گیا، جب میں انکی قبر تک پہنچا تو یہ حالت دیکھی کہ پہاڑ ہم پر سخت ہو گیا

میرے ساتھ کمان بھی تھی میدان میں اتارا اور کمان کے کنارے سے قبر کھودی کمان میں تانت او تر بندھی تھی میں نے کہا کہ میں تانت کو نہ توڑوں گا اسے کھول ڈالا اور اس کے کنارے سے قبر کھودی جب پورے طور پر کھودلی تو انہیں دفن کر دیا۔

اس سے فارغ ہو کر واپس ہوئے مشرکین اب تک کنارے ہی تھی حالانکہ ہم نے مدافعت کی تھی مگر انھوں نے اپنی واپسی تک تیراندازوں کی جس شخص نے عبداللہ بن جبیر کو قتل کیا وہ عکرمہ ابی جہل تھا عبداللہ بن جبیر کے باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی :

خوات بن جبیر ...... ابن نعمان امیہ بن ابرک بنی امرئ القیس بن ثعلبہ تھے، انکی والدہ بنی عبداللہ بن غطفان میں سے تھیں۔

خوات کی اولاد میں صالح وحبیب تھے جو جنگ حرہ میں مقتول ہوئے دونوں کی والدہ بنی فقیم کی شاخ بنی ثعلبہ میں سے تھیں۔

سالم اور ام سالم اور ام قاسم، انکی والدہ وہ عمیرہ بنت حنظلہ بن حبیب بن احمر بن اوس بن حارثہ بلی بن عمرو بن احاف بن قضاعہ کہ بنی انیف میں سے تھیں حنظلہ بن حبیب بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف کے حلیف تھے

داؤد وعبداللہ، براویت عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری ودیگر اہل علم انکی کنیت انھیں (عبداللہ کے نام سے ابوعبداللہ تھی۔

خوات کی کنیت ..... محمد بن عمر کہتے تھے کہ خوات کی کنیت ابوصالح تھی۔

قیس بن ابی حذیفہ نے خوات بن جبیر سے روایت کی کہ انکی کفیت ابوعبداللہ تھی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ خوات بن جبیر جاہلیت میں صاحب ذات النحیین تھے۔ (ذات النحیین۔ دو مشک والی عورت جس سے ایک شخص کے فجور کا واقعہ بہت مشہور ہے۔)۔ اسلام لائے تو انکا اسلام بہت اچھا ہوا۔

عبداللہ بن مکنف سے مروی ہے کہ خوات بن جبیر رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب بدر جانے والوں میں شریک ہوگئے پھر جب وہ الروحاء پہنچے تو پتھر کی نوک لگ گئی جس سے وہ معذور ہوگئے رسول اللہ ﷺ نے مدینے واپس کردیا اور غنیمت وثواب میں حصہ لگایا وہ انہیں کے مثل ہوگئے جو وہاں حاضر تھے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ خوات احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے اعزہ خوات بن جبیر سے مروی ہے کہ خوات بن جبیر کی ۴۰ھ میں جبکہ وہ ۷۴ سال کے تھے مدینے میں وفات ہوئی، انکی باقی ماندہ اولاد تھی وہ مہندی اور نیل کا (سرخ) خضاب لگاتے تھے اور متوسط قد کے تھے۔

حارث بن نعمان ...... ابن امیہ بن البرک کہ امرئ القیس بن ثعلبہ تھے، وہ خوات اور عبداللہ ابن جبیر کے چچا تھے اور ابوضیاح کے بھی چچا تھے، حارث کی والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ اوس سے تھیں، ان کی باقی ماندہ اولاد تھی۔

موسیٰ عقبہ اور ابومعشر اور محمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی تھے۔

ابوضیاح ...... نام نعمان بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن البرک تھا جو امرئ القیس بن ثعبہ تھے انکی والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عدی بن عامر خطمہ اوس میں سے تھے۔

محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح ابوضیاح کہا۔ ابومعشر جیسا کہ ان سے مروی ہے، ابوالضیاح کہتے تھے، لوگ ان سے تعجب کرتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اہل بدر میں ابوالضیاح نہیں ہیں، بدر احد وخندق وحدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے، خیبر میں شہید ہوئے اہل خیبر میں سے ایک شخص نے تلوار ماری جس نے ان کے کاسۂ سر کو کاٹ دیا یہ ۷ ھ میں ہوا ابوضیاح کی باقی اولاد نہ تھی۔

ابن نعمان بن ابی حذیفہ بن البرک کہ امرئ القیس بن ثعلبہ تھے۔

نعمان بن ابی خذمہ...... محمد بن عمرو ابومعشر نے ان کا ذکر اسی طرح کیا۔ محمد بن اسحاق نے ابن ابی خزمہ کہا، عبداللہ بن محمد عمارۃ الانصاری نے ابن ابی خذمہ کہا۔ ہم نے انصار کے نسب کی کتاب دیکھی مگر نعمان بن امیہ کے ایسے دو بیٹے نہ پائے جن کی کنیت ابوخذمہ یا خذمہ یا خذمہ ہو اور نہ کوئی لڑکا اس نام کا پایا۔

نعمان بن ابی خذمہ، بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں موجود تھے، وہ احد میں بھی تھے، انکے باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔

ابوحنہ...... نام مالک بن عمرو بن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف تھا۔ محمد ابن عمر نے اپنی کتاب میں اسی طرح ان کا شرکائے بدر میں ذکر کیا۔ محمد بن اسحاق وابومعشر نے بھی ان کا ذکر کیا اور ان دونوں نے ابوحنہ کہا دونوں نے ان کا نسب نہیں بیان کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ بدر میں ایسا کوئی شخص شریک نہ تھا جس کی کنیت ابوحنہ ہو ابوحبہ بن غزیہ بن عمرو بنی مازن بن النجار میں سے تھے وہ یمامہ میں شہید ہوئے بدر میں شریک نہیں ہوئے۔

ابوحبہ بن عبد عمرو المازنی وہ شخص ہیں جو علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ صفین میں تھے وہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ شخص جو بدر میں موجود تھے ابوحنہ بن ثابت بن النعمان بن امیہ البرک کی اولاد میں سے تھے ابوضیاح کے بھائی تھے انکی والدہ ام ابی ضیاح تھیں۔

احد میں شہید ہوئے انکی باقی ماندہ اولاد نہ تھی ہم نے کتاب نسب الانصار میں عمرو بن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ کی اولاد میں انھیں نہیں پایا۔

سالم بن عمیر...... بن ثابت کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف، ان کے ایک بیٹے تھے جن کا نام سلمہ تھا بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر ومحمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری سالم بن عمیر بدر میں شریک تھے۔

ابومصعب اسماعیل بن مصعب بن اسماعیل بن زید بن ثابت نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ ابوعفک بنی عمرو بن عوف میں سے تھا اور بہت بوڑھا تھا جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے وہ ایک سو بیس سال کو پہنچ چکا تھا وہ اپنے شعر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر ابھارتا تھا اور اسلام میں داخل نہیں ہوا۔ سالم بن عمیر نے اس کے قتل کی نذر مانی اور موقع کی تلاش میں رہے موقع پاتے ہی اس کو قتل کر دیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوا۔

ابن رقیش سے جو بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھے مروی ہے کہ ابوعفک ہجرت کے بیسویں مہینے شوال میں قتل کیا گیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سالم بن عمیر احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے وہ کے رونے والوں میں سے ایک تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تبوک جانا چاہتے تھے ان لوگوں نے عرض کی ہمیں سواری دیجئے وہ لوگ فقیر تھے آپ نے فرمایا میرے پاس کوئی سواری نہیں جس پر میں تم لوگوں کو سوار کر دوں لوگ واپس گئے آنکھوں سے اس غم میں آنسو جاری تھے کہ خرچ کرنے کو کچھ نہ پایا وہ سات آدمی تھے ان میں سالم بن عمیر بھی تھے ہم نے ان سب کو ان کے مقامات میں ناموں کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

سالم عمیر معاویہؓ بن ابی سفیان کی خلافت تک زندہ رہے انکی باقی ماندہ والاد ہے۔

عاصم بن قیس ۔۔۔۔۔۔ ابن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحق وابی معشر ومحمد بن عمرؓ وعبداللہ بن محمد بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے احد میں بھی تھے، انکی پسماندہ اولاد تھی۔

کل آٹھ اصحاب:

بنی غنم بن السلم بن امرئ القیس

سعد بن خیثمہ ۔۔۔۔۔۔ ابن حارث بن مالک بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم کنیت ابو عبداللہ اور والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ بن جشم بن مالک اوس میں سے تھیں ان کے اخیافی بھائی ابوضیاح نعمان بن ثابت تھے۔

سعد کی اولاد میں عبداللہ تھے جنھوں نے نبی صلی اللہ ﷺ کی صحبت پائی اور آپ کے ہمرکاب حدیبیہ میں شریک ہوئے ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی عامر تھیں اور ابو عامر، عبد عمرو بن صیفی بن نعمان بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف اوس میں سے تھے، ان کی بقیہ اولاد تھی ۲۰۰ھ میں انکا آخری بھی مر گیا کوئی پس ماندہ رہا۔

محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بھی سعد بن خیثمہ کا یہی نسب بیان کرتے ہیں جو ہم نے بیان کیا، ہشام بن محمد السائب الکلبی بھی ان کا یہی نسب بیان کرتے تھے البتہ النحاط میں ان دونوں سے اختلاف کرتے تھے وہ الحناط بن کعب کہتے تھے لیکن موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابو معشر نے بنی غنم بن السلم کے شرکائے بدر کے ناموں اوران کے باپ کے ناموں پر اضافہ نہیں کیا ان لوگوں کو انکا نسب معلوم نہیں ہوا۔

ان سب کی روایت میں سعد بن خیثمہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن خیثمہ اور ابی سلمہ بن عبدالاسد کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

سب نے کہا کہ سعد بن خیثمہ انصار کے بارہ نقبا میں سے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو قافلہ قریش کی طرف روانہ ہونے کے لئے بلایا تو لوگوں نے (روانہ ہونے میں) جلدی کی۔ خیثمہ بن حارث نے اپنے فرزند سعد سے کہا کہ ہم دونوں میں سے ایک کے لئے ضروری ہے کہ وہ مدینے میں مقیم رہے، لہٰذا روانگی کے لئے مجھے

اختیار کرو اور تم اپنی عورتوں کے ساتھ مقیم رہو، سعد نے انکار کیا اور کہا کہ اگر جنت کے علاوہ کوئی اور معاملہ ہوتا تو میں اس میں تمھیں ترجیح دیتا۔ میں اپنی اسی جہت میں شہادت کی امید کرتا ہوں دونوں نے قرعہ ڈالا تو سعد کا نام نکلا وہی رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب بدر روانہ ہوئے اور اسی روز شہید ہو گئے، عمرو بن عبدود نے قتل کیا، کہا جاتا ہے کہ طعیمہ بن عدی نے قتل کیا۔

منذر بن قدامہ...... ابن حارث بن مالک بن کعب بن النحاط، بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر ومحمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی تھے انکی کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی ان کے بھائی۔

مالک بن قدامہ...... ابن حارث بن مالک بن کعب بن النحاط، بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد ابن اسحٰق وابی معشر ومحمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری میں بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی حاضر تھے ان کے کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی۔

حارث بن عرفجہ...... ابن حارث بن مالک بن کعب بن النحاط، بروایت موسیٰ ابن عقبہ ومحمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے محمد بن اسحاق وابو معشر نے ان کے نزدیک جو شرکائے بدر تھے ان میں انھوں نے ان کا ذکر نہیں کیا، حارث احد میں بھی حاضر تھے ان کی پس ماندہ اولاد تھی۔

تمیم مولائے بنی غنم بن السلم...... سب کی روایت میں بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی حاضر تھے انکی پسماندہ اولاد نہ تھی۔

یہ پانچ آدمی قبیلہ اوس میں سے تھے جو رسول اللہ صلعم کے ہمرکاب بدر میں شریک ہوئے وہ لوگ جن کا آپ نے غنیمت وثواب میں حصہ لگایا، موسیٰ ابن عقبہ ومحمد بن عمر کے شمار میں ترسٹھ تھے، محمد بن اسحاق وابی معشر کے شمار میں اکسٹھ آدمی تھے اس لئے کہ محمد بن اسحاق وابو موسیٰ بن عقبہ وابو معشر نے حارث ابن ہیشہ عم جبیر بن عتیک جو بنی معاویہ بن مالک میں سے تھے شرکائے بدر میں داخل نہیں کیا محمد بن اسحاق وابو معشر نے بھی حارث بن عرفجہ بن حارث کو جو بنی غنم ابن السلم میں سے تھے شرکائے بدر میں داخل نہیں کیا۔

خزرج اور بنی نجار میں سے جو لوگ بدر میں شریک ہوئے

یہ تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کا نام نجار (بڑھئی) صرف اس لئے رکھا گیا کہ انھوں نے بسولے سے فتنہ کیا تھا، ورنہ ان کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ تھا ہشام بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کا نام نجار) اس لئے ہوا کہ انھوں نے ایک کے منہ بسولہ مارا تھا۔

بنی نجار، بنی مالک بن نجار اور بنی غنم مالک بن نجار میں جو لوگ بدر میں شریک ہوئے

ابوایوب...... نام خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد بن عوف بن غنم تھا انکی والدہ ام حسن بنت زید بن ثابت بن ضحاک بنی مالک بن نجار میں سے تھیں، انکی اولاد ختم ہوگئی ہمیں ان کے پسماندہ کا علم نہیں ہے۔ اور ابوا
ابوایوب بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر
اور بروایت محمد بن اسحاق ابن عمر رسول اللہ ﷺ نے ابوایوب و مصعب بن عمیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔
اللہ نے جب قبا سے مدینے کی طرف کوچ کیا۔ تو آپ ابوایوب کے پاس اترے۔

ابوایوب بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، محمد بن سعد شعبہ سے روایت کی کہ میں نے الحکم سے پوچھا کہ ابوایوب علی رضی اللہ عنہ کی جنگ میں موجود نہ تھے انھوں نے وہ ان کے ہمراہ حروراء میں موجود تھے۔

ابی ایوب الانصاری سے مروی ہے کہ وہ زمانہ معاویہ رضی اللہ عنہ میں مجاہدین کے نکلے۔ ابوایوب مروی ہے کہ میں ہمارا پڑا مرض میں شدت ہوگئی تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو مجھے اٹھا لینا اور جب دشمن کے مقابلے میں صف بستہ ہونا تو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کر دینا، میں تم سے ایک حدیث بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی اگر میری وفات قریب نہ ہوتی تو میں اسے بیان کرتا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو اس حالت میں مرے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

محمد سے مروی ہے کہ ابوایوب بدر میں شریک تھے، مسلمانوں کے جہاد میں اگر کسی ایک میں پیچھے رہ دوسرے میں ضرور شریک ہوئے سوائے ایک سال کے کہ لشکر پر ایک نوجوان سپہ سالار بنا دیا گیا تو وہ بیٹھ رہے سال کے بعد وہ افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھ پر گناہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا تھا مجھ پر گناہ نہ تھا جو مجھ پر بنایا گیا تھا مجھ پر گناہ نہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا۔

راوی نے کہا کہ پھر وہ بیمار ہو گئے، لشکر پر یزید بن معاویہ امیر تھا، وہ ان کے پاس انکی عیادت کو آیا اور کہ آپکی کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے انھوں نے کہا کہ ہاں میری حاجت ہے، جب میں مر جاؤں تو مجھے اونٹ پر کے جہاں تک گنجائش ہو دشمن کے ملک میں لے جانا جب گنجائش نہ پانا تو وہیں دفن کر دینا اور واپس آجانا، جب وفات ہوگئی تو اس نے انھیں سوار کیا اور جہاں تک گنجائش ملی دشمن کے ملک میں لے گیا اور دفن کر کے واپس آگیا۔

ابوایوب رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "انفروا خفافا و ثقالا" (فوراً چاہے ہلکے ہو یا بھاری، یعنی سامان کم ہو یا زیادہ میں اپنے آپ کو بہر حال ... پاتا ہوں) اہل مکہ میں۔
شخص سے مروی ہے کہ یزید بن معاویہ جس وقت ابوایوب کے پاس آیا تو انھوں نے کہا ... میرا اسلام کہنا لوگوں کو چاہئے کہ مجھے لے جائیں اور جتنا دور کر سکیں دفن کریں انھوں نے جو پوچھا تھا یزید نے وہ بیان کر دیا، لوگوں نے مانا، ان کے جنازے کو جس قدر لے جا سکتے تھے لے گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ۵۲ھ میں جس سال یزید بن معاویہ نے اپنے والد معاویہ ابن ابی سفیان کی خ

قسطنطنیہ کی جنگ کی اسی سال ابوایوب کی وفات ہوئی ان پر یزید بن معاویہ نے نماز پڑھی، انکی قبر روم میں قلعہ بنیہ کی بنیاد میں ہے مجھے معلوم ہوا کہ روم ان کی قبر کی حفاظت اور مرمت کرتے جب قحط ہوتا تو اس کے توسل سے کرتے تھے۔

ت بن خالد

ت بن خالد...... ابن النعمان بن خنساء بن عیسرہ بن عبد بن عوف بن غنم انکی ایک لڑکی وہبیہ تھی انکی ادام بنت عمر بن معاویہ بن مرہ میں سے تھیں اس لڑکی سے یزید بن ثابت بن الضحاک بر لوریز ید بن ثابت نے کیا جن کے بعد بنی مالک بن النجار میں سے کسی نے عقد کر لیا ان سے عمارہ پیدا ہوئے ثابت بن خالد کی نسل ختم وئی باقی نہ رہا ثابت بدر واحد میں موجود تھے۔

رۃ بن حزم

رۃ بن حزم ...... ابن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم جو عمرو بن حزم کے بھائی تھے ان کی والدہ خالدہ بنت ابی انس بن سنان بن شان بن وہب ابن لوذان بنی ساعدہ میں سے تھیں۔

عمارہ کی اولاد مالک تھے جو لاولد مر گئے انکی والدہ نوار بنت مالک بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن بن النجار میں سے تھیں، مالک کے اخیافی بھائی یزید و زید فرزندان ثابت بن الضحاک بن زید بنی مالک ابن النجار سے تھے۔

عمارہ بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق وابی معشر و محمد بن عمر، عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ (جناب نبویؐ مکہ مکرمہ) حاضر ہوئے تھے۔

عمارہ بن حزم اور اسعد بن زرارہ وعوف بن عفراء جس وقت اسلام لائے تو یہ لوگ بنی مالک بن النجار کے بت توڑ رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے عمارہ بن حزم ومحرز بن نضلہ کے درمیان عقد موخاۃ فرمایا ہمراہ بدر واحد وخندق اور تمام میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے، غزوہ فتح میں بنی مالک بن النجار جھنڈا انھیں کے پاس تھا۔ خالد بن الولید مراہ مرتدین کی جانب بھی روانہ ہوئے تھے ۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں بزمانہ خلافت ابی بکر صدیقؓ شہید ہوئے۔ بقیہ اولاد نہ تھی۔

قہ بن کعب

قہ بن کعب...... ابن عمرو بن عبد العزیٰ بن غزیہ عمرو بن عوف بن غنم، ان کی والدہ عمیرہ بنت نعمان بن ن لبید بن خداش بنی عدی بن النجار میں سے تھیں سراقہ کی اولاد میں زید تھے جو قادسیہ میں جنگ جرابی عبید میں ہوئے، سعدیٰ جوام حکیم تھیں۔

ان دونوں کی والدہ ام زید بنت سکن بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن حارث بن الخزرج ، نائلہ انکی والدہ ام ولد تھیں۔

ابو معشر و محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری سراقہ کے نسب میں اسی طرح عبد العزیٰ بن غزیہ کہتے ۔ بروایت ابراہیم بن سعد محمد بن اسحاق سے عبد العزیٰ ور وہ مروی ہے، اور بروایت ہارون بن عیسیٰ محمد بن اسحاق

سے عبدالعزیٰ بن غزرہ مروی ہے، دونوں روایتیں غلط ہیں عبدالعزی بن غزیہ ہی صحیح ہے۔
سراقہ کعب بدرواحد خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ انکی وفات معاویہ ابی سفیان کی خلافت میں ہوئی، کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

حارثہ بن نعمان ...... ابن نفع بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن غنم، انکی والدہ جعد بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم تھیں۔ حارثہ کی اولاد میں عبداللہ وعبدالرحمٰن، سودہ، عمرہ اور ام ہشام مبایعات میں سے تھیں، ان کی والدہ ام خالد بنت یعیش بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں۔
ام کلثوم انکی والدہ بنی عبداللہ بن غطفان میں سے تھیں۔
امۃ اللہ ان کی والدہ بنی جندع میں سے تھیں۔
ابو حارثہ کنیت ابو عبداللہ تھی، حارثہ بدرواحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔
حارثہ نے کہا کہ میں نے زندگی بھر میں دومرتبہ جبریلؑ کو دیکھا۔ ایک تو یوم الصورین میں جس وقت رسول اللہ ﷺ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوئے اور جبریل وحیہ بن خلیفہ الکلبی کی شکل میں ہمارے پاس سے گزرے، انھوں نے ہمیں مسلح ہونے کا حکم دیا۔ دوسرے موضع الجنائز کے دن، جس وقت ہم لوگ حنین سے واپس آئے، میں اس حالت میں گزرا کہ وہ نبی ﷺ سے باتیں کر رہے تھے میں نے سلام نہیں کیا۔ جبریل نے پوچھا کہ اے محمدؐ یہ کون ہیں، فرمایا حارثہ بن نعمان، انھوں نے کہا کہ کیا یہ یوم حنین میں ان سوصابروں میں سے نہیں ہیں جن کے جنت میں رزق کا اللہ کفیل ہے اگر یہ سلام کرتے تو ہم انھیں ضرور جواب دیتے۔
محمد بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ حارثہ النعمان کی نظر جاتی رہی تھی انھوں نے اپنی جانماز سے حجرے کے دروازے تک ایک ڈورا باندھ دیا تھا۔ پاس ایک ٹوکری رکھ لی تھی جس میں کھجوریں وغیرہ تھیں، جب کوئی مسکین سلام کرتا تو وہ ان کھجوروں سے لیتے، ڈور پکڑ کر دروازے تک آتے اور مسکین کو دیتے، گھر والے کہتے کہ ہم آپ کے لئے کافی ہیں۔ جواب دیتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ مسکین کو دینا بری موت سے بچاتا ہے۔
محمد بن عمر نے کہا کہ حارثہ بن النعمان کے مکانات مدینے میں نبی ﷺ کے مکانات کے قریب تھے جب نبی ﷺ اپنے گھر والوں سے بات کرتے تو حارثہ بن النعمان ایک مکان کے بعد دوسرے مکان سے منتقل ہوجاتے نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حارثہ بن النعمان کا اپنے مکانات سے ہمارے لئے منتقل ہونا شرمندہ کرتا ہے، حارثہ زندہ رہے یہاں تک کہ معاویہ بن ابی سفیا کی خلافت میں انکی وفات ہوئی انکی اولاد باقی ہے۔ ایک ابوالرجال تھے کہ نام محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حارثہ بن نعمان تھا۔ ابوالرجال کی والدہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن ابن سعد بن زرارہ بنی نجار میں سے تھیں۔

سلیم بن قیس ...... ابن قہد، قہد کا نام خالد بن قیس بن ثعلبہ بن غنم تھا۔ ان کی والدہ ام سلیم بنت خالد بن طعمہ بن حیم الاسود بنی مالک بن النجار میں سے تھیں، بدرواحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر تھے وفات عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں ہوئی کوئی اولاد باقی نہ تھی ان کے بھائی قیس بن ولیس بن قہد کی اولاد

نمی بعض لوگ سلیم کے بدر میں شریک ہوئے کی وجہ سے انھیں سلیم کی طرف منسوب کرتے تھے سلیم کی بھی باقی اولاد نہ تھی۔

ں بن رافع ...... ابن ابی عمرو بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم سہل بن رافع کے بھائی تھے، یہی دونوں اس ن کے مالک تھے جس میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد تعمیر کی گئی دونوں اپنے آپ کو ابوامامہ اسعد بن زرارہ کی طرف ب کرتے تھے۔

عبداللہ بن ابی سلوک (منافق) نے کہا کہ محمدؐ نے مجھے سہل و سہیل یعنی انھیں دونوں کے میدان سے نکال ہل بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔ سہل سہیل کی والدہ زغبیہ بنت سہل بن ثعلبہ بن الحارث بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔

سہیل بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے انکی وفات عمر بن الخطاب رضی نہ کی خلافت میں ہوئی اولاد باقی نہ رہی، نیز عائذ بن ثعلبہ بن غنم کی تمام اولاد مرگئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

عود بن اوس ...... ابن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم، ان کی اولدہ عمرہ بنت مسعود بن قیس بن عمرو ید مناۃ بنی مالک بن النجار میں سے تھیں اور مبایعات میں سے تھیں مسعود بن اوس کی اولاد میں سعد وام عمر تھیں ان ں کی والدہ حبیبہ بنت اسلم حریس بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث اوس میں سے تھیں محمد بن عمرو بن مللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اس طرح انکا نسب بیان کیا۔

بروایت محمد بن اسحاق وابومعشر مسعود بن اوس بن اصرم بن زید ہے ان دونوں نے اوس کو زید کا والد بیان کیا جیسا کہ محمد بن عمرو بن عبداللہ بن محمد بن عمارۃ نے کیا۔

مسعود بن اوس بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے وفات ت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں ہوئی انکی اولاد باقی نہ تھی۔

ان کے بھائی:

زیمہ بن اوس ...... ابن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم، انکی والدہ عمرو بنت مسعود ابن قیس بن عمر ید تھیں، بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ کے ہمرکاب تھے، وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی ت ہوئی انکی اولاد باقی نہ بچی اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم کی تمام اولاد بھی وفات پا گئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

ع بن حارث ...... ابن سواد بن زید بن ثعلبہ بن غنم، محمد بن عمر نے سواد کو اسی طرح کہا ہے عبداللہ ابن محمد رۃ الانصاری نے کہا کہ وہ اسود بن زید بن ثعلبہ بن غنم تھے۔ رافع کا ایک بیٹا تھا جس کا نام حارث تھا رافع بدر خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کا ہمرکاب تھے۔ عثمان بن عفان کی خلافت میں انکی وفات ہوئی اولاد رہی۔

ذ بن حارث ...... ابن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم، انکی والدہ عفراء بنت عبید بن ثعلبہ

بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں، وہ عضراء کی طرف منسوب تھے۔ معاذ بن حارث کی اولاد میں عبداللہ تھے، انکی والدہ حبیبہ بنت قیس بن زید بن عامر بن سواد بن ظفرہ تھیں، ظفر کا نام کعب الخزرج بن عمرو تھا اور وہ النبیت بن مالک بن اوس تھے۔

حارث عوف، سلمٰی یہی سلمہ ام عبداللہ تھیں، اور رملہ ان سب کی والدہ ام حارث بنت سبرہ رفاعہ بن حارث بن سواد مالک بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

ابراہیم وعائشہ ان دونوں کی والدہ ام عبداللہ بنت نمیر بن عمرو بن علی جہنیہ سے تھیں۔

سارہ، ان کی والدہ ام ثابت تھیں اور رملہ بنت الحارث بن ثعلبہ ابن الحارث بن زید بن ثعبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ روایت کی جاتی ہے کہ معاذ بن الحارث اور رافع ابن مالک الزرقی وہ پہلے انصار ہیں جو مکے میں اسلام لائے ان آٹھ آدمیوں میں ان کا شمار ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکے میں اسلام لائے اور ان چھ آدمیوں میں یہ شامل ہیں جن کے متعلق روایت ہے کہ وہ سب سے پہلے انصار ہیں جو مکے میں رسول ﷺ سے قدمبوس ہوئے اور اسلام لائے ان سے پہلے کوئی اسلام نہ لایا تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ چھ آدمیوں کا واقعہ تمام اقوال میں ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہے۔

معاذ الحارث بالاتفاق سے کی روایت میں دونوں عقبہ حاضر تھے رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن الحارث بن عضراء اور معمر بن الحارث کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بعد علیؓ بن ابی طالب اور معاویہؓ بن ابی سفیان کے زمانے میں ہوئی آج انکی پسماندہ اولاد ہے۔

ان کے بھائی :

معوذ بن الحارث

......ابن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم انکی والدہ عضراء بنت عبید بن ثعلبہ عبید بن ثعبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں معوذ کی اولاد میں ربیع بنت معوذ تھیں ان دونوں کی والدہ ام یزید بنت قیس بن زعوراء ابن حرام بن جندیہ بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

صرف محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر میں شریک تھے یہ وہی تھے کہ خود اور ان کے بھائی عوف بن الحارث نے ابوجہل کو مارا یہاں تک کہ ان دونوں نے اسکو ٹھہرا دیا۔ ابو جہل لعنہ اللہ نے اسی روز ان دونوں کی طرف پلٹ کر دونوں کو قتل کر دیا ابوجہل بھی چت گر پڑا، عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ نے اسے مار ڈالا معوذ بن الحارث کے بھی کوئی اولاد نہ باقی رہی۔

ان دونوں کے بھائی۔

عوف بن حارث

....ابن رفاعہ بن حارث بن سعد بن مالک بن غنم ان کی والدہ عضراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

انھیں ان چھ آدمیوں میں شمار کیا جاتا ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکے میں اسلام لائے بروایت محمد بن

، وہ دونوں عقبہ میں حاضر خدمت نبوی ہوئے بروایت محمد بن اسحاق وہ عقبہ آخرہ میں ستر انصار کے ساتھ قدموں
ــــ۔

ابومعشر ومحمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کے مطابق وہ اور ان کے دونوں بھائی معوذ (معاذ)
ر میں شریک ہوئے، محمد بن اسحاق ان میں ایک اضافہ کرتے تھے، وہ انھیں چار بھائی بتاتے تھے جو بدر میں حاضر
وئے وہ ان میں رفاعہ بن حارث بن رفاعہ کو بھی ملاتے تھے محمد بن عمر نے کہا کہ یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہے۔

عوف بن حارث بھی جنگ بدر میں شہید ہوئے ابوجہل بن ہشام نے بعد اس کے کہ اسے اور انکے بھائی
وفرزندان حارث نے تلوار مار کے گھیر لیا تھا قتل کر دیا، عوف کے باقی ماندہ اولاد ہے۔

محمد بن سیرین سے قتل ابوجہل کے بارے میں مروی ہے کہ فرزندان عفراء نے اسے قتل کیا اور ابن مسعود
نے پورے طور پر مار ڈالا۔

نعمان بن عمرو

نعمان بن عمرو......ابن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم، انکی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عطیہ بن
خنساء بن مبذول بن عمرو بن مازن بن النجار میں سے تھیں وہ نعیمان تصغیر نعمان تھے۔

نعمان کی اولاد میں عامر بن محمد وعامر وسبرہ ولبابہ وکبشہ ومریم وام حبیب وامۃ اللہ تھیں یہ سب متفرق ام
ولد سے تھیں، حلیمہ اور انکی والدہ بنی سہم میں سے تھیں، صرف محمد بن اسحاق نے روایت کی کہ نعیمان عقبہ آخرہ میں ستر
انصار کے ساتھ حاضر ہوئے، بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ شراب خواری کے بارے میں نعیمان یا فرزند نعیمان کو نبی ﷺ کے پاس لایا
گیا آپ نے انھیں تازیانے مارے، پھر لایا گیا آپ نے انھیں پھر تازیانے مارے پھر لایا گیا آپ نے انھیں پھر
تازیانے مارے چار یا پانچ مرتبہ، ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ اس پر لعنت کر کس قدر زیادہ شراب پیتا ہے اور اسے
کس قدر زیادہ تازیانے مارے جاتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو وہ اللہ کو اور اس کے رسول اللہ کو
دوست رکھتا ہے ایوب بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نعمان کے لئے سوائے خیر کچھ نہ کہو کیونکہ وہ
اللہ اور اس کے رسول اللہ کو دوست رکھتے ہیں، محمد بن عمر نے کہا کہ نعمان بن عمرو زندہ رہے یہاں تک کہ معاویہ بن ابی کی
خلافت میں انکی وفات ہوئی کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

عامر بن مخلد

عامر بن مخلد......ابن حارث بن سواد بن مالک بن غنم ان کی والدہ عمارہ بنت خنساء بن عمیرہ بن عبد بن عوف
بن غنم بن مالک بن النجار تھیں، بدر واحد میں حاضر ہوئے ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں جنگ احد میں شہید
ہوئے انکی پسماندہ اولاد نہیں ہے۔

عبداللہ بن قیس

عبداللہ بن قیس......ابن خلدہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم، انکی اولاد میں عبدالرحمن وعمیرہ تھیں
جنکی والدہ سعاد بنت قیس بن مخلد بن حارث بن سواد بن مالک ابن غنم تھیں، ام عون بنت عبداللہ کی والدہ کو ہم نہیں جانتے۔

عبداللہ بن قیس بدر واحد میں شریک تھے عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ وہ جنگ احد میں
شہید ہوئے محمد بن عمر نے کہا کہ وہ جنگ احد میں شہید نہیں ہوئے۔ وہ زندہ رہے اور نبی ﷺ کے ہمرکاب تمام مشاہد

میں رہے، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انکی وفات ہوئی انکی پسماندہ اولاد نہیں ہے۔

عمرو بن قیس......ابن زید بن سواد ابن مالک بن غنم بروایت ابی معشر ومحمد بن عمرو عبداللہ محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں حاضر تھے موسیٰ بن عقبہ ومحمد ابن اسحاق نے جو ان کے نزدیک شرکائے بدر تھے ان میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ سب نے کہا کہ وہ احد میں تھے اور اسی روز شہید ہوئے انھیں نوفل بن معاویہ الدیلی نے قتل کیا یہ واقعہ ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں ہوا، انہوں نے اپنے پیچھے کافی اولاد چھوڑی ہے۔

ان کے فرزند :

قیس بن عمرو......ابن قیس بن زید بن سواد بن مالک بن غنم، انکی والدہ ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بنی عدی بن النجار میں سے تھیں۔

بروایت ابی معشر ومحمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری، قیس بدر میں شریک تھے، موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق نے شرکائے بدر میں انکا ذکر نہیں کیا، یہ سب نے کہا کہ وہ احد میں تھے اور اسی روز شہید ہوئے انکی پسماندہ اولاد نہیں ہے ان کے بھائی عبداللہ بن عمرو ابن قیس کی باقی ماندہ اولاد ہے

عبداللہ کی کنیت ابوابی تھی، ان کی باقی اولاد و بیت المقدس ملک شام میں ہے۔

ثابت بن عمرو......ابن زید بن عدی بن سواد بن مالک بن غنم، بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد ابن عمرو ابو معشر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصار بدر میں حاضر تھے، محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک شرکائے بدر تھے، یہ سب کہا کہ وہ احد میں تھے اور اسی روز شہید ہوئے انکی بقیہ اولاد نہیں ہے۔

حلفائے بنی غنم بن مالک بن النجار

عدی بن ابی الزغباء......ابوالزغبا، کا نام سنان بن سبیع بن ثعلبہ بن ربیعہ بن زہرہ بن بدیل ابن سعد بن عدی بن نصر بن کاہل بن نصر بن مالک بن غطفان بن قیس تھا یہ جہینہ میں سے تھے، رسول اللہ ﷺ نے بس بن عمرو الجہنی کے ساتھ ان کو مخبر بنا کے بھیجا کہ قافلے کی خبر دریافت کریں، یہ دونوں وار بدر ہوئے انھیں معلوم ہوا کہ قافلہ گزر گیا اور ان سے بچ گیا تو واپس آ گئے نبی ﷺ کو خبر دی۔

عدی بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات ہوئی، انکی اولاد باقی نہیں ہے۔

ودیعہ بن عمروابن جراء بن یربوع بن ملحیل بن عمرو بن غنم بن الربیعہ بن راشدان بن قیس بن جہینہ محمد بن اسحاق ومحمد بن عمرو نے بھی اسی طرح کہا، ابو معشر نے کہا کہ وہ رفاعہ بن عمرو بن جراء تھے جو بدر واحد میں شریک ہوئے

عصیمہ...... اشجع کے حلیف تھے محمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے شر کائے بدر میں ان کا ذکر کیا، موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم کاب تھے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انکی وفات ہوئی۔

ابوالحمراء...... حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم کے مولی (آزاد کردہ غلام) تھے ربیع بنت معوذ بن عضراء سے مروی ہے کہ ابوالحمراء مولائے حارث بن رفاعہ بدر میں تھے داؤد بن الحصین بھی اسی قسم کی روایت مروی ہے، محمد بن عمرو نے کہا کہ ابوالحمراء احد میں بھی شریک تھے کل تینتیس آدمی۔

بنی عمرو بن مالک بن النجار اور بنی معاویہ بن عمرو فرزندان خریلہ حدیلہ ان کی والدہ تھیں

ابی بن کعب...... ابن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار کنیت ابوالمنذر اور والدہ صہیلہ بنت الاسود بن حرام بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے تھیں۔

ابی بن کعب کی اولاد میں طفیل ومحمد تھے انکی والدہ ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو بن المنذر بن سبیع بن عبد نہم قبیلہ دوس میں سے تھیں ام عمرو بنت ابی، ہمیں معلوم نہیں کہ انکی والدہ کون تھیں۔

امت کے سب سے بڑے قاری باتفاق رواۃ ابی بن کعب عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے ابی اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں بھی کتابت جانتے تھے، حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی وہ اسلام میں رسول اللہ ﷺ کی وحی لکھا کرتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول اللہ کو حکم دیا کہ آپ ابی کو قرآن سنائیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا میری امت کے سب سے بڑے قاری ابی ہیں۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب وطلحہ بن عبیداللہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا لیکن محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ابی بن کعب اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا ابی بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم کاب تھے۔

ابی بن کعبؓ کا حلیہ...... عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب متوسط قامت نہ پست قد نہ دراز قد تھے

ابی بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابی بن کعب کے سر اور داڑھی کا رنگ سفید تھا ان میں بڑھاپے کا تغیر نہ تھا۔

ابی نضرہ سے مروی ہے کہ ہم میں سے کسی نے جس کا نام جابر یا جویبر تھا کہا کہ میں نے عمرؓ سے ان کی خلافت میں حاجت طلب کی، ان کے پہلو میں ایک شخص تھا جس کا سر اور کپڑے سفید تھے، اس نے کہا کہ دنیا میں

کوئی شکایت اور آخرت کا کاروبار تو حق ہے اور اس میں ہمارے وہ اعمال ہیں جن کی ہمیں آخرت میں جزا دی جائے گی عرض کی یا امیر المومنین یہ کون ہے فرمایا کہ یہ سید المسلمین (مسلمانوں کے سردار) ابی بن کعب ہیں۔

عتی بن ضمرہ سے مروی ہے کہ میں نے ابی بن کعب کو دیکھا ہے ان کی داڑھی اور سر کا رنگ سفید تھا۔ عتی السعدی سے مروی ہے کہ میں مدینے آیا تو ایک سفید سر اور داڑھی والے شخص کے پاس بیٹھ گیا جو ابی بن کعب تھے۔

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو کیا عذر ہے جو مجھے عامل نہیں بناتے فرمایا کہ میں تمہارے دین کا آلودہ ہونا پسند نہیں کرتا۔

انس بن مالک نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ میری امت کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب سے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن سناؤں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ سے میرا نام لیا ہے فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے تمہارا نام لیا ہے۔ ابی خوشی سے رونے لگے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ پھر آپ نے انہیں سورۂ لم یکن سنائی۔

ابی بن کعب سے مروی ہے کہ وہ قرآن آٹھ راتوں میں ختم کرتے تھے تمیم الداری اسے سات رات میں ختم کرتے تھے۔

ابی بن کعب سے مروی ہے کہ ہم قرآن کو آٹھ دن میں پڑھتے ہیں۔

ابی بن کعب سے مروی ہے کہ میں تو قرآن آٹھ شب میں پڑھتا ہوں۔

زر بن حبیش سے مروی ہے کہ ابی بن کعب میں کچھ سختی تھی میں نے ان سے کہا کہ اے ابو المنذر اپنی جانب سے میرے لئے نرمی کیجئے کیونکہ میں تو صرف آپ سے فائدہ حاصل کرتا ہوں۔

مسروق سے مروی ہے کہ میں نے ابی بن کعب سے ایک مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اے برادر زادے کیا ایسا ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں فرمایا تو اس وقت ہم سے الگ رہو جب تک ایسا ہو جب ہوگا تو ہم تمہارے لئے اپنی رائے سے اجتہاد کریں گے۔

سید المسلمین کی وفات اور ان کی عجیب صفت

عتی بن ضمرہ سے مروی ہے کہ میں نے ابی بن کعب سے کہا اے اصحاب رسول اللہ ﷺ آپ لوگوں کو کیا ہوا کہ ہم تو دور سے آپ کے پاس با امید حدیث آتے ہیں کہ آپ ہمیں تعلیم دیں گے مگر آپ ہمارے معاملے کو ذلیل سمجھتے ہیں گویا ہم لوگ آپ کے نزدیک ذلیل ہیں فرمایا واللہ اگر میں اس جمعہ تک زندہ رہا تو اس دن میں ایک ایسی بات کہوں گا کہ میں پرواہ نہ کروں گا کہ تم لوگ مجھے زندہ رہنے دو یا قتل کردو۔

جب جمعہ کا دن آیا تو میں مدینہ منورہ آیا اہل مدینہ کو دیکھا کہ بعض لوگ گلیوں میں ایک دوسرے کے پاس دوڑتے پھر رہے ہیں میں نے کہا کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہے کسی نے پوچھا کیا تم اس شہر کے باشندے نہیں ہو، میں نے کہا نہیں اس شخص نے کہا کہ آج سید المسلمین ابی بن کعب کا انتقال ہو گیا میں نے کہا کہ آج کے مثل میں نے کسی شے سے زیادہ چھپانے میں کسی کو نہیں دیکھا۔

عتی السعدی سے مروی ہے کہ میں گرد و غبار کے دن مدینے آیا تو بعض لوگ بعض کے پاس دوڑ رہے تھے پوچھا یہ کیا ہوا کہ میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ بعض کے پاس دوڑتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ کیا تم اس شہر کے باشندے نہیں ہو۔ میں نے کہا نہیں لوگوں نے کہا آج سید المسلمین ابی بن کعب کی وفات ہوئی۔

جندب بن عبداللہ البجلی سے مروی ہے کہ میں طلب علم میں مدینے آیا۔ مسجد رسول اللہ ﷺ میں داخل ہوا۔ وہاں لوگوں کے حلقے تھے جو باتیں کر رہے تھے میں بھی حلقوں میں جانے لگا ایک حلقے میں آیا جس میں ایک دبلا پتلا آدمی تھا بدن پر دو چادریں تھیں، گویا سفر سے آیا ہے۔

میں نے اسے کہتے سنا کہ رب کعبہ کی قسم اصحاب العقدہ (صاحب جاہ داد واملاک) ہلاک ہوگئے مجھے ان پر افسوس نہیں، میرے خیال میں اس نے کئی مرتبہ یہی کہا۔ میں اس کے پاس بیٹھ گیا اس سے جو کچھ دریافت کیا گیا بیان کیا پھر کھڑا ہوا اور چلا گیا، اس کے جانے کے بعد میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا یہ سید المسلمین ابی بن کعب ہیں۔

میں ان کے پیچھے پیچھے چلا یہاں تک کہ وہ اپنے مکان پر آئے نہایت خستہ حالت میں ایک پرانے مکان میں رہتے تھے مرد زاہد اور دنیا سے کنارہ کش ان کے مشابہ تھے۔ میں نے سلام کیا تو انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ مجھ سے دریافت کیا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو؟ میں نے کہا کہ اہل عراق میں سے۔ انھوں نے کہا کہ اہل عراق بہت سوال کرنے والے ہیں۔

جب انھوں نے یہ کہا تو میں غضب ناک ہوگیا اور دو زانو بیٹھ کے اپنے ہاتھ اس طرح اٹھائے (انھوں نے منہ کے آگے ہاتھ اٹھا کے بتایا) پھر میں قبلہ رخ ہوگیا اور کہا کہ اے اللہ ہم تیرے آگے انکی شکایت کرتے ہیں ہم لوگ اپنا خرچ کرتے ہیں اپنے بدن کو تھکاتے ہیں اور طلب علم کے لئے اپنی سواریوں کو سفر کراتے ہیں پھر جب ان لوگوں سے ملتے ہیں تو یہ ہم سے ترش روئی کرتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں۔

ابی روئے اور مجھے راضی کرنے لگے کہنے لگے کہ تم پر افسوس ہے میں اس جگہ گیا، ہیں اس جگہ نہیں گیا (جہاں تم پہنچ گئے یعنی میرا یہ مطلب نہ تھا جو تم سمجھ گئے) پھر فرمایا کہ اے اللہ میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے جمعہ تک زندہ رکھا تو میں ضرور ضرور وہ بیان کردوں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے جس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ خوف نہ کروں گا۔

جب انھوں نے کہا تو میں ان کے پاس سے واپس آیا اور جمعہ کا انتظار کرنے لگا پنجشنبہ ہوا تو اپنی کسی ضرورت سے نکلا، اتفاق سے راستے لوگوں سے بھرے ہوئے تھے کوئی راستہ ایسا نہ ملتا تھا کہ لوگ بھرے ہوئے نہ ہوں میں نے کہا کہ لوگوں کی یہ کیا حالت ہے لوگوں نے کہا کہ ہم تمھیں مسافر سمجھتے ہیں میں نے کہا بے شک لوگوں نے کہا کہ سید المسلمین ابی بن کعب کی وفات ہوگئی۔

جندب نے کہا کہ پھر میں عراق ابو موسیٰ سے ملا ان سے ابی کی حدیث بیان کی انھوں نے کہا ہائے افسوس کاش وہ اتنا زندہ رہتے کہ تم ہمیں ان کا کلام پہنچاتے۔

ابی بن کعب کی تاریخ وفات ... محمد بن عمر نے کہا کہ یہ احادیث وفات ابی کے بارے میں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ انکی وفات عمر بن الخطاب کے زمانے میں ہوئی جیسا کہ میں نے ان کے اہل اور اپنے ایک سے

زائد اصحاب کو کہتے سنا کہ ۲۲ھ میں مدینہ میں ہوئی۔ میں نے ان لوگوں سے بھی سنا ہے کہ جو کہتے تھے کہ انکی وفات ۳۰ھ میں عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں ہوئی تھی ہمارے نزدیک تمام اقوال میں یہی سب سے زیادہ ثابت ہے اس لئے عثمان ابن عفان نے انھیں قرآن جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان نے قرآن جمع کرنے میں قریش اور انصار کے بارہ آدمیوں کو جمع کیا جن میں ابی بن کعب اور زید بن ثابت بھی تھے۔

انس بن معاذ...... ابن انس بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار انکی والدہ ام اناس بنت خالد بن خنیس بن لوذان بن عبدود بنی ساعدہ کے انسار میں سے تھیں وہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے وفات عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں ہوئی انکی کوئی اولاد باقی نہ رہی، یہ محمد بن عمر کا قول ہے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ انس بن معاذ بدر واحد میں شریک تھے ان کے ہمراہ احد میں ان کے حقیقی بھائی ابو محمد بھی حاضر تے جن کا نام ابی بن معاذ تھا۔ دونوں کے دونوں غزوہ بیر معمونہ میں بھی تھے اور اسی روز دونوں شہید ہوئے۔

بنی مغالہ کہ بنی عمرو بن مالک بن النجار میں سے تھے

اوس بن ثابت...... ابن الندر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن النجار، حسان بن ثابت شاعر کے بھائی اور راشداد بن اوس کے والد تھے، اوس بن ثابت کی والدہ سخطیٰ بنت حارثہ بن لوذان بن عبدود بنی ساعدہ میں سے تھیں ثابت بن المنذر اپنے والد کے بعد سخطی کے دوسرے شوہر تھے، اسلام سے پہلے عرب ایسا کرتے تھے اور اس میں کوئی عیب نہیں سمجھتے تھے۔ باتفاق رواۃ اوس ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر خدمت نبوی ہوئے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اوس بن ثابت اور عثمان بن عفان کے درمیان عقد موخاۃ کیا۔ محمد بن اسحاق نے بھی اسی طرح کہا، محمد بن عمر نے کہا کہ اوس بن ثابت بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہئے وفات مدینے میں عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں ہوئی بیت المقدس میں انکی باقی اولاد ہے، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ اوس بن ثابت جنگ احد میں شہید ہوئے محمد بن عمر کو یہ نہیں معلوم ہوا۔

ان کے بھائی :

ابوشیخ...... نام ابی بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھا، والدہ سخطی بنت حارثہ بن لوذان بن عبدود بنی ساعدہ میں سے تھیں وہ اور اوس بن عمرو النجار کی خالہ کے اور سماک بن ثابت کی خالہ کے بیٹے تھے، سماک بن ثابت بنی حارثہ بن الخزرج میں سے تھے، ابوشیخ بدر واحد میں شریک تھے جنگ بیر معونہ میں شہید ہوئے جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے ماہ صفر میں ہوئی تھی، انکی اولاد باقی نہ رہی۔

ابوطلحہ...... نام زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو ابن مالک بن النجار تھا انکی والدہ عبادہ بن مالک بن عدی بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں ابوطلحہ کی اولاد میں عبداللہ وابو عمیر تھے ان دونوں کی والدہ ام سلیم بنت ملحان الدبن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بنی النجار تھیں

ابوطلحہ سے مروی ہے کہ نام زید تھا انھیں نے یہ شعر کہا ہے :

انا ابو طلحه واسمی زید	وکل یوم فی سلاحی صید
میں ابوطلحہ ہوں اور میرا نام زید ہے	ہر روز میرا ہتھیار شکار کرتا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ تمام راوی اس بات پر متفق ہیں کہ ابوطلحہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر خدمت نبوی ہوئے بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے۔

عاصم بن عمرو بن قتادہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوطلحہ اور ارقم بن الارقم المخزومی کے درمیان عقد مواخاۃ و بھائی چارہ کیا۔

ابی طلحہ سے مروی ہے کہ میں احد میں اپنا سر اٹھا کے دیکھنے لگا، قوم میں سے کسی کو نہ دیکھا جو نیند کی وجہ سے اپنی ڈھال کے نیچے نہ ہو گیا۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوطلحہ نے کہا کہ یوم احد میں میں بھی ان لوگوں میں تھا جن پر نیند نازل کی گئی یہاں تک کہ میری تلوار میرے ہاتھ سے کئی مرتبہ گری۔

ابوطلحہ کی آواز ہزار آدمیوں سے بہتر ہے انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لشکر میں ابوطلحہ کی آواز ہزار آدمی سے بہتر ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بلند آواز تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں سے تھے جو تیر انداز بیان کئے گئے ہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم حنین میں فرمایا کہ جو شخص کسی کو قتل کرے تو اس کا اسباب اسی قاتل کے لئے ہے ابوطلحہ نے اس روز بیس آدمیوں کو قتل کیا اور سب کا سامان لے لیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے نبی ﷺ نے حج میں جب سر منڈوایا تو آپ نے اپنی داہنی جانب سے شروع کیا، انھوں نے کہا کہ اس طرح، اور ان بالوں کو آپ نے لوگوں میں تقسیم فرمادیا ہر شخص کو ایک یا دو بال یا اس سے کم یا زیادہ پہنچے، اپنی بائیں جانب بھی اسی طرح فرمایا، پھر فرمایا کہ ابوطلحہ کہاں ہیں وہ سب بال آپ نے انھیں دیدیئے، محمد بن نے کہا کہ میں نے عبیدہ سے بیان کیا کہ اس میں سے کچھ آل انس کے پاس موجود ہے عبیدہ نے کہ اس میں سے ایک بال کا میرے پاس ہونا روئے زمین کے تمام سونے چاندی سے زیادہ پسند ہے۔

سب سے پہلے جس نے آپ ﷺ کے بال لئے محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو آپ نے سر منڈایا، سب سے پہلے جس نے کھڑے ہو کے آپ کے بال لئے وہ ابو طلحہ تھے پھر اور لوگ کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی لئے۔

انس بن مالک سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے پاس آئے آپ نے ان کے بیٹے کو جن کی

کنیت ابوعمیر غمگین دیکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب انھیں دیکھتے تو مزاح فرماتے، فرمایا مجھے کیا ہوا ہے عمیر کو تمھیں غمگین دیکھتا ہوں، لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ ان کی وہ چڑیا مرگئی جس سے یہ کھیلا کرتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے، یاعمیر ما فعل النغیر (اے ابوعمیر چڑیا کیا ہوئی)۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوطلحہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں روزہ کثرت سے رکھا کرتے تھے انھوں نے آپ کے بعد سوائے سفر یا بیماری کے کبھی روزہ ترک نہیں کیا، یہاں تک کہ اللہ سے مل گئے۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوطلحہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چالیس سال تک برابر روزہ رکھتے رہے، سوائے عید فطر واضحی یا بیماری کے روزے ترک نہیں کرتے تھے۔

آپ کے دفاع کیلئے میرا سینہ حاضر ہے ...... انس بن مالک سے مروی ہے کہ یوم احد میں ابوطلحہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تیرانداز کررہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے آڑ میں تھے، وہ تیرانداز تھے جب اپنا سر اٹھا کر دیکھتے تھے کہ ان کا تیر کہاں گرا تو ابوطلحہ اپنا سر اٹھاتے تھے اور کہتے تھے اسی طرح (دیکھتے رہئے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یارسول اللہ ﷺ آپ کو کوئی تیر نہیں لگے گا، میرا سینہ آپ کے سینے کے آگے ہے، ابو طلحہ اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیش کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یارسول اللہ میں طاقتور ہوں اپنی ضروریات میں مجھے بھیجا کیجئے اور جو چاہیں مجھے حکم دیا کیجئے۔

انس سے مروی ہے کہ ابوطلحہ نے لقوہ کی وجہ سے اپنے بھی داغ لیا اور انس کو بھی داغ دیا۔

ابوطلحہ سے مروی ہے کہ جنگ خیبر میں (اونٹ پر) رسول اللہ ﷺ کا ہم نشین تھا۔

ابوطلحہؓ کی وفات محمد بن عمر نے کہا کہ ابوطلحہ متوسط قامت کے اور گندم گوں رنگ کے تھے ان میں بڑھاپے کا تغیر نہ تھا۔ وفات ۳۴ھ میں مدینے میں ہوئی، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی وہ اس روز ستر برس کے تھے، اہل بصرہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے دریائی سفر کیا، اسی میں ان کی وفات ہوگئی لوگوں نے انھیں کسی جزیرے میں دفن کردیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوطلحہ نے یہ آیت پڑھی "انفروا خفافا وثقالا" تم لوگ جہاد میں جاؤ تھوڑے سامان کے ساتھ یا بہت سے سامان کے ساتھ تو انھوں نے کہا کہ میری رائے میں ہمارا رب ہم سے بوڑھوں اور جوانوں کا (راہ خدا میں) سفر چاہتا ہے۔ اے لڑکو مجھے سامان دیدو، مجھے سامان دیدو، ان کے لڑکوں نے کہا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جہاد کیا ہے، اب ہم لوگ آپ کی طرف سے جہاد کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ مجھے سامان دیدو، وہ دریا میں سوار ہوئے، پھر ان کی وفات ہوگئی، لوگوں کو سات دن سے پہلے (دفن کے لئے) کوئی جزیرہ نہ ملا (سات دن کے بعد جب جزیرہ ملا) تو لوگوں نے انھیں دفن کیا ان میں کوئی تغیر نہ ہوا تھا، جسم بالکل صحیح وسالم تھا محمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ مدینے اور بصرہ میں ابوطلحہ کی بقیہ اولاد تھی عبداللہ بن محمد بن عمارہ نے کہا کہ آل ابوطلحہ اور آل خبیط بن جابر اور آل عقبہ کدیم سوائے بنی مغالہ و بنی عدیلہ کے باہم وارث ہوتے تھے۔

کل تین اصحاب:

بنی مبذول میں سے کہ عامر بن مالک بن النجار تھے

ثعلبہ بن عمرو......ابن محصین بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول، وہ عامر بن مالک بن النجار تھے انکی والدہ کبشہ بنت ثابت المنذر بن حرام بن عمرو بن زید بن مناۃ ابن عدی بن عمرو بن مالک النجار حسان بن ثابت شاعر کی بہن تھیں۔

ثعلبہ کی اولاد میں ام ثابت تھیں، انکی والدہ کبشہ بنت مالک ابن قیس بن محرث بن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار تھیں۔

ثعلبہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ انکی وفات مدینے میں عثمان بن عفان کی خلافت میں ہوئی انکی کوئی بقیہ اولاد نہ تھی۔ عبداللہ بن محمد بن امارت الانصاری نے کہا کہ ثعلبہ نے عثمانؓ کو نہیں پایا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ جسر ابی عبید میں شہید ہو گئے۔

حارث بن الصمہ......ابن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول، کنیت ابو سعد تھی، انکی والدہ تماضر بنت عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ قیس عیلان میں سے تھیں۔

حارث بن الصمہ کی اولاد میں سعد تھے جو جنگ صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقتول ہوئے انکی والدہ ام الحکیم خولیہ بنت عقبہ رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم اوس میں سے تھیں۔

ابوالجہیم بن الحارث، جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے اور آپ سے روایت کی ہے انکی والدہ عقیلہ بنت کعب بن قیس بن عبید ابن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حارث بن الصمہ اور صہیب بن سنان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن مکنف سے مروی ہے کہ حارث بن الصمہ بدر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب روزانہ ہوئے الروحاء پہنچے تو تھک گئے رسول اللہ ﷺ نے انھیں مدینے واپس کر دیا غنیمت وثواب میں ان کا حصہ لگایا، وہ انھیں کے مثل ہو گئے جو اس میں حاضر تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حارث احد میں شریک تھے، اس روز جبکہ لوگ بھاگ گئے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ثابت قدم رہے انھوں نے آپ سے موت پر بیعت کی عثمان بن عبداللہ بن المغیرۃ المخزومی کو قتل کیا اور اس کا اسباب لیا، جو زرہ اور خود اور عمدہ تلوار تھی اس روز ہم نے سوائے ان کے کسی کو نہیں سنا کہ اس نے اسباب چھین لیا ہو۔ رسول ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا۔ سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے اسے (عثمان بن عبداللہ کو) ہلاک کیا یوم احد میں رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے کہ میرے چچا کیا ہوئے، حمزہ کیا ہوئے، حارث بن الصمہ انکی تلاش میں نکلے، دیر کی تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے حارث رجز پڑھتے تھے اور یہ شعر کہتے تھے۔

یارب ان الحارث بن الصمة	کان رفیقا وبنا ذاذمة
اے پروردگار حارث بن الصمہ	رفیق تھا اور ہمارا ذمہ دار تھا
قد ضل فی مهمية لهه	یلتمس النحة فیما ثمه
جو خطرناک مقام مارا مارا پھرتا ہے	جہاں وہ جنت تلاش کرتا ہے

یہاں تک کہ علی بن ابی طالب حارث کے پاس پہنچے تو انھوں نے ان کو بھی پایا اور حمزہ کو مقتول پایا۔ دونوں نے واپس آ کر نبی صلی اللہ ﷺ کو خبر دی، حارث جنگ بیر معونہ میں بھی شریک تھے جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوئی، وہ اسی روز شہید ہوئے آج حارث بن الصمہ کی اولاد مدینے اور بغداد میں ہے۔

سہل بن عتیک...... ابن النعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول۔ انکی والدہ جمیلہ بنت علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مبذول تھیں۔ سہل کے ایک بھائی تھے جنکا نام حارث بن عتیک تھا، انکی کنیت ابوخزم تھی، وہ بدر میں حاضر نہ تھے، انکی والدہ بھی جمیلہ بنت علقمہ جو سہل کی والدہ تھیں تنہا ابومعشر سہل بن عبید کہتے تھے حالانکہ یہ انکی یا ان کے راوی کی خطا ہے۔

سہل بن عتیک بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے، سہل بن عتیک بدر واحد میں شریک تھے انکی بقیہ اولاد تھی ان کے بھائی ابوخزم جنگ جسر ابی عبیدہ میں شہید ہوئے، انھوں نے بھی نبی ﷺ کی صحبت پائی تھی۔

عدی بن النجار

حارثہ بن سراقہ...... ابن الحارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ انکی والدہ ام حارثہ تھیں نام ربیع بنت النضر بن ضمضم بن زید بن حرام ابن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے خادم انس بن مالکؓ بن النضر کی پھوپھی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حارثہ بن سراقہ اور السائب بن عثمان ابن مظعون کے درمیان عقد مواخاۃ کیا حارثہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب بدر میں شریک تھے۔ اور اسی روز شہید ہوئے حبان بن العرقہ نے تیر مارا جوان کے حلق میں لگا اور انھیں قتل کیا، حارثہ کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

انس بن مالکؓ سے مروی کہ بدر میں حارثہ بن سراقہ دیکھنے کے لئے نکلے ان کے پاس ایک تیر آیا جس نے انھیں قتل کر دیا۔ انکی والدہ نے کہا یا رسول اللہ آپ کو حارثہ سے میرا تعلق معلوم ہے، اگر وہ جنت میں ہوں تو میں صبر کروں ورنہ آپ کی جو رائے ہو وہ کروں، فرمایا اے والدہ حارثہ ایک جنت نہیں ہے بلکہ بہت سی جنتیں ہیں اور حارثہ اس کے افضل یا اعلیٰ فردوس میں ہیں۔

عمرو بن ثعلبہ...... ابن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار کنیت ابوحکیم تھی والدہ ام حکیم بنت النضر ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار، انس بن مالک اور عمرو بن

ثعلبہ کی پھوپھی تھیں، عمرو بن ثعلبہ حارثہ سراقہ کی خالہ کے بیٹے تھے۔ عمرو کی اولاد میں حکیم تھے جن سے انکی کنیت تھی، دوسرے عبدالرحمٰن تھے دونواں لاولد مر گئے، دونوں کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

محرز بن عامر ...... ابن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار، انکی والدہ سعدی خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط ابن کعیب بن مالک بن حارثہ غنم بن السلم اوس میں سے تھیں اور سعد بن خیثمہ کی بہن تھیں۔

محرز کی اولاد میں اسماء اور کلثم تھے، انکی والدہ ام سہل بنت ابی خارجہ عمرو بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں، محرز بدر میں شریک تھے انکے وفات اس صبح کو ہوئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد روانہ ہوئے، انھوں نے شکائے احد میں شمار کیا جاتا ہے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سلیط بن قیس ...... ابن عمرو بن عبید بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ ان کی والدہ زغبہ بنت زرارہ بن عدی بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مال بن النجار ابی امامہ اعد بن زرارہ کی بہن تھیں۔

سلیط کی اولاد میں ثبیتہ تھیں انکی والدہ نخیلہ بنت الصمہ بن عمرو ابن عتیک بن عمرو بن مبذول حارث بن الصمہ کی بہن تھیں سلیط بن قیس اور ابو صرمہ جب اسلام لائے تو دونوں بنی عدی بن النجار کے بہت توڑ رہے تھے سلیط بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے جنگ جسر ابی عبیدہ میں ۱۴ھ میں شہید ہوئے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابو سلیط ...... ان کا نام اسیرۃ بن عمرو تھا، عمرو کی کنیت ابو خارجہ بن قیس بن مالک ابن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النار تھی انکی والدہ آمنہ بنت اوس ابن عجرہ تھیں بلی میں سے تھیں جو بنی عوف بن الخزرج کے حلیف تھے۔

ابو سلیط کی اولاد میں عبداللہ اور فضالہ تھے ان دونوں کی والدہ عمروہ بنت حیہ بن ضمرہ بن الخیار بن عمرو بن مبذول تھیں۔ ابو سلیط بدر و احد میں شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عامر بن امیہ ...... ابن زید بن الحسحاس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار، عامر کی اولاد میں ہاشم بن عامر تھے جنھوں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی اور بصرے میں مقیم ہو گئے تھے انکی والدہ بہراء میں سے تھیں۔ عامر بدر و احد میں شریک تھے۔ جنگ احد میں شہید ہوئے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ثابت بن خنساء ...... ابن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار، انکی بقیہ اولاد نہ تھی بروایت محمد بن عمر الاسلمی بدر میں شریک تھے کتاب نسب الانصار میں جو ہم نے عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری سے لکھی ہے عمرو بن مالک ابن عدی کے یہاں کوئی ولادت نہیں پائی۔

قیس بن السکن ...... ابن قیس بن زعور ابن حرام بن جندب بن عارب غنم بن عدی بن النجار انکی کنیت ابو زید تھی، لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا۔

قیس بن السکن کی اولاد میں زید اور اسحاق اور خولہ تھے، ان کی والدہ ام خولہ بنت سفیان بن قیس بن زعورا بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار تھیں۔

قیس بن السکن بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے جنگ جسر ابی عبید میں شہید ہوئے۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابوالاعور ...... نام کعب بن الحارث بن ظالم بن عبس بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھا ان کی والدہ ام نیار بنت ایاس بن عامر بن ثعلبہ بلی میں سے تھیں جو قبیلہ اوس کے بنی حارثہ بن الحارث کے حلفاء تھے۔

ابوالاعور بدر و احد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ ابوالاعور کا نام حارث ابن ظالم بن قیس تھا، کعب کی جو کتابوں میں مذکور ہیں ابوالاعور کے چچا تھے، جو نسب نہیں جانتا تھا اس نے ان کا یہی نام رکھ دیا حالانکہ یہ خطا ہے۔

حرام بن ملحان ...... ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار تھا، ان کی والدہ ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید بن مناۃ ابن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں۔

بدر و احد اور بیر معونہ میں شریک تھے۔ بیر معونہ میں جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر ہوا شہید ہوئے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ ایسے آدمیوں کو بھیجئے جو ہمیں قرآن و حدیث کی تعلیم دیں، آپ نے انصار کے ستر آدمی بھیجے جو قاری کہلاتے تھے، ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے، یہ لوگ قرآن پڑھتے، رات کو باہم درس دیتے اور سیکھتے دن کو پانی لا کر مسجد میں رکھتے، لکڑیاں جنگل میں چنتے اور بیچ کر اہل صفہ اور فقراء کے لئے غذا خریدتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں لوگوں کو ان کے پاس بھیجا ان لوگوں نے انھیں روکا اور منزل پہنچنے سے پہلے ہی سب کو قتل کر دیا، ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ ہمارے نبی کو ہماری طرف سے خبر پہنچا دے کہ ہم تجھ سے مل گئے ہم تجھ سے راضی ہو گئے اور تو ہم سے راضی ہو گیا۔

انس کے ماموں حرام کے پاس ایک شخص پیچھے سے آیا اور نیزہ مارا جو ان کے پار ہو گیا حرام نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے بھائیوں سے فرمایا کہ تمھارے بھائی قتل کر دیئے گئے انھوں نے یہ کہا اے اللہ ہماری طرف سے ہمارے نبی کو پہنچا دے کہ ہم لوگ تجھ سے ملے ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم کے بھائی حرام کو ستر آدمیوں کے ساتھ بنی عامر کی طرف بھیجا، جب وہ لوگ آئے تو میرے ماموں نے ان سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھے امن دو تو میں تمھارے آگے آؤں تاکہ تمھیں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم پہنچاؤں ورنہ تم لوگ مجھ سے قریب رہو، وہ آگے بڑھے ان لوگوں نے انھیں امن دیدیا جس وقت وہ ان سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہے تھے تو انھوں نے کسی کو اشارہ کیا جس نے ان

نے نیزہ مار کے پار کر دیا انھوں نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا، وہ لوگ ان کے بقیہ ساتھیوں پر پلٹ پڑے اور قتل کر دیا۔ سوائے ایک لنگڑے آدمی کے جو پہاڑ پر چڑھ گیا تھا۔

انس سے مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور خبر دی کہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے مل گئے وہ ان سے راضی ہوا اور اس نے انھیں راضی کر دیا۔

انس نے کہا کہ ہم لوگ (قرآن میں) پڑھتے تھے "**بلغوا قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا**" (ہماری قوم کو پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے مل گئے) وہ ہم سے راضی ہوا اور اس نے ہمیں راضی کر دیا) اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی، رسول اللہ ﷺ نے تیس صبحوں کو رعل وذکوان و بنی لحیان اور عصیہ کے لئے جنھوں نے اللہ کی اور رحمٰن کی نافرمانی کی تھی بددعا کی۔

عاصم بن بہدلہ سے مروی ہے کہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ جس کو اس قوم کے پاس آنا پسند ہو جنھوں نے مشاہدہ (جمال رب) کیا تو وہ ان لوگوں کے پاس آئے۔ ان کے بھائی

سلیم بن ملحان...... ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار تھا۔ انکی والدہ ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں، یہ دونوں زوجہ ابو طلحہ والدہ انس بن مالک ام سلیم بنت ملحان کے بھائی تھے ام حرام زوجہ عبادہ بن الصامت کے بھی بھائی تھے۔

سلیم بدر واحد اور یوم بیر معونہ میں شریک تھے وہ اسی روز شہدائے انصار کے ساتھ شہید ہوئے یہ واقعہ ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا، ان کی بقیہ اولاد تھی بن زید بن حرام کی اولاد تمام ہو چکی تھی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

حلفائے بنی عدی بن النجار

سواد بن غزیہ ابن وہب بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ، بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے یہ وہی شخص ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے لاٹھی بھونکی، پھر انھیں دے دی اور فرمایا کہ انتقام لے لو، ایلیاء (بیت المقدس) میں ان کی بقیہ اولاد ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سواد ابن عمرو کو چادر اوڑھے دیکھا (محدثین روایت نے اسی طرح کہا یعنی بجائے سواد ابن غزیہ سواد بن عمرو کہا) تو فرمایا "حظ حظ ورس ورس"

پھر آپ نے لکڑی یا مسواک ان کے شکم میں بھونکی وہ کھسک گئی اور ان کے شکم میں نشان پڑ گیا عرض کی یا رسول اللہ قصاص لونگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصاص لے لو، آپ نے اپنا شکم مبارک اس کے لئے کھول دیا، انصار نے کہا کہ اے سواد رسول اللہ سے انتقام لوگے) انھوں نے کہا کہ کسی کی جلد کو میری جلد پر فضیلت نہیں ہے آپ نے ان کے لئے اپنا شکم کھول دیا، انھوں نے اسے بوسہ دیا اور کہا کہ میں اسے چھوڑتا ہوں تاکہ اس کے بدلے قیامت میں میری شفاعت کریں حسن نے کہا کہ اس وقت انھیں ایمان نے پالیا جمد بارہ آدمی۔

بنی مازن بن النجار

قیس بن ابی صعصعہ...... نام عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن تھا، ان کی والدہ شیبہ بنت عاصم بن عمر بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار تھیں۔

قیس کی اولاد میں الفاکہ اور ام الحارث تھیں، انکی والدہ امامہ بنت معاذ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن غنم بن کعب بن سلمہ ابن الخزرج تھیں آ ج قیس کی بقیہ اولاد نہیں ہے۔

قیس کے تین بھائی تھے جنھوں نے نبی صلی علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی۔ وہ لوگ بدر میں شریک نہ تھے ان میں سے حارث بن ابی صعصعہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ابو کلاب وجابر فرزندان ابی صعصعہ غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے ان سب کی والدہ ام قیس تھیں جو شیبہ بنت عاصم ابن عمرو بن عوف بن مبذول تھیں۔

بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر ومحمد بن عمر قیس بن ابی صعصعہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھ، قیس بدر واحد میں بھی شریک تھے۔

عبداللہ بن کعب...... ابن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن کنیت ابوالحارث تھی ان کی والدہ رباب بنت عبداللہ بن حبیب بن زید بن ثعلبہ بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج تھیں۔

عبداللہ بن کعب کی اولاد میں حارث تھے انکی والدہ زغیبہ بنت اوس بن خالد بن الجعد بن عوف بن مبذول تھیں حارث بن عبداللہ کے بیٹے عبداللہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

عبداللہ بن کعب بدر میں شریک تھے یوم بدر میں مغانم پر نبی صلی علیہ وسلم کے عامل تھے۔

احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے وفات عثمان بن عفان کی خلافت میں ہوئی بقیہ اولاد دینہ اور بغداد میں تھی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے بعض انصار سے سنا کہ عبداللہ بن کعب کی کنیت ابو یحییٰ تھی اور وہ ابولیلی المسازنی کے بھائی تھے۔

ابوداؤد نام عمیر بن عامر بن مالک بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن تھا انکی والدہ نائلہ بنت ابی عاصم بن غزیہ بن عطیہ بن خنساء ابن مبذول بن عمرو تھیں۔

ابوداؤد کی اولاد میں داؤد سعد اور حمزہ تھے، انکی والدہ نائلہ بنت سراقہ بن کعب بن عبدالعزیٰ بن غزیہ عمرو بن عبد بن عوف ابن غنم بن مالک بن النجار تھیں، جعفر تھے، انکی والدہ کلب میں سے تھیں ابوداؤد کی بقیہ اولاد تھی مگر زمانہ قریب میں ختم ہوگئی ان میں سے کوئی نہ رہا۔ ابوداؤد بدر واحد میں شریک تھے۔

سراقہ بن عمرو...... ابن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن، ان کی والدہ عقیلہ بنت قیس بن زعورا ابن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

بدر واحد وخندق وحدیبیہ وخیبر وعمرہ قضاء وغزوہ موتہ میں شریک تھے دیگر کے ساتھ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے یہ جمادی الاولیٰ ۸ ھ میں ہوا۔ انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

قیس بن مخلد...... ابن ثعلبہ بن صخر بن حبیب بن حارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار انکی والدہ غیطلہ بنت مالک بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار تھیں۔

قیس بن مخلد کی اولاد میں ثعلبہ، انکی والدہ زغیبہ بنت اوس ابن خالد بن الجعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن مازن بن النجار تھیں، قیس بن مخلد بدر واحد میں شریک تھے، احد میں شہید ہوئے جو ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں ہوا تھا، انکی بقیہ اولاد نہ تھی حبیب ابن حارث بن ثعلبہ بن مازن کی اولاد بھی ہلاک ہوگئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

حلفائے بنی مازن بن النجار

عصیمہ...... بنی اسد بن خزیمہ بن مدرکہ کے حلیف تھے، بدر میں شریک تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی کل چھ آدمی۔

بنی دینار بن النجار

نعمان بن عبد عمرو...... ابن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار انکی والدہ سمیراء بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار تھیں۔ بدر واحد میں شریک تھے احد ہی میں شہید ہوئے انکی بقیہ اولاد نہ تھی ان کے بھائی:۔

ضحاک بن عبد عمرو...... ابن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار ہیں، انکی والدہ بھی سمیرا بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل تھیں۔

بدر واحد میں شریک تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی، نعمان وضحاک کے ایک حقیقی بھائی تھے جن کا نام قطبہ بن عبد عمرو بن مسعود تھا نبی صلی علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی اور بیر معونہ میں شہید ہوئے۔

جابر بن خالد...... ابن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار، اولاد میں عبد الرحمٰن ابن جابر تھے، انکی والدہ عمیرہ بنت سلیم بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب ابن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار تھیں جابر بن خالد بدر واحد میں شریک تھے وفات اس حالت میں ہوئی کہ بقیہ اولاد نہ تھی۔

کعب بن زید...... ابن قیس بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار، انکی والدہ لیلیٰ بنت عبد اللہ بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم بنی الجبلیٰ میں سے تھیں۔

کعب کی اولاد میں عبد اللہ اور جمیلہ تھیں، انکی والدہ ام رباع عبد عمرو بن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن

دینار تھیں یہ نعمان وضحاک وقطبہ فرزندان عبد عمرو کی بہن تھیں۔

کعب بن زید بدر واحد وبیر معونہ میں شریک تھے اس روز وہ زخمی اٹھا کر لائے گئے خندق میں شریک ہوئے اور اسی روز شہید ہو گئے ضرار بن الخطاب الفہری نے قتل کیا یہ واقعہ ذوالقعدہ ۵ھ میں ہوا۔ کعب ابن زید کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سلیم بن حارث...... ابن ثعلبہ بن کعب بن عبد الاشہل بن حارث بن دینار نعمان وضحاک وقطبہ فرزندان عبد عمرو بن مسعود ان کی والدہ عمیرہ بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل کے ذریعے سے اخیافی بھائی تھے، سلیم بن حارث کی اولاد میں حکیم وعمیرہ تھیں ان کی والدہ سہیمہ بنت ہلال بن دارم بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔
سلیم بن حارث بدر واحد میں شریک تھے، احد ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سعید بن سہیل...... ابن مالک بن کعب بن عبد الاشہل بن حارث بن دینار موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن عمر وعبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح کہا نسب انصار میں بھی وہ سعید بن سہیل ہیں، لیکن محمد بن اسحاق وابو معشر نے کہا کہ وہ سعد بن سہیل تھے۔
واحد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کے کوئی اولاد نہ تھی ان کی ایک بیٹی ہزیلہ تھیں جو مر چکی تھیں۔

حلفائے بنی دینار بن النجار

بجیر بن ابی بجیر...... بلی کے حلیف تھے اور کہا جاتا ہے کہ جہینہ کے حلیف تھے بنی دینار بن کہتے تھے کہ وہ ہمارے مولیٰ تھے۔
بجیر بدر واحد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی ان سب لوگوں کی اولاد ہلاک ہو چکی تھی سوائے سلیم بن حارث کی اولاد کے۔
جملہ سات آدمی۔

بنی حارث بن الخزرج اور بنی کعب بن حارث بن الخزرج

سعد بن الربیع...... ابن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر ابن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن الحارث بن الخزرج، ان کی والدہ ہزیلہ بنت عنبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج تھیں۔
سعد کی اولاد میں ام سعد تھیں جن کا نام جمیلہ تھا وہ خارجہ بن زید بن ثابت بن ضحاک کی والدہ تھیں، جمیلہ کی والدہ عمرہ بنت حزم بن زید بن لوذان ابن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار تھیں وہ عمارہ وعمرو وحزم فرزندان حزم کی بہن تھیں۔
تمام راوی اس بات پر متفق ہیں کہ سعد بن الربیع عقبہ میں موجود تھے، وہ بارہ نقباء میں سے ایک تھے سعد جاہلیت میں بھی لکھتے تھے حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن الربیع و عبدالرحمن بن عوف کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب عبدالرحمن بن عوف رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے آئے تو آپ نے ان کے اور سعد بن الربیع کے درمیان عقد مواخاۃ کیا سعد انھیں اپنے گھر لے گئے، اور دونوں نے کھایا، انھوں نے ان سے کہا کہ میری دو بیویاں ہیں تم اللہ کی راہ میں میرے بھائی تمھارے کوئی عورت نہیں ہے میں ایک چھوڑ دیتا ہوں تم اس سے نکاح کر لو، انھوں نے کہا واللہ میں، سعد نے کہا کہ میرے باغ چلو کہ اس کا آدھا حصہ میں تمھیں دے دوں، انھوں نے کہا نہیں، اللہ تمہارے مال اور اہل وعیال میں برکت کرے، مجھے بازار کا راستہ بتا دو، وہ بازار گئے گھی اور پنیر خریدا اور فروخت کیا۔ مدینے کے کسی راستے میں رسول اللہ ﷺ سے قدم بوس ہوئے بدن پر زردی کا دھبہ تھا فرمایا مَہْیَم، عرض کی، یارسول اللہ میں نے انصار کی لڑکی سے گٹھلی بھر سونے پر نکاح کیا ہے فرمایا ولیمہ کرو خواہ ایک ہی بکری پر ہو۔

سعد بن الربیع کو بارہ نیزے لگے تھے ...... محمد بن عمر نے کہا کہ سعد بن الربیع بدر و احد میں شریک تھے، غزوہ احد میں شہید ہوئے، بقیہ اولاد نہ تھی، عمرو بن ابی زہیر بن مالک کی اولاد بھی ہلاک ہو چکی تھی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے احد میں سعد بن الربیع کو اس طرح دیکھا کہ ان کے بارہ نیزے لگے تھے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب یوم ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس سعد بن الربیع کی خبر کون لائے گا۔ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ میں، وہ گیا اور مقتولین میں گھومنے لگا۔ سعد بن الربیع نے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہے، اس نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے کہ تمھاری خبر لاؤں۔ انھوں نے کہا کہ خدمت نبوی میں جاؤ میرا اسلام کہو اور خبر دو کہ مجھے بارہ نیزے مارے گئے ہیں جو قتل کی حد تک پار گئے ہیں۔

قوم کو آگاہ کر دو کہ اگر رسول اللہ ﷺ اس حالت میں قتل کر دیئے گئے کہ ان میں سے ایک بھی زندہ رہا تو ان کے لئے اللہ کے نزدیک کوئی عذر نہ ہوگا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعد بن الربیع کی انھیں زخموں سے وفات ہوگئی، اسی روز خارجہ بن زید بن ابی زہیر بھی مشاہد ہوئے دونوں ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے، معاویہ نے نہر کظامہ جاری کی تو ان منادی نے مدینے میں انداد دی کہ احد میں جس کا کوئی شہید ہو تو وہ حاضر ہو لوگ اپنے شہید کے پاس گئے انھوں نے ان کو اس طرح تر و تازہ پایا کہ کوئی تغیر نہ ہوا تھا، سعد بن الربیع اور خارجہ بن زید کی قبر کنارے تھی وہ چھوڑ دی گئی اور اس پر مٹی ڈال دی گئی۔

آیت میراث کا نزول جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعد بن الربیع بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کو جو سعد سے تھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں اور عرض کی یارسول اللہ! یہ دونوں سعد کی بیٹیاں ہیں، ان کے باپ غزوہ احد میں شہید ہو گئے۔ چچا نے مال لے لیا اور ان دونوں کے لئے کچھ نہ چھوڑا، واللہ ان کے لئے مال نہ ہوگا تو انکی شادیاں نہ ہونگی، فرمایا، اس معاملے میں اللہ فیصلہ کرے گا، اللہ نے آیت میراث نازل فرمائی، رسول اللہ ﷺ نے ان

کے چچا کو بلایا اور فرمایا کہ سعد کی بیٹیوں کی دو ثلث دو ان کی والدہ کو آٹھواں حصہ دو اور جو بچے وہ تمھارا ہے۔

خارجہ بن زید...... ابن ابی زہیر بن مالک بن امری القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ ابن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج کنیت ابوزید تھی اور والدہ السیدہ بنت عامر بن عبید بن غیان بن عامر خطمہ اوس میں سے تھیں۔

خارجہ کی اولاد میں زید بن خارجہ تھے یہ وہی ہیں جن سے عثمانؓ بن عفان کے زمانے میں انکی موت کے بعد کلام سنا گیا، حبیبہ بنت خارجہ جن سے ابوبکر صدیقؓ نے نکاح کیا، ان سے ان کے یہاں ام کلثوم پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ ہزیلہ عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج تھیں اور وہ دونوں سعد بن الربیع کے اخیافی بھائی تھے۔

خارجہ بن زید کی بقیہ اولاد تھی جو سب مرگئی، زید بن ابی زہیر ابن مالک کی بھی سب اولاد مرگئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا خارجہ بن زید ابن ابی زہیر بالاتفاق سب کی روایت میں عقبہ میں آئے تھے۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجہ بن زید بن ابی زہیر اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا، خارجہ بن زید بدر و احد میں شریک تھے، غزوۂ احد میں شہید ہوئے وہ نیزوں کی گرفت میں آگئے۔ دس سے زائد زخم لگے ان کے پاس سے مرداب بن امیہ گذرا اس نے انھیں پہنچانا اور حملہ کر کے قتل کر دیا پھر انھیں مثلہ کیا اور کہا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جس نے بدر میں میرے باپ علی پر برانگیختہ کیا، یعنی امیہ بن خلف پر اب میں اس قابل ہوا کہ اپنا دل ٹھنڈا کروں جبکہ اصحاب محمدؐ کے منتخب لوگوں کو قتل کرلیا، میں نے ابن توقل کو قتل کیا میں نے ابن ابی زہیر یعنی خارجہ بن زید کو قتل کیا اور میں نے اوس بن ارقم کو قتل کیا۔

عبداللہ بن رواحہ...... ابن ثعلبہ بن امری القیس بن عمرو بن امری القیس مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج، انکی والدہ کبشہ بنت واقد بن عمرو بن الاطنابہ بن عامر بن زید مناۃ بن مالک الاغر تھیں۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ کی کنیت ابومحمد تھی، محمد بن عمر نے کہا میں نے کسی کو کہتے سنا کہ ان کی کنیت ابورواحہ تھی ممکن ہے کہ انکی دونوں کنیتیں ہوں، انکی بقیہ اولاد نہ تھی وہ نعمان بن بشیر بن سعد کے ماموں تھے۔

عبداللہ بن رواحہ جاہلیت کے زمانے میں لکھتے تھے، حالانکہ (اس زمانے میں) عرب میں کتابت بہت کم تھی۔ بالاتفاق سب کی روایت میں عبداللہ عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے انصار کے بارہ نقباء میں سے ایک (نقیب تھے) بدر و احد و خندق و حدیبیہ و خیبر و عمرۃ قضاء میں شریک تھے۔ انھیں رسول اللہ ﷺ نے بدر سے اہل عالیہ کو اس فتح کی خوشخبری دینے کے لئے آگے بھیج دیا تھا جو آپ کو اللہ نے عطا فرمائی تھی۔ عالیہ بنی عمرو بن عوف و خطمہ و وائل (کی آبادی) ہے۔

رسول اللہ ﷺ احد کے بعد موعودہ غزوہ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو مدینے میں انھیں اپنا جانشین مقرر فرمایا آنحضرت ﷺ نے انھیں خیبر میں تیس سواروں کے ہمراہ بطور سریہ بن رازم یہودی کی طرف بھیجا جس کو انھوں نے قتل کر دیا۔ پھر انھیں خارص (کھجوروں کا اندازہ کرنے والا) بنا کے خیبر بھیجا، جہاں غزوہ موتہ شہید ہونے تک برابر ان

گوں کی پیداوار کا اندازہ کرتے رہے۔

الشعبی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو اہل خیبر کے پاس بھیجا تھا انھوں نے ان گوں کی کھجوروں کا اندازہ کیا۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں اونٹ پر داخل ہوئے آپ عصاء سے جراسود کو بوسہ دے رہے تھے۔ ہمراہ عبداللہ بن رواحہ بھی تھے جو آپکی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھے اور یہ (اشعار) کہہ رہے تھے۔

''**خلوابنی الکفار عن سبیله . فحن ضر بناکم علی تاویله . ضروبایز یل الهام عن مقیله**'' (اے اولاد کفار آپ کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ ہم نے آپ کے رجوع کرنے پر تمھیں ایسی مار ماری جو سروں کو مقام استراحت سے ہٹادے)۔

ہمارے اشیاخ سے مروی ہے کہ نبی صلی ﷺ نے اپنی ناقہ غضباء پر اس طرح طواف کیا، کہ آپ کے پاس ے عصاء تھا، جب آپ حجراسود پر سے گزرتے تھے اس سے مس کر کے حجراسود کو بوسہ دیتے تھے عبداللہ بن رواحہ جز پڑھتے تھے کہ۔ (**خلوابنی الکفار عن سبیله . خلوافان الخیر مع رسوله قد انزل الرحمن فی تنزیله ضرباً یزیل الهام عن مقیله ویز هل الخیل عن خلیله**''

(اے اولاد کفار آپ کا راستہ خالی کردو، کیونکہ خیر اس کے رسول کے ساتھ ہے، اللہ نے قرآن میں نازل کردی ہے۔ ایسی مار جو سروں کو مقام استراحت سے ہٹادے۔ اور دوست کو بھلادے۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ سے فرمایا کہ اترو اور ہمارے ونٹوں کو حرکت دو۔ (یعنی رجز پڑھو) عرض کی یارسول اللہ میں نے یہ کلام (یعنی رجز کہنا) ترک کردیا ہے، عمرؓ نے کہا سنو اور اطاعت کرو، اور یہ کہتے ہوئے (اپنے اونٹ سے اترے)

یا رب لولا انت ماا هتد ینا	**ولا تصد قنا ولا صلینا**
اے پروردگار اگر تو نہ ہوتا تو ہم لوگ راستہ نہ پاتے	نہ تو خیرات کرتے نہ نماز پڑھتے
فانزلن سکینة علینا	**وثبت الاقد ام ان لاقینا**

ان الکفار قد بغواعلینا

(ہم پر سکینہ سکون واطمینان) نازل فرما۔ اور جب ہم دشمن کا مقابلہ کریں تو ہمارے قدم ثابت رکھ۔ کیونکہ کفار نے ہم پر بغاوت کی ہے)

وکیع نے کہا کہ دوسرے راوی نے اتنا اور اضافہ کیا ع

وان أرا د فتنة ابینا ۔ (جب انھوں نے فتنے کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا)

راوی نے کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ ان پر رحمت کر، اس پر عمرؓ نے کہا کہ (رحمت) واجب ہوگئی۔ محمد بن عبید کی حدیث میں یہ ہے **اللّٰھم لولا انت ماا ھتد ینا** (اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن رواحہ نے صرف عمرہ قضاء میں ۷ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیت اللہ کا طواف کیا تھا۔ اور عبداللہ بن رواحہ شاعر تھے۔

مدرک بن عمارہ نے عبداللہ بن رواحہ سے روایت کی کہ میں مسجد رسول اللہ ﷺ میں اس وقت گذرا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، اصحاب میں سے کچھ لوگ کنارے پر تھے، جب انھوں نے مجھے دیکھا تو پکارا کہ اے عبداللہ بن رواحہ، اے عبداللہ بن رواحہ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا میں آپکی طرف گیا تو آپ نے فرمایا یہاں بیٹھو، میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا، فرمایا جب تم شعر کہنا چاہتے ہو تو کیونکر کہتے ہو۔ گویا آپ اس سے تعجب فرما رہے تھے عرض کی، غور کرلوں تو کہوں (یعنی کوئی کلام موزوں کرلوں تو سناؤں) فرمایا مشرکین ہی کو اختیار کرنا، حالانکہ میں نے کچھ تیار نہ کیا تھا، پھر غور کیا اور یہ شعر سنائے۔

خبرونی اثمان العباء متی کنتم بطاریق اودانت لکم مضر

(یعنی اے اثمان عاء، (عبا، کی قیمتو) مجھے اس وقت کی خبر دو جب تم لوگ بطریق (پادری) تھے یا قبیلہ مضر کے لوگ تمھارے نزدک رہتے تھے۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے میرے کلام کو ناپسند فرمایا اس لئے کہ میں نے آپکی قوم کی اثمان عبا کردیا تھا پھر عرض کی۔

یاھا شم الخیر ان الله فضلکم علی البریه فضلا ماله غیر

(اے ہاشم خیر، اللہ نے تم کو مخلوق پر وہ فضیلت دی ہے جو تمھارے اخیار کے لئے نہیں ہے)

انه تفرست فیک الخیر اعرفه نراسة خالفتهم فی الذی نظروا

(میں نے آپ کے اندر اپنی فراست سے خیر دریافت کرلی، جیسے میں نے ایسی فراست سے دریافت کیا جو نظر کرنے والوں کے مخالفت ہے)

ولو سألت اواستضرت بعضهم فی جل امرک مآووا ولانصروا

(اور اگر آپ طلب کریں ان میں سے کسی سے مدد چاہی۔ کسی اپنے امر عظم میں تو نہ وہ ٹھکانا دیں اور نہ مدد کریں)

فثبت الله مآاتاک ومن حسن تثبیت موسیٰ ونصراً کاندی نصروا

(اللہ نے جو نکیاں کو دیں انھیں اس طرح قائم رکھے جس طرح موسیٰ کی اوران کی مدد کی جنگی مدد کی گئی (قائم رکھی) آپ مسکراتے ہوئے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمھیں بھی اللہ ثابت قدم رکھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ **الشعراء یتبهم الغادون** "(گمراہ لوگ شعراء کی پیروی کرتے ہیں،) تو عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ اللہ کو معلوم ہے کہ میں انہیں (شعراء) میں سے ہوں پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی "**الاالذین امنو وعملو الصلحت**" ختم آیت تک (مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے)

میری امت کے شہداء کون ہیں؟ عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کی عیادت فرمائی مگر وہ اپنے بستر سے نہ ہٹے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میری امت کے شہداء کون ہیں لوگوں نے عرض کی کہ مسلم کا قتل شہادت ہے فرمایا تب میری امت کے شہداء کم ہیں قتل مسلم شہادت ہے مرض شکم

شہادت ہے غرق شہادت ہے۔ جس عورت کو اسکا بچہ حمل میں قتل کر دے تو یہ بھی شہادت ہے نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ پر غشی طاری ہوگئی تو انگی بہن رونے لگی اور کہنے لگی ہائے پہاڑ ہائے یہ ہائے وہ اور انکی خوبیاں تلاش کرنے لگی جب افاقہ ہوا تو ابن رواحہ نے کہا اس کے سوائے اس کے مجھے کہا جائے کہ تم ایسے ہو اور کیا فائدہ۔

حسن سے مروی ہے کہ رواحہ پر غشی طاری ہوئی تو انکی عورتوں میں سے کسی نے کہا کہ ہائے پہاڑ ہائے عزت ان سے کہا گیا کہ تم ان کے پہاڑ ہو، تم اس کی عزت ہو جب افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ تم نے جو کچھ کہا اس کی مجھ سے باز پرس کی جائے گی۔

آپ ﷺ کی دعا ابو عمران الجونی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ پر غشی طاری ہوگئی تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے اللہ اگر ان کو موت آگئی ہے تو ان پر آسان کر دے اور اگر ان کو موت نہ آئی ہو تو انہیں شفا دے جب کچھ آرام محسوس ہوا تو عرض کی یا رسول اللہ میری والدہ کہتی تھیں، ہائے پہاڑ ہائے پشت اور فرشتہ لوہے کا گرز اٹھا کر کہتا تھا کہ تم ایسے ہو کہ اگر میں کہہ دیتا کہ ہاں تو وہ اس سے مجھے پارہ پارہ کر دیتا۔

انس بن ملک سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ نے کسی جنگ کے موقع پر (یہ شعر) کہے:

یا نفس الاراک تکر هین الجنه ☆ احلف بالله لتنزلنه ☆ طائعة او لتکر هنه

(اے نفس کیا میں تجھے نہیں دیکھتا کہ تو جنت کو ناپسند کرتا ہے۔ بخدا تو اس میں نازل ہوگا خوشی سے یا اسے ناپسند کرکے)

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمر بن حزم سے مروی ہے کہ جب موتہ میں جعفر بن ابی طالب شہید ہوگئے تو ان کے بعد جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا، وہ بھی شہید ہوگئے اور آگے بڑھ کر جنت میں داخل ہوگئے انصار پر یہ شاق گذرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ان کے زخم لگا تو بزدلی کی بعد کو اپنے نفس پر عتاب کیا اور بہادری کی اور وہ اسی روز شہید ہوگئے موتہ کے امراء میں سے تھے، جنت میں داخل ہوگئے، اور اپنی قوم کے آگے ہوگئے غزوۂ موتہ جمادی الاول ۸ھ میں ہوا تھا۔

خلاد بن سوید ...... ابن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امری القیس بن مالک الاعز بن ثعلبہ ابن کعب انکی والدہ عمرہ بنت سعد بن قیس بن عمرو بن امری القیس بن حارثہ بن الخزرج میں سے تھیں۔ خلاد سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے ان کی اولاد میں سے السائب بن خلاد تھے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور عمرؓ بن الخطاب نے یمن پر عامل بنایا تھا۔ دوسرے حکم بن خلاد تھے ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت عبادہ بن ولیم، سعد بن عبادہ کی بہن تھیں، ان دونوں کی اولاد ختم ہو چکی تھی، حارثہ بن امری القیس بن مالک الاعز کی اولاد بھی ختم ہو چکی تھی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

خلاد بدر واحد وخندق اور یوم بنی قریظہ میں شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے بنی قریظہ کی ایک عورت بنانا نے ان پر چکی گرا دی جس نے ان کا سر پھاڑ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کیلئے دو شہیدوں کا ثواب ہے ان کے بدلے رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اس عورت کو قتل کر دیا بنانا حکم القرضی کی بیوی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنہ ۵ھ میں ذوالقعدہ کے اواخر سے ذی الحجہ کے اوائل تک ۱۵ دن بنی قریظہ کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ وہ لوگ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اترے۔

عبداللہ بن الجبیر بن اسمعیل بن محمد ثابت بن قیس بن شماس نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ یوم قریظہ میں انصار کے ایک شخص شہید ہوئے جن کا نام خلاد تھا، انکی ماں کو لایا گیا اور کہا گیا کہ اے والدہ خلاد، خلاد قتل کر دیئے گئے وہ نقاب ڈالے ہوئے آئیں تو ان سے کہا گیا کہ قتل کر دیئے گئے اور تم نقاب ڈالے ہوئے ہو انھوں نے کہا کہ اگر مجھ سے خلاد کم کر دیئے گئے تو میں اپنی حیا کو کم نہ کرونگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ان کیلئے دو شہیدوں کا اجر ہے، کہا گیا کہ یا رسول اللہ! یہ کس لئے تو فرمایا اس لئے اہل کتاب نے انھیں قتل کیا ہے۔

بشیر بن سعد

بشیر بن سعد...... ابن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب انکی والدہ انیسہ بنت خلیفہ بن عدی بن عمرو بن امری القیس بن مالک الاغر تھیں۔

بشیر کی اولاد میں سے نعمان تھے اسی لئے انکی کنیت ابو نعمان تھی اور ابیہ، ان دونوں کی والدہ عمرہ بنت رواحہ عبداللہ بن رواحہ کی بہن تھیں، بشیر کی بقیہ اولاد تھی۔

بشیر جاہلیت میں بھی عربی لکھتے تھے حالانکہ کتاب عرب میں بہت کم تھی بشیر سب کی روایت میں عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے بدر واحد خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

عبداللہ بن الا حارث بن الفضیل نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان ۷ھ میں بشیر بن سعد کو فدک میں بنی مرہ کی جانب تیس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ بھیجا۔ ان سے مرینین نے مقابلہ کیا اور بہت سخت قتال کیا بشیر کے ساتھیوں کو سخت مصیبت پہنچائی اور ان میں جو بھاگا وہ بھاگا بشیر نے سخت قتال کیا یہاں تک کہ اس کے ٹخنے میں تلوار لگ گئی اور کہا گیا کہ وہ مر گئے جب شام ہوئی تو وہ بمشکل فدک تک آئے اور وہاں چند روز تک ایک یہودی کے یہاں رہے اور پھر مدینے واپس آئے۔

بشیر بن محمد بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر بن سعد کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ فدک ووادی القری کے درمیان یمن وجبار کی جانب بھیجا وہاں کچھ آدمی غطفان کے تھے جو عیینہ بن حصن الفراری کے ساتھ جمع ہو گئے تھے بشیر ان سے ملے ان کی جماعت کو منتشر کر دیا ان پر فتحمند ہوئے اور قتل کیا۔ قید کیا اور غنیمت حاصل کیا، عیینہ اور اس ساتھی ہر طرف بھاگے۔ یہ سریہ شوال ۷ھ میں ہوا تھا۔

عاصم بن عمر قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمرہ قضاء کے لئے ذی القعدہ ۷ھ میں روانہ ہوئے تو ہتھیار وآگے بھیج دیئے اس پر بشیر بن سعد کو عامل بنایا، بشیر عین التمر میں خالد بن ولید کے ساتھ تھے اور اسی روز شہید ہوئے یہ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ہوا۔

ان کے بھائی۔

سماک بن سعد

سماک بن سعد...... ابن ثعلبہ بن خلاس بن زید مالک الاغر، انکی والدہ انیسہ بنت خلیفہ بن عدی بن عمرو بن امری القیس تھیں۔

بدر احد میں شریک تھے۔ جب انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

سبیع بن قیس......ابن عبسہ بن امیہ بن مالک بن عامرہ بن عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج، ان کی والدہ خدیجہ بنت عمر بن زید بن عبدہ ابن عبید بن عامرہ بن عدی بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں

سبیع کی اولاد میں عبداللہ تھے ان کی والدہ بنی جدارہ میں سے تھیں وہ مر گئے اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی سبیع بدر واحد میں شریک تھے، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کہتے تھے کہ وہ سبیع بن قیس بن عائشہ بن امیہ تھے۔

ان کے بھائی:

عبادہ بن قیس......ابن عبسہ بن امیہ بن مالک بن عامرہ بن عدی بن کعب یہ دونوں ابوالدرداء کے چچا تھے عبادہ کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبادہ بدر واحد وخندق وحدیبیہ وخیبر و جنگ موتہ میں شریک تھے۔ اسی روز جمادی الاولیٰ ۸ھ میں شہید ہوئے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصار نے بیان کیا کہ سبیع بن قیس کے ایک حقیقی بھائی تھے جن کا نام زید بن قیس تھا، وہ بدر میں شریک نہ تھے۔ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی۔

یزید بن الحارث......ابن قیس بن مالک بن احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج ابن الحارث بن الخزرج، ان کی والدہ فسحم قبیلہ قضاعہ کے بلقین بن جسر میں سے تھیں، وہ (یزید) انھیں کی طرف منسوب تھے، یزید فسحم اور یزید بن فسحم کہا جاتا تھا، یزید کی اولاد تمام ہو چکی، آج ان کا کوئی نہیں ہے۔

حارثہ بن ثعلبہ بن کعب.........کی اولاد بھی تمام ہوگئی ان میں سے بھی کوئی باقی نہ رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید بن الحارث اور ذوالیدین عمیر بن عبد عمرو الخزاعی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا یہ دونوں بدر میں شریک تھے اور اسی روز دونوں شہید ہوگئے، جس نے یزید بن الحارث کو شہید کیا وہ نوفل بن معاویہ الدیلی تھا، بدر کا غزوہ ہجرت کے اٹھارہ مہینے کے بعد ۱۷رمضان کو جمعے کے دن صبح کے وقت ہوا تھا۔

بنی جشم وزید، فرزندان حارث بن الخزرج۔ جنھیں توام (جوڑواں) کہا جاتا تھا، دیوان میں ان دونوں کی دلیت ایک ہی تھی یہ اس مسجد کے لوگ تھے جو السح میں تھے، خصوصیت کے ساتھ وہی اصحاب السح تھے۔

خبیب بن یساف......ابن عنبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر جشم بن الحارث بن الخزرج، ان کی والدہ سلمی بنت مسعود بن شیبان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ تھیں۔

خبیب کی اولاد میں ابوکثیر تھے ان کا نام عبداللہ تھا، انکی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی سلول بنی عوف بن الخزرج کے بنی الحبلیٰ میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن ام ولد سے تھے۔

انیسہ، ان کی والدہ زینب بنت قیس بن شماس بن مالک تھیں۔

ان سب کی اولاد تھی، مگر سب ہلاک ہو گئے۔

خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ میں اور میری قوم کا ایک شخص آپ کے پاس آیا، ہم نے اسلام قبول نہیں کیا تھا ہم نے کہا تھا کہ ہم اس سے شرماتے ہیں کہ کسی مشہد میں ہماری قوم حاضر ہو اور ہم ان کے ساتھ نہ ہوں فرمایا تم دونوں اسلام لائے ہو عرض کی نہیں فرمایا تو ہم مشرکین سے مشرکین پر مدد نہیں چاہتے ہم لوگ اسلام لائے اور ہمرکاب ہو گئے میں نے ایک شخص کو قتل کیا اور اس نے مجھے تلوار ماری اس کے بعد میں نے اس کی بیٹی سے نکاح کیا تو وہ مجھ سے کہا کرتی تھی کہ وہ شخص مجھ سے جدا نہ کیا گیا جس نے مجھے تلوار پہنائی میں اس سے کہا کرتا تھا کہ وہ شخص تجھ سے جدا نہ ہو جس نے تیرے باپ کو عجلت کے ساتھ دوزخ کی طرف بھیج دیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی جانب روانہ ہوئے جب حرۃ الوبرہ پہنچے تو ایک ایسا شخص ملا جس کی بہادری اور جرأت بہت مشہور تھی، اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو بہت خوش ہوئے قریب پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں اسی لئے آیا ہوں کہ آپ کی پیروی کروں اور آپ کے ساتھ جان دوں فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر تیرا ایمان ہے عرض کی نہیں فرمایا واپس جا، ہم ہرگز کسی مشرک کی مدد نہیں لیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے الشجرہ میں تھے کہ وہی شخص پھر ملا اس نے سابق کی طرح گفتگو کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے جواب دیا جو پہلے فرمایا تھا اس نے کہا نہیں فرمایا واپس جا، ہم ہرگز کسی مشرک کی مدد نہ لیں گے وہ لوٹ آیا پھر اس نے آپ کو البیداء میں پایا اور وہی کہا جو پہلے مرتبہ کہا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے وہی جواب دیا جو پہلی مرتبہ دیا تھا کہ آیا اللہ اور اس کے رسول پر تیرا ایمان ہے اس نے کہا جی ہاں فرمایا میرے ساتھ چلو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ خبیب بن یساف تھے جن کے اسلام میں اتنی دیر ہوئی کہ رسول اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہو گئے وہ آپ سے ملے اور راستے میں ایمان لائے بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے عثمان بن عفان کی خلافت میں انکی وفات ہوئی وہ خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب بن یساف کے دادا تھے عبداللہ بن عمر اور شعبہ وغیرہما نے روایت کی ہے خبیب کی تمام اولاد ہلاک ہو گئی کوئی باقی نہ رہا۔

سفیان بن نسر

سفیان بن نسر......ابن عمرو بن الحارث بن کعب بن زید بن الحارث بن الخزرج محمد بن عمر اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح کہا موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر سے جو روایت ہے اس میں سفیان بن بشیر ہے ممکن ہے کہ ان کے راویوں نے ان سے اسی نام کو یاد نہ رکھا ہو سفیان بدر واحد میں شریک تھے انکی اولاد تھی جو سب مر گئے۔

عبداللہ بن زید

عبداللہ بن زید......ابن عبد ربہ بن ثعلبہ بن زید بن الحارث بن الخزرج عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ ان کے آباؤ اجداد میں ثعلبہ نہیں ہیں بلکہ وہ عبداللہ بن زید بن عبد ربہ بن زید بن الحارث تھے ثعلبہ بن عبد ربہ زید بھائی اور عبداللہ کے چچا تھے لوگوں نے انہیں ان کے نسب میں داخل کر دیا حالانکہ یہ خطا ہے۔

عبداللہ بن زید کی اولاد میں محمد تھے انکی والدہ سعدہ بن کلیدا ابن یساف بن عنبہ بن عمرو خبیب بن یساف کے بھائی کی بیٹی تھی اور ام حمید بنت عبداللہ ان دونوں کی والدہ اہل یمن سے تھی اور عبداللہ بن زید کی اولاد مدینے میں تھی اور بہت کم تھی۔

عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ ان کے والد کی کنیت ابو محمد تھی وہ ایسے آدمی تھے جو نہ پست قامت تھے اور نہ ہی بلند و بالا محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن زید اسلام کے قبل ہی سے عربی لکھتے تھے حالانکہ اس وقت عرب میں کتابت بہت کم تھی۔

عبداللہ بن زید سب کی روایت میں سب ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے غزوہ فتح میں بنی حارث بن الخزرج کا جھنڈا انھیں کے پاس تھا یہ وہی شخص ہیں جن کو خواب میں اذان کا طریقہ دکھایا گیا۔

عامر الشعبی سے مروی کہ عبداللہ بن زید نے خواب مین اذان سنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔

محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ ان کے والد (منیٰ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قربانی کے وقت حاضر تھے ہمراہ انصار کے ایک اور شخص بھی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانیاں تقسیم کر دیں اور ان کے ساتھی کو کچھ نہیں ملا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اپنا سر منڈایا اور بال لوگوں کو تقسیم کئے اپنے ناخن کٹوائے وہ انھیں اور ان کے ساتھی کو دیے، انھوں نے کہا کہ وہ ہمارے پاس ہیں جو مہندی اور نیل میں رنگے ہوئے ہیں (یعنی سرخ ہیں)۔

محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ میرے والد عبداللہ بن زید کی وفات مدینے میں ۳۲ھ میں ہوئی اس وقت وہ چونسٹھ سال کے تھے، عثمانؓ بن عفان نے جنازے کی نماز پڑھی۔

ان کے بھائی:

حریث بن زید...... ابن عبدربہ، بشیر بن محمد بن عبداللہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ حریث بن زید بدر میں شریک تھے۔ محمد بن عمر اور ہمارے تمام اصحاب اس کے قائل ہیں، ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق وابو معشر نے بھی کہا کہ حریث کے متعلق کسی نے اختلاف نہیں کیا کہ وہ بدر میں شریک تھے احد میں بھی حاضر تھے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

کل چار اصحاب:

بنی جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج

تمیم بن یعار...... ابن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج انکی والدہ زغیبہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید الابجر تھیں، ابجر خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے، زغیبہ سعد بن معاذ اور اسعد

ابن زرارہ کی خالہ تھیں۔

تمیم کی اولاد میں ربعی اور جمیلہ تھیں، ان دونوں کی والدہ بنی عمرو بن وقش شاعر میں سے تھیں، تمیم بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی اولاد نہ تھی۔

یزید بن المزین ...... ابن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ، محمد بن عمر نے اسی طرح بیان کیا ہے موسیٰ بن عقبہ ومحمد اسحاق وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ زید بن المزین تھے، ابو معشر نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ انکی اولاد میں عمر اور رملہ تھے دونوں بغیر کسی اولاد کے مر گئے، انکی بقیہ اولاد نہ رہی عدی بن امیہ بن جدارہ کی اولاد بھی ختم ہوگئی ان میں سے بھی کوئی نہ رہا۔

یزید بن المزین بدر واحد میں شریک تھے۔

عبداللہ بن عُمیر ...... ابن حارثہ بن ثعلبہ بن خلاس بن امیہ بن جدادہ، جن کو موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابو معشر ومحمد عمر نے شرکائے بدر میں بیان کیا ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ان کا ذکر نہیں کیا، ان کا نسب بھی معلوم نہیں ہوا۔

کل تین اصحاب:

بن الابجر خدرہ بن عوف بن الحاث بن الخذرج

عبداللہ بن الربیع ...... ابن قیس بن عامر بن عباد بن الابجر، ان کا نام خدرہ بن عوف بن الحارث ابن الخزرج تھا۔ بعض نے کہا کہ خدرہ الابجر کی والدہ ہیں واللہ اعلم۔

عبداللہ بن الربیع کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن، بن النجار تھیں، عبداللہ کی اولاد میں عبدالرحمن اور سعد تھے ان دونوں کی والدہ قبیلہ طے میں سے تھیں، ان کی بقیہ اولاد بھی ختم ہوگئی تھی، کوئی باقی نہ تھا۔

عبداللہ بن الربیع سب کی روایت ہے کہ میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے بدٔ واحد بھی شریک تھے۔

حلفائے بنی الحارث بن الخذرج:

عبداللہ بن عبس ...... ان کی بقیہ اولاد نہ تھی موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابو معشر محمد بن عمر نے ان کا ذکر شرکائے بدر میں کیا ہے، ان کا نسب ہم سے بیان کیا گیا لوگوں نے کہا وہ حلیف تھے۔

عبداللہ بن عرفطہ ...... ان کے حلیف تھے، محمد بن اسحاق وموسیٰین عقبہ وابو معشر ومحمد بن عمر نے ان کا ذکر

شرکائے بدر میں کیا ہے انکی بقیہ اولاد نہ تھی عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کہا کرتے تھے کہ یہ دونوں حلیف ایک ہی تھے انکا نام عبداللہ بن عمیر تھا جوان کے حلیف تھے۔

دو آدمی بنی الحارث بن الخزرج کے حاضرین بدر نو آدمی تھے۔

بنی عوف بن الخزرج اور بنی الحبلی جو سالم بن غنم بن عوف بن الخزرج تھے انکا پیٹ بڑا ہونے کی وجہ سے نام الحبلی (حاملہ) ہوا۔

عبداللہ بن عبداللہ...... ابن ابی بن المالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم جو کہ الحبلی تھے انکی والدہ خولہ بنت المنذر بن حرام بن عمرو بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار بنی مغالہ میں سے تھیں۔

عبداللہ بن ابی الخزرج کا سردار تھا جاہلیت کے زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت میں مدینے آیا عبداللہ بن ابی کی قوم نے اس کے لئے جواہرات جمع کیے تھے کہ اسے تاج پہنائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے اور اسلام ظاہر ہو گیا تو تمام قوم آپ کی طرف بڑھیں عبداللہ بن ابی نے حسد و بغاوت اور نفاق کیا اسکی بزرگی جاتی رہی وہ ابن سلول تھا۔

سلول خزاعہ میں سے ایک عورت تھی جو ابی بن مالک بن الحارث اور عبداللہ بن ابی کی اماں تھی وہ ابو عامر راہب کی خالہ کا بیٹا تھا۔

ابو عامر بھی ان لوگوں میں سے تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کرتا تھا اور آپ پر ایمان لاتا تھا اور لوگوں سے آپ کے ظاہر ہونے کا وعدہ کیا کرتا تھا زمانہ جاہلیت میں عابد بن گیا تھا اس نے ٹاٹ پہن لیا تھا۔ اور رہبانیت اختیار کر لی تھی جب اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر دیا تو اس نے حسد کیا بغاوت کی اور کفر پر قائم رہا مشرکین کے ساتھ بدر میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا نام فاسق (بدکار و گناہ گار) رکھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص کا نام حباب تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا کہ حباب شیطان کا نام ہے ابن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حباب شیطان ہے الشعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حباب شیطان کا نام ہے۔

ہشام بن عروہ سے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم جب کوئی برا نام سنتے تھے تو اسے بدل دیتے تھے۔

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی کی اولاد میں عبادہ، حلیمہ، خیثمہ، خولی اور امامہ تھے ہم سے انکی ماؤں کا نام بیان نہیں کیا گیا عبداللہ اسلام لائے اور انکا اسلام اچھا تھا بدر واحد خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے انہیں اپنے باپ کے حال کا غم تھا اس کا منافقین کے ساتھ رہنا ان پر گراں تھا۔

ان کا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبوک کی واپسی پر مرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس آئے

اس پر نماز پڑھی اس کی قبر پر کھڑے ہوئے اور قبر کے پاس عبداللہ بن عبداللہ سے باپ کی تعزیت کی۔

عبداللہ بن عبداللہ یمامہ میں موجود تھے یوم جواثا میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں ہوا تھا انکی بقیہ اولاد ہے۔

اوس بن خولی...... ابن عبداللہ بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی، انکی والدہ جمیلہ بنت ابی بن مالک بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی، عبداللہ ابن ابی سلول کی بہن تھیں۔

اوس بن خول کی اولاد میں ایک بیٹی تھی جس کا نام فسحم تھا، وہ مرگئی، اس کی بقیہ اولاد نہ تھی حارث بن عبید بن سالم الحبلی کی اولاد بھی مرچکی تھی ان میں سے مدینے میں سوائے ایک یا دو آدمیوں کے سوا کوئی نہ رہا۔ یہ عبداللہ ابن ابی سلول کی اولاد میں تھے۔

اوس بن خولی کاملین میں سے تھے، جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں کامل ان لوگئے کے نزدیک وہ ہوتا تھا جو عربی لکھتا تھا اور تیراندازی اور تیرنا اچھا جانتا تھا یہ سب باتیں اوس بن خولی میں جمع تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اوس بن خولی اور شجاع بن وہب الاسدی کے درمیان جو اہل بدر میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا تھا۔ اوس بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمرۂ قضاء کے لئے مکے میں داخل ہوئے تو آپ نے ہتھیاروں پر دو سو آدمیوں کو چھوڑا جن پر اوس بن خولی امیر تھے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی اور انھوں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو انصار آئے اور دروازے پر آواز دی، اللہ، اللہ، ہم لوگ آپ کے ماموں ہیں، لہٰذا ہم میں سے بھی کسی کو آپ کے پاس حاضر ہونا چاہئے، ان سے کہا گیا کہ تم لوگ اپنے میں سے کسی ایک شخص پر اتفاق کرلو انھوں نے اوس بن خولی پر اتفاق کیا وہ اندر آئے اور آپ کے غسل وکفن و دفن میں اہلبیت کے ہمراہ موجود رہے۔ اوس بن خولی کی وفات مدینے میں عثمان بن عفانؓ کی خلافت میں ہوئی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو بلایا اور کہا کہ اے بھائی کے بیٹے! میں مرجاؤں تو تم اپنے ماموں کے پاس آجانا جو بنی النجار میں سے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ ان کے مکانات میں ہے اس کی وجہ سے وہ سب سے زیادہ حفاظت کرنے والے ہیں۔

زید بن ودیعہ...... ابن عمرو بن قیس بن جزئی بن عدی بن مالک بن سالم الحبلی ان کی والدہ ام زینت بن حارث بن ابی الجرباء بن قیس بن مالک بن سالم الحبلی تھیں۔

زید بن ودیعہ کی اولاد میں سعد وامامہ وام کلثوم تھیں، انکی والدہ زینت بنت سہل بن صعب بن قیس بن مالک بن سالم الحبلی تھیں۔

سعد بن زید بن ودیعہ عمرؓ بن الخطاب کی خلافت میں عراق آگئے تھے اور عقرقوف میں اترے، انکی اولاد بھی وہیں چلی گئی جن کو بنو عبدالواحد ابن بشیر بن محمد بن موسیٰ بن سعد بن زید بن ودیعہ کہا جاتا تھا۔ ان میں سے مدینے میں

کوئی نہ تھا۔ زید بن ودیعہ بدر واحد میں شریک تھے۔

رفاعہ بن عمرو...... ابن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم الحبلیٰ، موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن عمر اسی طرح روایت کی ہے۔

محمد بن اسحاق کی رفاعہ کی کنیت ابوالولید تھی، محمد بن عمر نے کہا کہ رفاعہ کے دادا زید کی کنیت ابوالولید تھی اسی لیئے رفاعہ بن ابوالولید کہا جاتا تھا جو اپنے دادا کی طرف منسوب تھے۔

عبداللہ بن محمد ابن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ رفاعہ بن ابی الولید مجھے ابی الولید کا نام عمرو بن عبداللہ بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم الحبلیٰ تھا۔ ان کی والدہ ام رفاعہ بنت قیس بن مالک بن ثعلبہ ابن جشم بن مالک بن سالم الحبلیٰ تھیں رعاعہ بن عمرو کی اولاد مرچکی تھی۔

ابومعشر کی روایت میں اور محمد بن عمر کے بعض نسخوں میں فعاعہ بن الھاف ابن عمرو بن زید ہے واللہ اعلم فعاعہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے، بدر واحد میں شریک تھے۔

معبد بن عبادہ...... ابن قشعر بن القدم بن سالم بن مالک بن سالم الحبلی، ان کی کنیت ابوخمیصہ تھی۔ موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق ومحمد بن عمرو عبداللہ بن محمد عمارۃ الانصاری نے کہا ہے ابومعشر نے کہا کہ انکی کنیت ابوعصیمہ تھی۔ معبد بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی سالم الحبلی بن غنم

عقبہ بن وہب...... ابن کلدہ بن الجعد بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بہثہ بن عبداللہ بن غطفان جو مضر کے قیس اعلان میں سے تھے۔

عقبہ سب سے پہلے اسلام لانے والے انصار کے ساتھ اسلام لائے بالاتفاق سب کی روایت میں وہ دونوں عقبہ میں حاضر ہوئے مکے میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ہوگئے اور آپ کے ہمراہ وہیں رہے جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو وہ بھی آپ کے ہمرکاب رہے اسی وجہ سے عقبہ کو انصار مہاجری کہا جاتا ہے۔ انکی بقیہ اولاد تھی جو سعد بن زید ودیعہ کی اولاد کے ساتھ تھے، عقرقوف میں تھے۔

عقبہ بدر واحد میں شریک تھے، کہا جاتا ہے کہ عقبہ بن وہب وہ شخص ہیں جنھوں نے یوم غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے رخسار سے خود کی کڑیاں کھینچی تھیں، ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابوعبیدہ ابن الجراح نے کھینچی تھیں۔ جس سے ان کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔

محمد بن عمر نے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے روایت کی کہ ہماری رائے ہے کہ دونوں نے مل کے انھیں کھینچا اور نکالا تھا۔

عامر بن سلمہ...... ابن عامر بن عبداللہ جو اہل یمن کے حلیف تھے، بدر واحد میں شریک تھے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عاصم بن العکیر ...... مزینہ کے حلیف تھے بدر واحد میں شریک تھے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی کل آٹھ آدمی،

قواقلہ جو بنوغنم و بنوسالم فرزندان عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھے

عبادہ بن الصامت ...... ابن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف ابن الخزرج ،کنیت ابوالولید تھی ۔ انکی والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بن نصلہ بن مالک بن العجلان ابن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں۔

عبادہ بن الصامت کی اولاد میں ولید تھے انکے والدہ جمیلہ بنت ابی صعصعہ تھیں، ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم ابن مازن بن النجار تھے۔

محمد، انکی والدہ ام حرام بنت ملحان بن خالدف بن زید بن حرام بن جذب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

عبادہ وہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ وہ بارہ نقبا میں سے ایک تھے، رسول اللہ ﷺ نے عبادہ بن الصامت اور ابی مرثد الغنوی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔عبادہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے عبادہ، عقبی نقیب بدری، انصاری تھے۔

عبادہ الولید بن عبادہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبادہ الصامت لمبے، موٹے خوبصورت آدمی تھے، ملک شام میں رملہ میں ۳۴ھ میں انکی وفات ہوئی اسوقت ۷۲ سال کے تھے، ان کی بقیہ اولاد تھی، محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے کسی کو کہتے سنا کہ وہ زندہ رہے یہاں تک کہ شام میں خلافت معاویہؓ بن ابی سفیان میں ان کی وفات ہوئی۔

ان کے بھائی:

اوس بن الصامت ...... ابن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ غنم، ان کی والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بنت نصلہ بن مالک بن العجلان تھیں۔

اوس کی اولاد میں الربیع تھے، انکی والدہ خولہ بنت ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف تھیں، وہی وہ جھگڑنے والی تھیں جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے قرآن میں نازل کیا " **قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی ذوجھا** "(اللہ نے اس عورت کا قول سنا جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑا کرتی ہیں)

رسول اللہ ﷺ نے اوس بن الصامت اور مرثد بن ابی مرثد الغنوی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا اوس بدر واحد خندق وا ور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے نبی ﷺ کے بعد زمانہ دراز تک زندہ رہے بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے عثمانؓ ابن عفان کو پایا۔

عبدالحمید بن عمران بن ابی انس نے اپنے والد سے روایت کی کہ اسلام میں سب سے پہلے جس نے ظہار کیا وہ اوس بن الصامت تھے (ظہار کے معنی یہ ہیں کہ اپنی کو کسی ایسی عورت کے جو اس شخص پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جیسے ماں، بیٹی، بہن وغیرہ ہیں) کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف بلاضرورت نظر کرنا حرام ہے مثلاً پشت وشکم

دران وغیرہ)

انھیں خفیف سا جنون تھا کبھی افاقہ بھی ہو جاتا تھا، انھوں نے ہوش کی حالت میں اپنی بیوی خویلہ بنت ثعلبہ سے جھگڑا کیا اور کہا کہ تم مجھ پر ایسی ہو جیسے میری ماں کی پیٹھ، پھر نادم ہوئے اور کہا کہ میری رائے تم مجھ پر حرام ہو گئیں، انھوں نے کہا کہ تم نے طلاق کا تو ذکر نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ آئیں اور جو کچھ انھوں نے کہا تھا اس سے آپ کو خبر دی رسول اللہ ﷺ سے کئی مرتبہ جھگڑا کیا، پھر کہا کہ اے اللہ میں اپنی تنہائی کی شدت کی اور مجھ پر ان کے فراق کی مشقت کی تجھ سے شکایت کرتی ہوں، عائشہ نے کہا کہ میں بھی روئی اور گھر میں جو لوگ تھے وہ بھی ان پر رحم کر کے ترس کھا کے روئے،

اللہ نے اپنے رسول اللہ پر وحی نازل فرمائی، آپ کا غم دور ہوا اور آپ مسکرائے، فرمایا اے خولہ اللہ نے تمھارے معاملے میں وحی نازل کی جس میں یہ ہے۔ **قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا**" آپ نے فرمایا کہ اپنے شوہر کو حکم دو کہ وہ ایک غلام آزاد کریں، عرض کی ان کے پاس نہیں ہے۔

فرمایا کہ انھیں حکم دو کہ دو مہینے تک روزے رکھیں، عرض کی انھیں اسکی بھی طاقت نہیں، فرمایا انھیں حکم دو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں، عرض کی یہ بھی ان کے پاس کہاں ہے، فرمایا کہ ان کو حکم دو کہ ام المنذر بنت قیس کے پاس آئیں اور ان سے نصف وسق کھجور لیں اور ساٹھ مسکینوں کو خیرات دیں۔

وہ اوس کے پاس واپس گئیں، انھوں نے دریافت کیا کہ تمھارے پیچھے کیا ہے (یعنی کیا حکم لائیں) انھوں نے کہا خیر ہے تم برے آدمی ہو، پھر انھیں خبر دی، وہ ام المنذر کے پاس آئے اور ان سے لے کر ہر مسکین کو دو دو مد کھجور دینے لگے۔

نعمان بن مالک

......ابن ثعلبہ بن دعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف قابن الخزرج ثعلبہ بن دعد وہ ہیں جنکا نام قوقل تھا، قوقل کے لئے غلبہ تھا، خائف جب ان کے پاس آتا تھا تو اس سے کہتے تھے کہ تو جہاں ہے چڑھ جا۔ تجھے امن ہے بنی غنم و بنی سالم کا نام اس وجہ سے قواقلہ ہو گیا اسی طرح وہ دیوان میں بھی بنی قوقل پکارے جاتے تھے۔

نعمان بدر و احد میں شریک تھے اسی روز شہید ہوئے صفوان بن امیہ نے شہید کیا۔ نعمان بن مالک کی بقیہ اولاد نہیں تھی یہ محمد بن عمر کا قول ہے۔

لیکن عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ بدر میں جو شریک تھے وہ نعمان الاعرج بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم تھے احد میں شہید ہوئے انکی والدہ عمرو بنت زیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمرو ابن عمارۃ بن مالک بن غصینہ میں سے تھیں جو بلی کے حلیف تھے وہ المجذر ابن زیاد کی بہن تھیں۔

وہ شخص جن کو قوقل پکارا جاتا تھا نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن دعد ابن فہر بن ثعلبہ بن غنم تھے جن کا محمد بن عمر نے ذکر کیا اور وہ بدر میں شریک نہ تھے، نہ انکی بقیہ اولاد تھی۔

عبداللہ بن محمد عمارۃ الانصاری نے کتاب نسب انصار میں نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن دعد کا نسب اور نعمان الاعرج بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم کا نسب بیان کیا ہے انکی اولاد کی اولاد کا بھی ذکر کیا ہے۔

مالک بن الدخشم...... ابن مالک بن الدخشم بن مرضخہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج ان کی والدہ عمیرہ بنت سعد بن قیس بن عمرو بن امری القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن حارث بن الخزرج تھیں۔

مالک بن الدخشم اولاد میں الفریعہ تھیں، انکی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی بن غنم تھیں اور وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ مالک بن الدخشم بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق ومحمد بن عمر عقبہ میں حاضر ہوئے تھے لیکن ابو معشر نے کہا کہ مالک عقبہ میں حاضر نہیں ہوئے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ مالک بن الدخشم عقبہ میں حاضر نہیں ہوئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ مالک بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے تبوک سے انھیں عاصم بن عدی کے ساتھ بھیجا ان دونوں نے مسجد ضرار کو جو بنی عمرو بن عوف میں تھی آگ لگادی مالک کی وفات جب ہوئی تو انکی اولاد نہ تھی،

نوفل بن عبداللہ...... ابن نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو ابن عوف بن الخزرج۔

مالک بن العجلان اپنے زمانے میں الخزرج کے سردار تھے، وہ احیحہ بن الجلاح کی خالہ کے بیٹے تھے نوفل بن عبداللہ بدر واحد میں شریک تھے احد میں شہید ہوئے جو ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں پیش آیا انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عتبان بن مالک...... ابن عمرو بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف، انکی والدہ مزینہ میں سے تھیں عتبان کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے، انکی والدہ لیلیٰ بنت رئاب ابن حنیف بن رئاب بن امیہ بن زید بن سالم بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عتبان بن مالک اور عمرؓ بن الخطاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ ایسا ہی محمد اسحاق نے بھی کہا۔

عتبان بن مالک بدر واحد وخندق میں شریک تھے، نبی ﷺ کے زمانے میں انکی نظر جاتی رہی تو انھوں نے نبی ﷺ سے یہ درخواست کی کہ آپ ان کے پاس آئیں اور ان کے گھر کے کسی مقام میں نماز پڑھیں تاکہ وہ اسے جائے نماز بنالیں، رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

انشاء اللہ محمود سے مروی ہے کہ عتبان بن مالک الانصاری کی نظر جاتی رہی تھی انھوں نے نبی ﷺ سے نماز جماعت میں شریک نہ ہونے کو پوچھا۔ فرمایا کہ آیا تم اذان سنتے ہو، عرض کی، جی ہاں، آپ نے انھیں اجازت نہیں دی۔

عتبان بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! رات تاریک ہوتی ہے بارش اور آندھی ہوتی ہے، اس لئے اگر آپ میرے مکان پر تشریف لاتے اور اس میں نماز پڑھتے (تو کیسا اچھا) ہوتا۔ رسول اللہ

ﷺ میرے پاس آئے اور فرمایا کہ تم کہاں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں تو میں نے آپ سے گھر کے کنارے اشارہ کر دیا، آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے پیچھے پڑھی۔ محمد بن عمرؒ نے کہا کہ آج تک مدینے میں اس مکان میں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔

عتبان بن مالک کی وفات وسط خلافت معاویہؓ بن ابی سفیان میں ہوئی ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، عمرو بن العجلان بن زید کی اولاد بھی لاولد مرگئی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

ملیل بن وبرہ...... ابن خالد بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم۔ ملیل کی اولاد میں زید اور حبیبہ تھیں ان دونوں کی والدہ ام زید بنت ثعلبہ بن مالک بن العجلان بن زید غنم بن سالم عباس بن عبادہ بن ثعلبہ کی پھوپی تھیں، ملیل بدر واحد میں شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عصمۃ بن الحصین...... ابن وبرہ بن خالد بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم۔ عصمہ کی اولاد میں دو بیٹیاں جن کا نام عضراء اسماء تھا، دونوں کی شادی انصار میں ہوئی تھی۔ عصمہ بروایت محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی خالد بن العجلان بن زید کی اولاد بھی لاولد مرگئی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

ثابت بن ہزال...... ابن عمرو بن قربوس بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم بن عوف بن عمرو ابن عوف بن الخزرج ثابت بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں ہوئی تھی ان کی بقیہ اولاد تھی جو سب مرگئے، لوذان بن سالم ابن عوف کی اولاد بھی لالود مرگئی، ان میں سے کوئی باقی نہیں ہے۔

ربیع بن ایاس...... ابن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف ابن الخزرج بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی کوئی اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی:

وذفۃ بن ایاس...... ابن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان جن سالم۔

بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے جنگ یمامہ میں جو ۱۲ھ ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں ہوئی تھی شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کتاب نسب انصار میں ربیع اور وذفہ فرزندان ایاس کا ذکر نہیں کیا، نہ عمرو بن غنم بن امیہ کی کوئی اولاد تھی۔

القوقلہ کے وہ حلفا جو بنی غصینہ میں سے تھے کہ بنی عمرو بن عمارہ تھے، غصینہ ان کی والدہ تھیں جن کی طرف وہ منسوب ہوئے وہ بلی میں سے تھیں

مجذر بن زیاد...... ابن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن عمرو بن شیرہ بن مشنو ابن اشہر بن بن تمیم بن عوذ مناۃ بن ناج بن تمیم بن اراشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسمیل ابن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ،

مجذر کا نام عبداللہ تھا، انھوں نے جاہلیت میں سوید بن الصامت کو قتل کر دیا تھا ان کے قتل نے جنگ بعاث کو برانگیختہ کیا، مجذر بن زیاد اور حارث بن سوید بن الصامت اسلام لے آئے رسول اللہ ﷺ نے مجذر بن زیاد اور عاقل بن ابی البکیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حارث بن سوید مجذر بن زیاد کی غفلت کی تلاش میں تھے کہ اپنے والد کے عوض انھیں قتل کریں، دونوں احد میں شریک ہوئے جب لوگ اس جولانگاہ میں دوبارہ حملہ آور ہوئے تو حارث بن سوید ان کے پاس پیچھے سے آئے اور گردن مار کے انھیں دھوکے سے قتل کر دیا۔

جبریل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اور خبر دی کہ حارث ابن سوید نے مجذر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا انھوں نے آپ کو حکم دیا کہ آپ انھیں ان کے بدلے ان کو قتل کریں رسول اللہ ﷺ نے حارث بن سوید کو مجذر بن زیاد کے بدلے قتل کر دیا۔

جس شخص نے مسجد قبا کے دروازے پر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے گردن ماری وہ عویم بن ساعدہ تھے، مجذر بن زیاد کی مدینے اور بغداد میں بقیہ اولاد ہے۔

ابی وجزہ سے مروی ہے کہ مقتولین احد کے جو تین آدمی ایک قبر میں دفن کئے گئے وہ مجذر بن زیاد نعمان بن مالک اور عبدہ بن الحسحاس تھے۔

عبدۃ بن الحسحاس...... ابن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارۃ بن مالک۔

مجذر بن زیاد کے چچا زاد بھائی اور ان کے اخیافی بھائی تھے محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری نے اسی طرح عبدۃ بن الحسحاس کہا، لیکن محمد بن اسحاق وابو معشر نے عبدۃ بن الخشخاش کہا۔

بدر و احد میں شریک تھے، ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں غزوہ احد میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

بحات بن ثعلبہ...... ابن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارۃ بن مالک۔ بدر و احد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن ثعلبہ...... ابن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارۃ بن مالک۔ بدر و احد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عتبہ بن ربیعہ...... ابن خالد بن معاویہ، بہراء میں سے تھے جو بنی غصینہ کے حلیف تھے۔

بشیر بن محمد بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عتبہ بن ربیعہ بدر میں شریک تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے اصحاب سب اس بات پر متفق ہیں کہ اس حلیف کا معاملہ ثابت ہے، محمد بن عمر نے کہا کہ وہ عبیدہ ابن ربیعہ بن جبیر تھے جو بنی کعب عمرو بن محمون بن مام مناۃ شبیب بن دریم بن القین ابن اہود بن بہراء تھے عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ بہز تھے اور بنی سلیم بن منصور میں سے تھے بدرواحد میں شریک تھے۔

عمرو بن ایاس ابن زید بن جشم جو اہل یمن کے غسان کے حلیف تھے، بدرواحد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

کل سترہ آدمی:

بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج:

المنذر بن عمرو...... ابن خنیس بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ، ان کی والدہ ہند بنت المنذر بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔ منذر اسلام کے قبل عربی لکھتے تھے حالانکہ عرب میں کتابت بہت کم تھی۔ پھر اسلام لائے۔

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے وہ نقبا میں سے تھے رسول اللہ ﷺ نے بروایت محمد بن عمر، منذر ابن عمرو اور طلیب بن عمیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منذر بن عمرو اور ابوذر غفاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس طرح کیونکہ ہوسکتا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے بدر سے پہلے ہی اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا اور ابوذر اس زمانے میں مدینے سے باہر تھے وہ نہ بدر میں حاضر تھے نہ احد میں نہ خندق میں، وہ تو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے آئے، بدر میں جب آیت میراث نازل ہوئی مواخاۃ ختم ہوگئی اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس میں سے کیا تھا۔

منذر بن عمرو بدرواحد میں شریک تھے رسول اللہ ﷺ نے انھیں اصحاب بیر معونہ پر امیر بنا کے بھیجا تھا، وہ اسی روز شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں پیش آیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ منذر نے اپنے کو موت کے لئے پیش کردیا۔ فرماتے تھے کہ وہ موت کی طرف چلے گئے حالانکہ وہ اسے جانتے تھے منذر کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک اور دوسرے اہل علم سے مروی ہے کہ منذر بن عمرو الساعدی بیر معونہ میں شہید ہوئے، یہ وہی ہیں جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ موت کے لئے آگے ہوگئے عامر بن الطفیل نے ان لوگوں پر بنی سلیم کو پکارا، وہ لوگ ان کے ساتھ روانہ ہوگئے انھوں نے سب کو قتل کردیا سوائے عمرو بن امیہ الضمری کے جنھیں عامر بن الطفیل نے گرفتار کرلیا تھا، پھر انھیں بھیج دیا جب وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو ان سے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم انھیں میں سے ہو۔

ابودجانہ...... نام سماک بن خرشہ بن لوذان ابن عبدو بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج ابن ساعدہ تھا انکی والدہ حزمہ بنت حرملہ بنی سلیم بن منصور کے بنی زغب میں سے تھیں۔

ابودجانہ کی اولاد میں خالد تھے، ان کی والدہ آمنہ بنت عمرو بن الاجش بنی سلیم بن منصور کے بنی بہز میں سے تھیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابودجانہ اور عقبہ بن غزوان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، ابودجانہ بدر میں شریک تھے، غزوہ بدر میں ان کے سر پر ایک سرخ عمامہ تھا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابودجانہ لشکروں میں سرخ عمامے سے پہنچانے جاتے تھے، جو غزوہ بدر میں بھی ان کے سر پر تھا، محمد بن عمر نے کہا کہ ابودجانہ احد میں بھی شریک تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے آپ سے انھوں نے موت پر بیعت کی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد میں ایک تلوار لی اور فرمایا، یہ تلوار کون لیتا ہے لوگوں نے ہاتھ پھیلا دیئے۔ ہر شخص کہہ رہا تھا کہ میں، میں فرمایا اسے اس کے حق کے ساتھ کون لے گا، ساری قوم رک گئی، ابودجانہ (سماک بن خرشہ) نے کہا کہ میں اسے اس کے حق کے ساتھ لوں گا، وہ انھوں نے لے لی اور اس سے مشرکین کی کھوپڑیاں پھاڑ دیں۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ غزوہ احد میں جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ابودجانہ تو اس شرط پر عطا فرمائی کہ وہ اس کا حق ادا کریں گے تو وہ بطور رجز کہہ رہے تھے۔

انا الذی عاهدنی خلیل	**بالشعب ذی الفسح لذی النخیل**
میں وہ شخص ہوں کہ مجھ سے میرے خلیل نے	باغ خرما کے پاس پہاڑ کے سیلابی راستے میں عہد لیا ہے کہ
الا اکون اخر الافول	**اضرب بسیف الله والرسول**
میں بھاگنے والوں کے آخر میں نہ ہوں گا	یہ عہد لیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی تلوار سے مارو

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ غذوہ احد میں جب لوگ واپس ہوئے تو علیؓ نے فاطمہ سے کہا کہ تم بغیر خوف و مزمت تلوار لے لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی اگر تم نے قتال اچھی طرح کیا تو اس میں تم منفرد نہیں ہو بلکہ وہ حارث بن الصمہ اور ابودجانہ نے بھی اچھی طرح کیا ہے اور یہ احد کا دن تھا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابودجانہ مریض تھے ان کے پاس لوگوں کی آمد ہوئی پوچھا گیا کہ کیا بات ہے جو آپ کا چہرہ اس قدر چمکتا ہے انہوں نے کہا کہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو دو باتوں سے زیادہ قابل وثوق ہو ایک تو یہ کہ وہ کلام نہیں کرتا جو میرے لئے مفید نہ ہو دوسرے یہ کہ میرا قلب مسلمانوں کے لئے دوست ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابودجانہ یمامہ میں شریک تھے وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا ابودجانہ اسی روز ۱۲ھ خلافت ابوبکر صدیق میں شہید ہوئے آج ابودجانہ کی بقیہ اولاد مدینہ و بغداد میں ہے

ابواسید الساعدی...... نام مالک بن ربیعہ بن الیدی بن عامر بن عوف بن حارثہ ابی عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھا ان کی والدہ عمیرہ بنت الحارث بن جبل بن امیہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

ابواسید کی اولاد میں اسید اکبر اور منذر تھے ان دونوں کی والدہ سلامہ بنت وہب بن سلامہ بن امیہ بن حارثہ بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

غلیظ بن ابی اسید انکی والدہ سلامہ بنت ضمضم بن معاویہ ابن سکن تھیں جو قیس کے بنی فزارہ میں سے تھیں

اسید اصغر انکی والدہ ام ولد تھیں۔ میمونہ انکی والدہ فاطمہ بنت الحکم تھیں جو بنی ساعدہ پر بنی تشبہ میں سے تھیں۔

حبانہ انکی والدہ رباب تھیں جو قیس عیلان کے محارب بن حفصہ میں سے تھیں۔

حفصہ و فاطمہ ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

حمزہ ان کی والدہ سلامہ بنت والان بن معاویہ بن سکن بن خدیج تھیں جو قیس عیلان کے بنی فزارہ میں سے تھیں۔

ابواسید بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے، یوم فتح مکہ میں بنی ساعدہ کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

ابی بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابواسید الساعدی کو ان کی نظر جانے کے بعد دیکھا، قصیر و پست قد تھے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے، میں نے ان کے سر کو دیکھا کہ اس میں بہت بال تھے۔

عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے ابواسید کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے جیسا کہ میرے بھائی منڈاتے تھے۔

عثمان بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابواسید کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے ہم لوگ مکتب میں تھے۔

عثمان بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابواسید و ابوہریرہ و ابوقتادہ و ابن عمر کو دیکھا۔

ہمارے پاس سے گذرتے تھے، ہم لوگ مکتب میں تھے ہم لوگ ان کی عبیر کی خوشبو محسوس کرتے تھے (عبیر ایک مرکب خوشبو ہے جس کا جز واعظم زعفران ہے، اسی سے وہ لوگ داڑھیاں رنگتے تھے۔

حمزہ بن ابی اسید و زبیر بن المنذر بن ابی اسید سے مروی ہے کہ ان دونوں نے (وفات کے وقت) ابواسید کے ہاتھ سے سونے کی انگوٹھی اتاری حالانکہ وہ بدر تھے۔

عصمہ بروایت محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ ابو اسید الساعدی کی ۶۰ھ میں عام الجماعۃ میں مدینے میں وفات ہوئی اسوقت ۷۸ سال کے تھے بقیہ اولاد مدینہ و بغداد میں ہے۔

مالک بن مسعود...... ابن الیدی بن عامر بن عوف بن حارث بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ۔ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھے۔

عبدرب بن حق ...... ابن اوس بن قیس بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ۔ موسیٰ ابن عقبہ وابی معشر ومحمد بن عمر کی رویت میں ان کا نام ونسب اسی طرح ہے۔ محمد بن اسحاق نے عبداللہ بن حق کہا ہے۔ لیکن عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ عبدرب بن حق بن اوس بن عامر ثعلبہ بن وقش بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ تھے۔

عبدرب بن حق بدرواحد میں شریک تھے، وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج

زیاد بن کعب ...... ابن عمرو بن عدی بن عامر بن رفاعہ بن کلیب بن مودعہ بن عدی بن غنم ابن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ،

بدرواحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی کے بیٹے:۔

ضمرہ بن عمرو ...... ابن عمرو بن کعب بن عمرو بن عدی بن عامر بن رفاعہ بن کلیب بن مودعہ۔ بدرواحد میں شریک تھے، اسی روز ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ انکی بقیہ اولاد تھی جن میں بعض بسبس بن عمرو ابن ثعلبہ الجہنی کی طرف منسوب تھے۔

بسبس بن عمرو ...... ابن ثعلبہ بن خرشہ بن زید بن عمرو بن سعد بن ذبیان بن رشدان بن قیس بن جہینہ۔

بدرواحد میں شریک تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ابن مالک بن ثعلبہ جو غسان کے حلیف تھے۔

کعب بن جماز ...... محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح بیان کیا۔ لیکن محمد بن اسحاق وابو معشر نے انھیں جہینہ کی طرف منسوب کیا، موسیٰ بن عقبہ نے ان کا اور ان کے والد کا نام بیان کیا اور انھیں کسی عرب کی طرف منسوب نہیں کیا۔ کعب بن جماز بدرواحد میں شریک تھے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

کل نو آدمی:

بنی جشم بن الخزرج کہ بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم تھے

بعد بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ

عبداللہ بن عمرو بن حرام ...... بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

کنیت ابو جابر تھی انکی اولدہ الرباب بنت قیس بن القریم بن امیہ ابن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں رباب کی والدہ ہند بنت مالک ابن عامر بن بیاضہ تھیں، عبداللہ بن عمرو کی اولاد میں جابر تھے، یہ عقبہ میں

موجود تھے ان کی والدہ انیسہ بنت عتمہ بن عدی بن سنان بن نابی عمرو بن سواد تھیں۔

عبداللہ بن عمرو بن ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے وہ بارہ نقیبوں میں سے تھے بدر واحد میں شریک تھے اسی روز ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب میرے والد احد میں شہید ہوگئے تو میں ان کے پاس آیا چادر ڈھکی ہوئی تھی، ان کا چہرہ کھول کر اسے بوسہ دینے لگا نبی ﷺ نے مجھے دیکھا مگر آپ نے منع نہیں فرمایا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب غزوۂ احد میں میرے والد شہید ہوگئے تو میں چادر ان کے چہرے سے ہٹانے لگا اور رونے لگا، اصحاب نبی ﷺ مجھے منع کرنے لگے، نبی ﷺ مجھے منع نہیں کرتے تھے۔ میری پھوپی فاطمہ بنت عمرو بھی ان پر رونے لگیں تو نبی ﷺ نے فرمایا تم ان پر رو یا ان پر نہ رو ملائکہ برابر اپنے بازوؤں سے ڈھانکے رہیں گے یہاں تک کہ تم لوگ انہیں اٹھاؤ۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ غزوۂ احد میں میرے والد اور ماموں شہید ہوگئے تو میری والدہ ان دونوں کو اونٹ پر مدینے لے آئیں، رسول اللہ ﷺ نے منادی دی کہ شہدا کو ان کی قتل گاہوں میں دفن کرو وہ دونوں واپس کئے گئے اور دونوں اپنی اپنی قتل گاہ میں دفن ہوئے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن الجموح کو ایک ہی کفن میں کفنایا گیا اور ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب شہدائے احد کو دفن کرنے کے لئے نکلے تو آپ نے فرمایا، انہیں مع ان کے زخموں کے کفنا دو، کیونکہ میں ان پر گواہ ہوں، کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ کی راہ میں زخمی کیا جائے اور وہ قیامت کے دن اس طرح نہ آئے کہ خون بہتا ہو، رنگ زخم ان جیسا اور خوشبو مشک کی سی ہو۔

جابر نے کہا کہ میرے والد کو ایک ہی چادر کا کفن دیا گیا۔ آنحضرت ﷺ فرما رہے تھے کہ ان لوگوں میں کون زیادہ حافظ قرآن تھا۔ جب کسی شخص کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا تو آپ قبر میں اس کے ساتھی سے اسے مقدم کرتے تھے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو بن حرام غزوۂ احد میں مسلمانوں کے سب سے پہلے شہید تھے جنہیں سفیان بن عبد شمس ابوالاعور السلمی کے باپ نے قتل کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے شکست کے قبل ہی ان پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا کہ عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن الجموح کو ایک ہی قبر میں دفن کرو اس لئے کہ دونوں کے درمیان صفائی و محبت تھی۔ دوبارہ ارشاد ہوا کہ ان دونوں کو جو دنیا میں باہم دوست تھے ایک ہی قبر میں دفن کرو۔

عبداللہ بن عمرو سرخ آدمی تھے، چندیا پر بال نہ تھے، لانبے نہ تھے۔ عمرو بن جموح لانبے تھے دونوں پہچان لئے گئے اور دونوں ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے قبر سیلاب زدہ قطعے میں تھی اس میں سیلاب داخل ہوگیا قبر کھودی گئی تو ان پر چادریں پڑی تھیں، عبداللہ کے چہرے پر زخم لگا تھا، ان کا ہاتھ اپنے زخم پر تھا۔ ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو خون جاری ہوگیا پھر ہاتھ اپنے مقام پر واپس کر دیا گیا تو خون رک گیا۔

جابر نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو ان کی قبر میں دیکھا تو گویا وہ سو رہے تھے ان میں قلیل یا کثیر کوئی تغیر نہ ہوا تھا۔

پوچھا گیا کہ کیا تم نے ان کے کفن دیکھے تھے۔ جواب دیا کہ انہیں صرف ایک چادر میں کفن دیا گیا تھا جس

سے چہرہ تو چھپ تھا اور پاؤں پر (حرملہ) گھاس ڈال دی گئی تھی، ہم نے چادر کو بھی اسی طرح پایا جس طرح وہ شروع میں تھی، گھاس جوان کے پاؤں پر تھی اپنی ہیئت پر تھی، حالانکہ دفن اور اس واقعے کے درمیان چالیس سال کا زمانہ گزرا تھا۔

جابر نے اصحاب نبی ﷺ سے مشورہ لیا کہ ان کو مشک سے معطر کر دیا جائے تو ان لوگوں نے انکار کیا اور کہا کہ ان میں کوئی نئی بات نہ کرو۔ وہ دونوں اس مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کر دیئے گئے۔ یہ اس لئے کیا گیا کہ پانی کا سوتہ ان پر سے گزر رہا تھا، وہ لوگ اس حالت میں نکالے گئے کہ تر و تازہ تھے۔ اور کوئی تغیر نہ ہوا تھا۔

جابر سے مروی ہے کہ جس وقت معاویہؓ نے نہر جاری کی تو ہمیں ہمارے شہدائے احد کی طرف پکارا گیا، ہم نے انہیں چالیس سال کے بعد نکالا تو ان کے جسم نرم تھے ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ قبر میں میرے والد کے ساتھ ایک اور شخص بھی دفن کئے گئے تھے، میرا دل خوش نہ ہوا۔ یہاں تک کہ انھیں نکال کر تنہا دفن کر دیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے ان سے کہا کہ مجھے امید ہے میں صبح کو پہلا شخص ہوں گا جیسے شہادت ہوگی۔ تمھیں عبداللہ کی بیٹیوں کے حق میں خیر کی وصیت کرتا ہوں، وہ شہید ہو گئے تو ہم نے دو دو آدمیوں کو ایک ایک قبر میں دفن کیا میں نے انھیں بھی ایک دوسرے شخص کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا، ہم چھ مہینے تک ٹھیرے، میرا دل نہ مانتا تھا وقتیکہ میں انھیں تنہا دفن نہ کرلوں، اس لئے انھیں قبر سے نکالا زمین نے سوائے ذرا سی انکی کان کی مو کے اور کسی چیز کو نہیں کھایا تھا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میرے والد کے ساتھ انکی قبر میں ایک یا دو آدمی دفن کئے گئے، اس سے میرے دل میں بے چینی تھی، میں نے انھیں چھ مہینے کے بعد نکالا اور دوسری جگہ منتقل کر دیا۔ میں نے انکی کسی چیز کو متغیر نہیں پایا سوائے چند بالوں کے جو انکی داڑھی میں تھے اور زمین کے متصل تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب انکی والد کی وفات ہوئی تو ان پر قرض تھا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میرے والد اپنے اوپر قرض چھوڑ گئے ہمارے پاس سوائے ان کے باغ کی پیداوار کے کچھ نہیں ہے، باغ کی دو سال کی پیداوار بھی اس مقدار کو نہیں پہنچے گی جو ان پر ہے لہذا میرے ساتھ چلئے کہ قرض خواہ مجھ سے بد کلام نہ کریں، آنحضرت کھجور کے کھلیانوں میں سے ایک کھلیان کے گرد گھومے اور دعا کی، وہاں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قرض خواہ کہاں ہیں، جتنا ان کا تھا آپ نے انھیں ادا کر دیا۔ پھر بھی اتنا ہی بچ گیا جتنا آپ نے انھیں دیا تھا۔

خراش بن الصمہ

.......ابن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انکی والدہ ام حبیب بنت عبدالرحمٰن بن ہلال بن عمیر بن الاہطم اہل طائف میں سے تھیں، خراش کو قائد الفرسین (دو گھوڑوں کا کھینچنے والا) کہا جاتا تھا۔

خراش کی اولاد میں سلمہ تھے، انکی والدہ فکیہ بنت یزید بن قیظی ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن و عائشہؓ، ان کی والدہ ام ولد تھیں خراش کی بقیہ اولاد تھی جو سب مر گئے کوئی باقی نہ رہا۔

ابی جابر سے مروی ہے کہ معاذ بن الصمہ بن عمرو بن ضموح خراش کے بھائی بدر میں شریک تھے محمد بن عمر

نے کہا کہ نہ یہ ثابت ہے اور نہ اس پر اتفاق کیا گیا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ خراش بن الصمہ ان اصحاب رسول اللہ ﷺ میں تھے جو تیر انداز بیان کئے گئے ہیں۔ وہ واحد میں شریک تھے انھیں غزوہ احد میں دس زخم لگے۔

عمیر بن حرام ...... ابن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب جو بروایت محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے۔ موسیٰ بن عقبی ومحمد ابن اسحاق وابو معشر نے ان کا ذکر شرکائے بدر میں نہیں کیا۔ انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عمیر بن الحمام ...... ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب انکی والدہ النوار بنت عامر ابن نابی بن زید بن حرام بن کعب تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے عمیر بن الحمام اور عبیدۃ بن الحارث کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، دونوں غزوہ بدر میں شہید ہوئے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوم بدر میں ایک خیمے میں تھے، آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر اس جنت کی طرف جاؤ جس کی وسعت آسمان وزمین کے برابر ہے اور ... پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ عمیر بن الحمام نے کہا کہ خوب، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کیوں تعجب کرتے ہو، عرض کیا میں امید کرتا ہوں کہ اس کا اہل ہوں گا، فرمایا بے شک تم اس کے اہل ہو، انھوں نے اپنے ترکش سے کھجوریں جھاڑیں اور انھیں چبانے لگے، پھر کہا کہ واللہ اگر میں ان کے بانے تک زندہ رہا تو یہ بڑی طویل زندگی ہے۔ کھجوریں پھینک دیں اور قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اسلام میں انصار کے سب سے پہلے شہید عمیر بن الحمام ہیں جن کو خالد بن الاعلم نے شہید کیا۔

محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ عمیر بن الحمام کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

معاذ بن عمرو ...... ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب، ان کی والدہ ہند بنت عمرو ابن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب تھیں۔

معاذ کی اولاد میں عبداللہ اور امامہ تھیں، ان دونوں کی والدہ ثبیۃ بنت عمرو بن سعد بن مالک بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بنی ساعدہ میں سے تھیں۔

معاذ سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر تھے، بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی:

معوذ بن عمرو ...... ابن الجموح بن زید بن الحرام، ان کی والدہ ہند بنت عمرو بن حرام ابن ثعلبہ بن حرام تھیں۔

بروایت موسیٰ بن عقبہ وابی معشر ومحمد بن عمر، بدر میں شریک تھے۔ محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں

نہیں کیا جوان کے نزدیک بدر میں حاضر تھے وہ احد میں بھی شریک تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان دونوں کے بھائی:

خلاد بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام، انکی والدہ ہند بنت عمرو بن حرام ابن ثعلبہ بن حرام تھیں۔ تمام راوی متفق ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے، احد میں بھی حاضر تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حباب بن المنذر...... ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب۔ کنیت ابو عمرو تھی انکی والدہ الشموس بنت حق بن امہ بن حرام تھیں۔

حباب کی اولاد میں خشرم اور ام جمیل تھیں، دونوں کی والدہ زینب بنت صیفی بن صخر بن خنساء بنی عبید بن سلمہ میں سے تھیں، حباب وہی تھے جن کے ماموں عمرو بن الساعدی ایک نقیب تھے وہ زحب بیر معونہ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیز گئے تاکہ مر جائیں، حباب بدر میں شریک تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مقام پر نزول فرمایا، حباب بن المنذر نے کہا کہ یہ منزل نہیں ہے، آپ ہمیں ایسے مقام پر لے چلیئے جہاں پانی قوم کے قریب ہو کہ ہم اس پر ایک حوض بنالیں، اس میں برتن ڈال دیں، پانی استعمال کریں اور پھر لڑیں، اس کے سوا جتنے کنویں میں انھیں پاٹ دیں۔

جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئے اور فرمایا کہ رائے یہی ہے جس کا حباب المنذر نے مشورہ دیا در رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حباب تم نے حق کا مشورہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ نے یہی کیا۔

یحییٰ بن سعد سے مروی ہے کہ یوم بدر میں نبی ﷺ نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حباب المنذر کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ ہم اہل جنگ ہیں، میری رائے یہ ہے کہ ہم سب کنویں پاٹ دیں، سوائے اس ایک کنویں کے [illegible] ہم ان لوگوں سے مقابلہ کریں۔

آپ نے یوم قریظہ اور یوم النضیر میں بھی لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حباب بن المنذر کھڑے ہوئے اور [illegible] یہ ہے کہ ہم محلات کے درمیان اتریں تاکہ ان کی خبر ان سے اور ان کی خبر ان سے منقطع ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں کا قول اختیار کیا۔

محمد بن الحسین مروی ہے کہ یوم بدر میں خزرج کا جھنڈا حباب المنذر کے پاس تھا۔

محمد بن عمر نے بیان کیا کہ حباب بن المنذر جب بدر میں شریک ہوئے تو وہ ۳۳ سال کے تھے۔ سب نے ان کے بدر میں شریک ہونے پر اتفاق کیا۔

محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں شریک تھے۔ حالانکہ ہمارے نزدیک یہ ان کا وہم ہے اس لئے کہ بدر میں حباب بن المنذر کا معاملہ مشہور ہے حباب احد میں بھی شریک تھے۔ اس روز وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ثابت قدم رہے انھوں نے آپ سے موت پر بیعت کی، خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

جس وقت انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں بن عبادہ سے بیعت کرنے کے لئے جمع ہوئے تو یہ بھی وہاں موجود

تھے ابو بکرؓ اور عمرؓ وابو عبیدہ ابن الجراح اور دوسرے مہاجرین بھی آئے ان لوگوں نے گفتگو کی تو حباب بن المنذر نے کہا کہ " انا جذیلها المحلک وعذیقها المرجب (یہ محاورا ایسے وقت استعمال کرتے ہیں جب اپنے کو مرجع الیہ ظاہر کرنا ہو۔) میں وہ شاخ ہوں جس سے اونٹ اپنا جسم کھجاتے ہیں اور وہ میوہ تو رسہوں جو بابرکت) ایک امیر ہم میں ہو اور ایک امیر تم میں سے ہوا، پر ابو بکرؓ سے بیعت کر لی گئی اور سب لوگ منتشر ہو گئے۔

حباب بن المنذر کی وفات عمر بن الخطاب کی خلافت میں ہوئی ۔(الحباب بن المنذر یوم بیر معونہ میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے ہی میں شہید ہو چکے تھے اس لئے یہ سب وہم راوی ہے۔) انکی بقیہ اولا د نہ تھی۔

عقبہ بن عامر ...... ابن نابی بن زید بن حرام بن کعب، انکی والدہ فکیہہ بنت سکن بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن عدی بن کعب بن سلمہ تھیں انکی بقیہ اولا د نہیں تھی۔

عقبہ، عقبہ اولی میں موجود تھے۔ انھیں ان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے جو مکہ میں اسلام لائے، وہ اول انصار تھے جن کے قبل کوئی نہ تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔

عقبہ بدر واحد میں شریک تھے۔ انھوں نے اس روز اپنے خود میں سبز ہی دبطور نشان کے لگائی تھی، خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے، یمامہ میں بھی شریک تھے اور اسی روز ۱۲ ھ میں شہید ہوئے۔ یہ واقع ابو بکر صدیقؓ کی خلافت میں ہوا۔

ثابت بن ثعلبہ ...... ابن زید بن حارث بن حرام بن کعب، انکی والدہ ام اناس بنت سعد تھیں جو بنی عذرہ پھر بنی سعد ہذیم پھر قضاعہ میں سے تھیں۔

یہی ہیں جن کو ثابت بن الجذع کہا جاتا ہے، الجذع ثعلبہ بن زید تھے۔ ان کا یہ نام انکی شدت قلب وخود رائی کی وجہ سے رکھا گیا (کیونکہ جدع کے معنی درخت کے خشک تنے کے ہیں)

ثابت بن ثعلبہ کی اولاد میں عبد اللہ حارث اور ام اناس تھیں، انکی والدہ امامہ بنت عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق خزرج میں سے تھیں، ان لوگوں کی بقیہ اولا د تھی جو ختم ہو گئی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک قوم زمانہ قریب سے ان کی طرف ثابت کی طرف منسوب ہے۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ ثابت ابن ثعلبہ الجذع تھے۔

سب کی روایت میں ثابت ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے، ثابت بدر واحد وخندق وحدیبیہ وخیبر وفتح مکہ یوم طائف میں موجود تھے اور اسی روز شہید ہوئے۔

عمیر بن الحارث ...... ابن ثعلبہ بن حارث بن حرام بن کعب بروایت موسیٰ بن عقبہ عمیر بن الحارث بن ہدہ بن ثعلبہ بن الحارث تھے، انکی والدہ کبشہ بنت نابی زید بن بن حرام بنی سلمہ سے تھیں۔

تمام راوی متفق ہیں کہ وہ عقبہ میں موجود تھے۔ بدر واحد میں بھی شریک تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو انکی بقیہ اولا د نہ تھی۔

حرام بن کعب کے موالی

تمیم مولائے خرش...... ابن الصمہ، رسول اللہ ﷺ نے تمیم مولائے خراش ابن الصمہ اور حباب مولائے عقبہ بن غزوان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، تمیم بدر واحد میں شریک تھے، جس وقت انکی وفا ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حبیب بن الاسود...... جو بنی حرام کے موالی تھے، محمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر نے بھی اسی طرح حبیب بن الاسود کہا، موسیٰ بن عقبہ نے اپنی روایت میں حبیب بن سعد کہا جو حرام کے موالی تھے، وہ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت بقیہ اولاد نہ تھی۔

بنی عبید بن عماری بن غنم بن کعب بن سلمہ جو (دیوان میں) علیحدہ پکارے جاتے تھے

بشر بن البراء...... ابن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید انکی والدہ خلیدہ بنت قیس بن ثابت بن خالد اشجع کی شاخ بنی دہمان میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور ان اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے تھے جو تیر انداز بیان کئے گئے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بشر بن البراء معرور اور وقد بن عبداللہ التمیمی حلیف بنی عدی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔

بشر بدر واحد وخندق وحدیبیہ وخیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے انھوں نے یوم خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ وہ زہر آلود بکری کھائی جو آپ کو یہودیہ نے ہدیہ دی تھی۔ بشرا نے پنا لقمہ نگلا تو وہ اس جگہ سے ہٹے بھی نہ تھے کہ رنگ بدل کر طیلسان کی طرح سبز ہوگیا۔ درد نے انھیں ایک سال تک اس طرح مبتلا رکھا کہ بغیر کروٹ بدلوائے کروٹ تک نہ بدل سکتے تھے، پھر اسی سے انکی شہادت ہوگئی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے مقام سے ہٹے نہ تھے کہ انکی وفات ہوگئی۔

عبدالرحمٰن عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بنی سلمہ، تمھارا سردار کون ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ الجد بن قیس۔ ان میں اور کوئی برائی نہیں سوائے اس کے کہ بخل ہے ف زیادہ اور کون مرض ہوگ۔ تمھارے سردار بشر بن براء ابن معرور ہیں۔

عبداللہ بن الجد...... ابن قیس بن صخری نم خنساء بن سنان بن عبید، انکی والدہ ہند بنت سہل جہینہ کی شاخ بنی الربعہ میں سے تھیں انکے اخیافی بھائی معاذ ابن جبل تھے۔

عبداللہ بدر واحد میں شریک تھے ان کت والد الجد بن قیس کی کنیت ابو وہب تھی اس نے بھی اسلام ظاہر کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب جہاد بھی گئے تھے حالانکہ وہ منافق تھا جب رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کیا تو اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی " ومنھم من یقول ائذن لی ولاتفتنی الافی الفتنة سقطوا" (ان لوگوں

میں وہ بھی ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں اجازت دیجئے اور ہمیں فتنہ میں نہ ڈالئے، دیکھو خبردار یہ لوگ فتنے میں پڑ گئے ہیں)
عبداللہ بن الجد کی بقیہ اولاد نہ تھی، ان کے بھائی محمد بن الجد بن قیس کی بقیہ اولاد تھی۔

سنان بن صیفی ...... ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید، انکی والدہ نائلہ بنت قیس بن النعمان بن سنان بن سلمہ میں سے تھیں، سنان بن صیفی کی اولاد میں مسعود تھے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

سنان سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر واحد میں بھی شریک تھے۔ جب انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عتبہ بن عبداللہ ...... ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید، انکی والدہ بشرہ بنت زید بن امیہ ابن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔ بدر واحد میں شریک تھے، جب انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

طفیل بن مالک ...... ابن خنساء بن سنان بن عبید، انکی والدہ اسماء بنت القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔

طفیل بن مالک کی اولاد میں عبداللہ اور الربیع تھے، دونوں کی والدہ ام بنت قرط بن خنساء بن سنان بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

طفیل بن مالک سب کی روایت میں عقبہ میں شریک تھے، بدر واحد میں بھی تھے ان کی بقیہ اولاد تھی جو سب کے سب ختم ہو گئے اور لاولد مر گئے۔

طفیل بن مالک ...... ابن خنساء بن سنان بن عبید، انکی والدہ خنساء بنت رئاب بن النعمان ابن سنان بن عبید تھیں جو جابر بن عبداللہ بن رئاب کی پھوپی تھیں۔ طفیل سب کی روایت میں عقبہ میں شریک تھے، بدر واحد میں بھی تھے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

احد میں انھیں تیرہ زخم لگے تھے، غزوہ خندق میں بھی شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے۔ وحشی نے انھیں شہید کیا تھا۔

وحشی کہا کرتے تھے کہ حمزہ بن عبدالمطلب اور طفیل بن نعمان کا اللہ نے میرے ہاتھ سے اکرام کیا اور انکے ہاتھوں سے میری توہین کی کہ میں کفر کی حالت میں قتل کر دیا جاتا۔

طفیل بن النعمان کی اولاد میں ایک بیٹی تھی جن کا نام الربیع تھا ان سے ابو یحییٰ عبداللہ بن عبدمناف بن النعمان بن سنان بن عبید نے نکاح کیا ان سے ان کے یہاں ولایت ہوئی الربیع کی والدہ اسماء بنت قرط بن خنساء بن سنان بن عبید تھیں۔ انکی بقیہ نہ تھی۔

عبداللہ بن عبدمناف ...... ابن النعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کنیت ابو یحییٰ تھی، انکی والدہ تمیمہ بنت عبید بن ابی کعب ابن القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں جن کا نام تمیمہ تھا، انکی

والدہ الربیع بنت الطفیل بن النعمان ابن خنساء بن سنان بن عبید تھیں۔

عبداللہ بن عبد مناف بدر واحد میں شریک تھے۔ وفا کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

جابر بن عبداللہ…… ابن رئاب بن النعمان بن سنان بن عبید، انکی والدہ ام جابر بنت زہیر بن ثعلبہ بن عبید بن سلمہ سے تھیں۔

جابر جوان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکے میں اسلام لائے۔ جابر بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیثیں بھی بیان کی ہیں۔

الکلبی نے اس آیت "**یمحو اللہ مایشاء ویثبت**" (اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے) کی تفسیر میں ان سے بیان کیا کہ "**یمحو من الرزق ویزید فیہ ویمحو من الاجل ویزید فیہ**" (رزق میں سے مٹا دیتا ہے اور اس میں زیادہ کر دیتا ہے اور موت میں سے (کچھ دن) مٹا دیتا ہے اور اس میں زیادہ کر دیتا ہے)

میں نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ سے کس نے بیان کیا ہے تو انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابو صالح نے جابر بن عبداللہ بن رئاب الانصار سے اور انھوں نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ جابر عبداللہ بن رئاب الانصار سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اس آیت "**الھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرہ**" (ان کے لئے حیات دنیا وآخرت میں خوشخبریاں ہیں) کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ رویائے صالحہ (اچھے خواب) ہیں جنھیں بندہ دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں۔

خلید بن قیس…… ابن النعمان بن سنان بن عبید، ان کی والدہ ادام بنت القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر نے خلید کو اسی طرح کہا ہے موسیٰ بن عقبی وابومعشر نے خلید و بن قیس کہا۔ ان کے سوا دوسروں نے خالدہ بن قیس کہا عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ خالد بن قیس تھے ان کے ساتھ ان کے ایک حقیقی بھائی بھی جن کا نام خلاد تھا۔ بدر میں شریک تھے۔

موسیٰ بن حقبہ ومحمد بن عمر ومحمد بن اسحاق وابومعشر نے شرکائے بدر میں خلاد کا ذکر نہیں کیا۔ میں بھی اسے ثابت نہیں سمجھتا۔ خلید بن قیس بدر واحد میں شریک تھے جب ان کی وفا ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

یزید بن المنذر…… ابن سرح بن خناس بن سنان بن عبید۔ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یزید بن المنذر اور عامر بن الربیعہ، حلیف عدی بن کعب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا یزید بن المنذر بدر واحد میں شریک تھے جب انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن محمد العمارۃ الانصاری نے بیان کیا ہے کہ زمانہ قریب سے ایک قوم نے یزید بن المنذر کی طرف اپنا انتساب کیا ہے، یہ باطل ہے۔

ان کے بھائی:

معقل بن المنذر ...... ابن سرح بن خناس بن سنان بن عبید، سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر واحد میں بھی شریک تھے جب انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن النعمان ...... ابن بلدمہ بن خناس بن سنان بن عبید محمد بن عمرؓ نے اسی طرح بلذمہ کہا۔ موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابو معشر نے بلدمہ کہا عبداللہ بن محمد ابن عمارۃ الانصار نے کہا کہ بلدمہ وہ ہیں جو ابوقتادہ بن ربعی بن بلدمہ کے چچازاد بھائی تھے۔

عبداللہ بن النعمان بدر واحد میں شریک تھے۔ جب انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

جبار بن صخر ...... ابن امیہ بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، انکی والدہ عتیکہ بن خرشہ بن عمرو بن عبید بن عامر بن بیاضہ تھیں جبار کی کنیت ابوعبداللہ تھی، سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے جبار بن صخر اور مقدار بن عمرو کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔

جبار بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے، رسول اللہ ﷺ انھیں خارص (کھجوروں کا اندازہ کرنے والا) بنا کے خیبر وغیرہ بھیجا کرتے تھے، جبار جس وقت بدر میں شریک ہوئے تو ۳۲ سال کے تھے انکی وفات ۳۰ھ میں مدینے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ضحاک بن حارثہ ...... ابن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، ان کی والدہ ہند بنت مالک بن عامر بن بیاضہ تھیں۔

ضحاک کی اولاد میں یزید تھے، ان کی والدہ امامہ بنت محرث بن زید بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں، ایک زمانے سے ضحاک کی بقیہ اولاد مرچکی تھی۔

ضحاک کی سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر میں بھی شریک تھے۔

سواد بن رزن ...... ابن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، انکی والدہ ام قیس بن القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔

محمد بن عمرو اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ان کا نام ونسب اسی طرح بیان کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ وہ اسود بن رزن ثعلبہ تھے انھوں نے زید کا ذکر نہیں کیا محمد بن اسحاق وابو معشر نے سواد بن رزیق ابن ثعلبہ کہا۔ یہ ہمارے نزدیک ان کے راویوں کے نام کے پڑھنے میں خطا ہے۔

سواد بن رزن کی اولاد میں ام عبداللہ بن سواد مبایعات میں سے تھیں، ام رزن بنت سواد یہ بھی مبایعات میں سے تھیں، انکی والدہ خنساء بنت رئاب بن النعمان بن سنان بن عبید تھی۔

سواد بن رزن بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی عبید بن عدی اوران کے موالی

حمزۃ بن الحمیر ...... اشجع کے پھر بنی وہمان کے حلیف تھے۔محمد بن عمر نے اسی طرح کہا۔محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے خارجہ بن الحمیر سنا ہے،محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ خارجہ بن الحمیر تھے۔موسیٰ بن عقبٰی نے کہا کہ وہ حارثہ بن الحمیر تھے۔اورابومعشر سے مختلف روایتیں ہیں۔ان کے بعض راویوں نے کہا کہ وہ حریہ بن الحمیر تھے۔

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ اشجع بنی وہمان حلیف بنی عبید ابن عد میں سے تھے۔بدر واحد میں شریک تھے۔وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی:

عبداللہ بن الحمیر ...... جو اشجع ...بنی عہمان میں سے تھے۔ان کے نام میں سب کا اتفاق ہے ان کے بارے میں کسی کا اتفاق نہیں کہ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

نعمان بن سنان ...... بنی عبید بن عدی کے مولیٰ تھے اس پر سب کا اتفاق ہے،بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ

قطبہ بن عامر ...... ابن حدیدہ بن عمرو بن سواد۔کنیت ابو زید تھی۔انکی والدہ زنیب بنت عمرو بن سنان بن عمرو بن مالک بن بہشہ بن قطبہ بن عوفبن عمرو بن ثعلبہ بن مالکبن اقصیٰ بن عمرو تھیں جو اسلم میں سے تھیں۔

قطبہ کی اولاد میں ام جمیل تھیں کی مبایعات میں شمار تھا۔ان کی والدہ ام عمرو بنت عمرو بن خلید بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

قطبہ سب کی روایت میں دونوں عقبہ میں حاضر تھے،ان کو ان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے ن کے متعلق مروی ہے کہ وہ انصار میں سب سے پہلے مکہ میں اسلام لائے کہ ان سے قبل کوئی مسلمان نہ ہوا تھا۔محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ تمام اقوال میں سب سے زیادہ ثابت ہے۔

قطبہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں تھے جو تیر انداز بیان کئے گئے ہیں۔بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے غزوہ فتح میں بنی سلمہ کا جھنڈا انھیں کے پاس تھا۔غزوہ احد میں ان کے نو زخم لگے تھے۔ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قطبہ بن عامر بن حدیدہ کو بیس آدمیوں کے

ہمراہ خثعم کے ایک قبیلے کی طرف بتالہ میں بھیجا اور حکم دیا کہ ان لوگوں پر دفعتا حملہ کر دیں۔

یہ لوگ الحاضر تک پہنچے اور سو گئے۔ بیدار ہو کے بڑھے اور دفعتا حملہ کر دیا اس قوم نے بھی حملہ کیا باہم شدید لڑائی ہوئی جس میں فریقین کو بکثرت زخم لگے۔ قطبہ کے ساتھی غالب رہے اور جس کو چاہا قتل کیا۔ ان کے اونٹ اور بکریاں مدینہ ہنکالائے خمس نکالنے کے بعد ان کے حصہ میں فی کس چار اونٹ تھے ایک اونٹ جس میں بکریاں کے مساوی قرار دیا گیا۔ یہ سریہ صفر ۹ھ میں ہوا تھا۔

ابو معشر نے کہا کہ قطبہ بن عامر نے غزوہ بدر میں دونوں صفوں کے درمیان ایک پتھر پھینک دیا۔ اور کہا کہ اس وقت تک میں بھی نہ بھاگوں گا جب تک کہ یہ پتھر نہ بھاگے۔ قطبہ زندہ رہے۔ یہاں تک کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انکی وفات ہوئی۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی:

یزید بن عامر...... بن حدیدہ بن عمرو بن سواد، کنیت ابو المنذر تھی۔ انکی والدہ زینب بنت عمرو بن سنان تھیں۔ وہی قطبہ بن عامر کی والدہ بھی تھیں۔

یزید بن عامر کی والاد میں عبدالرحمٰن اور منذر تھے، ان دونوں کی والدہ عائشہ بنت جری بن عمرو بن عبد رزاح بن ظفر اوس میں سے تھیں۔

یزید بن عامر سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ بدر واحد میں بھی شریک تھے، مدینہ اور بغداد میں انکی بقیہ اولاد تھی۔

سلیم بن عمرو...... ابن حدیدہ بن عمرو بن سواد، ان کی والدہ ام سلیم بنت عمرو ابن عباد بن عمرو بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔

تمام راویوں کا اتفاق ہے کہ وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے بدر واحد میں بھی حاضر تھے ہجرت کے بتیسویں مہینے بماہ شوال غزوہ احد میں شہید ہوئے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ثعلبہ بن عنمہ...... ابن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد ان کی والدہ جہیدہ بن القین بن کعب بنی سلمہ میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ جب اسلام لائے تو وہ اور معاذ بن جبل اور عبداللہ بن انیس بنی سلمہ کے بت توڑ رہے تھے۔

بدر واحد وخندق میں شریک تھے اسی روز شہید ہوئے، ہبیرہ ابن ابی وہب المخزومی نے شہید کیا۔

عبس بن عامر...... ابن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد، انکی والدہ ام البنین بنت زہیر بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے بدر واحد میں بھی شریک تھے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابوالیسر جن کا نام کعب بن عمرو تھا...... ابن عباد بن عمرو بن سواد، انکی والدہ نسیبہ بنت قیس بن الاسود ابن مری بن سلمہ میں سے تھیں۔

ابوالیسر کی اولاد میں عمیر تھے، انکی والدہ ام عمرو بنت عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں، یہ جابر بن عبداللہ اور یزید بن ابی الیسر کی پھوپی تھیں، ان کی والدہ لبابہ بنت الحارث بن سعید مزینہ میں سے تھیں۔

حبیب، انکی والدہ ام ولد تھیں۔

عائشہ انکی والدہ ام الرباع بنت عبد عمرو بن مسعود بن عبدالاشہل تھیں۔

ابوالیسر سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر ہوئے، جس وقت وہ بدر میں شریک ہوئے تو بیس سال کے تھے، احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ ابوالیسر قصیر و پست قد بڑے پیٹ والے آدمی تھے، ان کی وفات ۵۵ھ میں مدینے میں ہوئی۔ یہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔ انکی بقیہ اولاد مدینہ میں تھی۔

سہل بن قیس...... ابن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد، انکی والدہ نائلہ بنت سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زغوراء بن عبدالاشہل اوس میں سے تھیں، کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین شاعر کے چچازاد بھائی تھے۔

سہل بدر واحد میں شریک تھے ہجرت کے بتیسویں مہینے بماہ شوال یوم احد میں شہید ہوئے احد مشہور ہیں والے ہیں انکی اولاد میں ایک مرد اور ایک خاتون باقی تھیں۔

بنی سواد بن غنم کے موالی

عنترہ مولائے سلیم...... ابن عمرو بن حدیفہ بن عمرو بن سواد۔ بدر واحد میں شریک تھے، اسی روز شہید ہوئے نوفل بن معاویہ الدیلی نے شہید کیا موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ وہ عنترہ بن عمرو تھے جو سلیم ابن عمرو کے مولی تھے۔

بقیہ بنی سلمہ

معبد بن قیس...... ابن صیفی بن صخر حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ انکی والدہ الزہرہ بنت زہیر بن حرام بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح ان کا نام ونسب بیان کیا اور اسی طرح کتاب نسب الانصار میں بھی ہے لیکن موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر، معبد بن قیس بن صخر کہتے، وہ لوگ صیفی کا ذکر نہیں کرتے تھے۔

معبد بدر واحد میں شریک تھے۔ جب انکی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن قیس ...... ابن صیلی بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، محمد بن اسحاق وابو معشر ومحمد بن عمرو وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے عبداللہ بن قیس کا ان لوگوں کے ساتھ ذکر کیا ہے جو بدر میں شریک تھے، موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں انکا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو بدر میں موجود تھے، عبداللہ احد میں بھی شریک تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غن بن کعب بن سلمہ۔

عمرو بن طلق ...... محمد بن اسحاق وابو معشر محمد بن عمرو وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ان کا ذکر شرکائے بدر کے ساتھ کیا ہے لیکن موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں ان کو شرکائے بدر میں شمار نہیں کیا۔ وہ احد میں بھی شریک تھے۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

معاذ بن جبل ...... ابن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد برادر سلمہ بن سعد، انکی والدہ ہند بنت سہل بنی الربعیہ کی شاخ جہینہ میں سے تھیں ان کے اخیافی بھائی عبداللہ بن الجد بن قیس اہل بدر میں سے تھے۔

معاذ بن جبلؓ کی اولاد معاذ کی اولاد میں ام عبداللہ تھیں جن کا شمار مبایعات میں تھا۔ انکی والدہ ام عمرو بنت خالد بن عمرو بن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔

ان کے دو بیٹے تھے۔ ایک عبدالرحمٰن اور دوسرے کا نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔ نہ ان دونوں کی والدہ کا نام ہم سے بیان کیا گیا۔ معاذ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔

وہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں آئے تھے۔ معاذ بن جبل جب اسلام لائے تو وہ اور ثعلبہ بن عنمہ اور عبداللہ بن انیس بنی سلمہ کے بت توڑ رہے تھے۔

ابن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل اور عبداللہ بن مسعود کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔ جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن خاص محمد بن اسحاق کی روایت میں جس کا ان کے سوا کسی نے ذکر نہیں کیا، رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل اور جعفر بن ابی طالب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے، حالانکہ مواخاۃ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد بدر سے پہلے ان لوگوں میں ہوئی تھی۔ غزوہ بدر کے بعد جب آیت میراث نازل ہوگئی تو مواخاۃ جاتی رہی۔ جعفر بن ابی طالب نے اس سے پہلے ہی مکہ سے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان جب عقد مواخاۃ کیا تھا تو وہ ملک حبشہ میں تھے اور سات سال بعد آئے لہٰذا یہ محمد بن اسحاق کا وہم ہے

غزوہ بدر میں معاذؓ کی عمر معاذ جب بدر میں شریک ہوئے تو جیسا کہ انکی قوم سے مروی ہے، بیس یا اکیس سال کے تھے۔ معاذ احد و خندق اور تمام مشاہد میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ جس وقت معاذ بن جبل کے قرض خواہوں نے ان پر سختی کی تو رسول اللہ ﷺ نے قرض خواہوں کے لئے انھیں ان کے مال سے جدا کر کے یمن بھیج دیا۔ اور فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ تمھارا نقصان پورا کردے گا محمد بن عمر نے کہا کہ یہ واقعہ ربیع الآخر ۹ھ کا ہے۔

معاذ بن جبلؓ سے رسول اللہ ﷺ کا امتحان ... معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مجھے یمن بھیجا تو فرمایا کہ اگر تمھارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو اس کا فیصلہ کاہے سے کرو گے، عرض کی جو کتاب اللہ میں ہے اس سے فیصلہ کروں گا، فرمایا کہ اگر کتاب اللہ میں نہ ہو، عرض کی اس سے فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ نے فیصلہ کیا ہے، فرمایا کہ اگر رسول اللہ کے بھی فیصلے میں نہ ہو، عرض کی اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا۔ آنحضرت نے میرے سینے پر برکت کے لئے مارا۔ اور فرمایا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جس سے وہ رسول اللہ کو راضی کرے۔

بہترین صاحب علم و دین ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کے پاس معاذ کو بھیجا اور لکھا کہ میں نے تمہارے پاس ایک شخص کو بھیجا ہے جو میرے بہترین اصحاب میں سے ہے اور ان میں بہترین صاحب علم و صاحب دین ہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل نے کہا کہ جس وقت میں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو سب سے آخر وصیت جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمائی وہ یہ تھی کہ لوگوں کے ساتھ اپنے اخلاق اچھے رکھنا۔

یحییٰ سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل لنگڑے آدمی تھے، جب معلم بنا کے یمن بھیجے گئے تو انھوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی ورنماز میں اپنا پاؤں پھیلا دیا۔ قوم نے بھی اپنے پاؤں پھیلا دیے۔ جب نماز پڑھ لی تو انھوں نے کہا کہ تم لوگوں نے اچھا کیا، لیکن دوبارہ نہ کرنا میں نے تو صرف اس لئے اپنا پاؤں نماز میں پھیلا دیا کہ مجھے تکلیف ہے۔

شفیق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ کو یمن پر عامل بنایا، نبی ﷺ کی وفات ہوئی اور ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے تو معاذ یمن ہی کے عامل تھے، عمرؓ اس سال حج پر عامل تھے۔ معاذ مکہ آئے تو ان کے ساتھ رفیق تھا اور غلام علیحدہ تھے

عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ اے ابو عبدالرحمن یہ غلام کس کے ہیں، انھوں نے کہا کہ میرے ہیں فرمایا وہ کہاں سے تمھارے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ مجھے ہدیۃً دیئے گئے ہیں، عمرؓ نے کہا کہ میرا کہنا مانو اور انھیں ابو بکرؓ کے پاس بھیج دو اگر وہ خوشی سے تمھیں ان کو دیدیں تو وہ تمھارے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں اس میں آپ کا کہنا نہیں مانوں گا۔ کہ ایسی شے جو مجھے ہدیۃً دی گئی ہے میں اسے ابو بکرؓ کے پاس بھیج دوں۔

رات کو سوئے صبح ہوئی تو انھوں نے کہا اے ابن الخطاب میں سوائے آپ کا کہنا ماننے کے اور کوئی صورت نہیں دیکھتا میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ میں دوزخ کی طرف کھینچا یا ہنکایا یا ایسا ہی کیا جارہا ہوں آپ میرا نیفہ پکڑے ہوئے ہیں، لہذا آپ ان سب کو ابو بکرؓ کے پاس لے جائیے۔ انھوں نے کہا کہ تم اس کے زیادہ مستحق ہو کہ خود

لے جاؤ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ وہ تمھارے ہیں انھیں اپنے گھر والوں میں لے جاؤ۔

غلام ان کے پیچھے صف باندھ کر نماز پڑھنے لگے، جب وہ واپس ہوئے تو پوچھا کہ تم لوگ کس کی نماز پڑھتے ہو، سب نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالے کی۔ انھوں نے کہا کہ تم لوگ جاؤ کیونکہ تم انھیں کے ہو۔

موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو لشکر پر آپ کے عامل معاذ بن جبل تھے۔

ذکوان سے مروی ہے کہ معاذ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، پھر آ کر اپنی قوم کی امامت کرتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میری امت کے زیادہ عالم حلال وحرام معاذ بن جبل ہیں۔ عبداللہ بن الصامت سے مروی ہے کہ معاذ نے کہا جب سے میں اسلام لایا ہمیشہ اپنی داہنی طرف تھوکا۔ حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل نے اپنی داہنی طرف تھوکا جبکہ وہ نماز میں نہ تھے اور کہا کہ جب سے میں نے نبی ﷺ کی صحبت پائی ہے ایسا نہیں کیا۔

محفوظ بن علقمہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ معاذ بن جبل اپنے خیمے میں داخل ہوئے تو بیوی کو دیکھا کہ خیمے کے سوراخ سے جھانک رہی ہیں، انھوں نے ان کو مارا، معاذ تربوز کھا رہے تھے ہمراہ ان کی بیوی بھی تھی، ان کا غلام گزرا تو بیوی نے اسے تربوز کا ٹکڑا جو انھوں نے دانت سے کاٹا تھا دیدیا۔ معاذ نے انھیں مارا۔

ابی ادریس الخولانی سے مروی ہے کہ میں دمشق کی مسجد میں گیا۔ اتفاق سے وہاں ایک چمکدار دانت والا شخص تھا، لوگ اس کے گرد تھے اگر کسی بات میں اختلاف کرتے تو اس کے پاس لے جاتے اور اس کی رائے سے رجوع کرتے، میں نے دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ معاذ بن جبل ہیں۔

جب دوسرا دن ہوا تو میں صبح سویرے گیا۔ وہ مجھ سے زیادہ سویرے آ گئے تھے۔ میں نے انھیں نماز پڑھتا ہوا پایا۔ ان کا انتظار کیا یہاں تک کہ انھوں نے اپنی نماز ادا کرلی پھر میں سامنے سے ان کے پاس آیا۔ اسلام کیا اور عرض کہ واللہ میں آپ سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں، فرمایا اللہ کے لئے، عرض کی اللہ کے لئے، پھر فرمایا اللہ کے لئے، عرض کی اللہ کے لئے۔

انھوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑ کے مجھے اپنی طرف گھسیٹا اور کہا کہ تمھیں خوش خبری ہو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تبارک وتعالے نے فرمایا کہ میری رحمت ان دو شخصوں کے لئے واجب ہوگئی جو میرے بارے میں باہ، محبت کریں، میرے بارے میں باہم بیٹھیں، میرے بارے میں باہم اپنا مال یا طاقت خرچ کریں اور میرے بارے میں باہم زیادت کریں۔

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ وہ حمص کی مسجد میں گیا۔ وہاں لوگوں کے حلقے میں ایک خوبصورت گندم گوں اور صاف دانت والا آدمی تھا۔ قوم میں وہ لوگ بھی تھے جو اس سے عمر میں بڑے تھے۔ پھر بھی وہ اس کے پاس آتے تھے اور حدیث سنتے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں معاذ بن جبل ہوں۔

حلیہ و کچھ صفات مبارکہ...... جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل صورت میں سب سے اچھے، اخلاق میں سب سے پاکیزہ دل دوست کے بحر دکان تھے۔ انھوں نے بہت قرض لے لیا تو قرض خواہ ان کے ساتھ لگ گئے۔ یہاں تک کہ چند روز وہ ان لوگوں سے اپنے گھر میں چھپے رہے۔

قرض خواہوں نے رسول اللہ ﷺ سے تقاضا کیا تو رسول اللہ نے کسی کو معاذ کے پاس بھیج کر ان کو بلوایا، وہ آپ کے پاس آئے، ساتھ قرض خواہ بھی تھے۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے لئے ہمارا حق ان سے لے لیجئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس پر اللہ رحمت کرے جو انھیں معاف کردے۔

کچھ لوگوں نے انھیں معاف کردیا، دوسروں نے انکار کیا، اور کہا کہ یا رسول اللہ ہمارے لئے ہمارا حق ان سے لے لیجئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ تم ان لوگوں کے لئے صبر کرو، رسول اللہ ﷺ نے ان سے ان کا مال لے لیا اور قرض خواہوں کو دیدیا، ان لوگوں نے اسے باہم تقسیم کرلیا۔ انھوں نے اپنے حقوق کے ۷۔ ۵ حصے وصول کر لئے اب۔ قرض خواہوں نے عرض کی یا رسول اللہ انھیں ہمارے لئے فروخت کردیجئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انھیں چھوڑ دو، تمھارے لئے ان پر کوئی گنجائش نہیں ہے۔

معاذ بنی سلمہ کی طرف واپس ہوئے ان سے کسی نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن اگر تم رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگ لیتے تو بہتر ہوتا، کیونکہ آج تم نے ناداری کی حالت میں صبح کی ہے، انھوں نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ آپ سے مانگوں۔

وہ دن بھر ٹھہرے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور یمن بھیج دیا اور فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ تمھارا نقصان پورا کردے اور قرض ادا کرادے، معاذ یمن روانہ ہوگئے، وہ برابر وہیں رہے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

وہ اس سال کے پہنچے جبکہ عمرؓ بن الخطاب نے حج کیا، ان کو ابوبکرؓ نے حج پر عامل بنایا تھا دونوں یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) کو منیٰ میں ملے اور معانقہ کیا۔ دونوں میں سے ہر ایک نے رسول اللہ ﷺ کی تعزیت کی پھر زمین پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

عمرؓ نے معاذ کے پاس چند غلام دیکھے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن یہ کون لوگ ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے انھیں اپنی ایک وجہ سے پایا، عمرؓ نے کہا کہ کس وجہ سے؟ انھوں نے کہا کہ وہ مجھے ہدیۃً دیئے گئے ہیں اور ان کے ذریعے سے میرے ساتھ کرم کیا گیا ہے، عمرؓ نے کہا کہ یہ بات ابوبکرؓ سے بیان کرو معاذ نے کہا کہ مجھے ابوبکرؓ سے اس کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

معاذ سو گئے تو انھوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ آگ کے گڑھے پر ہیں اور عمرؓ ان کے پیچھے سے ان کا نیفہ پکڑے ہوئے آگ میں گرنے سے روک رہے ہیں۔ معاذ گھبرا گئے اور کہا کہ یہ وہی ہے جس کا عمرؓ نے مشورہ دیا تھا۔ معاذ نے ابوبکرؓ سے ذکر کیا تو ابوبکرؓ نے اسے ان کے لئے جائز رکھا۔ انھوں نے اپنے بقیہ قرض خواہوں کو بھی ادا کردیا، اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ امید ہے کہ اللہ تمھارا نقصان پورا کردے گا۔

عبداللہ بن رافع سے مروی ہے کہ جب ابو عبیدہ بن الجراح کی عمواس کے طاعون میں وفات ہوئی تو انھوں نے معاذ بن جبل کو خلیفہ بنادیا۔ طاعون بڑھ گیا تو لوگوں نے معاذ سے کہا کہ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ اس عذاب کو ہم

سے اٹھا لے۔

معاذ نے کہا کہ یہ عذاب نہیں ہے یہ تمھارے نبی ﷺ کی دعا ہے اور تمھارے پہلے صالحین کی موت اسی میں ہوئی ہے یہ شہادت ہے اس بات کی کہ تم میں سے اللہ جس کو چاہتا ہے اس کے ساتھ مخصوص کر دیتا ہے، اے لوگو! چار خصلتیں ہیں کہ جیسے یہ ممکن ہو کہ وہ ان میں سے کسی کو نہ پائے تو اسے چاہئے کہ اسے نہ پائے۔

لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ایک زمانہ آئے گا جس میں باطل ظاہر ہوگا آدمی صبح ایک دین پر کرے گا اور شام دوسرے دین پر وہ کہے گا، واللہ میں نہیں جانتا کہ کس دین پر ہوں، نہ بصیرت کے ساتھ وہ زندہ رہے گا بصیرت کے ساتھ مرے گا۔ آدمی کو اللہ کے مال میں سے اس شرط پر مال دیا جائے گا کہ وہ جھوٹی باتیں بیان کرے جو اللہ کو ناراض کریں اے اللہ تو آل معاذ کو اس رحمت ز وبا، کا پورا حصہ عطا کر۔

ان کے دونوں بیٹے طاعون میں مبتلا ہوئے، پوچھا کہ تم دونوں اپنے کو کس حالت میں پاتے ہو، انھوں نے کہا۔ اے ہمارے والد حق آپ کے پروردگار۔ کی طرف سے ہے لہٰذا آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ انھوں نے کہا کہ انشاء اللہ مجھے تم دونوں صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے۔

ان کی دونوں بیویاں طاعون مبتلا ہوئیں اور ہلاک ہوگئیں۔ خود ان کے انگوٹھے میں طاعون ہوا تو اسے اپنے منہ سے یہ کہ کر چھونے لگے کہ اے اللہ یہ چھوٹی سی ہے تو اس میں برکت دے، کیونکہ تو چھوٹے میں برکت دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ بھی ہلاک ہوگئے۔

حارث بن عمیرہ الزبیدی سے مروی ہے کہ میں اس وقت معاذ بن جبل کے پاس بیٹھا تھا جب انکی وفات ہوئی، کبھی ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی تھی اور کبھی افاقہ ہو جاتا تھا افاقے کے وقت میں نے انھیں کہتے سنا کہ تو میرا گلا گھونٹ کیونکہ تیری عزت کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

سلمہ بن کہیل سے مروی ہے کہ معاذ کے حلق میں طاعون کا اثر ہو گیا تو انھوں نے کہا کہ یارب تو میرا گلا گھونٹتا ہے۔ حالانکہ تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ عمواس کے سال جب طاعون واقع ہوا تو معاذ کے ساتھیوں نے کہا کہ یہ عذاب ہے جو واقع ہوا ہے۔ معاذ نے کہا کہ آیا تم لوگ رحمت کو، جو اللہ نے اپنے بندوں پر کی اس عذاب کے مثل کرتے ہو جو اللہ نے کسی قوم پر کیا جن۔ سے وہ ناراض ہوا بیشک وہ رحمت ہے جسکو اللہ نے تمھارے لئے خاص کیا، وہ شہادت ہے جس کو اللہ نے تمھارے لئے خاص کیا، اے اللہ معاذ اور اس کے گھر والوں پر بھی یہ رحمت بھیج تم سے جس شخص کو مرنا ممکن ہو، وہ قبل ان فتنوں کے جو ہوں گے مر جائے قبل اس کے کہ آدمی اپنے اسلام کے بعد کفر کرے یا کسی کو بغیر حق کے قتل کرے یا اہل بغاوت کی مدد کرے یا آدمی یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ میں کاہے پر ہوں، اگر میں مروں یا جیوں حق پر ہوں یا باطل پر۔

ابو مسلم الخولانی سے مروی ہے کہ میں مسجد حمص میں گیا تو وہاں تقریباً (۳۰) ادھیڑ عمر کے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تھے، ان میں ایک جوان تھا آنکھوں میں سرمہ لگائے تھا۔ دانت چمکدار تھے، وہ خاموش تھا اور کچھ نہیں بولتا تھا۔ جب قوم کسی امر میں شک کرتی تھیں تو اس کے پاس آکر دریافت کرتے تھے میں نے اپنے پاس بیٹھنے والے سے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو اس نے کہا معاذ بن جبل۔

اسحاق بن خارجہ بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ معاذ بن جبل لمبے، گورے خوبصورت دانت کے بڑی آنکھ والے تھے بھویں آپس میں ملی ہوئی تھیں، گھونگھر والے بال تھے، جس وقت بدر میں شریک ہوئے تو بیس یا اکیس سال کے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب غزوہ تبوک میں تھے پھر یمن روانہ ہو گئے اس وقت وہ اٹھارہ سال کے تھے شام علاقہ اردن میں دبائے عمواس ۱۸ ھ بخلافت عمرؓ بن الخطاب وفات ہوئی، اس وقت وہ اڑتیس سال کے تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

کچھ مشابہت ...... سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ اسلام جب زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تو ۳۳ سال کے تھے، معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ بھی ۳۳ سال کے تھے۔

سعید بن ابی عروبہ سے مروی ہے کہ میں نے شہر بن حوشب کو کہتے سنا کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اگر میں معاذ بن جبل کو پاتا تو انھیں خلیفہ بناتا۔ مجھ سے میرا رب انکے متعلق پوچھتا تو میں کہتا اے میرے رب میں نے تیرے نبی کو کہتے سنا کہ قیامت کے دن جب علماء جمع ہوں گے تو معاذ بن جبل بقدر پتھر پھینکنے کے ان کے آگے ہوں گے۔

ابن سعد نے کہا کہ بدر میں قبیلہ سلمہ کی کثرت کیوجہ سے سلمہ بدر کہا جاتا تھا اس قبیلے کے ۴۳ آدمی غزوے میں شریک تھے۔

بنی رزیق بن عامر بن رزیق بن
عبد بن حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج

قیس بن محصن ...... ابن خالد بن مخلد بن عامر بن رزیق۔ انکی والدہ انیسہ بنت قیس بن زید بن خلدہ بن عامر بن رزیق تھیں، محمد بن اسحاق وابو معشر ومحمد بن عمر نے قیس بن محصن کو اسی طرح کہا۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ قیس بن حصن تھے۔

قیس کی اولاد میں ام سعد بنت قیس، انکی والدہ خولہ بنت الفاکہ بن قیس بن مخلد بن عامر بن رزیق تھیں۔
قیس بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت مدینے میں انکی بقیہ اولاد تھی۔

حارث بن قیس ...... ابن خلد بن مخلد بن عامر بن رزیق۔ انکی کنیت ابو خلد تھی، ان کی والدہ کبشہ بنت الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن رزیق تھیں۔

حارث بن قیس کی اولاد میں مخلد اور خالد اور خلدہ تھے، ان کی والدہ انیسہ نسرین بن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن رزیق تھیں، واقدی نے صرف نسر کہا۔

حارث بن قیس سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ خالف ولید کے ساتھ یمامہ بھی تھے، اسی روز انھیں زخم لگا جو مندمل ہو گیا، عمرؓ بن الخطاب کی خلاقفت میں وہ پھٹ گیا جس سے انکی وفات ہوگئی اس لئے شہداء یمامہ میں شمار کئے جاتے ہیں انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

جبیر بن ایاس...... ابن خالد بن مخلد بن عامر بن رزیق، موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر نے جبیر بن ایاس کو اسی طرح کہا ہے، عبداللہ بن محمد ابن عمارۃ الانصار نے کہا کہ وہ جبیر بن الیاس تھے۔

بدر واحد میں شریک تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابوعبادہ...... نام سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن رزیق تھا، ان کی والدہ ہند بنت عجلان بن عنام بن عامر بن بیاضہ بن عامر بن الخزرج تھیں۔ ابوعبادہ کی اولاد میں عبادہ تھے، ان کی والدہ سنبلہ بنت ماعص ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن رزیق تھیں۔

عبداللہ، ان کی والدہ انیسہ بنۓ بشر بن یزید بن زید بن النعمان، ابن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔

فروہ، ان کیوالدہ ام خالد بنت عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر ابن بیاضہ بن عامر بن الخزرج تھیں۔

عبداللہ اصغر، انکی والدہ ام ولد تھیں۔

عقبہ، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

میمونہ (دختر) انکی والدہ جندبہ بنت مری بن سماک بن عتیک ابن امرئ القیس، بن زید بن الاشہل بن جشم تھیں۔

غزوہ بدر واحد میں شریک تھے، وفات کے وقت مدینے میں انکی بقیہ اولاد تھی ان کے بھائی۔

عقبہ بن عثمان...... ابن خلدہ بن مخلا بن عامر بن زریق، انکی والدہ ام جمیل بنت قطبہ ابن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں، بدر واحد میں شریک تھے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ذکوان بن عبد قیس...... ابن خلدہ بن مخلا ابن عامر بن رزیق، کنیت ابوسبع تھی، انکی والدہ اشجع میں سے تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے پہلے انصار میں جو اسلام لائے، وہ اور اسعد بن زرارہ ابوامامہ، دونوں روانہ ہوکر باہم مکہ جارہے تھے کہ نبی ﷺ کو سنا، آپ کے پاس آکر اسلام لائے اور مدینے واپس چلے گئے۔

ذکوان سب کی روایت میں دونوں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور مکہ میں رسول اللہ ﷺ میں رہے، یہاں تک کہ آپ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی، اسی لئے ان کو مہاجری انصار کہا جاتا تھا۔

بدر واحد میں شریک تھے۔ غزوہ احد میں ابوالحکم بن الاخنس ابن شریق بن علاج بن عمرو بن وہب الثقفی نے شہید کیا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوالحکم بن الاخنس پر جو سوار تھا حملہ کیا اس کے پاؤں پر تلوار ماری اور آدھی ران سے کاٹ دیا۔ انہے اس کے گھوڑے سے گرا کر ختم کر دیا یہ ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں ہوا۔ ذکوان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

مسعود بن خلدہ……ابن عامر بن مخلد بن عامر بن زریق، انکی والدہ انیسہ بنت قیس بن ثعلبہ بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ بن الخزرج تھیں۔

مسعود کی اولاد میں یزید وحیبہ تھے، انکی والدہ الفارعہ بنت الحباب بن الربیع، بن رافع بن معاویہ بن عبید بن الابجر تھیں، الابجر حذرہ ابن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے عامر انکی والدہ قسمہ بنت عبید بن المعلی بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید تھیں کہ غضب بن جشم بن الخزرج کی اولاد میں سے تھے۔

مسعود بن خلدہ بدر میں شریک تھے انکے اولاد ختم ہو چکی تھی، کوئی باقی نہ رہا۔

عبادہ قیس……ابن عامر بن خالد بن عامر بن زریق، انکی والدہ خویلہ بنت بشر ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔

عباد کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے، انکی والدہ ام ثابت بنت عبید بن وہب اشجع میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں ستراں سار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے بدر واحد میں بھی شریک تھے، وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد تھی۔

اسعد بن یزید ابن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق، موسیٰ بن عقبہ وابومعشر ومحمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح کہا ہے صرف محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ سعد بن یزید بن الفاکہ تھے۔

اسعد بدر واحد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

فاکہ بن نسر……ابن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق، ان کی والدہ امامہ بنت خالد بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں، صرف محمد بن عمر نے اسی طرح الفاکہ بن نسر کہا۔ موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ فاکہ بن بشر تھے عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ انصار میں نسر کوئی نہیں سوائے سفیان بن نسر کے جو بنی حارث بن الخزرج میں سے تھے۔

فاکہ کی اولاد میں دو بیٹیاں تھیں ام عبداللہ ورملہ، ان دونوں کی والدہ ام نعمان بنت نعمان بن خلدہ بن عمرو بن امیہ بن عامر بن بیاضہ تھیں۔

فاکہ بدر میں شریک تھے، وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

معاذ بن ماعص……ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق، ان کی والدہ اشجع میں سے تھیں رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن ماعص اور سالم مولائے ابی حذیفہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔

معاذ بن رفاعہ سے مروی ہے کہ معاذ بن ماعص بدر میں مجروح ہوئے اسی زخم سے مدینہ میں وفات پا گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں، ثابت یہ ہے کہ وہ بدر واحد زبیر معونہ میں شریک تھے اور اسی روز صفر میں ہجرت چھتیسویں مہینے شہید ہوئے، انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی:

عائذ بن ماعص ...... ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق، ان کی والدہ اشجع میں سے تھیں رسول اللہ ﷺ نے عائذ بن ماعص اور سویط بن عمرو۔ العبدری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔

عائذ بد۔ واحد اور یوم بیر معونہ میں شریک تھے، اسی روز شہید ہوئے۔ ابن سعد نے محمد بن سعد سے روایت کی کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ وہ بیر معونہ میں شہید نہیں ہوئے اس روز جو شہید ہوئے وہ ان کے بھائی معاذ ابن ماعص تھے، عائذ بن ماعص غزوہ بیر معونہ اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے خالد بن ولید کے ساتھ جنگ یمامہ میں شریک تھے اور اسی روز ہجرت نبوی کے بارھویں سال خلافت ابی بکر صدیق رضہ اللہ عنہ میں شہید ہوئے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

مسعود بن سعد ...... ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق۔ انکی والدہ میں عامر ام ثابت، ام سعد، ام سہل اور ام کبشہ بنت الفاکہ بن قیس بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں مسعود بدر واحد وخندق یوم بیر معونہ میں شریک تھے اسی روز بروایت محمد بن عمر شہید ہوئے، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ مسعود یوم خیبر میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، قیس بن خلدہ ابن عامر بن زریق کی اولادہ بھی ختم ہوگئی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

رفاعہ بن رافع ...... ابن مالک العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق، ان کی والدہ ام مالک بنت ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی تھیں۔

رفاعہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے، ان کی والدہ ام عبدالرحمٰن بنت النعمان بن عمرو بن مالک بن عامر بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔

عبید، انکی والدہ ام ولد تھیں۔ معاذ ان کی والدہ ام عبداللہ تھیں جو سلمٰی بنت معاذ بن الحارث بن رفاعہ بن الحارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔ عبیداللہ، النعمان، رملہ بثینہ، ام سعد، ان کی والدہ ام عبداللہ بنت الفاہ بن نسر بن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔

ام سعد صغری۔ انکی والدہ ام ولد تھیں، کلثم، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ رفاعہ کے والد رافع بن مالک بارہ نقیبوں میں سے ایک نقیب تھے جو ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے، بدر میں شریک نہ تھے، بدر میں ان کے دونوں بیٹے رفاعہ خلاد فرزند رافع شریک تھے۔

رفاعہ احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے ابتدائے خلافت معاویہ بن ابی سفیان

میں، انکی وفات ہوئی بقیہ اولاد بغداد مدینہ میں بہت ہے۔

علاد بن رافع ...... ابن مالک العجلان بن عمرو بن عامر بن عمرو بن عامر بن زریق، ان کی والدہ ام مالک بنت ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی تھیں۔ خلاد بن رافع کی اولاد میں یحییٰ تھے۔ انکی والدہ ام رافع بنت عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

خلاد بدر واحد میں شریک تھے ان کی بہت اولاد تھی جو مر گئے۔ اب کوئی باقی نہیں۔

عبید بن زید ...... ابن عامر بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی، عمرو بن عامر بن زریق کی اولاد بھی مر چکی تھی، سوائے رافع بن مالک کی اولاد کے کہ ان میں سے قوم کثیر باقی ہے، نعمان بن عامر کی اولاد میں ایک یا دو باقی ہیں۔

جملہ سولہ آدمی:

بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج:

زیاد بن لبید ...... ابن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ، کنیت ابو عبداللہ۔ انکی والدہ عمرہ بنت عبید بن مطروف بن الحارث بن زید بن عبید بن زید قبیلہ اوس کے بنی عمرو بن زید سے تھیں۔

زیاد بن لبید کی اولاد میں عبداللہ تھے، ان کی بقیہ اولاد مدینہ اور بغداد میں ہے زید سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، زیاد جب اسلام لائے تو وہ اور بنی بیاضہ کے وفرہ بن عمرو بت توڑتے تھے۔

زیاد مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے، آپ کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، انھوں نے بھی آپ کے ہمرکاب ہجرت کی اسی لئے زیاد کو مہاجری وانصاری کہتے تھے۔

زیاد بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرموت پر آپ کے عامل زیاد ابن لبید تھے یمن میں جب اہل النجیر اشعث بن قیس کے ساتھ مرتد ہوئے تو جنگ مرتد بن انھیں کے سپرد تھی، وہ ان پر کامیاب ہوئے، انھوں نے ان میں سے جسے قتل کیا اسے قتل کیا اور جسے قید کیا اسے قید کیا، اشعث ابن قیس کو بیڑیاں ڈال کے ابو بکرؓ کے پاس بھیج دیا۔

خلیفہ بن عدی ...... ابن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ، ابو معشر ومحمد ابن عمر نے اسی طرح ان کا نسب بیان کیا، لیکن موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق نے صرف خلیفہ بن عدی کہا۔ اور ان دونوں نے ان کا نسب آگے تک نہیں بیان کیا۔

خلیفہ کی اولاد میں ایک لڑکی تھی جس کا نام آمنہ تھا، اس سے فروہ بن عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ نے نکاح کیا۔ خلیفہ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

فروہ بن عمرو......ابن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ، انکی والدہ رحیمہ بنت نابی بن زید بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

فروہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے انکی والدہ حبیبہ بنت ملیل ابن وبرہ بن خالد بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف تھیں۔ عبیدو کبشہ وام شرجیل، انکی والدہ ام ولد تھیں۔

ام سعد، انکی والدہ آمنہ بنت خلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ تھیں خالدہ انکی والدہ ام ولد تھیں، آمنہ، انکی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

فروہ بن عمرو سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور عبداللہ ابن مخرمہ بن عبدالعزی بن ابی قیس کے درمیان جو بنی عامر بن لوی میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا۔

فروہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ نے انھیں غنائم پر عامل بنایا تھا۔ آپ انھیں مدینہ میں خارص (کھجوروں کا اندازہ لگانے والا) بنا کے بھیجا کرتے تھے، فروہ کی بقیہ اولاد تھی لیکن سب مر گئے ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

خالد بن قیس......ابن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ، انکی والدہ سلمٰی بنت حارثہ بن الحارث بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب ابن جشم بن الخزرج تھیں۔

خالد بن قیس کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے، ان کی والدہ ام ربیع بنت عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ تھیں۔

خالد بن قیس بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے موسیٰ بن عقبہ وابو معشر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ خالد بن قیس عقبہ میں حاضر نہیں ہوئے سب نے کہا کہ خالد بن قیس بدر واحد میں شریک تھے انکی بقیہ اولاد تھی۔ مگر سب مر گئے۔

رخیلہ بن ثعلبہ......ابن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ، بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

کل پانچ آدمی تھے:

بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج

رافع بن معلیٰ......ابن لوذان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن زید مناۃ ابن حبیب بن عبد حارثہ، ان کی والدہ ادام بنت عوف بن مبذول بن عمرو ابن مازل بن النجار تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور صفوان بن بیضاء کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا دونوں بدر میں شریک تھے

بعض روایات میں دونوں اسی روز شہید ہوئے۔ یہ بھی روایت کہ صفوان اس روز شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد تک زندہ رہے، جس نے رافع بن معلیٰ کو شہید کیا وہ عکرمہ بن ابی جہل تھا۔

موسیٰ بن عقبیٰ ومحمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کا اس پر........اتفاق ہے کہ رافع بن المعلی بدر میں شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی۔

ہلال بن المعلی

......ابن لوذان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن زید بن مناۃ ابن حبیب بن عبد حارثہ۔

ان کی کنیت ابوقیس تھی، انکی والدہ ام بنت عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار تھیں۔

موسیٰ بن عقبیٰ وابومعشر ومحمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصار نے اس پر اتفاق کیا ہلال بن المعلی بدر میں شریک تھے، لیکن محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں شریک تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ غزوہ بدر میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد ہے، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کو رافع بن المعلی شہید بدر میں لیکن ہلال اس روز شہید نہیں ہوئے وہ اپنے بھائی عبید بن المعلی کے ساتھ احد میں بھی شریک تھے البتہ عبید بدر میں نہ تھے۔

ہلال کی بقیہ اولاد مدینہ وبغداد میں ہے، حبیب بن عبد حارثہ کی تمام اولاد سوائے اولاد ہلال بن المعلی کے سب انتقال کر گئی۔

قبیلہ خزرج کے جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب بدر میں تھے وہ محمد بن عمر کے شمار میں ایک سو پچھتر آدمی تھے۔ لیکن محمد بن اسحاق کے شمار میں ایک سو تر تھے وہ تمام مہاجرین وانصار اور وہ لوگ کہ رسول اللہ ﷺ نے غنیمت وثواب میں ان کا حصہ لگایا، محمد بن اسحاق کے شمار میں تین سو چودہ آدمی تھے، مہاجرین میں سے تر اسی انصار کے قبیلہ اوس میں سے اکسٹھ اور خزرج میں سے ایک سو تر۔

ابومعشر ومحمد بن عمر کے شمار میں جو لوگ بدر میں شریک تھے وہ تین سو تیرہ آدمی تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے یہ روایت بھی سنی وہ ۳۱۴، آدمی تھے اور موسیٰ بن عقبہ کے شمار میں ۳۱۶، آدمی تھے۔

انصار کے وہ بارہ نقیب جنھیں رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں شب عقبہ منتخب فرمایا عبداللہ

بن ابی بکر محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جماعت والوں سے جو آپ سے عقبہ میں ملے تھے فرمایا (منیٰ میں تین مقام پر رمی کی جاتی۔ یہ ان میں سے ایک کا نام عقبہ ہے جو مکہ سے منی آنے میں سب سے پہلے ملتا ہے، ارذیحجہ کو اس کی جاتی ہے شب عقبہ شب۔ ارذیحہ کہتے ہیں) کہ اپنی جماعت میں سے بارہ آدمی نکال کر میرے پاس بھیجو جو اپنی قوم کے ذمہ دار ہوں جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم کے حواری ذمہ دار تھے ان لوگوں نے بارہ آدمی منتخب کرتے۔

کسی اور راوی نے دوسری روایت میان اتنا اور کہا کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے

دل میں یہ محسوس نہ کرے کہ دوسرے کا انتخاب کرلیا گیا، کیونکہ میرے لئے جبرئیل انتخاب کرتے ہیں۔عکرمہ سے مروی ہے کہ سال آئندہ رسول اللہ ﷺ سے انصار کے ستر آدمی ملے جو آپ پر ایمان لائے آپ نے ان میں سے بارہ آدمیوں کو نقیب بنایا۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نقیبوں سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ اپنی کے ذمہ دار ہو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کے حواری ذمہ دار تھے، ان لوگوں نے کہا جی ہاں۔

ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ بارہ نقیب تھے جنکے رئیس اسعد بن زرارہ تھے۔عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد بن زرارہ کو نقیبوں پر نقیب ذمہ دار ورئیس بنایا تھا۔

نقباء کا نام ونسب اوران کے صفات ووفات عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری اور دوسرے متعدد طریق سے مروی ہے کہ اوس میں سے تین نقیب تھے جن میں سے بنی عبدالاشہل کے حسب ذیل دو تھے۔

اسید بن الحضیر ......ابن سماک بن عتیک بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل کنیت ابویحییٰ اور ابوالحضیر تھی، ان کی والدہ بروایت محمد بن عمر ام اسید بنت النعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل، اور بروایت عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری ام اسید بن سکن بن کرز ابن زعوراء بن عبدالاشہل تھیں۔

اسید کی اولاد میں یحییٰ تھے، ان کی والدہ کندہ میں سے تھیں جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے والد حضیر الکتائب جاہلیت میں شریف (سردار) تھے، اور جنگ بعاث کے دن اوس کے سردار تھے اوران تمام جنگوں میں جو اوس وخزرج میں ہوا کرتی تھیں آخری جنگ تھی اسی روز حضیر الکتائب مقتول ہوئے یہ جنگ ہورہی تھی اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے، آپ نبی ہوچکے تھے اور اسلام کی دعوت دی تھی، اس کے چھ سال بعد آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

اشعار ذیل خفاف بن ندبہ السلمی نے حضیر الکتائب کے بارے میں کہے ہیں۔

لو ان المنایا جدن عن ذی مھابۃ : نھبن حضیر الیوم غلق واقما

گر موتیں خوفناک آدمی سے بھاگتیں تو وہ اس روز معضیر سے ضرور ڈرتیں جس روز اس نے قلعہ واقم کو مقفل کردیا تھا۔

یطوف بہ حتی اذاللیل جنۃ تبوا منہ مقعد اٗمتنا عما

وہ اسی قلعہ کے گرد گھومتا رہا یہاں تک کہ جب رات نے اسے چھپالیا تو اس نے اس سے ایک آرام کی نشست گاہ بنالی۔

واقم حضیر الکتائب کا قلعہ تھا جو بنی عبدالاشہل میں تھا۔

اسید بن الحضیر زمانہ جاہلیت میں اپنے والد کے بعد اپنی قوم میں شریف تھے اسلام میں وہ عقلائے اہل الرائے میں شمار ہوتے تھے، جاہلیت میں بھی عربی لکھنا جانتے تھے حالانکہ اس زمانے میں عرب میں کتابت بہت کم تھی، وہ پیرنا اور تیراندازی اچھی جانتے تھے جس شخص میں یہ صفات جمع ہوتی تھیں اسے جاہلیت کے زمانے میں کامل کہا جاتا تھا۔یہ سب خوبیاں اسید میں جمع تھیں ان کے والد حضیر الکتائب بھی اس میں مشہور تھے اوران کا نام بھی کامل تھا۔

واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ اسید بن الحضیر اور سعد بن معاذ ایک ہی دن مصعب بن عمیر العبدری کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے۔ اسید اسلام میں سعد سے ایک گھنٹہ پہلے تھے رسول اللہ ﷺ سے مصعب بن عمیر ستر اصحاب عقبہ آخرہ سے پہلے مدینہ میں آ کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے، انھیں قرآن پڑھاتے تھے اور دین کا فقیہ بناتے تھے۔

اسید سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ آخرہ میں حاضر ہوئے اور بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے، رسول اللہ ﷺ نے اسید بن الحضیر اور زید بن حارثہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔

اسید بدر میں حاضر نہیں ہوئے اور وہ اکابر اصحاب رسول اللہ ﷺ جو نقباء وغیرہ نقباء تھے بدر سے پیچھے رہ گئے تھے ان کا یہ گمان نہ تھا کہ وہاں رسول اللہ ﷺ و جنگ وقتال کی نوبت آئے گی، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہی محض قافلہ قریش کے روکنے کے لئے نکلے تھے جو شام سے واپس آ رہا تھا۔

اہل قافلہ کو یہ معلوم ہو گیا تو انھوں نے کسی کو مکہ بھیجا کہ قریش کو رسول اللہ ﷺ کی روانگی کی خبر دے، ان لوگوں نے قافلے کو ساحل سے روانہ کیا اور وہ بچ گیا قریش کی جنگی جماعت اپنے قافلہ کی حفاظت کے لئے مکہ سے روانہ ہوئی، ان کا مقابلہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب سے بغیر کسی قرار داد کے بدر میں ہو گیا۔

عبداللہ بن ابی سفیان مولائے ابن ابی احمد سے مروی ہے کہ اسید بن الحضیر رسول اللہ ﷺ سے اس وقت ملے جب آپ بدر سے آ گئے تھے اور کہا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے آپ کو فتح مند کیا اور آپ کی آنکھ کو ٹھنڈا کیا، یا رسول اللہ واللہ میرا بدر سے پیچھے رہنا یہ گمان کر کے نہ تھا کہ آپ دشمن کا مقابلہ کریں گے، میرا گمان یہ تھا کہ وہ تجارتی قافلہ ہے، اگر یہ خیال کرتا کہ وہ دشمن ہے تو پیچھے نہ رہتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسید احد میں شریک تھے اس روز انھیں سات زخم لگے۔ جس وقت لوگ بھاگے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ثابت قدم رہے خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے اور آپ کے بلند پایہ اصحاب میں سے تھے۔

ابو ہریرہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اسید بن الحضیر کیسے اچھے آدمی تھے، ابن مالک سے مروی ہے کہ اسید بن الحضیر اور عباد بن بشر مہینے کی آخری تاریک رات میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے دونوں آپ کے پاس باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ جب نکلے تو دونوں میں سے ایک کا عصاء دونوں کے لئے روشن ہو گیا۔ اس کی روشنی میں چلتے رہے۔ جب راستہ جدا ہوا تو ان میں سے ہر ایک کا عصا اس کے لئے روشن ہو گیا جس کی روشنی میں وہ چلے۔

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ اسید بن حضیر اپنی قوم کی امامہ کرتے تھے، بیمار ہو گئے تو انھوں نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ سلیمان بن بلال نے اپنی حدیث میں کہا کہ پھر لوگوں نے ان کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ اسید بن الحضیر کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ وہ اپنے اوپر چار ہزار کا قرض چھوڑ گئے۔ ان کے مال میں ایک ہزار سالانہ کی آمدنی ہوتی تھی۔ لوگوں نے اس کے بیچنے کا ارادہ کیا تو عمر بن الخطاب کو معلوم ہوا۔ انھوں نے ان کے قرض خواہوں کو بلا بھیجا اور کہا کہ آیا تمھیں یہ منظور ہے کہ تم لوگ ہر سال ایک ہزار لے لو اور اسے چار سال میں پورا کر لو۔ ان لوگوں نے کہا ہاں اے امیر المومنین، لوگ جائداد فروخت کرنے سے باز رہے اور ہر سال ایک ہزار لیتے تھے۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ اسید بن الحضیر کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انھوں نے قرض چھوڑا، عمرؓ نے ان کے قرض خواہوں سے مہالت دینے کی گفتگو کی۔

ابوالہیثم بن التیہان...... نام مالک تھا۔ بلی میں سے تھے جو بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے۔ ان کی والدہ ام مالک بنت مالک، بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ میں سے تھیں۔ وہ بھی انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے۔ ابو الہیثم دونوں عقبہ اور بدر واحد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے ہم نے ان کا پورا حال بنی عبدالاشہل کے شرکائے بدر میں لکھ دیا ہے۔

بنی غنم بن السلم بن امرئ القیس بن مالک بن الاوس میں سے حسب ذیل ایک صحابی تھے

سعد بن خیثمہ...... ابن حارث بن مالک بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارث بن غنم بن اسلم کنیت ابو عبداللہ تھی، انکی والدہ ہند بنت اوس بن عدی ابن امیہ بن عامر بن خطمہ بن جشم بن مالک بن الاوس تھیں۔

انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے، عقبہ آخر اور بدر میں شریک تھے، اسی روز شہید ہوئے ہم نے ان کا پورا حال بنی غنم بن السلم کے حاضرین بدر میں لکھدیا ہے۔

خزرج کے نو نقیب تھے جن میں بنی النجار کے حسب ذیل ایک تھے

اسعد بن زرارہ...... ابن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار۔ کنیت ابوامامہ تھی۔ انکی والدہ سعاد تھیں۔ ایک روایت ہے کہ الفریعہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن الابجر تھیں، ابجر حذرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے اسعد سعد بن معاذ کے خالہ زاد بھائی تھے۔

اسعد بن زرارہ کی اولاد میں حبیبہ وکبشہ والفریعہ تھیں جو سب مبایعات میں سے تھیں انکی والدہ عمیرہ بنت سہل بن ثعلبہ الحارث ابن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں اسعد بن زرارہ کی اولاد زینہ نہ تھی اور سوائے ان بیٹوں کے اولاد کے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی سعد بن زرارہ کی بقیہ اولاد تھی۔

خبیب بن عبدالرحمن بن خبیب بن یساف سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن عبدقیس مکہ معظمہ عتبہ ربیعہ کے پاس گئے تھے، ان دونوں نے رسول اللہ کو سنا تو آپ کے پاس آئے، آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ دونوں مشرف بہ اسلام ہوئے، پھر عتبہ بن ربیعہ کے پاس نہ گئے بلکہ مدینہ واپس آئے یہ دونوں سب سے پہلے شخص تھے جو مدینہ میں اسلام لے کے آئے۔

عمارۃ بن غزیہ سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ سب سے پہلے شخص ہیں جو اسلام لائے آپ سے چھ آدمی ملے جن میں چھٹے اسعد تھے، یہ پہلا سال تھا۔ دوسرے سال انصار کے بارہ آدمی آپ سے عقبہ میں ملے، انھوں نے

آپ سے بیعت کی تیسرے سال آپ سے ستر انصار ملے انھوں نے آپ سے شب عقبہ یعنی ارذی الحجہ کی رات کو بیعت کی، آپ نے انھیں میں سے بارہ نقیب لئے اسعد ابن زرارہ بھی نقیب تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسعد بن زرارہ کو ان آٹھ آدمیوں میں شمار کیا جاتا ہے جن سے متعلق لوگوں کا گمان ہے کہ وہ انصار میں سب سے پہلے نبی ﷺ سے قدمبوس ہوئے اور اسلام لائے۔ ہمارے نزدیک چھ آدمیوں کا واقعہ تمام اقوال میں سب سے زیادہ ثابت ہے وہ لوگ انصار میں سب سے پہلے نبی ﷺ سے ملے اور اسلام لائے، ان سے قبل انصار میں سے کوئی اسلام نہیں لایا تھا۔

عبادہ بن الولید بن عبادہ الصامت سے مروہ ہے کہ لیلۃ العقبہ میں اسعد بن زرارہ نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے لوگوں! تم جانتے ہو کہ تم لوگ محمد ﷺ سے کس بات پر بیعت کرتے ہو! تم لوگ آپ سے اس بات پر بیعت کرتے ہو کہ عرب وعجم اور جن وانس سب سے جنگ کرو گے۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ اس کے لئے جنگ ہیں جو جنگ کرے، اور اس کے لئے صلح ہیں جو صلح کرے ، اسعد بن زرارہ نے عرض کی یارسول اللہ مجھ پر لازم کر دیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے اس پر بعت کرنے ہو کہ گواہی دو گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، نماز پڑھو گے، زکوۃ دو گے میری بھی حفاظت کو دگے جس سے اپنی اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہو۔

سب نے عرض کی جی ہاں، انصار کے کسی کہنے والے نے کہا جی ہاں یارسول اللہ یہ تو آپ کے لئے۔ اور ہمارے لئے کیا ہے فرمایا جنت اور نصرت الہی۔

یحیی بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن سعد بن زرارہ سے مروی ہے کہ میں نے ام سعد بن سعد بن الربیع کو کہتے سنا جو خارجہ بن زید ابن ثابت کی ماں تھیں کہ مجھے النوار والدہ زید بن ثابت نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے سے پہلے اسعد بن زرارہ کو خواب میں دیکھا۔ وہ لوگوں کو پانچوں نمازیں اور جمعہ اس مسجد میں پڑھا رہے ہیں جو انھوں نے سہل وسہیل فرزندان رافع بن ابی عمرو ابن عائذ بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کے میدان میں بنائی ہے۔ انھوں نے کہا کہ پھر میں رسول اللہ کو دیکھتی تھی کہ جب آپ تشریف لائے تو اسی مسجد میں نماز پڑھی اور اسے تعمیر کیا۔ آپ کی وہ مسجد آج تک ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مصعب ابن عمیر بھی رسول اللہ کے حکم سے اسی جگہ لوگوں کو نماز اور جمعہ پڑھاتے تھے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ ہو گئے کہ آپ کے ساتھ ہجرت کریں تو اسعد بن زرارہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اسعد بن زرارہ اور عمارۃ بن حزم اور عوف بن عضراء جب اسلام لائے تو وہ لوگ بنی مالک بن النجار کے بیت توڑ رہے تھے۔

محمد بن عبدالرحمن بن سعد بن زرارہ سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ کو حلق کی بیماری ہوئی تو ان کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ داغ دو، میں تمھارے بارے میں اپنے اوپر ملامت نہ کروں گا۔

بعض اصحاب نبی ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد بن زرارہ کے حلق میں درد (ذبحہ) کی

وجہ سے دو مرتبہ داغا اور فرمایا کہ میں اس سے اپنے دل میں کوئی تنگی نہیں چھوڑتا ہوں یعنی ہی کر سمجھتا ہوں،

جابر سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ کو ذبحہ درد حلق تھا تو اسے رسول اللہ ﷺ نے داغ دیا۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انکی اکحل (رگ دست) میں دو مرتبہ داغ دیا۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ انھیں ابی امامہ سہل بن حنیف نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد بن زرار کی عیادت فرمائی ان کے جسم پر پتی اچھل آئی تھی۔ جب آپ ان کے پاس تشریف لائے تو فرمایا اللہ یہود کو غارت کرے جو کہتے ہیں کہ آپ نے ان سے اس مرض کو کیوں نہ دور کر دیا حالانکہ میں ان کے لئے اور اپنے لئے کسی بات پر قادر نہیں مجھے ابی امامہ کے بارے میں تم لوگ ملامت نہ کرو۔ آپ نے ان کے متعلق حکم دیا تو انھیں داغ دیا گیا اور داغ سے ان کے حلق میں دائرہ کر دیا گیا۔

یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ سے مروی ہے کہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کے متعلق جو تین تھیں رسول اللہ ﷺ کو وصیت کی، وہ رسول اللہ ﷺ کے عیال میں ہوگئیں، آپ کے ہمرکاب ازواج کے مکانوں میں گشت کرتی تھیں وہ کبشہ وحبیبہ والفارعہ (الفریعہ) دختران اسعد تھیں۔

زینب بنت خبیط بن جابر زوجہ انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوامامہ یعنی اسعد بن زرارہ نے میری والدہ اور خالہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو وصیت کی وہ آپ کے پاس زیور لائے جس میں سونا اور موتی تھے۔ اس کا نام الرعاث بالی یا بندہ) تھا، رسول اللہ ﷺ نے وہ زیور ان کو پہنا دیئے۔ روایہ نے کہا کہ میں نے ان میں کے بعض زیور اپنے اعزہ کے پاس پائے۔

ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے جو اسعد بن زرارہ کے نواسے تھے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ابوامامہ اسعد بن زرارہ بن عدس کی عیادت فرمائی وہ لیلۃ العقبہ میں نقبا کے رئیس تھے ان پر پتی اچھل آئی رسول اللہ ﷺ ان کے پاس عیادت کو آئے اور فرمایا کہ یہ یہود بھی بدترین ہیں کہتے ہیں کہ کیوں نہ آپ نے اس مرض کو ان سے دور کر دیا۔

حالانکہ میں تمھارے لئے یا اپنے لئے کسی چیز پر بھی قادر نہیں۔ لوگ ابوامامہ کے بارے میں ہرگز ملامت نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر پتی کی وجہ سے انھیں داغ دیا گیا۔ ان کی گردن میں داغ کا ایک طوق بنا دیا گیا پھر ابی امامہ کو بہت دیر نہ گزری تھی کہ ان کی وفات ہوگئی۔

عبدالرحمٰن ابی الرجال سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ کی وفات شوال میں ہجرت کے نویں مہینے ہوئی۔ اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد تعمیر ہو رہی تھی۔ یہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے، رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی النجار آئے اور عرض کی، ہمارے نقیب مرگئے، ہم ہر کسی کو نقیب کفیل وذمہ دار بنا دیجئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمھارا نقیب میں ہوں۔

یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے اپنے اعزہ سے روایت کی کہ جب اسعد بن زرارہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ان کے غسل میں تشریف لائے۔ آپ نے انھیں تین کپڑوں میں کفن دیا جن میں ایک چادر تھی۔ آپ نے ان پر نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ کو جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا گیا اور آپ نے انھیں بقیع میں دفن کیا۔

عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ بقیع میں سب سے پہلے جو دفن کیا گیا وہ اسعد بن زرارہ تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یہ انصار کا قول ہے۔ مہاجرین کہتے تھے کہ سب سے پہلے جو بقیع میں دفن کیا گیا وہ عثمان بن

مظعون تھے۔

بنی الحارث بن الخزرج کے حسب ذیل دو نقیب تھے

سعد بن الربیع...... ابن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغرابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج، ان کی والدہ ہزیلہ بنت عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر جشم بن الحارث بن الخزرج تھیں۔

وہ انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے، بدر واحد میں حاضر تھے اور اسی روز شہید ہوئے۔ ہم نے ان کا حال بنی الحارث بن الخزرج کے شرکائے بدر میں لکھ دیا ہے۔

عبداللہ بن رواحہ...... ابن ثعلبہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک الاغرابن ثعبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج، ان کی والدہ کبشہ بنت واقد بن عمرو بن الاطنابہ بن عامر بن زید مناۃ بن مالک الاغر تھیں۔ وہ انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے۔

بدر واحد وخندق وحدیبیہ میں شریک تھے، یوم موتہ میں شہید ہوئے وہ اس روز ایک امیر تھے ہم نے ان کا حال بنی الحارث بن الخزرج کے حاضرین بدر میں لکھ دیا ہے۔

بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کے حسب ذیل دو آدمی تھے

ابن دیلم بن حارثہ ابن حزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج ابن ساعد کنیت ابو ثابت تھی ان کی والدہ عمرہ تھیں جو الثاثہ بن مسعود قبلہ بن عمرو بن زید بن مدی بن عمرو بن مالک بن النجار بن الخزرج تھیں، وہ سعد بن زید الاشہل کے جو اہل بدر تھے خالہ زاد بھائی تھے۔

سعد بن عبادہ کی اولاد میں سعید ومحمد وعبدالرحمن تھے، ان کی والدہ غزیہ بنت سعد بن خلیلہ بن الاشرف بن ابی حزیمہ بن ثعلبہ بن طریف ابن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

قیس وامامہ وسدوس، ان کی والدہ فکیہہ بنت عبید بن دلیم بن حارث بن ابی حزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

سعد جاہلیت میں بھی عربی لکھتے تھے حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی وہ پیرنا اور تیراندازی اچھی جانتے تھے۔ جو اسے اچھی طرح جانتا تھا وہ کامل کہلاتا تھا۔

سعد بن عبادہ اور ان کے قبل ان کے آباواجداد زمانہ جاہلیت میں اپنے قلعہ پر ندادیا کرتے تھے کہ جو گوشت اور چربی پسند کرے وہ دلیم بن حارث کے قلعے میں آئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعد بن عبادہ کو اس وقت پایا جب وہ اپنے قلعہ پر ندادیتے تھے کہ جو شخص چربی یا گوشت پسند کرے اسے سعد بن عبادہ کے پاس آنا چاہئے، میں نے ان کے بیٹے کو اسی طرح پایا کہ وہ بھی دعوت دیتے تھے۔

میں مدینہ کے راستے پر چل رہا تھا۔ اس وقت جوان تھا۔ مجھ پر عبداللہ بن عمر گزرے جو العالیہ اپنی زمین کی طرف جارہے تھے انھوں نے کہا کہ اے جوان، ادھر آؤ۔ دیکھو آیا تمھیں سعد بن عبادہ کے قلعے پر کوئی ندادیتا ہوا نظر

آتا ہے میں نے نظر کی تو کہا کہ نہیں۔انھوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعد بن عبادہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے حمد عطا کر اور مجھے مجد (بزرگی) عطا کر۔مجد بغیر اچھے کام کے نہیں ہے اور اچھا کام بغیر مال کے نہیں ہے اے اللہ تھوڑا میرے لئے مناسب نہیں ہے اور نہ میں اس پر درست ہوں گا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعد بن عبادہ منذر بن عمرو اور ابو دجانہ جب اسلام لائے تو یہ بنی ساعدہ کے بت توڑتے تھے، سعد بن عبادہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے وہ سردار بخی تھے، بدر میں حاضر نہ تھے، وہ روانگی بدر کی تیاری کررہے تھے اور انصار کے گھروں میں آ کر انھیں بھی روانگی۔پر برانگیختہ کرتے تھے، مگر روانگی سے پہلے وہ محتاج ہوگئے اور ٹھہر گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگرچہ سعد شریک نہ ہوئے۔لیکن اس کے آرزومند تھے۔

بعض نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے غنیمت وثواب میں ان کا حصہ لگایا یہ نہ متفق علیہ ہے اور نہ ثابت۔راویان مغازی میں سے کسی نے بھی حاضر بدر میں ان کا ذکر نہیں کیا۔لیکن وہ احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ سے تشریف لائے تو سعد آپ کو روزانہ ایک بڑا پیالہ بھیجتے تھے جس میں گوشت کا ثرید (ثرید، روٹی کے ٹکڑے گوشت میں پکے ہوئے) یا دودھ کا ثرید یا سرکہ وزیتون یا گھی کا ثرید ہوتا تھا۔اکثر گوشت کا ہوتا تھا، سعد کا پیالہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی ازواج کے مکانوں میں گھومتا تھا (یعنی جس روز آپ جہاں ہوتے تھے وہیں وہ پیالہ بھیجا جاتا تھا۔)

ان کی والدہ عمرہ بنت مسعود مطالیعات میں سے تھیں۔وفات مدینہ میں اس وقت ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ دومۃ الجندل کے لئے تشریف لے گئے تھے۔یہ غزوہ ربیع الاول ۵ھ میں ہوا تھا سعد بن عبادہ اس غزوے میں بھی آپ کے ہمرکاب تھے، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ان کی قبر پر آئے اور ان پر نماز پڑھی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ کی والدہ کی وفات اس وقت ہوئی جب نبی ﷺ مدینہ سے باہر تھے۔آپ سے سعد نے کہا کہ ام سعد کی وفات ہوگئی چاہتا ہوں کہ آپ ان پر نماز پڑھیں، آپ نے پڑھی، حالانکہ ان کو ایک مہینہ گزر گیا تھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس نذر کے بارے میں استفتاء کیا جو ان کی والدہ پر تھی اور اس کو پورا کرنے سے پہلے ان کی وفات ہوگئی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کی طرف سے ادا کردو۔

ابن عباس مروی ہے کہ سعد بن عبادہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہ موجود نہ تھے۔رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ میری والدہ کی وفات ہوگئی میں ان کے پاس موجود نہ تھا۔اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو یہ انھیں مفید ہوگا آپ نے فرمایا۔ہاں عرض کی میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ خرمااان کی طرف سے صدقہ ہے سعید سے مروی ہے کہ سعد نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا ام سعد کی وفات ہوگئی۔انھوں نے وصیت نہیں کی اگر میں انکی جانب سے خیرات کروں تو انھیں مفید ہوگا۔فرمایا ہاں۔انھوں نے کہا کہ پھر کون سا صدقہ آپ کو

زیادہ پسند ہے۔فرمایا کہ پانی پلاؤ (یعنی کنواں وقف کرو)

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ام سعد کا انتقال ہوا تو سعد نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کونسا صدقہ افضل ہے،فرمایا۔پانی پلاؤ۔

حسن سے مروی ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا آیا میں اس حوض کا پانی پیوں جو..... مسجد میں ہے کیونکہ وہ صدقہ (وقف) ہے حسن نے کہا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ نے ام سعد کے سقایہ سے پانی پیا ہے،بس کافی ہے۔

عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ جس وقت اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو وفات دی تو انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے سعد بن عبادہ بھی ساتھ تھے،انھوں نے سعد کی بیعت کا مشورہ کیا۔یہ خبر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی،دونوں روانہ ہوئے اور ان لوگوں کے پاس آئے،ہمراہ کچھ مہاجرین بھی تھے۔

ان کے اور انصار کے درمیان سعد بن عبادہ کی بیعت کے بارے میں گفتگو ہوئی تو خطیب انصار کھڑا ہوا اور اس نے کہا "انا جذیلها المحکک وعذیقها المرجب" (میں وہ شاخ ہوں جس سے اونٹ اپنا جسم کھجاتے ہیں اور وہ میوہ نورس ہوں جو بابرکت ہے) اے گروہ قریش ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے پھر بہت شور ہونے لگا۔اور آوازیں بلند ہوگئیں۔

عمرؓ نے کہا کہ میں نے ابوبکرؓ سے عرض کی کہ آپ اپنا ہاتھ پھیلائیے،انھوں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا تو میں نے ان سے بیعت کر لی اور انصار نے بھی ان سے بیعت کر لی،مہاجرین نے بھی ان سے بیعت کر لی،ہم سعد بن عبادہ کی طرف بڑھے،وہ چادر اوڑھے ہوئے ان لوگوں کے درمیان تھے میں نے پوچھا کہ انھیں کیا ہوا ہے،لوگوں نے کہا کہ وہ بیمار ہیں۔

ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ تم لوگوں نے سعد کو قتل کر دیا۔میں نے کہا کہ اللہ نے سعد کو قتل کیا، واللہ ہمیں جو حالت پیش آئی تھی اس میں ہم نے ابوبکر کی بیعت سے زیادہ مستحکم کوئی امر نہیں پایا۔ہمیں اندیشہ ہوا کہ اگر ہم نے بیعت نہ کی۔اور قوم کو چھوڑ دیا تو وہ ہمارے بعد بیعت کر لیں گے پھر یا تو ہم بھی ان سے بیعت کرتے جو ہماری مرضی کے خلاف تھا یا ہم ان کی مخالفت کرتے جس صورت میں فساد ہوتا۔

زبیر بن المنذر بن ابی اسید الساعدی سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے سعد بن عبادہ سے کہا کہ تم بھی آکر بیعت کر لو کیونکہ سب لوگوں نے بیعت کر لی،تمھاری قوم نے بھی بیعت کر لی،تو انھوں نے کہا کہ نہیں واللہ میں اس وقت تک بیعت نہ کروں گا جب تک کہ جتنے تیر میرے ترکش میں ہیں تم سب کو نہ مارلوں گا۔اور اپنی قوم وقبیلے کے ان لوگوں کی ہمراہی میں جو میرے تابع میں تم لوگوں سے قتال نہ کرلوں گا۔

ابوبکرؓ کے پاس یہ خبر آئی تو بشیر بن سعد نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ انھوں نے انکار کیا اور اصرار کیا۔وہ تم سے بیعت کرنے والے نہیں ہیں خواہ انھیں قتل کر دیا جائے اور وہ ہرگز قتل نہیں کیے جاسکتے .... تاوقتیکہ ان کے ساتھ ان کی اولاد اور ان کا قبیلہ قتل نہ کیا جائے اور وہ لوگ ہرگز قتل نہیں کیے جاسکتے تاوقتیکہ خزرج کو نہ قتل کیا جائے اور خزرج کو ہرگز قتل نہیں کیا جاسکتا تاوقتیکہ اوس کو قتل نہ کیا جائے۔لہٰذا آپ لوگ انھیں نہ چھیڑیے۔کیونکہ آپ کا معاملہ درست ہوگیا،وہ تمھیں نقصان پہنچانے والے نہیں ہیں جب تک ان سے باز پرس نہ ہو،وہ صرف ایک آدمی ہیں ابوبکرؓ

نے بشیر کی نصیحت قبول کر لی اور سعد کو چھوڑ دیا۔

جب عمرؓ والی ہوئے تو ایک روز مدینہ کے راستے پر ان سے ملے کہا کھوا ے سعد سعد نے کہا، کھوا ے عمرؓ۔ عمرؓ نے کہا کہ تم وہی ہو جو ہو، سعد نے کہا ہاں میں وہی ہوں، یہ حکومت تم تک پہنچ گئی ہے، واللہ تمھارے ساتھی ابوبکرؓ ہمیں تم سے زیادہ محبوب تھے واللہ میں نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ میں تمھاری نزدیکی کو ناپسند کرتا ہوں۔

عمرؓ نے کہا جو اپنے پڑوسی کی نزدیکی کو پسند نہ کرے وہ اس کے پاس سے منتقل ہو جائے سعد نے کہا کہ میں اسے بھولا نہیں ہوں اور میں ان کے پڑوس میں منتقل ہونے والا ہوں جو تم سے بہتر ہیں۔ زیادہ زمانہ نہ گزرا کہ وہ ابتدائے خلافت عمرؓ بن الخطاب میں شام کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہو گئے اور حوران میں انکی وفات ہوئی۔

یحییٰ بن عبدالعزیز بن سعید بن سعد عبادہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعد بن عبادہؓ کی وفات حوران ملک شام میں خلافت عمرؓ کے ڈھائی سال بعد ہوئی۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ گویا ۱۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

عبدالعزیز نے کہا کہ مدینہ میں ان کی موت کا علم اس وقت ہوا کہ لڑکوں نے بیر مسد یا سکن میں جو دوپہر کی سخت گرمی میں گھسے ہوئے تھے کسی کہنے والے کو کنویں سے کہتے سنا کہ

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ   رمیناہ بھین قلم نخط فوادہ

(ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا ہم نے انھیں دو تیر مارے ہم نے ان کے دل پر نشانہ لگانے سے خطانہ کی)

لڑکے ڈر گئے اور اس دن کو یاد رکھا، انھوں نے اس کو وہی ان پایا جس روز سعد کی وفات ہوئی تھی۔ کسی سوراخ میں بیٹھے وہ پیشاب کر رہے تھے کہ قتل کر دیئے گئے اور اسی وقت مر گئے۔ لوگوں نے ان کی کھال کو دیکھا کہ سبز ہو گئی تھی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ جب واپس آئے تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں جراثیم محسوس کرتا ہوں ان کی وفات ہو گئی تو لوگوں نے جنکو کہتے سنا۔

فقتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ   رمیناہ بسھین لم نخط فوادہ

(ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا، ہم نے انھیں دو تیر مارے ہم، نے ان کے دل پر نشانہ لگانے سے خطانہ کی)

منذر بن عمرو...... ابن خنیس ابن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدان کی والدہ ہند بنت المنذر بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے اور بارہ نقیبوں میں سے تھے، بدرواحد میں شریک تھے بیر معونہ میں شہید ہوئے، ان کا حال بنی ساعدہ کے حاضرین بدر میں لکھ دیا ہے۔

بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کے حسب ذیل دونقیب تھے۔

براء بن معرور...... ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب ابن سلمہ، ان کی والدہ الرباب بنت النعمان بن امرئ القیس بن زید ابن عبدالاشہل بن جشم بن الاوس تھیں۔

براء کی اولاد میں بشر بن البراء تھے جو عقبہ اور بدر میں حاضر ہوئے تھے، ان کی والدہ خلیدہ بنت قیس بن ثابت بن خالد، وہ ہمان کی شاخ اشجع میں سے تھیں۔ مبشر، ہند سلافہ، لرباب مبایعات میں سے تھیں، ان کی والدہ حمیمہ صیفی بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

براء معرور سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر تھے، انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے لیلۃ العقبہ میں جس وقت ستر انصار رسول اللہ ﷺ سے قدم بوس ہوئے تو براء نقباء میں سب سے پہلے شخص تھے جنھوں نے کلام کیا، ان لوگوں نے آپ سے بیعت کی آپ نے ان میں سے نقیب بنائے۔

براء کھڑے ہوئے اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے محمدؐ کے ذریعے سے ہمیں بزرگی دی اور آپ کو ہمیں عطا کیا۔ ہم لوگ ان میں سب سے پہلے ہوئے جنھوں نے قبول کیا ان میں سب سے آخر ہوئے جن کو آپ نے دعوت دی ہم نے اللہ اور اس کے رسول اللہ کی دعوت قبول کی اور سنا اور فرماں برداری کی۔ اے گروہ اوس وخزرج اللہ نے اپنے دین سے تمھارا اکرام کیا ہے اگر تم نے فرماں برداری اطاعت اور شکر گزاری اختیار کی ہے تو اللہ اور اس کے رسول اللہ کی اطاعت کرو۔ پھر وہ بیٹھ گئے۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ براء بن معرور سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے نبی ﷺ کے قبلہ کی طرف منہ کرنے سے پہلے حیات وفات میں قبلہ اول کی طرف منہ کیا۔ انھیں نبی ﷺ نے یہ حکم دیا کہ وہ بیت المقدس کی طرف منہ کریں براء نے نبی ﷺ کی اطاعت کی۔

جب ان کی وفات کا وقت آیا تو اپنے اعزہ کو حکم دیا کہ وہ ان کا منہ مسجد حرام کی طرف کر دیں، نبی ﷺ مہاجر ہو کے آئے تو آپ نے چھ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ پھر قبلہ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔

ابو محمد بن معبد بن ابی قتادہ سے مروی ہے کہ براء بن معرور انصاری پہلے شخص ہیں جنھوں نے قبلہ کی طرف رخ کیا، وہ ستر میں سے ایک نقیب تھے، نبی ﷺ کی ہجرت سے پہلے مدینہ آئے اور قبیلے کی طرف نماز پڑھنے لگے وفات کا وقت آیا تو اپنے ثلث مال کی رسول اللہ ﷺ کے لئے وصیت کی کہ آپ اسے جہاں چاہیں خرچ کریں اور کہا کہ مجھے میری قبر میں رو بہ قبلہ رکھنا۔ نبی ﷺ ان کی وفات کے بعد آئے اور آپ نے ان پر نماز پڑھی۔

مطلب بن عبداللہ سے مروی ہے کہ براء پہلے شخص ہیں جنھوں نے اپنے ثلث مال کی وصیت کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے جائز رکھا۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ براء بن معرور نے وفات کے وقت وصیت کی کہ جب انھیں قبر میں رکھا جائے تو ان کا منہ کعبہ کی طرف کیا جائے، رسول اللہ ﷺ ان کی موت کے کچھ ہی روز بعد مکہ سے ہجرت کر کے

مدینہ تشریف لائے اور آپ نے ان پر نماز پڑھی۔

یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والدین سے روایت کی کہ جب قبلہ پھیر گیا تو ام بشر نے کہا یا رسول اللہ یہ براء کی قبر ہے رسول اللہ ﷺ نے مع اپنے اصحاب کے اس پر تکبیر کہی (کہ وہ پہلے ہی سے قبلہ رخ تھی۔

یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والدین سے روایت کی کہ نبی ﷺ جس وقت مدینہ تشریف لائے تو براء بن معرور پہلے شخص ہیں جن پر آپ نے نماز جنازہ پڑھی آپ اپنے اصحاب کو لے گئے ان کے پاس صف باندھی اور کہا کہ اے اللہ ان کی مغفرت کر، ان پر رحمت کر، ان سے راضی ہو جا اور تو نے (یہ سب) کر دیا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ براء بن معرور کی وفات نبی ﷺ کے مدینے آنے سے پہلے ہوئی۔ جب آپ تشریف لائے تو ان پر نماز پڑھی۔

کسی اہل مدینہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی نقیب کی قبر پر نماز پڑھی، محمد بن عمر نے کہا کہ براء معرور ہی تھے جن کی نقباء میں سب سے پہلے وفات ہوئی۔

عبداللہ بن عمروؓ...... ام حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ ان کی والدہ الرباب بنت قیس بن القریم بن امیہ بن سنان بن کعب ابن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

وہ جابر بن عبداللہ کے والد تھے، سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے اور بارہ نقیبوں میں سے تھے، بدر و احد میں شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے ہم نے ان کا حال بنی سلمہ کے حاضرین بدر میں لکھا ہے۔

قواقلہ کے نقیب

عبادہ بن الصامت...... ابن قیس بن اصرام بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج ان کی والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان ابن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں، کنیت ابو الولید تھی۔

عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے تھے اور بارہ نقیبوں میں سے تھے بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے ہم نے قواقلہ کے حاضرین بدر میں ان کا حال لکھا ہے۔

بنی رزیق بن عامر بن رزیق بن عبد حارثہ
بن مالک بن غضب ابن جشم بن الخزرج کے نقیب۔

رافع بن مالک...... ابن العجلان بن عمرو بن عامر بن رزیق۔ ان کی والدہ معاویہ بنت العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف، ابن عمرو بن عوف، بن الخزرج تھیں ان کی کنیت ابو مالک تھی۔

رافع بن مالک کی اولاد میں ۔ فاعہ خلاد تھے یہ دونوں بدر میں حاضر تھے اور مالک تھے، ان سب کی والدہ ام مالک بنت آبی بن مالک بن الحارظ بن عبید بن مالک بن سالم اُبی تھیں، رافع بن مالک کاملین میں سے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں کامل وہ ہوتا تھا جو لکھنا اور پیرنا اور تیر اندازی اچھی طرح جانتا تھا۔ رافع ایسے ہی تھے حالانکہ کتابت قوم میں کم تھی۔

کہا جاتا ہے کہ رافع بن مالک اور معاذ بن عضراء انصار میں پہلے شخص ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مکہ میں قدمبوس ہو کر اسلام لائے اور اپنے ساتھ مدینہ میں اسلام لائے ۔اس امر میں ان دونوں کے لئے ایک روایت ہے رافع کو ان آٹھ آدمیوں میں شمار کیا جاتا ہے جن کے متعلق یہ روایت ہے کہ وہ پہلے انصار ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے ان کے قبل کوئی اسلام نہ لایا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک چھ آدمی والا معاملہ تمام اقوال میں سب سے زیادہ ثابت ہے۔ واللہ اعلم، رافع بن مالک سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، رافع بن مالک بدر میں حاضر تھے، بلکہ ان کے دو بیٹے رفاعہ وخلاد حاضر تھے لیکن احد میں حاضر تھے اور اسی روز ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال ہوئے۔

عبدالملک بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے رافع بن مالک الزرقی اور سعید بن عمرو ابن نفیل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

یہ ہیں وہ اصحاب جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم پر نقیب بنایا تھا۔ اور جو تعداد میں بارہ تھے۔

کلثوم بن حدم العمری اور وہ لوگ جن کے متعلق غیر مصدق روایت ہے کہ بدر میں حاضر تھے

کلثوم بن الہدم ...... ابن امری القیس بن الحارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک ابن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک ابن الاوس۔

ابن عباس سے (متعدد طریق سے) مروی ہے کہ کلثوم بن اہدم شریف آدمی اور بہت بوڑھے رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے اسلام لائے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی اور بنی عمرو بن عوف میں اترے تو آپ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔ آپ سعد بن خثمہ کی منزل میں حدیث بیان کیا کرتے تھے اور اس کا نام منزل العزآب تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسی لئے کہا گیا کہ آپ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے ہمارے نزدیک کلثوم بن الہدم العمری کے پاس آپ کا اترنا ثابت ہے۔

کلثوم کے پاس اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت بھی اتری تھی جن میں ابو عبیدہ بن الجراح، مقداد بن عمرو، خباب بن الارت، سہیل وصفوان فرزندان بیضاء، عیاض بن زہیر، عبداللہ بن مخرمہ، وہب ابن سعد بن ابی سرح، معمر بن ابی سرح، عمرو بن ابی عمرو جو بنی محارب بن فہر میں سے تھے اور عمیر بن عوف مولائے سہل بن عمرو تھے یہ سب لوگ بدر میں حاضر تھے۔

کلثوم بن الہدم کو رسول اللہ ﷺ کے مدینہ جانے کے بعد بہت دن نہ گزرے تھے کہ ان کی وفات ہوگئی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے بدر جانے سے کچھ ہی پہلے ہوا۔ ان کے اسلام میں ان پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی گئی اور وہ مرد صالح تھے۔

حارث بن قیس...... ابن ہیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو ابن عوف بن مالک بن الاوس۔

ان کی والدہ زینب بنت صیفی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ ابن الحارث بن الاوس تھیں ان کے بھائی حاطب بن قیس وہ شخص تھے جن کے بارے میں اوس وخزرج میں جنگ ہوئی تھی اس کا نام حرب حاطب تھا۔

حاطب کی والدہ بھی زینب بنت صیفی بن عمرو تھیں، وہی عتیک ابن قیس کی بھی والدہ تھیں، حارث اور حاطب اور عتیک فرزندان قیس بن ہیشہ جبر بن عتیک بن قیس بن ہیشہ جبر بن عتیک بن قیس بن ہیشہ کے چچا تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ حارث بن قیس بدر میں حاضر تھے محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو یہ بیان کرتے سنا، حالانکہ یہ ثابت نہیں۔

موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابو معشر نے حارث بن قیس کو ان لوگوں میں بیان نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں حاضر تھے۔

تمام علمائے انساب اپنی روایات میں اس امر پر متفق ہیں کہ ان کے بھائی کے بیٹے جبر بن عتیک بدر میں حاضر تھے، انھوں نے ان کے نسب میں غلطی کی اور انھیں جبر بن عتیک بن الحارث ابن قیس بن ہیشہ کہہ دیا۔ انھوں نے ان کے چچا کی طرف منسوب کر دیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے وہ جبر بن عتیک بن قیس تھے جو حارث بن قیس کے بھائی کے بیٹے تھے۔

سعد بن مالک...... ابن خالد بن ثعلبہ بن حارث بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج۔ ان کی والدہ بنی سلیم میں سے تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ الجموح بن زید بن حرام کی اولاد میں بنی سلمہ سے تھیں۔

سعد بن مالک کی اولاد میں ثعلبہ تھے جو احد میں شہید ہوئے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی سعد بن سعد، عمرو اور عمرہ، ان کی والدہ ہند بنت عمرو بنی عذرہ میں سے تھیں۔ سعد بن سعد کے بیٹے سہل بن سعد نے نبی ﷺ کی صحبت پائی تھی، ان والدہ امیتہ بنت الحارث بن عبداللہ بن کعب بن مالک بن خشم تھیں۔

ابی بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ سعد بن مالک نے بدر جانے کی طیاری کی تھی، مگر بیمار ہوئے اور مر گئے، ان کی قبر کا مقام دار بنی قارظ کے پاس ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے غنیمت وثواب میں ان کا حصہ لگایا۔

عبدالمہیمن بن عباس نے اپنے دادا سے روایت کی کہ سعد بن مالک کی وفات الروحاء میں ہوئی نبی ﷺ نے ان کا حصہ لگایا۔

محمد بن خالد تھے اور سہل بن سعد الساعدی کے والد تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصار نے کتاب نسب الانصار میں ان لوگوں کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے جس

طرح ہم نے اپنی اس کتاب میں بیان کیا ہے، انھوں نے یہ نہیں بیان کیا کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی بدر میں حاضر تھا۔ میں عبداللہ کے بدر میں تذکرہ نہ کرنے کو سوائے اس کے اور کچھ نہیں سمجھتا کہ وہ روانگی بدر سے پہلے بیمار ہو کے مر گئے جیسا کہ ابی وعبدالمہیمن فرزندان عباس نے اپنے باپ دادا سے روایت کی۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ان کے والد سعد بن مالک نے نبی ﷺ کے لئے وصیت کی جو اپنے کچھ کے آخری حصے میں لکھ دی انھوں نے آپ کے لئے اپنے کجاوے اور اپنے اونٹ کی پانچ وسق جو کی وصیت کی۔ نبی ﷺ نے اسے قبول کر لیا۔ اور اسے ان کے ورثے پر واپس کر دیا۔

محمد بن سعد نے کہا کہ یہ تمھیں اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جن کا ذکر بدر میں کیا گیا وہ سعد بن سعد بن مالک تھے انکی وفات اس وقت ہوئی جب وہ بدر کی تیاری کر رہے تھے انھیں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے یہ وصیت کی۔

ابی اور عبدالمہیمن فرزندان عباس نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر میں ان کا حصہ لگایا۔ یہ ثابت نہیں ہے۔ راویان مغازی میں سے کسی نے اس کو بیان نہیں کیا۔

موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر نے سعد بن مالک اور ان کے فرزند سعد بن سعد کا ان لوگوں میں ذکر نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں حاضر تھے۔

ہمارے نزدیک یہ بھی ثابت ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی بدر میں حاضر نہ تھا شاید وہ روانگی کی تیاری کر رہے ہوں اور پھر اس سے قبل مر گئے ہوں۔ جیسا کہ ابی وعبدالمہیمن فرزندان عباس نے اپنی حدیث میں روایت کی ہے، سعد بن سعد بن مالک کی بقیہ اولاد ہے۔

مالک بن عمرو النجاری

...ہم نے کتاب نسب انصار میں دیکھا مگر اس میں ان کا نسب نہیں پایا۔ ہم نے مالک بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول پایا۔ وہ عامر ابن مالک بن النجار تھے۔ مالک بن عمرو وہی ہیں جنھیں ہم نے نسب الانصار میں اس طرح پایا کہ حارث بن الصمہ بن عمرو کے چچا ہیں، میں انھیں یہ نہیں سمجھتا۔

یعقوب بن محمد الظفری نے اپنے والد سے روایت کی کہ مالک بن عمرو النجار کی وفات جمعہ کے روز ہوئی۔ جب رسول اللہ ﷺ اندر گئے اور آپ نے اپنی زرہ پہنی کہ احد روانہ ہوں تو آپ اس وقت نکلے جب مالک مقام جنائز کے پاس رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان پر نماز پڑھی پھر اپنا گھوڑا منگا اور سوار ہو کے احد روانہ ہو گئے۔

خلاد بن قیس

......ابن النعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کی والدہ ادام بنت القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ۔ وہ اپنے بھائی خالد بن قیس بن النعمان بن سنان بن عبید کے ساتھ بدر میں حاضر تھے۔

محمد بن اسحاق وموسیٰ بن عقبہ وابومعشر ومحمد بن عمر نے ان کو ان لوگوں میں بیان نہیں کیا جو بدر میں شریک تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں اسے (یعنی قول عبداللہ) کو درست نہیں سمجھتا، اس لئے کہ یہ لوگ (یعنی موسیٰ بن عقبہ وغیرہ) بہ نسبت اوروں کے سیرت ومغازی کے زیادہ جاننے والے ہیں، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصار نے جو روایت کی میں اسے درست نہیں سمجھتا۔ خلاد بن قیس کا اسلام قدیم تھا۔

عبداللہ بن خیثمہ ......ابن قیس بن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ انکی والدہ عائشہ بنت زید بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ وہ اپنے دونوں چچا معبد عبداللہ فرزندان قیس بن صیفی کے ہمراہ بدر میں حاضر تھے۔ موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر نے ان کا ذکران لوگوں میں نہیں کیا جو بدر میں حاضر تھے۔

عبداللہ بن خیثمہ کی جب وفات ہوئی تو ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حبشہ کو ہجرت کرنے والے اور احد ومشاھد مابعد میں شریک ہونے والے

بنی ہاشم بن عبد مناف کے مہاجرین

عباس بن عبدالمطلب .... ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ کعب بن لوی ابن غالب بن فہر بن مالک بن النفر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ابن نزار بن معد بن حدنان۔

عباس کی والدہ نتیلہ بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر وابن زید مناۃ بن عامر تھیں، ابن عامر الضحیان بن سعد بن الخزرج تیم اللہ ابن النمر بن قاسط بن ہنب بن اقصیٰ بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان تھے۔ عباس کی کنیت ابوالفضل تھی۔

شعبہ مولائے ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس کو کہتے سنا کہ میرے والد عباس بن عبدالمطلب اصحاب فیل کے آنے سے تین سال پہلے پیدا ہوئے اس طرح رسول اللہ ﷺ سے تین سال بڑے تھے

عباس بن عبدالمطلب کی اولاد لوگوں نے بیان کیا کہ عباس بن عبدالمطلب کی اولاد میں فضل ان کے سب سے بڑے بیٹے تھے انھیں سے ان کی کنیت ابوالفضل تھی وہ خوبصورت تھے رسول اللہ ﷺ نے حج میں انھیں اونٹ پر ہم نشین (ردیف) بنایا تھا۔ شام میں طاعون عمواس میں ان کی وفات ہوئی بقیہ اولاد نہ تھی۔

(۲) عبداللہ، بڑے زبردست عالم تھے ان کی ترقی علم کے لئے رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تھی، وفات طائف میں ہوئی، بقیہ اولاد تھی۔

(۳) عبیداللہ، بخشش کرنے والے بڑے سخی اور مالدار تھے۔ وفات مدینہ میں ہوئی بقیہ اولاد تھی۔

(۴) عبدالرحمٰن، وفات شام میں ہوئی بقیہ اولاد نہ تھی۔

قثم (۵) انھیں نبی ﷺ کے ساتھ شکل وشمائل میں تشبیہ دی جاتی تھی مجاہد بن کے خراسان گئے تھے، سمرقند میں وفات ہوگئی بقیہ اولاد نہ تھی۔

(۶) معبد، افریقہ میں شہید ہوئے، بقیہ اولاد تھی۔

(۷) ام حبیبہ بنت العباس،

ان سب کی والدہ ام الفضل تھیں جو لبابۃ الکبریٰ بنت الحارث ابن حزن بن بجیر بن الہرم بن رویبہ بن

عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ ابن قیس بن عیلان بن معز تھیں۔

ام الفضل کے بطن سے عباس کے ان بیٹوں کی نسبت عبداللہ بن یزید الہلالی نے قطعہ کہا،

ما ولدت نجيبة من فحل بجبل تعلمه او سهل

(کسی شریف عورت نے کسی شوہر سے ایسے بچے نہیں جنے، کسی پہاڑ میں جسے تو جانتا ہو یا زمین پر)

كستمة من بطن ام الفضل اكرم بها من كهلة و كهل

(مثل ان چھ بچوں کے جو ام الفضل کے بطن سے ہیں۔ جوادھیڑ بیوی اور ادھیڑ میاں سے کیسے اچھے ہیں۔)

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم نے ایک ماں اور ایک باپ کی اولاد کی قبور کو بھی ایک دوسرے سے اتنا بعید نہیں دیکھا جتنا کہ عباس بن عبدالمطلب کے ان لڑکوں کی قبریں جو ام الفضل سے تھے۔

عباس بن عبدالمطلب کی اولاد ام الفضل کے علاوہ دوسری بیویوں سے بھی تھی۔ کثیر بن العباس بن عبدالمطلب ....فقیہ ومحدث تھے تمام بن العباس اپنے معاصرین میں سب سے سخت تھے۔ صفیہ اور امیمہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ حارث بن العباس، ان کی والدہ حجیلہ بنت جندب بن الربیع بن عامر ابن کعب بن عمرو بن الحارث بن کعب بن عمرو بن سعد بن مالک بن الحارث ابن تمیم بن سعد بن ہذیل مدرکہ بن الیاس بن معز بن نزار تھیں، حارث کی بقیہ اولاد تھی جن میں السری بن عبداللہ والی یمامہ تھے کثیر اور تمام کی اولاد آج نہیں ہے۔

ابی البداح بن عاصم بن عدی بن عبدالرحمن بن عویم بن ساعدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب مکہ آئے تو مجھ سے سعد بن خیثمہ ومعن بن عدی وعبداللہ بن جبیر نے کہا کہ اے عویم ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو کہ آپ پر اسلام لائیں ہم نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ حالانکہ آپ پر ایمان لائے ہیں۔

میں ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا مجھ سے کہا گیا کہ آپ عباس ابن عبدالمطلب کے مکان پر ہیں، ہم لوگ ان کے پاس گئے۔ سلام کیا اور کہا کہ ہم لوگ کب ملاقات کر سکیں گے۔ عباس بن عبدالمطلب نے کہا کہ تمھارے ساتھ تمھاری قوم کا وہ شخص بھی ہے جو تمھارا مخالف ہے لہذا اپنا معاملہ اس وقت تک پوشیدہ رکھو کہ یہ چھنٹ جائیں، اسوقت ہم اور تم ملاقات کریں اور تمھارے لئے اس امر کو واضح کریں پھر تم لوگ امر بین کی بنا پر داخل ہو گے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس شب کا وعدہ فرمایا جسکی صبح کو نفر آخر (یعنی ۱۴ ذی الحجہ کا دن) تھا کہ آپ ان لوگوں کے پاس عقبہ کے نیچے آئیں گے جہاں آج مسجد ہے۔ انھیں آپ نے یہ حکم دیا کہ نہ کسی سونے والے کو بیدار کریں اور نہ کسی غائب کا انتظار کریں۔

معاذ بن رفاعہ بن رافع سے مروی ہے کہ اس کے بعد شب نفر اول (شب ۱۲ ذی الحجہ) یہ قوم روانہ ہوئی لوگ پوشیدہ طور پر جا رہے تھے رسول اللہ ﷺ اس مقام پر پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ آپ کے ہمرکاب عباس بن عبدالمطلب تھے ان کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا آنحضرت اپنے تمام معاملات میں ان پر اعتماد فرماتے تھے۔

جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عباس بن عبدالمطلب نے کام شروع کیا، انھوں نے کہا اے گروہ خزرج (قبیلہ اوس وخزرج کو ملا کر بھی خزرج پکارا جاتا تھا) تم لوگوں نے محمد ﷺ کو جس بات کی طرف بلایا ہے اس بات کی طرف بلایا ہے (یعنی ہجرت مدینہ کی طرف) محمد کی ان کے قبیلے کے معزز لوگ حفاظت کرتے تھے ہیں، واللہ ہم میں

جوان کے قول پر ہیں وہ بھی ان کے قول پر نہیں ہیں وہ بھی حسب وسب وشرف کی وجہ سے ان کے محافظ ہیں سوائے تمھارے سب لوگوں نے محمد (علیہ) کی دعوت وی ہے اگر تم لوگ اہل قوت وشجاعت اور جنگ کا تجربہ رکھنے والے اور سارے عرب کی عداوت میں ثابت قدم رہنے والے ہوتو دعوت دو، کیونکہ عرب سب مل کے تمھیں ایک ہی کمان سے تیر ماریں گے۔ لہٰذا اپنی رائے پر غور کرلو اپنے معاملے میں مشورہ کرلو اور بغیر اپنے اتفاق واجتماع کے یہاں سے نہ جاؤ۔ سب سے اچھی بات وہ ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو۔ مجھے خاص کر جنگ کا اندیشہ ہے تم لوگ اپنے دشمن سے کس طرح جنگ کرو گے۔

قوم نے سکوت کیا عبداللہ بن عمرو بن حرام نے جواب میں کہا کہ واللہ ہم لوگ اہل جنگ ہیں جو ہمیں غذا میں دی گئی ہے ہمیں اس کا خوکر بنایا گیا ہے ہم نے اپنے بزرگوں سے ہے بعد دیگرے اسے میراث میں پایا ہے ہم فنا ہونے تک تیر اندازی کریں گے نیزوں کے ٹوٹنے تک نیزہ بازی کریں گے ہم تلواریں چلائیں گے ہم اسے اس وقت تک چلائیں گے جب تک کہ ہم میں سے یا ہمارے دشمن سے جوجلدی مرنے والا ہے وہ نہ مر جائے۔

عباس بن عبدالمطلب نے کہا کہ بے شک تم لوگ اہل جنگ ہو کیا تمھارے پاس زرہیں ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں موجود ہیں۔

براء بن معرور نے کہا۔ اے عباس تم نے جو کچھ کہا وہ ہم نے سنا۔ واللہ اگر ہمارے دل میں اس کے علاوہ ہوتا جو عبداللہ بن عمرو نے کہا تو ہم اسے ضرور کہہ دیتے ہم لوگ وفا وصدق اور رسول اللہ ﷺ پر اپنی جانیں قربان کرنا چاہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی تلاوت فرمائی، انھیں اللہ کی طرف دعوت دی، اسلام کی رغبت دلائی اور وہ امر بیان فرمایا جس کے لئے وہ لوگ جمع ہوئے تھے۔

براء بن معرور نے ایمان وتصدیق کے ساتھ اس کو قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر انہیں بیعت کیا۔ عباس بن عبدالمطلب اس شب کو رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑے ہوئے آپ کے لئے انصار پر بیعت کو مؤکد کر رہے تھے۔

سفیان بن ابی العوجاء سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو اس شب کو ان لوگوں کے پاس موجود تھا کہ عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اے گروہ انصار اپنے گروہ کو پوشیدہ رکھنا کیونکہ ہم پر مخبر لگے ہوئے ہیں۔ اپنے سن رسیدہ لوگوں کو آگے کرو وہ لوگ تم سے ہمارے کلام کے نگران ومحافظ بن جائیں ہمیں تم پر تمھاری قوم سے اندیشہ ہے جب تم لوگ بیعت کر چکو تو اپنے اپنے مقامات میں منتشر ہو جاؤ اور اپنا حال پوشیدہ رکھو۔ اگر تم نے اس امر کو اتنا پوشیدہ رکھا کہ یہ موسم چھنٹ جائے تو تم لوگ مرد ہوا اور تم لوگ آج کے بعد کے لئے بھی ہو''

براء بن معرور نے کہا کہ اے ابوالفضل ہماری بات سنو، عباس خاموش ہو گئے، براء نے کہا۔ واللہ تم جس امر کو چاہتے ہو ہم پوشیدہ رکھیں تو وہ تمھارے لئے ہمارے پاس پوشیدہ رہے گا۔ وہ چیز ظاہر کی جائے گی جسے تم چاہتے ہو کہ ہم ظاہر کریں اور اپنی جان قربان کریں اور اپنی جانب سے اپنے پروردگار کو راضی کریں، ہم لوگ بہت بڑے گروہ والے اور کافی حفاظت وغلبے والے ہیں ہم لوگ جس سنگ پرستی پر تھے اسپر تھے ہم لوگ جیسے تھے ویسے تھے، آج ہمارے ساتھ کیونکر ہوگا جب کہ اللہ نے ہمیں وہ چیز دکھادی جو ہمارے اغیار پر پوشیدہ رکھی ہماری محمد ﷺ سے تائید کی

(یارسول اللہ) آپ اپنا ہاتھ پھیلائیے"

سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے

سب سے پہلے جس .... نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر (بیعت کے لئے ہاتھ) مارا وہ براء بن معرور تھے۔ ایک قول ہے کہ ابوالہیثم بن التیہان تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ اسعد بن زرارہ تھے۔

سلیمان بن سحیم سے مروی ہے کہ اوس وخزرج نے باہم اس شخص کے بارے میں فخر کیا جس نے لیلۃ العقبہ میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی لوگوں نے کہا کہ اس کو عباس بن عبدالمطلب سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے عباس سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ اسے مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے سب سے پہلے اس شب کو جس نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی وہ اسعد بن زرارہ تھے پھر ان کے بعد براء بن معرور، پھر اسید بن الحضیر۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ لیلۃ العقبہ میں درخت کے نیچے ستر انصار کے پاس جو سب کے سب ذی رتبہ تھے عباس بن عبدالمطلب کو لے گئے۔ عباسؓ نے کہا کہ تمہارا مقرر تقریر شروع کرے مگر خطبے میں طول نہ دے۔ تم پر مشرکین کے جاسوس ہیں اگر ان لوگوں کو علم ہو جائے گا تو وہ تمہیں رسوا کریں گے۔

ہمیں یہ تو بتائیں کہ ہمیں ملے گا کیا؟ ...... ان میں سے ایک خطیب نے جو ابوامامہ اسعد بن زرارہ تھے کہا کہ یا محمد (ﷺ) آپ اپنے پروردگار کے لئے ہم سے جو چاہیں مانگیں اپنے اور اپنے اصحاب کے لئے جو چاہیں طلب کریں۔ مگر ہمیں یہ بتا دیجئے کہ جب ہم ایسا کریں تو ہمارے لئے اللہ کے پاس کیا ثواب ہے اور لوگوں کے ذمہ کیا ہے۔

فرمایا میں اپنے پروردگار کے لئے تم لوگوں سے یہ طلب کرتا ہوں کہ اسکی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اپنے اور اپنے اصحاب کے لئے تم سے یہ طلب کرتا ہوں کہ ہمیں ٹھکانا دو اور ہماری مدد کرو جس چیز سے اپنی حفاظت کرتے ہو اس سے ہماری حفاظت بھی کرو۔

اسعد بن زرارہ نے پوچھا کہ ہم یہ کریں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا۔ جنت، عرض کی: پھر آپ کے لئے بھی وہ ہے جو آپ نے طلب فرمایا۔

سب سے مختصر اور بلیغ خطبہ ...... شعبی جب یہ بیان کرتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ بوڑھوں اور جوانوں نے اس سے مختصر اور اس سے بلیغ خطبہ نہیں سنا۔

عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ قریش جب بدر کی طرف روانہ ہوئے تو مرالظہران میں تھے کہ ابوجہل اپنے خواب سے بیدار ہوا، اس نے پکار کر کہا۔

اے گروہ قریش [illegible] تمہاری عقل پر تباہی نہ ہوگی، تم نے کیا کیا کہ بنی ہاشم کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا۔ اگر محمد تم پر فتح مند ہو گئے تو اس سے وہ بھی اس کے مثل ہو جائیں گے اور اگر تم محمدؐ ہو گئے تو وہ لوگ تمہارا انتقام عنقریب تم سے، تمہاری اولاد سے اور تمہارے اعزہ سے لیں گے، لہٰذا تم انھیں اپنے صحن اور اپنے میدان میں نہ چھوڑو انھیں اپنے

ساتھ لے چلو خواہ ان سے کام نہ نکلے۔

لوگ ان کے پاس واپس گئے، عباس بن عبدالمطلب اور نوفل اور طالب اور عقیل کو زبردستی اپنے ساتھ لے لیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ہم بنی ہاشم میں سے جو لوگ مکہ میں تھے وہ اسلام لے آئے تھے، لیکن ظاہر کرتے ڈرتے تھے کہ ابولہب اور قریش حملہ کر کے انھیں مقید کر دیں گے جیسا کہ بنی مخزوم نے سلمہ ابن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ وغیرہ کو پابہ زنجیر کر دیا طالب عقیل، نوفل اور ابوسفیان سے ملے تو انھیں قتل نہ کرے کیونکہ یہ لوگ زبردستی لائے گئے ہیں۔

ابو رافع مولائے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا۔ اسلام ہم اہل بیت میں داخل ہو چکا تھا، عباس اسلام لے آئے تھے، ام الفضل اسلام لے آئی تھیں اور میں بھی اسلام لے آیا تھا، عباس اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور ان کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے، اپنا اسلام چھپاتے تھے، وہ مالدار تھے ان کا مال قوم میں پھیلا ہوا تھا۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ بدر گئے، حالانکہ اسلام پر تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ غزوہ بدر میں نبی ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی ہاشم وغیرہ ہم کے کچھ لوگ زبردستی لائے گئے ہیں ان کو اس جنگ سے کچھ سروکار نہیں، تم میں سے کوئی شخص بنی ہاشم کے کسی شخص سے ملے تو اسے قتل نہ کرے کیونکہ وہ زبردستی لائے گئے ہیں۔

ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ ہم اپنے باپ بیٹوں، بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کریں گے اور عباس کو چھوڑ دیں گے؟ واللہ اگر میں ان سے ملوں گا تو ضرور تلوار سے ان کی ہڈیوں کا گوشت جدا کر دوں گا۔

یہ گفتگو رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا کہ اے ابوحفص (عمرؓ نے کہا کہ واللہ یہ پہلا دن تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوحفص کی کنیت سے مجھے پکارا) کیا رسول اللہ ﷺ کے چچا کے منہ پر تلوار ماری جائے؟ عمرؓ نے کہا کہ مجھے ابوحذیفہ کی گردن مار دینے دیجئے کیونکہ وہ منافق ہو گیا ہے۔

ابوحذیفہ اپنی گفتگو پر نادم ہوئے، وہ کہا کرتے تھے کہ واللہ میں اپنے اس کلمے سے جو اس روز کہا بے خوف نہیں ہوں۔ میں برابر اس سے خوف میں رہوں گا سوائے اس کے کہ اللہ عزوجل بذریعہ شہادت مجھ سے اس کا کفارہ کر دے وہ جنگ یمامہ میں میں شہید ہوئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ غزوہ بدر میں جس وقت رسول اللہ ﷺ مشرکین سے ملے تو فرمایا کہ جو شخص بنی ہاشم کے کسی فرد سے ملے تو اسے قتل نہ کرے کیونکہ وہ لوگ زبردستی مکہ سے نکالے گئے ہیں ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ واللہ میں تو ان میں سے جس سے ملوں گا اسے ضرور قتل کر دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ایسا ایسا کہا ہے، عرض کی، جی ہاں، یا رسول اللہ جب میں اپنے باپ اور چچا اور بھائی کو مقتول دیکھوں گا تو یہ مجھ پر گراں گزرے گا میں نے جو کہہ دیا کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہارے باپ چچا اور بھائی جنگ کی خاطر خوشی خوشی بغیر جبر و کراہ کے نکلے ہیں، یہ لوگ زبردستی بالا رضا اور رغبت لڑائی کے لئے نکالے گئے ہیں۔

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ جب غزوہ بدر ہوا تو قریش بنی ہاشم اور ان کے حلفاء ایک خیمے میں جمع کے گئے، مشرکین نے ان سے اندیشہ کیا۔ ان پر ان لوگوں کو مقرر کیا جو ان کی حفاظت کریں۔ اور انھیں روکے رکھیں۔

ان میں سے حکیم بن حزام بھی تھا۔

فرشتے کی مدد...... عبید بن اوس سے جو بنی ظفر کے قیدیوں کے محافظ تھے مروی ہے کہ غزوہ بدر ہوا تو میں نے عباس بن عبدالمطلب اور عقیل وعباس کے فہری حلیف کو گرفتار کرلیا۔ میں نے عباس اور عقیل کو رسی سے باندھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو دیکھا تو میرا نام مقرن (رسی سے باندھنے والا) رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ ان دونوں ایک سبز رنگ کے فرشتے نے تمھاری مدد کی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جس شخص نے عباس کو گرفتار کیا وہ ابوالیسر کعب بن عمرو برادر بنی سلمہ تھے، ابو الیسر دبے پتلے آدمی تھے اور عباس بھاری جسم کے، رسول اللہ ﷺ نے ابوالیسر سے فرمایا کہ اے ابوالیسر تم نے عباس کو کس طرح اسیر کرلیا۔ عرض کی یارسول اللہ! ان پر ایک شخص نے میری مدد کی جس کو نہ میں نے کبھی دیکھا تھا نہ بعد کو اس کی ہیبت ایسی ایسی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان پر ایک بزرگ فرشتے نے تمھاری مدد کی۔

محمدؐ کے سوا ہر چیز باطل ہے...... محمد بن اسحاق کے علاوہ ایک دوسرے راوی نے اپنی حدیث میں اتنا اور کہا کہ ابوالیسر غزوہ بدر میں عباس عبدالمطلب کے پاس پہنچے جو بت کی طرح کھڑے تھے۔ ان سے کہا کہ تمھیں تمھارے کئے کی جزا ملے، کیا تم اپنے بھتیجے کو قتل کرو گے؟ عباس نے کہا کہ محمدؐ کیا ہوئے کیا وہ قتل نہیں ہوئے ابوالیسر نے کہا کہ اللہ بڑا غالب و بڑا مددگار ہے، عباس نے کہا کہ محمدؐ کے سوا ہر چیز باطل ہے تم کیا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمھارے قتل سے منع کیا ہے، عباس نے کہا کہ یہ ان کی پہلی نیکی اور احسان نہیں ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ غزوہ بدر میں قوم نے اس حالت میں شام کی کہ قیدی بیڑیوں میں محبوس تھے رسول اللہ ﷺ نے ابتدائی شب بیداری میں گذاری آپ سے اصحاب نے کہا کہ یارسول اللہ آپ کو کیا ہوا آپ سوتے نہیں، فرمایا کہ میں نے عباس کی آہنی بیڑیاں پہنے ہوئے سنی، لوگ اٹھ کر عباس کے پاس گئے انھیں کھول دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ سوئے۔

عباس کی آہ جگا رہی ہے...... یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ جب بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس بھی تھے، نبی ﷺ اس رات کو جاگتے رہے، بعض اصحاب نے کہا کہ یا نبی اللہ! آپ کو کیا چیز جگا رہی ہے، فرمایا عباس کی آہ، ایک آدمی تھا اور ان کی بیڑی ڈھیلی کردی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا بات ہے کہ اب میں عباس کی آہ نہیں سنتا جماعت میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے کس قدر ان کی بیڑی ڈھیلی کردی ہے، فرمایا، یہی تمام قیدیوں کے ساتھ کرو۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ جس وقت عباس بن عبدالمطلب قیدیوں کے ساتھ لائے گئے تو ان کے ایک کرتہ درکار ہوا۔ لوگوں نے یثرب میں کوئی کرتہ ایسا نہ پایا جو ان کے ٹھیک ہوتا۔ سوائے عبداللہ بن ابی کے کرتے کے جو انھوں نے اپنے والد کو پہنا دیا تھا اور ان کے پاس تھا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جس وقت عباس قید کئے گئے تو کوئی کرتہ نہ ملا جو ان کے ٹھیک ہوتا سوائے ابن ابی کے کرتے کے۔

یاس بن عبدالمطلبؓ کا فدیہ دینا محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب جس وقت
ینہ لائے گئے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عباس اپنا، اپنے بھتیجے عقیل بن ابی طالب، نوفل بن الحارث
راپنے حلیف عتبہ بن عمرو بن حجدم برادر بنی الحارث بن فہر کا فدیہ دو کیونکہ تم مالدار ہو۔
انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں تو مسلمان تھا۔ لیکن قوم نے مجھ پر جبر کیا، فرمایا جو کچھ تم بیان کرتے ہو اگر حق
ہے تو اللہ تمھارے اسلام کو زیادہ جانتا تمھیں وہ اس کا اجر دیگا۔ لیکن تمھا ظاہر حال وہی ہے جو ہمارے سامنے تھا۔
رسول اللہ ﷺ نے ان سے بیس اوقیا سونا لینے کو فرمایا، عباس نے کہا یا رسول اللہ۔ میں خیال کرتا ہوں کہ
برا فدیہ میرے ہی لئے ہوگا (یعنی مجھ ہی کو مل جائے گا) فرمایا نہیں۔ یہ تو وہ چیز ہے جو اللہ نے تم سے ہمیں دلائی ہے
رض کی میرے پاس مال نہیں ہے۔
فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے جو تم نے روانگی کے وقت مکہ میں ام الفضل بنت الحارث کے پاس رکھا تھا جبکہ تم
نوں کے ساتھ کوئی نہ تھا؟ تم نے ان سے کہا تھا کہ اگر مجھے اس سفر میں موت آ گئی تو فضل کے لئے اتنا اتنا اور عبداللہ
کے لئے اتنا اتنا ہے انھوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا کہ اس کا سوائے
برے اور ام الفضل کے کسی کو علم نہ تھا۔ میں ضرور جانتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول اللہ ہیں۔ عباس نے اپنا۔
پنے بھتیجے کا اور اپنے حلیف کا فدیہ ادا کر دیا۔
انس بن مالک سے مروی ہے کہ کسی انصاری نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم
پنے بھتیجے عباس بن عبدالمطلب کو ان کا فدیہ چھوڑ دیں فرمایا نہیں ایک درم بھی نہیں۔
عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ عباس نے اپنا اور اپنے بھتیجے عقیل کا فدیہ اسی اوقیا سونا ادا کیا یہ بھی کہا
اتا ہے کہ ایک ہزار دینار۔
لوگوں نے بیان کیا کہ عباس مکہ گئے انھوں نے اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ بھیج دیا مگر حلیف کا فدیہ نہیں بھیجا۔
سول اللہ ﷺ نے حسان ابن ثابت کو بلایا اور انھیں خبر دی، ابو رافع، جو عباس کا فدیہ لاتے تھے واپس چلے گئے عباس نے
ن سے پوچھا کہ تم سے کیا فرمایا تو انھوں نے قصہ بیان کر دیا انھوں نے کہا اس سے زیادہ کونسا قول قول سخت ہوگا۔ قبل
س کے کہ تم اپنا کجاوا اتارو میں باقی بھی روانہ کر دونگا وہ لے گئے۔ عباس نے ان سب کا فدیہ ادا کر دیا۔

بن عباسؓ سے ایک آیت کی تفسیر ...... ابن عباس سے آیت، یا ایها النبی قل لمن فی اید
نر من الاسری ان یعلم الله فی قلو بکم خیرا یوتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم والله
فورا رحیم"
(اے نبی ان قیدیوں سے کہدو جو تم لوگوں کے قبضے میں ہیں کہ اگر اللہ تمھارے قلوب میں خیر جانے گا تو
و تم سے لیا گیا اس کے عوض میں تمھیں خیر دیگا اور تمھاری مغفرت کرے گا اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے) کی تفسیر میں
روی ہے کہ یہ آیت بدر کے قیدیوں کے بارے میں نازل ہوئی جن میں عباس بن عبدالمطلب، نوفل الحارث اور
قیل بن ابی طالب بھی تھے۔ عباس ان لوگوں میں تھے جو اس روز گرفتار کئے گئے تھے۔ ان کے پاس بیس اوقیا سونا تھا۔

ابوصالح مولائے ام ہانی نے کہا کہ میں نے عباس کو کہتے سنا کہ وہ سونا مجھ سے لے لیا گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ اسی کو میرا فدیہ کر دیں آپ نے اس سے انکار فرمایا۔ پھر اللہ نے مجھے اس کے عوض بیس غلام دیدیئے کہ ہر ایک کا اندازہ بیس اوقیا کے برابر کیا جاتا ہے مجھے زمزم عطا کیا جس کے بدلے مجھے اہل مکہ کا تمام مال بھی پسند نہیں اور مجھے اپنے پروردگار سے مغفرت کی امید بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر عقیل بن ابی طالب کے فدیہ کا بار ڈالا تو عرض کی یا رسول اللہ آپ نے میری وہ حالت کردی کہ جب تک زندہ رہوں لوگوں سے بھیک مانگتا رہوں۔ فرمایا کہ اے عباس سونا کہاں ہے؟ عرض کی کون سا سونا؟ فرمایا وہ جو تم نے روانگی کے دن ام الفضل کو دیا اور ان سے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ اس موقع پر کیا پیش آئے گا۔ لہٰذا یہ تمھارے لئے اور فضل، عبداللہ اور قثم کے لئے ہے۔

عرض کی اس کی آپ کو کسی نے خبر دی؟ واللہ سوائے میرے اور ام الفضل کے کسی کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے خبر دی، عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ واقعی اللہ کے رسول اللہ ہیں اور بے شک آپ سچے ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، بیشک آپ اللہ کے رسول اللہ ہیں۔

اللہ کے قول " ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا" (اگر اللہ کو تمھارے قلب میں خیر معلوم ہوگی) کا یہی مطلب ہے جس کو اس نے سچ کہا ہے۔ یوتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم واللہ غفور رحیم "(تم سے جو کچھ لیا گیا ہے اس کے عوض تمھیں اس سے بہتر دے گا۔ اور تمھاری مغفرت کرے گا۔ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے) اس نے مجھے بجائے بیس اوقیہ سونے کے عوض بیس غلام عطا کئے اور اب میں اپنے رب کی طرف سے مغفرت کا منتظر ہوں"

حمید بن ہلال العدوی سے مروی ہے کہ علاء الحضرمی نے بحرین سے رسول اللہ ﷺ کو اسی ہزار درم بھیجے، اس سے قبل نہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس اتنا مال آیا تھا۔ حکم دیا کہ بورے پر پھیلا دیا جائے، اور نماز کی اذان دے دیجئے۔

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مال کے پاس کھڑے ہو گئے لوگوں نے جس وقت مال دیکھا تو وہ بھی آئے۔ اس زمانے میں نہ شمار کرنے کا رواج تھا اور نہ وزن کا، سوائے مٹھی کے، عباس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے یوم بدر میں اپنا اور عقیل بن ابی طالب کا فدیہ دیا تھا۔ جبکہ عقیل کے پاس کوئی مال نہ تھا۔ لہٰذا اس مال میں سے عطا فرمائیے، فرمایا لے لو!

اتنا لے جاؤ جتنی تمھاری طاقت ہے

عباس نے اپنی چادر اوڑھے تھے بھر لی۔ جب چلنے کے لئے کھڑے ہوئے تو چل نہ سکے، رسول اللہ ﷺ کی طرف اپنا سر اٹھا کے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اٹھوا دیجئے۔ آنحضرت ﷺ اتنا مسکرائے کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں اور فرمایا کہ ایک حصہ مال کا دوبارہ لے جانا۔ اتنا لے جاؤ جتنی تمھیں طاقت ہو۔

وہ اس مال کو لے گئے اور کہتے تھے کہ اللہ نے جو وعدے کئے تھے ان میں سے ایک پورا کر دیا۔ مجھے معلوم

نہیں کہ دوسرے وعدے میں کیا کرے گا ان کی مراد یہ آیت تھی۔ **قل لمن فی ایدیکم من الاسری ان یعلم الله فی قلوبکم خیر ابو تکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم** " یہ اس سے بہتر ہے جو مجھ سے لیا گیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ مغفرت کے بارے میں میرے ساتھ کیا کرے گا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ بنی ہاشم کے جتنے لوگ مشرکین کے ساتھ بدر میں میں حاضر تھے سب اسلام لے آئے۔ عباس نے اپنا اور اپنے بھتیجے عقیل کا فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد سب لوگ مکہ واپس آئے بعد کو ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔

اسحاق بن الفضل نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ عقیل ابن ابی طالب نے نبی علیہ السلام کہا کہ آپ نے جن اشراف کو قبول کر لیا آیا ہم لوگ انہیں میں سے ہیں پھر کہا کہ ابوجہل قتل کر دیا گیا فرمایا کہ اب تو وادی (مکہ) بالکل تمہاری ہی لئے ہوگی۔ عقیل نے عرض کی کہ آپ کے اہل بیت میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اسلام نہ لے آیا ہو۔ فرمایا کہ ان لوگوں سے کہدو کہ میرے ساتھ شامل ہو جائیں (اور میرے ہی ساتھ جب عقیل ان لوگوں کے پاس گفتگو لے کر آئے تو وہ لوگ روانہ ہو گئے، بیان کیا گیا ہے کہ عباس اور نوفل اور عقیل مکہ لوٹ گئے جن کو اس کا حکم دیا گیا تھا تا کہ وہ لوگ جس طرح سقایہ رفادہ وریاست کا انتظام کرتے تھے بدستور کریں (سقایہ چاہ زمزم کا انتظام ،فرادہ حجاج کی آسائش کے لے مال جمع کرنا۔

یہ ابولہب کی موت کے بعد ہوا، زمانہ جاہلیت میں سقایہ ورفادہ وریاست بنی ہاشم میں تھی، اس کے بعد ان لوگوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں اپنی اولاد واعزہ کو بھی لے آئے۔ عباس بن عیسی بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب اور نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب کی مکہ سے رسول ﷺ کی خدمت میں بازیابی زمانہ خندق میں ہوئی تھی اب دونوں کی روانگی کے وقت الابواء تک ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب نے مشایعت کی جب ربیعہ نے مکہ جانے کا ارادہ کیا تو ان سے اس کے چچا عباس اور بھائی نوفل بن الحارث نے کہا کہ تم کہاں دارالشرک میں واپس جاتے ہو جہاں لوگ رسول ﷺ سے جنگ کرتے ہیں اور آپ کی تکذیب کرتے ہیں رسول ﷺ غالب ہو گئے ہیں اور آپ کے اصحاب بھی بہت ہو گئے ہیں ہمارے ساتھ چلو ربیعہ بھی ان دونوں کے ہمراہ روانہ ہو گئے اور یہ لوگ رسول ﷺ کے پاس مہاجرین بن کر آئے ابن عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس سے مروی ہے کہ ان کے دادا عباس خود اور ابوہریرہ ایک ہی قافلے میں آئے جس قافلے کا نام قافلہ ابی شمر تھا یہ لوگ نبی ﷺ کے فتح خیبر کے دن الجحفہ میں اترے آنحضرت کو اطلاع دی کہ ہم الجحفہ میں اترے ہیں اور شرف باریابی کا ارادہ رکھتے ہیں وہ روز فتح خیبر کا دن تھا نبی ﷺ نے عباس ابوہریرہ کو خیبر میں حصہ دیا۔

محمد سعد نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمر سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ سب وہم ہے اہل علم وروایت کی کہ اسمیں کوئی شک نہیں کہ عباس مکہ میں تھے اور رسول ﷺ نے خیبر فتح کر لیا تھا حجاج بن علاط السلمی نے آکر اپنا (قرض وصول کرنے کے لئے رسول ﷺ کی جانب سے قریش کو خبر دے دی جو وہ لوگ چاہتے تھے کہ آپ پر فتح حاصل کر لی گئی اور آپ کے اصحاب قتل کر لئے گئے قریش اس خبر سے مسرور ہوئے عباس کو اس خبر نے خاموش کر دیا انہیں ناگوار گزرے اپنا دروازہ کھول دیا اور اپنے بیٹے قثم کو سینے پر بٹھا لئے اور کہنے لگے

یا قثم یا قثم شبته ذی الکرم (اے قثم اے کرم والے کے مثل)

عباس اسی حالت میں تھے کہ ان کے پاس حجاج آئے رسول اللہ ﷺ کی سلامتی کی خبر دی اور کہا کہ آپ نے خیبر فتح کرلیا اور جو کچھ اس میں تھا وہ سب اللہ نے آپ کو غنیمت میں دے دیا عباس اس سے مسرور ہوئے، انھوں نے اپنے کپڑے پہنے صبح کے وقت مسجد حرام گئے بیت اللہ کا طواف کیا، رسول اللہ ﷺ کی سلامتی، فتح خیبر کی خوشخبری اور یہ اطلاع کہ اللہ نے اہل خیبر کے اموال آپ کو غنیمت میں دیئے قریش کو دی مشرکین رنجیدہ ہوئے انھیں یہ ناگوار ہوا اور معلوم ہوگیا کہ حجاج ان سے جھوٹ بولے تھے۔

وہ مسلمان جو مکہ میں تھے خوش ہوئے، عباس کے پاس آئے اور انھیں رسول اللہ ﷺ کی سلامتی پر مبارکباد دی اس کے بعد عباس روانہ ہوئے اور نبی ﷺ سے مدینہ میں قدموس ہوئے آنحضرت نے انھیں خیبر کی کھجور یں سے دوسو وسق سالانہ کی جاگیر عطا فرمایا، وہ آپ کے ہمرکاب مکہ روانہ ہوئے، فتح مکہ حنین طائف اور تبوک میں شریک تھے غزوہ حنین میں جب لوگ آپ کے پاس سے بھاگے تو وہ اہل بیت کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

کثیر بن عباس بن عبدالمطلب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں یوم حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھا۔ میں اور ابوسفیان ابن الحارث بن عبدالمطلب اس طرح آپ کے ہمرکاب رہے کہ آپ سے جدا نہ ہوئے رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے جو فروۃ بن نفاثہ الجذامی نے بطور ہدیہ دیا تھا۔

اے ببول کے درخت والو!

مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہوتو اسل الذکر پشت پھیر کر بھاگے۔

رسول اللہ ﷺ اپنے خچر کو ایڑ مار کر کفار کی طرف بڑھانے لگے، عباس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی لگام پکڑے ہوئے اسے تیزی سے روک رہا تھا، ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے عباس لوگوں کو ندا دو کہ اے اصحاب (ان لوگوں نے حدیبیہ میں ببول کے درخت کے نیچے بیعت کی تھی، اسی لئے آنحضرت ﷺ نے اس لقب سے ندا دلوائی۔) مرہ (اے ببول کے درخت والو)

عباس نے کہا کہ میں بلند آواز آدمی تھا میں نے اپنی بلند آواز سے کہا کہ اصحاب سمرہ کہاں ہیں، واللہ جس وقت انھوں نے میری آواز سنی تو ان کا پلٹنا اس طرح تھا جیسے گائے کا پلٹنا اپنے بچوں کی طرف ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا یا لبیک یا لبیک'' (اے پکارنے والے ہم حاضر ہیں اے پکارنے والے ہم حاضر ہیں) انھوں نے کفار سے جنگ کی دعوت (ندا) انصار میں تھی جو کہہ رہے تھے کہ اے گروہ انصار اے گروہ انصار، پھر صرف بنی الحارث بن الخزرج میں رہ گئی جو پکار رہے تھے کہ اے بنی الحارث بن الخزرج اے بنی الحارث!

رسول اللہ ﷺ نے نظر دوڑائی۔ آپ اپنے خچر پر تھے اور گویا گردن اٹھا کے میدان جنگ کی طرف دیکھ رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وقت ہے کہ تنور گرم ہوگیا ہے (یعنی جنگ زوروں پر ہے) آپ نے چند کنکریاں لے کے کفار کے چہروں پر ماریں اور فرمایا رب محمد کی قسم، بھاگو۔

میں دیکھتا گیا کہ جنگ اپنی اسی ہیئت پر تھی کہ جس پر پہلے دیکھی تھی اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے انھیں کنکریاں ماریں اور خود سوار ہوگئے۔ آنا فانا مشرکین کی تلواروں کی دھاریں پڑگئیں ان کی حالت برگشتہ ہوگئی اور اللہ نے انھیں شکست دے دی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ یوم حنین میں جب لوگ بھاگے تو عباس ابن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے آگے

تھے ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو ندا دو وہ بلند آواز آدمی تھے ایک ایک قبیلے کو اس طرح ندا دو کہ اے گروہ مہاجرین، اے گروہ انصار اے اصحاب سمرہ یعنی اس درخت رضوان والو جس کے نیچے انھوں نے بیعت کی تھی، اے اصحاب سورہ بقرہ، وہ برابر ندا دیتے رہے، یہاں تک کہ لوگ ایک ہی طرف رخ کر کے آپ کی جانب متوجہ ہو گئے۔

ابوعبداللہ الالہی سے مروی ہے کہ غزوہ کا اسقف (پادری) تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یارسول اللہ ہاشم وعبد شمس جو تاجر تھے میرے پاس مرے یہ ان دونوں کا مال ہے نبی ﷺ نے عباس کو بلایا اور فرمایا کہ ہاشم کا مال بنی ہاشم کے بوڑھوں پر تقسیم کردو ابوسفیان ابن حرب کو بلایا اور فرمایا کہ عبد شمس کی سمر اولاد پر تقسیم کردو۔

سلیمان عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ عباس ابن عبدالمطلب اور نوفل بن الحارث جب ہجرت کر کے مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، مدینہ میں ایک ہی جگہ زمین عطا فرمائی وسط میں ایک دیوار سے آڑ کردی دونوں ایک ہی مقام پر باہم پڑوسی ہو گئے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی وہ شریک تھے اور شرکت میں ان کا مال برابر تھا۔ باہم محبت اور خلوص رکھنے والے تھے۔

نوفل کا مکان جو انھیں رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا تھا مقام رحبۃ الفضاء میں اس جگہ تھا جہاں قریب ہی رسول اللہ ﷺ کی مسجد تھی وہ مقام آج بھی رحبہ الفضا میں ہے اور اس دار الامارۃ کے مقابل ہے جس کا نام آج دار مروان ہے۔

عباس بن عبدالمطلب کا مکان جو انھیں رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا تھا۔ اس کے پڑوسی میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی طرف دار مروان میں تھا یہ وہی دار الامارت تھا جس کا نام آج دار مروان ہے۔

آنحضرت نے عباس کو ایک اور مکان عطا فرمایا جو بازار میں اس مقام پر تھا جسے محرزہ ابن عباس کہتے تھے۔

عبید بن عباس سے مروی ہے کہ عباس کا ایک پرنالہ عمرؓ کے راستے پر تھا۔ عمرؓ نے جمعہ کے دن کپڑے پہنے، عباس کے لئے دو چوزے ذبح کئے گئے تھے جب عمرؓ پرنالے کے پاس پہنچے تو اس میں وہ پانی ڈالا گیا جس میں چوزوں کا خون تھا۔ پانی بہہ کر عمرؓ تک پہنچا۔ انھوں نے اس کے اکھاڑنے کا حکم دیا اور واپس ہو گئے۔ کپڑے اتار کے دوسرے پہنے پھر آئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

تم میری پیٹھ پر چڑھو...... ان کے پاس عباس آئے اور کہا کہ واللہ اس پرنالے کا مقام وہی ہے جہاں اس کو رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا۔ عمرؓ نے عباسؓ سے کہا کہ میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ تم میری پیٹھ پر چڑھو اور اسے اسی مقام پر رکھو جہاں رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا۔ عباس نے یہی کیا۔

یعقوب بن زید سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب جمعے کے روز مکان سے روانہ ہوئے ان پر عباس کا پرنالہ ٹپک گیا جو مسجد نبوی کو آتے ہوئے راستے میں پڑتا تھا، عمرؓ نے اسے اکھاڑ ڈالا عباس نے کہا کہ آپ نے میرا پرنالہ اکھاڑ ڈالا۔ واللہ وہ جس جگہ تھا وہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے نصب فرمایا تھا۔

عمرؓ نے کہا کہ ضرور ہے کہ تمھارے لئے میرے سوا کوئی سیڑھی نہ ہو اور اسے وائے تمھارے کوئی ہاتھ نہ لگائے۔ عمرؓ نے عباس کو اپنے کندھے پر چڑھایا، انھوں نے اپنے دونوں پاؤں عمرؓ کے شانوں پر رکھے اور پرنالہ دوبارہ

اسی جگہ لگا دیا وہ پہلے تھا۔

سالم ابی النضر سے مروی ہے کہ عمرؓ کے زمانے میں مسلمانوں کی کثرت ہوگئی تو مسجد ان کے لئے تنگ، عمرؓ نے مسجد کے گرد کے تمام مکانات سوائے عباس بن عبدالمطلب کے مکان اور امہات المومنینؓ کے حجروں کے خرید لئے۔

عمرؓ نے عباس سے کہا کہ اے ابوالفضل مسلمانوں کی مسجد ان پر تنگ ہوگئی ہے میں نے اس کے گرد کے تمام مکانات سوائے تمھارے مکان اور امہات المومنینؓ کے حجروں کے خرید لئے ہیں۔ جن سے ہم مسلمانوں کی مسجد وسیع کریں گے لیکن امہات المومنینؓ کے حجروں تک رسائی کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ بجز تمھارے مکان کے تم اسے بیت المال سے جس عوض میں چاہو میرے ہاتھ فروخت کردو کہ میں مسلمانوں کی مسجد وسیع کردوں عباس نے کہا کہ میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں۔

تین باتوں میں سے ایک بات کا اختیار

عمرؓ نے ان سے کہا کہ تم میری تین باتوں میں سے ایک بات مان لو یا تو اسے بیت المال سے جس قیمت پر چاہوں میرے ہاتھ بیچ ڈالو یا مدینہ میں جہاں چاہو تمھیں زمین دیدوں اور تمھارے لئے بیت المال سے مکان بنادوں یا اسے مسلمانوں پر وقف کردو کہ ہم انکی مسجد وسیع کریں عباس نے کہا کہ نہیں، ان میں سے مجھے ایک بھی شرط منظور نہیں۔

عمرؓ نے کہا کہ تم اپنے اور میرے درمیان جسے چاہو حکم کردو، انھوں نے کہا ابی بن کعب، دونوں ابی کے پاس گئے اور ان سے قصہ بیان کیا۔ ابی نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں وہ حدیث بیان کروں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، دونوں نے کہا کہ بیان کرو۔

انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ نے داؤد کو وحی کی کہ میرے لئے ایک مکان بناؤ جس میں میرا ذکر کیا جائے انھوں نے بیت المقدس کا یہ خط معین کیا اتفاق ایسا ہوکہ وہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے مکان سے مربع ہوتا تھا، داؤد نے اس سے درخواست کی کہ وہ اسے ان کے ہاتھ فروخت کردے، مگر اس نے انکار کیا، داؤد نے اپنے دل میں کہا کہ وہ مکان اس سے چھین لیں، اللہ نے انھیں وحی کی کہ اے داؤد میں نے تمھیں یہ حکم دیا تھا کہ میرے لئے ایک گھر بناؤ جس میں میرا ذکر کیا جائے۔ تم نے یہ ارادہ کیا کہ میرے گھر میں غصب داخل کیا جائے حالانکہ غصب میری شان نہیں ہے۔ تمھاری سزا یہ ہے کہ تم اسے نہ بناؤ، انھوں نے کہا یا رب میری اولاد میں سے کوئی بنائے، فرمایا تمھاری اولاد میں سے کوئی بنائے گا۔

عمرؓ نے ابی بن کعب کی تہبند کا کمر بند پکڑ کر کہا کہ میں تمھارے پاس ایک چیز لایا مگر تم وہ چیز لائے جو اس زیادہ سخت ہے جو کچھ تم نے کہا اسکی وجہ سے تمھیں ضرور ضروری ہونا پڑیگا۔

عمرؓ انھیں گھسیٹتے ہوئے لائے اور مسجد میں داخل کیا وہاں اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ایک گروہ کے پاس لائے جس میں ابوذرؓ بھی تھے، ابی نے کہا میں اس شخص کو واللہ قسم دیتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو حدیث بیت المقدس بیان کرتے سنا جس میں اللہ نے داؤد کو حکم دیا تھا بیت المقدس کی تعمیر کریں کہ وہ اس حدیث کو بیان کرے، ابوذرؓ نے کہا کہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ایک دوسرے شخص نے کہا کہ میں نے بھی آپ سے سنا ہے ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

عمرؓ نے ابی کو بلا بھیجا، ابی عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے عمرؓ کیا تم مجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث جھوٹ کی تہمت لگاتے ہو؟ عمرؓ نے کہا کہ اے ابوالمنذر میں تم پر تہمت نہیں لگاتا۔ البتہ یہ ناپسند کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ظاہر ہو۔

عمرؓ نے عباسؓ سے کہا کہ جاؤ میں تمھارے مکان کے بارے میں تم سے کچھ نہ کہوں گا، عباسؓ نے کہا کہ جب آپ نے ایسا کردیا تو میں نے اسے مسلمانوں پر وقف کردیا جس سے میں انکی مسجد وسیع کردوں گا، لیکن اگر آپ مجھ سے جھگڑا کریں تو وقف نہیں کرتا۔

عمرؓ نے ان لوگوں کے مکان کے لئے وہ زمین دی جو آج بھی ان کی ہے اور اسے انھوں نے بیت المال سے تعمیر کردیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مدینہ میں عباسؓ بن عبدالمطلب کا ایک مکان تھا، عمرؓ نے کہا کہ مجھے اسے ہبہ کردو یا میرے ہاتھ فروخت کرڈالو تاکہ میں سے مسجد میں داخل کرلوں انھوں نے انکار کیا، عمرؓ نے کہا کہ میرے اور اپنے درمیان رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی کو حکم بنادو، دونوں نے ابی بن کعب کو بنایا، ابی نے عمرؓ کے خلاف فیصلہ کیا۔

عمرؓ نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں مجھ پر ابی سے زیادہ کوئی جری نہیں ہے، ابی نے کہا زیادہ جری یا اے امیر المومنین آپکے لئے ابی سے زیدہ خیر خواہ کوئی نہیں ہے، کیا آپ کو عورت کا قصہ معلوم نہیں ہے کہ جب داؤد نے بیت المقدس کو تعمیر کی تو انھوں نے ایک عورت کا مکان بغیر اس کی اجازت کے داخل کرلیا۔ جب وہ مردوں کے حجرے تک پہنچے تو اس کی تعمیر روک دی گئی انھوں نے کہا یا رب جب تو نے مجھے روک دیا تو یہ تعمیر میرے بعد میری اولاد پوری کرے۔

جب فیصلہ ہو چکا تو ان سے عباسؓ نے پوچھا کہ کیا میرے حق میں فیصلہ نہیں ہوا، عمرؓ نے کہا بے شک ہوا۔ انھوں نے کہا کہ اب وہ مکان آپ کے لئے ہے، میں نے اسے اللہ کے لئے وقف کردیا۔

ابی جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ عباسؓ عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے نبی ﷺ نے بحرین جاگیر میں دیا ہے، فرمایا اسے کون جانتا ہے، انھوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ، وہ انھیں لائے، مغیرہؓ نے ان کو موافق شہادت دی، مگر عمرؓ نے وہ علاقہ عطا نہیں فرمایا۔ گویا انھوں نے ان کی شہادت قبول نہیں کی، عباسؓ نے عمرؓ کو سخت وست کہا۔ عمرؓ نے عبداللہ بن عباسؓ سے کہا کہ اپنے والد کا ہاتھ پکڑلو۔ یہاں سے جو ف... راوی نے ایک دوسرے طریق سے کی کہ عمرؓ نے کہا واللہ اے ابوالفضل میں خطاب کے اسلام سے زیادہ تمھارے اسلام سے خوش ہوتا ہوں اگر وہ رسول ﷺ کی مرضی کے مطابق اسلام لائے عبداللہ بن حارثہ سے مروی ہے کہ جب ابوصفوان بن امیہ بن خلف الجمحی مدینہ آئے تو رسول ﷺ نے پوچھا کہ اے ابووہب تم کس کے پاس اترے قریش کی عباس بن عبدالمطلب کے پاس، فرمایا تم قریش میں سب سے زیادہ قریش سے محبت کرنے والے کے پاس اترے۔

ام الفضل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عباس کے گھر والوں کے پاس تشریف لائے۔ عباس عم رسول اللہ ﷺ علیل تھے، انھوں نے موت کی تمنا کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے رسول اللہ کے چچا موت کی تمنا نہ کرو کیونکہ اگر تم محسن ہو تو مہلت ملنے پر تمھارے احسانات اور بڑھیں گے جو تمھارے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم بد ہو اور

مہلت دی جائے تو تم اپنی بدی توبہ کر کے اللہ کو راضی کرنا چاہو گے اس لئے موت کی تمنا نہ کرو۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب ای کان کی لو سب سے زیادہ آسمان کی طرف تھی (یعنی وہ وحی الٰہی کے سب سے زیادہ منتظر تھے اور اسی طرف کان لگائے رہتے تھے)۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ عباس اور لوگوں کے درمیان کچھ رنجش تھی نبی ﷺ نے فرمایا کہ عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عباس کے اجداد میں سے کسی کو جو جاہلیت میں گزر تے تھے برا کہا۔ عباس نے اسے طمانچہ مار دیا، اس کی قوم جمع ہوگئی انھوں نے کہا کہ واللہ ہم بھی انھیں طمانچہ ماریں گے جس طرح انھوں نے اس کو طمانچہ مارا ہے، ان لوگوں نے ہتھیار رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ تشریف لائے منبر پر چڑھے، اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا، اے لوگو تم کس شخص کو جانتے ہو کہ وہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہے عرض کی آنحضرتؐ۔ فرمایا تو عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ تم لوگ ہمارے اموات کو گالیاں نہ دو جس سے ہمارے احیاء کو ایذا پہنچے۔

قوم آئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ، ہم آپ کے غضب سے اللہ سے پناہ مانگتے ہیں، یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے دعائے مغفرت فرمائیے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ منبر پر چڑھے، اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا اے لوگو، زمین والوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم کون ہے لوگوں نے کہا آپ ہیں۔ فرمایا تو عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں۔ عباس کو ایذا دے کے مجھے ایذا نہ دو اور فرمایا جس نے عباس کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

عباس بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ مہاجرین میں سے ایک شخص عباس بن عبدالمطلب سے ملے کہا کہ اے ابوالفضل کیا تم نے عبدالمطلب ابن ہاشم اور الغیطلہ کاہنہ بنی سہم پر غور کیا جن کو اللہ نے دوزخ میں جمع کر دیا ہے؟ عباس نے ان سے درگذر کی، وہ ان سے دوبارہ ملے اور اسی طرح کہا تو عباس نے پھر درگذر کی تیسری مرتبہ جب ملے اور اسی طرح کہا تو عباس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر ان کے ناک پر مارا اور اسے توڑ دیا۔

وہ اسی حالت میں نبی ﷺ کے پاس گئے جب آپ نے انھیں دیکھا تو فرمایا یہ کیا، عرض کی، عباس نے مارا ہے، آپ نے انھیں بلا بھیجا، عباس آپ کے پاس سے آنحضرت نے فرمایا کہ تم نے مہاجرین میں سے ایک شخص کے ساتھ کیا ارادہ کیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے معلوم ہے کہ عبدالمطلب دوزخ میں ہیں، لیکن یہ مجھ سے ملے اور کہا اے ابوالفضل کیا تم نے غور کیا کہ عبدالمطلب بن ہاشم اور الغیطلہ کاہنہ بنی سہم کو اللہ نے دوزخ میں جمع کر دیا ہے تو میں نے ان سے کئی مرتبہ درگذر کی واللہ مجھے اپنے نفس پر قابو نہ رہا، اس شخص نے بھی ان کا ارادہ نہیں کیا تھا لیکن میرے آزاد پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک کا کیا حال ہیت جو اس امر میں اپنے بھائی کو ایذا دیتا ہے اگر چہ وہ حق ہے۔

علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے عباس سے کہا کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ سے بیت اللہ کی دربانی کی درخواست کرو۔ انھوں نے آپ سے درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ چیز دیتا ہوں جو اس

سے بہتر ہے۔ سقایہ مع تمھارے شیریں پانی کے (یعنی آب زمزم اوراس کا پلانا تمھارے سپرد کرتا ہو) اس میں سستی نہ کرو

ابن عمر سے مروی ہے کہ عباس میں عبدالمطلب نے لیالی منی (یعنی شبہائے ۱۱۔۱۲۔۱۳، ذی الحجہ) میں نبی ﷺ سے سقایہ کی بدولت مکہ میں رات گزارنے کی اجازت چاہی، آپ نے انھیں اجازت دیدی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بیت اللہ کا طواف کیا کہ آپ کے پاس ایک لاٹھی تھی، جس سے آپ حجر اسود کو جب آپ اس پر گزرتے تھے، بوسہ دیتے تھے پھر آپ سقایہ (پانی کی سبیل) کے آب زمزم پینے لگے۔

عباس نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس ایسا پانی نہ لائیں جسے ہاتھوں سے نہ چھوا ہو، فرمایا ہاں، ہاں مجھے پلاؤ، انھوں نے آپ کو ہلایا۔ آپ زمزم پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے لئے اس سے ایک ڈول بھرو، لوگوں نے اس میں سے ایک ڈول نکالا، آپ نے اس سے غرارہ کیا۔

اس کے بعد آپ نے اپنے منہ سے اس میں کلی کردی اور فرمایا کہ اس کو اسی چاہ زمزم میں ڈال دو پھر فرمایا کہ تم لوگ بیشک نیک کام پر ہو، اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اگر تمھارے مغلوب ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں خود اترتا اور تمھارے ساتھ پانی کھینچتا۔

جعفر بن تمام سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عباس کے پاس آیا اور کہا کہ تم جو لوگوں کو کشمش کا عرق وشربت پلاتے ہو تو اس پر غور بھی کرلیا کہ یہ سنت ہے جسکی تم پیروی کرتے ہو یا اسے اپنے نزدیک دودھ اور شہد سے زیادہ سہل سمجھتے ہو۔

ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عباس کے پاس جو لوگوں کو پانی پلا رہے تھے، تشریف لائے اور فرمایا مجھے بھی پلاؤ، عباس نے نبیذ کشمش کے زلال کے پیالے منگائے اور ایک پیالہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے پیا اور فرمایا تم نے اچھا کیا، ایسا ہی کرو۔

ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد کہ تم نے اچھا کیا اسی طرح کرو اس سقایہ مجھ پر دودھ اور شہد بہادے تب بھی مجھے مسرت نہ ہوگی۔ مجاہد سے مروی ہے کہ میں آل عباس کے سقایہ سے پانی پیتا ہوں کیونکہ وہ سنت ہے۔

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب نے سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے کی رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی، آپ نے انھیں اسکی اجازت دیدی۔

حکم بن عتیبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ ابن الخطاب کو زکواۃ کا عامل بنا کے بھیجا۔ وہ عباس کے پاس آ کے ان کے مال کی زکواۃ طلب کرنے لگے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پہلے ہی دو سال کی زکواۃ ادا کردی، وہ انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے چچا نے سچ کہا، ہم نے ان سے پہلے ہی دو سال کی زکوٰۃ لے لی ہے۔

حکم سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عمر کو سعایہ (یعنی وصول زکوٰۃ) پر عامل بنایا۔

وہ عباس کے پاس مال کی زکوٰۃ طلب کرنے آئے، عباس نے انھیں سخت سست کہا، عمرؓ علیؓ کے پاس گئے اور ان سے نبی ﷺ کے پاس مدد چاہی، نبی ﷺ نے فرمایا تمھارے ہاتھ گرد آلود ہوں، کیا تمھیں معلوم نہیں کہ آدمی کا چچا

کے باپ کا بھائی ہوتا ہے؟ عباس نے ہمیں اس سال کی زکوۃ بھی سال اول ہی ادا کر دی ہے۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس سے فرمایا اس جگہ بیٹھئے کیونکہ آپ میرے چچا ہیں۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب اور عباس کے درمیان کوئی بات تھی، عباس نے ان کی طرف عجلت کی تو عمر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اور عرض کی آپ عباس کو دیکھتے نہیں کہ انھوں نے میرے ساتھ ایسا اور ایسا کیا، میں نے چاہا کہ انھیں جواب دوں پھر مجھے آپ سے ان کا تعلق یاد آ گیا اور میں ان سے باز رہا۔ فرمایا تم پر اللہ رحمت کرے انسان کا چچا اس کے باپ کا بھائی ہوتا ہے۔

ابی مجلز سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عباس میرے والد کے بھائی ہیں لہذا جس نے عباس کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔

عبداللہ الوراق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے عباس غسل نہ دیں کیونکہ وہ میرے والد ہیں اور والد اپنی اولاد کے ستر کو نہیں دیکھتا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عباس سے کہا کہ نبی ﷺ سے درخواست دیجئے کہ وہ آپ کو زکوۃ پر عامل بنا دیں، انھوں نے آپ سے درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ لوگوں کے گناہوں کے دھوں پر آپ کو عامل بنا دوں۔

محمد بن المنکدر سے مروی ہے کہ عباس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ آپ مجھے کسی امارت پر امیر نہیں بناتے۔ فرمایا کہ وہ نفس جسے تم نجات دو اس امارت سے بہتر ہے جس کا تم احاطہ انتظام نہ کر سکو۔

ضحاک بن حمزہ سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ آپ مجھے عامل بنا دیجئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عباس اے نبی کے چچا وہ نفس جسے تم نجات دو اس امارت سے بہتر ہے، جس کا تم احاطہ وانتظام نہ کر سکو۔

ابی العالیہ سے مروی ہے کہ عباس نے چھجہ بنالیا تو نبی ﷺ نے فرمایا اسے گرا دو، فرمایا کیا اس کی قیمت کے برابر اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں؟ فرمایا اسے گرا دو۔

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا چچا ہوں میرا سن دراز ہو گیا اور میری موت قریب آ گئی لہذا مجھے کوئی ایسی چیز تعلیم فرما دیجئے جس سے اللہ نفع بخشے، فرمایا اے عباس تم میرے چچا ہو پھر بھی اللہ کے معاملے میں کچھ بھی تمھارے کام نہیں آ سکتا تم اپنے رب ہی سے عفو اور عافیت مانگو۔

ایوب سے مروی ہے کہ عباس نے کہا یا رسول اللہ مجھے کوئی دعا بتائیے، فرمایا اللہ سے عفو اور عافیت طلب کرو۔

عثمان بن محمد الاخنسی سے مروی ہے کہ ہم نے نہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں کوئی آدمی ایسا پایا جو عباس بن عبدالمطلب کو عقل میں مقدم نہ کرتا ہو۔

عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اپنے دادا سے روایت کی کہ میں نے کوفے میں علیؓ کو کہتے سنا کہ کاش میں نے عباس کا کہنا مان لیا ہوتا، کاش میں نے عباس کا کہنا مان لیا ہوتا انھوں نے کہا کہ عباس نے کہا تھا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو، اگر یہ امر (خلافت) ہم میں ہو (تو خیر) ورنہ آپ ہمارے ذریعے سے

لوگوں کو وصیت کردیں گے۔ بی بی ﷺ کے پاس آئے تو آپ کو یہ کہتے سنا کہ اللہ یہود پر لعنت کرے جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا یہ لوگ آپ کے پاس سے چلے آئے اور آپ سے کچھ نہ کہا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کے زمانے میں لوگوں پر قحط پڑا تو عمرؓ عباسؓ کو لے گئے ان کے وسیلے سے بارش کی دعاء کی اور کہا کہ اے الجب ہم لوگوں پر قحط ہوتا تھا تو ہم لوگ اپنے نبی علیہ السلام کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں لہٰذا ہمیں سیراب کردے۔

موسیٰ بن عمر سے مروی ہے کہ لوگوں پر قحط آیا تو عمرؓ بن الخطاب نماز استسقاء کے لئے نکلے اور عباس کا ہاتھ پکڑ کر انھیں روبقبلہ کیا اور کہا کہ یہ تیرے نبی ﷺ کے چچا ہیں ہم لوگ انھیں وسیلہ بنا کے تیرے پاس آئے ہیں لہٰذا ہمیں سیراب کر لوگ واپس بھی نہ ہوئے تھے کہ سیراب کردیئے گئے۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ انھوں نے عباس کا ہاتھ پکڑ کے کھڑا کیا اور کہا اے اللہ ہم تیرے رسول اللہ ﷺ کو تیرے پاس شفیع بناتے ہیں۔

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیوان میں عباس ابن عبدالمطلب کے لئے سات ہزار درم سالانہ مقرر کئے تھے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ بعض نے روایت کی ہے کہ انھوں نے ان کی قرابت رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے اہل بدر کے حصول کے مثل ان کے لئے پانچ ہزار مقرر کئے تھے انھوں نے ان کو اہل بدر کے حصوں سے ملادیا تھا، سوائے ازواج نبی ﷺ کے اور کسی کو اہل بدر پر فضیلت نہیں دی تھی۔

احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا کہ قریش لوگوں کے سردار ہیں ان میں سے کوئی کسی مصیبت میں بھی پڑتا ہے تو لوگ یا لوگوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو جاتی ہے۔

مجھے ان کے اس قول کی تاویل اس وقت تک نہ معلوم ہوئی جب تک کہ انھیں خنجر نہ مارا گیا۔ جب انکی وفات کا وقت قریب آیا تو صہیب کو حکم دیا کہ تین دن تک لوگوں کو نماز پڑھائیں اور لوگوں کے لئے کھانا تیار کریں جو انھیں کھلایا جائے یہاں تک کہ وہ کسی کو خلیفہ بنالیں۔

لوگ جنازے سے واپس آئے تو کھانا لایا گیا، دستر خوان بچھائے گئے لوگ اس غم کی وجہ سے رکے جس میں وہ مبتلا تھے، عباس بن عبدالمطلب نے کہا اے لوگوں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ہم نے آپکے بعد کھایا پیا تھا۔ ابوبکرؓ کی وفات ہوئی تو ہم نے آپ کے بعد بھی کھایا پیا تھا۔ موت سے تو کوئی چارہ کار نہیں لہٰذا تم یہ کھانا کھاؤ۔

اس کے بعد عباس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور کھایا، لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ بڑھائے اور کھایا تب میں نے قول عمرؓ کو سمجھا کہ وہ لوگ لوگوں کے سردار ہیں۔

عامر سے مروی ہے کہ عباس نے بعض امور میں عمرؓ کا بہت اکرام کیا، انھوں نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین کیا آپنے اس پر غور کیا کہ آپ کے پاس موسیٰ کے چچا مسلمان ہو کر آتے تو آپ ان کے ساتھ کیا کرتے، فرمایا کہ واللہ میں ان کیساتھ احسان کرتا۔ انھوں نے کہا میں تو محمد نبی ﷺ کا چچا ہوں، فرمایا اے ابوالفضل (اس معاملے میں) تمھاری کیا رائے ہے کہ واللہ مجھے تمھارے والد اپنے والد سے زیادہ پسند تھے۔ انھوں نے کہا اللہ اللہ، عمرؓ نے کہا کہ بیشک میں جانتا ہوں کہ تمھارے والد رسول اللہ ﷺ کو میرے والد سے زیادہ محبوب تھے، میں نے رسول اللہ ﷺ

کی محبت کو اپنی محبت پر اختیار کیا۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ لوگوں میں تقسیم کرنے کے بعد بیت المال میں کچھ بچ گیا تو عباس نے عمرؓ سے اور لوگوں سے کہا کہ کیا تم نے اس پر غور کیا ہے کہ تم میں موسیٰ کے چچا ہوتے تو ان کا اکرام کرتے، لوگوں نے کہا ہاں، انھوں نے کہا کہ میں اس کا زیادہ مستحق ہوں اس لئے کہ تمھارے نبی ﷺ کا چچا ہوں، عمرؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا سب نے ان کو وہ بقیہ دے دیا جو بچ گیا تھا۔

علی بن عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ عباس نے اپنی موت کے وقت ستر خلافت آزاد کئے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ عباس معتدل قد کے تھے ہمیں عبدالمطلب کے متعلق خبر دیا کرتے تھے کہ وہ اس حالت میں مرے کہ ان سے زیادہ معتدل قد کے تھے۔ عباس کی وفات خلافت عثمانؓ بن عفان میں جمعہ ۱۴ رجب ۳۲ھ میں اس وقت اٹھاسی سال کے تھے بقیع میں مقبرہ بنی ہاشم میں مدفون ہوئے۔

خالد بن القاسم نے کہا کہ میں نے علی بن عبداللہ بن عباس کو دیکھا کہ وہ معتدل القناۃ یعنی طویل تھے با وجود بوڑھے ہونے کے اچھی طرح کھڑے ہوتے تھے خمیدہ نہ تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے پہلے اسلام لائے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ عباس غزوہ بدر سے پہلے مکہ میں اسلام لائے اور اسی وقت ام الفضل بھی ان کے ساتھ اسلام لائیں، ان کا قیام مکہ ہی میں تھا مکہ کی کوئی خبر رسول اللہ ﷺ سے پوشیدہ نہیں رکھتے تھے جو ہوتا تھا آپ کو لکھ دیتے تھے جو مومنین وہاں تھے انھیں انکی وجہ سے تقویت حاصل تھی وہ ان کے پاس رجوع کرتے تھے اور اسلام پر ان لوگوں کے مددگار تھے اسی فکر میں تھے کہ نبی ﷺ کے پاس آئیں رسول اللہ ﷺ نے لکھا کہ تمھارے امقام جہاد کے لئے نہایت موزوں ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ہجرت کا خیال ترک کر دیا۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ ایک روز کسی مجلس میں لیلۃ العقبہ کا ذکر فرما رہے تھے کہا اس شب کو میرے چچا عباس سے میری تائید کی گئی جو انصار سے لین دین کر رہے تھے۔ (یعنی ایمان وہجرت کا معاملہ طے کر رہے تھے)۔

عباس بن عبداللہ بن معبد سے مروی ہے کہ جب عمرؓ بن الخطاب نے دیوان مرتب کیا تو انھوں نے سب سے پہلے مقام دعوت میں جس سے شروع کیا وہ بنی ہاشم تھے ولایت عمرؓ وعثمان میں بنی ہاشم میں سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب ہی کو پکارا جاتا تھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب جاہلیت میں بھی امور بنی ہاشم کے والی تھے۔

نملہ بن ابی نملہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عباس بن عبدالمطلب کا انتقال ہوا تو بنی ہاشم نے ایک موذن کو بھیجا جو اطراف مدینہ کے باشندوں میں یہ اعلان کرتا تھا کہ ان پر اللہ کی رحمت ہو جو عباس بن عبدالمطلب کے جنازے میں شریک ہوں لوگ جمع ہو گئے اور اطراف مدینہ سے آ گئے۔

عبدالرحمٰن بن یزید بن حارثہ سے مروی ہے کہ ہمارے پاس قباء میں ایک موذن گدھے پر سوار آیا اور ہمیں عباس بن عبدالمطلب کی وفات کی اطلاع دی پھر ایک دوسرا شخص گدھے پر سوار آیا، میں نے دریافت کیا کہ پہلا شخص کون تھا اس نے کہا کہ بنی ہاشم کا موٰلی اور خود عثمان کا قاصد۔

اس نے انصار کے دیہات میں ایک ایک گاؤں کا رخ کیا یہاں تک سافلہ بنی حارثہ اور اس کے متصل تک پہنچ گیا، لوگ جمع ہو گئے ہم نے عورتوں کو بھی نہ چھوڑا۔ جب عباس کو مقام جنائز میں لایا گیا تو وہ تنگ ہوا۔ لوگ انھیں بقیع لائے۔

جس روز ہم نے بقیع میں ان پر نماز پڑھی تو میں نے لوگوں کی اتنی کثرت دیکھی کہ اس کے برابر بھی کسی کے جنازے میں لوگوں کو نہیں دیکھا تھا۔ کسی کو یہ ممکن نہ تھا کہ جنازے کے قریب جا سکے۔ بنی ہاشم پر بھی ہجوم ہو گیا۔

جب لوگ قبر تک پہنچے تو اس پر بھی ہجوم ہوا۔ میں نے عثمانؓ کو دیکھا کہ کنارے ہٹ گئے اور ایک محافظ دستے کو بھیجا جو لوگوں کو مار کر بنی ہاشم سے جدا کر رہے تھے اس طرح بنی ہاشم کو نجات ملی، وہی لوگ تھے جو قبر میں اترے اور انھیں نے لاش کو سپرد خاک کیا، میں نے ان کے جنازے پر ایک جرہؓ کی چادر دیکھی جو لوگوں کو ہجوم سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تھی۔

عائشہ بنت سعد سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عثمان کا قاصد آیا کہ عباس کی وفات ہو گئی اس وقت ہم لوگ اپنے محل میں تھے جو مدینہ سے دس میل پر تھا میرے والد اور سعد بن زید بن عمرو نفیل بھی گئے، ابو ہریرہؓ بھی السمرہ سے گئے ایک روز بعد واپس آئے تو انھوں نے کہا کہ لوگوں کی اس قدر کثرت تھی کہ ہم لوگ مغلوب ہو گئے اور اس پر قادر نہ ہوئے کہ جنازے کے قریب جائیں۔ حالانکہ میں انھیں کندھا دینا چاہتا تھا۔

ام عمارہ سے مروی ہے کہ ہم انصار کی عورتیں سب کی سب عباس کی جنازے میں شریک تھیں ان پر رونے والوں میں ہم سب سے پہلے تھے ہمارے ساتھ بیعت کرنے والی پہلی مہاجرات بھی تھیں۔

عباس بن عبداللہ بن سعید سے مروی ہے کہ جب عباس کی وفات ہوئی تو عثمانؓ نے ان لوگوں کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تمھاری رائے ہو کہ میں ان کے غسل میں موجود ہوں تو بیان کرو میں آ جاؤں وہ آنے اور گھر کے ایک کنارے بیٹھ گئے، علی بن ابی طالبؓ اور عبداللہ و عبیداللہ و قثم فرزندان عباسؓ نے غسل دیا بنی ہاشم کی عورتوں نے ایک سال تک سوگ کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ عباسؓ نے وصیت کی کہ انھیں حبرہ کی چادروں میں کفن دیا جائے رسول اللہ ﷺ کو اسی میں کفن دیا گیا تھا۔

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ میں بقیع میں عثمانؓ کو عباسؓ پر نماز میں تکبیر کہتے دیکھا اگر چہ لوگوں کے بولنے کی وجہ سے ان کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔ لوگ الحشان تک پہنچ گئے تھے مردوں عورتوں اور بچوں میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا تھا۔

جعفر بن ابی طالب...... ابی طالب کا نام عبد مناف عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ابن قصی تھا۔ انکی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ جعفر کی اولاد میں عبداللہ تھے۔ انھیں سے انکی کنیت تھی اولاد جعفر میں عبداللہ ہی سے نسل برقرار رہی۔

محمد وعون جن کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ یہ سب کے سب جعفر کے یہاں ملک حبشہ میں بزمانہ ہجرت پیدا ہوئے۔

ان سب کی والدہ اسماء بنت عمیس بن معبد بن تمیم بن مالک قحافہ بن عامر بن ربیعہ، بن عامر بن معاویہ بن

زید بن مالک بن نسر بن وہب اللہ ابن شہران بن عفراس بن افتل تھیں وہ خثعم بن انمار کے جمع کرنے والے تھے۔

عبیداللہ بن محمد بن عمر بن علی نے اپنے والد سے روایت کی کہ اولاد جعفر میں عبداللہ عون اور محمد تھے، ان کے دواخیافی بھائی یحییٰ بن علی بن ابی طالب اور محمد بن ابی بکر تھے انکی والدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ کے ارقم کے مکان میں جانے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جعفر ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے، ہمراہ ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس تھیں۔ وہیں ان کے لڑکے عبداللہ، عون و محمد پیدا ہوئے، وہ برابر ملک حبشہ میں رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اس کے بعد جعفر ۷ھ میں آپ کے پاس آئے اس وقت آپ خیبر میں تھے، ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے روایت کی گئی کہ ملک حبشہ کی ہجرت میں لوگوں کے امیر جعفر بن ابی طالب تھے۔

شعبی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپس ہوئے تو آپ کو جعفر بن ابی طالب ملے رسول اللہ ﷺ نے انھیں گلے سے لگایا۔ پیشانی کو بوسہ دیا۔ . . . . اور فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں دونوں میں سے کس پر خوشی کروں جعفر کی آمد پر یا فتح خیبر پر۔

شعبی سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب جب ملک حبشہ سے آئے تو نبی ﷺ نے ان کا استقبال کیا۔ پیشانی کو بوسہ دیا اور انھیں چمٹ لیا اور گلے سے لگا لیا۔

حکم بن عتبہ سے مروی ہے کہ جعفر اور ان کے ساتھی فتح خیبر کے بعد آئے رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں ان کا حصہ لگایا۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جعفر بن ابی طالب اور معاذ بن جبل کے درمیان مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ وہم ہے مواخاۃ تو صرف رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے کے بعد اور بدر سے پہلے ہوئی تھی، غزوہ بدر ہوا تو آیہ میراث نازل ہوئی اور مواخاۃ منقطع ہوئی جعفر اس زمانے میں ملک حبشہ میں تھے۔

جعفر بن محمد بن اپنے والد سے روایت کی کہ حمزہ کی بیٹی لوگوں میں گھوم رہی تھی، اتفاق سے علی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فاطمہؓ کے ہودے میں ڈال دیا اس کے بارے میں علیؓ اور جعفر اور زید بن حارثہ جھگڑا کرنے لگے۔

آوازیں اتنی بلند ہوئیں کہ رسول اللہ ﷺ خواب سے بیدار ہو گئے۔ فرمایا ادھر آؤ میں اس کے اور دوسری کے بارے میں تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کردوں۔

علیؓ نے کہا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے میں اسے لایا ہوں اور میں ہی اس کا زیادہ مستحق ہوں جعفرؓ نے کہا کہ میرے چچا کی بیٹی ہے اس کی خالہ میرے پاس ہیں۔ زید نے کہا کہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔

آنحضرت نے ہر شخص کے بارے میں ایک بات فرمائی جس سے وہ خوش ہو گیا فیصلہ جعفر کے حق میں دیا اور فرمایا خالہ والدہ ہی ہے۔

جعفر اٹھے اور ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نبی ﷺ کے اردگرد گھومنے لگے آنحضرت نے فرمایا یہ کیا ہے، عرض کی یہ وہ شے ہے جو میں نے حبشیوں کو اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے دیکھا، ہے اس لڑکی کی خالہ اسماء بنت

یس تھیں اور والدہ سلمیٰ بنت عمیس۔

محمد بن اسامہ بن زید نے اپنے والد اسامہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ کو جعفر بن ابی طالب سے فرماتے سنا لہ تمھاری فطرت میری فطرت کے مشابہ ہے اور تمھاری خصلت میری خصلت کے مشابہ ہے تم مجھ سے ہو اور میرے نرے سے ہو۔

علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیث بنت حمزہ میں جعفر بن ابی طالب سے فرمایا کہ تم میری طرت اور خصلت کے مشابہ ہو۔

براء نے بھی نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جعفر بن ابی طالب سے جب انھوں نے اور علیؓ اور زید نے زہ کی بیٹی کے بارے میں جھگڑا کیا تھا۔ فرمایا کہ تمھاری فطرت میری فطرت کے اور تمھاری خصلت میری خصلت کے مشابہ ہے۔

ثابت سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جعفر سے فرمایا کہ تم میری فطرت وخصلت کے مشابہ ہو۔

جعفرؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ وہ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا ان پر یزید بن حارثہ کو عامل بنایا اور فرایا لر زید قتل کر دیے جائیں یا شہید ہو جائیں تو تمھارے امیر جعفر بن ابی طالب ہوں گے، اگر جعفر بھی قتل کر دیے جائیں یا شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن واحد امیر ہوں گے۔

وہ لوگ دشمن سے ملے جھنڈا زید نے لے لیا، انھوں نے جنگ کی یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے، اس کے حد جعفر نے جھنڈا لیا اور قتال کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیے گئے۔

پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا اور لڑے۔ یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیے گئے۔ ان لوگوں کے بعد جھنڈا خالد بن الولید نے لے لیا ان کے ہاتھ پر اللہ نے فتح دی۔

یہ خبر نبی ﷺ کے پاس آئی تو آپ لوگوں کے پاس تشریف لائے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ تمھارے بھائی دشمن سے ملے جھنڈا زید بن حارثہ نے لے لیا اور لڑے یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے یا شہید ہو گئے، جھنڈا جعفر بن ابی طالب نے لیا، اور قتل کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیے گئے یا شہید ہو گئے، پھر اسے عبداللہ بن رواحہ نے لیا ور قتال کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیے گئے یا شہید ہو گئے آخر کو اسے اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی ....خالد بن ولید لے لیا، اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح دی۔

آنحضرت نے آل جعفر کو تین دن کی مہلت دی اس کے بعد ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میرے بھائی پر آج کے بعد نہ رونا، پھر فرمایا کہ میرے بھائی کے لڑکوں کو میرے پاس لاؤ۔ ہمیں اس حالت میں لایا گیا گویا ہم ذلیل وکمزور تھے فرمایا میرے پاس حجام کو بلا لاؤ۔ حجام بلایا گیا تو آپ نے ہمارے سر منڈوائے اور فرمایا کہ محمد تو ہمارے چچا ابی طالب کے مشابہ ہیں عبداللہ یا عون اللہ میری فطرت وخصلت کے مشابہ ہیں۔

عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا اور تین مرتبہ فرمایا کہ اے اللہ تو جعفر کے اہل میں ان کا خلیفہ ہو جا اور عبداللہ کے ہاتھ کے معاملات میں برکت دے، اس کے بعد ہماری والدہ آئیں اور ہماری

یتیمی بیان کر کے آپ کو غمگین کرنے لگیں، فرمایا تم ان لوگوں پر تنگدستی کا اندیشہ کرتی ہو۔ حالانکہ میں دنیا وآخرت میں ان کا ولی ہوں۔

یحییٰ بن عباد نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے میرے رضاعی باپ نے جو بنی قرہ میں سے تھے خبر دی کہ گویا میں جعفر بن ابی طالب کو غزوہ موتہ میں دیکھ رہا ہوں جو اپنے گھوڑے سے اترے اس کا پاؤں کاٹ دیا۔ اس کے بعد قتال کیا یہاں تک قتل کر دیئے گئے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن حزم سے مروی ہے کہ جب جعفر ابی طالب نے جھنڈا لے لیا تو ان کے پاس شیطان آیا، حیات دنیا کی آرزو دلائی اور موت کو ان کے لئے بھیانک کر دیا انھوں نے کہا کہ اس وقت جبکہ ایمان قلوب مومنین مضبوط ہو چکا ہے تو مجھے دنیا کی آرزو دلاتا ہے پھر وہ بہادری کے ساتھ بڑھے اور شہید ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی ان کے لئے دعا فرمائی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی جعفر کے لئے دعائے مغفرت کرو کیونکہ وہ شہید ہیں اور جنت میں داخل ہو گئے ہیں۔ وہ اپنے یاقوت کے دو بازوؤں سے اڑ کر جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔

عبداللہ بن محمد بن عمرؓ بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے جعفر کو ایک فرشتے کی طرح دیکھا کہ جنت میں اڑتے تھے، ان کے دونوں بازوؤں سے خون بہتا تھا، زید کو اس سے کم درجے میں دیکھا تو میں نے کہا کہ میرا گمان نہ تھا کہ زید جعفر سے کم ہوں گے آپ کے پاس جبریل آئے اور کہا کہ زید جعفر سے کم نہیں ہیں۔ لیکن اللہ نے جعفر کو ان کی آپ سے قرابت کی وجہ سے فضیلت دی ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب کا جسم لایا گیا تو ہم نے ان کے دونوں شانوں کے درمیان نیزے اور تلوار کے نوے یا بہتر زخم پائے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ میں موتہ میں تھا۔ جب ہم نے جعفرؓ بن ابی طالب کو نہ پایا تو مقتولین میں تلاش کیا۔ ہم نے انھیں اس حالت میں پایا کہ نیزے اور تیر کے نوے زخم تھے یہ ہم نے ان کے اس حصہ جسم میں پائے جو سامنے گیا تھا۔

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ جعفر کے بدن میں ساٹھ سے زیادہ زخم پائے گئے ایک زخم نیزے کا پایا گیا جو پار ہو گیا تھا۔

عبداللہ بن محمد بن عمرؓ بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جعفر کو ایک رومی نے مارا اس نے ان کے دو ٹکڑے کر دیئے، ایک ٹکڑا تو انگور کے باغ میں جا پڑا اور دوسرے ٹکڑے میں تیس یا تیس سے زائد زخم پائے گئے۔

ایک شخص سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جعفر کو جنت میں اس حالت میں دیکھا کہ ان کے دونوں پر خون آلود ہیں، بازو رنگے ہوئے ہیں۔

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب کے دو پر ہیں جن سے وہ ملائکہ کے ساتھ جنت میں اڑتے ہیں۔

عبداللہ بن المختار سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج شب کو جعفر بن ابی طالب ملائکہ کے ایک گروہ کے ساتھ میرے پاس سے گزرے ان کے دو خون آلود پر تھے سفید بازو تھے۔

علیؓ بن ابی طالب علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب کے دو پر ہیں جن سے وہ ملائکہ کے ساتھ جنت میں اڑتے ہیں۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ جعفرؓ کے دو پر ہیں جن سے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑ کے جاتے ہیں انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی ﷺ قبل اس کے کہ جعفر وزیدؓ کی خبر مرگ آئے ان کی خبر مرگ سنادی، جب آپ نے خبر مرگ سنائی تو آنسو جاری تھے۔

عامر سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب جنگ موتہ میں البلقاء میں قتل کئے گئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ تو جعفر کے اہل میں اس سے بہتر خلیفہ ہو جا جیسا کہ تو اپنے کس نیک بندے کا خلیفہ ہوا ہے۔

عامر سے مروی ہے کہ جب جعفر کی وفات ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے انکی بیوی کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے پاس جعفر کے لڑکوں بھیج دو، انھیں لایا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ جعفر تیرے پاس ثواب کی طرف گئے ہیں لہٰذا تو ان کی ذریت میں اس سے بہتر خلیفہ بن جا جیسا تو اپنے نیک بندوں میں سے کسی کے لئے بنا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ جب جعفرؓ وزید وعبداللہ بن رواحہ کی سنائی آئی تو رسول اللہ ﷺ اس طرح بیٹھے کہ چہرہ مبارک سے حزن معلوم ہوتا تھا۔

عائشہؓ نے کہا مجھے دروازے کے پٹ سے خبر ہورہی تھی ایک شخص آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ جعفر کی عورتوں نے گریہ وزاری کو لازم کرلیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ انھیں منع کرے، وہ شخص گیا اس کے بعد آیا اور کہا کہ میں نے انھیں منع کیا۔ مگر انھوں نے کہنا نہیں مانا رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ انھیں دوبارہ منع کرے، وہ شخص گیا، اس کے بعد آیا اور کہا کہ واللہ انھوں نے مجھے مغلوب کر دیا رسول اللہ ﷺ نے اسے پھر حکم دیا کہ انھیں منع کرے۔

عائشہؓ نے کہا کہ وہ گیا اور پھر آپ کے پاس آیا اور کہا کہ واللہ یا رسول اللہ وہ مجھ پر غالب آگئی ہیں، میرا گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان عورتوں کے منہ میں مٹی ڈال دو۔ عائشہؓ نے کہا کہ اللہ تجھے ذلیل کرے تو کرنے والا نہیں ہے، میں نے رسول اللہ کو نہیں چھوڑا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب وفات جعفر کی خبر آئی تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے اندر حزن معلوم کیا۔ ایک شخص آیا اور عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ عورتیں روتی ہیں، فرمایا ان کے پاس جاؤ اور انھیں خاموش کردو، وہ شخص دوبارہ آیا اور اسی طرح کہا فرمایا ان کے پاس واپس جا کر انھیں خاموش کردو، وہ سہ بارہ آیا اور اسی طرح کہا، فرمایا اگر وہ انکار کریں تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔

عائشہؓ نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا واللہ تو نے اپنے نفس کو رسول اللہ ﷺ کا فرماں بردار ہوئے بغیر نہ چھوڑا۔

اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ جب جعفر کی وفات ہوئی تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اپنا غم دور کر دو پھر جو چاہوں کرو۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی پیداوار سے پچاس وسق کھجور سالانہ جعفرؓ بن ابی طالب کو عطا فرمائی تھی۔

عامر سے مروی ہے کہ علیؓ نے اسماء بنت عمیس سے نکاح کیا تو ان کے دو بیٹوں محمد بن جعفرؓ و محمد بن ابی بکر نے باہم فخر کیا۔ ہر ایک نے کہا کہ میں تم سے زیادہ بزرگ ہوں، میرے والد تمھارے والد سے بہتر ہیں علیؓ نے ان دونوں سے کہا کہ میں تمھارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں، اسماء نے کہا کہ میں نے عرب کے کسی جوان کو نہیں دیکھا جو جعفر سے بہتر ہو اور نہ میں نے کسی ادھیڑ کو دیکھا جو ابو بکرؓ سے بہتر ہو۔ علیؓ نے اسماء سے کہا کہ تم نے ہمارے فیصلے کے لئے کچھ نہیں چھوڑا، اسماء نے کہا کہ واللہ تینوں جن میں تم سب سے کم درجے کے ہو بہتر ہیں، علیؓ نے کہا کہ اگر تم اس کے سوا کہتیں تو میں تم سے ناراض ہوتا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی شخص جس نے جوتا پہنا اور سواریوں پر سوار اور عمامہ باندھا رپ جعفر سے افضل نہ تھا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ جعفرؓ بن ابی طالب مساکین کے حق میں سب سے بہتر تھے، وہ ہمیں لے جاتے تھے اور جو کچھ گھر میں ہوتا تھا سب کھلا دیتے تھے یہاں تک کہ اگر وہ گھی کا کپ ہمارے پاس نکال لاتے تھے جس میں کچھ نہ ہوتا تھا تو اسے نچوڑتے تھے اور ہم، جو اس میں ہوتا تھا چاٹ لیتے تھے۔

عقیل بن ابی طالب

عقیل بن ابی طالب ...... ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں مطالب کے بعد ابو طالب کے لڑکوں میں سب سے بڑے تھے۔ طالب کے بقیہ اولاد نہ تھی انکی والدہ بھی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں، طالب عقیل سے دس سال بڑے تھے، عقیل جعفر سے دس سال بڑے تھے، اور جعفر علیؓ سے دس سال بڑے تھے۔ علی عمر سب سے چھوٹے اور اسلام میں سب سے پہلے تھے۔

عقیل بن ابی طالب کی اولاد میں یزید تھے، جن سے ان کی کنیت تھی۔

سعید تھے ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عمرو بن یزید بن مدنج بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھیں۔

جعفر اکبر اور ابو سعید الاحول، یہ ان کا نام تھا (یعنی وہ احول یا بھینگے نہ تھے) ان دونوں کی والدہ ام البنین بنت الثغر تھیں (الثغر) عمرو بن البصار بن کعب بن عامر بن عبد بن ابی بکر تھے، اور ابو بکرؓ عبید ابن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھے، الثغر کی والدہ اسماء بنت سفیان تھیں جو ضحاک بن سفیان بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب رسول اللہ ﷺ کے صحابی کی بہن تھیں۔

مسلم بن عقیل، یہ وہی تھے جن کو حسینؓ بن علی بن ابی طالب علیہما اسلام نے مکہ بھیجا کہ وہ لوگوں سے انکی بیعت لیں، وہ کوفے میں ہانی بن عروۃ المرادی کے پاس اترے، عبید اللہ بن زیاد نے مسلم ابن عقیل اور ہانی بن عروہ کو گرفتار کر لیا اور دونوں کو قتل کر کے دار پر لٹکا دیا اسی واقعے کو شاعر نے نظم کیا ہے۔

فان کنت لاتدرین ماالموت نانظری	الی هانی فی السوق و ابن عقیل
(اگر تو نہیں جانتی کہ موت کیا چیز ہے تو تو دیکھ	بازار میں ہانی اور ابن عقیل کیطرف
تری حد اقد غیر الموت لونہ	ونضح دم قد سانی کل مسیل
تو ایسا جسم دیکھے گی جس کا رنگ موت نے بدل دیا ہے	اور خون کے وہ وانی دیکھے گی جو بہنے کی جگہ بہہ رہا ہے

عبداللہ بن عقیل، عبدالرحمن، عبداللہ اصغر، ان کی والدہ، خلیلہ تھیں جو ام ولد تھیں۔ علیؓ جن کے کوئی بقیہ اولاد

نہ تھی، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

جعفر اصغر و حمزہ و عثمان جو سب کے سب امہات اولاد (باندیوں) سے تھے۔ محمد و رملہ، ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

ام ہانی، سماء، فاطمہ، ام القاسم، زینب اور ام نعمان، یہ سب مختلف امہات اولاد (باندیوں) سے تھیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عقیل بن ابی طالب بھی ان بنی ہاشم میں سے تھے جو زبردستی مشرکین کے ساتھ بدر میں لائے گئے تھے، وہ اس میں حاضر ہوئے اور اسی روز گرفتار کیے گئے، ان کے پاس کوئی مال نہ تھا عباس بن عبدالمطلب نے ان کا فدیہ ادا کیا۔

معاویہ بن عمار الذہبی سے مروی ہے کہ میں نے ابوعبیداللہ جعفر بن محمد کو کہتے سنا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر میں فرمایا کہ یہاں سے میرے اہل بیت کو دیکھو، جو بنی ہاشم میں سے ہیں۔ علیؓ بن ابی طالب آئے انھوں نے عباس اور نوفل اور عقیل کو دیکھا اور واپس ہوئے۔ عقیل نے پکارا کہ اے والدہ علیؓ کے فرزند کیا تم نے ہمیں نہیں دیکھا، علیؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا۔ یا رسول اللہ میں نے عباس اور نوفل اور عقیل کو دیکھا ہے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور عقیل کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ فرمایا اے ابو یزید، ابوجہل قتل کر دیا گیا۔ انھوں نے کہا کہ اگر آپ نے قوم کو قتل کر دیا تو لوگ آپ سے مکہ کے معاملے میں جھگڑا نہ کریں گے ورنہ آپ ان کے کندھوں پر سوار ہو جائے۔

اسحاق بن الفضل نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ عقیل ابن ابی طالب نے نبی ﷺ اسلم سے کہ آپ نے مشرکین کے اشراف (سرداروں) میں سے کس کو قتل کیا، فرمایا، ابوجہل قتل کر دیا گیا، انھوں نے کہا کہ اب مکہ کے لئے صاف ہو گیا، لوگوں نے کہا کہ عقیل مکہ واپس آئے اور وہیں رہے آخر ہجرت کر کے ۸ھ کے شروع میں رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ ہو گئے، غزوہ موتہ حاضر ہوئے، وہاں سے واپس آئے، پھر انھیں ایک مرض لاحق ہو، فتح مکہ طائف، خیبر اور حنین میں ان کا ذکر نہیں سنا گیا، رسول اللہ ﷺ نے انھیں خیبر کی پیداوار سے سا چالیس وسق کھجور سالانہ کی جاگیر عطا فرمائی۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ غزوہ موتہ میں عقیل ابن ابی طالب کو ایک انگوٹھی ملی جس میں تصوریریں تھیں، وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے آپ نے انھیں کو دیدی، وہ ان کے ہاتھ میں تھی، قیس نے کہا کہ میں نے اسے اب تک دیکھا ہے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عقیل بن ابی طالب ایک سوئی لائے اپنی زوجہ سے کہا کہ اس سے اپنے کپڑے سینا نبی ﷺ نے ایک منادی بھیجا کہ دیکھو خبردار کوئی شخص ایک سوئی کے یا اس سے کم کے برابر خیانت نہ کرے، عقیل نے اپنی زوجہ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمھاری سوئی تم سے جاتی رہے گی۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عقیل بن ابی طالب سے فرمایا کہ اے ابو یزید مجھے تم سے دو طرح کی محبت ہے ایک تمھاری قرابت کی وجہ سے ہے اور دوسری اس وجہ سے کہ مجھے تم سے اپنے چچا (ابوطالب) کی محبت آتی ہے۔

عطاء سے مروی ہے کہ میں نے عقیل بن ابی طالب کو دیکھ جو بہت بوڑھے اور عرب کے سردار تھے انھوں نے کہا کہ اس (زمزم) پر چرخی کا سامان تھا۔ میں نے اس جماعت کے افراد اب بھی دیکھے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی

ان سے ولا (الفت) نہیں رکھتا جو اپنی چادر میں لپٹتے ہیں اور کرتے کھینچتے ہیں یہاں تک کہ ان کے قول کے دامن پانی سے تر رہتے ہیں، حج سے پہلے اور اس کے بعد ایام منیٰ میں یہ نظارہ نظر آتا ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عقیل بن ابی طالب کی وفات ان کے نابینا ہونے کے بعد خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ہوئی، آج ان کی بقیہ اولاد ہے، بقیع میں ان کا مکان ربہ ہے یعنی (پالنے والا گھر) جس میں بہت سے رہنے والے اور بہت بڑی جماعت ہے۔

نوفل بن الحارث......ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی، ان کی والدہ غزیہ بن قیس بن طریف بن عبدالعزیٰ بن عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث ابن فہر تھیں۔

نوفل بن الحارث کی اولاد میں حارث تھے انھیں سے انکی کنیت تھی، رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے آدمی تھے آپ کی صحبت پائی تھی اور آپ سے روایت کی ہے ان کے یہاں رسول اللہ کے زمانے میں عبداللہ بن الحارث پیدا ہوئے۔

سب سے پہلے مدینہ کے محکمہ قضاء کے والی......عبداللہ بن نوفل جن کو نبی ﷺ سے تشبیہ دی جاتی تھی، وہ پہلے شخص ہیں جو مدینہ کے محکمہ قضاء کے والی ہوئے، ابو ہریرہ نے کہا کہ یہ سب سے پہلے قاضی ہیں جن کو میں نے اسلام میں دیکھا یہ خلافت معاویہؓ بن ابی سفیان میں ہوا۔ عبدالرحمن بن نوفل جنکی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ربیعہ، ان کے بھی اولاد نہ تھی۔ سعید فقیہ (عالم) تھے۔ مغیرہ ام سعد، ام مغیرہ اور ام حکیم۔

ان سب کی والدہ ظریبہ بنت سعید بن القشیب تھیں، قشیب کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع بن نضلہ بن مخصب بن صعب بن مبشر بن دہمان بن قصر بن زہران بن کعب بن الحارث بن کعب بن عبداللہ ابن مالکبن نصر بن الازدتھا، ظریبہ کی والدہ ام حکیم بنت سفیان بن امیہ ابن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی تھیں جو سعد بن ابی وقاص کی خالہ تھیں۔

نوفل بن الحارث کی اولاد کثیر مدینہ وبصرہ و بغداد میں ہے۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب مشرین نے مکہ کے بنی ہاشم کو زبردستی بدر روانہ کیا تو ان کے بارے میں نوفل بن الحارث نے یہ شعر کہتے:

حرام علی حرب احمد انني   اری احمد امنی قریبا و امرہ

(مجھ پر جنگ احمد حرام ہے کیونکہ میں   احمد کے احسانات کو اپنے قریب دیکھتا ہوں

وان تک فهر البت وتجهعت   علیه فان الله لاشک ناصره

(اگر تمام اولاد فہر آپ کے خلاف ہو جائے اور جمع ہو جائے، تو کوئی شک نہیں کہ اللہ آپ ہی کا مددگار ہوگا)

ہشام نے کہا کہ معرف بن الخزبوذ نے نوفل بن الحارث کو شعر ذیل پڑھ کر سنایا:

فقل القریشی ایلبی ومخربی   علیه فان الله لاشک ناصره

قریش سے کہہ دو کہ تم لوگ آپ کے خلاف متفق ہو جاؤ اور گروہ بندی کرلو، کوئی شک نہیں کہ اللہ ہی کا مدد

رہوگا نیز نوفل بن الحارث جب اسلام لائے تو انھوں نے اشعار ذیل کہے:

الیکم الیکم اننی لست منکم　　تبرات من دین الشیوخ الاکابر

(تم لوگ دور ہو۔ تم لوگ دور ہو کیونکہ میں تم میں سے نہیں ہوں، میں بڑے بوڑھوں کے دین سے بیزار ہو گیا)۔

لعمرک مادینی بشی ابیعه　　وما انا ذا سامت یو ما بکافر

(تیری جان کی قسم میرا دین ایسی چیز پر نہیں ہے جسے میں بیچتا ہوں۔ اور جب میں اسلام لے آیا تو کسی دن کا نہیں ہوا۔)

شهدت علی ان النبی محمدا　　اتی بالهدی من ربه والبصائر

(میں گواہی دیتا ہوں کہ نبی ﷺ، اپنے رب کے پاس سے ہدایت اور روشنیاں لائے ہیں،

وان رسول الله یدعوالی لتقی　　وان رسول الله لیس بشاعر

(رسول اللہ تقوے کی دعوت دیتے ہیں۔　اور رسول اللہ شاعر نہیں ہیں۔

علی ذاک احیائم بعث موقتا　　والوی علیه میتا فی المقابر

(اسی پر میری زندگی ہے اس کے بعد وقت مقررہ پر میں اٹھایا جاؤں گا، اور اسی پر موت کے بعد مجھے قبر میں دفن کیا جائے گا)

اپنی جان کا فدیہ دو عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ جب نوفل بن الحارث بدر میں گرفتار کئے گئے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے نوفل اپنی جان کا فدیہ دو، عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جس سے میں اپنی جان فدیہ دوں، فرمایا کہ اپنی جان کا فدیہ ان نیزوں سے ادا کرو جو جدے میں ہیں۔ عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ رسول اللہ ہیں

نوفل نے انھیں نیزوں سے اپنی کا فدیہ ادا کیا اور وہ تعداد میں ایک ہزار تھے۔

نوفل بن الحارث مشرف بہ اسلام ہوئے، بنی ہاشم میں سے جو لوگ اسلام لائے تھے وہ ان سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے، اپنے چچا حمزہ وعباس سے بھی زیادہ سن رسیدہ تھے۔

اپنے بھائی ربیعہ وابی سفیان وعبد شمس فرزندان حارث سے بھی زیادہ سن رسیدہ تھے۔

نوفل مکہ واپس گئے۔ انھوں نے اور عباس نے غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ہجرت کی، رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور عباس بن عبدالمطلب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ دونوں جاہلیت میں بھی تجارتی مال میں برابر کے شریک تھے، باہم دوست اور مخلص تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں انھیں مسجد کے پاس مکان کے لئے زمین عطا فرمائی ان کو اور عباس کو ایک ہی مقام پر زمین عطا فرمائی دونوں کے درمیان ایک دیوار سے آڑ کردی نوفل بن الحارث کا مکان رحبۃ القضاء میں مسجد نبوی ﷺ کے متصل اس دارالاماۃ کے مقابل تھا جس کو آج دار مروان کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے نوفل بن الحارث کو بھی مدینہ میں ایک مکان عنایت فرمایا جو بازار کے پاس الثنیہ کے راستے پر ان کے اونٹوں کا طویلہ تھا۔ نوفل نے اپنی حیات ہی میں اسے اپنے لڑکوں میں تقسیم کر دیا تھا ان کے بقیہ لوگ

آج تک اس میں ہیں۔

نوفل رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب فتح مکہ وحنین وطائف میں حاضر ہوئے غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ثابت قدم رہےوہ آپ کی داہنی جانب تھے انھوں نے یوم حنین میں ہزار نیزوں سے رسول اللہ ﷺ کی مدد کی تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوالحارث گویا میں تمھارے نیزوں کو مشرکین کی پشتوں میں ٹوٹتا ہوا دیکھتا ہوں۔

نوفل بن الحارث کی وفات......نوفل بن الحارث کی وفات عمرؓ بن الخطاب کے خلیفہ ہونے کے سوا برس ہوئی، عمرؓ بن الخطاب نے ان پر نماز پڑھی، بقیع تک ان کے ساتھ گئے اور وہیں دفن کیا۔

ربیعہ بن الحارث......ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی۔ان کی والدہ غزیہ بنت قیس بن طریف بن عبدالعزیٰ بن عامر بن عمیرہ ابن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں، کنیت ابوروی تھی۔

اولاد میں محمد وعبداللہ وعباس اور حارث تھے جن کی بقیہ اولاد نہ تھی، امیہ عبدشمس اروی کبریٰ اور ہند صغریٰ تھیں، ان سب کیوالد، ام الحکیم بنت الزبیر بن عبدالمطلب تھیں اروی صغریٰ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

آدم بن ربیعہ یہ وہی تھے جنھیں قبیلہ بنی ہذل میں دودھ پلایا جاتا تھا۔بنولیث بن بکر نے اس جنگ میں قتل کردیا جوان کے درمیان ہوئی تھی، وہ بچے تھے۔مکان کے آگے گھٹنوں کے بل چلتے تھے، بنولیث نے ایک پتھر مارا جوان کے لگا اور سر پاش پاش کردیا انھیں کے متعلق یوم فتح میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگاہ ہو کہ ہر وہ خون جو جاہلیت میں ہوا میرے قدم کے نیچے ہے (یعنی اس کا کوئی شمار اور انتقام نہیں ہے) سب سے پہلا خون جس سے میں درگزر کرتا ہوں وہ ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے بیٹے کا خون ہے۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ میرے والد اور بنی ہاشم اس کتاب میں جس میں وہ ان کا نسب بیان کرتے تھے ان کا نام نہیں لیتے تھے، وہ کہتے تھے کہ وہ ایک چھوٹا سا بچہ تھا جس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی اور نہ اس کا نام یادرکھا گیا۔

ہماری رائے ہے کہ جس نے آدم بن ربیعہ کہا اس نے کتاب میں دم بن ربیعہ (یعنی ابن ربیعہ کا خون لکھا) دیکھا، اور اس میں الف زیادہ کر کے آدم بن ربیعہ کہا۔بعض روایان حدیث نے کہا کہ ان کا نام تمام ابن ربیعہ تھا دوسروں نے ایاس بن ربیعہ کہا۔واللہ اعلم۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ربیعہ بن الحارث اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب سے دو سال بڑے تھے، جب مشرکین مکہ سے بدر کی طرف روانہ ہوئے تو ربیعہ بن الحارث شام میں تھے، وہ مشرکین کے ہمراہ بدر میں موجود نہ تھے۔اس کے بعد آئے۔

عباس بن عبدالمطلب اور نوفل بن الحارث ایام خندق میں ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ ہوئے تو ربیعہ ابن الحارث نے الابوا تک ان دونوں کی مشایعت کی،

مکہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو عباس اور نوفل نے کہا کہ تم دارالشرک کی طرف واپس جاتے ہو۔جہاں لوگ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرتے ہیں اور آپ کی تکذیب کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ غالب ہوگئے ہیں، آپ کے اصحاب بہت ہوگئے ہیں۔ واپس آ ؤ۔ ربیعہ تیار ہوئے اوران دونوں کے ساتھ روانہ ہوگئے یہاں تک کہ سب کے سب رسول ﷺ کے پاس مدینہ میں مسلم مہاجرین بن کے آئے رسول اللہ ﷺ نے ربیعہ ابن الحارث کوخیبر سے سووسق سالانہ کی جاگیردی۔

ربیعہ بن الحارث رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب فتح مکہ وطائف وحنین میں حاضر تھے یوم حنین میں آپ کے ان اہلبیت واصحاب کے ساتھ ثابت قدم رہے جوہمرکاب سعادت تھے انھوں نے مدینہ میں بنی جدیلہ میں ایک مکان بنالیا تھا، نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔

ربیعہ الحارث کی وفات مدینے میں جہد خلافت عمرؓ بن الخطاب اپنے دونوں بھائی نوفل وابی سفیان بن الحارث کی وفات کے بعد ہوئی۔

عبداللہ بن الحارث ...... ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی۔ ان کی والدہ غزیہ بنت قیس بن طریف بن عبدالعزیٰ بن عامرہ ابن عمیرہ بن ودیعہ الحارث بن فہر تھیں، عبداللہ کا نام عبدشمس تھا۔

اسحاق بن الفضل نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ عبدشمس ابن الحارث بن عبدالمطلب قبل فتح مکہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مسلم مہاجرین کے روانہ ہوئے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کا نام عبداللہ رکھا، رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب بعض غزوات میں بھی گئے، الصفر اء میں انکی وفات ہوئی نبی ﷺ نے انھیں اپنے کرتے ہیں دفن کیا اور فرمایا کہ وہ سعید تھے جن کوسعادت نے پالیا، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابوسفیان بن الحارث ...... ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی۔ نام مغیرہ تھا۔ ان کی والدہ غزیہ بنت قیس بن طریف بن عبدالعزیٰ بن عامر بن عمیر بن ودیعہ بن الحارثہ بن فہر تھیں۔

ابوسفیان بن الحارث کی اولاد میں جعفر تھے ان کی والدہ جمانہ بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی تھیں۔

ابوالہیاج، ان کا نام عبداللہ تھا، جمانہ وحفصہ اور کہا جاتا ہے کہ حمیدہ، ان سب کی والدہ نغمہ بنت ہمام بن الاقحم بن ابی عمرو ابن ظویلم بن جعیل بن وہمان بن نصر بن معاویہ تھیں، کہا جاتا ہے کہ حفصہ کی والدہ جمانہ ابی طالب تھیں۔

عاتکہ، ان کی والدہ ام عمرو بنت المقوم بن عبدالمطلب ابن ہاشم تھیں۔
امیہ انکی والدہ ام ولد تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ انکی والدہ ابوالہیاج کی والدہ تھیں ام کلثوم جوام ولد سے تھیں۔
اولاد ابی سفیان بن الحارث سب ختم ہوگئی کوئی باقی نہ رہا۔

ابوسفیان اسلام لانے سے قبل ...... ابوسفیان شاعر تھے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ہجو کیا کرتے تھے اسلام میں جوداخل ہوتا تھا اس سے سخت دوری اختیار کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے، حلیمہ نے کچھ دن دودھ پلایا تھا رسول اللہ ﷺ سے الفت کرتے تھے، آپ کے ساتھ پیدا ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ کے دشمن ہوگئے، آپ کی اور آپ کے اصحاب کی ہجو شروع کر دی بیس سال تک رسول اللہ ﷺ کے دشمن رہے کسی ایسے مقام پر پیچھے نہ رہے جہاں قریش رسول اللہ ﷺ سے جنگ کے لئے جاتے تھے۔

جب اسلام نے خوب ترقی کر لی اور عام الفتح میں رسول اللہ ﷺ کا بجانب مکہ حرکت کرنا بیان کیا گیا تو اللہ نے ابوسفیان بن الحارث کے قلب میں اسلام ڈال دیا۔

ابوسفیان نے کہا کہ میں اپنی بیوی اور بچوں کے پاس آیا اور کہا کہ روانگی کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ محمد (ﷺ) کی آمد قریب آگئی، ان لوگوں نے کہا کہ ہم سب تم پر فدا ہوں تم دیکھتے ہو کہ عرب وعجم نے محمد (ﷺ) کی پیروی کر لی اور تم اب تک انکی عداوت پر ہو۔ حالانکہ سب سے زیادہ تم انکی مدد پسند کرتے تھے۔

میں نے اپنے غلام مذکور سے کہا کہ جلد میرا گھوڑا اور اونٹ لاؤ ہم مکہ سے رسول اللہ ﷺ کی قدم بوسی کے لئے روانہ ہوگئے، الابواء پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کا مقدمہ الجیش اتر چکا تھا اور مکہ کا ارادہ کر رہا تھا۔

میں آبڑھنے سے ڈرا، رسول اللہ ﷺ میرے خون کے لئے تیار ہو گئے تھے میں گھبرا گیا اور روانہ ہوا، اپنے فرزند جعفر کا ہاتھ پکڑ لیا، ہم دونوں اسی صبح کو جس میں رسول اللہ ﷺ نے ابوالابواء میں صبح کی تقریباً ایک میل تک پیادہ چلے اور آپ کے چہرے کی طرف سے آگے آئے۔

آپ ﷺ کی ناگواری　آنحضرت نے میری طرف سے دوسری جانب منہ پھر لیا۔ میں بھی دوسری جانب آپ کے سامنے پلٹ گیا۔ آپ نے کئی مرتبہ مجھ سے منہ پھیرا، مجھے ہر قریب وبعید نے پکڑ لیا میں نے کہا کہ شاید آپ کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا جاؤں گا۔ میں آپ کی نیکی ورحم اور آپ کی قرابت آپ کے سامنے بیان کر رہا تھا۔ اسی بات نے لوگوں کو مجھ سے باز رکھا۔

گمان کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے اسلام سے خوش ہوں گے میں اسلام لایا اور اسی حال پر ہمرکاب روانہ ہوا۔ فتح مکہ وحنین حاضر تھا۔ حنین میں جب ہم دشمن سے ملے تو میں اپنے گھوڑے سے اتر کر ان کی صفوں میں گھس گیا۔ ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی۔

آنحضرتؐ کو معلوم نہ تھا کہ میں آپ سے پہلے موت چاہتا ہوں، آپ میری طرف دیکھ رہے تھے، عباس نے کہا رسول اللہ یہ آپ کے بھائی اور آپ کے چچا کے بیٹے ابوسفیان بن الحارث ہیں ان سے آپ راضی ہو جائیے۔ فرمایا میں نے کر دیا۔ (یعنی راضی ہوگیا) اللہ نے انکی ہر عداوت کو جو وہ مجھ سے رکھتے تھے بخش دیا، آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میرے بھائی ہیں، اپنی جان کی قسم میں نے آپ کے پاؤں کو رکاب میں بوسہ دیا۔

ابوسفیان کے اسلام لانے کے بعد اشعار...... ابی اسحاق سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب اصحاب رسول اللہ کی ہجو کیا کرتے تھے، اسلام لائے تو یہ اشعار کہے،

لعمرک انی یوم احمل رایۃ　　لتغلب خیل اللات خیل محمدٌ

(آپ کی جان کی قسم میں روز جھنڈا اٹھاتا تھا۔ کہ لات کا لشکر محمد (ﷺ) کے لشکر پر غالب ہو جائے)

لکالمد لج الحیران اظلم لیله فهذا ادنی الیوم احدی واهندی

تو بیشک میری یہ حالت ہوتی تھی کہ میں اس پریشان شب رو کی طرح تھا جسکی رات تاریک ہو۔ مگر آج یہ ،لم ہے کہ مجھے ہدایت کردی گئی اور میں نے ہدایت پالی ہے۔

هدانی هاد غیر نفسی ودلنی علی الله من طروت کل مطرد

(مجھے ایک ایسے ہادی نے ہدایت جو میری ذات کے علاوہ ہے اس نے مجھے اللہ کا راستہ بتایا جسکو میں نے ،رے طور پر تکار دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلکہ ہم نے تم کو دتکار دیا تھا۔

جراء سے مروی ہے کہ ان سے دریافت کیا تھا کہ اے ابوعمارہ کیا تم لوگوں نے یوم حنین میں پشت پھیری تھی، براء نے جواب دیا اور میں سنتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس روز اللہ کے نبی نے پشت نہیں پھیری، آپ کے بر کو ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب باگ پکڑے کے کھینچ رہے تھے۔ جب مشرکین نے آپ کو گھیر لیا تو آپ بر سے اتر پڑے اور فرمانے لگے،

انا النبی لاکذب انا ابن المطلب

کچھ جھوٹ نہیں کہ میں نبی ہوں فرزند عبدالمطلب ہوں۔

اس روز آپ سے زیادہ سخت کوئی نہیں دیکھا گیا۔

عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو نبی ﷺ سے تشبیہ ی جاتی تھی، وہ شام میں آئے تھے۔ انھیں جب دیکھا جاتا تھا تو بوجہ مشابہت ابن عمر کے انھیں ابن عمر کہا جاتا تھا۔ ابو فیان بن الحارث نے اپنے شعر (ذیل) میں کہا ہے کہ۔

هدانی هاد غیر نفسی ودلنی علی الله من طردت کل مطرد

مجھے ایک ایسے ہادی نے ہدایت کی جو میری ذات کے علاوہ ہے، اس نے مجھے اللہ کا راستہ بتایا۔ جسکو میں نے پورے طور پر دتکار دیا تھا۔

افردوانا لی جاهداعن محمد وادعی وان لم انتسب عجمد

میں کوشش کر لے محمد سے بھاگتا تھا اور دور رہتا تھا۔ اگر چہ میں منسوب نہیں کرتا تھا مگر مجھے محمد پکارا جاتا تھا۔

یعنی بوجہ آپ کی مشابہت کے لوگ ابوسفیان کو دھوکے سے محمد پکارنے لگتے تھے۔

ابوسفیان بن الحارث اور ان کے بیٹے جعفر بن ابی سفیان عمامہ باندھے ہوئے نبی ﷺ کی خدمت میں اضر ہوئے جب آپ کے پاس پہنچے تو دونوں نے کہا، اسلام علیکم یارسول اللہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چہرے سے کپڑا اٹھاؤ تاکہ پہچانے جاؤ۔

انھوں نے اپنا نسب بیان کیا۔ چہرے کھول دیئے اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ئک آپ اللہ کے رسول ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوسفیان تم نے مجھے کس دتکار کی جگہ یا کس وقت دتکارا تھا رض کی یارسول اللہ ﷺ ملامت کا وقت نہیں ہے۔ فرمایا اے ابوسفیان ملامت نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب سے فرمایا کہ اپنے چچا کے بیٹے کو وضو اور سنت سکھاؤ اور میرے پاس

لاؤ۔ وہ انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے انھوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔

رسول اللہ ابوسفیان سے راضی ہوگئے

رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلام کردیں کہ آگاہ ہوا اللہ کا رسول اللہ ا سفیان سے راضی ہوگئے، لہٰذا تم لوگ بھی ان سے راضی ہو جاؤ۔

وہ اور ان کے بیٹے جعفر رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب فتح مکہ یوم حنین اور طائف میں حاضر ہوئے۔ یوم حنین میں لوگ بھاگ گئے تو دونوں باپ بیٹے آپ کے ہمرکاب ثابت قدم رہے اس روز ابوسفیان کے بدن پر چھوٹی چھو، چادریں اور چادروں کا عمامہ تھا۔ انھیں نے ایک چادر سے اپنی کمر باندھ رکھی تھی اور رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام پ لی تھی۔

جب غبار ہٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے، عرض کی آپ کا بھائی ابوسفیان، فرمایا اے ار تب تو وہ میرا بھائی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ ابوسفیان میرے بھائی ہیں اور میرے بہترین اعزہ میں اللہ۔ حمزہ کے بدلے مجھے ابوسفیان ابن الحارث کو دیا ہے، اس کے بعد ابوسفیان کو اسد اللہ اور اسد الرسول کہا جاتا تھا۔

ابوسفیان بن الحارث نے یوم حنین کے بارے میں سے اشعار کہے ہیں جنھیں ہم نے ان کی کثرت کی و سے چھوڑ دیا ہے ان کے کلام میں یہ بھی ہے۔

لقد علمت افناء کعب وعامر   غداۃ حنین حین عم التصعضع

کعب وعامر کے تمام لوگوں نے حنین کی صبح کو جس وقت کمزوری عام طور پر تھی یہ جان لیا کہ

بانی لخو الهیجاء ارکب حدها   امام رسول الله لا اتتعتع

میں جنگ کا ماہر ہوں کہ اس کی حد تک کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ کے آگے اس طرح کہ میں خوف نہیں کر

رجاء ثواب الله والله واسع   الیه تعالی کل امر بسر جع

اللہ کے ثواب کی امید پر کرتا ہوں) اور اللہ وسعت والا ہے، اسی بزرگ و برتر کی طرف تمام امور لوٹیں گے

لوگوں نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ ابوسفیان بن الحارث کو خیبر سے سو وسق کھجور سالانہ کی جاگیر دی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن الحارث گرمی میں نصف النہار کے وقت نماز پڑھتے ت جو مکروہ سمجھی جاتی تھی، اس کے بعد ظہر عصر تک پڑھتے تھے۔ ایک روز علیؓ ملے۔ ابوسفیان وقت سے پہلے نماز۔ فارغ ہو کر واپس ہو چکے تھے انھوں نے ان سے کہا کہ آج کیا ہے جو تم اس وقت سے پہلے واپس ہوگئے جب عمر واپس ہوتے تھے انھوں نے نے کہا کہ میں عثمان بن عفان کے پاس آیا۔ ان کی بیٹی کا پیام دیا۔ انھوں نے کچھ جوا، نہ دیا۔ میں تھوڑی دیر بیٹھ رہا پھر بھی کچھ جواب نہ دیا۔ علیؓ نے کہا کہ میں تم سے ایسی لڑکی کا نکاح کرتا ہوں جو س۔ بہر قریب ہے انھوں نے اپنی بیٹی کا ان سے نکاح کردیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوسفیان بن الحارث نوجوان ا جنت کے سردار ہیں انھوں نے ایک سال حج کیا منیٰ میں حجام نے ان کا سر مونڈا سر میں مسہ تھا حجام نے اسے کاٹ جس سے وہ مر گئے لوگوں کا خیال تھا کہ وہ شہید ہوئے یا لوگ یہ امید کرتے تھے کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔

بوسفیان کی وفات...... ابی اسحاق سے مروی ہے کہ ابوسفیان کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے اپنے ھر والوں سے کہا کہ مجھ پر رونا نہیں کیونکہ جب سے میں اسلام لایا ہوں کسی گناہ میں آلودہ نہیں ہوا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوسفیان بن الحارث کی وفات مدینہ میں اپنے بھائی نوفل بن الحارث کے تیرہ دن لم چار مہینے کے بعد ہوئی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۲۰ھ میں انکی وفات ہوئی اور عمرؓ بن الخطاب نے نماز پڑھی، انھیں بقیع ں عقیل بن ابی طالب کے مکان کی دیوار میں دفن کیا گیا۔

انھوں نے خود ہی وفات سے تین روز قبل اپنی قبر کھودنے کا انتظام کیا تھا۔ اس کے بعد انھوں نے کہا اے نذ میں رسول اللہ ﷺ اور اپنے بھائی کے بعد زندہ نہ رہوں مجھے ان دونوں کے ساتھ کردے اسی روز آفتاب بھی روب نہ ہوا تھا کہ انکی وفات ہوگئی انکا مکان عقیل بن ابی طالب کے مکان کے قریب تھا۔ یہ وہی مکان تھا جو رالکرامی کہلاتا تھا اور علی بن ابی علیہ اسلام کے مکان کے پڑوس میں تھا۔

ضل بن عباس...... ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی، کنیت ابومحمد تی، انکی والدہ ام الفضل میں جولبابہ کبری بنت الحارث بن حزن ابن بحیر بن الزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ابن معا یہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن رکرمہ بن حصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر تھیں۔

فضل بن عباس کی اولاد میں صرف ام کلثوم تھیں، ان کے کوئی دوسری اولاد نہ ہوئی ان کی والدہ صفیہ بنت یہ بن جز بن الحارث ابن عریج بن عمرو والزبیدی قبیلہ مذحج کے سعد العشیرہ میں سے تھیں۔

فضل بن عباس، عباس بن عبدالمطلب کے سب لڑکوں سے بڑے تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے رکاب مکہ وحنین کا جہاد کیا اس روز جب لوگ پشت پھیر کے بھاگے تو رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ثابت قدم رہنے لے اصحاب واہل بیت میں تھے۔

ﷺ کے ہمنشین کا لقب　آپ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں بھی حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اس رمیں اپنی اونٹنی پر) انھیں ردیف (ہم نشین) بنایا اس لحاظ سے انھیں ردف رسول اللہ (رسول اللہ کا ہم نشین کہا جاتا ۔۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) کو فضل بن عباس رسول اللہ ﷺ کے ہم نشین (ردیف) تھے، دجوان عورتوں کو دیکھنے لگے اور ان کی طرف نظر کرنے لگے رسول اللہ ﷺ پیچھے سے اپنے ہاتھ سے بار بار ان کا منہ رتے تھے وہ انھیں کنکھیوں سے دیکھنے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بھائی یہ وہ دن ہے کہ جو شخص اپنے کان آنکھ اور اپنی زبان پر قادر رہا تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

عبداللہ بن عبید سے مروی ہے کہ یوم عرفہ میں رسول اللہ ﷺ نے فضل بن عباس کو شرف ہم نشینی بخشا، وہ صورت بدن کے آدمی تھے جن کے فتنوں کا عورتوں پر اندیشہ تھا۔ فضل نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ رمی کرنے تک برابر تلبیہ کہا۔

ابن عباس نے فضل بن عباس سے روایت کی کہ وہ نبی ﷺ کے ہم نشین تھے آپ جمرہ عقبہ کی رمی کرنے ۔ برابر رمی کرتے رہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عرفات سے منیٰ تک فضل بن عباس کو اپنا ہم نشین بنایا، انھوں نے کہا کہ مجھے فضل نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی کرنے تک برابر تلبیہ کرتے رہے

لوگوں نے بیان کیا کہ فضل بھی ان لوگوں میں تھے جنھوں نے نبی ﷺ کو غسل دیا اور آپ کے دفن کو اپنے ذمہ لیا، اس کے بعد وہ مجاہد بن کے شام چلے گئے ۱۸ھ کا واقعہ ہے کہ اردن کے نواح میں جب طاعون عمواس کا زور ہوا تو انتقال کر گئے۔ یہ واقعہ خلافت عمرؓ بن الخطاب کا ہے۔

جعفر بن ابی سفیان...... ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی، ان کی والدہ جمانہ بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں، جمانہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف تھیں۔

جعفر کے صلب سے ام کلثوم پیدا ہوئیں جن کے فرزند سعید بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھے، جعفر کی اولاد کا سلسلہ چل نہ سکا۔

جس وقت رسول اللہ ﷺ (مدینہ سے فتح مکہ کے لئے) آئے جعفر بن ابی سفیان اپنے والد کے ہمراہ تھے دونوں اسلام لائے۔

انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ و حنین کا جہاد کیا جس روز لوگ پشت پھیر کر بھاگے وہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب و اہل بیت میں تھے جو آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔ اپنے والد کے ساتھ برابر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو اٹھا لیا۔ جعفر کی وفات وسط خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ہوئی۔

حارث بن نوفل...... ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی۔ ان کی والدہ ظریبہ بنت سعید بن القشیب تھیں، قشیب کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع بن نضلہ بن محصب بن صعب بن مبشر بن دہمان تھا جو قبیلہ ازد میں سے تھے۔

حارث بن نوفل کی اولاد میں عبداللہ بن الحارث تھے جنھیں اہل بصرہ نے ببہ کا لقب دیا تھا ابن الزبیر کی جنگ کے زمانے میں انھوں نے ان سے صلح کی اور ان کے والی ہو گئے۔

محمد اکبر ابن الحارث: ربیعہ عبدالرحمٰن، رملہ، ام الزبیر جو مغیرہ کی والدہ تھیں اور ظریبہ ان سب کی والدہ ہند بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبدشمس تھیں۔

عتبہ، محمد اصغر، حارث بن الحارث، ریطہ اور ام الحارث، ان سب کی والدہ ام عمرو بنت المطلب بن ابی وداعہ بن ضبیرہ السہمی تھیں۔

سعید بن الحارث ام ولد سے تھے۔

حارث بن نوفل رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی تھی اور آپ سے روایت کی ہے، وہ اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے ان کے بیٹے عبداللہ بن الحارث رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے ان کی اصلاح فرمائی اور دعا کی۔

رسول اللہ ﷺ نے حارث بن نوفل کو مکہ کے بعض اعمال کا امیر مقرر فرمایا انھیں ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ نے مکہ کا والی بنایا۔

عبداللہ بن الحارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز جنازہ (اس طرح) تعلیم فرمائی۔ **الھم غفر لا جانا واموا اصلح ذات بیناء الف میں قلو بنا اللھم عبدک فلان بن لانعم الاخیر اوانت اعلم یہ فاغفرلنا ولہ .** (اے اللہ ہمارے زندہ لوگوں کی اور ہمارے مردہ لوگوں کی مغفرت کر ہمارے آپس میں اصلاح کر اور ہمارے دلوں میں الفت ڈال دے، اے اللہ تیرے بندے سے فلاں بن فلاں کو ہم سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتے، تو اسے زیادہ جاننے والا ہے لہٰذا ہماری اور اس کی مغفرت کر)

میں نے کہا حالانکہ میں اس جماعت میں سب سے چھوٹا تھا کہ اگر میں اسے خیر نہ جانتا ہوں فرمایا، اس کے سوا کچھ نہ کہو جو تم جانتے ہو۔

علی بن عیسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ حارث بن نوفل بصرے منتقل ہو گئے تھے وہیں انھوں نے محدود مکان بنالیا تھا۔ عبداللہ بن عامر بن کریز کی ولایت کے زمانے میں وہاں اترے تھے، بصرہ میں آخر زمانہ خلافت عثمان بن عفان میں وفات ہوئی۔

عبدالمطلب بن ربیعہ...... ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ ام الحکیم بنت الزبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

عبدالمطلب بن ربیعہ کی اولاد میں محمد تھے ان کی والدام البنین بنت حمزہ بن مالک بن سعد بن حمزہ بن مالک تھیں جو ابوالشعیرہ بن منبہ ابن سلمہ بن مالک بن غدر بن سعد بن رافع بن مالک بن جشم بن حاشد ابن جشم بن الخیوان بن نوف بن ہمدان تھے۔

(ام البنین) قیس بن حمزہ کی بہن تھیں، یہی مالک بن حمزہ دونوں حکموں کی موجودگی میں معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ تھے۔

ہشام بن محمد بن السائب نے کہا کہ مجھے والد نے خبر دی کہ حمزہ بن مالک نے چار سو غلاموں کے ہمراہ یمن سے شام کی طرف ہجرت کی اور انھیں آزاد کر دیا، سب نے شام میں ہمدان کی طرف اپنے کو منسوب کیا، اہل عراق نے شامیوں کے کثرت فریب اور اغیار کے ان کی طرف منسوب ہو جانے کی وجہ سے ان لوگوں سے شادی کرنا ناپسند کیا۔ ان کی اولاد میں اروی بنت عبدالمطلب بن ربیعہ تھیں، ان کی والدہ بنت عمیر ابن مازن تھیں،

ہشام نے کہا کہ میرے والد محمد بن السائب نے محمد بن عبدالمطلب کو پایا ہے اور ان سے روایت کی ہے، عبدالمطلب بن ربیعہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔

وہ آپ کے زمانے میں بالغ تھے۔

عبداللہ بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ انھیں عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث ابن عبدالمطلب نے خبر دی کہ ربیعہ بن الحارث اور عباس بن عبدالمطلب یکجا ہوئے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر ہم ان دونوں لڑکوں کو (یعنی عبدالمطلب ابن ربیعہ اور فضل بن عباس کو) رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجتے اور آپ ان کو صدقات پر مامور کر دیتے تو یہ بھی وہ (خدمت) ادا کرتے جو دوسرے ادا کرتے ہیں اور وہ نفع پاتے جو دوسرے پاتے ہیں۔

یہی گفتگو تھی کہ علیؓ بن ابی طالب آئے اور کہا کہ تم کیا چاہتے ہو انھوں نے اپنا خیال ظاہر کیا۔ علیؓ نے کہا کہ ایسا مت کرو کیونکہ آپ کرنے والے نہیں ہیں۔ دونوں نے کہا کہ یہ تم محض ہم لوگوں پر حسد کی وجہ سے کہتے ہو واللہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی اور انکی دامادی حاصل کی مگر ہم نے تمھارے ساتھ حسد نہیں کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں حسنؓ کا باپ ہوں تم ان دونوں کو بھیجو، اس کے بعد علیؓ لیٹ گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر پڑھ لی تو ہم آپ سے پہلے حجرے کے پاس جا کے کھڑے ہو گئے، آپ ہمارے پاس سے گزرے تو کان پکڑ کے فرمایا جو دل میں ہوا اسے ظاہر کرو اور حجرے میں داخل ہو گئے، ہم بھی اندر گئے آپ اس وقت زینب بنت جحش کے گھر میں تھے عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ آپ ہمیں صدقات وصول کرنے پر مامور فرمادیں، تا کہ جو نفع لوگوں کو ہوتا ہے وہ ہمیں ہو اور جو (خدمت) لوگ ادا کرتے ہیں ہم ادا کریں۔

رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے اور گھر کی چھت کی طرف اپنا سر اٹھایا۔ ہم نے آپ سے گفتگو کرنے کا ارادہ کیا تو زینب نے پردے سے اشارہ کیا، گویا آپ سے کلام کرنے کو ہمیں منع کرتی ہیں۔

صدقہ محمدؐ وآل محمدؐ کے لئے مناسب نہیں آپ متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ خبردار، صدقہ محمد وآل محمد کے لئے مناسب نہیں، کیونکہ وہ لوگوں کو میل ہے حکم ہوا کہ میرے پاس محمیہ بن جزء کو جو عشور (محصول زمین) پر (عامل) تھے اور ابوسفیان کو بلاؤ .... دونوں حاضر ہوئے آپ نے محمیہ سے فرمایا کہ اس لڑکے فضل سے .... اپنی لڑکی کا نکاح کردو، انھوں نے ان سے نکاح کردیا۔ ابوسفیان سے فرمایا کہ اس لڑکے (عبدالمطلب) سے اپنی بیٹی کا نکاح کردو، انھوں نے مجھ سے نکاح کردیا محمیہ سے فرمایا کہ خمس ان دونوں کا مہر ادا کردو۔

علیؓ بن عیسیٰ بن عبداللہ النوفلی سے مروی ہے کہ عبدالمطلب ابن ربیعہ عمرؓ بن الخطاب کے زمانے تک مدینہ رہے اس کے بعد وہ دمشق میں منتقل ہو گئے، وہیں اترے اور ایک مکان بنالیا یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت کا زمانہ تھا کہ دمشق میں انکی وفات ہوئی انھوں نے یزید بن معاویہ کو وصیت کی، اس نے وصیت قبول کی۔

عتبہ بن ابی الھب ...... نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھا انکی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

اولاد میں ابوعلی، ابوالہیثم، ابوغلیظ تھے، ان کی والدہ ام عباس بنت شیر احیل بن اوس بن حبیب الوجیہ تھی جو حمیر کی شاخ ذی الکلاع میں سے تھیں، جاہلیت کے زمانے کی قیدی تھیں۔

عبیداللہ ومحمد وشیبہ، یہ سب لاولد مر گئے اور ام عبداللہ ان سب کی والدہ ام عکرمہ بنت خلیفہ بن قیس جو الازد کے الجد رہ میں سے تھیں وہ لوگ بنی الدیل بن بکر کے حلیف تھے۔

عامر بن عتبہ، ان کے والدہ ہالہ احمریہ تھیں، بنی الاحمر بن الحارث ابن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں۔

ابوواثلہ بن عتبہ، ان کی والدہ خولان میں سے تھیں۔

عبید بن عتبہ، ام ولد سے تھے۔

اسحاق بن عتبہ، ام ولد سوداء سے تھے۔

ام عبداللہ بنت عتبہ، انکی والدہ خولہ ام ولد تھیں۔

عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح کے زمانے میں مکہ آئے تو مجھ سے فرمایا، اے عباس تمھارے دونوں بھتیجے عتبہ ومعتب کہاں ہیں ان کو میں نے نہیں دیکھا۔ عرض کی یا رسول اللہ مشرکین قریش سے جولوگ چلے گئے انھیں کے ساتھ وہ بھی ہیں فرمایا ان دونوں کے پاس جاؤ اور میرے پاس لے آؤ

میں سوار کے ان کے پاس عرنہ گیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو بلاتے ہیں وہ فورا سوار ہو کے میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لے آئے اور بیعت کر لی۔

رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے۔ ان کے ہاتھ پکڑ لئے اور اس طرح لے چلے کہ آپ ان کے درمیان تھے ملتزم پر لائے جو باب کعبہ وحجر اسود کے درمیان ہے آپ نے دعا کی اور واپس ہوئے۔ عارض منور سے مسرت نمایاں تھی۔

عباس نے کہا کہ میں عرض کی یا رسول اللہ، اللہ آپ کو خوش وخرم رکھے میں چہرے پر مسرت دیکھتا ہوں، فرمایا، ہاں میں نے اپنے چچا کے ان دو بیٹوں کو اپنے رب سے مانگا تھا، اس نے مجھے دونوں عطا کر دیئے۔

حمزہ بن عتبہ نے کہا کہ دونوں اسی وقت آپ کے ہمراہ حنین روانہ ہو گئے غزوہ حنین میں حاضر ہوئے اس روز دونوں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب آپ کے اہل بیت اور ثابت قدم رہنے والے اصحاب کے ساتھ ثابت قدم رہے اس روز معتب کی آنکھ میں چوٹ لگ گئی۔ فتح مکہ کے بعد بنی ہاشم کے مردوں میں سے سوائے عتبہ ومعتب فرزندان ابولہب کے کوئی مکہ میں نہیں رہا۔

معتب بن ابی لہب

......ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں۔ معتب کی اولاد میں عبداللہ ومحمد وابوسفیان وموسیٰ وعبیداللہ وسعید وخالدہ تھیں ان سب کی والدہ عائکہ بنت ابی سفیان بن الحارث ابن عبدالمطلب تھیں، عائکہ کی والدہ ام عمرو بنت المقوم بن عبد المطلب ابن ہاشم تھیں۔

ابومسلم ومسلم وعباس فرزندان معتب مختلف ام ولد سے تھے۔

عبدالرحمن بن معتب، ان کی والدہ حمیر میں سے تھیں۔

ہم نے معتب ابی لہب کے اسلام کا ذکر ان کے بھائی عتبہ بن ابی لہب کے ساتھ کیا ہے۔

اسامہ الحب بن زید

......ابن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ بن امرئ القیس بن عامر ابن النعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب۔

رسول اللہ ﷺ کے حب (محب ومحبوب) تھے کنیت ابو محمد تھی انکی والدہ ام ایمن تھیں، ام ایمن کا نام برکہ تھا، رسول اللہ ﷺ کی کھلائی اور آپ کی آزاد کردہ باندی تھیں زید بن حارثہ بعض اہل علم کی روایت میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں چھوڑا، اسامہ کے یہاں مکہ ہی میں پیدا ہوئے، بڑھے یہاں تک کہ عاقل ہو گئے انھوں نے سوائے اللہ تعالیٰ کے اسلام کے اور کچھ نہیں جانا نہ اس کے خلاف کوئی دین اختیار کیا رسول اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی رسول اللہ ﷺ ان سے شدید محبت کرتے تھے، وہ آپ کے پاس مثل آپ کے بعض اعزہ کے تھے۔

اسامہؓ کا خون اور حضرت عائشہؓ کی کراہت۔۔۔ عائشہؓ سے مروی ہے کہ اسامہ دروازے کی دہلیز پر پھسل کر گر پڑے۔ جس سے انکی پیشانی پھٹ گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ ان کا خون پونچھو، عائشہ کو کراہت ہوئی، رسول اللہ ﷺ ان کے زخم کو چوسا اور اسے تھوک کے فرمانے لگے کہ اگر اسامہ لڑکی ہوتے تو انھیں ضرور کپڑے پہناتا، زیور پہناتا یہاں تک کہ مشہور کر دیتا۔

ابوالسفر سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ اور عائشہؓ بیٹھے تھے اسامہ ان کے پاس تھیں رسول اللہ ﷺ نے اسامہ کا چہرہ دیکھ اور ہنسے، فرمایا کہ اگر اسامہ لڑکی ہوتے تو میں انھیں زیور پہناتا، ان کی آرائش کرتا یہاں تک کہ ان کا بازار گرم ہو جاتا۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اور حسنؓ کو (گود میں) لے کر فرماتے تھے کہ اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ نبی ﷺ مجھے اپنے ایک زانو پر بٹھا لیتے تھے اور حسنؓ بن علیؓ کو دوسرے پر پھر ہم دونوں کو چمٹا لیتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ ان دونوں پر رحمت کر کیونکہ میں بھی ان دونوں پر رحمت کرتا ہوں۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ جس وقت نبی ﷺ کو معلوم ہوا کہ جھنڈا خالد بن الولید کے پاس پہنچ گیا تو فرمایا کیوں نہ اس شخص کے پاس گیا جس کے والد قتل کر دیئے گئے یعنی اسامہ بن زید کے پاس۔

قیس بن ابی عازم سے مروی ہے کہ اسامہ بن زید اپنے والد کے قتل کے بعد رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے دوسرے دن پھر آئے اور اسی مقام پر کھڑے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں آج تم سے اسی مقام پر ملوں گا جہاں کل ملا تھا۔

باپ بیٹے پر صرف ایک چادر۔۔۔ عائشہؓ سے مروی ہے کہ مجزز المدلجی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے انھوں نے اسامہ اور زید کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک چادر تھی جس سے سر تو چھپے ہوئے تھے لیکن قدم کھلے تھے، مجزز نے کہا کہ یہ قدم تو ایک دوسرے کا جز ہیں (یعنی دونوں باپ بیٹے ہیں) رسول اللہ ﷺ خوش ہو کے میرے پاس آئے آپ کے چہرے کے خط چمک رہے تھے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس اس طرح تشریف لائے کہ آپ کہ چہرے کے خطوط چمک رہے تھے، فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ابھی ابھی مجزز نے زید بن حارثہ اور اسامہ ابن زید کو دیکھا اور کہا کہ ان میں سے بعض قدم بعض سے ہیں (یعنی ایک دوسرے کا جزء ہیں) رسول اللہ ﷺ اسامہ کی زید سے مشابہت پر خوش ہوئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات سے واپسی میں اسامہ بن زید کی وجہ سے تاخیر کر دی جن کے آپ منتظر تھے وہ آئے تو ایک چپٹی ناک والے کالے لڑکے تھے، اہل یمن نے کہا کہ

ہم لوگ محض اس وجہ سے روکے گئے اسی سبب سے اہل یمن نے کفر کیا۔

''اسی سبب سے اہل یمن نے کفر کیا'' سے مراد؟ محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے یزد بن ہارون سے پوچھا کہ ان کے اس قول کی کیا مراد ہے کہ اسی سبب سے اہل یمن نے کفر کیا'' تو انھوں نے کہا کہ جب وہ لوگ ابوبکرؓ کے زمانے میں مرتد ہوئے تو ان کا مرتد ہونا محض نبی ﷺ کے حکم کی توہین کرنے سے ہوا۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس ہوئے تو مجھے ہم نشینی کا شرف بخشا۔ آپ اپنی سواری کی باگ کھینچ رہے تھے یہاں تک کہ اس کے دونوں کانوں کا پچھلا حصہ قریب تھا کہ کجاوے کے اگلے حصے سے لگ جائے فرماتے تھے کہ اے لوگو تمھیں سکون ووقار لازم ہے کیونکہ اونٹ کے ضائع کرنے میں نیکی نہیں ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ اس طرح تشریف لائے کہ آپ کے ردیف اسامہ بن زید تھے، ہم نے آپ کو اس نبیذ (شربت شمس) میں سے پلایا تو آپ نے نوش فرمایا اور فرمایا تم نے اچھا کیا، اسی طرح کرو۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ اسامہ نے کہا کہ وہ شب عرفہ میں نبی ﷺ کے ہم نشین تھے۔ جب آپ واپس ہوئے تو مزدلفہ پہنچنے تک سواری نے دوڑ کر قدم نہیں اٹھایا (یعنی آہستہ آہستہ چلتی رہی)

ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ فتح کے روز مکہ میں اس طرح داخل ہوئے کہ اسامہ بن زید ہم نشین تھے، آپ نے کعبہ کے سائے میں اونٹ بٹھادیا، میں لوگوں کے آگے ہوگیا، نبی ﷺ بلال اور اسامہ کعبہ میں داخل ہوئے ۔ میں نے بلال سے جو دروازے کے پیچھے تھے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی انھوں نے کہا کہ تمھارے مقابل دونوں ستونوں کے درمیان۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک موٹا مصری کپڑا پہنایا جو دحیۃ الکلبی کے ہدایا میں سے تھا میں نے اسے اپنی زوجہ کو پہنا دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمھیں کیا ہوا کہ وہ مصری کپڑا نہیں پہنا، عرض کیا رسول اللہ ﷺ وہ میں نے اپنی زوجہ کو پہنا دیا، فرمایا انھیں حکم دو کہ نیچے انگیا (چولی یا کرتی) پہن لیں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ (کپڑا) ان کی ہڈیوں کی موٹائی ظاہر کرے گا۔

عبیداللہ بن المغیرہ سے مروی ہے کہ حکیم بن حزام نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جوڑا ہدیۃً بھیجا جو ذی یزن کا تھا، حکیم بن حزام اس زمانے میں مشرک تھے انھوں نے اس کو پچاس دینار میں خریدا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم مشرک سے قبول نہیں کرتے لیکن جب تم نے بھیجا ہے تو ہم بہ قیمت لے لیں گے، تم نے کتنے میں لیا ہے؟ انھوں نے کہا پچاس دینار میں رسول اللہ ﷺ نے اسے لے لیا اور پہن کر جمعہ کے لئے منبر پر بیٹھے۔ پھر آپ اترے اور وہ جوڑا رحمۃ اسامہ کو پہنادیا۔

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اس پر اسامہ بن زید کو امیر بنایا، بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم لوگ ان کی امارت پر اعتراض کرتے ہو (تو تعجب نہیں) کیونکہ تم لوگ اس سے قبل ان کے والد کی امارت پر اعتراض کرتے تھے اللہ کی قسم وہ امارت ہی کے لئے پیدا ہوئے تھے اور بیشک میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں۔

سالم نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ ان سے رسول اللہ کی یہ حدیث بیان کرتے سنتے تھے کہ جس وقت آپ نے اسامہ کو امیر بنایا تو آپ کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اسامہ کی عیب جوئی کی اور ان کی امارت میں طعن کیا رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے جیسا کہ سالم نے مجھ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خبردار تم لوگ اسامہ کی عیب جوئی کرتے ہو اور ان کی امارت میں اعتراض کرتے ہو اس سے قبل یہی تم ان کے باپ کے ساتھ کر چکے ہو اگر چہ وہ امارت ہی کے لئے پیدا ہوئے تھے اور وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے ان کے بعد ان کے یہ فرزند مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں، لہٰذا ان کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہیں۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں کسی جانب روانہ کیا مگر ان کے اس جانب روانہ ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور ابوبکرؓ خلیفہ بنا دیئے گئے۔ ابوبکرؓ نے اسامہ سے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے تمھیں وصیت فرمائی ہے انھوں نے کہا کہ مجھے یہ وصیت فرمائی ہے کہ صبح کے وقت انہی پر حملہ کروں اس کے بعد انتہا تک چلا جاؤں۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک سریہ بھیجا۔ جس میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے ان پر اسامہ بن زید کو عامل بنایا۔ لوگوں نے ان کے چھوٹے ہونے پر اعتراض کیا رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ منبر پر تشریف فرمائے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کہ لوگوں نے اسامہ بن زید کی امارت میں اعتراض کیا ہے۔ اس سے قبل وہ ان کے والد کی امارت میں بھی اعتراض کر چکے تھے حالانکہ وہ دونوں اسی لئے پیدا ہوئے تھے، وہ بھی میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں اور ان کے والد بھی میرے محبوب ترین لوگوں میں سے تھے سوائے فاطمہ کے لہٰذا میں تمھیں اسامہ کے متعلق خیر کی وصیت کرتا ہوں۔

حنش سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ نبی ﷺ نے اسامہ بن زید کو اس وقت عامل بنایا جب وہ اٹھارہ سال کے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید کو امیر بنایا اور حکم دیا کہ وہ ساحل سمندر سے انہی پر حملہ کریں۔

ہشام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو امیر بناتے تھے تو اسے آگاہ کر دیتے تھے اور ساتھیوں کو مزد فرما دیتے تھے، وہ اس طرح روانہ ہوئے کہ ان کے ہمراہ لوگوں کے سردار اور منتخب لوگ تھے، ان کے ہمراہ عمرؓ بھی تھے۔

لوگوں نے اسامہ کے امیر بنانے میں اعتراض کیا۔ جیسا کہ انھوں نے ان کے والد کو امیر بنانے پر کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ بعض لوگوں نے اسامہ کے امیر بنانے پر اعتراض کیا ہے۔ جیسا کہ انھوں نے ان کے والد کو امیر بنانے پر کیا تھا۔ حالانکہ وہ امارت ہی کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور اپنے والد کے بعد مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں مجھے امید ہے کہ وہ تمھارے صالحین میں سے ہوں گے لہٰذا ان کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو۔

رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو مرض میں فرمانے لگے کہ لشکر اسامہ کو روانہ کرو، لشکر اسامہ کو روانہ کردو، اسامہ الجرف تک پہنچے تو انھیں ان کی زوجہ فاطمہ بنت قیس نے کہلا بھیجا کہ جلدی نہ کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ سخت علیل ہیں، وہ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

اسامہ ابوبکرؓ کے پاس واپس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا آپ لوگوں سے میری حالت جدا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ عرب کافر ہو جائیں گے وہ لوگ کافر ہو گئے تو سب سے پہلے وہی ہوں گے جن سے قتال کیا جائے گا اور اگر وہ کافر نہ ہوئے تو میں روانہ ہو جاؤں گا کیونکہ میرے ہمراہ لوگوں کے سردار اور منتخب حضرات ہیں۔

ابوبکرؓ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا کہ واللہ اگر مجھے پرندے اچک لے جائیں تو یہ اس سے زیادہ پسند ہے کہ کوئی کام رسول اللہ ﷺ کے حکم سے پہلے شروع کروں۔

ابوبکرؓ نے انھیں اہل بجیج دیا اور عمرؓ کے لئے اجازت لے لی کہ ان کے پاس چھوڑ جائیں اسامہ نے عمرؓ کے لئے اجازت دیدی۔ ابوبکرؓ نے اسامہ کو قتال میں ہاتھ پاؤں اور درمیانی حصے کاٹنے کا حکم دیا کہ دشمن پریشان ہو جائے۔

اسامہ روانہ ہوئے اور انب پر حملہ کر دیا۔ انھوں نے لشکر کو حکم دیا کہ خوب مجروح کریں تاکہ دشمن خوفزدہ ہو جائے اس کے بعد یہ لوگ اس حالت میں واپس ہوئے کہ صحیح وسالم تھے اور مال غنیمت میں کامیاب تھے۔

عمرؓ کہا کرتے تھے کہ میں واللہ اسامہ کے کسی کو امارت پر لانے والا نہیں ہوں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بھی وہ امیر تھے، یہ لوگ روانہ ہوئے ملک شام کے قریب پہنچے تو انھوں نے سخت کہر نے گھیر لیا۔ جس میں اللہ نے انھیں پوشیدہ کر دیا۔

مسلمانوں نے حملہ کیا اور اپنے مقصود کو پہنچے ایک ہی وقت میں ہرقل کے پاس رسول اللہ ﷺ کی وفات اور اس کے علاقے پر اسامہ کے حملے کی خبر دلائی گئی اس پر اہل روم نے کہا کہ اس قوم نے ہمارے ملک پر حملہ کرنے میں اپنے صاحب کی موت کی بھی پروانہ کی، عروہ نے کہا کہ کوئی لشکر اس سے زیادہ صحیح سالم نہیں دیکھا گیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے حدیث اسامہ کے مثل روایت کی اور یہ اضافہ کیا کہ جس لشکر پر انھیں عامل بنایا اس میں ابوبکرؓ وعمرؓ اور ابوعبیدہ بن الجراح بھی تھے ان کی زوجہ فاطمہ بنت قیس نے لکھا کہ رسول اللہ ﷺ سخت علیل ہو گئے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ کیا بات پیدا ہو اس لئے اگر تم قیام کرنا مناسب سمجھو تو قیام کرو اسامہ الجرف ہی میں مقیم رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔ آپ نے حکم دیا تھا کہ ان لوگوں کو خوب مجروح کیا جائے اور زخمی کیا جائے پھر عرب کافر ہو گئے۔

محمد بن اسامہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ کو لوگوں کا یہ اعتراض معلوم ہوا کہ آپ نے اسامہ کو مہاجرین وانصار پر عامل بنا دیا۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، منبر پر بیٹھے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ اے لوگو! لشکر اسامہ کو روانہ کرو۔ میری جان کی قسم اگر تم نے ان کی امارت میں کلام کیا ہے (تو یہ نئی بات نہیں) تم نے اس کے قبل ان کے والد کی امارت میں بھی کلام کیا ہے، وہ امارت ہی کے لئے پیدا ہوئے ان کے والد بھی اسی کے لئے پیدا ہوئے تھے۔

لشکر اسامہ روانہ ہوا۔ انھوں نے الجروف میں پڑاؤ کیا۔ یہاں سب لوگ ان کے پاس آ گئے۔ جس وقت وہ روانہ ہوئے رسول اللہ ﷺ سخت علیل تھے، اسامہ ٹھہر گئے لوگ دیکھ رہے تھے کہ اللہ اپنے رسول اللہ کے حق میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔

اسامہ نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ سخت علیل ہو گئے تو میں اپنے لشکر سے واپس آ گیا اور لوگ بھی

میرے ساتھ واپس آگئے رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری تھی آپ بات نہیں کرتے تھے، آپ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھانے لگے پھر اسے میری طرف اٹھاتے میں سمجھا کہ آپ میرے لئے دعا کرتے ہیں۔

الحضرمی سے جو اہل یمامہ سے تھے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ کو روانہ کیا۔ آپ ان سے اور ان سے پہلے ان کے والد سے محبت کرتے تھے۔ انھیں ایک لشکر پر امیر بنا کے بھیجا۔ یہ سب سے پہلا موقع تھا کہ اسامہ کو قتال میں آزمایا گیا، وہ (دشمن سے) لڑے اور جنگ کی، ان کی شجاعت کا چرچا ہو گیا۔

اسامہ نے کہا میں رسول اللہ کے پاس اسوقت آیا کہ مژدہ فتح لانے والا پہنچ چکا تھا۔ آپ کا چہرہ (خوشی سے) چمک رہا تھا، مجھے اپنے قریب کر لیا اور کہا کہ واقعات جنگ بیان کرو۔ میں نے بیان کیا کہ جب وہ قوم بھاگی تو ایک شخص ملا، میں نے نیزہ اس کی طرف جھکا دیا، اس نے لا الہ الا اللہ کہا مگر میں نے اسے نیزہ مار کے قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ (غضب سے) متغیر ہو گیا اور فرمایا اے اسامہ تم پر افسوس ہے، تمھیں لا الہ الا اللہ کے ساتھ کیونکر جرأت ہوئی اسی کا بار بار اعادہ فرماتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ پسند تھا کہ میں اپنے ہر عمل سے جو میں نے کیا بری ہو جاؤں اور اس روز از سر نو اسلام لاؤں، واللہ رسول اللہ سے سننے کے بعد میں کسی ایسے شخص سے قتال نہیں کرتا تھا جو لا الہ الا اللہ کہتا۔

ابراہیم التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بڑے پیٹ والے اسامہ بن زید نے کہا کہ میں کبھی ایسے شخص سے قتال نہ کروں گا جو لا الہ الا اللہ کہے۔ سعد نے بھی کہا کہ واللہ میں بھی اس شخص سے قتال نہ کروں گا جو لا الہ الا اللہ کہے ان دونوں سے کسی نے کہا کہ کیا اللہ نے یہ نہیں کہا ہے کہ " وقاتلوهم حتى لاتكون فتنه ويكون الدين كله لله " (یہاں تک قتال کرو کہ فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لئے ہو جائے) ان دونوں نے کہا کہ ہم نے اتنا قتال کیا کہ فتنہ نہیں رہا اور وہ دین اللہ ہی کے لئے ہو گیا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ بعض معاملے میں اسامہ نبی ﷺ کے پاس آتے تھے اور اس میں آپ سے سفارش کرتے تھے، وہ ایک مرتبہ کسی حد (شرعی مقرر سزا) میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے اسامہ کسی حد میں سفارش نہ کرو۔

عائشہ سے مروی ہے کہ قریش کو اس عورت کے حال نے پریشان کر دیا جس نے چوری کی تھی، ان لوگوں نے کہا کہ کون ہے جو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کرے لوگوں نے کہا کہ سوائے اسامہ بن زید کے جو رسول اللہ کے محب و محبوب ہیں کون جرأت کر سکتا ہے؟ اسامہ نے آپ سے سفارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کی حدود میں کیوں سفارش کرتے ہو۔

اس کے بعد نبی ﷺ کھڑے ہوئے آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں کو صرف اسی امر نے ہلاک کر دیا کہ جب ان میں شریف چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور کمزور چوری کرتا تھا پر حد قائم کرتے تھے اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرتیں تو ان کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے مہاجرین اولین کو فضیلت (و ترجیح) دی، ان کے فرزندوں کو اس سے کم دیا، اسامہ ابن زید کو عبداللہ بن عمر پر ترجیح دی۔

عبداللہ بن عمر نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ امیر المومنین نے تم پر ایسے شخص کو ترجیح دی جو نہ تم

سے عمر میں زیادہ ہے نہ ہجرت میں افضل ہے اور وہ نہ وہاں مشاہد حاضر ہوا جن میں تم حاضر نہ ہوئے۔

عبداللہ نے عرض کی یا امیر المومنین آپ نے مجھ پر ایسے شخص کو فضیلت دی جو نہ عمر میں مجھ سے زیادہ ہے نہ ہجرت میں مجھ سے افضل ہے اور نہ وہ ایسے مشاہد میں حاضر ہوا جن میں میں حاضر ہوا، فرمایا کہ وہ کون ہے، عرض کی اسامہ بن زید، فرمایا تم نے عمرؓ سے سچ کہا، واللہ میں نے یہ اس لئے کیا کہ زید بن حارثہ عمرؓ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے، اسامہ بن زید عبداللہ بن عمر سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے بس اسی لئے میں نے کیا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اسامہ بن زید کے لئے ایسا ہی حصہ مقرر کیا جیسا کہ بدریین کے لئے چار ہزار مقرر کیا تھا اور میرے لئے ساڑھے تین ہزار مقرر کیا عرض کی آپ نے میرے لئے جو مقرر کیا اسامہؓ کے لئے اس سے زیادہ کیوں مقرر کیا حالانکہ وہ بھی انھیں مشاہد میں حاضر ہوئے جن میں حاضر ہوا، فرمایا کہ وہ تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے اور ان کے والد تمہارے سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان کے زمانے میں کھجور کے درخت کی قیمت ہزار درہم تک پہنچ گئی تھی۔ اسامہ نے کھجور کے ایک درخت کا قصد کیا اسے انھوں نے چیر ڈالا اور گودا نکال کے اپنی والدہ کو کھلا دیا۔

لوگوں نے کہا کہ تمھیں اس کام پر کس نے برانگیختہ کیا حالانکہ تم دیکھتے ہو کہ کھجور کا درخت ہزار درہم کو پہنچ گیا ہے، انھوں نے کہا کہ میری والدہ نے مجھ سے فرمائش کی تھی، وہ مجھ سے جب کسی ایسی چیز کی فرمائش کریں گی جس پر میں قادر ہوں گا تو انھیں ضرور دوں گا۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ وہ ام المومنین میمونہ کے پاس اس حالت میں تھے کہ ان کی پیٹ کی تہ بند لٹکی ہوئی تھی، میمونہ نے انھیں اس بارے میں شدید ملامت کی، انھوں نے کہا کہ میں نے اسامہ بن زید کو دیکھا کہ اپنی تہ بند لٹکائے تھے، میمونہ نے کہا کہ تم نے غلط کہا، اسامہ بڑے پیٹ والے تھے شاید ان کی تہ بند پیٹ کے نچلے حصہ کی طرف لٹک جاتی ہو۔

مولائے اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ اسامہ بن زید سوار ہو کے اپنے مال کی طرف جاتے تھے جو وادی القریٰ میں تھا، وہ دوشنبے اور پنجشنبے کو روزہ رکھتے تھے، میں نے ان سے کہا کہ آپ سفر میں بھی روزہ رکھتے ہیں حالانکہ آپ بوڑھے ہو گئے اور بڑے ہو گئے، فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ دوشنبے اور پنجشنبے کو روزہ رکھتے تھے، اور آپ نے فرمایا کہ اعمال دوشنبے اور پنجشنبے کو پیش کئے جاتے ہیں۔

حرملہ مولائے اسامہ سے مروی ہے کہ اسامہ نے مجھے علیؓ کے پاس بھیجا اور کہا کہ ان سے سلام کہنا اور کہنا کہ اگر آپ وہاں شیر میں ہوں تو میں بھی آپ کے ساتھ اس میں داخل ہونا پسند کروں گا۔ لیکن یہ ایسا امر ہے جس میں میری رائے نہیں ہے میں علیؓ کے پاس آیا مگر انھوں نے مجھے کچھ نہ دیا۔ پھر میں حسن اور ابن جعفر کے پاس آیا تو ان لوگوں نے میرے لئے سواری پر بار کر دیا۔

ہشام بن محمد السائب الکلبی اپنے والد سے روایت کی کہ اسامہ ابن زید نے ہند بنت الفاکہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم سے، اور درہ بنت عدی بن قیس بن حذافہ بن سہم سے نکاح کیا، درہ کے یہاں ان سے محمد و ہند پیدا ہوئیں۔

نیز انھوں نے فاطمہ بنت قیس ہمشیرہ ضحاک بن قیس الفہری سے نکاح کیا جن سے جبیر و زید و عائشہ پیدا

ہوئیں۔ام الحکیم بنت عتبہ بن ابی وقاص اور بنت ابی ہمدان السہمی سے نکاح کیا جو بنی عذرہ کی شاخ رزاح سے تھیں۔ ان کے یہاں ان سے حسن وحسین پیدا ہوئے۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسامہ بن زید سے محبت کرتے تھے۔ جب وہ چودہ سال کے ہوئے تو انھوں نے ایک عورت سے نکاح کیا جن کا نام زینب بنت حنظلہ ابن قسامہ تھا۔ پھر انھیں طلاق دیدی۔

رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے کہ میں خوبصورت کم حسب والی عورت کس کو بتاؤں کہ میں اس کا خرہوں یہ فرما کے آنحضرت ﷺ نعیم بن عبداللہ بن انحام کی طرف دیکھنے لگے، نعیم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ گویا آپ کی مراد مجھ سے ہے۔ فرمایا، ہاں انھوں نے ان سے نکاح کرلیا۔ ان کے یہاں ان سے براہیم بن نعیم پیدا ہوئے، ابراہیم یوم الحرہ میں قتل کئے گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسامہ کی اولاد کوردناث کی زمانے میں بیس سے زیادہ نہیں ہوئی محمد بن عمر نے کہا کہ جس وقت نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو اسامہ بیس سال کے تھے نبی ﷺ کے بعد انھوں نے وادی القریٰ میں سکونت اختیار کرلی پھر مدینہ آگئے وفات الجرف میں معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے میں ہوئی۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ اسامہ بن زید کا جس وقت انتقال ہوا تو وہ (دفن کے لئے) الجرف میں مدینہ لائے گئے۔

ابورافع مولائے رسول اللہ ﷺ .... نام اسلم تھا، عباس بن عبدالمطلب کے غلام تھے، انھوں نے ان کو نبی ﷺ کو ہبہ کردیا تھا، رسول اللہ ﷺ کو عباس کے اسلام کی خوشخبری دی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں آزاد کردیا۔

عکرمہ مولائے ابن عباس سے مروی ہے کہ ابورافع مولائے رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ میں عباس بن عبد المطلب کا غلام تھا۔ اسلام ہم اہل بیت میں داخل ہوچکا تھا عباس اسلام لائے (انکی زوجہ) ام الفضل بھی اسلام لائیں اور میں بھی اسلام لایا۔ اور عباس اپنی قوم سے ڈرتے تھے انکی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے اور اپنا اسلام چھپاتے تھے، وہ کثیر مال والے تھے جو انکی قوم میں پھیلا ہوا تھا۔

اللہ کا دشمن ابولہب بدر سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اس نے بجائے اپنے عاص بن ہشام بن المغیرہ کو بھیج دیا تھا۔ وہ لوگ اسی طرح کرتے تھے کوئی شخص بغیر اس کے پیچھے نہیں رہتا تھا کہ اپنے بجائے کسی کو بھیج دے جب قریش کے اصحاب بدر کے مصیبت کی خبر آئی تو اللہ نے اسے سرنگوں اور رسوا کردیا اور ہم لوگوں نے اپنے دلوں میں قوت وغلبہ محسوس کیا۔

میں ایک کمزور آدمی تھا۔ ایک حجرے میں پیالے بنایا کرتا تھا اور انھیں گھڑتا تھا۔ بس واللہ میں اس میں بیٹھا ہوا اپنے پیالے بناتا تھا۔ میرے پاس ام الفضل بھی بیٹھی ہوئی تھیں جو خبر تھی اس سے ہم لوگ خوش تھے کہ یکا یک بدکار ابولہب شر کیساتھ اپنے پانو کھینچتا ہوا آیا۔ حجرے کی رسیوں کے پاس اس طرح بیٹھ گیا کہ اسکی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی۔

وہ بیٹھا ہوا تھا کہ لوگوں نے کہا، یہ ابو سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب آیا ہے، ابولہب نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے، ادھر آؤ، میری جان کی قسم تمہارے پاس خبر ہے وہاں کے پاس بیٹھ گیا اور لوگ کھڑے رہے اس نے کہا کہا اے میرے بھائی کے بیٹے، بتاؤ کہ لوگوں کی کیا کیفیت تھی۔

اس نے کہا، واللہ کچھ نہ تھا سوائے اس کے کہ ہم لوگ اس قوم سے ملے اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کردیا وہ لوگ جس طرح چاہتے تھے ہمیں قتل کرتے تھے اور جس طرح چاہتے تھے ہمیں قید کرتے تھے، اللہ کی قسم باوجود اس کے میں نے لوگوں کو ملامت نہیں کی، ہم ایسے گورے آدمیوں سے ملے جو ابلق گھوڑوں پر آسمان وزمین کے درمیان (معلق) تھے، واللہ نہ وہ (گھوڑے) کسی کے لائق تھے، اور نہ کوئی شے ان کے مناسب تھی (جس سے مثال دی جائے) ابو رافع نے کہا کہ میں نے حجرے کی رسیاں اپنے ہاتھ سے اٹھائیں اور کہا واللہ وہ ملائکہ تھے۔ ابولہب نے اپنا ہاتھ اٹھا کر بڑے زور سے میرے منہ پر مارا میں اچھل کر اس پر گر پڑا۔ اس نے مجھے اٹھا کر زمین پر دے مارا، سینے پر چڑھ کر مارنے لگا، حالانکہ میں کمزور آدمی تھا۔

ام الفضل اٹھ کر حجرے کے کھمبوں میں سے ایک کھمبے تک گئیں اور لے کے اس سے ایسا مارا کہ سر میں گہرا زخم پڑ گیا اور کہا اس کا آقا موجود نہیں ہے تو تو اسے کمزور سمجھتا ہے وہ ذلیل ہو کے پشت پھیر کے کھڑا ہو گیا۔

واللہ وہ سات رات سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اللہ نے اسے عدسہ کی بیماری لگادی (جس میں پیشانی پر مسور کے دانے کے برابر ایک زہریلا دانہ نکل آتا ہے) اس نے اسے قتل کردیا اس کے دونوں بیٹے سے دو یا تین رات تک اس طرح چھوڑے رہے کہ دفن نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں سڑ گیا۔

قریش مرض عدسہ اور اس کے متعد ہونے سے پرہیز کرتے تھے جس طرح لوگ طاعون سے پرہیز کرتے ہیں، قریش کے ایک شخص نے ان دونوں سے کہا کہ تم پر افسوس ہے تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارے باپ اپنے گھر میں سڑ گیا ہے اور تم اسے دفن......نہیں کرتے۔

ان دونوں نے کہا کہ ہم اس زخم سے ڈرتے ہیں اس نے کہا کہ چلو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ ان لوگوں نے صرف اس طرح اسے غسل دیا کہ دور سے پانی پھینک دیتے تھے اور اسے چھوتے نہ تھے پھر اسے لاد کر مکہ کے اونچے حصے میں ایک دیوار کی طرف دفن کیا اور پتھر ڈال کے اسے چھپا دیا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ بدر کے بعد ابو رافع نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقیم ہو گئے احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر رہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے آزاد کردہ باندی سلمٰی کے ساتھ ان کا نکاح کردیا۔

وہ بھی ان کے ساتھ خیبر میں حاضر ہوئیں انکے یہاں ابو رافع سے عبد ابن ابی رافع پیدا ہوئے، وہ علیؓ بن ابی طالب علیہ السلام کے کاتب تھے۔

حکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارقم بن ابی الارقم کو زکات پر عامل بنا کے بھیجا انھوں نے ابو رافع سے کہا کہ آیا تمھیں موقع ہے کہ میری مدد کرو اور میں تمہارے لئے عاملین کا حصہ مقرر کروں انھوں نے کہا کہ (میں کچھ نہیں کہہ سکتا) وقتیکہ نبی ﷺ سے ذکر نہ کروں، انھوں نے نبی علیہ السلام سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا، اے ابو رافع ہم لوگ اہل بیت ہیں ہمارے لئے زکوٰۃ حلال نہیں ہے۔ قوم کا مولیٰ انھیں میں ہے۔

اسمٰعیل بن عبیداللہ بن رفاعہ الرزقی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہمارا

ضیف ہم میں سے ہے ہمارا مولیٰ ہم میں سے ہے اور ہمارا بھانجا ہم میں سے ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو رافع کی وفات عثمان بن عفان کے قتل کے بعد مدینہ میں ہوئی اور ان کی بقیہ اولاد تھی۔

سلمان فارسیؓ...... ابی سفیان نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ سلمان کی کنیت ابوعبداللہ۔ ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ مجھ سے سلمان نے پوچھا کہ تم رام ہرمز کا مرتبہ جانتے ہو، میں نے کہا ہاں، انھوں نے کہا میں بھی اسی کے اعزہ میں سے ہوں۔

سلیمان سے مروی ہے کہ میں اہل جیؔ میں سے ہوں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ سلیمان فارسی نے خود مجھ سے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میں اصبہان کے قصبہ جیؔ کے باشندوں میں سے تھا۔ میرے والد اسکی زمین کے کاشتکار تھے میں تمام بندگان خدا میں سب سے زیادہ انھیں محبوب تھا میرے ساتھ انکی محبت برابر قائم رہی انھوں نے مجھے گھر میں اس طرح قید کر دیا جس طرح لڑکی قید کی جاتی ہے۔

میں مجوسیت میں خوب سرگرم تھا یہاں تک کہ اس آگ کا پرستار ہو گیا جس کو ہم لوگ روشن کرتے ہیں اسے بجھنے نہ دیتا تھا میرے والد کی ان کے بعض علاقوں میں جائداد تھی۔ وہ اپنے مکان میں ایک بنیاد کی مرمت کر رہے تھے۔

انھوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ اے میرے بیٹے مجھے اس بنیاد نے مشغول کر لیا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو لہذا تم میری جائداد کی طرف جاؤ مگر دیر نہ کرنا کیوں کہ اگر تم ایسا کرو گے تو مجھے ہر جائداد سے باز رکھو گے۔ میں جس حالت میں ہوں تم میرے نزدیک اس سے زیادہ اہم ہو۔ میں روانہ ہوا۔ نصاریٰ کے کنیسے پر گذرا تو وہاں انکی نماز کی ان کے پاس چلا گیا کہ دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں، میں برابر انھیں کے پاس رہا۔ انکی جو نماز دیکھی وہ مجھے بہت پسند آئی دل میں کہا کہ یہ ہمارے اس دین سے بہتر ہے جس پر ہم ہیں۔

میں برابر ان کے پاس رہا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا نہ والد کی جائداد تک گیا اور نہ ان کے پاس، انھوں نے میری تلاش میں کسی کو بھیجا جس وقت مجھے نصاریٰ کی حالت اور ان کی نماز اچھی معلوم ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس دین میں کہاں داخل ہو سکوں گا۔ انھوں نے کہا کہ شام میں۔

والد کے پاس گیا انھوں نے کہا اے بیٹے تم کہاں تھے میں نے تمھیں نصیحت کی تھی اور حکم دیا تھا کہ دیر نہ کرنا۔ میں نے کہا کہ کچھ لوگوں پر گذرا جو کنیسے میں نماز پڑھ رہے تھے، انکی حالت اور ان کی نماز دیکھی تو مجھے پسند آئی، میری رائے ہے کہ ان کا دین ہمارے دین سے بہتر ہے انھوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے تمھارا دین اور تمھارے باپ کا دین ان کے دین سے بہتر ہے، میں نے کہا واللہ ہرگز نہیں۔ انھیں مجھ پر اندیشہ ہوا تو پاؤں میں بیڑی ڈال دی اور قید کر دیا۔

میں نے نصاریٰ کو خبر کرا دی کہ میں انکی حالت سے خوش ہوں، جب شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے اطلاع دینا۔ ان کے پاس ایک قافلہ آیا جس میں تاجر بھی تھے انھوں نے مجھے کہلا بھیجا۔ میں نے انھیں کہلا بھیجا کہ جب وہ لوگ واپسی کا ارادہ کریں تو مجھے اطلاع دینا۔

جب ان لوگوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو مجھے کہلا بھیجا۔ میں نے بیڑیاں اپنے پاؤں سے نکال پھینکیں اور

ان لوگوں کے ہمراہ شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ شام میں آیا تو ان لوگوں کے عالم کو دریافت کیا کہا گیا کہ کنیسے والا ان لوگوں کا اقف (عالم اور پادری) ہے۔

میں اس کے پاس آیا، اپنا حال بتایا اور اجازت چاہی کہ ساتھ رہ کر تمھاری خدمت کروں نماز پڑھوں اور علم حاصل کروں۔ کیونکہ مجھے تمھارے دین کی رغبت ہے اس نے کہا ٹھہر جاؤ۔

میں اس کے ساتھ ہو گیا، وہ اپنے دین میں برا آدمی تھا۔ لوگوں کو صدقے کا حکم دیتا تھا۔ اور انھیں اس کی ترغیب دیتا تھا۔ جب لوگ اس کے پاس مال لاتے تھے تو وہ اسے اپنے لئے جمع کر لیتا تھا اس طرح دینار درم کے چار مٹکے جمع کر لئے تھے۔

اس کے بعد وہ مر گیا۔ لوگ جمع ہوئے کہ دفن کریں۔ میں نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ تمھارا یہ ساتھی بہت برا آدمی تھا وہ جو کچھ ان کے صدقے میں کیا کرتا تھا میں نے انھیں بتایا لوگوں نے پوچھا کہ اس کی پہنچا کیا ہے۔ میں نے کہا کہ تم لوگوں کو اس کا راستہ بتاتا ہوں میں نے اسے نکالا تو سات مٹکے تھے جو سونے چاندی سے بھرے ہوئے تھے۔

جب ان لوگوں نے مٹکوں کو دیکھا تو کہا کہ واللہ ہم اس شخص کو کبھی دفن نہ کریں گے انھوں نے اسے ایک لکڑی پر لٹکا دیا اور پتھر مارے دوسرے شخص کو لائے اور اس کی جگہ مقرر کیا۔

سلمان نے کہا کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو پانچ وقت کی نماز اس سے بہتر ادا کرتا ہو، آخرت کے شوق میں اس سے بڑھا ہوا ہو۔ ترک دنیا میں اس سے زائد ہو۔ رات دن کی عبادت میں اس سے بڑھ کر مشقت اٹھانے والا ہو۔ مجھے اس سے ایسی محبت ہو گئی کہ معلوم نہیں اس سے پہلے کسی شے سے محبت کرتا تھا۔

جب اس کا وقت مقدر آیا تو میں نے اس سے کہا کہ تمھارے پاس اللہ کا جو حکم آ گیا ہے وہ تم دیکھتے ہو، مجھے کیا حکم دیتے ہو اور کس کے متعلق وصیت کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے جس طریقے پر میں ہوں سوائے اس شخص کے وموصل میں ہے اور کسی کو اس طریقے پر نہیں دیکھتا۔ لوگوں نے دین کو بدل دیا ہے اور ہلاک ہو گئے ہیں۔

جب اس کی وفات ہو گئی تو میں موصل والے کے پاس آیا اسے وصیت کی خبر دی جو اس نے مجھ سے کی تھی کہ میں اس سے ملوں اور اس کے ساتھ رہوں۔ اس نے کہا رہو۔ میں اس کے پاس اس کے ساتھی کے طریقے پر اتنا رہا جتنا اللہ نے چاہا۔

اس کے بعد اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے کہا تمھارے پاس اللہ کا جو حکم آیا وہ تم دیکھتے ہو، لہذا کس کی جانب مجھے وصیت کرتے ہو۔ اس نے کہا اے میرے بیٹے مجھے سوا ایک شخص کے جو نصیبین میں ہے اور کوئی نہیں معلوم جو ہمارے طریقے پر ہو وہ فلاں شخص ہے تم اس سے ملو۔

میں اس کے پاس آیا وہ اسی طریقے پر تھا جس پر ان کے دونوں ساتھی تھے۔ میں نے اسے اپنا حال بتایا اس کے پاس اتنا قیام کیا جتنا اللہ نے چاہا۔ جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا کہ فلاں نے مجھے فلاں کی طرف (جانے کی) وصیت کی تھی اور فلاں نے فلاں کی طرف اور فلاں نے تمھاری طرف، اب مجھے کس طرف جانے کی وصیت کرتے ہو۔

اس نے کہا اے میرے بیٹے میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اس طریق پر ہو جس پر ہم ہیں سوائے ایک شخص کے جو عموریہ ملک روم میں ہے تم اگر اس سے مل سکو تو ملو۔ وہ مر گیا تو میں عموریہ والے سے ملا۔ اسے اپنا اور اس

شخص کا جس نے مجھے وصیت کی تھی حال بتایا اس نے کہا ٹھہرو۔ میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔

میں نے اسے اسی طریق پر پایا جس پر اس کے ساتھی تھے وہاں بھی اتنا ٹھہرا جتنا اللہ نے چاہا۔ میرے پاس کچھ جمع ہو گیا اس سے گائے اور بکریاں لے لیں۔ اسکی وفات کا وقت آیا تو میں نے کہا کہ تم مجھے کس کی طرف جانے کی وصیت کرتے ہو۔

اس نے کہا اے میرے بیٹے واللہ روئے زمین پر مجھے کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جس نے اس طریقے پر صبح کی ہو جس پر ہم ہیں کہ میں تمھیں اس کے پاس جانے کی ہدایت کروں۔ لیکن ایک ایسے نبی کا زمانہ قریب آ گیا ہے جو دین حنیف ابراہیم پر مبعوث ہوں گے، اپنی ہجرت گاہ سے نکلیں گے ان کا قیام دو پتھریلی جلی ہوئی زمینوں کے درمیان کھجور والے مقام پر ہوگا۔ ان کے پاس پہنچ سکو تو پہنچ جاؤ۔ ان کے ساتھ چند علامتیں ہونگی جو پوشیدہ نہ ہونگی۔ وہ صدقہ نہیں کھائیں گے، ہدیہ کھائیں گے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی جب تم اسے دیکھو گے تو پہچان لو گے۔

اس کے بعد وہ مر گیا۔ میرے پاس قبیلہ کلب کا ایک قافلہ اترا میں نے ان کے شہروں کا حال پوچھا انھوں نے مجھے بتایا۔ میں نے کہا کہ میں تمھیں اپنی یہ گائیں اور بکریاں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجھے سوار کر لو، اور اپنے ملک کو لے چلو۔ وہ راضی ہو گئے۔

مجھے سوار کیا اور وادی القریٰ میں لے گئے، یہاں مجھ پر ظلم کیا کہ غلام بنا کے ایک یہودی کے ساتھ فروخت کر دیا۔ میں نے کھجور کے درخت دیکھے گمان ہوا کہ یہ وہی شہر ہوگا جو مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ بعد کو ثابت ہوا۔

جس وقت کھجور کے درخت دیکھے تو مجھے امید ہوگئی تھی۔ میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔

یہود بنی قریظہ کا ایک شخص آیا اور مجھے اس سے خرید کے مدینہ لایا واللہ میں نے اپنے ساتھی کے حال بیان کرنے کی وجہ سے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی شہر ہے جو مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔

میں اس کے پاس ٹھہر گیا بنی قریظہ کے ایک باغ میں کام کرنے لگا اسی اثنا میں اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا۔ ان کا حال پوشیدہ رہا یہاں تک کہ آپ مدینہ تشریف لائے اور قباء میں بنی عمرو بن عوف کے پاس اترے۔

میں کھجور کے درخت پر چڑھا تھا اور میرا ساتھی نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے چچا کے خاندان کا ایک یہودی آیا۔ اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا کہ یہ فلاں، اللہ بنی قیلہ کو غارت کرے وہ قباء میں ایک شخص کے پاس جو مکہ سے آیا ہے جمع ہو گئے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ نبی ہے۔

اس نے یہ کہا ہی تھا کہ مجھے لرزہ آ گیا جس سے کھجور کا درخت تھرتھرانے لگا میں نے گمان کیا کہ ضرور اپنے ساتھی پر گر پڑوں گا اس کے بعد میں تیزی سے یہ کہتا ہوا اترا کہ تم کیا کہتے ہو یہ کیا خبر ہے؟ آقا نے اپنا ہاتھ اٹھا کے بڑے زور سے مجھے ایک گھونسا مارا اور کہا کہ تجھے اس سے کیا تو اپنے کام پر متوجہ ہو۔ میں نے کہا کہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ چاہا تھا کہ اس خبر کی تحقیق کر لوں جو میں نے اس شخص کو بیان کرتے سنی۔ اس نے کہا اپنی حالت کی طرف متوجہ ہو۔ میں اپنے کام پر لگ گیا اور اس سے باز آ گیا۔

شام ہوئی تو جو کچھ میرے پاس جمع کیا اور چل کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آنحضرت قبا میں تھے میں آپ کے پاس گیا آپ کے ہمراہ اصحاب کی ایک جماعت بھی تھی۔

عرض کی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھ نہیں اور ہمراہ اصحاب بھی ہیں آپ لوگ مسافر و حاجتمند ہیں۔ میرے پاس کچھ ہے جسے میں نے صدقہ کے لئے رکھا تھا۔ جب مجھ سے آپ لوگوں کا حال بیان کیا گیا تو سب سے زیادہ اس کا مستحق آپ لوگوں کو سمجھا۔ وہ آپ کے پاس لایا ہوں اس کے بعد میں نے اسے آپ کے لیے رکھ دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے (اپنے اصحاب سے) فرمایا کہ تم لوگ کھاؤ اور آپ خود باز رہے، میں نے اپنے دل میں کہا کہ واللہ (رہبان کی بتائی ہوئی علامات میں سے) یہ ایک ہے میں واپس آ گیا۔

رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف منتقل ہو گئے، میں نے کچھ جمع کیا، آپ کے پاس آیا سلام کیا اور عرض کی کہ میں نے سمجھ لیا ہے کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے میرے پاس کچھ ہے چاہتا ہوں کہ اس کے ذریعے آپ کا اکرام کروں آپ کے اکرام کے طور پر ہدیہ دیتا ہوں جو صدقہ نہیں ہے۔ اس کو آپ نے بھی نوش فرمایا اور اصحاب نے بھی کھایا۔ دل میں کہا کہ یہ (راہب کی بتائی ہوئی علامات میں سے) دوسری ہے۔

میں واپس ہو گیا اور جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرا۔ پھر جب حاضر خدمت ہوا تو بقیع الغرقد میں ایک جنازے کے ساتھ پایا۔ گرد آپ کے اصحاب تھے بدن دو بڑی چادریں تھیں ایک کی آپ تہ بند باندھے تھے اور دوسری کو اوڑھے ہوئے تھے میں نے آپ کو اسلام کیا اور پلٹ گیا کہ پشت دیکھوں۔

آنحضرت سمجھ گئے کہ میں کیا چاہتا ہوں اور کس بات کی تحقیق مطلوب ہے آپ نے اپنی چادر اٹھا کر پشت سے ہٹا دی میں نے مہر نبوت کو اسی طرح دیکھا جس طرح میرے ساتھی نے بیان کیا تھا میں اس پر اوندھا ہو کر بوسہ دینے لگا اور رونے لگا۔

آنحضرت نے فرمایا کہ ادھر پلٹ آؤ۔ میں پلٹ آیا اور آپ کے آگے بیٹھ گیا۔ آپ سے اپنا حال بیان کیا، اے ابن عباس جس طرح تم سے بیان کیا۔ آنحضرتؐ بہت خوش ہوئے اور چاہا کہ اپنے اصحاب کو سنائیں اس کے بعد اسلام لے آیا۔ غلامی اور جس حالت میں میں تھا وہ مجھے روکے رہی یہاں تک کہ مجھ سے غزوہ بدر و احد چھوٹ گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مکاتب بن جاؤ (مکاتب بننے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آقا سے ایک خاص رقم پر معاہدہ کر لو کہ ہم اتنا کما کے دیں گے تو آزاد ہو جائیں گے) میں نے آقا سے درخواست کی اور برابر کرتا رہا اس نے مجھے اس شرط پر مکاتب بنایا کہ میں اس کے لئے کھجور کے تین سو درخت لگا دوں اور چالیس اوقیہ چاندی دوں۔

رسول اللہ ﷺ نے (اصحاب سے) فرمایا کہ اپنے بھائی کی کھجور کے درختوں سے مدد کرو ہر شخص نے اپنی مقدرت کے مطابق تیس، بیس، پندرہ اور دس (درختوں) سے میری مدد کی۔ فرمایا کہ سلمان جاؤ اور ان کے بونے کے لئے گڑھا کھودو، مگر جب تم ان کے لگانے کا ارادہ کرو تو تاوقتیکہ میرے پاس آ کر اطلاع نہ کر لو درخت نہ لگانا۔ کیونکہ میں ہی اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔

پھر میں کھودنے کے لئے اٹھا ساتھیوں نے بھی مدد کی، ہم نے تین سو تھالے بنائے ہر شخص وہ درخت لے

آیا جس سے اس نے میری مدد کی تھی، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے انھیں اپنے ہاتھ سے رکھنے لگے تھالوں کو برابر کرتے تھے اور دعائے برکت فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان سب سے فارغ ہو گئے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں سلیمان کی جان ہے، ان میں سے کوئی پودا نہیں مرجھایا درم باقی رہ گئے۔

رسول اللہ ﷺ ایک روز اپنے اصحاب میں تشریف فرماتے تھے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لایا جو انھیں کسی معدن سے ملا تھا۔ انھوں نے صدقے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (سلمان) فارسی مسکین مکاتب کہاں ہیں میرے پاس لاؤ، مجھے بلایا گیا۔ میں آیا تو آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور اپنی جانب سے اس مال کے عوض ادا کر دو جو تم پر واجب ہے، عرض کی یا رسول اللہ یہ اتنا کہاں ہوگا جو مجھ پر واجب ہے فرمایا کہ اللہ تمھاری جانب سے ادا کرے گا۔

یزید بن ابی حبیب نے کہا کہ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی زبان پر رکھا۔ پھر منہ سے نکال دیا۔ مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور اسے اپنی طرف سے ادا کر دو، اس کے بعد ابن عباس کی حدیث ہے، یہ اور زائد ہے کہ سلمان نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں نے اس میں سے چالیس واقیہ تول دیا اور جو اس کا حق تھا ادا کر دیا۔ سلمان آزاد ہو گئے، خندق اور بقیہ مشاہد.......... رسول اللہ ﷺ میں آزاد سلمان کو حاضر ہوتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے انھیں وفات دیدی۔

عمر بن عبدالعزیز کہتے تھے کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس نے سلمان سے سنا تھا کہ جس وقت انھوں نے اپنا واقعہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو اس میں یہ بھی تھا کہ عموریہ والے اسقف نے ان سے کہا کہ کیا تم نے اس طرح کے آدمی کو ملک شام کی دو جھاڑیوں کے درمیان دیکھا ہے جو ہر سال رات کو نکل کر اس جھاڑی سے اس جھاڑی تک جاتا ہے اسی طرح دوسرے سال معینہ وقت پر رات کو نکلتا ہے لوگ اسے روکتے ہیں، وہ بیماروں کا علاج کرتا ہے اور ان کے لئے دعا کرتا ہے جس سے وہ شفا پاتے ہیں۔ اس شخص کے پاس جاؤ جس امر کی تلاش ہے اس سے دریافت کرو۔

میں آیا دونوں جھاڑیوں کے درمیان لوگوں کے ساتھ ٹھہر گیا جب وہ رات ہوئی جس میں وہ جھاڑی سے نکل دوسری جھاڑی میں چلا جاتا تھا تو وہ نکلا لوگ اس پر غالب آگئے وہ دوسری جھاڑی میں گھس گیا سوائے اس کے شانے کے اور سب مجھ سے پوشیدہ ہو گیا۔ میں اس کے پاس پہنچ گیا اور شانہ پکڑ لیا مگر اس نے میری طرف التفات نہ کیا۔ پوچھا کہ تجھے کیا ہوا ہے، میں نے کہا کہ میں آپ سے دین حنیف ابراہیم کو دریافت کرتا ہوں اس نے کہا کہ تم ایسی شے دریافت کرتے ہو، جس کو آج لوگ دریافت نہیں کرتے، ایک نبی تمھارے قریب ہیں جو اس بیت سے نکلیں گے اور اسی دین کو لائیں گے جیسے تم دریافت کرتے ہو، بس ان سے ملو۔ میں واپس ہوا جس وقت انھوں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے سلمان اگر تم نے مجھ سے سچ بیان کیا ہے تو تم عیسیٰ بن مریم سے ملے ہو۔

سلمان سے مروی ہے کہ میں نے اپنے آقا سے اس شرط پر مکاتبت کی کہ میں ان لوگوں کے لئے کھجور کے پانچ سو پودے لگا دوں.......... جب وہ پھیک جائیں گے تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔ نبی ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تم درخت لگانے کا ارادہ کرو تو مجھے اطلاع دینا، میں نے آپ کو اطلاع دی، رسول اللہ ﷺ نے سوائے

ایک درخت کے جسے میں نے ہاتھ لگایا تھا سب درخت اپنے ہاتھ سے لگا دیئے، وہ سب پھلے سوائے ایک کے جو میں نے بویا تھا۔

سلمان فارسی سے مروی ہے کہ میں فارس کے سواروں کے بیٹوں میں تھا اور کاتب تھا میرے ہمراہ دو غلام تھے۔ جب وہ دونوں اپنے معلم کے پاس سے لوٹتے تھے تو ایک عالم کے پاس جاتے تھے وہ دونوں اس کے پاس گئے میں بھی ان کے ساتھ گیا تو اس نے کہا کہ کیا میں نے تم دونوں کو کسی اور کو میرے پاس لانے سے منع نہیں کیا تھا۔

میں اس کے پاس آمد و رفت کرنے لگا اور اس کے نزدیک ان دونوں سے زیادہ محبوب ہوگیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ جب تم سے تمھارے گھر والے...... دریافت کریں کہ تمھیں کس نے روکا تھا۔ تو کہنا معلم نے جب معلم دریافت کرے کہ تمھیں کس نے روکا تھا تو کہنا گھر والوں نے۔

اس نے (وہاں سے) منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ میں بھی تمھارے ساتھ منتقل ہوں گا، میں بھی اس کے ساتھ منتقل ہوگیا۔ وہ ایک گاؤں میں اترا وہاں ایک عورت اس کے پاس آتی تھی، جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے کہا کہ اے سلمان میرے سرہانے کھودو، میں نے کھود کر درم کی ایک تھیلی نکال اس نے مجھ سے کہا کہ اسے میرے سینے پر ڈال دو میں نے اس کے سینے پر ڈال دیا۔

وہ مرگیا تو میں نے درموں کے متعلق قصد کیا کہ انھیں جمع کروں یا (اس کے سینے سے) منتقل کردوں پھر میں نے یاد کیا علمائے وزاہدین (قسیس ورہبان) کو اطلاع دی۔ لوگ اس کے پاس آئے میں نے کہا کہ اس نے مال چھوڑا ہے۔ گاؤں کا ایک جوان کھڑا ہوا۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ ہمارے والد کا مال ہے جن کی باندی اس کے پاس آتی تھی۔ اس نے اسے لے لیا۔

میں نے راہبوں سے کہا کہ کوئی عالم بتاؤ جس کی پیروی کروں ان لوگوں نے کہا کہ ہم روئے زمین پر تو اس شخص سے زیادہ عالم کسیکو جانتے جو حمص میں ہے، میں اس کے پاس گیا اس سے مل کر قصہ بیان کیا تو اس نے کہا کہ تمھیں صرف طلب علم لائی ہے مگر میں روئے زمین پر اس شخص سے زیادہ عالم کسی کو نہیں جانتا جو بیت المقدس میں ہر سال آتا ہے اگر تم اب جاؤ گے تو اس کے گدھے کے ساتھ پہنچو گے۔

میں روانہ ہوا، اتفاق سے اس کا گدھا بیت المقدس کے دروازے پر تھا۔ میں اس کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ نکلا تو اس سے قصہ بیان کیا اس نے کہا کہ تمھیں صرف طلب علم ہی لائی ہے میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے مجھے بیٹھنے کو کہا اور خود چلا گیا، اسے سال بھر تک نہیں دیکھا۔ جب آیا تو میں نے کہا، اے اللہ کے بندے میرے ساتھ تم نے کیا کیا۔ پوچھا کہ تم اسی جگہ ہو میں نے کہا جی ہاں۔

اس شخص نے کہا کہ واللہ مجھے آج روئے زمین پر اس سے زیادہ عالم کوئی نہیں معلوم جو ایک کشادہ صحرا کی زمین پر نکلا ہے۔ اگر تم ابھی جاؤ تو اس میں تین نشانیاں پاؤ گے وہ ہدیہ کھاتا ہے صدقہ نہیں کھاتا اس کے داہنے شانے کی کری کے پاس کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت ہے جس کا رنگ اس کی کھال کے رنگ کی طرح ہے۔

میں اس طرح روانہ ہوا ایک زمین مجھے اٹھاتی تھی اور دوسری گراتی تھی، اعراب کیا یک جماعت پر گذر ہوا۔ انھوں نے مجھے غلام بنا کر بیچ ڈالا، مدینہ کی ایک عورت نے مجھے خرید لیا۔ ان لوگوں کو نبی ﷺ کا ذکر کرتے سنا زندگی اچھی گذرتی تھی۔

میں نے اس عورت سے کہا کہ ایک دن (کی رخصت) دو، اس نے اجازت دی، میں گیا لکڑیاں چنیں اور انھیں بیچ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ لایا وہ تھوڑا سا تھا میں نے آپ کے آگے رکھ دیا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے میں نے کہا صدقہ ہے۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا تم لوگ کھاؤ، خود آپ نے کچھ نہیں کھایا، میں نے دل میں کہا کہ یہ آپ کی علامت ہے۔

جتنے دل اللہ نے چاہا میں نے توقف کیا۔ پھر آقا سے کہا کہ مجھے ایک دن (کی رخصت) دیدو اس نے منظور کیا، میں گیا جنگل سے لکڑیاں چنیں اور پہلے سے زیادہ فروخت کیں کھانا تیار کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا آپ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے اسے آپ کے آگے رکھ دیا پوچھا یہ کیا ہے عرض کی ہدیہ آپ نے اپنا ہاتھ رکھا۔ اصحاب سے فرمایا تو بسم اللہ میں پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اپنی چادر اتار دی، ایکا یک مہر نبوت ظاہر ہو گئی۔ میں نے کہا گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فرمایا یہ کیا ہے میں نے آپ سے اس شخص کا حال بیان کیا اور عرض کی یا رسول اللہ وہ جنت میں داخل ہوگا کیونکہ اسی نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ آپ نبی ہیں، فرمایا سوائے نفس مسلمہ کے ہرگز کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سلمان فارس کے سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔

کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سال جسے عام الاحزاب کہا جاتا ہے المذاد کی زمین کے ایک حصہ پر بنی حارثہ کی طرف جو اجم الشیخین ہے اس پر خندق کا نشان لگایا ہر دس آدمی کے لئے چالیس گز (خندق کھودنا) فرمایا۔

مہاجرین وانصار نے سلمان فارسی کے بارے میں حجت کی وہ قوی آدمی تھے، مہاجرین نے کہا کہ سلمان ہم میں سے ہیں اور انصار نے کہا نہیں سلمان ہم میں سے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلمان ہم اہلبیت میں سے ہیں۔

عمرو بن عوف نے کہا کہ میں سلمان، حذیفہ بن الیمان، نعمان بن مقرن المزنی اور چھ انصار راصل ذباب کے نیچے داخل ہوئے، ہم لوگ کھودنے لگے۔ یہاں تک کہ تری تک پہنچ گئے خندق کے بیچ سے اللہ نے ایک سفید سخت پتھر نکال دیا جس نے ہمارے کدال توڑ دیئے، ہم پر بہت دشوار ہوا۔

میں نے سلمانؓ سے کہا کہ خندق پر چڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ، آپ پر ایک ترکی خیمہ نصب تھا سلمان چڑھ کر آپ کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہ، ایک سفید چٹان خندق کے اندر سے نکلی ہے جس نے ہمارے کدال توڑ دیئے اور ہم پر دشوار ہو گئی ہے یا تو ہم اس سے درگذر کریں اور درگذر کرنا قریب ہے یا اس کے بارے میں جو حکم دیں۔ کیونکہ ہم لوگ یہ نہیں چاہتے کہ آپ کے نشان سے ہٹ جائیں۔

فرمایا اے سلمان اپنی کدال دکھاؤ۔ آپ ان کی کدال لے کے ہمارے پاس اترے ہم لوگ خندق کے ایک کنارے ہو گئے رسول اللہ ﷺ کشائش کے لئے اترے اس پر ایسی ضرب لگائی کہ ٹوٹ گیا اس سے ایسی چمک پیدا ہوئی جس نے خندق کے دونوں کناروں کے درمیان روشن کر دیا رسول اللہ ﷺ نے فتح کی تکبیر کہی، ہم نے بھی تکبیر کہی۔

آنحضرت نے دوبارہ مارا تو پھر اس سے ایک چمک پیدا ہوئی جس نے اس کے دونوں کناروں کے درمیان روشن کردیا گویا اندھیر گھر میں ایک چراغ ہو، رسول اللہ ﷺ نے فتح کی تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی تیسری ضرب لگائی تو پارہ پارہ ہوگیا۔ اس سے ایک چمک پیدا ہوئی جس نے اس کے دونوں کناروں کے درمیان روشن کردیا، آپ نے فتح کی تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی۔

آنحضرتؐ اوپر چڑھ کر سلمان کی نشست گاہ میں پہنچے تو سلمان نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے ایک ایسی چیز دیکھی جیسی کبھی نہیں دیکھی تھی رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی جانب متوجہ ہوکے فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے بھی دیکھی عرض کی یارسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جی ہاں ہم نے آپ کو مارتے دیکھا، موج کی طرح ایک روشنی نکلی، آپ بھی تکبیر کہہ رہے تھے ہم بھی تکبیر کہہ رہے تھے اس کے سوا ہم کوئی روشنی نہیں دیکھتے تھے۔

فرمایا تم نے سچ کہا۔ میں نے پہلی ضرب لگائی تو وہ چمک پیدا ہوئی جو تم نے دیکھی، اس نے میرے لئے حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محل اس طرح روشن کردیئے گویا وہ کتوں کے دانت ہیں مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ میری امت ان پر غالب آئے گی،

میں نے دوسری ضرب لگائی تو وہ چمک پیدا ہوئی وتم نے دیکھی۔ جس نے میرے لئے ملک روم کے بنی احمر کے قصر روشن کردیئے جو کتوں کے دانت جیسے دکھائی دیتے تھے جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ میری امت ان پر غالب آئے گی۔

تیسری ضرب لگائی تو وہ چمک پیدا ہوئی جو تم نے دیکھی جس نے ساتھ ہی صنعاء کے محل روشن کردیئے کہ گویا وہ کتوں کے دانت ہیں، جبرئیل نے خبر دی کہ امت ان پر غالب آئے گی جن کو مدد پہنچے گی۔ لہٰذا تم لوگوں وخوشخبری ہو اس کو آپ نے تین مرتبہ دہرایا۔

مسلمان خوش ہوگئے کہ ایسے سچے نیکوکار کا وعدہ ہے جس نے ہم سے گھرے ہونے کے بعد مدد اور فتوح کا وعدہ کیا ہے انھوں نے باہم احزاب (کفاروں کے لشکروں) کو دیکھا۔

اللہ نے فرمایا۔ **ولما رائی المومنون الاحراب والو هدا ما وعد نا الله ور سوله وصدو الله ورسوله وماذاد هم الایما نا وتسلیمان من المومنین (جال صدق اماما هد والله علیه لی آخر الا یه ،** (اور جب مومنین نے احزاب (لشکر کفار کو دیکھا تو انھوں نے کہا کہ یہ وہی ہے جو ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کا رسول سچے ہیں اور اس امر نے ان میں سوائے ایمان اور تسلیم کے اور کچھ اضافہ نہ کیا۔ یہ ایسے مومن لوگ ہیں جنھوں نے اس عہد کو سچائی سے پورا کیا جو انھوں نے اللہ سے کیا تھا۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سلمان فارسی اور ابوالدرداء کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، ایسا ہی محمد بن اسحاق بن نے بھی کہا۔

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ سلمانؓ وابوالدرداء کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔ ابوالدرداء نے شام میں سکونت اختیار کی اور سلمانؓ نے کوفے میں۔

انسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے سلمانؓ اور حذیفہؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

زہری سے مروی ہے کہ وہ دونوں جو اس مواخاۃ کے منکر تھے جو بدر کے بعد ہوئی اور کہتے تھے کہ بدر نے میراث منقطع کردی، سلمان اس زمانے میں غلامی میں تھے اس کے بعد ہی آزاد ہوئے۔ سب سے پہلا غزوہ جو انھوں نے کیا جس میں وہ شریک ہوئے غزوہ خندق تھا جو ۵ھ میں ہوا۔

ابی صالحؒ سے مروی ہے کہ سلمانؓ ابوالدرداءؓ کے پاس اترے، ابوالدرداء جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تھے تو سلمان انھیں روکتے تھے اور جب وہ روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تھے تب بھی روکتے تھے، ابوالدرداء نے کہا کہ تم مجھے اس سے روکتے ہو کہ میں اپنے رب کے لئے روزہ رکھوں اور نماز پڑھوں۔ سلمان نے جواب دیا کہ تمھاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمھاری بیوی کا بھی لہٰذا روزہ بھی رکھو اور ترک صوم بھی کرو، نماز بھی پڑھو اور سوؤ بھی۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ سلمان علم سے سیر کر دیئے گئے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جمعے کے روز سلیمان ابوالدرداء کے پاس آئے ان سے کہا گیا کہ وہ سوتے ہیں پوچھا انھیں کیا ہوا ہے لوگوں نے کہا کہ جب شب جمعہ ہوتی ہے تو وہ اس میں بیدار رہتے ہیں اور جمعے کے دن روزہ رکھتے ہیں لوگوں کو حکم دیا تو انھوں نے جمعے کے دن کھانا تیار کیا سلمان ان کے پاس آئے اور کہا کہ کھانا کھاؤ۔ ابوالدرداء نے کہا کہ میں روزے سے ہوں، وہ برابر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے کھانا کھالیا۔ دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے اور بیان کیا، نبی ﷺ ابوالدرداء کے زانو پر ہاتھ مارتے تھے تین مرتبہ فرمایا کہ عویمر سلمان (سلمان کے یہاں کے رہنے والے) تم سے زیادہ عالم ہیں راتوں میں سے شب جمعہ کو عبادت کے لئے خاص نہ کرلو نہ روز جمعہ کو اور ایام میں سے روزوں کے لئے خاص کرلو۔

قتادہ سے مروی ہے کہ سلمان ابوالدرداء کے پاس آئے تو ام الدرداء نے شکایت کی کہ وہ رات بھر عبادت کرتے ہیں اور دن بھر روزہ رکھتے ہیں، وہ رات کو ابوالدرداء کے پاس رہے جب انھوں نے عبادت کا ارادہ کیا تو سلمان نے انھیں روکا یہاں تک کہ وہ سوگئے۔ صبح ہوئی تو سلمان نے ان کے لئے کھانا تیار کیا اور اتنا مصر ہوئے کہ انھوں نے افطار کیا ابوالدرداء، نبی ﷺ کے پاس آئے، نبی ﷺ نے فرمایا عویمر سلمان تم سے زیادہ عالم ہیں اتنا نہ چلو کہ تھک جاؤ اور نہ ہو کہ تم سے آگے لوگ نکل جائیں، درمیان راستہ اختیار کرو کہ شبانہ دہ بڑی مشقتیں برداشت کرسکو۔

ابی البختری سے مروی ہے کہ علی سے سلمانؓ کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ انھیں علم اول و آخر دیا گیا جو ان کے پاس تھا اسے پایا نہیں جا سکتا۔

زاذان سے مروی ہے کہ علیؓ سے سلمانؓ کو پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ وہ ایک آدمی ہیں جو ہم میں سے ہیں اور ہماری طرف ہیں اے اہل بیت تم میں سے (سوائے سلمان کے) لقمان حکیم کے مثل کون ہے جو علم اول و آخر کو جانتے ہیں اور جنھوں نے کتاب اول بھی پڑھی ہے اور کتاب آخر بھی وہ ایک دریا تھے جس کا پورا پانی نکالا نہیں جا سکتا۔

یزید بن عمیرۃ السکسکی سے جو معاذ کے شاگرد تھے مروی ہے کہ معاذ نے انھیں چار آدمیوں سے طلب علم کا مشورہ دیا تھا جن میں سے ایک سلمان فارسی بھی تھے۔

بنی عامر کے ایک شخص نے اپنے ماموں سے روایت کی کہ سلمانؓ جب عمرؓ کے پاس آئے تو عمرؓ نے لوگوں سے کہا کہ ہمیں لے چلو تا کہ سلمانؓ سے ملیں۔

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ عمرؓ نے سلمان کا وظیفہ چھ ہزار مقرر کیا تھا مالک بن عمیر سے مروی ہے کہ سلمان فارسی کا وظیفہ چار ہزار تھا۔

مسلم البطین سے مروی ہے کہ سلمان کا وظیفہ چار ہزار تھا۔

مسلم البطین سے ایک اور طریق سے مروی ہے کہ سلمان کا وظیفہ چار ہزار تھا۔

میمونہ سے مروی ہے کہ سلمان فارسیؓ کا وظیفہ چار ہزار تھا اور عبداللہ ابن عمرؓ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار میں نے کہا اس فارسی کی کیا شان ہے چار ہزار میں اور فرزند امیر المومنین کی ساڑھے تین ہزار میں؟ لوگوں نے کہا کہ سلمانؓ رسول اللہ کے ہمرکاب جس مشہد میں حاضر ہوئے ابن عمرؓ اس میں حاضر نہیں ہوئے۔

حسن سے مروی ہے کہ سلمان کا وظیفہ پانچ [ہزار] تھا اور وہ تیس [ہزار آدمیوں پر] عامل تھے چادر میں لکڑیاں چنتے تھے، [جس] کا نصف تو بچھاتے اور نصف اوڑھتے تھے۔ [illegible] اپنے ہاتھ سے بوریے بنتے اور اسکی آمدنی پر گذر اوقات کرتے۔

خلیفہ بن سعید المرادی نے اپنے چچا سے روایت کی کہ میں نے سلمان فارسی کو مدائن کے کسی راستے پر گذرتے ہوئے دیکھا انھیں بانس سے لدے ہوئے اونٹ نے دھکا دیا اور تکلیف پہنچائی وہ پیچھے ہٹ کر اس کے مالک کے پاس گئے جو اسے ہنکا رہا تھا اور پکڑ کر کے جھنجھوڑا اور کہا کہ تو نہ مرے جب تک کہ نوجوان کی امارت نہ پالے۔

ثابت سے مروی ہے کہ سلمان مدائن کے امیر تھے وہ نکلتے تو ساطن کے اندر ایک کابلی پہنے ہوتا اور اوپر سے چھوٹا سا خرقہ پہنے ہوئے لوگ انھیں دیکھتے تھے [illegible] سلمان پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں لوگ کہتے کہ آپ کو اپنی گڑیا سے تشبیہ دیتے ہیں، وہ کہتے کہ ان کو کہنے دو کیونکہ خیر تو آج کے بعد ہے۔

ہریم سے مروی ہے کہ میں نے سلمان فارسی کو ایک گدھے پر جس کی زین تھی سوار دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک چھوٹا سا سنبلانی کرتہ تھا جس کے دامن تنگ تھے وہ لمبی پنڈلی اور بہت بال والے آدمی تھے، کرتا اوپر چڑھ کے گھٹنوں کے قریب تک پہنچ گیا تھا، میں نے دیکھا [کہ] نوجوان [ان کے] پیچھے تھے میں نے کہا کہ تم لوگ امیر سے کنارہ نہیں ہٹتے، سلمانؓ نے کہا کہ انھیں چھوڑ دو کیونکہ خیر و شر تو آج کے بعد ہے۔

میمون بن مہران نے عبدالقیس کے ایک شخص سے روایت کی کہ میں سلمان فارسی کے ساتھ تھا جو ایک سریہ پر امیر تھے ان کا گزر لشکر کے چند نوجوان پر ہوا لوگ ہنسے اور کہا کہ یہ تمھارے امیر ہیں میں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ آپ دیکھتے نہیں کہ لوگ کیا کہتے ہیں" فرمایا انھیں چھوڑ دو کیونکہ خیر و شر تو آج کے بعد ہے اگر تم مٹی کھا سکو تو کھاؤ اور دو آدمیوں پر ہرگز امیر نہ ہو، مظلوم اور مضطر کی بددعا سے ڈرو کیونکہ وہ روکی نہیں جاتی۔

ثابت سے مروی ہے کہ سلمان مدائن کے امیر تھے، شام کا ایک شخص بنی تیم [illegible] ہمراہ ایک گٹھری انجیر کی تھی، سلمان کے سر پر اندروا (جو ایک قسم کا فارسی جامہ ہے) [illegible] سلمان سے کہا کہ ادھر آؤ بوجھ اٹھاؤ وہ سلمانؓ کو پہچانتا نہ تھا۔ سلمان نے بوجھ اٹھا لیا لوگوں نے دیکھ کر پہچانا تو کہا کہ یہ تو امیر ہیں، اس شخص نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ سلمانؓ نے اس سے کہا کہ نہیں تاوقتیکہ تمھاری منزل تک نہ پہنچا دوں۔

بنی عبس کے ایک شیخ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بازار کو گیا ایک درم کا چارہ خرید اسلمان کو دیکھا میں انھیں پہچانتا نہ تھا، ناواقفیت میں انھیں بیگار بنایا اور چارہ ان پر لا دو بارہ ایک قوم پر سے گزرے تو لوگوں نے کہا اے ابوعبداللہ آپ کا بوجھ ہم اٹھائیں گے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی سلمان ہیں میں نے کہا کہ آپ کو پہچانتا نہیں تھا، بوجھ رکھ دیجئے اللہ آپ کو عافیت دے انھوں نے انکار کیا اور میری منزل تک لائے فرمایا کہ میں نے یہ نیت کی تھی کہ اسے نہیں رکھوں گا تاوقتیکہ تمھارے گھر تک نہ پہنچادوں۔ میسرہ سے مروی ہے کہ سلمانؓ کو جب عجم نے سجدہ کیا تھا تو انھوں نے اپنا سر جھکالیا تھا اور کہا کہ میں اللہ سے ڈر گیا۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ سلمانؓ سے پوچھا گیا کہ آپ کو امارت سے کیا چیز ناپسند کراتی ہے تو انھوں نے کہا کہ اسکی رضاعت دودھ پلانے کی شیرینی اور فطام دودھ چھڑانے کی تلخی۔

عبادہ بن نسی سے مروی ہے کہ سلمان کے پاس عباء کا عمامہ تھا حالانکہ وہ لوگوں کے امیر تھے، مالک بن انس سے مروی ہے کہ سلمان فارسی سایہ جہاں جہاں گھومتا تھا اسی سے سایہ حاصل کرتے تھے، ان کا کوئی گھر نہ تھا۔ ایک شخص نے کہا کہ آپ اپنے لئے گھر کیوں نہیں بنالیتے، جس سے گرمیوں میں سایہ اور سردیوں میں سکون حاصل ہو۔ فرمایا چھا، جب اس شخص نے پشت پھیری اور جانے لگا تو اسے پکارا اور پوچھا کہ تم اسے کیونکہ بناؤ گے، عرض کی اس طرح بناؤں گا کہ اگر آپ اس میں کھڑے ہوں تو سر میں لگے اور لیٹیں تو پاؤں میں لگے سلمانؓ نے کہا، ہاں۔

نعمان بن حمید سے مروی ہے کہ میں اپنے ماموں کے ہمراہ مدائن میں سلمان کے پاس گیا۔ وہ بوریا بُن رہے تھے، میں انھیں کہتے سنا کہ ایک درم کھجور کے پتے خریدتا ہوں اسے بنتا ہوں اور تین درم میں فروخت کرتا ہوں ایک درم اسی میں لگا دیتا ہوں اور ایک درم عیال پر خرچ کرتا ہوں اور ایک درم خیرات کر دیتا ہوں، اگر عمر بن الخطابؓ مجھے منع نہ فرماتے تو میں اس سے باز نہ آتا۔

عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ سلمان کو جب کچھ ملتا تھا تو اس سے گوشت خرید کے محدثین کی دعوت کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھاتے تھے۔

ابراہیم التیمی سے مروی ہے کہ جب سلمان کے آگے کھانا رکھا جاتا تو کہتے۔ **الحمدللہ الذی کفانا المؤنۃ واحسن الرزق**" (تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری ضرورت پوری کی اور ہمیں اچھا رزق دیا)

حارث بن سوید سے مروی ہے کہ سلمانؓ جب کھانا کھاتا تو کہتے تھے۔ **الحمدللہ الذی لفانا المؤنۃ واوسع علینا فی الرزق**" (سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری ضرورت پوری کی اور ہمیں رزوق میں وسعت دی)

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ میں نے سلمان کو کہتے سنا کہ اس خوف سے کہ خادم سے مجھے بدگمانی پیدا نہ ہو میں اس کے لئے بہت سا سامان فراہم کر دیتا ہوں۔

ابی لیلیٰ الکندی سے مروی ہے کہ سلمانؓ کے غلام نے کہا کہ مجھے مکاتب بنا دیجئے پوچھا تمھارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا، مکاتب کہاں سے ہوگی، اس نے کہا کہ لوگوں سے مانگ لوں گا، فرمایا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے لوگوں کا دھوون کھلاؤ۔

ابولیلیٰ سے (ایک اور طریق سے مروی ہے کہ سلمان کے غلام نے کہا کہ مجھے مکاتیب بنا دیجئے پوچھا کیا تمھارے پاس مال ہے اس نے کہا نہیں، فرمایا تم مجھے یہ مشورہ دیتے ہو کہ لوگوں کے ہاتھ کا دھون کھاؤں۔ راوی نے کہا کہ سلمان کے مواشی کا چارہ چوری ہو گیا تو انھوں نے اپنے باندی یا غلام سے کہا کہ اگر مجھے قصاص کا خوف نہ ہوتا تو میں تجھے ضرور مارتا۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ ایک شخص سلمان کے پاس جو آٹا گوندھ رہے تھے آیا۔ عرض کی کہ خادم کہاں ہے، فرمایا ہم نے سے ایک کام سے بھیجا ہے پھر یہ ناپسند کیا کہ اس پر دو کام جمع کریں اس نے کہا کہ فلاں آپ کو سلام کہتا ہے پوچھا تم کب سے آئے ہو، اس نے کہا تین دن سے فرمایا دیکھو اگر تم سلام نے پہنچاتے تو ایک امانت تھی جسے تم نہ ادا کرتے۔

عمر بن ابی قرہ سے مروی ہے کہ سلمانؓ نے کہا کہ ہم تمھاری مساجد میں امامت نہیں کریں گے اور نہ تمھاری عورتوں سے نکاح کریں گے انکی مراد عرب سے تھی۔

ابی اسحاق وغیرہ سے مروی ہے کہ سلمانؓ اپنے آپ سے کہا کرتے تھے کہ اے سلمان مرجاد سلمان ابی سفیان نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ سعد بن ابی وقاص کے پاس عیادت کو آئے تو سلمان رونے لگے اسعد نے پوچھا کہ تمھیں کیا چیز رلاتی ہے رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک تم سے راضی رہے مرنے کے بعد تم اپنے ساتھیوں سے ملو گے اور خوش کوثر پر آپ کے پاس آؤ گے۔

سلمانؓ نے کہا کہ واللہ نہ موت کی پریشانی سے روتا ہوں اور نہ دنیا کی حرص سے البتہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک وصیت کی تھی کہ تم میں سے ہر ایک کا دنیا سے انتہائی عیش ایسا ہونا چاہئے جیسے سوار کا توشہ اور میرے اردگرد یہ اشیاء ہیں۔

سعدؓ نے کہا کہ اے ابوعبداللہ ہمیں کوئی وصیت کیجئے کہ آپ کے بعد اسے اختیار کریں۔ انھوں نے کہا اے سعد جب قصد کرو تو اس وقت اللہ کو یاد کرو جب حکم کرو تو اس وقت اللہ کو یاد کرو اور جب تقسیم کرو تو قبضے کے وقت اللہ کو یاد کرو۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ سعد بن مسعود و سعد بن مالک سلمانؓ کے پاس عیادت کرنے گئے تو وہ روئے پوچھا اے ابوعبداللہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک وصیت کی تھی جسے ہم میں سے کسی نے یاد نہ رکھا، آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کا دنیا سے انتہائی عیش سوار کے توشے کی طرح ہونا چاہئے۔

رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ سلمان کے اصحاب نے ان سے کہا کہ ہمیں وصیت کیجئے انھوں نے کہا کہ جو شخص تم میں سے حج یا عمرہ جہاد یا تحصیل قرآن میں مر سکے تو اسے مرنا چاہئے تم میں سے کوئی شخص فاجر (بدکار) اور خائن (دغاباز) ہو کے ہرگز نہ مرے۔

حسان سے مروی ہے کہ جب سلمان فارسی کی وفات کا وقت آیا اور ان پر موت نازل ہوئی تو وہ رونے لگے پوچھا گیا کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے فرمایا آگاہ ہو کہ نہ میں موت کی پریشانی سے روتا ہوں اور نہ پلٹنے کی ہوس پر روتا ہوں میں صرف ایک امر کے لئے روتا ہوں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی اندیشہ ہے کہ ہم نے اپنے نبی ﷺ کی

وصیت کو یاد نہیں رکھا۔ آنحضرت نے ہم سے فرمایا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کا دنیا سے انتہائی عیش سوار کے توشے کی طرح ہونا چاہیے۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ امیر نے سلمانؓ کی بیماری میں انکی عیادت کی سلمان نے ان سے کہا ہے امیر تم جس وقت قصد کرو تو اپنے قصد کے وقت اور جب حکم کرو تو اپنی زبان چلنے کے وقت اور جب تقسیم کرو تو اپنے قبضے کے وقت اللہ کو یاد کرو۔ میرے پاس سے اٹھ جاؤ، امیر اس زمانے میں سعد بن مالک تھے۔

الشعبی سے مروی ہے کہ جب سلمان کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے اپنی گھر والی سے کہا کہ وہ پوشیدہ چیز لاؤ جو میں نے تمھارے پاس پوشیدہ کرائی تھی، میں ان کے پاس مشک کی تھیلی لائی فرمایا میرے پاس ایک پیالا لاؤ جس میں پانی ہو انھوں نے مشک اس میں ڈال کے اپنے ہاتھ سے گھول دیا اور کہا کہ اسے میرے گرداگرد چھڑک دو کیونکہ میرے پاس اللہ کی مخلوق میں سے ایک ایسی مخلوق آنے گی جو خوشبو محسوس کرتی ہے اور کھانا نہیں کھاتی۔ بچہ دروازے پر چھپ رہو اور اتر جاؤ میں نے اسی طرح کیا تھوڑی دیر بیٹھی تھی کہ ایک جھنکار کی آواز سنی، میں چڑھی اور وہ مر چکے تھے۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ جس روز جلولاء فتح ہوا سلمان کو مشک کی ایک تھیلی ملی وہ انھوں نے اپنی زوجہ کے پاس امانت رکھوا دی، جب انکی وفات کا وقت آیا انھوں نے کہا کہ وہ مشک لاؤ، اس کو انھوں نے پانی میں گھول دیا اور کہا کہ میرے گرداگرد چھڑک دو کیونکہ ابھی ابھی میرے پاس زیارت کرنے والے آئیں گے میں نے اسی طرح کیا، اس کے بعد بہت کم دیر ہوئی تھی کہ انکی وفات ہوگئی۔

بقیرہ زوجہ سلمانؓ سے مروی ہے کہ جب سلمان کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے مجھے بلایا وہ اپنے ایک بالاخانے میں تھے جس کے چار دروازے تھے، انھوں نے کہا کہ اے بقیرہ یہ دروازے کھول دو کیونکہ آج میرے زیارت کرنے والے آئیں گے مجھے معلوم نہیں کہ وہ ان دروازوں میں سے کس سے میرے پاس آئیں گے انھوں نے اپنی مشک منگائی اور کہا کہ اسے تنور میں پگھلاؤ جب وہ پگھل گئی تو کہا کہ اسے میرے بستر کے گرداگرد چھڑک کے اتر جاؤ اور ٹھہر رہو عنقریب تم خبردار ہو جاؤ گی اور میرے بستر پر دیکھو گی، مجھے خبر ہوئی کہ ان کی روح پرواز کر گئی اور وہ اس حالت میں ہیں کہ گویا بستر پر سو رہے ہیں اور اسی کے قریب تھے۔

عطاء بن السائب سے مروی ہے کہ جب سلمانؓ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے مشک کی تھیلی منگائی جو خزر سے ملی تھی حکم دیا کہ اسے پگھلا کے ان کے گرداگرد چھڑک دیا جائے اور کہا کہ آج رات کو میرے پاس ملائکہ آئیں گے جو خوشبو محسوس کرتے ہیں اور کھانا نہیں کھاتے۔

عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ سلمان نے ان سے کہا کہ اے میرے بھائی ہم میں سے جو شخص اپنے ساتھی سے پہلے مر جائے اسے چاہیے کہ دیکھنے آئے، میں نے کہا کہ ایسا ہوگا۔ فرمایا، ہاں، مومن کی روح آزاد رہتی ہے زمین پر جہاں چاہتی ہے جاتی ہے اور کافر کی روح قیدخانے میں رہتی ہے سلمان کی وفات ہوگئی ایک روز جس وقت میں دوپہر کو اپنے تخت پر قیلولہ کر رہا تھا مجھے کسی قدر غنودگی آگئی یکایک سلمان آئے اور کہا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں نے بھی کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ اے ابو عبداللہ تم نے اپنی منزل کو کیسے پایا انھوں نے کہا کہ بہتر پایا تم توکل اختیار کرو کیونکہ توکل بہترین شے ہے تم توکل اختیار کرو کیونکہ توکل بہترین شے ہے تم توکل اختیار کرو کیونکہ توکل بہترین شے ہے۔

مغیرہ بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام سے مروی ہے کہ سلمان کی وفات عبداللہ بن سلام سے پہلے ہوئی۔ عبداللہ بن سلام نے انھیں خواب میں دیکھا تو پوچھا اے ابوعبداللہ تم کس حال میں ہو انھوں نے کہا خیر میں پوچھا تم نے کس عمل کو افضل پایا انھوں نے کہا کہ میں نے توکل کو عجیب چیز پایا۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سلمان فارسی کی وفات مدائن میں عثمان ابن عفان کی خلافت میں ہوئی۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف

خالد بن سعید بن العاص ...... ابن امیہ عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ ام خالد بنت خباب بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ ابن کنانہ تھیں۔

خالد بن سعید کی اولاد میں سعید تھے جو ملک حبشہ میں پیدا ہوئے لاولد مر گئے، امہ بنت خالد تھیں جو ملک حبشہ میں پیدا ہوئیں جن سے زبیرؓ بن العوام نے نکاح کیا ان سے عمرو خالد پیدا ہوئے ان کے بعد سعید بن العاص نے ان سے نکاح کر لیا۔

ان دونوں کی والدہ ہمینہ بنت خلف اسعد بن عامر بیاضہ بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو وخزاعہ میں سے تھیں آج خالد بن سعید کی بقیہ اولاد نہیں ہے۔

محمد بن عبداللہ بن عمرؓ بن عثمان سے مروی ہے کہ خالد بن سعید کا اسلام قدیم تھا اپنے بھائیوں میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔

ان کے اسلام کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ خواب میں دیکھا کہ آگ کے گڑھے پر کھڑے ہیں انھوں نے اسکی وسعت ایسی بیان کی جس کو اللہ ہی زیادہ جانتا ہے پھر دیکھا کہ ان کے والد اس میں دھکیلتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان کا نیفہ پکڑے ہوئے ہیں کہ گر نہ پڑیں۔

خواب سے بیدار ہوئے تو پریشان ہوئے، کہا کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ یہ خواب سچا ہے ابوبکر بن ابی قحافہ سے ملے اور بیان کیا تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں تمھارے ساتھ خیر چاہتا ہوں، یہ رسول اللہ ﷺ ہیں لہٰذا آپ کی پیروی کرو، کیونکہ تم عنقریب آپ کی پیروی کرو گے اور آپ کے ساتھ اسی اسلام میں داخل ہو گے جو تمھیں آگ میں گرنے سے روکے گا اور تمھارا باپ اسمیں گرے گا۔

خالد بن سعید رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت اجیاد میں تھے عرض کی یا محمد ﷺ آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں، فرمایا: میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں، جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں تم پتھر کی جس پرستش پر ہو اس سے چھوڑنے کی (دعوت دیتا ہوں) کہ نہ سنتا ہے، نہ دیکھتا ہے نہ ضرر پہنچاتا ہے نہ نفع پہنچاتا ہے اور نہ یہ جانتا ہے کہ کون اس کی پرستش کرتا ہے اور کون نہیں۔

خالد نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول اللہ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ان کے اسلام سے مسرور ہوئے خالد پوشیدہ ہو گئے ان کے والد کو قبول اسلام کا علم ہو گیا تو

تلاش میں بقیہ لڑکوں کو جو اسلام نہیں لائے تھے اور مولیٰ رافع کو بھیجا، جب مل گئے ان کے باپ ابواحیحہ کے پاس لائے۔

اس نے ملامت کی اور ڈانٹا، کوڑے، جو اس کے ہاتھ میں تھا، اتنا مارا کہ سر زخمی ہو گیا پھر کہا کہ تم نے محمد (ﷺ) کی پیروی کر لی، حالانکہ تم اپنی قوم سے انکی مخالفت کو دیکھتے ہو۔ تم دیکھتے نہیں کہ وہ ہمارے معبودوں کی اور مرے ہوئے آباو اجداد کی عیب گوئی کرتے ہیں خالد نے کہا کہ واللہ وہ سچے ہیں اور میں نے انکی پیروی کر لی ہے۔

ابواحیحہ کو غصہ آیا اس نے اپنے بیٹے کو آزاد پہنچایا اور گالیاں دیں اور کہا اے بدمعاش جہاں چاہے چلا جا واللہ میں تیرا کھانا بند کر دوں گا۔ خالد نے کہا کہ اگر تو بند کر دے گا تو اللہ مجھے لاق دے گا جس سے میں زندہ رہوں گا۔

اس نے انھیں نکال دیا اور بیٹوں سے کہا کہ تم میں سے کوئی ان سے بات نہ کرے ورنہ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جو ان کے ساتھ کیا۔ خالد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے وہ آپ ہی کے ساتھ اور ہمراہ رہنے لگے۔

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ خالد بن سعید کا اسلام تیسرا چوتھا تھا اور یہ اس وقت ہوا جب رسول اللہ ﷺ خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ اطراف مکہ میں تنہا نماز پڑھتے تھے۔

ابواحیحہ کو معلوم ہوا تو اس نے انھیں بلایا اور اس دین کے ترک کرنے کو کہا جس پر وہ تھے خالد نے کہا کہ میں دین محمد ترک نہ کروں گا، بلکہ اسی پر مروں گا۔

ابواحیحہ نے انھیں کوڑے سے مارا جو اس کے ہاتھ میں تھا، اسے اس نے ان کے سر توڑ دیا ان کو قید کرنے کا حکم دیا، تنگی کی اور بھوکا پیاسا رکھا۔ وہ مکہ کی گرمی میں تین تین دن تک اس طرح رہتے تھے کہ پانی تک نہ چکھتے تھے۔

خالد نے ایک سوراخ دیکھا وہ نکل کر مکہ کے اطراف میں اپنے والد سے پوشیدہ ہو گئے اصحاب رسول اللہ ﷺ کا ہجرت ثانیہ میں حبشہ کی طرف جانے کا وقت آیا تو وہ سب سے پہلے شخص تھے جو اس کی طرف روانہ ہوئے۔

خالد بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن العاص بن امیہ بیمار ہو تو اس نے کہا کہ اگر اللہ نے مجھے اس بیمار سے اٹھا دیا تو مکہ کے اندر ابن ابی جیشہ کے خدا کی پرستش نہیں کی جائے گی، اس وقت خالد بن سعید نے کہا کہ اے اللہ اسے نہ اٹھانا۔

ام خالد بن خالد بن سعید بن العاص سے مروی ہے کہ میرے والد اسلام میں پانچویں شخص تھے راوی نے پوچھا کہ ان سے پہلے کون تھا انھوں نے کہا کہ ابن ابی طالب ابن ابی قحافہ، زید بن حارثہ اور سعد بن ابی وقاص، میرے والد حبشہ کی پہلی ہجرت کے قبل اسلام لائے، دوسرے ہجرت میں وہاں گئے تو سال رہے میں وہیں پیدا ہوئی ہجرت نبویؐ کے ساتویں سال خیبر میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے گفتگو کی انھوں نے ہمیں بھی حصہ دیا۔ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ واپس آئے اور مقیم ہو گئے، والد رسول اللہ کے ہمرکاب عمرہ قضاء میں روانہ ہوئے، غزوہ فتح مکہ میں وہ اور میرے چچا عمرو آنحضرت کے ساتھ تھے دونوں آنحضرت کے ساتھ تبوک گئے، رسول اللہ ﷺ نے میرے والد کو صدقات یمن پر عامل بنا کے بھیجا، والد یمن ہی میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان سے مروی ہے کہ ملک حبشہ سے آنے کے بعد خالد رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ میں مقیم ہو گئے تھے آنحضرت کے کاتب تھے انھیں نے وفد ثقیف کو اہل طائف کا فرمان لکھ دیا اور وہی

تھے جوان لوگوں کے اور رسول اللہ کے درمیان صلح میں گئے تھے۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز کو اپنے خلافت کے زمانے میں کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو خالد بن سعید یمن کے عامل تھے۔

موسیٰ بن عمران منارخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت صدقات حج پر خالد بن سعید عامل تھے۔

ام خالد بنت خالد بن سعید العاص سے مروی ہے کہ خالد بن سعید ملک حبشہ روانہ ہوئے تو ان کے ہمراہ انکی بیوی ہمینہ بنت حلف بن اسعد الخزاعیہ بھی تھیں وہاں ان سے سعید وام خالد پیدا ہوئیں (ہمینہ) زبیر بن العوام کی زوجہ کی لونڈی تھیں ابومعشر بھی ہمینہ خلف کہتے تھے لیکن موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق کی روایت میں امینہ بنت خلف ہے۔

ابراہیم بن عقبہ سے مروی ہے کہ میں نے ام خالد بنت خالد ابن سعید بن العاص کو کہتے سنا کہ میرے والد ابوبکر سے بیعت ہو جانے کے بعد یمن سے مدینہ آئے علی، وعثمان سے کہا کہ یہ فرزندا عبد مناف کیا........تم راضی ہو گئے کہ اس امر میں تم ایک غیر شخص والی ہو جائے۔

عمرؓ نے یہ بات ابوبکر سے نقل کر دی مگر ابوبکرؓ نے خالد پر ظاہر نہیں کیا، عمرؓ نے ان پر ظاہر کیا، خالد نے تین مہینے تک ابوبکرؓ سے بیعت نہیں کی۔

اس کے بعد ابوبکرؓ ان کے پاس سے گزرے وہ اپنے مکان میں تھے، سلام کیا تو خالد نے کہا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں آپ سے بیعت کروں، ابوبکرؓ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اس صلح میں داخل ہو جاؤ جس میں مسلمان داخل ہوئے ہیں خالد نے کہا کہ اچھا، یہ وعدہ ہے کہ رات کو بیعت کروں گا وہ اس وقت آئے، ابوبکرؓ منبر پر تھے انھوں نے ان سے بیعت کر لی۔

ابوبکرؓ کی رائے ان کے بارے میں اچھی تھی، انکی تعظیم کرتے تھے جب شام پر لشکر کشی کی تو ان کے لئے مسلمانوں پر (جھنڈا) باندھا اور ان کے مکان پر لے آئے۔

عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ خالد کو والی بنا دیا گیا حالانکہ وہ ان باتوں کے کہنے والے ہیں جو انھوں نے کہیں، عمر یہی کہتے رہے، ابوبکرؓ نے ابوروی الدوسی کو بھیجا، انھوں نے کہا کہ خلیفہ رسول اللہ ﷺ تم سے کہتے ہیں کہ ہمارا جھنڈا واپس کر دو۔

انھوں نے اسے نکال کر دے دیا اور کہا کہ واللہ نہ تمھارے ولایت نے ہمیں مسرور کیا تھا اور نہ تمھاری معزولی نے رنج پہنچایا، قابل ملامت تو کوئی اور ہے۔

مجھے سوائے ابوبکرؓ کے کوئی معلوم نہ ہوا کہ میرے والد کے پاس آئے جو ان سے عذر کرتے تھے اور قسم دیتے تھے کہ عمرؓ سے ایک حرف بھی نہ بیان کرنا۔ واللہ میرے والد ہمیشہ اپنی وفات تک عمرؓ پر مہربانی کرتے رہے۔

سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ نے خالد کو معزول کیا تو یزید بن ابی سفیان کو لشکر کا والی بنایا اور جھنڈا یزید کو دیا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم الحارث نے اپنے والد سے روایت کی، جب ابوبکرؓ نے خالد بن سعید کو معزول کیا تو ان کے متعلق شرجیل بن حسنہ کو جو امراء میں سے تھے وصیت کی کہ خالد بن سعید اگر تم پر والی بن کے آئے تو ان کا خیال

رکھنا۔ اپنے اوپر ان کا ایسا ہی حق سمجھنا جیسا تم چاہتے ہو کہ وہ اپنے اوپر تمہارا حق سمجھیں تمھیں اسلام میں ان کا مرتبہ معلوم ہے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت تک وہ آپ کے والی تھے میں نے بھی انھیں والی بنایا تھا، پھر ان کا معزول کرنا مناسب سمجھا قریب ہے کہ یہ (عزل) ان کے لئے ان کے دین میں بہتر ہو، میں کسی پر امارت کی تمنا نہیں کرتا میں نے انھیں امرائے لشکر (کے انتخاب) میں اختیار دیا تھا۔

انھوں نے تم کو دوسروں پر اور اپنے چچازاد بھائی پر (انتخاب میں) ترجیح دی، جب تمھیں کوئی ایسا امر پیش آئے جس میں تم کسی متقی و دانا شخص کے مشورے کے محتاج ہو تو سب سے پہلے شخص جن سے تم مشورہ کرو ابوعبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل ہوں خالد بن سعید تیسرے ہوں کیونکہ ان کے پاس نیکی اور خیر خواہی پاؤ گے ان لوگوں کے مقابلہ میں خود رائی سے کسی خبر کو پوشیدہ رکھنے سے پرہیز کرنا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے موسیٰ بن محمد سے پوچھا کہ آیا تم نے ابوبکرؓ کے اس قول پر غور کیا کہ انھوں نے تم کو اوروں پر ترجیح دی، انھوں نے کہا کہ مجھے والد نے بتایا کہ جب ابوبکرؓ نے خالد بن سعید کو معزول کیا تو انھوں نے لکھا کہ کون امیر تمھیں زیادہ پسند ہے انھوں نے کہا کہ میرے چچا کے بیٹے قرابت میں زیادہ پسند ہیں اور دین میں بھی زیادہ پسند ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے میرے دینی بھائی ہیں۔ اور چچا کے بیٹے کے مقابلے میں میرے مددگار ہیں، انھوں نے شرجیل ابن حسنہ کے ساتھ ہونا پسند کیا۔

عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن سعید فتح اجنادین کے اور مرج الصفر میں شریک تھے ام الحکیم بنت الحارث بن ہشام، عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح میں تھیں، وہ اجنادین میں انھیں چھوڑ کے قتل ہو گئے انھوں نے چار مہینے دس دن عدت کے گزارے، یزید بن ابی سفیان انھیں پیام نکاح دیتے تھے، خالد بن سعید بھی ان کی عدت کے زمانے میں کسی کو ان کے پاس بھیج کر پیام نکاح دیتے تھے وہ خالد ابن سعید کی طرف مائل ہو گئیں چار سو دینار (مہر) پر نکاح کر لیا۔

جب مسلمان مرج الصفر میں اترے تو خالد نے ام حکیم کے ساتھ شادی (رخصتی) کرنا چاہی۔ کہنے لگیں کہ اگر تم رخصتی کو اتنا موخر کر دیتے کہ اللہ ان جماعتوں کو منتشر کر دیتا (تو مناسب ہوتا) خالد نے کہا کہ میرا دل کہتا ہے کہ میں ان جماعتوں میں مقتول ہوں گا انھوں نے کہا کہ تمھیں اختیار ہے۔

انھوں نے الصفر کے پل کے پاس ان سے شادی کی، اسی سبب سے اس کا نام قنطرہ ام الحکیم (ام حکیم کا پل) ہو گیا صبح کو ولیمہ کیا، اپنے اصحاب کو کھانے پر مدعو کیا، ابھی کھانے سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ رومیوں نے آگے پیچھے اپنی صفیں باندھ لیں، ایک شخص نشان جنگ کے ساتھ نکلا اور مبارز طلب کرنے لگا۔

ابوجندل بن سہیل بن عمرو العامری اس کی جانب نکلے تو ابوعبیدہ نے منع کیا حبیب بن مسلمہ نے نکل کر اسے قتل کر دیا اور اپنے مقام پر واپس آ گئے، خالد بن سعید نکلے جنگ کی اور قتل کر دیئے گئے۔

ام حکیم بنت الحارث نے اپنے اوپر کپڑے باندھ لئے اور بھاگیں بدن حلقوں کی زرہ تھی۔

نہر پر ان لوگوں نے شدید جنگ کی، دونوں فریق نے صبر کیا، تلواریں ایک دوسرے کو کاٹنے لگیں نہ تو کوئی تیر پھینکا جاتا تھا نہ کوئی نیزہ مارا جاتا تھا اور نہ کوئی پتھر مارا جاتا تھا، سوائے تلواروں کے لوہے، آدمیوں کی کھوپڑیوں پر اور ان کے بدن پر لگنے کی آواز کے سوا کچھ نہ سنائی دیتا تھا۔

اس روز ام حکیم نے خیمہ کی میخوں سے جس میں خالد بن سعید نے ان سے شادی کر کے رات گزاری تھی سات آدمیوں کو قتل کر دیا، جنگ مرج الصفر محرم ۱۴ھ میں عمرؓ بن الخطاب کی خلافت میں ہوئی۔

موسیٰ بن عبیدہ نے اشیاخ سے روایت کی کہ خالد بن سعید ابن العاص نے جو مہاجرین میں سے تھے مشرکین کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ اس کا سامان دیباو حریر پہن لیا۔ لوگوں نے انکی طرف دیکھا وہ عمرؓ کے ساتھ تھے، عمرؓ نے کہا کہ تم لوگ کیا دیکھتے ہو جو چاہے وہ خالد کا سا عمل کرے اس کے بعد خالد کا لباس پہنے۔

خالد بن سعید بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قریش کے ایک گروہ کے ساتھ حبشہ کے پاس بھیجا۔ وہ لوگ اس کے پاس آئے خالد کے ساتھ انکی زوجہ تھیں ان کے یہاں ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو وہیں پاؤں چلی اور بولی۔

خالد اور ان کے ساتھی اسوقت آئے کہ رسول اللہ جنگ بدر سے فارغ ہو چکے تھے، ہمراہ ان کی بیٹی بھی تھیں، عرض کی یا رسول اللہ ہم بدر میں حاضر نہیں ہوئے، فرمایا اے خالد کیا تم راضی نہیں ہو کہ لوگوں کے لئے ایک ہجرت ہو اور تمھارے لئے دو ہجرتیں ہوں، عرض کی بیشک، یا رسول اللہ، فرمایا تو یہ تمھارے لئے ہے۔ خالد نے اپنی بیٹی سے کہا کہ اپنے چچا کے پاس جاؤ، رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ آپ کو سلام کرو، وہ چھوٹی بچی گئی آپ کے پاس پیچھے سے آئی اور آپ پر وانہ ٔ مُہر پڑی اس کے جسم پر ایک زردہ کرتہ تھا۔ پھر اس سے اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کیا آپ کو دکھائی تھی، سنہ، سنہ، سنہ، یعنی اچھا ہے حبشی زبان میں پرانہ کرو، پھر پران پ کرو اور کہنہ کرو۔

عمرو بن سعید...... ابن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ صفیہ بنت المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں، بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن عمرو بن سعید بن العاص سے مروی ہے کہ جب خالد ابن سعید اسلام لائے اور ان کے ساتھ ان کے باپ ابو حیحہ نے جو سلوک کیا خالد اس پر بھی اپنے دین سے نہ پھرے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ اور ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابو احیحہ کو یہ ناگوار گزرا، رنج پہنچا، قرار دیا کہ میں ضرور اپنے مال سے یکسو ہو جاؤں گا اور نہ پھر آباؤ اجداد کی گالیاں سنوں گا اور نہ معبودوں کی مذمت، یہ مجھے ان لڑکوں کے ساتھ قیام کرنے سے زیادہ پسند ہے، نظر یہ میں جب وہ طائف چلا گیا جہاں اس کا مال و متاع تھا۔ اس کا بیٹا عمرو بن سعید اس کے دین پر تھا وہ اس سے محبت کرتا اور خوش رہتا تھا، ابو احیحہ نے (بروایت مغیرہ بن عبدالرحمن الخزاعی) شعر ذیل کہے۔

الالیت شعری عنک یا عمرو سائلا اذاشب واستد تیدہ وسلحا

(اے کاش میں جانتا، کاش اے عمرو میں تجھ سے پوچھتا اس وقت کہ عمرو جوان ہو چکا تھا ہاتھ سخت ہو چکے ہوتے، اور مسلح ہو جاتا)

تترک امر القوم فیہ بلابل وتکشف غیظا کان فی صدر موجحا

(میں پوچھتا کہ قوم کے معاملہ کو تو اسی ہنگامے کی حالت میں چھوڑ دیگا، اور اس غیظ وغضب سے پردہ اٹھا دے گا جو سینہ میں مخفی ہے)

اس کے بعدا ری اشعار نے عبدالحکیم کی حدیث کی طرف رجوع کیا جو عبداللہ بن عمرو بن سعید سے مروی ہے، اور جو اوپر بیان کی گئی۔

ابو احیحہ الظریبہ میں اپنے مال کی طرف چلا گیا تو عمرو بن سعید اسلام لے آئے اور اپنے بھائی خالد بن سعید سے ملک حبشہ میں جا ملے۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ عمرو بن سعید، خالد بن سعید کے تھوڑے ہی زمانے بعد اسلام لائے ہجرت ثانیہ وہ بھی مہاجرین حبشہ میں تھے۔ ان کے ساتھ انکے زوجہ فاطمہ بنت صفوان بن امیہ محرث بن شق بن رقبہ بن مخدج الکنانیہ بھی تھیں، محمد بن اسحاق بھی فاطمہ کا اسی طرح نام ونسب بیان کرتے تھے۔

ام خالد بنت خالد سے مروی ہے کہ میرے چچا عمرو بن سعید ملک حبشہ میں والد کے آنے کے دو سال بعد آئے وہ برابر وہیں رہے یہاں تک کہ دو کشتیوں میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے ساتھ سوار ہوئے ۷ھ میں اس وقت نبی ﷺ کے پاس آئے کہ آپ خیبر میں تھے۔

عمرؓ و رسول اللہ ﷺ ہمراہ فتح مکہ حنین وطائف وتبوک میں موجود تھے۔ جب مسلمان شام کی طرف روانہ ہوئے تو وہ بھی شریک تھے، جنگ اجنادین میں جو ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں جمادی الاول ۱۳ھ میں ہوئی شہید ہوئے اس زمانے میں لوگوں پر امیر عمرو بن العاص تھے۔

یہ اصل کے اعتبار سے جزونہم کا آخر ہے اور جزودہم کا اول حصہ، حلفائے بنی عبد شمس بن عبد مناف، اس کے متصل ہے تمام تعریفیں اول میں بھی اور آخر میں بھی اللہ ہی کے لئے ثابت ہیں

وصلى الله على سيدنا محمد النبى الامى العربى المكى المدنى الابطحى الهاشمى وعلى آله وعلى جميع الانبياء عليهم السلام اجمعين

(کتاب الطبقات کی اصل کا حصہ دہم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلفائے بنی عبد شمس بن عبد مناف

ابواحمد بن جحش ...... ابن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دوران بن اسد بن خزیمہ۔ نام عبداللہ تھا۔ انکی والدہ امیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ ابواحمد بن جحش اپنے دونوں بھائیوں عبداللہ وعبیداللہ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں داخل ہوتے اوراس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عمر بن عثمان الجحشی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابواحمد بن جحش نے اپنے بھائی عبداللہ اوراپنی قوم کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی مبشر ابن عبدالمنذر کے پاس اترے، ابوسفیان بن حرب نے ابواحمد کے مکان کا قصد کیا اورابن علقمہ العامری کے ہاتھ چارسو دینار کو بیچ ڈالا۔

عام الفتح میں رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے خطبے سے فارغ ہوئے تو ابواحمد مسجد حرام کے دروازے پر اپنے اونٹ پر کھڑے ہوئے اور چلانے لگے کہ میں اللہ کی قسم دیتا ہوں اے بنی عبد مناف، میرا حلف (معاہدے کا پاس کرو) اوراللہ کی قسم دیتا ہوں، اے بنی عبد مناف میرا مکان میرے سے مکان کا پاس کرو)

رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ بن عفان کو بلایا اور بطور راز ان سے کچھ فرمایا۔ عثمانؓ ابواحمد کے پاس گئے ان سے کچھ کہا۔ ابواحمد اپنے اونٹ سے اترے اورقوم کے ساتھ بیٹھ گئے پھر انھیں اس کا ذکر کرتے نہیں سنا گیا یہاں تک کہ وہ اللہ سے مل گئے۔

ابواحمد کے اعزہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے یہ فرمایا تھا کہ تمہارے لئے اس کے عوض جنت میں گھر ہے۔ ابواحمد نے اپنے مکان کے بیچنے کے متعلق (اشعار ذیل میں)۔ ابوسفیان سے خطاب کیا ہے:

اقطعت عقدک بیننا **والجاریات الی ندامہ**

(آیا تو نے اس معاملے کو منقطع کر دیا جو ہم میں ہوا تھا۔ اوران معاملا کو جو جاری ہوئے تھے ندامت تک (منقطع کردیا)

الا ذکرت لیالی **العشر التی فیھا القامہ**

(تو نے ان دس راتوں کو کیوں نہ یاد کیا جن میں صلح ہوئی تھی)

عقدی وعقدک قائم **ان لا عقوق ولا اثامہ**

(میرا عہد اور تیرا قائم ہے! نہ تو نافرمانی ہوگی نہ گناہ)

دار ابن عمک بعتھا **قشری بھا عنک الغرامہ**

(تو نے اپنے چچا کا مکان بیچ ڈالا۔ جس سے تو اپنا قرض ادا کرے گا)

وجریت فیه الی العقو ق واسو الخلق الزعامه

(اس میں تو نے نافرمانی کا قصد کیا اور جھوٹ سب سے بری عادت ہے)

قد کنت آدمی ذر ی فیه المقامه السلامه

(ایک پناہ لیتا تھا، جس میں قیام وسلامتی تھی)

ما کان عقدک مثل ما عقد ابن عمر والا بن مامه

(تیرا عقد ایسا بھی تھا کہ جیسا ابن عمرو نے ابن مامہ سے کیا تھا)

(اشعار ذیل) بھی ابو احمد بن جحش نے اسی بارے میں کہے ہیں۔

ابنی امامه کیف اخذل فیکم واما اسکم وحلیفکم فی العشر

(اے بنی امامہ مجھے تمہارے درمیان کس طرح نقصان پہنچایا جائے گا، کہ میں تمہارا مینہ ہوں اور (ذی الحجہ) کے دس دن میں تمہارا حلیف ہوں)

ولقد دعانی غیر کم فاتیة وجسا تکم لنوائب الدهر

(مجھے تمہارے اغیار نے دعوت دی، میں انکے پاس آگیا اور میں نے حوادث زمانہ کی وجہ سے پوشیدہ کیا)

اسود بن عبدالمطلب نے ابو احمد کو اس امر کی دعوت دی کہ وہ اس سے تمہارے مخالفت کریں اور کہا کہ میرا خون تمہارے خون سے پہلے اور میرا مال تمہارے مال سے پہلے (کام آئے گا) انھوں نے انکار کیا اور جب بنی امیہ سے مخالفت کر لی وہ لوگ ذی الحجہ کے دس دن میں کھڑے ہو کر اس طرح مخالفت کرتے تھے کہ ہاتھ سے ہاتھ ملاتے جس طرح دو خرید فروخت کرنے والے ہاتھ سے ملاتے ہیں ان دس دنوں پہلے کہتے تھے ۔۔۔۔ بیچتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن رقیش ......ابن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ احد میں حاضر ہوئے، یزید بن رقیش کے بھائی تھے جو بدر میں شریک تھے۔

عمرو بن محصن ......ابن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ احد میں حاضر ہوئے عکاشہ بن محصن کے بھائی تھے جو بدر میں شریک تھے۔

قیس بن عبداللہ......بنی اسد بن خزیمہ سے تھے، مکہ میں قدیم الاسلام تھے، ہجرت ثانیہ میں ملک حبش کو گئے ہمراہ انکی زوجہ برکہ بنت یسار الازدی بھی تھیں جو ابی تجراۃ کی بہن تھیں، قیس بن عبداللہ، عبیداللہ بن جحش کے دوست تھے، انھیں کے ہمراہ حبش کی طرف ہجرت کی۔ عبیداللہ بن جحش نصرانی ہو گیا اور وہیں ملک حبش میں مر گیا قیس بن عبداللہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔

صفوان بن عمرو......قیس عیلان کے بنی سلیم بن منصور میں سے تھے، بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن

خزیمہ کے حلیف تھے جو بنی عبد شمس کے حلفاء تھے احد میں حاضر ہوئے مالک ومدلاج وثقف فرزندان عمرو کے بھائی جو بدر میں موجود تھے۔

ابوموسیٰ الاشعری...... نام عبداللہ بن قیس بن سلیم بن حضرار بن حرب بن عامر بن عنز بن بکر بن عامر بن غدر بن وائل بن ناجیہ بن الجماہر بن الاشعر تھا۔ اشعر بنت بن ادد بن زید بن شجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان تھے، ابوموسیٰ کی والدہ ظبیہ بنت وہب عک میں سے تھیں، اسلام لائی تھیں، مدینہ ہی میں انکی وفات ہوئی۔

محمد بن عمرو غیرہ اہل علم سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری مکہ آئے۔ ابواحیحہ سعید بن العاص سے مخالفت کی، مکے میں اسلام لائے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی دو کشتی والوں کے ہمراہ اس وقت آئے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے۔

ابی بردہ بن ابی موسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جعفر بن ابی طالب کے ہمراہ نجاشی کے ملک میں جانے کا حکم دیا۔ قریش کو معلوم ہوا تو ان لوگوں نے عمرو بن العاص اور عمارۃ بن الولید کو بھیجا، نجاشی کے لئے ہدیہ جمع کیا نجاشی کے پاس ہم بھی آئے اور وہ بھی آئے۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی الجہم سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ مہاجرین حبشہ میں سے نہیں تھے نہ قریش میں انکا معاہدہ حلف تھا، ابتدائی زمانے میں مکہ میں اسلام لائے پھر اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے گئے اور وہیں رہے یہاں تک کہ وہ اور اشعریین کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے، ان کا آنا اہل سفینتین (دو کشتی والوں) جعفر اور ان کے ہمراہیوں کے ملک حبشہ سے آنے کے ساتھ ساتھ ہوا۔

یہ سب لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں ایک ساتھ پہنچے، لوگوں نے کہا کہ ابوموسیٰ اہل سفینتین کے ساتھ آئے لیکن بات وہی تھی جو ہم نے بیان کی کہ ان کا آنا ان لوگوں کے آنے کے ساتھ ہوا۔ محمد بن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے بھی ان کو مہاجرین ملک حبشہ میں شمار نہیں کیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (بطور پیشین گوئی) فرمایا کہ تمھارے پاس ایسی قومیں آئیں گی جو تم سے زیادہ نرم دل ہیں، اشعری آئے، جن میں ابوموسیٰ بھی تھے، جب یہ لوگ مدینہ کے قریب ہوئے تو (ذیل کا) رجز پڑھنے لگے۔

غداً نلقی الاحبہ محمداً وحزبہ

(یعنی صبح ہم احباب سے ملاقات کریں گے، محمد اور ان کے گروہ سے (ﷺ) ابوموسیٰ الاشعری سے مروی ہے کہ ہم نے اپنی قوم کے اسّی آدمیوں کے ساتھ ہجرت کی ہم تین بھائی تھے، ابوموسیٰ، ابورہم اور ابوبردہ کشتی نجاشی کی طرف لے چلی، ان کے پاس جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھی تھے، سب کے سب ایک کشتی میں اس وقت نبی ﷺ کے پاس آئے جس وقت آپ نے خیبر فتح کیا تھا، آنحضرت نے سواء ان لوگوں کے جو آپ کے ہمراہ تھے فتح خیبر میں کسی کا حصہ نہیں لگایا، البتہ اصحاب سفینہ جعفر اور ان کے ساتھیوں کا دیگر اصحاب کے ساتھ حصہ لگایا اور فرمایا کہ تمھارے لئے دو مرتبہ ہجرت (کا ثواب) ایک مرتبہ تم نے نجاشی کی طرف ہجرت کی اور ایک مرتبہ میری طرف۔

ابوموسیٰ نے کہا کہ میں اور میرے کشتی والے ساتھی جب کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تھے اور وہ لوگ بقیع بطحان میں اترے ہوئے تھے تو ان میں سے ایک گروہ ہر شب کو نماز عشاء کے وقت باری باری رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتا تھا۔ میں اور میرے ساتھی رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت پہنچے کہ آپ اپنے بعض امور میں مشغول تھے آنحضرت نے نماز میں رات زیادہ گزار دی، آدھی رات ہوگئی تب رسول اللہ ﷺ نکلے، لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز پوری کرلی تو جو لوگ آپ کے پاس موجود تھے ان سے فرمایا تم لوگ اپنی حالت پر رہو تم سے گفتگو کروں گا اور خوش ہو جاؤ کہ تم پر اللہ کی نعمت میں ہے کہ اس ساعت میں سوائے تمھارے اور کوئی نماز نہیں پڑھتا ہے یا یہ فرمایا کہ تمھارے سوا یہ نماز کسی نے نہیں پڑھی۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے جو سنا اس سے خوش ہو کے واپس ہوئے۔

ابوموسیٰ نے کہا کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا۔ آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اسے کھجور کھلائی، ابوموسیٰ کا وہ سب سے بڑا لڑکا تھا۔

سماک سے مروی ہے کہ میں نے عیاض اشعری سے آیت یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہٗ (اللہ ایک ایسی قوم لائے گا جس سے آپ محبت کریں گے اور جو آپ سے محبت کرے گی) کی تفسیر میں سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا وہی قوم ہے یعنی ابوموسیٰ۔

نعیم بن یحییٰ التجی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا احواروں کے سردار۔ ابوموسیٰ ہیں عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عبداللہ بن قیس یا اشعری کو مزامیر آل داؤد میں سے ایک مزمار دی گئی ہے (یعنی خوش آوازی)۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں آئے ایک شخص کی قرآت سنی تو پوچھ کہ یہ کون ہے کہا گیا کہ عبداللہ بن قیس ہیں، فرمایا انھیں مزامیر آل داؤد سے ایک مزمار دی گئی ہے (یعنی خوش آوازی) عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ابوموسیٰ کی قرآت سن کر فرمایا انھیں مزامیر آل داؤد سے ایک مزمار دی گئی ہے (یعنی خوش آوازی)۔

عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوموسیٰ کو (قرآن) پڑھتے سنا تو فرمایا کہ تمھارے بھائی کو مزامیر آل داؤد میں سے دیا گیا ہے۔

ابوعثمان سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے اگر میں کہتا کہ میں نے کبھی جھانجھ کی آواز نہیں سنی اور نہ بربط کی تو اس سے زیادہ اچھا ہوتا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری ایک رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، ازواج نبی ﷺ نے ان کی آواز سنی، وہ شیریں آواز تھے، وہ کھڑے ہو کر سنتی رہیں جب انھوں نے صبح کی تو کہا گیا کہ عورتیں سنتی تھیں انھوں نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں تم عورتوں کو رغبت دلاتا اور شوق دلاتا۔

سعید بن ابی بردہ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی نبی ﷺ نے ان کو اور معاذ کو یمن بھیجا تھا۔

سعید بن ابی بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے میرے والد یعنی ابوموسیٰ نے کہا کہ اے میرے بیٹے اگر تم ہمیں اس حالت میں دیکھتے کہ ہم اپنے نبی ﷺ کے ساتھ ہوتے اور ہم پر بارش ہوتی تو ہمارے کمبل کے لباس کی وجہ سے تم ہم میں بھیڑ کی بو پاتے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ مجھے (ابوموسیٰ) اشعری نے عمرؓ کے پاس بھیجا، عمرؓ نے پوچھا کہ تم نے

اشعری کو کس حالت میں چھوڑا، میں نے کہا کہ انھیں اس حالت میں چھوڑا کہ وہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ فرمایا خبردار وہ بڑے آدمی ہیں اور یہ بات انھیں نہ سنانا پوچھا کہ تم نے اعراب کو کس حالت میں چھوڑا، عرض کی اشعر یوں کو؟ ارشاد ہوا، نہیں بلکہ اہل بصرہ کو میں نے کہا کہ اگر وہ اسے سن لیں تو انھیں شاق گذرے، فرمایا کہ (یہ بات) انھیں نہ پہنچانا، وہ اعراب ہیں، سوائے اس کے کہ اللہ کسی کو جہاد فی سبیل اللہ عطا فرمائے۔

ابوسلمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ جب ابوموسیٰ کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ اے ابوموسیٰ ہمیں ذکر سناؤ، وہ ان کے پاس قرآن پڑھتے تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ عمرؓ جب ابوموسیٰ کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ اے ابوموسیٰ ہمیں ذکر سناؤ وہ ان کے پاس قرآن پڑھتے تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا شام میں چالیس آدمی ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی امر امت کا والی ہو جائے تو اسے کافی ہو۔ انھوں نے ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ ایک گروہ آیا جن میں ابوموسیٰ اشعری تھے، فرمایا کہ میں نے لوگوں کو بلا بھیجا تھا کہ (اے ابوموسیٰ) میں تمھیں لشکر کی ایسی قوم کے پاس بھیجوں جن کے درمیان شیطان ہے، انھوں نے کہا کہ پھر آپ مجھے نہ بھیجیے، فرمایا کہ وہاں جہاد ہے یا لشکر ہے اور ان کو بصرہ بھیج دیا۔

الشعبی سے مروی ہے کہ عمرؓ نے وصیت کی کہ ان کے بعد ابوموسیٰ کو ایک سال تک ان کے عمل پر (عہدے پر) چھوڑا جائے۔

ابی نضرہ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابوموسیٰ سے کہا کہ ہمیں ہمارے رب کا شوق دلاؤ۔ انھوں نے قرآن پڑھا لوگوں نے کہا کہ نماز (کا وقت) ہے عمرؓ نے جواب دیا کہ کیا ہم نماز میں نہیں ہیں۔

حبیب بن ابی امرزوی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب بسا اوقات ابوموسیٰ اشعری سے فرماتے تھے کہ ہمیں ہمارے رب کو یاد دلاؤ ابوموسیٰ ان کے پاس قرآن پڑھتے تھے وہ قرآن (پڑھتے ہیں) خوش آواز تھے۔

ابی المہلب سے مروی ہے کہ میں نے ابوموسیٰ کو منبر پر کہتے سنا کہ جس کو اللہ نے علم دیا وہ اس کو سکھائے اور یہ ہرگز نہ کہے کہ اسے علم نہیں ہے کیونکہ وہ تکلف کرنے والوں میں سے ہوگا اور دین سے خارج ہو جائے گا۔

ابوموسیٰ کی ایک باندی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ نے کہا، اگر مجھے علاقہ سواد عراق کا خراج دو سال ملتا رہے اور تیز و تند نبیذ پینی پڑے تو اس سے میں خوش نہ ہوں گا۔

قسامہ بن زہیر سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ نے بصرے میں لوگوں کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو، روؤ اور اگر نہیں روتے تو رونے کی صورت بناؤ، کیونکہ اہل دوزخ آنسو روتے ہیں یہاں تک کہ اگر اس میں کشتیاں چلائی جائیں تو چلنے لگیں۔

عبداللہ بن جبیر بن عمیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ (قحط کی وجہ سے) عرب ہلاک ہوگئے۔ لہذا مجھے غلہ بھیجو۔ انھوں نے غلہ بھیجا اور لکھا کہ میں نے آپ کے پاس اتنا اتنا غلہ بھیجا ہے، یا امیر المومنین اگر آپ کی رائے ہو تو مختلف شہر والوں کو لکھئے کہ ایک دن جمع ہوں اس روز نکلیں اور بارش کی دعا کریں، عمرؓ نے مختلف شہر والوں کو لکھا، ابوموسیٰ نکلے دعائے بارش کی اور نماز (استسقاء) نہیں پڑھی۔

بشیر بن ابی امیہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ (ابوموسیٰ) اشعری اصبہان میں آئے۔ لوگوں پر اسلام

پیش کیا تو انھوں نے انکار کیا، جزیہ (حفاظتی محصول) پیش کیا تو اس پر صلح کرلی صبح پر رات گذار دی، صبح ہوئی تو بد عہدی کی، انھوں نے لوگوں سے جنگ، اس سے زیادہ تیزی نہ پائی کہ اللہ نے انکو غالب کر دیا۔

ام عبدالرحمٰن بنت صالح نے اپنے دادا سے روایت کی کہ ابو موسیٰ اشعری اصبہان میں اترے ہوئے تھے، دادا کے دوست تھے، جب بارش ہوتی تھی تو ابو موسیٰ اس میں کھڑے ہو جاتے تھے بارش ان پر ہوتی تھی، گویا وہ اسے پسند کرتے تھے۔

انس بن مالک سے مروے ہے، کہ اشعری نے، جب وہ بصرہ پر عامل تھے، کہا کہ میرا سامان سفر درست کر دو فلاں فلاں دن روانہ ہونے والا ہوں، میں ان کا سامان درست کرنے لگا جب وہ دن آیا تو ان کے سامان میں سے کچھ رہ گیا تھا جس سے میں فارغ نہیں ہوا تھا۔ انھوں نے کہا کہ اے انس میں روانہ ہوتا ہوں میں نے کہا کہ آپ اتنا ٹھہر جاتے کہ بقیہ سامان سفر بھی درست کر دیتا تو مناسب ہوتا انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے گھر والوں سے کہہ دیا تھا فلاں فلاں دن روانہ ہونے والو ہوں اگر میں ان سے جھوٹ بولوں گا تو وہ مجھ سے جھوٹ بولیں گے۔ اگر میں ان سے خیانت کروں گا تو وہ مجھ سے خیانت کریں گے۔

اور اگر میں ان سے وعدہ خلافی کروں گا تو وہ مجھ سے وعدہ خلافی کریں گے، وہ روانہ ہو گئے حالانکہ انکی ضروریات میں سے کچھ چیزیں رہ گئی تھیں جن سے فراغت نہیں ہوئی تھی۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا کہ ابو موسیٰ جس وقت بصرے سے معزول کیے گئے تو وہ اس طرح ہوئے کہ پاس چھ سو درم سے زیادہ نہ تھے جو ان کے عیال کے وظیفے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ اشعری جب سوتے تھے تو اس اندیشے سے کہ ان کا ستر نہ کھل جائے کپڑے پہن لیتے تھے۔

ابی لبید سے مروی ہے کہ ہم ابو موسیٰ کے کلام کو (بالکل صحیح و درست ہونے میں) قصاب سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ جو (ہڈی کے) جوڑ (کاٹنے) میں غلطی نہیں کرتا۔

ابی بردہ بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے طاعون کے زمانے میں ابو موسیٰ اشعری سے کہا کہ ہمیں وابق کی طرف لے چلو کہ وہاں قیام کریں، ابو موسیٰ نے کہا کہ ہم تو اللہ ہی کی طرف بھاگیں گے نہ کہ وابق کی طرف (الی اللہ آبق لا وابق)

ابی بردہ سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ نے کہا کہ مجھے معاویہؓ نے لکھا: سلام علیکم اما بعد عمرو بن العاص نے مجھ سے ان امور پر بیعت کی لی جن پر انھوں نے بیعت کی ہے، خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ تم بھی اگر مجھ سے ان شرائط پر بیعت کر لو گے جن پر انھوں نے کی ہے تو میں ضرور ضرور تمھارے دونوں بیٹوں میں سے ایک کو بصرے پر عامل بنا کے بھیج دوں گا اور دوسرے کو کوفے پر تمھارے آگے دروازہ بند نہیں کیا جائے گا۔ میں نے تمھیں اپنے ہاتھ سے لکھا ہے لہٰذا تم بھی مجھے اپنے ہاتھ سے لکھنا۔

انھوں نے کہا کہ اے میرے لڑکو، میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد معجم (مشکلات) سیکھی ہے، راوی نے کہا کہ انھوں نے ان کو بچھوؤں کی طرح لکھا ہے کہ اما بعد آپ نے امت محمد یہ ﷺ کے امر عظیم میں مجھے لکھا ہے، آپ نے جو کچھ پیش کیا ہے اس کی مجھے کوئی حاجت نہیں ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر جب وہ والی ہوئے تو میں ان کے پاس آیا، نہ تو میرے آگے دروازہ بند کیا گیا اور نہ میری کوئی حاجت بغیر پوری ہوئے رہی۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ معاویہؓ بن ابی سفیان کو جس وقت زخم لگا تو میں ان کے پاس آیا، انھوں نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے، ادھر آؤ پلٹ کر دیکھو، میں نے پلٹ کر دیکھا تو ان کا زخم بھر گیا تھا، میں نے کہا کہ اے میر المومنین آپ پر کوئی اندیشہ نہیں ہے، اتفاق سے یزید بن معاویہ آیا اس سے معاویہ نے کہا کہ اگر تم لوگوں کی حکومت کے والی ہونا تو اس شخص کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرنا کیونکہ ان کے والد میرے بھائی یا دوست تھے یا اسی کے قریب انھوں نے کوئی اور کلمہ کہا سوائے اس کے کہ میری رائے قتال کی تھی جوان کی نہ تھی۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ کوئی ابوموسیٰ کا ہم ہی تھا جس نے ان سے اسلام کے بارے میں بغیر سوچے ہوئے گفتگو کی، اس نے مجھ سے کہا کہ قریب ہے کہ ابوموسیٰ چلے جائیں اور ان کی حدیث محفوظ رہے تم ان سے (حدیث) لکھ لو، میں نے کہا تمھاری بڑی اچھی رائے ہیں میں ان کی حدیث لکھنے لگا۔

انھوں نے ایک حدیث بیان کی تو میں اسے لکھنے لگا۔ جس طرح میں لکھا کرتا تھا انھیں شک ہوا اور کہا کہ شاید تم میری حدیث لکھتے ہو، میں نے کہا کہ جی ہاں، انھوں نے کہا تم نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب میرے پاس لاؤ، میں ان کے پاس لایا تو انھوں نے اسے مٹا دیا اور کہا کہ تم بھی اسی طرح یاد کرو جس طرح میں نے یاد کیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ کو معلوم ہوا کہ ایک قوم کو جمعے سے یہ امر مانع ہے کہ ان کے پاس کپڑے نہیں ہیں وہ ایک عبا میں لوگوں کے پاس گئے۔

یونس بن عبداللہ الجرمی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ معاویہؓ کے پاس آئے جو النخیلہ میں تھے ان کے جسم پر سیاہ عمامہ اور سیاہ جبہ تھا اور ان کے پاس سیاہ لاٹھی تھی۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ (علیؓ معاویہؓ کے درمیان (دونوں حکم ابوموسیٰ اور عمرو بن العاص تھے ایک ان سے دنیا چاہتا تھا اور دوسرا آخرت۔

مسروق بن الاجدع سے مروی ہے کہ میں حکمین کے زمانے میں (یعنی جس زمانے میں حضرت علیؓ وحضرت معاویہؓ کے باہمی فیصلہ کے لئے دو حکموں کا تقرر ہوا تھا) ابوموسیٰ کے ساتھ تھا میرا خیمہ ان کے خیمے کے کنارے تھا، جب موسیٰ نے صبح کی تو انھوں نے اپنے خیمے کا پردہ اٹھایا اور کہا کہ اے مسروق بن الاجدع، میں نے کہا لبیک اے ابوموسیٰ انھوں نے کہا کہ امارت وہ ہے جس میں مشورہ کیا جائے اور سلطنت وہ ہے جس پر بذریعہ شمشیر غلبہ پایا جائے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ نے کہا کہ قاضی کو اس وقت تک فیصلہ کرنا جائز نہیں جب تک کہ حق اسے طرح واضح نہ ہو جائے جس طرح رات دن سے واضح ہوتی ہے عمرؓ بن الخطاب کو یہ معلوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ ابو موسیٰ نے سچ کہا۔

سمیط بن عبداللہ السدوی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ نے دوران خطبہ کہا کہ (قبیلہ) باہلہ ایک ٹانگ کی حیثیت رکھتا تھا ہم نے اسے ایک دست بنا دیا، ایک شخص نے کھڑے ہو کے کہا کہ کیا میں ان سے بھی زیادہ تم وسفلے کا نشان نہ بتا دوں پوچھا وہ کون ہے اس نے کہا کہ (قبیلہ) عک اور اشعر انھوں نے کہا اسے اپنے میرا کو گالی دینے

والے وہ لوگ تمھارے باپ اور میرے دار ہوئے) دھر آؤ، انھوں نے ایک خیمہ نصب کر کے اس میں نظر بند کر دیا۔ ایک رکابی کھانے کی شام کو مثل ایک صبح کو یہ اس کا قید خانہ تھا۔

ابی مجلز سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ نے کہا کہ میں تاریک کوٹھری میں نہاتا ہوں اور اپنے رب سے بوجہ حیا پیٹھ جھکا لیتا ہوں۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ جب کسی تاریک کوٹھری میں نہاتے تھے تو کپڑے لینے تک اپنی پیٹھ جھکائے رکھتے اور سیدھے کپڑے نہیں ہوتے تھے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ نے کہا کہ میں خالی کوٹھری میں نہاتا ہوں مجھے اپنے رب سے حیا روکتی ہے کہ پشت سیدھی کروں۔

عبادہ بن نسی سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ نے ایک قوم کو دیکھا کہ بغیر تہ بند کے پانی میں کھڑے ہیں انھوں نے کہا کہ میں مر جاؤں زندہ کیا جاؤں پھر مر جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں تو ایسا کرنے سے مجھے یہ زیادہ پسند ہے۔

ابی عمرو الشیبانی سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ نے کہا کہ مجھے اپنی ناک مردار کی بد بو سے بھرنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ کسی (نامحرم) عورت کی خوشبو سے بھرے۔

عبدالرحمٰن مولائے ابن برثن سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ وزیاد عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے انھوں نے زیاد کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی (دیکھی تو کہا کہ تم لوگوں نے سونے کا چھلہ بنایا ہے ابو موسیٰ نے کہا کہ میری انگوٹھی تو لوہے کی ہے، عمرؓ نے کہا کہ یہ بہت ہی برا ہے تم میں سے جو شخص انگوٹھی پہنے اسے چاہئے کہ چاندی کی انگوٹھی پہنے۔

عبدالملک بن عمیر سے مروی ہے کہ میں نے ابو موسیٰ کو اس دروازے کے اندر اس طرح دیکھا کہ ان کے بدن پر چھوٹی چادر اور بڑی چادر حیری تھی (یعنی نسری) عبدالملک نے کندھے کے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ راوی نے کہا کہ میں نے زبیر پوچھا کہ تم نے ابو موسیٰ کو دیکھا انھوں نے کہا کہ پھر اور کس کو۔

عبداللہ بن بریدہ سے ابو موسیٰ اشعری کا حلیہ مروی ہے کہ دبلے پتلے پست قد تھے داڑھی نہیں نکلی تھی ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اے اللہ ابو عامر عبید کو قیامت کے دن اکثر لوگوں سے بلند کر جنگ اوطاس میں وہ شہید ہوئے ابو موسیٰ نے ان کے قاتل کو قتل کر دیا۔ ابو وائل نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ ابو موسیٰ اور قاتل عبید دوزخ میں جمع نہیں ہوں گے۔

سیار بن سلامہ سے مروی ہے کہ جب ابو موسیٰ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ دیکھو جب میں مروں تو کسی کو میری اطلاع نہ کرنا اور نہ میرے ساتھ (رونے کی) آواز اور آگ ہو تم میں سے کسی کی رات گذرنے کی جگہ میرے تابوت کے سامنے گھٹنوں کے پاس ہو۔

ربعی بن حراش سے مروی ہے کہ جب ابو موسیٰ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ان پر والدہ ابو بردہ ابنۃ الدمی رونے لگیں انھوں نے کہا کہ میں تم لوگوں میں ان سے بری ہوتا ہوں جو سر منڈائے رنج کی باتیں کرے اور کپڑے پھاڑے۔

یزید بن اوس سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو لوگ رونے لگے، انھوں نے کہا کہ تمھیں

معلوم نہیں کہ رسول اللہ نے کیا فرمایا، لوگوں نے یہ بات ان کی بیوی سے بیان کی۔ انھوں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا جو سر منڈائے اور رنج کی باتیں کرے اور کپڑے پھاڑے۔

صفعان بن محرز سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو لوگ پر رونے لگے۔ انھیں افاقہ ہو گیا تو کہا کہ میں تم لوگوں سے بری ہوتا ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ بری ہوئے، جو سر منڈائے، کپڑے پھاڑے اور رنج کی باتیں کرے۔

ابوموسیٰ سے مروی ہے کہ انکی علالت میں ان پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ابو بردہ کی والدہ چیخ کر رونے لگیں ، افاقہ ہو گیا تو انھوں نے کہا میں اس سے بری ہوتا ہوں جو کپڑ پھاڑے سر منڈائے اور رنج کی باتیں کرے۔ وہ اپنا منہ پیٹنے والی کو کہتے تھے۔

ابوموسیٰ اشعری کے بعض گورکن سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری نے کہا کہ جب تم لوگ میرے لئے قبر کھودنا تو اسکی تہ کو گہرا کر دینا۔

ابوموسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ میرے لئے قبر گہری کرنا۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ کی وفات ۵۲ھ میں ہوئی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے بعض اہل علم کو کہتے سنا کہ انکی وفات اس سے دس سال پہلے ۴۲ھ میں ہوئی۔

ابی بردہ وہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ کی وفات ۵۲ھ میں معاویہؓ بن ابی سفیان کی خلافت میں ہوئی۔

معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی ...... قبیلہ ازد سے تھے، بنی عبدشمس بن عبد مناف بن قصی کے حلیف تھے جو سعید بن العاص یا عتبہ بن ربیعہ کے حلیف تھے، قدیم زمانے میں مکہ اسلام لائے بروایت موسیٰ بن عقبہ محمد بن عمر محمد بن اسحٰق و ابو معشر ہجرت ثانی میں مہاجرین حبشہ میں تھے۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ انھوں نے اس سے انکار کیا کہ معیقیب کا عتبہ بن ربیعہ کے خاندان میں کوئی معاہدہ طف تھا۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ معیقیب اسلام لانے کے بعد مکہ سے روانہ ہو گئے بعض کہتے ہیں کہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی اور بعض کہتے ہیں کہ اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے گئے اور ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ آئے جس وقت یہ لوگ آئے رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے وہ خیبر میں حاضر ہوئے اور عثمان بن عفان کی خلافت تک زندہ رہے۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ مجھے یحییٰ بن الحکیم نے جرش کا امیر بنایا۔ میں وہاں گیا تو لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر نے ان لوگوں سے کہا رسول اللہ نے مرض جذام والے کے لئے فرمایا کہ اس سے اس طرح بچو جس طرح درندے سے بچا جاتا ہے جب وہ کسی وادی میں اترے تو تم لوگ دوسری وادی میں اترو، میں نے کہا کہ واللہ اگر ابن جعفر نے تم لوگوں سے یہ بیان کیا ہے تو غلط نہیں کہا۔

جب مجھے جرش سے معزول کر دیا اور میں مدینہ آ گیا تو عبداللہ ابن جعفر سے ملا پوچھا اے ابو جعفر، وہ حدیث کیا ہے جو اہل جرش نے مجھ سے تمھاری طرف منسوب کی ہے انھوں نے کہا واللہ ان لوگوں نے غلط کہا میں نے ان سے یہ حدیث نہیں بیان کی میں نے عمر بن الخطاب کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس برتن لایا جاتا تھا جس میں پانی ہوتا

تھا تو وہ اسے معیقیب کو دیتے تھے، معیقیب ایسے شخص تھے کہ انہیں یہ مرض تیزی سے دوڑ رہا تھا وہ اس سے پیتے تھے پھر عمرؓ ان کے ہاتھ سے لے لیتے اور اپنا منہ ان کے منہ کے مقام پر رکھ کر پیتے تھے، میں سمجھا کہ عمرؓ اس خیال سے بچنا چاہتے ہیں کہ ان میں متعدی ہونے کی وجہ سے کوئی چیز اثر کرے گی۔

وہ جس کے پاس علاج سنتے تھے اس سے ان کا علاج کراتے تھے۔ یمن کے دو آدمی آئے تو پوچھا کہ کیا تمھارے پاس اس امرد صالح کا کوئی علاج ہے، یہ مرض تیز سے ان میں دوڑ رہا ہے انھوں نے کہا کہ کوئی ایسی چیز جو اسے دور کر دے اس پر ہم قادر نہیں البتہ اس کی ہم ایسی دوا کریں گے جو اسے روک دے اور بڑھے گا نہیں عمرؓ نے کہا یہی بہت ہے کہ رک جائے اور بڑھے نہیں دونوں نے پوچھا کہ اس سرزمین میں حنظل بھی پیدا ہوتا؟ انھوں نے کہا ہاں۔ عرض کی کہ اس میں سے کچھ ہمارے لئے پیدا کیجئے۔

عمرؓ نے اس کے در بہت بڑے ٹوکرے جمع کرنے کا حکم دیا۔ دونوں نے ہر حنظل کے دو ٹکڑے کئے معیقیب کو لٹایا ہر ایک نے ان کا ایک ایک پاؤں پکڑ لیا اور تلوے میں حنظل ملنے لگے جب گھس جاتا تھا تو دوسرا حنظل لے لیتے تھے، ہم نے معیقیب کو دیکھا کہ وہ سبز و تلخ بلغم تھوکتے تھے پھر انھیں چھوڑ دیا اور کہا کہ اس کے بعد ان کا مرض کبھی نہیں بڑھے گا، واللہ معیقیب اسی حالت میں رہے ان کا مرض بڑھتا نہ تھا یہاں تک کہ وفات ہوگئی۔

خارجہ بن زید سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ان لوگوں کو اپنے ناشتے کے وقت بلایا تو وہ ڈرے، معیقیب بھی ساتھ تھے، انھیں جذام تھا، معیقیب نے لوگوں کے ساتھ کھایا، عمرؓ نے ان سے کہا کہ جو تمھارے قریب اور تمھارے نزدیک ہے اس میں سے لو کیونکہ تمھارے سوا کوئی اور ہوتا تو وہ ایک پیالے میں میرے ساتھ نہ کھاتا۔ میرے اور ان کے درمیان نیزہ بھر فاصلہ تھا۔

خارجہ بن زید سے مروی ہے کہ عمرؓ کے لئے رات کا کھانا لوگوں کے ساتھ رکھا گیا جو کھا رہے تھے وہ نکلے معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی سے جو ان کے دوست تھے اور مہاجرین حبشہ میں سے تھے کہا کہ قریب آؤ اور بیٹھو، قسم خدا کی اگر تمھارے سوا کوئی اور ہوتا جیسے وہی مرض ہوتا جو تمھیں ہے تو وہ مجھ سے نیزہ بھر سے زیادہ قریب نہ بیٹھتا۔

صبیح مولائے ابی احیحہ سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس

محمد بن عمرؓ نے بیان کیا کہ ہمیں ہمارے بعض اصحاب نے خبر دی کہ صبیح مولائے سعید بن العاص نے تیار ہو کر بدر کی روانگی کا قصد کیا، مگر علیل ہو گئے اور وہ رہ گئے اپنے اونٹ پر ابو سلمہ بن عبد الاسد المخزومی کو سوار کر دیا، صبیح احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے اسی طرح محمد بن اسحاق وابو معشر وعبد اللہ بن محمد بن الانصاری نے بھی بیان کیا۔

بنی اسد بنی عبد العزیٰ بن قصی

سائب بن العوام ...... ابن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی انکی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں، زبیر بن العوام کے بھائی تھے احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب

رہے جنگ یمامہ میں جو ہجرت نبویؐ کے بارھویں سال خلافت ابی بکرؓ صدیق میں ہوئی شہید ہوئے سائب کی بقیہ اولاد نہیں ہے۔

خالد بن حزام...... ابن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، انکی والدہ ام حکیم تھیں جن کا نام فاختہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھا، قدیم الاسلام تھے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

مغیرہ بن عبدالرحمن الحزامی نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد ابن حزام دوسری ہجرت میں حبشہ روانہ ہوئے مگر راستے ہی میں سانپ نے ڈس لیا، ملک حبشہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی مر گئے، انھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، **ومن یخرج من بیته مهلجرا الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله** (اللہ جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول اللہ کی طرف ہجرت کر کے نکلے اور راستے ہی میں) موت آجائے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہو گیا)

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ ہم نے اپنے اصحاب کو اس امر متفق نہیں دیکھا کہ خالد بن حزام مھاجرین حبشہ میں سے تھے، موسیٰ بن حبشہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے بھی ان لوگوں میں بیان نہیں کیا جنھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، واللہ اعلم، ان کی والد میں سے ضحاک بن عثمان اور مغیرہ بن عبدالرحمن الحزامی ہیں یہ دونوں حامل علم و راوی علم ہیں

اسود بن نوفل...... ابن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، انکی والدہ ام لیث بنت ابی لیث تھیں، ابولیث مسافہ بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس تھے،

اسود مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے انھیں موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق محمد بن عمر نے بیان کیا، ابو معشر نے بیان نہیں کیا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کے نام میں غلطی کی کہ انھیں نوفل ابن خویلد کر دیا حالانکہ اسود بن نوفل بن خویلد ہی میں جو اسلام لائے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

انکی اولاد میں سے محمد بن عبدالرحمن بن نوفل بن الاسود بن نوفل ابن خویلد تھے جنکی کنیت ابو اسود تھی یہ وہی ہیں جنھیں عرودہ بن الزبیر کا یتیم کہا جاتا ہے عالم و راوی تھے۔ اسود بن نوفل کا کوئی بقیہ نہ رہا۔

عمرو بن امیہ ابن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، انکی والدہ عاتکہ بنت خالد بن عبد مناف بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھیں۔

مکہ میں قدیم الاسلام تھے، دوسری مرتبہ کی ہجرت میں ملک حبشہ کو گئے۔ سب کی روایت میں وہیں انکی وفات ہوئی، بقیہ اولاد نہ تھی۔

یزید بن زمعہ...... ابن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، انکی والدہ قریبہ کبریٰ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں مکہ میں قدیم الاسلام تھے، سب کی روایت میں انھوں نے دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی طائف میں شہید ہوئے بقیہ اولاد نہ تھی، اس روز ان کے گھوڑے نے انھیں گرا کے کچل دیا۔

ان کے متعلق کہا جاتا تھا کہ طائف کی طرف کے گروہ میں تھے ان لوگوں نے انھیں قتل کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے ان لوگوں سے کہا کہ مجھے امن دو کہ تم لوگوں سے گفتگو کروں ان لوگوں نے انھیں امن دیا پھر اتنے تیر مارے کہ قتل ہو گئے۔

ابن عبدالدار بن قصی

ابوالروم بن عمیر بن ہاشم ……ابن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی انکی والدہ رومیہ تھیں مصعب ابن عمیر کے علاتی بھائی تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے، ہجرت ثانیہ میں انھوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق نے بھی اپنی روایت میں ان لوگوں میں بیان کیا جنھوں نے دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، احد میں حاضر ہوئے وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوالروم مہاجرین حبشہ میں سے نہیں تھے اگر وہ ان میں سے ہوتے تو ان لوگوں کے ساتھ ضرور بدر میں حاضر ہوتے جو ملک حبشہ سے بدر سے پہلے آئے تھے لیکن وہ احد میں حاضر ہوئے تھے۔

فراس بن النضر ……ابن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبدالداری بن قصی ان کی والدہ زینب بنت النباش بن زرارہ تھیں جو بنی اسد بن عمرو بن تمیم تھیں مکہ میں قدیم الاسلام تھے، انھوں نے سب کی روایت میں دومرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ سوائے اس کے کہ موسیٰ بن عقبہ وابو معشر ان کے بارے میں غلطی کرتے تھے اور النضر بن الحارث بن علقمہ کہتے تھے النضر بن الحارث تو یوم بدر میں شجاعت کے ساتھ کام آگیا بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر جو شخص اسلام لائے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ اس کے بیٹے فراس بن النضر بن الحارث تھے اور جنگ یرموک میں شہید ہوئے انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

جہم بن قیس ……ابن عبد بن شرجیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی، ان کی والدہ رہیمہ تھیں خیانی بھائی تہیم بن ملت مکہ میں قدیم الاسلام تھے سب کی روایت میں دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف اس طرح ہجرت کی تھی کہ ان کے ساتھ انکی بیوی حریملہ بنت عبدالاسود ابن خزیمہ بن قیس بن عامر بن بیاضہ الخزاعیہ بھی تھیں، ہمراہ دونوں بیٹے جو انھیں حریملہ سے تھے۔ عمرو خزیمہ فرزندان جہم بھی تھے حریملہ بنت الاسود ملک حبشہ ہی میں وفات پاگئیں۔

حلفائے بنی عبدالدار

ابوفکیہہ...... کہا جاتا ہے کہ ازد میں سے تھے بعض نے کہا کہ بنی عبدالدار کے موالی تھے مکہ میں اسلام لائے ان پر عذاب کیا جاتا تھا کہ اپنے دین سے پھر جائیں مگر وہ انکار کرتے تھے بنی عبدالدار کی ایک قوم کے لوگ انھیں دوپہر کو سخت گرمی میں لوہے کی بیڑیوں میں نکالتے تھے کپڑے پہنائے جاتے تھے اور گرم ریت میں اوندھے منہ لٹا دیا جاتا تھا اور پتھر انکی پیٹھ پر رکھ دیا جاتا تھا۔ جس سے وہ بے ہوش ہو جاتے تھے وہ برابر اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ ان کے ہمراہ ہجرت ثانیہ میں روانہ ہوئے۔

بنی زھرہ بن کلاب

عامر بن ابی وقاص...... ابن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب، ان کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھیں، سعد بن ابی وقاص کے حقیقی بھائی تھے۔

ابوبکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سے روایت کی کہ عامر بن ابی وقاص دس آدمیوں کے بعد اسلام لائے اور گیارھویں تھے انھوں نے اپنی والدہ سے جو سختیاں اور ایذائیں اٹھائیں وہ قریش میں سے کسی سے نہیں اٹھائیں۔ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں تیراندازی سے فارغ ہو کر آیا تو لوگ میری والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس اور میرے بھائی عامر کے پاس جو اسلام لائے تھے جمع تھے، میں نے کہا، لوگوں کی کیا حالت ہے، ان لوگوں نے کہا کہ یہ تمھاری والدہ ہیں تمھارے بھائی عامر کو پکڑا ہے اور اللہ سے عہد کرتی ہیں کہ وہ نہ کسی چیز کے سارے میں بیٹھیں گی نہ کھانا کھائیں گی اور نہ پانی پئیں گی تاوقتیکہ عامر نئے دین کو ترک نہ کردیں۔

سعد ان کے پاس گئے اور کہا کہے والد میرے پاس آؤ اور قسم کھاؤ، انھوں نے کہا کس کے لئے سعد نے کہا اس کے لئے کہ تم نے تو کسی چیز کا سایہ حاصل کروگی نہ کھانا کھاوگی نہ پانی پیوگی تاوقتیکہ اپنی جہنم کی نشست گاہ نہ دیکھ لوگی۔ ماں نے کہا کہ میں تو صرف اپنے بیٹے پر نیکی کی قسم کھاتی ہوں، اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی۔ وان جاہ اک علی ان تشرک بی مالیس لک بد علم قلا تطعهما و ما جهما فی الد نیا معر دفا" انی آحر آیۃ (اور اگر تیرے والدین تجھ پر اس امر کی کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی فرمانبرداری نہ کر اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح رہ) عامر بن ابی وقاص احد میں حاضر ہوئے تھے۔

مطلب بن ازہر...... ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہر بن کلاب انکی والدہ الکبیرہ بنت عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں، مکہ میں زمانہ قدیم میں اسلام لائے، دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی ہم راہ ان کی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن ضبیرہ بن سعید ابن سعد بن سہم بھی تھیں، مطلب کی اولاد میں عبداللہ تھے، ان کی والدہ رملہ بنت ابی عوف تھیں عبد دوسری مرتبہ کی ہجرت میں ملک حبشہ میں پیدا ہوئے تھے۔

طلیب بن ازہر......ابن عبد مناف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب انکی والدہ بھی الکبیرہ بنت عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں مکہ میں قدیم الاسلام تھے، بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی موسیٰ بن عقبہ وابو معشر نے انھیں بیان نہیں کیا۔

طلیب بن ازہر کی اولاد میں محمد تھے، انکی والدہ رملہ بنت ابی عوف ابن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم تھیں طلیب اپنے بھائی مطلب بن ازہر کے بعد رملہ کے دوسرے شوہر تھے۔

عبدالاصغر......ابن شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب، انکی والدہ بنت عتبہ بن مسعود بن رباب بن عبدالعزیٰ بن سبیع بن جثمہ بن سعد بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں عبداللہ کا نام عبدالجان تھا۔ جب اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ رکھا وہ عبداللہ الاصغر بن شہاب تھے زمانہ قدیم میں اسلام لائے بروایت محمد بن وہشام بن محمد بن السائب الکلبی انھوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ آئے اور مدینہ کی ہجرت سے پہلے وفات پاگئے زہری کے ماں کی جانب سے نانا تھے باپ کی طرف سے ان کے دادا، عبداللہ اکبر بن شہاب بن عبداللہ ابن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھے۔

عبداللہ اکبر کی والدہ بھی بنت عتبہ بن مسعود بن رباب بن عبدالعزیٰ ابن سبیع بن جثمہ بن سعد بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں۔ مکہ سے انھوں نے ہجرت نہیں کی مشرکین کے ساتھ بدر میں موجود تھے ان چار آدمیوں میں سے ایک تھے جنھوں نے یوم احد میں باہم عہد و پیمان کیا تھا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو دیکھیں گے تو ضرور ضرور آپ کو قتل کر دیں گے۔

یا آپ کے آگے قتل ہو جائیں گے۔ عبداللہ بن شہاب ابیبن خلف، ابن قمیہ اور عتبہ بن ابی وقاص۔
ان کے بھائی:

عبداللہ بن شہاب......ابن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب، ان کی والدہ بنت عتبہ بن مسعود ابن رباب بن عبدالعزیٰ بن سبیع بن جثمہ بن سعد بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں مکہ میں بزمانہ قدیم اسلام لائے، ملک حبشہ کی دونوں ہجرتوں سے پہلے وفات پاگئے انھوں نیکی اولاد میں زہری فقیہ ہیں جن کا نام محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب تھا۔

حلفائے بنی زہرہ بن کلاب

عتبہ بن مسعود......ابن غافل بن حبیب بن شخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث ابن تمیم بن سعید بن ہذیل بن مدرکہ انکی والدہ ام عبد بنت عبدو بن سوی ابن قریم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل تھیں ام عبد کی والدہ ہند بنت عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھیں، عبداللہ بن مسعود کے حقیقی بھائی تھے، مکہ میں قدیم الاسلام تھے، سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے پھر مدینہ آکے احد میں حاضر ہوئے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ عتبہ بن مسعود احد میں حاضر ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد وہ تمام مشاہد میں حاضر ہوئے۔ عمرؓ بن الخطاب کی خلافت میں مدینہ میں انکی وفات ہوئی، عمرؓ نے ان پر نماز پڑھی۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عتبہ بن مسعود کی نماز جنازہ میں ام عبد کا انتظار کیا حالانکہ وہ جنازے کے آگے جا چکیں تھیں۔

خثیمہ سے مروی ہے کہ جب عبداللہ (بن مسعود کے پاس ان کے بھائی عتبہ کے خبر مرگ آئی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے کہنے لگے کہ یہ رحمت ہے جسے اللہ نے بنادیا ہے، فرزند آدم اس پر قادر نہیں۔

شرحبیل بن حسنہ

شرحبیل بن حسنہ حسنہ انکی والدہ تھیں جو عدویہ تھیں، والد کا نام عبداللہ بن المطاح ابن عمرو بن کندہ تھا بنی زہرہ کے حلیف تھے، کنیت ابوعبداللہ تھی، ہجرت ثانیہ میں مہاجرین بن حبشہ کے شریک تھے۔

محمد بن اسحٰق کہتے تھے کہ حسنہ والدہ شرجیل، سفیان بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح کی بیوی تھیں، سفیان سے ان کے یہاں خالد و جنادہ پیدا ہوئے، سفیان بن معمر نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تو اپنی بیوی حسنہ کو بھی ساتھ لے گئے، خالد و جنادہ اور ان کے اخیافی بھائی شرجیل حسنہ بھی ہمراہ تھے۔

محمد بن عمر کہتے تھے کہ سفیان بن معمر بن حبیب الجمحی شرجیل بن حسنہ کے اخیافی بھائی تھے اور حسنہ سفیان کی والدہ تھیں بیوی نہ تھیں انھوں نے ملک حبشہ کو ہجرت کی تو ہمراہ ان کے بھائی شرجیل، ان کی والدہ حسنہ اور دونوں بیٹے جنادہ و خالد بھی تھے۔

ابومعشر بیان کرتے تھے کہ شرجیل بن حسنہ اور انکی والدہ ان بنی جمح میں سے تھے جنھوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہ نہ سفیان ابن معمر کا ذکر کرتے تھے اور نہ ان کے کسی لڑکے کا موسیٰ بن عقبہ نے ان میں سے کسی کا ذکر نہیں کیا، اور نہ ان کی روایت میں شرجیل کا ان لوگوں میں ذکر ہے جنھوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ شرجیل اور ان کے والد کا معاہدہ حلف بنی زہرہ سے تھا، صرف سفیان بن معمر الجمحی کے سبب سے بنی جمح میں ذکر کیا گیا۔

شرجیل بن حسنہ رسول اللہ ﷺ کے بلند پایہ اصحاب میں سے تھے متعدد غزوات میں شرکت کی، ان امراء میں سے تھے جنھیں ابوبکرؓ صدیق نے ملک شام میں مقرر کیا تھا شرجیل بن حسنہ کی وفات ملک شام میں عمواس کے طاعون سے ہوئی یہ واقعہ بعہد خلافت عمرؓ بن الخطاب ۱۸ھ میں ہوا اس وقت وہ سرسٹھ سال کے تھے۔

بنی تیم بن مرہ

حارث بن خالد...... ابن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، ان کی والدہ یمن کی تھیں، حارث مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے ہمراہ انکی بیوی ریطہ بنت الحارث ہمشیرہ صبیحہ بن الحارث بن جبیلہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بھی تھیں ریطہ سے ان کے یہاں ملک حبشہ میں موسیٰ و عائشہ و زینب و فاطمہ پیدا ہوئیں، سب راوی متفق ہیں کہ موسیٰ ابن الحارث ملک حبشہ ہی میں وفات پاگئے۔

موسیٰ بن عقبہ وابو معشر نے کہا کہ یہ لوگ حبشہ سے بہ ارادہ مدینۃ النبی روانہ ہوئے راستے میں کسی کنویں پر اترے، پانی پیا، ابھی ہٹے نہ تھے کہ ریط اور سوائے فاطمہ بنت الحارث کے ان کے تمام بچے مر گئے۔

عمرو بن عثمان ......ابن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں شریک تھے، جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔

بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ

عیاش بن ابی ربیعہ ......ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ان کی والدہ اسماء بنت مخربہ بن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم بنی تیم میں سے تھیں، ابوجہل کے اخیافی بھائی تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ رسول اللہ ﷺ کے دار الارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے،

محمد بن اسحٰق ومحمد بن عمرو نے کہا کہ عیاش بن ابی ربیعہ ہجرت ثانیہ میں حبشہ کو گئے ہمراہ ان کی بیوی اسماء بنت سلمہ بن مخربہ بن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم بھی تھیں ان سے ملک حبشہ ہی میں عبداللہ بن عیاش پیدا ہوئے موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے اپنی کتابوں میں ملک حبشہ کی طرف روانہ ہونے والوں میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر نے کہا کہ عیاش بن ابی ربیعہ حبشہ سے مکہ آئے اور وہیں رہے اصحاب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ روانہ تو وہ بھی عمر بن الخطاب کے ساتھ ہو لئے، جب قبا میں اترے تو ان کے دونوں اخیافی بھائی ابوجہل وحارث فرزندان ہشام آئے اور اصرار کر کے مکہ واپس لے گئے وہاں پہنچ کے بیڑیاں ڈال دیں اور مقید کر دیا۔ اس کے بعد وہ بچ کر مدینہ آ گئے رسول اللہ ﷺ کی وفات تک وہیں رہے پھر شام چلے گئے اور جہاد کیا مکہ واپس آئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے ان کے بیٹے عبداللہ مدینہ سے نہیں ہٹے۔

سلمہ بن ہشام ......ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، انکی والدہ ضباعہ بنت عامر ابن قرط بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ تھیں، سلمہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے، بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر..... ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی موسیٰ بن عقبہ وابو معشر نے بھی ...ان کا ذکر نہیں کیا۔

محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر نے کہا کہ سلمہ بن ہشام ملک حبشہ سے مکہ واپس آ گئے ابوجہل نے قید کیا، مارا اور بھوکا پیاسا رکھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ہر نماز کے بعد دعا کرتے تھے کہ اے اللہ سلمہ بن ہشام بن ابی ربیعہ ولید اور ان کمزور مسلمانوں کو نجات دے جو نہ کسی حیلے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ظلم سے نکلنے کا راستہ پاتے ہیں۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ نے اپنا سر نماز فجر کی رکعت سے اٹھایا تو فرمایا اے اللہ ولید بن الولید، سلمہ بن ہشام عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ کے کمزور لوگوں کو نجات دے اے اللہ مضر پر اپنی گرفت سخت کر اے اللہ

ان کی قحط سالی کو یوسف کی قحط سالی جیسی بنادے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں دعا فرمائی کہ اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ ولید بن الولید اور سلمہ بن ہشام اور مکہ کے کمزور لوگوں کو کفار کے ظلم سے نجات دے، عضل لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ پر اللہ لعنت کرے کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ رسول ﷺ، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کے لئے جو مکہ میں قید تھے دعا فرماتے تھے، دونوں مہاجرین حبشہ میں سے تھے، ولید بن الولید اپنی قوم کے دین پر تھے، مشرکین کے ساتھ بدر میں آئے اور گرفتار ہوئے انھوں نے فدیہ دیا اسلام لائے اور مکہ واپس آگئے، قوم نے ان پر حملہ کیا اور عیاش بن ربیعہ اور سلمہ بن ہشام کے ساتھ قید کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ولید کو بھی ان دونوں کے ساتھ دعا میں شریک کیا، سلمہ بن ہشام بچ گئے اور رسول اللہ ﷺ سے مدینہ میں پابوس ہوئے یہ غزوہ خندق کے بعد ہوا انکی والدہ ضباعہ نے اشعار ذیل کہے۔

اللهم رب الكعبه المسلم اظهر على كل عدو سلمه

اے اللہ کعبہ مسلمہ کے رب، ہر دشمن پر سلمہ کو غالب کر

لديد ان فى الامور المبهمه كف بها يعطى و كف منعمه

مشکل کاموں میں ان کے دو ہاتھ ہو جائیں کہ ایک ہاتھ سے وہ عطا کریں اور ایک ہاتھ احسان کرنے والا ہو۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات تک آپ ہی کے ہمراہ رہے جس وقت ابو بکرؓ نے جہاد روم کیلئے لشکر روانہ کئے تو مسلمانوں کے ساتھ شام گئے، مرج الصفر واقع محرم ۱۴ھ میں شہید ہوئے یہ واقعہ عمرؓ بن الخطاب کی خلافت کے شروع میں ہوا۔

ولید بن الولید بن المغیرہ

......ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم انکی والدہ امیمہ بنت الولید بن عشی بن ابی حرملہ بن عتر کی بن جریر بن شق بن صعب قبیلہ بجلیہ میں سے تھیں۔ ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ولید بن الولید اپنی قوم ہی کے دین پر رہے ان کے ساتھ بدر گئے اس روز گرفتار ہوئے ابن جحش نے ان کو پکڑا۔ کہا جاتا ہے کہ سلیط بن قیس المازنی نے گرفتار کیا جو انصار میں سے تھے۔

فدیے کے بارے میں ان دونوں بھائی خالد و ہشام فرزندان ولید ابن المغیرہ آئے عبداللہ بن جحش نے انکار کیا تا قتیکہ وہ چار ہزار درم نہ دیں خالد نے ارادہ کیا کہ وہ اس کو پورا نہ کرے تو ہشام نے خالد سے کہا کہ ولید تمھاری ماں کا بیٹا نہیں، (یعنی تمھارا علاتی بھائی ہے اس لئے پہلو تہی ۔تے ہو) واللہ اگر عبداللہ بغیر اتنی اتنی رقم کے ران کے رہا کرنے سے) انکار کردیں تو ضرور مہیا کرونگا۔

کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے ولید بن المغیرہ کے اسلحہ کے بغیر جو ایک کشادہ زرہ تلوار اور خود مشتمل تھا، فدیہ لینے سے انکار کیا اسے سو دینار کا قرار دیا گیا دونوں راضی ہو گئے اور رقم ادا کر دی ولید رہا ہو کر اپنے بھائیوں کے ساتھ ذوالحلیفہ پہنچے یہاں سے چھوٹ کر نبی ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہوئے۔

خالد نے کہا کہ جب تمھاری یہی مرضی تھی تو پہلے ہی کیوں نہ ایسا کیا تم نے فدیہ ادا کرایا اور والد کی نشانیاں

ہمارے ہاتھ سے نکلوادیں انھوں نے کہا کہ میں ایسا نہ تھا کہ تاوقتیکہ اپنی قوم کیطرف فدیہ نہ ادا کردیتا اسلام لے آتا قریش کہتے کہ انھوں نے صرف فدیے سے بچنے کے لئے محمد ﷺ کا اتباع کیا ہے۔

وہ انھیں مکہ لے کے گئے۔ ولید بالکل بے وقوف تھے دن دونوں نے انھیں مکہ میں بنی مخزوم کی ایک جماعت کے ساتھ قید کردیا جو پہلے اسلام لائے تھے ان میں عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام مہاجرین حبشہ تھے رسول اللہ ﷺ نے بدر سے پہلے ان کے لئے دعا فرمائی اور بدر کے بعد ان کے ساتھ ولید بن الولید کو بھی دعا میں شریک فرمایا۔ آنحضرت نے ان تینوں کے لئے تین سال تک دعا فرمائی۔

ولید نے الولید بیڑیوں سے بچکر مدینہ آگئے ان سے رسول اللہ ﷺ نے عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام کو دریافت کیا انھوں نے کہا کہ میں ان دونوں کو تنگی اور سختی میں چھوڑا ہے وہ اس طرح پابہ زنجیر ہیں کہ ایک پاؤں اپنے ساتھی کے پاؤں کے ساتھ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مکہ جاؤ، لوہار کے پاس اترو جو اسلام لے آیا اور اسی کے پاس پوشیدہ رہنا عیاش اور اسلحہ کے پاس پہنچنے کی کوشش کرنا خبر دینا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہو آنحضرت نے حکم دیا ہے کہ تم مکہ سے رہانہ ہوجاؤ۔ ولید نے کہا کہ میں نے یہی کیا۔ دونوں روانہ ہوگئے، میں بھی ان کے ساتھ چلا اور ان کو فتنے اور جستجو کے خوف سے بھگا دیا تھا یہانتک کہ ہم مدینہ کے سنگ ریزے والی زمین کے ساحل تک پہنچ گئے۔ یحییٰ بن المغیرہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام سے مروی ہے کہ جب ولید بن الولید مدینہ سے عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ ابن ہشام کے پاس گئے روہ ان کے پاس روانہ ہوگئے قریش کو معلوم ہوا تو خالد بن الولید اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوا عسفان تک پیچھا کیا مگر نہ کوئی نشا ملا نہ کوئی خبر، اس جماعت نے سمندر کا کنارہ اختیار کیا تھا اور نبی ﷺ کے اس گرم وخشک راستے پر روانہ ہوئے جس پر آپ مدینہ کی ہجرت کے وقت روانہ ہوئے تھے۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور ولید بن الولید مہاجر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ ہوئے قریش کے چند لوگوں نے انھیں تلاش کیا کہ واپس لائیں مگر ان پر قادر نہ ہوئے جب یہ لوگ ساحل حرہ تک پہنچے تو ولید بن الولید کی انگلی کٹ گئی اور خون نکل آیا انھوں نے یہ شعر کہا:

هل انت الا اصبع دميت وفي سبيل الله مالقيت

تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہوگئی، تجھے جو تکلیف ملی وہ اللہ کی راہ میں ہے۔

دل کی حرکت بند ہوگئی مدینہ میں مرگئے تو ام سلمہ بنت ابی امیہ ان پر روئیں اور یہ اشعار کہے:

يا عين فابكي للوليد بن الوليد بن المغيره

اے میری آنکھ تو ولید بن الولید بن المغیرہ کے لئے رو۔

كان الوليد بن الوليد ابو الوليد فتى العيشره

ولید بن الولید ابوالولید خاندان کا جوان تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے سلمہ، اس طرح نہ کہو، بلکہ یہ کہو:

"وجاءت سكرة الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد"

(موت کی سختی آگئی۔ یہ وہ ہے جس سے تو گریز کرتا ہے)

ام سلمہ بنت ابی امیہ سے مروی ہے کہ جس وقت بن الولید کی وفات ہوئی تو میں اتنا پریشان ہوئی کہ کسی میت پر اتنا پریشان نہ ہوئی تھی۔ میں نے کہا کہ ان پر ایسا رونا روئنگی جس کا اوس وخزرج تذکرہ کریں گے، وہ مسافر تھے، غریب الوطنی میں وفات پائی رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی آنحضرتؐ نے اجازت مرحمت فرمائی میں نے کھانا تیار کیا اور عورتوں کو جمع کیا ان کے رونے میں یہ مضمون ظاہر ہوا:

یا عین فابکی للولید بن الولید بن المغیره مثل الولید بن الولید ابی الولید کفی العشیره

(اے میری آنکھ ولید بن الولید بن المغیرہ کے لئے رو۔ ولید ابن الولید ابوالولید جیسا شخص خاندان کو کافی تھا)

رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا۔ تم نے ولید کو بالکل رحمت ہی بنادیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ولید کے حال میں ایک وجہ بھی ہے جو روایت کی گئی ہے مگر جو وجہ ہم نے پہلے ذکر کی وہ اس سے زیادہ ثابت ہے لوگوں نے بیان کیا کہ ولید بن الولید اور ابو جندل بن سہیل بن عمرو مکہ میں قید سے بچکر روانہ ہو گئے اور ابی بصیر کے پاس آئے جو قافلہ قریش کے راستے پر ساحل پر تھے دونوں انھیں کے ساتھ مقیم ہو گئے۔

قریش نے رسول اللہ ﷺ سے ولید اور ابو جندل کی قرابت کے وسیلے سے درخواست کی کہ آپ نے ابو بصیر اور ان کے ساتھیوں کو (مدینہ میں) کیوں نہ داخل کر لیا کیوں کہ ہمیں ان لوگوں کی کوئی حاجت نہیں رسول اللہ ﷺ نے ابو بصیر کو تحریر فرمایا کہ وہ اور ان کے ساتھی آجائیں۔

فرمان ایسے وقت آیا کہ وہ انتقال کر رہے تھے اسے پڑھنے لگے۔ ان کے ہاتھ ہی میں تھا کہ وفات ہوگئی، ساتھیوں نے اسی جگہ دفن کر دیا ان پر نماز پڑھی اور قبرستان مسجد بنادی یہ قافلہ جس میں ستر آدمی تھے اور ان میں ولید بن الولید بن المغیرہ بھی تھے مدینہ کو روانہ ہو گیا جب ولید ظہر الحرہ میں تھے تو پھسل گئے اور انکی انگلی کٹ گئی انھوں نے اسے باندھ دیا اور یہ شعر کہنے لگے:

هل انت الاصبع دميت وفى سبيل الله مالقيت

تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہوگئی، تجھے جو تکلیف ملی وہ اللہ کی راہ میں ہے۔

مدینہ میں داخل ہوئے اور وہیں انتقال کیا، انکی بقیہ اولاد تھی جن میں ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن الولید تھے، ولید بن الولید نے اپنے بیٹے کا نام بھی ولید رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ولید کو بالکل رحمت ہی بنالیا ہے، جب انھوں نے عبداللہ نام رکھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حدیث اول ہمارے نزدیک اس شخص کو قول سے زیادہ ثابت ہے جس نے کہا کہ ولید ابی بصیر کے ساتھ تھے۔

ہاشم بن ابی حذیفہ ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، انکی والدہ ام حذیفہ بنت اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں، بقیہ اولاد نہ تھی مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ بادایت بن اسحاق ومحمد بن عمر ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے، محمد بن اسحاق بن ابی حذیفہ کہتے تھے جو ان کا وہم ہے ہشام بن محمد بن السائب الکلبی اور محمد بن عمر و بنی مخزوم کی روایت میں ہاشم بن ابی حذیفہ ہے موسیٰ بن عقبہ وابو معشر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جنھوں نے ان کے

نزدیک ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔وفات کے وقت انکی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ہبار بن سفیان……ابن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم،انکی والدہ بنت عبد بن ابی قیس بن عبدود بن رضی اللہ عنہ نے یوم خندق میں قتل کیا تھا۔

ہبار بن سفیان مکہ میں قدیم الاسلام تھے سب کی راویت میں ہجرت ثانیہ میں شریک تھے،جنگ اجنادین میں شام میں شہید ہوئے۔

عبداللہ بن سفیان……ابن عبدالسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ بنت عبد بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن عسل بن عامر بن موی تھیں۔

مکہ میں قدیم الاسلام تھے سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں شریک تھے عمرؓ بن الخطاب کی خلافت میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

حلفائے بنی مخزوم اوران کے موالی:۔

یاسر بن مالک بن مالک……ابن کنانہ بن قیس بن الحصین بن الوذیم بن ثعلبہ بن عوف بن حارثہ ابن عامر بن الاکبر بن یام بن عنس،وہ زید بن مالک بن اودین یشجب بن عریب بن دید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان تھے قحطان تک اہل یمن کی مختلف جماعتیں ملتی ہیں،بنو مالک بن اودمذحج میں سے تھے۔

یاسر بن عامراوران کے بھائی حارث اور مالک اپنے ایک بھائی کی تلاش میں یمن سے مکہ آئے،حارث و مالک یمن واپس چلے گئے یاسر مکہ ہی میں رہ گئے انھوں نے ابوحذیفہ بن المغیرہ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم سے معاہدہ حلف کرلیا۔ابوحذیفہ نے ان سے اپنی باندی کا نکاح کردیا۔جس کا نام سمیہ بنت خیاط تھ۔ان سے عمار پیدا ہوئے۔جن کوابوحذیفہ نے آزاد کردیا۔

یاسر عمار ابوحذیفہ کی وفات تک برابر انھیں کے ساتھ رہے،اسلام ظاہر ہوا تو یاسر وسمیہ وعمار اوران کے بھائی عبداللہ بن یاسر مسلمان ہوئے یاسر کے ایک بیٹے اور تھے جو عمار وعبداللہ سے بڑے تھے نام حریث تھا انھیں زمانہ جاہلیت میں بنوالدیل نے قتل کردیا۔یاسر جب اسلام لائے تو انھیں بنی مخزوم نے گرفتار کرلیا اور عذاب دینے لگے تاکہ اپنے دین سے پلٹ جائیں۔

عثمانؓ بن عفان سے مروی ہے کہ میں اوررسول اللہ ﷺ اس طرح آئے کہ آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے ہم لوگ بطحا میں ٹہل رہے تھے کہ عمار کے والد،عمار اوران کی والدہ کے پاس آئے ان لوگوں پر عذاب کیا جارہا تھا فرمایا اے آل عمار صبر کرو تم لوگوں کے وعدے کی جگہ جنت ہے۔اے اللہ آل یاسر کی مغفرت فرما اور تونے (مغفرت) کردی۔

یوسف المکی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمار اور عمار کے والد اور انکی والدہ کے پاس گزرے ان پر بطحا میں عذاب کیا جارہا تھا۔فرمایا اے آل عمار صبر کرو تم لوگوں کے وعدے کی جگہ جنت ہے۔

حکم بن کیسان بنی مخزوم کے مولیٰ تھے حکم اس قافلہ قریش میں تھے جس کو عبداللہ جحش نے نخلہ میں پا کر گرفتار کیا تھا۔ مقداد بن عمرو سے مروی ہے کہ حکم بن کیسان کو میں نے گرفتار کیا امیر نے گردن مارنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ انھیں چھوڑ دو ہم انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ انھیں اسلام کی دعوت دینے لگے آپ نے بہت طول دیا تو عمرؓ نے کہا کہ یارسول اللہ کب تک آپ اس سے کلام فرمائیں گے یہ تو ابد تک بھی اسلام نہ لائے گا اجازت دیجئے کہ میں اسکی گردن ماردوں اور یہ اپنے ٹھکانے ہاویہ میں آجائے نبی ﷺ نے عمرؓ کی طرف التفات نہ فرمایا یہانتک کہ حکم اسلام لے آئے۔

عمرؓ نے کہا کہ میں نے سوائے اس کے کچھ نہ دیکھا کہ وہ اسلام لے آئے، مجھے اگلے پچھلے واقعات نے (اس مشورے پر) مجبور کیا تھا، میں نے کہا نبی ﷺ کے سامنے وہ امر کیونکر پیش کروں جن کو آنحضرتؐ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں پھر میں کہتا تھا کہ اس سے صرف اللہ اور اس کے رسول کی خیرخواہی مقصود ہے بہرحال وہ اسلام لائے، ان کا اسلام بہت اچھا تھا انھوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا بیر معونہ میں اس حالت میں شہید ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ ان سے راضی تھے۔ اور وہ جنت میں داخل ہوگئے۔

زہری سے مروی ہے کہ حکم نے کہا کہ اسلام کیا ہے، فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم صرف اسی اللہ کی پرستش کرو جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دو کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں انھوں نے کہا کہ میں اسلام لایا۔ نبی ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر میں ان کے بارے میں ابھی تم لوگوں کا کہنا مان لیتا اور قتل کردیتا تو وہ دوزخ میں چلے جاتے۔

بنی عدی بن کعب:

نعیم النحام بن عبداللہ بن اسید......ابن عبدعوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب انکی والدہ بنت ابی حرب بن صداد بن عبداللہ تھیں جو بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔

نعیم کی اولاد میں ابراہیم تھے انکی والدہ زینب بنت حنظلہ ابن قسامہ بن قیس بن عبید بن طریف بن مالک بن جدعان بن ذہل بن رومان کے قبیلہ طے سے تھیں۔

امتہ بنت نعیم جن کے یہاں نعمان بن عدی بن فضلہ سے اولاد ہوئی تھی، جو بنی عدی بن کعب میں سے تھے امتہ کی والدہ عاتکہ بنت حذیفہ بن غانم تھیں۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم العدوی سے مروی ہے کہ نعیم بن عبداللہ دس آدمیوں کے بعد اسلام لائے، اپنا اسلام چھپاتے تھے ان کا نام انحام (کھنکھارنے والا) صرف اس لئے رکھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جنت میں گیا تو نعیم کی نحمہ (کھنکھارنے کی آواز) سنی اس سے انحام مشہور ہوگئے۔

نعیم مکے ہی میں رہے قوم بوجہ ان کے شرف کے ہروقت گھیرے رہتی تھی جب مسلمانوں نے مدینہ کیطرف ہجرت کی تو انھوں نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا، قوم ان سے لپٹ گئی اور کہا کہ تم جو دین چاہو اختیار کرو مگر ہمارے ہی پاس رہو، وہ مکہ ہی میں رہے یہانتک کہ ۶ھ ہوا تب وہ مہاجر ہوکر مدینہ آئے ہمراہ ان کے خاندان کے چالیس آدمی بھی تھے

بحالت اسلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آنحضرتؐ نے ان سے معانقہ کیا اور انھیں بوسہ دیا۔

ہشام بن عمروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نعیم بن عبداللہ النحام بن عدی بن کعب کے فقراء کو ایک ایک مہینے کی خوراک دے دیتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ نعیم نے ایام حدیبیہ میں ہجرت کی اور بعد کے مشاہد میں نبی ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ جب ۱۵ھ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

معمر بن عبداللہ

معمر بن عبداللہ......ابن نضلہ بن عوف بن عویج الاسلام تھے، سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ چلے گئے۔ اس کے بعد مکہ آئے اور وہیں قیام کیا مدینہ کی ہجرت میں دیر کی، وہ کہتے تھے کہ نبی ﷺ سے حدیبیہ میں قدموں ہوئے ان کے اور خراش بن امیہ الکعبی (کی ہجرت) میں اختلاف ہے معمر وہی شخص ہیں جو حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے سر میں کنگھی کرتے تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بھی روایت کی ہے۔

معمر بن عبداللہ نضلہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ سوائے گناہگار کے کوئی احتکار نہیں کرتا (احتکار یہ ہے کہ قحط سالی کے زمانے میں لوگوں کے غلے کی سخت ضرورت ہو اور کوئی شخص مزید گرانی کے انتظار میں اسے فروخت نہ کرے اور لوگوں کو بھوکا مرنے دے)

محمد بن یحییٰ بن حیان سے مروی ہے کہ عمرۃ قضا میں جس نے رسول اللہ کا سر مونڈا وہ معمر بن عبداللہ العدوی تھے۔

عدی بن نضلہ

عدی بن نضلہ......ابن عبدالعزی بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب، انکی والدہ بنت مسعود بن حذافہ بن سعد بن سہم تھیں عدی بن نضلہ کی اولاد میں نعمان ونعیم و آمنہ تھیں، انکی والدہ بنت نعجمہ بن خویلد بن امیہ بن المعمور بن حیان بن غنم بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں۔

عدی بن نضلہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے، سب کی روایت میں ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور وہیں حبشہ میں انکی وفات ہوئی وہ مہاجرین میں پہلے شخص ہی جن کی وفات ہوئی اور اسلام میں پہلے شخص ہیں جنکی میراث لی گئی ان کے بیٹے نعمان بن عدی وارث ہوئے عمرؓ بن الخطاب نے نعمان کو میسان کا عامل بنایا تھا۔ شعر بھی کہتے تھے۔ کلام یہ ہے:

الاهل انی الخساء ان هليلها　　ميسان يسقى فی زجاج و حنتم

آگاہ ہو کیا یہ خبر الخنسار کے پاس آئی کہ اس کے شوہر کو میسان میں شیشے اور سبز پیالوں میں پلایا جاتا ہے۔

اذا شئت ختنی دها قين قربة　　ورقامة تجشو علی کل منسم

جب میں چاہتا ہوں تو مجھے گاؤں کے دہقان گا گا نا سناتے ہیں۔ اور ہر موقع پر ناچنے والی پنجو کے بل کھڑی ہوتی ہے۔

فان کنت قد مابی فبالا کبر اسقنی　　ولا تسقنی بالاصفر المتثلم

اگر تو میرا ساقی تو بڑے پیالے میں مجھے پلا۔ اور مجھے کنارہ ٹوٹے ہوئے چھوٹے پیالے میں نہ پلا۔

لعل امير المومنين ليسوه　　تناد مناقی الجوسق المتهدم

شاید امیر المومنین کو ناگوار ہو تھوڑے تھوڑے گرنے والے محل میں ہمارا باہم (شراب خواری کے لئے) ہم نشین ہونا۔

خالد بن ابی بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کو یہ اشعار پڑھتے سنا۔ عمرؓ بن الخطاب کو ان کا یہ کلام معلوم ہوا تو فرمایا ہاں واللہ مجھے ناگوار ہے جو شخص ان سے ملے خبر کر دے کہ میں نے انھیں معزول کر دیا ہے۔

قوم کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور معزولی کی خبر دی تو وہ عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ واللہ میں نے جو کچھ (اپنے اشعار میں کہا) اس میں سے کچھ نہیں کیا، میں ایک شاعر ہوں ایک مضمون میں کچھ خوبی پائی تو شعر کہہ دیا عمرؓ نے کہا واللہ جب تک میں زندہ ہوں تم میرے کسی عمل کے عامل نہیں ہو گے تم نے جو کہہ دیا وہ کہہ دیا

عروۃ بن ابی اثاثہ...... ابن عبد العزیٰ بن حرثان بن عوف عبید بن عویج بن عدی ابن کعب، معمد بن عمر کی روایت میں بھی عروہ بن ابی اثاثہ ہے انکی والدہ نابغہ بنت خزیمہ تھیں جو عنزہ میں سے تھیں ان کے اخیافی بھائی عمرو بن العاص بن وائل السہمی تھے۔

عروہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے، روایت محمد بن عقبہ و ابی معشر و محمد بن عمر، انھوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر مہاجرین حبشہ کے ساتھ نہیں کیا۔

مسعود بن سوید...... انکی والدہ عاتکہ بنت عبد اللہ بن نضلہ بن عوف تھیں، قدیم الاسلام تھے موتہ میں جمادی الاولیٰ ۸ھ میں شہید ہوئے۔

عبد اللہ بن سراقہ...... ابن المعتمر بن انس بن اذات بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی، انکی والدہ بنت عبد اللہ بن عمیر ابن اہیب بن حذافہ بن جمح تھیں۔

عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن سراقہ اپنے بھائی عمر کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دونوں رفاعہ بن عبد المنذر کے پاس اترے۔

صرف محمد بن اسحاق نے کہا کہ عبد اللہ بن سراقہ اپنے بھائی عمرو بن سراقہ کے ہمراہ بدر میں موجود تھے موسیٰ بن عقبہ وابو معشر محمد بن عمرو عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ عبد اللہ بن سراقہ بدر میں حاضر نہ تھے البتہ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ عبد اللہ بن سراقہ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبد اللہ بن عمرؓ بن الخطاب...... ابن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح ابن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر انکی والدہ زینب بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص تھیں۔ اپنے والد عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ مسلمان ہوئے اس زمانے میں بالغ نہ تھے والد کے ساتھ مدینہ کیطرف ہجرت کی، کیفیت ابو عبد الرحمٰن تھی۔

عبداللہ بن عمرؓ کے بارہ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔

ابوبکر، ابوعبیدہ، واقد، عبداللہ، عمر حفصہ وسودہ، ان سب کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود بن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ ابن غیرہ بن عوف بن ثقیف تھے۔

عبدالرحمن، انھیں سے انکی کنیت تھی، والدہ ام علقمہ بنت ناقش بن وہب بن ثعلبہ بن وائلہ بن عمرہ بن شیبان ابن محارب بن فہر تھیں۔

سالم، عبیداللہ، حمزہ، انکی والدہ ام ولد تھیں۔

ابوسلمہ وقلابہ ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ زید بن عبداللہ کی والدہ سہلہ بنت مالک بن الشحاج تھیں، بنی جشم بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب میں سے تھیں۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ یوم بدر میں جب میں تیرہ برس کا تھا رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، آپ نے مجھے واپس کر دیا۔ غزوہ احد میں جب میں چودہ برس کا تھا آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے مجھے واپس کر دیا۔ غزوہ خندق میں پندرہ برس کا تھا آپؐ نے قبول کر لیا۔ یزید بن ہارون نے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ وہ خندق میں سولہ برس کے ہوں گے اس لئے کہ احد وخندق کے درمیان بدر صغریٰ ہوا تھا۔

ابن عمر سے مروی ہےکہ یوم احد میں مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو میں چودہ برس کا تھا آپ نے مجھے اجازت نہیں دی۔ جب یوم خندق ہوا تو مجھے پیش کیا گیا اس وقت میں پندرہ برس کا تھا آپ نے مجھے اجازت دیدی۔

نافع نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا جو اس زمانے میں خلیفہ تھے، میں نے ان سے یہ حدیث بیان کی تو انھوں نے کہا صغیر وکبیر کے درمیان یہی حد ہے عمال کو فرمان لکھا کہ پندرہ برس والے کا حصہ مقرر کریں اور اس عمر سے کم والے کو عیال میں شامل کریں۔

ابن عمر سے مروی ہےکہ یوم احد میں مجھے نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو میں چودہ برس کا تھا آپ نے مجھے اجازت نہیں دی یوم خندق میں آپ کے سامنے پیش ہوا تو پندرہ برس کا تھا۔ آپ نے مجھے اجازت دیدی۔

قاسم بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر سے کہا کہ کون لوگ ہو انھوں نے کہا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ تم لوگ سبط ہو، تم لوگ وسط ہو، انھوں نے کہا، سبحان اللہ سبط تو صرف بنی اسرائیل کے اوسط ہیں اور جو کوئی اس کے سوا کچھ کہے تو وہ جھوٹا اور گنہگار ہے۔

عاصم الاحول نے کسی بیان کرنے والے سے روایت کی کہ جب کوئی عمر کو دیکھتا تھا تو ان میں اتباع نبی ﷺ کے آثار پاتا تھا۔

ابی جعفر محمد بن علی مروی ہے کہ کوئی شخص عبداللہ بن عمر سے زیادہ احتیاط کرنے والا نہ تھا کہ جب نبی ﷺ سے کچھ سنتے تو نہ اس میں زیادہ کرتے نہ اس میں کم کرتے نہ یہ کرتے نہ وہ کرتے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ جب اس شخص نے پشت پھیری تو خود بخود کہا کہ ابن عمر سے وہ بات پوچھی گئی جس کا انھیں علم نہ تھا انھوں

نے کہہ دیا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ ابراہیم سے مروی ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ قریش کے نوجوانوں میں دنیا میں سب سے زیادہ اپنے نفس پر قابو رکھنے والے ابن عمر تھے۔

محمد سے مروی ہےکہ ابن عمر کہا کرتے تھے کہ میں اپنے اصحاب سے کسی امر پر اس طرح ملا کہ اس خوف سے انکی مخالفت کرتے ڈرتا تھا کہ ان کے ساتھ شامل نہ ہوں گے۔

محمد مروی ہےکہ ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ تو جب تک عبداللہ بن عمر کو زندہ رکھے اس طرح زندہ رکھ کہ میں انکی پیروی کرتا رہوں کیونکہ میں امر اول پر ان سے زیادہ عالم کسی کو نہیں جانتا۔ محمد سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ ہم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کو فتنے نے نہ پایا ہو البتہ اگر میں چاہوں تو یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ سوائے ابن عمر کے۔

الشعبی سے مروی ہے کہ میں ایک سال تک ابن عمر کے ساتھ رہا مگر انھیں رسول اللہ ﷺ سے کوئی بیان کرتے نہیں سنا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ اے لوگوں مجھ سے دور رہو، میں ایک ایسے حضرت کے ساتھ تھا جو مجھ سے زیادہ علم والے تھے اگر میں یہ جانتا کہ تم لوگوں میں اتنا زندہ رہوں گا کہ تم لوگ مجھ سے طلب کرو گے تو تمھارے لئے سیکھ لیتا۔ عائشہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے منازل میں آپ کے آثار کا کوئی شخص ایسا اتباع نہیں کرتا تھا جیسا کہ ابن عمر کرتے تھے۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ اولاد عمر میں سب سے زیادہ عمر کے مشابہ عبداللہ تھے اور اولاد عبداللہ میں سب سے زیادہ عبداللہ کے مشابہ سالم تھے۔

عبدالرحمن بن ابی لیلی سے مروی ہے کہ ابن عمر نے ان سے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کسی سریے میں تھا لوگوں نے تردد کیا میں بھی تردد کرنے والوں میں تھا۔ تشویش اس بات پر تھی کہ ہم لوگ لشکر سے بھاگے اور غضب کے مستحق ہوئے ہذا اب کیا کرنا چاہئے آخر قرار پایا کہ ہم مدینے میں داخل ہوں گے وہیں رات کو رہیں گے اور اس طرح جائیں گے کہ کوئی ہمیں نہ دیکھے گا ہم داخل تو سوچا کہ اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کریں گے اگر ہمارے لئے توبہ ہوگی تو ٹھہر جائیں گے اور اس کے سوا ہوگا تو چلے جائیں گے۔

ہم لوگ نماز فجر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بیٹھ گئے آنحضرت برآمد ہوئے تو اٹھ کر آپ کی طرف گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم دھوکہ دینے والے ہیں فرمایا نہیں بلکہ تم لوگ دوبارہ حملہ کرنے والے ہو ہم لوگ نزدیک اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا تو فرمایا تم لوگ مسلمانوں کی جماعت ہو ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دھاری دار حلہ جوڑا پہنایا اور اسامہ کو دو مصری چادریں اور فرمایا کہ جتنے حصہ کو لٹکنے کی وجہ سے زمین چھوئے گی وہ دوزخ میں ہوگا ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی جانب ایک سریہ بھیجا جس میں ابن عمر بھی تھے اور ان کے حصے بارہ بارہ اونٹوں کو پہنچ گئے اور اس کے بعد انھیں اس حصہ سے زیادہ ایک ایک اونٹ دیا گیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تغیر نہیں کیا موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے اللہ عبداللہ بن عمر پر رحمت کرے (راوی نے یا تو ان کا نام لیا یا کنیت بیان کی) واللہ میں انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر قائم سمجھتا تھا جو آپ نے کی تھی آپ کے بعد نہ وہ فتنے میں مبتلا ہوئے اور نہ ان میں تغیر ہوا واللہ انھیں قریش اپنے پہلے فتنوں میں بھی دھوکہ نہ دے سکے میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ اپنے والد کے قتل میں انھیں عیب لگائیں گے۔

یزید بن موہب سے مروی ہے کہ عثمان نے عبداللہ بن عمر سے کہا کہ تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو

(یعنی قاضی بنو) انھوں نے کہا نہ تو میں دو کے درمیان فیصلہ کرونگا اور نہ دو کی امامت کرونگا۔ عثمانؓ نے کہا کہ کیا تم مجھے قاضی بناتے ہو۔ انھوں نے کہا نہیں، مجھے معلوم ہوا ہے قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو اپنے جہل سے فیصلہ کرے تو وہ دوزخ میں ہے، دوسرے وہ جسے خواہش نفسانی گھیرے اور اسے جھکالے وہ بھی دوزخ میں ہے۔ تیسرے وہ شخص جو اجتہاد کرے اور صواب کو پہنچے وہ برابر برابر ہے یہ اسے ثواب ہے نہ گناہ ہے۔

عثمان نے کہا کہ تمھارے والد بھی تو فیصلے کیا کرتے تھے۔ جواب دیا کہ بے شک میرے والد فیصلہ کرتے تھے لیکن جب انھیں کسی چیز میں دشواری ہوتی تھی تو نبی ﷺ سے پوچھتے تھے اور جب نبی ﷺ کو دشواری ہوتی تھی تو جبریل سے پوچھتے تھے۔ میں کوئی ایسا شخص نہیں پاتا جس سے پوچھ لوں، کیا آپ نے نبی ﷺ کو فرماتے نہیں سنا کہ جس نے اللہ سے پناہ مانگی اس نے بڑے پناہ دینے والے سے پناہ مانگی عثمانؓ نے کہا بے شک۔ پھر انھوں نے کہا کہ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپ مجھے عامل بنائیں، عثمانؓ نے انکو معاف کر دیا اور کہا کہ اس کو کسی سے بیان نہ کرنا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں خواب دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ایک ٹکڑا کمخواب کا ہے، اور جنت کے جس مقام کا ارادہ کرتا ہوں وہ مجھے اس طرف اڑا لے جاتا ہے میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے جو مجھے دوزخ میں لے جانا چاہتے ہیں ان دونوں سے ایک فرشتہ ملا اور مجھ سے کہا کہ مت گھبراؤ پھر ان دونوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

حفصہ نے نبی ﷺ سے میرا خواب بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عبداللہ کیسے اچھے آدمی ہیں۔ کاش وہ رات کی نماز تہجد پڑھتے، عبداللہ رات کی نماز (تہجد) پڑھا کرتے تھے۔ اور بہت پڑھتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ دن بلند ہونے تک رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں بیٹھے رہتے تھے اور نماز نہیں پڑھتے تھے، پھر بازار جاکے اپنی حوائج پوری کرتے تھے گھر والوں کے پاس آتے ابتدا مسجد سے کرتے پھر دو رکعت نماز پڑھتے اور اپنے گھر میں جاتے تھے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر جب جوان تھے لوگ ان کی اقتدا ترک کرتے رہے جب بوڑھے ہو گئے تو ان لوگوں نے انکی اقتدا کی۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ مجھ سے امیر المومنین ابو جعفرؒ نے پوچھا کہ تم لوگوں نے تمام اقوال میں سے ابن عمر کے قول کو کیونکر اختیار کرلیا ہے؟ میں نے کہا یا امیر المومنین وہ زندہ رہے اور لوگوں کے نزدیک انھیں علم و فضل حاصل تھا، ہم نے اپنے پیش رووں کو دیکھا کہ انھوں نے ان سے حاصل کیا تو ہم نے بھی ان سے حاصل کیا۔ انھوں نے کہا کہ پھر انھیں کا قول اختیار کرو اگرچہ وہ علیؓ اور عباسؓ کے مخالف ہو۔

سالم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کو کسی معاملے میں وصیت کرنا ہو تو اسے یہ حق نہیں ہے کہ تین رات تک اس طرح سوئے کہ اس کے پاس اس کی وصیت لکھی ہوئی نہ ہو ابن عمر نے کہا کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے تو میں کسی رات کو اس طرح نہ سویا کہ میری وصیت میرے پاس نہ ہو۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر کے پاس انتیس ہزار درم لائے گئے اور وہ اپنی مجلس سے نہ اٹھے یاوقتیکہ انھوں نے بانٹ نہ دیئے اور اس پر اضافہ کرا، وہ برابر دیتے رہے یہاں تک کہ جو ان کے پاس ختم ہو گیا۔ اتنے

ہیں بعض لوگ آئے جنھیں وہ دیا کرتے تھے انھوں نے ان لوگوں سے قرض لیا جن کو دیا تھا اور ان آنے والو کو دیا۔ میمون نے کہا انھیں کہنے والے بخیل کہتے تھے مگر یہ جھوٹ ہے، واللہ وہ اس چیز میں بخیل نہ تھے جس میں ان کا نفع ہو

ابی ریحان سے مروی ہے کہ جو شخص ابن عمر کے ہم سفر ہوتا تھا وہ اس سے رفدہ نہ رکھتا (اپنے لئے) اذان کہنے اور قوم کے لئے (خود) قربانی خریدنے کی شرط کر لیتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے اور قریب حضر میں روزہ ترک بھی نہیں کرتے تھے سوائے اس کے کہ بیمار ہوں یا اس زمانے میں کہ (کوئی مہمان ان کے پاس) آئے کیونکہ وہ سخی آدمی تھے چاہتے تھے کہ ان کے پاس کھانا کھایا جائے۔ کہا کرتے تھے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا اور اللہ کی رخصت کو اختیار کرنا مجھے روزہ رکھنے سے زیادہ پسند ہے۔

خالد بن الحذاء سے مروی ہے کہ جو شخص ابن عمر کے ہم سفر ہوتا تھا وہ اس سے یہ شرط کر لیتے تھے تم ہمارے ساتھ نجاست خوار اونٹ کو نہ لوگے نہ ہم سے اذان میں جھگڑا کرو گے اور نہ بغیر ہماری اجازت کے روزہ رکھوگے۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے ان کے ساتھ بنی لیث کے ایک شخص تھے جو روزہ رکھتے تھے عبداللہ انھیں منع نہ کرتے تھے بلکہ حکم دیتے تھے کہ اپنی سحری کا خیال رکھیں۔

ابی جعفر القاری سے مروی ہے کہ میں ابن عمر کے ساتھ سے مدینہ گیا ان کا ثرید (شوربا روٹی) کا ایک بڑا پیالہ تھا جس پر ان کے بیٹے، ان کے ساتھی اور ہر وہ شخص جو آئے جمع ہو جاتے تھے یہاں تک کہ بعض لوگ کھڑے ہو کر کھاتے تھے ہمراہ ایک اونٹ تھا جس پر دو توشہ دان نبیذ (عرق خرما) اور پانی بھرے ہوئے، تھے ہر شخص کے لئے اسی نبیذ میں (گھلے ہوئے) ستو کا ایک پیالہ ہوتا تھا یہاں تک کہ ہر شخص خوب شکم سیر ہو جاتا تھا۔

معن سے مروی ہے کہ ابن عمر جب کھانا تیار کرتے تھے اور ان کے پاس کوئی ذی حیثیت آدمی گذرتا تھا تو اسے نہیں بلاتے تھے ان کے بیٹے یا بھتیجے اسے بلاتے تھے اور کوئی غریب آدمی گزرتا تھا تو وہ اسے بلاتے تھے اور وہ لوگ اسے نہیں بلاتے تھے، ابن عمر کہتے تھے کہ تم لوگ اسے بلاتے ہو جو اس کی خواہش نہیں کرتا اور اسے چھوڑ دیتے ہو جو اس کی خواہش کرتا ہے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنے زادراہ کو خوش ذائقہ کرنا پسند کرتے تھے۔

یحیٰی بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ کیا ابن عمر کو باریک غلہ ملتا تھا انھوں نے کہا کہ ابن عمر مرغیاں اور چوزے اور حلواء کھاتے تھے جو پتھر کی ہانڈی میں ہوتا تھا۔ زید بن اسلم سے مروی ہے کہ فتنے کے زمانے میں کوئی امیر ایسا نہ تھا جو ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھتا... اور اپنے مال کی زکوٰۃ انھیں نہ دیتا۔

سیف المازنی سے مروی ہے کہ ابن عمر کہا کرتے تھے کہ میں فتنے میں قتال نہیں کرونگا اور جو غالب ہوگا اس کے پیچھے نماز پڑھونگا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر مکہ میں حجاج کے ساتھ نماز پڑھتے تھے جب نماز میں دیر کرتے تھے تو اس کے ساتھ آنا چھوڑ دیتے تھے اور وہاں سے روانہ ہو جاتے تھے۔

حفص بن عاصم سے مروی ہے کہ ابن عمر سے ان لوگوں کی ایک آزاد کردہ باندی کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ اللہ اس پر رحمت کرے وہ ہم لوگوں کو یہ کھانا کھلایا کرتی تھی۔

اند بن سیرین سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عمر کے پاس ایک ہتھیلی لایا تو انھوں نے پوچھا یہ کیا ہے، اس نے کہا، یہ وہ چیز ہے کہ جب آپ کھائیں گے اور اس سے آپ بے چینی ہو تو اس میں سے کچھ کھالیں، کھانا ہضم ہو جائیگا، ابن عمر نے کہا کہ میں نے چار مہینے سے کھانے سے اپنا پیٹ نہیں بھرا۔

نافع سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عمر کے پاس جوارش لایا۔ پوچھا یہ کیا ہے، اس نے کہا یہ کھال ہضم کرتی ہے، انھوں نے کہا ایک مہینہ ہوتا ہے میں نے کھانے سے پیٹ نہیں بھرا۔ میں اسے کیا کرونگا۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر کو مال بھیجا جاتا تھا تو وہ اسے قبول کر لیتے تھے اور کہتے تھے کہ نہ میں کسی سے کچھ مانگتا ہوں اور نہ اسے واپس کرتا ہوں جو اللہ نے عطا کیا۔

نافع سے مروی ہے کہ مختار ابن عمر کو مال بھیجتے تھے تو وہ اسے قبول کر لیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نہ کسی سے کچھ مانگتا ہوں اور نہ اسے واپس کرتا ہوں جو اللہ نے مجھے دیا۔

قعقاع بن حکیم سے مروی ہے کہ عبدالعزیز بن ہارون نے ابن عمر کو لکھا کہ اپنی حاجت مجھے لکھ بھیجئے، عبد اللہ نے لکھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ تم اپنے عیال سے (حاجت روائی) شروع کرو۔ بلند ہاتھ پست ہاتھ سے بہتر ہے میں بلند ہاتھ سوائے عطا کرنے والے (ہاتھ) کے اور پست ہاتھ سوائے مانگنے والے (ہاتھ) کے اور کچھ نہیں سمجھتا میں تمھارا سائل نہیں ہوں اور نہ اس چیز کا پھیرنے والا ہوں جو تمھارے ذریعے سے اللہ مجھے بھیجے گا۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان سے پوچھا گیا کہ عبداللہ بن عمر کو لوگوں کی حکومت کا والی بنایا جائے تو تم کیسا سمجھتے ہو، اسلم نے کہا کہ اندر یا باہر مسجد کے دروازے کا کوئی شخص قصد کرنے والا ایسا.....نہیں ہے جو عبداللہ کے والد کے عمل کا ان سے زیادہ قصد کرنے والا ہو۔ مالک بن انس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ اگر تمام امت محمد (ﷺ) سوائے دو آدمیوں کے مجھ پر (امر خلافت میں) متفق ہو جائے تو میں ان دو سے بھی قتال نہ کرونگا۔ مالک بن انس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر نے ایک شخص سے کہا کہ اگر ہم لوگوں نے قتال کیا تو دین اللہ کے لئے ہو گیا اور فتنہ نہ رہا۔ تم لوگوں نے قتال کیا تو دین غیر اللہ کے لئے ہو گیا اور فتنہ شروع ہو گیا۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ بن عفان شہید کر دیئے گئے تو لوگوں نے عبداللہ بن عمر سے کہا کہ آپ لوگوں کے سردار ہیں اور سردار کے بیٹے ہیں، آپ آمادہ ہوں تو ہم لوگوں سے بیعت لیں، انھوں نے کہا کہ واللہ اگر مجھ سے ہو سکے گا تو میری وجہ سے ایک قطرہ خون کا بھی نہ بہایا جائے گا لوگوں نے کہا کہ آپ ضرور ضرور نکلنا ہو گا ورنہ ہم آپ کو بستر پر قتل کر دیں گے انھوں نے قول اول ہی کی طرح جواب دیا حسنؒ نے کہا کہ ان لوگوں نے طمع دلائی اور خوف بھی دلایا۔ مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ یہانتک کہ وہ اللہ سے مل گئے۔

خالد بن سمیر سے مروی ہے کہ ابن عمر سے کہا گیا کہ اگر آپ لوگوں کی حکومت قائم کریں تو سب آپ سے راضی ہوں گے، جواب دیا کہ کیا تم لوگوں نے غور کیا کہ اگر مشرق میں کوئی شخص مخالفت کرے (تو کیا ہوگا) لوگوں نے کہا کہ جو شخص مخالفت کرے گا وہ قتل کیا جائے گا۔ امت کی خیر خواہی میں کسی کا قتل (گناہ) نہیں ہے۔ ابن عمر نے کہا واللہ اگر امت محمد ﷺ نیزے کا دستہ لے اور اسکی انی سے کسی مسلمان کو قتل کرے ساری دنیا میرے لئے ہو جائے تو یہ مجھے پسند نہیں۔

ابوالعالیہ البراء سے مروی ہے کہ میں ابن عمر کے پیچھے چل رہا تھا لیکن انھیں معلوم نہ تھا وہ کہہ رہے تھے کہ ایک دوسرے کو قتل کر کے تلواریں اپنے کندھوں پر رکھنے والے کہتے ہیں کہ اے عبداللہ بن عمر اپنا ہاتھ (بیعت کے لئے) دیجئے۔

قطن سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عمر کے پاس آیا اور کہا کہ امت محمد ﷺ کے لئے تم سے زیادہ شر کوئی نہیں ہے۔ پوچھا کیوں، واللہ نہ میں نے ان کا خون بہایا ہے نہ انکی جماعت کو متفرق کیا اور نہ میں نے ان کے عصاء کو توڑا۔ اس نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو تو تمھارے بارے میں (خلافت کے متعلق) دو آدمی بھی اختلاف نہ کرتے۔ انھوں نے کہا کہ مجھے پسند نہیں کہ خلافت میرے پاس اس طرح آئے کہ ایک شخص ''نہیں'' کہے اور دوسرا ''ہاں''۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ بغیر تیل اور خوشبو لگائے جمعہ (کی نماز) کو نہیں جاتے تھے سوائے اس کے وہ تیل کی خوشبو حرام ہو۔

ابن عمر سے مروی ہے وہ عید کے روز خشبو لگاتے تھے ربیعہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر عطا میں تین ہزار سالا نہ پانے والوں میں تھے بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ کوئی شخص سلام میں ابن عمر پر سبقت نہیں کر سکتا تھا ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ اپنے غلاموں سے کہا کرتے تھے کہ جب تم لوگ مجھے خط لکھا کرو تو اپنے نام سے شروع کیا کرو اور وہ بھی جب لکھتے تھے تو اپنے پہلے کسی نام سے شروع نہیں کرتے تھے کیونکہ یہی سنت ہے
نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر خیبر میں اپنے غلاموں کو لکھ کر حکم دیتے تھے کہ وہ لوگ جب ان کو خط لکھیں تو اپنے نام سے شروع کریں میمن بن مہران سے مروی ہے کہ ابن عمر نے عبدالملک بن مروان کو خط لکھا اور اپنے نام سے شروع کیا انھوں نے لکھا کہ، امابعد. فا لـله لاالہ الا ھو لیجمعنکم امی یو م القیا مت لاریب فیہ امی آخر لا یۃ (اللہ کہ جس سوا کوئی نہیں ضرور ضرور قیامت میں تم لوگوں کو جمع کرے گا اس میں کوئی شک نہیں) مجھے معلوم ہے کہ مسلمان تمہاری تھا بیعت پر متفق ہو گئے ہیں۔

میں بھی اس میں داخل ہوں جس میں مسلمان داخل ہوئے۔ والسلام حبیب بن ابی مرزوق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عبدالملک بن مروان جو اس زمانے میں خلیفہ تھے لکھا کہ عبداللہ بن عمر کی جانب سے عبدالملک بنم مروان کو تو کسی شخص نین جو عبدالملک کے پاس تھا کہا کہ آپ کے نام سے پہلے انھوں نے اپنے نام سے (خط) شروع کیا۔ عبدالملک نے کہا کہ ابوعبدالرحمن (یعنی عبداللہ بن عمر) کی طرف سے یہ بھی بہت ہے۔
میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر جب اپنے والد کو خط لکھتے تھے تو لکھتے تھے کہ عبداللہ بن عمر کی جانب سے عمر بن الخطاب کو۔ نافع سے مروی ہے کہ میں گھر میں ابن عمر کے ب (چونہ) لگاتا تھا۔ ان کے بدن پر تہبند ہوتی تھی۔ جب میں فارغ ہو جاتا تو باہر آجاتا۔ کپڑے نیچے وہ خود لگاتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کبھی چونہ نہیں لگایا سوائے ایک مرتبہ کے انھوں نے مجھے اور اپنے مولی کو حکم دیا تو ہم دونوں ان کے لگایا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر حمام میں نہیں جاتے تھے بلکہ اپنے گھر کوٹھری میں چونہ لگاتے تھے۔
نافع سے مروی ہے کہ حمام وال ابن عمر کے (چونہ) لگاتا تھا۔ جب وہ پیڑو تک پہنچتا تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے خود لگاتے تھے۔

بکر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں ابن عمر کے ساتھ حمام کو گیا انھوں نے کوئی چیز باندھ لی اور میں نے بھی باندھ لی۔ میں اندر گیا وہ بھی میرے پیچھے پیچھے اندر گئے، دوسرا دروزہ کھول کے اندر داخل ہوا۔ وہ بھی میرے پیچھے اندر داخل ہوئے جب میں نے تیسرا دروازہ کھولا تو انھوں چند آدمیوں کو برہنہ دیکھ فورا اپنا ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیا اور کہا کہ سبحان اللہ، اسلام میں یہ امر عظیم اور سخت قبیح ہے، واپس ہوئے اپنے کپڑے پہنے اور چلے گئے۔

لوگوں نے حمام کے مالک سے کہا تو اس نے لوگوں کو نکال دیا۔ حمام کو دھویا، انھیں بلا بھیجا اور کہا کہ اے ابوعبدالرحمن حمام میں کوئی نہیں ہے۔ وہ آئے میں بھی ساتھ تھا میں اندر گیا وہ بھی میرے پیچھے پیچھے داخل ہوئے۔ میں دوسری کوٹھری میں داخل ہوا، وہ بھی میرے پیچھے پیچھے اندر داخل ہوئے پھر میں تیسری کوٹھر میں داخل ہوا تو وہ بھی اس میں داخل ہوئے۔ جب انھوں نے پانی کو چھوا تو اسے سخت گرم پایا۔ کہا کہ وہ گھر سب سے برا ہے جس سے حیا چھین لی جائے اور سب سے اچھا وہ گھر ہے کہ جو یاد کرنا چاہے تو اسے یاد کرے۔ ابی کثیر دینار سے مروی ہے کہ ابن عمر بیمار ہوئے تو ان سے حمام کی تعریف کی گئی وہ اس میں تہبند کے ساتھ داخل ہوئے اتفاق سے انھوں نے برہنہ لوگوں کو دیکھا تو منہ پھیر لیا اور کہا کہ مجھے باہر لے چلو۔

سکین بن عبدالعزیز العبدی سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن عمر کے پاس گیا تو ایک لنڈی ان کے بال مونڈ رہی تھی انھوں نے کہا کہ چونا کھال کو نرم کرتا ہے۔

زید بن عبداللہ الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ جب نماز کو جاتے تھے تو اتنا آہستہ چلتے تھے کہ اگر چیونٹی ان کے ساتھ چلتی تو میں کہتا ہوں وہ اس سے آگے نہ بڑھتے۔ عبدالرحمن ب سعد سے مروی ہے کہ ابن عمر کے پس تھا ان کا پاؤں سن ہوگیا تو میں نے کہا اے ابوعبدالرحمن آپ کے پاؤں کو کیا ہوا۔ انھوں نے کہا کہ اس مقام سے اس کے پٹھے جمع ہیں، میں کہا کہ آپ کو جو سب سے زیادہ محبوب ہو اسے پکار لے۔ انھوں نے کہا۔ یا محمد۔ پھر اسے کھول دیا۔

ابوشعیب الاسدی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو منی میں دیکھا تو کہا۔ سر منڈا چکے تھے اور حجام ان کی باہیں منڈ رہا تھا، لوھوں انی طرف متوجہ دیکھا تو کہا کیکھو یہ سنتیں ہے میں اس آدمی ہوں جو حمام میں نہیں جاتا ایک شخص نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمن آپ حمام میں جانے سے کون روکتا ہے، کہا کہ یہ مجھے ناپسند ہے کہا کہ میرا ستر دیکھا جائے اس نے کہا کہ اس امر سے تو آپ کو صرف ایک تہبند کافی ہے انھوں نے کہا کہ مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں کسی اور کا ستر دیکھوں۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ انھوں نے اپنا سر منڈایا اور خلوق (جو زعفران وغیرہ مرکب ایک خشبوں ہے) لگایا۔

یوسف بن مابک سے مروی ہے کہ میں نے ابن نے عمر کو دیکھا کہ مردہ پر اپنا سر منڈایا اور حجام سے کہا کہ میرے بال بہت ہے جو مجھے بہت تکلیف دیتے ہیں میں چونا نہیں لگاتا ہوں اسے مونڈ دو گے اس نے کہا جی ہاں وہ کھڑا ہو کے ان کا سینہ مونڈنے لگا لوگ گردن اٹھا کے ان کی طرف دیکھنے لگے تو انھوں نے کہا، اے لوگوں یہ سنت نہیں ہے، میرے بال مجھے تکلیف دیتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنے کسی لڑکے کو گاتے سنتے تھے تو مارتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ ابن عمر نے اپنے بعض لڑکوں کے پاس اربع عشر کا کھیل پایا تو اس کے مہرے لے کے ان کے سر پر مارے۔

ابوالحجاج سے مروی ہےکہ ابن عمر نے منیٰ اپنا سر منڈایا حجام کو حکم دیا تو اس نے ان کی گردن مونڈ دی، لوگ جمع ہو کر دیکھنے لگے، انھوں نے کہا اے لوگو یہ سنت نہیں ہے میں نے حمام کو ترک کر دیا ہے کیونکہ وہ خوش عیشی ہے۔

والدہ عیسیٰ بن ابی عیسیٰ سے مروی ہے کہ ابن عمر نے مجھ سے پانی مانگا تو میں ان کے پاس شیشے میں لائی انھوں نے پینے سے انکار کیا پھر لکڑی کے پیالے میں لائی تو پی لیا۔ وضو کا پانی مانگا تو ان کے پاس تور (ایک چھوٹا سا برتن) اور طشت لائی مگر انھوں نے وضو کرنے سے انکار کیا، پھر چھوٹی سی مشک لائی تو وضو کیا۔

ایک شیخ سے مروی ہے کہ ابن عمر کے پاس ایک شاعر آیا۔ انھوں نے دو درم دیئے لوگوں نے اعتراض کیا تو کہا کہ میں اس صرف اپنی آبرو کا فدیہ دیتا ہوں۔

سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں بازار جاتا ہوں، کوئی حاجت نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ سلام کروں اور مجھے سلام کیا جائے۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ اپنا پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے بیٹھے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ جب ابن عمر نے جنگ نہاوند کی تو انھیں مرض تنفس ہوگیا۔ لہسن کو ڈورے میں پرو کے حریرے میں ڈالا اور پکانے لگے جب لہسن کا مزہ آ گیا تو لہسن پھینک دیا اور اسے پی گئے۔

نافع سے مروی ہے کہ جب کہ عبداللہ بن عمر سفر کر تے آتے تھے تو نبی ﷺ اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی قبر سے شروع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ السلام علیکم یا رسول اللہ، السلام علیک یا ابو بکرؓ۔ السلام علیک یا ابتاہ۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر جب سفر سے آتے تھے تو مسجد سے شروع کرتے تھے پھر قبر پر آ کر سلام پڑھتے تھے۔

عبداللہ بن عطا سے مروی ہے کہ ابن عمر بغیر سلام کئے ہوئے کسی پر نہیں گزرتے تھے ان کا ایک زنجی پر گزر ہوا سلام کیا تو اس نے جواب نہیں دیا۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن یہ زنجی طمطمانی ہے، پوچھا طمطمانی کیا لوگوں نے کہا کہ ابھی کشتی سے نکالا گیا ہے، کہا کہ میں اپنے گھر سے نکلتا ہوں تو صرف اس لئے کہ سلام کروں یا مجھے سلام کیا جائے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے یوم الدار (یعنی شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے دن) دو مرتبہ زرہ پہنی۔

ابی جعفر القاری سے مروی ہے کہ میں ابن عمر کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ کوئی شخص انھیں سلام کرتا تھ تو وہ جواب دیتے تھے سلام علیکم۔

واسع بن حبان سے مروی ہے کہ ابن عمر جب نماز پڑھتے تھے تو اپنی ہر چیز کو قبلہ رخ رکھنا پسند کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنا انگوٹھا بھی قبلہ رخ رکھتے تھے۔

محمد بن مینا سے مروی ہے کہ فتنے کے زمانے میں عبدالعزیز بن مروان نے ابن عمر کو مال بھیجا تو انھوں نے اسے قبول کر لیا۔

عبدالرحمن السراج نے نافع کے پاس بیان کیا کہ حسن روانہ کنگھا کرنے کو ناپسند کرتے تھے، نافع ناراض ہوئے اور کہا کہ ابن عمر دن سے دو مرتبہ تیل لگاتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کسی کی وصیت کو رد نہیں کیا اور نہ سوائے مختار کے کسی کے ہدیے کو رد کیا۔

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی پھوپی رملہ کو دو سو دینار کے ساتھ ابن عمر کے پاس بھیجا تو انھوں نے اسے قبول کر لیا اور پھوپی کے لئے دعائے خیر کی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر کو بچھو سے جھاڑا گیا اور ان کے ایک بیٹے کو بھی جھاڑا گیا انھوں نے لقوے کی وجہ سے داغ لیا۔ اپنے ایک بیٹے کو بھی لقوے کی وجہ سے داغ دیا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر مکہ سے مدینہ تین دن میں گئے یہ اس لئے کہ وہ صفیہ پر مستغیث تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ صفیہ نے ابن عمر کے پاس اسے لائیں کہ وہ کھائیں، انھوں نے مجھے بلا بھیجا میں سو گیا تھا۔ مجھے بیدار کیا اور کہا کہ بیٹھو اور کھاؤ۔

محمد سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ میں نے تین دن کے راستے پر افطار کیا اگر میں کسی راستے میں پہنچتا تو اور بڑھتا۔

ابی غالب سے مروی ہے کہ ابن عمر جب مکہ آتے تھے تو عبداللہ بن خالد بن اسید کے خاندان میں اترتے تین دن انکی مہمانی میں رہتے پھر کسی بازار کو بھیجتے اور انکی ضروریات خریدی جاتی تھیں۔

نافع سے مروی ہے کہ عام طور پر ابن عمر کی نشت اس طرح ہوتی تھی۔

نافع نے اپنا داہنا پاؤں بائیں پر رکھا۔

یحییٰ بن اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے یوم عرفہ کے روزے کو پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ابن عمر نہیں رکھتے تھے میں نے کہا کہ کیا ان کے سوا (کوئی رکھتا تھا) انھوں نے کہا کہ باعتبار شیخ ہونے کے وہی تمھیں کافی ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر قریب قریب رات کا کھانا تنہا کھاتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کہا میرا مچھلی کو دل چاہتا ہے لوگوں نے اسے بھون کر ان کے آگے رکھ دیا اور ایک سائل آیا تو انھوں نے حکم دیا اور وہ اسے دے دی گئی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر ایک مرتبہ علیل ہو گئے تو ان کے لئے چھ درم میں چھ یا سات انگور خرید کے دئے گئے۔ ایک سائل آیا تو انھوں نے اسے (دینے کا) حکم دیا لوگوں نے کہا کہ ہم اسے دیدیں گے۔ مگر انھوں نے انکار کیا بعد کو ہم نے یہ انگور اس سائل سے خرید لئے۔

عبداللہ بن مسلم برادر زہری سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ انھوں نے راستے میں ایک کھجور پائی اسے لے کے کچھ حصہ دانت سے کترا، ایک سائل کو دیکھا تو وہ اسے دیدی۔

سالم بن عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ ان کے والد نے کہا کہ اسلام کے بعد مجھے اس سے زیادہ کسی بات کی خوشی نہ تھی کہ میرے قلب نے ان مختلف نفسانی خواہشوں سے کچھ نہ پیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر نے پوچھا کہ تمھیں معلوم ہے کہ میں نے اپنے

بیٹے کا نام سالم کیوں رکھا۔ میں نے کہا نہیں انھوں نے کہا سالم مولائے ابوحذیفہ کے نام پر۔ پوچھا کہ تمھیں معلوم ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کا نام واقد کیوں رکھا میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا کہ عبداللہ بن رواحہ کے نام پر۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر کی شان یہ تھی کہ اپنے کپڑوں کے متعلق حکم دیتے تھے تو ہر جمعہ کو دھوئی دی جاتی تھی۔ جب حج یا عمرے کے لئے مکہ کی روانگی کا وقت ہوتا تھا تو حکم دیتے تھے کہ ان کے کپڑوں کو دھوئی نہ دیں۔

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ حجاج لوگوں کوخطبہ سناتا تھا حالانکہ ابن عمر مسجد میں ہوتے تھے اس نے لوگوں کوخطبہ سنایا اور شام کردی تو ابن عمر نے پکارا کہ اے شخص نماز کا وقت ہے بیٹھ جا۔ دوبارہ پکارا کہ بیٹھ جاؤ تیسری مرتبہ اسے پکارا کہ بیٹھ جاؤ، چوتھی مرتبہ لوگوں سے کہا ہے کہ کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر میں اٹھ کھڑا ہوں تو تم بھی اٹھ کھڑے ہوگے، لوگوں نے کہا جی ہاں، وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ نماز کا وقت ہے اے حجاج میں تجھ میں اسکی حاجت نہیں دیکھتا۔

حجاج منبر سے اترا، نماز پڑھی، پھر انھیں بلایا اور کہا کہ آپ نے جو کچھ کیا اس پر کس نے برانگیختہ کیا انھوں نے کہا کہ ہم صرف نماز کے لئے آتے ہیں نماز کا وقت ہو جائے تو اس وقت پر نماز پڑھا کر اس کے بعد جو بکواس چاہے کر۔

ابوعبدالملک مولائے ام مسکین عاصم بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ وہ برآمد ہوئے اور کہنے لگے، السلام علیکم، السلام علیکم ایک زنجی پر گزرے اور کہا اے حبشی السلام علیک، ایک آراستہ لڑکی دیکھی وہ ان کی طرف دیکھنے لگی تو کہا کہ بڑے بوڑھے کی طرف کیا دیکھتی ہے جس کو لقوے نے مارا ہے اور جس سے دونوں اچھی چیزیں جا چکی ہیں۔

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے انگور کی خواہش کی، اپنے متعلقین سے کہا کہ میرے لئے انگور خریدو، لوگوں نے انگور کا ایک خوشہ خریدا اور افطار کے وقت لایا گیا ایک سائل بھی دروازے پر پہنچ گیا انھوں نے کہا کہ اے لڑکی یہ خوشہ اس سائل کو دیدے، بیوی نے کہا کہ سبحان اللہ وہ چیز جس کی تم نے خواہش کی ہے ہم سائل کو دیدیں سائل کو وہ چیز دیتے ہیں۔ جو اس سے افضل ہے انھوں نے کہا کہ اے لڑکی یہ خوشہ اسے دیدے لڑکی نے وہ خوشہ سائل کو دیدیا۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ابن عمر نے ایک غلام کو اپنی والدہ پر وقف کیا بازار میں ایک دودھ دینے والی بکری دیکھی جو فروخت کی جا رہی تھی غلام سے کہا کہ میں اس بکری کو تمھارے حصہ سے خریدتا ہوں انھوں نے اسے خرید لیا۔ دودھ سے افطار کرنا انھیں پسند تھا۔ افطار کے وقت اس بکری کا دودھ لایا گیا اور ان کے آگے رکھا گیا تو کہا کہ دودھ بکری کا ہے بکری غلام کے حصے سے ہے اور غلام میری ماں پر وقف ہے اسے اٹھا لو مجھے اسکی حاجت نہیں۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ ابن عمر کے پاس مٹی کا ایک برتن لایا گیا انھوں نے اس سے وضو کیا، میرا خیال ہے کہ وہ اپنے اوپر (کسی کے ذریعے سے) پانی ڈالنے کو ناپسند کرتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ میں نے جمعہ کے دن مدینہ میں ابن عمر کے لئے دو چادروں کو دھونی دی انھوں نے وہ چادریں اس روز استعمال کیں پھر حکم دیا تو دونوں اٹھا کر رکھ دی گئیں دوسرے دن مکہ روانہ ہوئے۔ جب مکہ میں

داخل ہونے کا ارادہ کیا تو چادروں کو منگایا ان میں خوشبو محسوس کی تو استعمال کرنے سے انکار کیا۔ دونوں چادروں کا جوڑا (حلہ برود) تھیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر احرام، دخول مکہ اور وقوف عرفہ کے لئے غسل کرتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ تم لوگ اپنا تہائی کا حصہ اختیار کرو۔

قزعہ سے مروی ہے کہ ابن عمر کو ہروی کپڑے بطور ہدیہ دیئے گئے تو انھوں نے واپس کر دیئے اور کہا کہ ہمیں ان کے استعمال سے صرف تکبر کا خوف مانع ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے اپنی چھوٹی لڑکی کو پیار کیا، پھر کلی کی۔

نافع سے مروی ہے ابن عمر ایک ہی وضو سے سب نمازیں پڑھا کرتے تھے ابن عمر نے کہا کہ مجھے والد سے ایک تلوار میراث میں ملی ہے جسے وہ بدر میں لے گئے تھے ان کے نیام کی شام میں بہت ہی چاندی ہے۔

ابی الوازع سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر سے کہا کہ لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک اللہ آپ کو ان کے لئے باقی رکھے گا۔ وہ ناراض ہوئے اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم عراق ہو تمھیں کس نے بتایا کہ تمھاری ماں کا بیٹا ان پر اپنا دروازہ بند نہ کرے گا۔

زید زید بن اسلم سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے ابن عمر کے پاس بھیجا۔ میں نے انھیں بسم اللہ الرحمن الرحیم، امابعد لکھتے دیکھا۔

محمد سے مروی ہے کہ ابن عمر کے پاس کسی شخص نے لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم فلاں شخص کے لئے انھوں نے کہا کہ بس کر داللہ کا نام اسی کے لئے ہے۔ یوسف بن ماہک سے مروی ہے کہ ابن عمر کے ساتھ عبید بن عمیر کے پاس گیا۔ چنانچہ ساتھیوں سے باتیں کر رہے تھے میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ انکی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی۔ ''**فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید**'' (پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت کے گواہ کو لائیں گے) یہاں تک کہ انھوں نے آیت ختم کی، ابن عمر رونے لگے، اتنا روئے کہ داڑھی اور گریبان آنسوؤں سے تر ہو گیا۔ عبداللہ نے کہا کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو ابن عمر کے پہلو میں تھا کہ میں نے ارادہ کیا کہ اٹھ عبید بن عمیر کے پاس جاؤں اور ان سے کہوں کہ اپنی بات روکو کیونکہ تم نے اس شیخ کو اذیت پہنچائی ہے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو عاص کے پاس دیکھا کہ اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے، دونوں ہاتھ شانوں کے برابر (اونچے) تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے آذربیجان میں چھ مہینے قیام کیا وہاں انھیں برف نے روکا تھا۔ نماز میں قصر کرتے تھے۔

سالم (ابی النضر) سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر کو سلام کیا تو انھوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ آپ کا ہم نشین ہے انھوں نے کہا کہ یہ کیا ہے تمھاری آنکھوں کے درمیان کیا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اور ابو بکرؓ ان کے بعد عمرؓ و عثمانؓ کی صحبت پائی، ہم نے اس جگہ یعنی اس کی دونوں آنکھو کے درمیان کوئی شے دیکھی تھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رجب کا عمرۃ ترک نہیں کرتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے اپنے مکان کو اسطرح وقف کیا کہ وہ بیع نہ کیا جائے نہ ہبہ کیا جائے اور انکی اولاد میں سے جو شخص اس میں رہے نہ اسے اس میں سے نکالا جائے اس کے بعد ابن عمر نے اس میں سکونت کی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر یہودیوں پر گزرے ان لوگوں کو سلام کیا۔ تو کہا گیا یہ لوگ تو یہودی ہیں انھوں نے ان لوگوں سے کہا کہ میرا اسلام مجھے واپس کردو۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر کے لئے جب کوئی شخص اپنی مجلس سے کھڑا ہوتا تھا تو وہ اس مجلس میں نہیں بیٹھتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر ککڑی اور خربوزہ ناپسند کرتے تھے وہ اس وجہ سے اسے نہیں کھاتے تھے کہ اس میں نجاست (پانس) ڈالی جاتی تھی۔

نافع مولائے ابن عمر سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کسی چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنی انگلیاں کانوں پر رکھ لیں اور سواری کو راستے سے پھیرلیا۔ کہتے جاتے تھے کہ اے نافع کیا تم سنتے ہو، میں... کہتا تھا، جی ہاں وہ چلتے رہتے تھے یہانتک کہ میں نے کہا کہ نہیں تو انھوں نے اپنے ہاتھ کانوں سے ہٹائے راستے کی طرف پلٹ آئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اسی طرح کیا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ جب زید یمامہ میں شہید ہوئے تو عمرؓ بن الخطاب نے ان کا مال ان کے وارثوں کو دے دیا۔ نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمر زید سے قرض لیتے تھے اور اپنے لئے قرض مانگتے تھے اور جہاد میں اس سے ان لوگوں کے لئے تجارت کرتے تھے۔

معاویہ بن ابی مزرو سے مروی ہے کہ میں ہر شنبے کی صبح کو ابن عمر کو قباء کی طرف اس طرح پیادہ جاتے دیکھا کہ جوتے ان کے ہاتھ میں ہوتے تھے وہ عمر بن ثابت الختواری پر گزرتے تھے جو شاخ کنانہ میں سے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ اے عمرو ہمارے ساتھ چلو پھر دونوں پیادہ جاتے تھے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ سفر کرتا تھا۔ جس کام کی وہ طاقت رکھتے تھے خود کرتے، ہمارے سپرد نہ کرتے، میں نے انھیں دیکھا ہے کہ میری اونٹنی کو تھام لیتے کہ میں سوار ہو جاؤں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نرد (چوسر) اور اربع عشر (ایک کھیل جس میں چودہ مہرے ہوتے) کو توڑ ڈالتے تھے۔

الاوزاعی سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ جب سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی آج تک نہ اسے توڑا، نہ بعدلا، نہ کسی فتنے والے سے بیعت کی اور نہ کسی مومن کو اسکی خواب گاہ سے جگایا۔

میمون سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ میں نے اپنا ہاتھ روکا اور شرمندہ نہیں ہوا۔ حق پر قتال کرنے والا افضل ہے۔

میمون سے مروی ہے کہ ابن عمر نے سورۃ البقر چار سال میں سیکھی۔

میمون سے مروی ہے کہ معاویہؓ نے عمرو بن العاصؓ سے خفیہ تدبیر کی وہ چاہتے تھے کہ ابن عمر کو دل کا حال معلوم کریں کہ وہ قتال چاہتے ہیں یا نہیں انھوں نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمن آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ آپ نکلیں اور ہم

لوگ آپ سے بیعت کریں آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور امیر المومنین کے فرزند ہیں، آپ ہی اس امر (خلافت) کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ پوچھا تم جو کچھ کہتے ہو سب لوگ اس پر متفق ہیں۔ معاویہؓ نے کہا جی ہاں سوائے ایک بہت ہی قلیل جماعت کے۔ ابن عمر نے کہا سوائے ہجر کے تین کافروں کے اگر کوئی باقی نہ رہے جب بھی مجھے اسکی حاجت نہیں۔

معاویہؓ نے معلوم کر لیا کہ ابن عمر قتال نہیں چاہتے، پوچھا، کیا آپ کی رائے ہے کہ آپ اس شخص سے بیعت کر لیں جس پر قریب قریب سب لوگ متفق ہو گئے اور وہ آپ کے لئے زمینوں اور اموال میں سے اتنا لکھ دے کہ اس کے بعد نہ آپ محتاج ہوں نہ آپ کی اولاد انھوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے میرے پاس سے نکل جاؤ، پھر میرے پاس نہ آنا۔ تم پر افسوس ہے۔ میرا دین نہ تمھارا دینار ہے اور نہ تمھارا درم میں آرزو کرتا ہوں کہ دنیا سے اس طرح جاؤں کہ میرا ہاتھ سفید وصاف ہو جائے۔

میمون سے مروی ہے کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ ابن عمر (کھانے) کی دعوت پر (لوگوں کو) جمع کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ ایک مرتبہ کے سوا انھوں نے نہیں کیا، اونٹنی تھک گئی، تو انھوں نے اسے ذبح کیا۔ مجھ سے کہا کہ اہل مدینہ پاس جمع کرو۔ میں نے کہا، اے سبحان اللہ۔ آپ کس چیز پر لوگوں کو جمع کرتے ہیں حالانکہ آپ کے پاس ایک روٹی بھی نہیں ہے۔ کہا اے اللہ مغفرت کر، تم کہو کہ یہ شوربا ہے اور یہ گوشت ہے پھر جو چاہے گا کھائے گا...اور جو چاہے گا چھوڑے گا۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں ابن عمر کے پاس گیا۔ ہر چیز کی قیمت کا اندازہ کیا جو ان کے گھر میں تھی۔ بستر یا لحاف یا فرش اور ہر وہ چیز جو ان کے بدن پر تھی میں نے اسے سو درم کے برابر بھی نہ پایا۔ دوسری مرتبہ پھر ان کے پاس گیا تو میں نے اسے اتنا بھی نہ پایا کہ میرے اس طیلسان (لباس) کے برابر ہوتا۔

ابوالملیح نے کہا کہ میمون کی جس وقت وفات ہوئی تو ان کا طیلسان ان کی میراث میں سو درم کو فروخت کیا گیا۔ طیلسان کردی لباس تھے کہ اسے تمیں برس تک پہنتے تھے پھر الٹ لیتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر ہر شب اپنے گھر والوں کو ایک بڑے پیالے میں مدعو کرتے تھے۔ بسا اوقات وہ کسی مسکین کی آواز سنتے تھے تو اپنے حصہ کا گوشت روٹی اس کے پاس لے جاتے ان کے واپس آنے تک جو کچھ پیالے میں ہوتا تھا اس سے لوگ فارغ ہو جاتے تھے، پھر اگر تم اس میں کچھ پاتے تو وہ بھی، پھر اس حالت میں صبح کرتے تھے کہ روزہ دار ہوتے تھے۔

حبیب بن ابی مرزوق سے مروی ہے کہ ابن عمر نے مچھلی کی خواہش کی تو ان کے لئے ان کی بیوی کی صفیہ نے تلاش کی۔ مچھلی مل گئی تو اسے بہت اچھی طرح طیار کیا اور ان کے پاس بھیجی، ابن عمر نے دروازے پر ایک مسکین کی آواز سنی تو کہا کہ یہ مچھلی اسے دیدو صفیہ نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتی ہوں کہ آپ اس میں سے کچھ بھی واپس کریں۔ انھوں نے کہا کہ یہ اس مسکین کو دے دو۔ صفیہ نے کہا کہ ہم لوگ اس مچھلی کے عوض اسے راضی کر لیں گے کہا کہ تم لوگ جانو لوگوں نے مسائل سے کہا کہ ابن عمر کو اس مچھلی کی خواہش ہے۔ اس نے کہا کہ واللہ مجھے بھی اسکی خواہش ہے مسائل اسکی قیمت میں کمی بیشی کرنے لگا۔ یہاں تک کہ انھوں نے ایک دینار دیا۔ صفیہ نے کہا کہ ہم لوگوں نے سائل کو راضی کر لیا۔

انھوں نے سائل سے کہا کہ کیا تمھیں لوگوں نے راضی کرلیا ہے اور تم راضی ہو گئے ہو اور قیمت لے لی ہے اس نے کہا جی ہاں، ارشاد ہوا، یہ مچھلی اسی کو دے دو۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ ابن عمر اس شعر کو مثل کے طور پر پڑھا کرتے تھے۔

یحب الخمر من مال الندامیٰ ویکرہ ان تفارقہ الفلوس

(وہ اپنے ہم نشینوں کے خرچ سے شراب پینا چاہتا ہے۔ اسے یہ مکروہ گزرتا ہے
کہ پیسے اس سے جدا ہو جائیں)

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ابن عمر کی بیوی پر ابن عمر کے بارے میں عتاب کیا گیا کہ تم اس شیخ کے ساتھ مہربانی نہیں کرتیں۔ انھوں نے کہا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ جو کھانا تیار کیا جاتا ہے وہ کسی کو بلا لیتے ہیں۔ بیوی نے مساکین کی ایک جماعت کو بلا بھیجا جو ابن عمر کو مسجد سے نکلنے کے راستے پر بیٹھتے تھے۔ انھیں کھانا کھلا دیا اور کہا کہ ابن عمر کے راستے پر نہ بیٹھنا۔ ابن عمر اپنے گھر آئے اور کہا کہ فلاں اور فلاں کو بلاؤ، بیوی ان لوگوں کو کھانا بھیج چکی تھیں اور کہہ دیا تھا کہ اگر ابن عمر تمھیں بلائیں تو ان کے پاس نہ آنا۔ ابن عمر نے کہا کہ تم لوگوں نے یہ چاہا کہ میں رات کا کھانا نہ کھاؤں۔ انھوں نے اس رات کو کھانا نہیں کھایا۔

عطاء مولائے ابن سباع سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دو ہزار درم قرض دیئے تھے انھوں نے دو ہزار درم بھیجے۔ میں نے وزن کیا تو دو سو زائد تھے۔ خیال ہوا کہ شاید ابن عمر مجھے آزماتے ہیں۔ میں نے کہا اے عبدالرحمن وہ تو دو سو درم زائد ہیں۔ انھوں نے کہا وہ تمھارے لئے ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر کو اپنے مال میں جب کوئی چیز زیادہ پسند آئی تو اسے اپنے رب کے لئے قربانی کر دیتے تھے ایک شب میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ ہم لوگ حجاج تھے ابن عمر رات کو اپنے نفیس اونٹ پر روانہ ہوئے جو انھوں نے مال کے عوض لیا تھا جب انھیں اس کا رات کا چلنا پسند آیا اور اس کا بٹھانا اچھا معلوم ہوا تو اس سے اترے اور کہا اے نافع تم اس کی نکیل اور کجاوہ اتار لو۔ جھول ڈال دو اور شعار کردو (اشعار یہ ہے کہ اسے ہار پہنا دیا جائے یا اس کے کوہان سے خون نکال دیا جائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ حرم کی قربانی کے لئے ہے) اور قربانی کے اونٹوں میں داخل کر دو۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر کی ایک جاریہ (لونڈی) جب اس کے ساتھ ان کی پسندیدگی بہت بڑھ گئی تو اسے آزاد کر دیا اور اپنے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سے اس کا نکاح کر دیا۔ محمد بن یزید نے کہا کہ وہ نافع ہی تھے (جن سے انھوں نے اس کا نکاح کیا) اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ نافع نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ اس لڑکے کو لے کے پیار کرتے اور کہتے کہ فلاں عورت کی خوشبو کیسی اچھی ہے یعنی اس جاریہ کی جسے انھوں نے آزاد کیا تھا۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر اپنے غلاموں میں سے کسی کو دیکھتے تھے جو انھیں اچھا معلوم ہوتا تھا تو اسے آزاد کر دیتے تھے۔ غلاموں کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی تھی۔ میں نے ان کے غلام...... کو دیکھا کہ بسا اوقات بھاگتا ہوا گیا اور مسجد میں رہ گیا جب انھوں نے اسے اچھی حالت پر دیکھا تو آزاد کر دیا۔ ان کے حباب کہتے تھے کہ واللہ اے ابوعبدالرحمن وہ لوگ صرف آپ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ عبداللہ کہتے تھے کہ جو ہمیں اللہ کے ذریعے سے دھوکا

دے گا ہم اس سے دھوکا کھائیں گے۔

نافع سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوا، انھوں نے سجدہ کیا تو سجدے میں یہ کہتے سنا کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ اگر ہمیں تیرا خوف نہ ہوتا تو ہم اپنی قوم قریش سے اس دنیا کے بارے میں باہم لڑ جاتے۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کو عروہ بن الزبیرؓ نے طواف میں پایا تو اپنے ساتھ ان کی بیٹی کا پیام دیا مگر ابن عمر نے کوئی جواب نہ دیا، عروہ نے کہا کہ میری رائے میں انھوں نے اس امر کی موافقت نہیں کی جو میں نے ان سے طلب کی، لامحالہ میں اس معاملے میں ان سے دوبارہ کہوں گا۔

نافع نے کہا ہم لوگ عروہ سے پہلے مدینہ آ گئے اور ہمارے بعد وہ آئے ابن عمر کے پاس گئے سلام کیا تو ان سے ابن عمر نے کہا کہ تم نے طواف میں میری بیٹی کا ذکر کیا حالانکہ ہم لوگ اللہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے تھے یہی امر تھا جس نے مجھے اس معاملے میں جواب دینے سے باز رکھا، جو چیز تم نے طلب کی تھی اس میں تمھاری کیا رائے ہے۔ کیا اب بھی اسکی حاجت ہے، عروہ نے کہا کہ اس وقت سے زیادہ میں کبھی اس پر حریص نہ تھا۔

ابن عمر نے مجھ سے کہا کہ لڑکی کے دونوں بھائیوں کو بلاؤ۔ عروہ نے بھی کہا کہ زبیر کے لڑکوں میں سے جسے پانا بلا لانا۔ ابن عمر نے کہا ہمیں ان لوگوں کی ضرورت نہیں، عروہ نے کہا اچھا تو ہمارے موالی، فلاں (کو بلا یا جائے) ابن عمر نے کہا کہ یہ تو بہت بعید ہے۔

لڑکی کے دونوں بھائی آ گئے تو ابن عمر نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا کہ یہ عروہ ہیں جوان لوگوں میں سے ہیں جنھیں تم دونوں پہچانتے ہو۔ انھوں نے تمھاری بہن سودہ کا ذکر کیا ہے۔ میں ان سے اس عہد پر نکاح کرتا ہوں جو اللہ نے عورتوں کے لئے مردوں سے لیا۔ ہے کہ یا تو نیکی کے ساتھ نکاح میں رکھنا یا احسان کے ساتھ طلاق دے کر آزاد کر دینا اور اس پر مہر پر نکاح کرتا ہوں جس سے مرد عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کر لیتے ہیں، اے عروہ اس قسم کے عہد پر تم راضی ہو؟ انھوں نے کہا جی ہاں۔ انھوں نے کہا میں نے تم سے اللہ کی برکت پر اس کا نکاح کر دیا۔

عروہ نے ولیمہ کیا تو عبداللہ بن عمرؓ کو بھی بلا بھیجا۔ وہ آئے اور کہا کہ اگر تم مجھ سے کل شام کو کہہ دیتے تو میں آج روزہ نہ رکھتا۔ اب تمھاری کیا رائے ہے بیٹھوں یا واپس جاؤں انھوں نے کہا۔ نیکی کے ساتھ واپس جائیے، ابن عمر واپس چلے گئے۔ نافع سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر سے کوئی مسئلہ پوچھا تو ابن عمر نے اپنا سر جھکا لیا۔ اور اسے پسند نہیں کیا۔ لوگوں کو گمان ہوا کہ انھوں نے مسئلہ نہیں سنا، دوبارہ عرض کی، اللہ آپ پر رحمت کرے کیا آپ نے میرا مسئلہ نہیں سنا، انھوں نے کہا کیوں نہیں تم لوگوں کا خیال یہ ہے کہ جو کچھ ہم سے سوال کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے ہم سے نہیں پوچھے گا اللہ تم پر رحمت کرے ہمیں اتنی مہلت دو کہ مسئلہ سمجھ لیں۔ اگر ہمارے پاس اس کا جواب ہوگا تو تمہیں بتا دیں گے ورنہ آگاہ کر دیں گے کہ ہمیں اس کا علم نہیں۔

عاصم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابن عمر کو بغیر اس کے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے نہیں سنا انکی آنکھیں رونے میں سبقت کرتی تھیں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں ابن عمر کے ساتھ تھا۔ لوگ انھیں سلام کرنے لگے۔ اپنے گھوڑے تک پہنچے تو مجھ سے کہا کہ اے مجاہد لوگ مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ اگر میں انھیں سونا چاندی دیتا تب بھی محبوبیت میں نہ بڑھتا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر کے ذمے چند درہم تھے، انھوں نے اس سے زیادہ کھرے ادا کیے۔ اس شخص نے جس کو ادا کیے تھے کہا کہ یہ میرے درموں سے بہتر ہیں، انھوں نے کہا مجھے معلوم ہے لیکن میرا دل اسی سے خوش ہے۔ ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب ابن زبیر کا زمانہ ہوا تو کھجوریں لٹائی گئیں، ہم نے بھی خریدیں، اور سرکہ بنایا، والدہ نے ابن عمر کو بھیجا، میں نے بھی قاصد کے ساتھ گیا تو ابن عمر نے دریافت کر کے کہا کہ اسے گرا دو۔

یوسف بن مالک بن ماہک سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو عبید بن عمیر کے پاس دیکھا کہ عبید قصہ بیان کر رہے تھے اور ابن عمر کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

عاصم بن ابی النجود سے مروی ہے کہ مروان نے ابن عمر سے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم بیعت کریں گے۔ آپ عرب کے سردار ہیں اور سردار کے فرزند ہیں، ابن عمر نے کہا کہ میں اہل مشرق کے ساتھ کیا کروں اس نے کہا کہ انھیں اتنا ماریئے کہ وہ بیعت کرلیں ابن عمر نے کہا واللہ، مجھے اگر میرے لئے ستر سال تک سلطنت ہو اور ایک شخص بھی بقتل کیا جائے تو مجھے پسند نہیں۔

مروان کہتا تھا:

انی اری فتنة تغلی مراجلها والملک بعد ابی لیلی لمن غلبا

(میں فتنے کو دیکھتا ہوں کہ اس کی دیگیں ابل رہی ہیں۔ اور ابولیلی (معاویہ) کے بعد سلطنت اس شخص کے لئے ہوگی جو غالب آئے گا)

ابولیلی معاویہ بن یزید بن معاویہ تھے، اپنے والد یزید کے بعد چالیس شب تک خلیفہ رہے یزید نے اپنی زندگی ہی میں لوگوں سے ان کے لئے بیعت لی تھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن الزبیر، خوارج اور خشبیہ کے زمانے میں ابن عمر سے پوچھا گیا کہ آپ اس گروہ اور اس گروہ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں حالانکہ یہ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ جو شخص حی علی الفلاح (فلاح کے لئے آؤ) کہے گا اسے میں جواب دونگا اور جو شخص کہے گا کہ اپنے برادر مسلم کے قتل کو اور اس کا مال لوٹنے کو آؤ تو میں کہونگا کہ نہیں۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ غزوہ عراق میں ایک دیہاتی سے جنگ کی اور اسے قتل کر کے سامان لے لیا جو انھیں کے سپرد کر دیا گیا۔ وہ اپنے والد کے پاس آئے اور اسے ان کے سپرد کر دیا۔

حبیب بن الشہید سے مروی ہے کہ نافع سے پوچھا گیا کہ ابن عمر اپنی منزل میں کیا کرتے تھے انھوں نے کہا کہ وہ جو کام کرتے تھے اس کی دوسروں کو طاقت نہیں۔ ہر نماز کے لئے وضو اور ہر وضو اور نماز کے درمیان قرآن پڑھا کرتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی نہ میں نے کوئی اینٹ اینٹ پر رکھی اور نہ کوئی کھجور کا درخت بویا۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ ابن عمر نے ارادہ کیا کہ نکاح نہ کریں، حفصہ نے کہا کہ نکاح کرو۔ اگر بچے مر جائیں گے تو تمھیں ان کے ذریعہ سے ثواب ملے گا اور زندہ رہیں گے تو اللہ سے تمہارے لئے دعا کریں گے۔

عمرو بن یحییٰ اپنے دادا سے روایت کی کہ ابن عمر سے کچھ پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ وہ

شخص پلٹا تو اپنے آپ سے کہا کہ اچھا ہوا کہ ابن عمر نے اپنی لاعلمی ظاہر کردی۔

ابن عون سے مروی ہے کہ ابن عمر کو معاویہ سے کچھ ضرورت تھی تو ان کو لکھنے کا ارادہ کیا اور اپنے نام سے شروع کیا لوگ ان کے ساتھ رہے۔ یہاں تک لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم معاویہ کی جانب۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ میں بازار میں اس لئے جاتا ہوں کہ میں سلام کروں اور مجھے سلام کیا جائے اس کے سوا کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

کثیر بن بناتہ الحدانی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بصرے سے ابن عمر کے پاس ہدیے کے آیا تو انھوں نے قبول کرلیا۔ ان کے موالی سے پوچھا کہ آیا وہ خلافت طلب کرتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ نہیں وہ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ بزرگ ہیں۔ راوی نے کہا کہ میں نے انھیں روزے کی حالت میں دو گیروے میں رنگی ہوئی چادروں میں اس طرح دیکھا کہ ان پر (وضو یا غسل کے لئے) پانی ڈالا جارہا تھا۔

نافع سے مروی ہے کہ ایک روز ابن عمر نے پانی مانگا تو شیشے پانی لایا گیا انھوں نے دیکھا تو نہیں پیا۔

جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں سالم کے پاس تھا، انھوں نے پانی مانگا پانی ایسے پیالے میں لایا گیا جس میں چاندی کا ملمع تھا جب انھوں نے اسکی طرف بڑھایا تو اسے دیکھ کر اپنا ہاتھ روک لیا۔ اور نہیں پیا۔ میں نے نافع سے پوچھا کہ ابو عمر کو پانی پینے سے کیا چیز روکتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ وہ بات جو انھوں نے چاندی کا کئے ہوئے برتن کے بارے میں اپنے والد سے سنی ہے، میں نے کہا کہ کیا ابن عمر چاندی کے ملمع کئے ہوئے برتن میں نہیں پیتے تھے، وہ ناراض ہوئے اور کہا کہ ابن عمر کے ملمع کئے ہوئے برتن میں پئیں گے؟ واللہ ابن عمر تو پتیل میں وضو نہیں کرتے تھے کہا کہ کیتلی اور لکڑی کے پیالوں میں۔

حنتف بن السجیف سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر سے پوچھا کہ ابن الزبیر سے بیعت کرنے میں کونسا امر مانع ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بیعت کے سوائے (کھیل) کے اور کچھ نہیں پایا۔ تم جانتے ہو کہ، کیا تم نے بچے کو نہیں دیکھا کہ وہ پاخانہ پھرتا ہے اور پاخانہ پھرنے میں اپنے ہاتھ رکھتا ہے تو اسکی ماں کہتی ہے کہ ققہ۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ اس فتنے میں ہماری مثال اس قوم کی سی ہے جو اس راہ پر چل رہی ہو جسے وہ جانتے ہوں، اس حالت میں تھے کہ ابر و تاریکی نے گھیر لیا۔ بعض نے داہنی سمت اختیار کی اور بعض نے بائیں، وہ راستہ بھول گئے، ہم نے جب یہ حالت دیکھی تو کھڑے ہوگئے، تاریکی دور ہوگئی۔ پہلا راستہ نظر آیا۔ اسے پہچان کر اختیار کرلیا۔

قریش کے یہ نوجوان اس سلطنت اور اس دینار پر باہم کشت وخون کرتے ہیں، واللہ میں اپنے ایک جوتے کے برابر بھی اس چیز کے ہونے کی پروا نہیں کرتا جس میں بعض لوگ بعض کو قتل کریں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر فتح مکہ میں آئے تو بیس برس کے تھے۔ ایک سرکش گھوڑے پر سوار تھے، پاس بھاری نیزہ تھا جسم پر ایک چھوٹی سی چادر تھی جس کے سرے سنبھلتے نہ تھے نبی ﷺ نے دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے کی وجہ سے علیحدہ ہیں۔ تو فرمایا عبداللہ ہیں: عبداللہ۔ یعنی آپ نے انکی تعریف فرمائی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر فتح مکہ میں جس وقت آئے تو بیس سال کے تھے۔

موسیٰ المعلم سے مروی ہے کہ کسی دعوت میں ابن عمر..... بلائے گئے تو ایک فرش پر بیٹھ گئے جس پر گلابی رنگ

کا کپڑا تھا۔ دستار خوان تو انھوں نے بسم اللہ کہ کر اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور کہا کہ میں روزے سے ہوں اور دعوت کے لئے حق ہے۔

یحییٰ البکا سے مروی ہے کہ ابن عمر کو ایک تہبند اور ایک چادر میں نماز پڑھتے دیکھا اپنے دونوں ہاتھوں کو اس طرح کرتے تھے (ابوجعفر راوی اپنا ہاتھ بغل میں داخل کرتے تھے) اور انگلی کو اس طرح کرتے تھے، ابوجعفر نے اپنی انگلی ناک میں داخل کی۔

قزعۃ العقیلی سے مروی ہے کہ ابن عمر کو سردی محسوس ہوئی۔ حالانکہ احرام باندھے ہوئے تھے انھوں نے کہا کہ مجھے چادر اڑھا دو، میں نے چادر اڑھا دی بیدار ہوئے تو اس کی خوبصورتی اور دھاریوں کو دیکھنے لگے، دھاریاں ریشم کی تھیں انھوں نے کہا کہ اگر یہ نہ ہوتا تو کوئی حرج نہ تھا۔ نافع سے مروی ہے کہ میں نے بسا اوقات ابن عمر پر پانچ سو درم قیمت کی دھاری چادر دیکھی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ لسر (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) پہنتے تھے لیکن کسی لڑکے کے بدن پر دیکھتے تھے تو منع بھی نہیں کرتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ گیرہ کا رنگا ہوا لباس بھی پہنتے تھے اور زعفران کا رنگا ہوا بھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر تالاب یا نہر میں بغیر تہبند کے نہیں داخل ہوتے تھے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ میں ابن عمر کے پاؤں میں دو چپل دیکھے کہ ہر ایک میں انگوٹھے اور انگلی کے بیچ میں تسمہ تھا۔ میں نے انھیں صفا و مروہ کے درمیان دیکھا کہ بدن پر دو سفید چادریں تھیں جب وہ میل پر (سیلاب گاہ پر جو اس زمانے میں بھی دو سبز ستونوں سے محدود ہے) آتے تھے تو معمول رفتار سے کس قدر تیز چلتے تھے اور جب میل سے گزر جاتے تھے تو معمولی طور پر چلتے تھے، جب صفا و مروہ میں کسی پر آتے تھے تو بیت اللہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوتے تھے۔

زید بن جبیر سے مروی ہے کہ وہ ابن عمر کے پاس گئے دو کمبل کی چھولداریاں اور ایک خیمہ ان کے یہاں دیکھا پاؤں میں دو تسمہ والے چپل تھے۔ ایک تسمہ چار انگلیوں کے درمیان تھا جس پر زبان کیطرح نوکدار بال تھے ہم لوگ اسے الحصیہ کہتے ہیں۔ جبلہ بن سہیم سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابن عمر نے ایک کرتہ خرید کر پہن پھر اسے واپس کرنا چاہا تو اس کے کرتے میں انکی داڑھی سے زردی لگ گئی جس کی وجہ سے انھوں نے واپس نہیں کیا۔ نافع یا سالم سے مروی ہے کہ ابن عمر سفر میں کرتے کے اوپر سے تہبند باندھتے تھے۔

الازرق بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو بہت کم گھنڈیاں لگائے دیکھا۔ ثابت بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو اپنے کرتے میں گھنڈیاں لگائے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

جمیل بن زید الطائی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کی تہبند کو دیکھا کہ ٹخنوں سے اوپر اور پنڈلیوں سے نیچے تھی دو زرد چادریں اوڑھے اور داڑھی زرد رنگے تھے۔

ابی المتوکل الناجی سے مروی ہے کہ گویا میں ابن عمر کو دیکھ رہا ہوں جو چادریں اوڑھے تھے اور گویا انکی پنڈلی کی مچھلی کیطرف دیکھ رہا ہوں جو تہبند سے نیچے ہوتی تھی اور کرتا اوپر۔

یحییٰ بن عمیر سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ والد کے پاس کھڑے تھے بدن پر ایک

اونچے دامن کا کرتا تھا۔ والد نے ان کے کرتے کا دامن پکڑ کے چہرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ گویا یہ عبداللہ ابن عمر کا کرتا ہے۔

صدقہ بن سلیمان العجلی سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ بلند آواز تھے اور زرد خضاب کرتے تھے۔ بدن پر ایک دستوائی کرتا تھا جو نصف ساق تک تھا۔

موسیٰ بن دہقان سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ نصف ساق تک کہ تہبند باندھتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عمامہ باندھا اور شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکایا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ جب وہ سجدہ کرتے تھے تو دونوں ہاتھ چادر سے باہر کر دیتے تھے۔

نضر ابی لولوہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

حیان البارقی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو ایک تہبند میں جسے وہ باندھے ہوئے تھے نماز پڑھتے دیکھا یا میں نے سنا وہ ایک تہبند میں کہ ان بدن پر اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہ ہوتا تھا فتویٰ دیتے تھے یا نماز پڑھتے تھے۔

مہران المنقری سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو ایک تہبند میں نماز پڑھتے دیکھا۔

عثمان بن ابراہیم الحاطبی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ اپنی مونچھ اچھی طرح کترواتے تھے اور عمامہ باندھتے تھے اور اسے اپنے پیچھے لٹکاتے تھے۔

محمد بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ ابن ابی عثمان القرشی سے پوچھا۔ کیا تم نے ابن عمر کو اپنی تہبند نصف تک اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے انھوں نے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ نصف ساق کیا ہے۔ البتہ میں نے انھیں دیکھا ہے کہ کرتے کے دامن بہت چھوٹے رکھتے تھے۔

عبداللہ بن حنش سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کے بدن پر دو معافری (خاکی) چادریں دیکھیں اور تہبند نصف ساق تک تھی۔

ابوریحان سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو مدینہ میں دیکھا کہ تہبند چھوڑے ہوئے مدینہ کے بازاروں میں آتے اور پوچھتے کہ یہ کیونکر فروخت ہوتا ہے یہ کیونکر فروخت ہوتا ہے۔

کلیب بن وائل سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ عمامہ اپنے پیچھے لٹکاتے تھے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا کہ ان کی گھنڈیں کھلی تھیں، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھی محلول الازار دیکھا۔

شمیم بن لنسطاس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ وہ اپنے کرتے میں گھنڈیاں نہیں لگاتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ ان کی ایک مہر تھی، وہ اسے اپنے بیٹے ابی عبید کے پاس رکھتے تھے جب مہر لگانا چاہتے تھے تو اسے لے کے مہر لگاتے تھے۔

ابن دعون سے مروی ہے کہ لوگوں نے نافع کے پاس ابن عمر کی مہر کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ ابن عمر انگوٹھی نہیں پہنتے تھے، ان کی مہر (انگوٹھی) صفیہ کے پاس رہتی تھی جب وہ مہر لگانے چاہتے تھے تو مجھے بھیجتے تھے اور میں اسے

لے آتا تھا۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر کی مہر کا نقش عبداللہ بن عمر تھا۔ عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ ئی مہر میں ،عبداللہ بن عمر، منقوش تھا۔

انس سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن الخطاب نے مہر میں عربی میں نقش کھودنے کو منع کیا ابان نے کہا میں نے محمد ن سیرین کواس کی خبردی توانھوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر کی مہر کا نقش ''اللہ'' تھا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ اچھی طرح اپنی مونچھیں کترواتے تھے اور تہبند نصف ساق تک رہتی تھی۔

عثمان بن ابراہیم الحاطبی سے مروی ہے میں نے ابن عمر کی تہبند کوان کی نصف ساق تک دیکھا، میں نے یکھا کہ وہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے۔

عثمان بن ابراہیم بن محمد بن حاطب سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ ابن عمر کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے،انھوں نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا،محمد بن کناسہ نے کہا کہ عثمان بن ابراہیم کی والدہ قدامہ بن مظعون ی بیٹی تھیں۔

عثمان بن ابراہیم الحاطبی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کواس طرح اپنی مونچھیں کترواتے ہوئے یکھا کہ گمان ہوا کہ وہ اسے اکھاڑتے ہیں۔

الحاطبی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو ہمیشہ گھنڈیاں کھولے ہوئے ہی دیکھا۔

عاصم بن محمد نے اپنے والد سے۔ روایت کی کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے میں ئی جلد کی سفیدی دیکھتا تھا یا انکی جلد کی سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی۔

ضحاک بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے دریافت کیا کہ تم کسی اہل علم کو جانتے ہو جو پنی مونچھیں کترواتا ہو؟ انھوں نے کہا کہ سوائے عبداللہ بن عمر،وعبداللہ بن عامر بن ربیعہ کے کسی کونہیں جانتا،یہی ونوں ایسا کرتے تھے۔

عاصم بن محمد بن زید العمری نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر اپنی مونچھیں کترواتے تھے جس سے بلد کی سفیدی نظر آتی تھی۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر اپنی مونچھیں کترواتے تھے اور اتنی کترواتے تھے کہ......ان کے چہرے سے ظاہر ہوتا تھا۔

محمد بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ ابن ابی عثمان القرشی سے دریافت کیا کہ تم نے بن عمر کواپنی مونچھیں کترواتے دیکھا ہے،انھوں نے کہا کہ ہاں، میں نے کہا کہ تم نے خود دیکھا ہے انھوں نے کہا، ہاں۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کواپنی مونچھیں کترواتے دیکھا ہے۔

ابوالمیح سے مروی ہے کہ میمون اپنی مونچھیں کترواتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ ابن عمر بھی اپنی مونچھیں کتر اتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ دونوں مونچھوں کو لے لیتے تھے یعنی مونچھ کالمبا حصہ (کترواڈالتے تھے)

حبیب بن الریان سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ اپنی مونچھ کتروائی ہے اتنی کہ گویا اسے منڈوا دیا، اور اپنی تہبند نصف ساق تک اٹھائی ہے۔ راوی نے کہا کہ میں نے اسے میمون بن مہران سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ حبیب نے سچ کہا۔ ابن عمر ایسے ہی تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر مونچھ کا یہ حصہ (کتروا) لیتے تھے، اوبر (راوی) نے اپنی مونچھوں کی طرف اشارہ کیا۔

عثمان بن عبید اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو اس طرح مونچھیں کترواتے دیکھا جو منڈنے کے برابر ہوتی تھیں۔ نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنی داڑھی سے پکڑتے تھے اور جو مٹھی سے بڑھتی تھی کترو ڈالتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر اس طرح (اپنی داڑھی) مٹھی میں لیتے تھے (نافع اپنا ہاتھ ٹھوڑی کے پر رکھتے) اور جو مٹھی سے بڑھتی تھی اسے کتروا ڈالتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر سوائے حج یا عمرے کے اپنی داڑھی بڑھنے دیتے تھے۔ عبدالکریم الجزری سے مروی ہے کہ مجھے اس حجام نے خبر دی جو ابن عمر کی داڑھی کترتا تھا جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی۔

حارث بن عبدالرحمن بن ابی ذباب الدوسی سے مروی ہے کہ انھوں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

نوفل بن مسعود سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ اپنی داڑھی خلوق سے (جو زعفران وغیرہ سے مرکب خوشبو ہے) زرد رنگتے تھے اور میں نے ان کے پاؤں میں دو چپل دیکھے جن میں دو تسمے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ خلوق کا تیل لگا لے کے بیری میں تغیر کرتے تھے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے، کپڑوں میں بھی یہ زردی لگ جاتی تھی۔ ان سے کہا گیا کہ آپ زردی سے کیوں رنگتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے رنگتے دیکھا ہے۔

عبدالعزیز بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو زرد خضاب کرتے دیکھا۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ داڑھی زرد تھی تہ بند کرتے کے اندر تھی ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے اور عمامہ باندھے تھے جو آگے اور پیچھے لٹکتا تھا، معلوم نہیں جو آگے تھا وہی زیادہ طویل تھا یا جو پیچھے تھا۔

سلیمان الاحول سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے اس سے یہ تر ہو جاتا تھا راوی نے اپنے کرتے کے گریبان کی طرف اشارہ کیا۔

عبید بن جریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر سے کہا کہ آپ اپنی داڑھی زرد رنگتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے، میں نے کہا کہ آپ کو سبتہ چپل پہنتے دیکھا ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ وہی پہنتے تھے، وہی پسند فرماتے تھے اور انھیں میں وضو کرتے

تھے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ اپنی داڑھی زعفران سے رنگتے تھے۔ جب پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی سے رنگتے تھے یا کہا کہ آپ سب رنگوں سے زیادہ یہ رنگ پسند تھا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنی داڑھی زردی سے رنگتے تھے جس سے ان کے کپڑے بھر جاتے تھے کہا گیا کہ آپ زردی سے کیوں رنگتے ہیں تو انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی سے رنگتے دیکھا ہے آپ کو کوئی رنگ اس سے زیادہ پسند نہ تھا۔ آنحضرت اس سے اپنے تمام کپڑے رنگتے تھے حتیٰ کہ اپنا عمامہ بھی۔

عثیم بن نسطاس مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ داڑھی زرد رنگتے تھے اور کرتے میں گھنڈی نہیں لگاتے تھے ایک بار وہ قریب سے گذرے اور سلام کرنا بھول گئے تو پھر لوٹے اور کہا کہ میں السلام علیکم بھول گیا تھا۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینا نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر خلوق درس سے (وہ خلوق جس میں کسم بھی شامل ہوتا تھا) اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے، اس ان کے کپڑے بھر جاتے تھے۔

محمد بن زید سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ خلوق وزعفران سے اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

عطا سے مروی ہے کہ ابن عمر (داڑھی) زرد رنگتے تھے۔

عثمان بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے اور ہم لوگ مکتب میں تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنی داڑھی زعفران اور کسم سے جس میں مشک ہوتی تھی زرد رنگتے تھے۔

موسیٰ بن ابی مریم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن زردی کا خضاب کرتے تھے زردی انکی داڑی سے کرتے پر نظر آتی تھی۔

عبید جریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر سے کہا کہ آپ اپنی داڑھی زرد رنگتے ہیں اور لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ زرد رنگتے ہیں اور رنگین کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

جمیل بن زید الطائی سے مروی ہے کہ میں نے اب عمر کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

محمد بن عبداللہ الانصاری نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن ابی عثمان القرشی پوچھا کہ تم نے ابن عمر کو اپنی داڑ زرد رنگتے دیکھا تھا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے زرد رنگتے تو نہیں دیکھا البتہ داڑھی کو زرد دیکھا ہے جو بہت شوخ رنگ کی نہ تھی بلکہ ہکی زرد تھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر اپنی داڑھی، سوائے حج یا عمرے کے بڑھنے دیتے تھے۔

نافعسے مروی ہے کہ ابن عمر نے ایک یا دو مرتبہ سر منڈانا ترک کر دیا، سر کے پیچھے حصہ کے کنارے کتروائے ، راوی نے کہا کہ وہ اصلع تھے (یوئی چندیا پر بال نہ تھے) راوی نے کہا کہ میں نینافع سے کہا کہ کیا داڑھی سے بھی (کترواتے تھے) انھوں نے کہا کہ اس کے بھی کنارے کترواتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے ایک سال حج نہیں کیا تو انھوں نے مدینہ میں قربانی کی اور اپنا سر منڈایا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کے بہت سے (بال) جمع کئے تھے جو لانبے تھے یا اتنے

بڑھے ہوئے تھے کہ ان کے شانوں سے لگتے تھے، ہشام نے کہا کہ پھر مجھے ان کے پاس لایا گیا۔ وہ مروہ پر تھے انھوں نے مجھے بلا کے پیار کیا، میں نے دیکھا کہ اس روز انھوں نے بال ترشوائے۔

علی عبداللہ البارقی سے مروی ہے کہ ابن عمر جس وقت بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو میں نے انکی چندیا دیکھی جس پر بال نہ تھے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ دومۃ الجندل میں علیؓ و معاویہؓ کے وعدے وقت ہوا تو معاویہؓ اور علیؓ تو اس سے نکلنے اندیشہ نہ تھا۔ ایک بہت بڑے دراز بختی، اونٹ پر معاویہ آئے اور کہا کہ کون ہے جو اس امر خلافت میں طمع کے گا یا اس کی طرف اپنی گردن دراز کرے گا، ابن عمر نے کہا کہ سوائے اس روز کے میں نے کبھی اپنے دل سے دنیا کی بات نہیں کی، میں نے ارادہ کیا کہ (معاویہؓ کے جواب میں) کہوں کہ (وہ شخص طمع کرتا ہے) جس نے تم کو اور تمہارے والد کو بر بنائے اسلام مارا تھا اور اتنا مارا تھا کہ تم دونوں اسلام میں داخل ہو گئے، یہ کہنا چاہتا ہی تھا کہ جنت اور اس کی نعمتوں اور میووں یاد کر کے ان سے منہ پھیرلیا۔

ابی حصین سے مروی ہے کہ معاویہؓ نے کہا کہ اس خلافت کا ہم سے زیادہ کون مستحق ہے عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں نے یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ وہ شخص تم سے زیادہ مستحق ہے جانے تم کو اور تمہارے والد کو ضرب لگائی ہے، پھر میں نے جنت کی نعمتوں کو یاد کیا اور اندیشہ ہوا کہ اس کے کہنے فساد ہو گا۔

زہری سے مروی ہے کہ جب معاویہؓ کے پاس لوگ جمع ہوئے تو وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اس امر خلافت کا مجھ سے زیادہ کون مستحق ہے؟ ابن عمر نے کہا کہ میں تیار ہوا کہ کھڑا ہوں اور کہوں کہ وہ شخص اس کا زیادہ حق دار ہے جس نے تم کو اور تمہارے والد کو کفر پر مارا ہے۔ پھر مجھے اندیشہ ہوا کہ میرے ساتھ وہ گمان کیا جائے گا جو مجھ میں نہیں ہے (یعنی خواہش خلافت)

نافع سے مروی ہے کہ معاویہؓ نے ابن عمر کو ایک لاکھ درم بھیجے، جب یہ چاہا کہ یزید بن معاویہؓ سے بیعت کی جائے تو (ابن عمر نے) کہا کہ میرا خیال ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ابن عمر کا دین اس وقت ارزاں ہے۔

محمد بن المنکدر سے مروی ہے کہ جب یزید بن معاویہ سے بیعت کی گئی اور ابن عمر کو معلوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ اگر ہم راضی ہیں اور اگر بلا ہے تو ہم نے صبر کیا۔

نافع سے مروی ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کے ساتھ زبردستی کی اور اسے معزول کر دیا تو عبداللہ بن عمر نے اپنے لڑکوں کو بلایا انھیں جمع کیا اور کہا کہ ہم نے اس شخص (یزید) سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بیعت پر بیعت کی تھی، میں نے رسول ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن بدعہدی کرنے والے کے لئے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور وہ جھنڈا کہے گا کہ یہ فلاں کی بدعہدی ہے اللہ کے ساتھ شرک کے سوا سب سے بڑی بدعہدی یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بیعت پر بیعت کرے پھر اس کی بیعت کو توڑ دے بہذا تم میں سے ہرگز کوئی شخص یزید کو معزول نہ کرے اور نہ کوئی اس امر میں خلت کرے کہ میرے اس کے درمیان تلوار ہو۔

نافع سے مروی ہے کہ جب معاویہ مدینہ میں آئے تو رسول ﷺ کے منبر پر قسم کھائی کہ ابن عمر کو ضرور ضرور قتل کریں گے۔ پھر جب وہ مکہ کے قریب ہوئے تو لوگ ملے جن میں عبداللہ بن صفوان بھی تھے اور پوچھا کہ بتاؤ تم

ہمارے پاس کیا لارہے ہو۔ کیا تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو عبداللہ بن عمر کو قتل کرو۔ معاویہ نے تین مرتبہ کہا کہ یہ کون کہتا ہے، یہ کون کہتا ہے، یہ کون کہتا ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ جب معاویہ مدینہ میں آئے تو رسول ﷺ کے منبر پر قسم کھائی کہ ابن عمر کو ضرور قتل کریں گے اس پر ہمارے متعلقین آنے لگے عبداللہ بن صفوان ابن عمر کے پاس آئے اور دونوں ایک مکان میں داخل ہو گئے میں مکان کے دروازے پر تھا۔ عبداللہ بن صفوان کہنے لگے کہ کیا آپ معاویہ کو چھوڑتے ہیں کہ وہ آپ کو قتل کریں واللہ اگر سوائے میرے اور میرے اہل بیت کے کوئی نہ ہوگا تب بھی میں آپ کے لئے قتال کروں گا۔ ابن عمر نے کہا کہ میں اللہ کے حرام میں صبر نہ کروں۔

نافع نے کہا کہ میں نے اس شب کو دو مرتبہ ابن عمر سے ابن صفوان کو سرگوشی کرتے سنا۔ جب معاویہ قریب آئے تو لوگ ان سے ملے، عبداللہ بن صفوان بھی ملے اور پوچھا تم ہمارے پاس کیا لائے۔ آہو کہ عبداللہ کو قتل کرو، انھوں نے کہا کہ واللہ میں انہیں قتل نہیں کروں گا۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ جب عبدالملک بن مروان پر اتفاق کر لیا تو انھیں ابن عمر نے لکھا: امابعد، میں نے اللہ کے بندے امیر المومنین عبدالملک سے اللہ کی سنت اور اس کے رسول ﷺ سنت پر ان امور میں سماعت وطاعت کی بیعت کی جو میں کرسکوں گا اور میرے لڑکوں نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ میں نے ایک شخص کو محمد سے بیان کرتے سنا عمرؓ کی وصیت ام المومنین حفصہ کے پاس تھی، جب ان کی وفات ہوگئی تو ابن عمر کے پاس چلی گئیں۔ ان کی وفات وقت قریب آیا تو انھوں نے اسے اپنے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ کو دے دیا اور سالم کو چھوڑ دیا، لوگوں نے اسکی وجہ سے انھیں ملامت کی۔

عبداللہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان حجاج بن یوسف کے پاس گے، حجاج نے کہا کہ میں نے ابن عمر کی گردن مارنے کا ارادہ کیا تھا، عبداللہ بن عبداللہ نے کہا، دیکھو واللہ، اگر تو یہ کرتا تو اللہ دوزخ کی آگ مین تجھے سرنگوں کرکے ڈال دیتا۔ حجاج سر جھکالیا میں سمجھا کہ حجاج ابھی ان کے قتل کا حکم دے گا۔ اس کے بعد اس نے سر اٹھایا اور کہا کہ قریش میں سب سے بزرگ گھر کس کا ہے اور وہ کسی اور بات میں لگ گیا۔

خالد بن سمیر سے مروی ہے کہ فاسق حجاج نے منبر پر خطبہ پڑھا اور کہا کے ابن الزبیر نے کتاب اللہ میں تحریف کردی (اور اسے بدل دیا) ابن عمر نے اس سے کہا کہ تے جھوٹا ہے، تو جھوٹا ہے، تو جھوٹا ہے۔ نہ انھیں اس کی طاقت تھی اور نہ ان کے ساتھ تجھے، حجاج نے کہا کہ خاموش رہو، تم بوڑھے ہو، بے ہودہ بکتے ہو، تمھاری عقل جاتی رہی ہے، قریب ہے کہ بڑھا گرفتار کیا جائے، اس کی گردن ماری جائے اور اسے اسطرح گھسیٹا جائے کہ اس کے دونوں خصیے پھولے ہوئے ہوں اور اہل بقیع لڑکے گھماتے ہوں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کوئی وصیت نہیں کی۔

نافع سے مروی ہے کہ جب ابن عمر سخت علیل ہو گئے تو لوگوں نے کہا کہ وصیت کی کیجئے انھوں نے کہا کہ میں وصیت نہیں کرتا۔ مین زندگی میں جو کچھ کرتا تھا، اللہ اسے زیادہ جانتا ہے، اب تو میں ان لوگوں سے زیادہ اس کا مستحق کسی کو نہیں پاتا، میں ان کی جائداد میں کسی کو ان کا شریک نہیں کرتا (یعنی اپنی اولاد کا)

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر علیل ہوئے تو لوگوں نے ان سے وصیت کا ذکر کیا۔

انھوں نے کہا کہ اللہ زیادہ جانتا ہے کہ میں اپنے مال میں کیا کیا کرتا تھا رہی میری جائداد اور زمین تو میں نہیں چاہتا کہ اولاد کے ساتھ اس میں کسی کو شریک کروں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر کہا کرتے تھے کہ اے اللہ میری موت مکہ میں نہ کر۔

عطیہ العوفی سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر کے مولیٰ سے عبداللہ بن عمر کی وفات کو دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ایک شامی نے اپنے نیزے کی انی ان کے پاؤں میں ماردی تھی ان کے پاس حجاج عیادت کے لیے آیا اور کہا کہ اگر میں اس شخص کو جان لیتا جس نے آپ کو تکلیف پہنچائی تو ضرور اس کی گردن مار دیتا۔ عبداللہ نے کہا کہ تو ہی تو ہے جس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اس نے کہا، کیونکہ، انھوں نے کہا کہ جس روز تو نے اللہ کے حرم میں ہتھیار داخل کئے تھے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ جب ابن عمر کو وہ فتنہ پہنچا جو انھیں مکہ میں پہنچا تھا اور انھیں تیر مارا گیا جس سے وہ زمین پر گر پڑے تو انھیں اندیشہ ہوا کہ زخم کا درد رہے گا۔ انھوں نے کہا کہ اے مصاحب کے فرزند مجھے مناسک ادا کر لینے دے، درد شدید ہو گیا۔ تو حجاج کو معلوم ہوا وہ ان کے پاس عیادت کے لیے آیا اور کہنے لگا کہ اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ کس نے آپ کو تکلیف پہنچائی ضرور یہ کرتا اور وہ کرتا۔ جب اس نے بہت باتیں بنائیں تو ابن عمر نے کہا کہ تو ہی تو ہے جس نے مجھے تکلیف پہنچائی، تو نے اس دن ہتھیار اٹھائے جس دن ہتھیار نہیں اٹھائے جاتے، حجاج چلا گیا تو ابن عمر نے کہا کہ سوائے تین چیزوں کے دنیا کی کسی چیز پر افسوس نہیں ہے، دوپہر کے پیاس (کہ اس حالت میں نفل روزے نہ رکھے) رات کی مصیبت (کہ عبادت الٰہی میں شب کیوں نہ بسر کی) اور اس پر کہ میں نے اس باغی گروہ سے قتال نہ کیا جو ہمارے پاس گھس آیا تھا۔

بنی مخزوم کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب ابن عمر کے پاؤں میں زخم لگ گیا تھا تو ان کے پاس عیادت کے لئے حجاج آیا، وہ داخل ہوا، انھیں سلام کیا، ابن عمر اپنے بستر پر تھے انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ حجاج نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن آپ جانتے ہیں کہ آپ کا پاؤں کس نے زخمی کیا۔ انھوں نے کہ نہیں، اس نے کہا واللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کس نے آپ کو زخمی کیا تو میں ضرور اسے قتل کر دیتا۔ ابن عمر نے گردن نہیں اٹھائی نہ اس سے کلام کیا نہ اس کی طرف ملتفت ہوئے جب حجاج نے یہ دیکھا تو اس طرح اٹھ کھڑا ہوا جیسے کوئی ناراض ہو، نکل کر تیز جا رہا تھا۔ مکان کے صحن میں تھا کہ اپنے پیچھے والے کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ شخص گمان کرتا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ ہم عہد اول کو اختیار کریں گے۔ سعید سے مروی ہے کہ حجاج، ابن عمر کی عیادت کے لئے آیا۔ ان کے پاس سعید بھی تھے یعنی سعید بن العاص، پاؤں میں زخم لگ تھا اس نے کہا کہ اے...... ابوعبدالرحمٰن آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں۔ ہمیں اگر معلوم ہو جائے کہ کس نے آپ کو زخم پہنچایا تو ہم اسے سزا دیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ کس نے آپ کو زخمی کیا انھوں نے کہا کہ مجھے اس نے زخمی کیا جس نے حرم میں ہتھیار اٹھانے کا حکم دیا جس میں ان کا اٹھانا حلال نہیں۔

اشرس بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ بن عمر سے عبداللہ بن عمر کو جو زخم لگا تھا اس کو پوچھا تو سالم نے کہا کہ میں نے پوچھا اے والد، یہ خون کیسا ہے جو اونٹنی کے شانے پر بہتا ہے انھوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں، اونٹنی کو بٹھاو۔ میں نے بٹھاو، پھر انھوں نے اپنا پاؤں رکاب سے نکالا۔ قدم رکاب میں چمٹ گیا تھا، انھوں نے کہا کہ مجھے خبر نہیں کہ کس نے زخمی کیا۔

ابوایوب سے مروی ہے کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ ابن عمر کی وفات کیسے ہوئی؟ انھوں نے کہا کہ جمرے کے پاس ہجوم میں انکی انگیوں کے درمیان محمل کے آگے کی لکڑی لگ گئی جس سے وہ بیمار ہوگئے۔ حجاج انکی عیادت کے لئے آیا۔ جب ان کے قریب پہنچا اور ابن عمر نے اسے دیکھا تو اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ حجاج نے ان سے کلام کیا مگر انھوں نے کچھ نہ کہا اس نے پوچھا کہ آپ کو کس نے مارا آپ کو کس پر شبہ کرتے ہیں ابن عمر نے جواب نہ دیا۔ حجاج چلا گیا اور کہا یہ شخص کہتا ہے کہ میں طریقے پر ہوں۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ مجھے ابن عمر سے یہ روایت پہنچی کہ جس میں انکی وفات ہوئی اس میں انھوں نے کہا کہ میں امور دنیا میں سے کسی پر افسوس نہیں کرتا سوائے اس کے کہ میں باغی وہ سے قتال کرتا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے ایک شخص کو وصیت کی تھی کہ انھیں غسل دے وہ انھیں مشک سے ملنے لگا۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابن عمر کی وفات ۷۴ھ میں مکہ میں ہوئی اور فخ میں مدفون ہوئے۔ وفات کے روز وہ چوراسی برس کے تھے۔

فضل بن دکین سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ حجاج کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کے نیزے کی انی ابن عمر کے پاؤں میں لگ گئی تھی۔ زخم بھر گیا تھا۔ لوگ حج سے واپس ہوئے تو ابن عمر کا زخم پھٹ گیا۔ وفات کا وقت آیا ان کی عیادت کے لئے حجاج آیا اور کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن جس نے آپ کو زخمی کیا وہ کون ہے۔ انھوں نے کہا تجھی نے تو مجھ کو قتل کیا، پوچھا کس بارے میں انھوں نے کہا کہ تو نے اللہ کے حرم میں ہتھیار۔ اٹھائے۔ تیرے کسی ساتھی نے مجھے زخمی کر دیا۔ ابن عمر کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ انھیں حرم میں نہ دفن کیا جائے بلکہ حرم سے باہر۔ مگر غلبہ آرائے انھیں حرم ہی میں دفن کیا گیا اور حجاج نے نماز پڑھی۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر وفات کے وقت سالم سے کہا کہ اے فرزند اگر میں مرجاؤں تو مجھے حرم سے دفن کرنا کیونکہ مہاجر کے نکلنے کے بعد میں وہاں مدفون ہونا ناپسند کرتا ہوں، میں عرض کی اے والد بشرطیکہ ہم اس پر قادر ہوئے انھوں نے کہا کہ تم مجھے سناتے ہو، میں کہتا ہوں کہ حجاج ہم پر غالب ہو جائے گا۔ اور وہی آپ پر نماز پڑھے گا، ابن عمر خاموش ہوگئے۔

سالم سے مروی ہے کہ والد نے مجھے یہ وصیت کی کہ میں انھیں حرم سے باہر دفن کروں مگر ہم قادر نہ ہوئے ہوئے اور حرم کے اندر فخ میں مقبرۂ مہاجرین میں دفن کیا۔

نافع سے مروی ہے کہ جب لوگ وحج ہو کے، واپس ہوئے اور ابن عمر کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے وصیت کی کہ حرم میں نہ دفن کیا جائے مگر حجاج کی وجہ سے اس پر قدرت نہ ہوسکی ہم نے انھیں ذی طوی کی طرف مقبرۂ مہاجرین میں دفن کیا انکی وفات ۷۴ھ میں مکہ میں ہوئی۔

خارجہ بن حزافہ...... ابن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب انکی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن بجرہ بن خلف صداد نبی عدی بن صداد تھیں۔

خارجہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن اور ابان تھے ان دونوں کی والدہ قبیلہ کندہ کی ایک بیوی تھیں۔

عبداللہ و عون کی والدہ ام ولد تھیں۔

خارجہ بن حذافہ مصر میں عمرو بن العاص کے قاضی تھے جب اس روز کی صبح ہوئی جس میں خارجی پہنچا کہ عمرو بن العاص کو مارے تو عمرو نماز کے لئے نہیں نکلے۔ خارجہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا ئیں۔ خارجی بڑھا خارجہ کو مارا۔ اس کو خیال تھا کہ یہ عمرو بن العاص ہیں اسے گرفتار کر کے عمرو پاس پہنچا دیا گیا۔ لوگوں نے کہا کہ واللہ تو نے عمرو کو نہیں مارا خارجہ کو مارا۔ اس نے کہا کہ میں نے عمرو کا ارادہ کیا مگر اللہ نے خارجہ کا ارادہ کیا چنانچہ یہ مثل ہوگئی۔

خارجہ بن حذافہ العدوی سے مروی ہے کہ صبح کی نماز کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے آج رات کو تم لوگوں کی ایک ایسی نماز سے مدد کی جو تمھارے لئے چوپایوں کے گدھوں سے بہتر ہے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ وہ کون سی ہے۔ فرمایا نماز عشاء سے طلوع فجر تک وتر۔

بنی سهم بن عمرو بن حصیص بن کعب

عبداللہ بن حذافہ:...... حارث بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں۔ وہ ان خنیس بن حذافہ کے بھائی تھے جو رسول اللہ ﷺ سے پہلے حفصہ بنت عمر بن الخطاب کے شوہر تھے۔ خنیس بدر میں حاضر ہوئے البتہ عبداللہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔ لیکن وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شریک تھے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان بنام کسریٰ میں آپ کے قاصد تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا فرمان بنام کسریٰ عبداللہ بن حذافہ السہمی کے ہمراہ بھیجا حکم دیا کہ وہ سردار بحرین کو دیدیں، سردار بحرین نے اسے کسریٰ کے پاس بھیج دیا جب اس نے اسے پڑھا تو پھاڑ دیا بروایت المسیب) رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر بددعا فرمائی کہ وہ لوگ بالکل پارہ پارہ کر دیئے جائیں۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ میرے والد کون ہیں۔ فرمایا کہ تمھارے والد حذافہ ہیں، حذافہ کے والدہ نے تمھارے والد کے لئے شریف لڑکا پیدا کیا۔ اس مخاطبت کے۔ بعد ان کی والدہ نے کہا کہ اے فرزند آج تم نے اپنی والدہ کو بہت بڑے مقام پر کھڑا کر دیا تھا۔ اگر آپ کوئی دوسری بات فرماتے تو کیسا ہوتا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے یہ چاہا تھا کہ جو کچھ میرے دل میں ہے وہ ظاہر کردوں۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں عبداللہ بن حذافہ السہمی کو بھیجا کو لوگوں میں ندا کریں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں (یعنی ان ایام میں کوئی روزہ نہ رکھے)

محمد بن عمر نے کہا کہ رومیوں نے عبداللہ بن حذافہ کو گرفتار کر لیا تھا۔ عمر بن الخطاب نے ان کے بارے میں قسطنطین کو لکھا تو اس نے رہا کر دیا۔ عبداللہ بن حذافہ کی وفات عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں ہوئی۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے والد کون ہیں؟ فرمایا کہ تمھارے والد حذافہ بن قیس ہیں۔

ابی سلمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کہ نماز پڑھی اور بہ آواز بلند قراءت کی تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو حذیفہ نہیں۔ مجھے نہ سناؤ۔ اللہ کو سناؤ۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ اصحاب بدر میں سے تھے ان میں (مزاح) دل لگی کی عادت تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن حزافہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔
ان کے بھائی:

قیس بن حذافہ...... ابن قیس بن عدی بن سعد سہم، انکی والدہ تمیمہ بنت حرثان بنی حارث بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں۔ محمد بن عمر نے اسی طرح قیس بن حذافہ کہا لیکن ہشام بن محمد السائب الکلبی نے کہا کہ قیس بن حذافہ کے والد تھے اور ان کا نام حسان تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے اور بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شریک تھے۔ موسیٰ بن عقبہ وابو معشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

ہشام بن العاص...... ابن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم، انکی والدہ ام حرملہ بنت ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔ مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شریک تھے جس وقت نبی ﷺ کی ہجرت کی خبر پہنچی تو آپ کے ساتھ شامل ہونے کے ارادے سے مکہ آئے، مگر والد اور قوم نے قید کر دیا۔ خندق کے بعد نبی ﷺ کے پاس مدینہ میں آئے اور بعد کے مشاہد حاضر ہوئے، اپنے بھائی عمرو بن العاص سے عمر میں چھوٹے تھے، بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عاص کے دونوں بیٹے ہشام وعمرو مومن ہیں۔

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ عاص کے دونوں بیٹے مومن ہیں۔ عاص کے دونوں بیٹوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم جس مجلس میں بیٹھتے پہلی مجلس سے زیادہ مسرور ہوتے تھے ایک دن ہم دونوں آئے، لوگ رسول اللہ ﷺ کے حجروں کے پاس باہم قرآن میں بحث کر رہے تھے جب ہم نے ان کو دیکھا تو ان سے الگ رہے رسول اللہ ﷺ اپنے حجروں کے پیچھے سے ان کا کلام سن رہے تھے۔ آنحضرتؐ اس قدر غضبناک ہوکر برآمد ہوئے کہ غضب آپ کے چہرے سے نمایاں تھا۔ آپ لوگوں کے پاس کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ اے قوم تمھارے پہلے امتیں اپنے انبیاء پر اختلاف کرنے اور کتاب کے ایک حصہ کو لے دوسرے کو چھوڑ دینے سے گمراہ ہوگئیں۔

قرآن اس لئے نازل نہیں ہوا کہ تم لوگ اس کے ایک حصہ کو لو اور دوسرے کو چھوڑ دو، اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تصدیق کرتا ہے اس میں سے تم جو کچھ جان سکو اس کا علم رکھو اور جو تم پر دشوار ہو اس پر ایمان رکھو اس کے بعد آپ میری اور میرے بھائی کی طرف متوجہ ہوئے ہم اپنے دل میں خوش ہوئے کہ آپ نے ہمیں ان لوگوں کے ساتھ نہیں رکھا۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عمرو بن العاص سے پوچھا کہ تم بہتر ہو یا تمھارے بھائی ہشام بن العاص، انھوں نے کہا کہ میں تمھیں اپنی اور ان کی خبر دیتا ہوں ہم دونوں نے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے پیش کیا اس نے انھیں قبول کر لیا اور مجھے چھوڑ دیا سفیان نے کہا ہشام مشاہد یرموک وغیرہ سے کسی میں شہید ہوئے۔

عبداللہ بن عبیداللہ بن عمیر سے مروی ہے کہ قریش کا حلقہ جس وقت مسجد کے اس مکان میں جو کعبہ پشت پر بنے بیٹھا ہوا تھا تو عمرو بن العاص طواف کرتے ہوئے گذرتے قوم نے آپس میں کہا کہ تمھارے دلوں میں ہشام

بن العاص افضل ہیں یا ان کے بھائی عمرو بن العاص عمرو نے طواف پورا کر لیا تو اس حلقے کی طرف آئے ان لوگوں کے پاس کھڑے ہوگئے اور کہا کہ تم نے مجھے دیکھ کر کیا کہا تھا؟ مجھے معلوم ہے کہ کچھ کہا تھا قوم نے کہا کہ ہم نے تمھارا، اور تمھارے بھائی ہشام کا ذکر کیا تھا۔

ہم نے کہا کہ ہشام افضل ہیں یا عمرو انھوں نے کہا کہ تم نے ایسے شخص کی جانب رجوع کیا جو اس حقیقت سے آگاہ ہے، میں عنقریب اس کو تم سے بیان کروں گا۔ میں اور ہشام یرموک میں حاضر ہوئے انھوں نے اور میں نے رات بھر اللہ سے دعا کی کہ ہمیں شہادت عطا کرے۔ صبح ہوئی تو انھیں شہادت عطا کر دی گئی اور میں محروم رہا کیا اس واقعے میں وہ چیز نہیں کہ مجھ پر انکی فضیلت کو تمھارے سامنے ظاہر کر دے۔

عمرو نے کہا کہ مجھے کیا ہے میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ ان نوجوانوں کو اپنی مجلس سے ہٹا دیا، ایسا نہ کر، ان کے لئے وسعت کرو، ان سے حدیث بیان کرو اور انھیں سمجھاؤ وہ لوگ آج قوم کے چھوٹے ہیں مگر قریب ہے کہ قوم کے بزارگ ہو جائیں گے، ہم لوگ بھی قوم کے چھوٹے تھے آج ہم نے اس حالت میں صبح کی کہ قوم کے بزرگ ہیں۔

زیاد سے مروی ہے کہ یوم اجنادین میں ہشام بن العاص نے کہا کہ اے گروہ مسلمین ان غیر مختون لوگوں کو تلوار پر صبر نہیں لہٰذا تم لوگ ایسا ہی کرو جیسا میں کرتا ہوں وہ صفوں میں گھس کر انکی جماعت کو قتل کرنے لگے۔ یہاں تک کہ خود قتل کر دئے گئے۔

ام بکر بنت المسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ ہشام بن العاص بن وائل مرد صالح تھے جنگ اجنادین میں انھوں نے مسلمانوں کی اپنے دشمن سے کسی قدر بے پروائی دیکھی تو خود اپنے چہرے سے اتار دیا اور دشمن کے قلب میں بڑھنے لگے۔ آواز دئے رہے تھے کہ اے گروہ مسلمین میرے پاس آؤ، میرے آؤ، میں ہشام بن العاص ہوں کیا تم لوگ جنت سے بھاگتے ہو، یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو ہشام بن العاص کے پاس موجود تھا۔ کہ انھوں نے قبیلہ غسان کے ایک شخص پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کا پھیپھڑا نکل پڑا۔ بنی غسان ہشام پر پلٹ پڑے اور اپنی تلواروں سے اتنا مارا کہ شہید ہوگئے۔ لشکر نے انھیں روند ڈالا تھا۔ عمرو ان پر دوبارہ گذرے تو ان کو گوشت جمع کر کے دفن کیا۔

خلف بن معدان سے مروی ہے کہ جنگ اجنادین میں رومیوں کو شکست ہوئی تو وہ ایسے تنگ مقام پر پہنچے جیسے ایک انسان سے زیادہ عبور نہیں کر سکتا تھا رومی قتال کرنے لگے وہ لوگ پہلے سے وہاں چلے گئے تھے اور اسے عبور کر لیا تھا ہشام بن العاص بن وائل آگے بڑھے جنگ کی اور شہید ہو کر اس سوراخ پر گر پڑے اور اسے بند کر دیا۔ مسلمان وہاں تک پہنچے تو ڈرے کہ کہیں لاش گھوڑے سے روند نہ جائے۔

عمر بن العاص نے کہا کہ اے لوگوں اللہ نے انھیں شہید کر دیا، انکی روح کو اٹھا لیا اب تو وہ صرف ایک جثہ ہے، لہٰذا تم اسے گھوڑوں سے روندو، پھر خود انھوں نے اسے روندا لوگ ان کے ساتھ ہوگئے یہاں تک کہ انھیں کاٹ ڈالا۔ جب پوری شکست ہوگئی اور مسلمان لشکر کی طرف لوٹے تو عمر بن العاص ان کے پاس دوبارہ گئے گوشت اعضاء اور ہڈیوں کو جمع کر کے چمڑے کے فرش میں لادا اور دفن کیا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کو انکی شہادت کی خبر پہنچی تو کہا کہ اسلام کے لئے وہ کیسی اچھی مدد تھی۔

خالد بن معدان (اور دوسرے طرق) سے مروی ہے کہ مسلمانوں اور رومیوں کی سب سے پہلی جنگ اجنادین تھی جو جمادی الاولی ۱۲ھ میں ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں ہوئی، اس روز عمر بن العاص امیر تھے۔

ابو قیس بن الحارث...... ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم، انکی والدہ ام ولد تھیں جو حضرمیہ تھیں، مکہ میں قدیم الاسلام تھے، ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ گئے، پھر آئے اور اس کے بعد کے مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمرکاب رہے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں ۱۲ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن الحارث...... ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم، ان کی والدہ ام الحجاج تھیں جو بنی شنوف بن مرہ بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ عبداللہ بن الحارث شاعر تھے ان کو ابرق (سفر بعید کرنے والا) کہتے تھے، یہ نام ان کے شعر ذیل کی وجہ سے رکھا گیا جو انھوں نے کہا تھا

اذا ان لم أبرق فلا يستغنى من الأرض برذق فضاء ولا بحر

(جب میں سفر بعید نہ کروں گا تو مجھے ہرگز کافی نہ ہوگا۔ زمین کا میدان والا خشکی کا حصہ اور نہ سمندر)

مہاجرین حبشہ میں سے تھے، جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں ہوئی۔

سائب بن الحارث...... ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم ان کی والدہ ام الحجاج بنی شنوف بن مرہ بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں۔ حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں موجود تھے، جنگ طائف میں زخمی ہوئے اور اس کے بعد جنگ فحل میں شہید ہوئے جو سواد اردن میں پیش آئی، بقیہ اولاد نہ تھی۔ جنگ فحل میں عمر بن الخطاب کی خلافت کی ابتداء میں ذی القعدہ ۱۳ھ میں ہوئی۔

حجاج بن الحارث...... ابن قیس بن عدی بن سعد بن بن سہم، ان کی والدہ ام الحجاج بنی شنوف بن مرۃ عبد مناۃ میں سے تھیں۔ ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ تھے رجب ۱۵ھ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے، بقیہ اولاد نہ تھی۔

تمیم یا نمیر بن الحارث...... ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم، ان کی والدہ دختر حرثان بن حبیب بن سواۃ بن عامر بن صعصعۃ تھیں، صرف محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ بشیر بن الحارث بن قیس تھے، ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ تھے۔

سعید بن الحارث...... ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم، ان کی اولاد دختر عروہ بن سعد بن عمرو بن عمرہ بن سعد کی بیٹی تھیں، سعید ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ تھے رجب ۱۵ھ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

معبد بن الحارث...... ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم، ان کی والدہ دختر عروہ بن سعد بن حزیم بن سلامان

بن سعد بن جمح تھیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبد عمرو بن عروہ بن سعد کی بیٹی تھیں۔ ہشام بن محمد بن معبد بن الحارث کہا، محمد بن عمر نے معمر بن الحارث کہا۔

سعید بن عمرو التمیمی ...... ان لوگوں کے حلیف اور ماں شریک بھائی تھے ان کی والدہ دختر حرثان بن حبیب بن سواہ بن عامر بن صعصعہ تھیں موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق نے اسی طرح سعید بن عمرو نے کہا۔ محمد بن عمر و ابو معشر نے معبد بن عمرو کہا۔ ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ تھے۔

عمیر بن رئاب ...... ابن حزافہ بن سعید بن سہم محمد بن عمرو نے اسی طرح کہا۔ ہشام بن محمد بن السائب نے کہا کہ وہ عمیر بن رباب بن حزیفہ بن سعد بن سہم تھے۔

ان کی والدہ ام وائل بنت معمر بن وہب بن حزافہ بن جمح تھیں۔ محمد بن عمرو نے کہا کہ عمیر بن رباب ہجرت ثانیہ کے مہاجرین حبشہ میں تھے جن کو سب نے اپنی روایت میں بیان کیا۔ عین التمر میں شہید ہوئے۔

حلفائے بنی سعد

محمیہ بن جزء ...... ابن عبد بن یغوث بن عوج بن عمرو بن زبید الاصغر، ان کا نام منبہ تھا۔ زبید اس لئے ہوا کہ جب ان کے چچا اور چچا کے بیٹے بہت ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے اپنی مدد سے کون بڑھائے گا یعنہ بنی اود پر مجھے کون اپنی مدد دے گا ان لوگوں نے جواب دیا، اس لئے ان سب کا نام زبید اصغر سے زبید اکبر تک زبید ہو گیا، زبید بن اصغر ابن ربیعہ بن سلمہ بن مازن بن ربیعہ بن منبہ تھے، وہ زبید اکبر تھے، انہی تک زبید بن صعب بن سعد العشیرہ کی جو مذحج میں سے تھیں جماعتیں ملتی ہیں۔

محمیہ بن جزء کی والدہ ہند تھیں، یہی خولہ بنت عوف بن زہیر بن الحارث بن حماطہ حمیر کے ذی حلیل میں سے تھیں۔

محمیہ بن جزء ام الفضل لبابہ بنت الحارث کے جو عباس بن عبد المطلب کے لڑکوں کی والدہ تھیں ماں شریک بھائی تھے۔

محمد بن عمر علی بن محمد بن عبد اللہ بن ابی سیف القرشی نے کہا کہ محمیہ بنی سہم کے حلیف تھے، ہشام بن السائب الکلبی نے کہا کہ محمیہ بن جمح کے حلیف تھے ان کی بیٹی فضل بن العباس بن عبد المطلب کے پاس تھیں، ان سے ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ محمیہ بن جزء مکہ میں زمانہ قدیم میں اسلام لائے۔ سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو چلے گئے۔

ان کے مشاہد میں سب سے پہلا المریسیع ہے جو غزوہ بن المصطلق ہے۔ ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے المریسیع میں خمس کی تقسیم اور مسلمانوں کے حصوں پر محمیہ بن جزء الزبیدی کو عامل بنایا آنحضرت ﷺ نے تمام مال غنیمت میں سے خمس نکالا محمیہ بن جزء اس کے محافظ تھے عبد اللہ بن عبد اللہ بن الحارث بن نوفل ..... سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے خمس پر محمیہ بن جزء الزبیدی کو مامور فرمایا۔ خمس انہیں کے پاس جمع کیا۔

نافع بن بدیل بن ورقاء بنی جمع بن عمرو بن حصیص بن کعب:

عمیر بن وہب بن خلف...... ابن وہب بن حزافہ بن جمح، ان کی کنیت ابوامیہ تھی، والدہ ام نخیلہ بنت ہاشم بن سعدی بن سہم تھیں۔ عمیر کی اولاد میں وہب بن عمیر بنی جمح کے سردار امیہ اور ابی تھے، ان کی والدہ رقیقہ تھیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ خالدہ بن کلدہ ابن خلف بن وہب بن حزافہ بن جمح تھیں۔

عمیر بن وہب مشرکین کے ساتھ بدر میں شریک تھے۔ ان لوگوں نے مخبر بنا کر بھیجا تھا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کا شمار کریں اور ان کی تعداد معلوم کریں، جمیر نے تعمیر کی، بدر میں قریش کو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے سے واپس کرنے کے سخت خواہش مند تھے۔

جب ان لوگوں کو شکست ہوئی تو ان کے بیٹے وہب بن عمیر اسیر ہو گئے رقاصہ ابن رافع بن مالک الزرقی نے گرفتار کیا۔ عمیر مکہ واپس گئے۔ ان سے صفوان بن امیہ نے جوان سے ساتھ حرم میں کہا کہ تمہارا قرض میرے ذمہ ہے، تمہارے عیال میرے ذمہ ہیں جب تک زندہ رہوں گا ان کا خرچ برداشت کروں گا۔ اور تمہارے لئے یہ یہ کروں گا بشرطیکہ تم محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور انہی قتل کر دو۔

انہوں نے اس شرط پر اس سے موافقت کر لی اور کہا کہ ان کے جانے میں مجھے ایک بہانہ بھی ہے میں کہاں گیا کہ آپ کے اس اپنے بیٹے کے ذریعے میں آیا ہوں۔ عمیر مدینہ آئے، رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے تو اس طرح کہ ہاتھ میں تلوار تھی، رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا یہ شخص غدر کا ارادہ رکھتا ہے مگر اللہ اس کے اور اس غداری کے درمیان حائل ہے۔

جب آگے بڑھا تو رسول اللہ ﷺ کی جانب جھکا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا کہ ہتھیار لئے ہو۔ انھوں نے کہا کہ حاضر ہوتے وقت میں بھول کے تلوار لئے چلا آیا۔ فرمایا کہ تم کیوں آئے؟

انھوں نے کہا کہ میں اپنے لڑکے کے فدیے میں آیا ہوں۔

فرمایا کہ تم نے حرم میں صفوان بن امیہ سے عہد کیا کہ؟ عرض کی میں نے کچھ نہیں کیا۔ فرمایا، تم نے یہ کیا کہ مجھے اس شرط پر قتل کرو گے کہ وہ تمھیں یہ یہ چیزیں دے گا۔ تمہارا قرض ادا کرے گا اور تمھارے عیال کا خرچ برداشت کرے گا۔

عمیر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور بے شک آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ یا رسول اللہ، واللہ میرے اور صفوان کے سوا کسی کو اطلاع نہ تھی۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ نے آپ کو آگاہ کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے سہولت کرو اور ان کے امیر کو رہا کر دو، وہب بن عمیر کو بغیر فدیے کے رہا کر دیا گیا۔

عمیر مکہ واپس گئے، مگر صفوان بن امیہ کی طرف رخ بھی نہ کیا۔ صفوان کو معلوم ہو گیا کہ وہ اسلام لے آئے ہیں۔

ان کا اسلام بہت اچھا رہا۔ مدینہ کی طرف ہجرت کی احد اور بعد کے مشاہد میں نبی ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ عمیر بن وہب یوم بدر میں نکلے۔ وہ مقتولین میں گر پڑے جس شخص نے انھیں زخمی

گیا تھا تلوار لے کے ان کے پیٹ پر رکھ دی۔ انھوں نے تلوار آواز کی جو شکر یزوں میں تھی۔ گمان کیا کہ ان کو قتل کر دیا گیا۔

عمیر نے رات کی ٹھنڈک پائی تو کسی قدر افاقہ ہوگیا۔ وہ گھسٹنے لگے اور مقتولین سے نکل کر مدینہ واپس گئے اور اچھے ہو گئے۔

ایک روز جبکہ وہ اور صفوان بن امیہ حرم میں تھے تو انھوں نے کہا کہ واللہ میں مضبوط کلائی والا۔ عمدہ ہتھیار والا، خوب دوڑنے والا ہوں۔ اگر میرے عیال نہ ہوتے تو میں محمد (ﷺ) کے پاس جاتا اور اچانک قتل کر دیتا۔

صفوان نے کہاں کہ تمھارے عیال میرے ذمے ہیں تمھارا قرض بھی میرے ذمے ہے۔

عمیر گئے اپنی تلوار لی۔ جب وہ داخل ہوئے تو عمر بن الخطاب نے دیکھا، اٹھ کر ان کے پاس آئے تلوار کی پٹی لے لی اور انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ عمیر نے پکارا اور کہا کہ جو شخص تمھارے پاس دین میں داخل ہونے کو آئے اس کے ساتھ تم لوگ ایسا ہی کرتے ہو؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر انھیں چھوڑ دو۔

انھوں نے (بجائے سلام کے) نعم صباحاً (یعنی نعمت میں صبح کرو) کہا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ نے ہمیں انعم صباحا کے بدلے وہ چیزیں دے دی جو اس سے بہتر ہے۔ یعنی ''السلام علیکم'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تمھارا اور صفوان کا حال جو کچھ تم دونوں نے کہا مجھے معلوم ہوگیا۔ آنحضرت ﷺ نے بتایا کہ تم نے کہا تھا کہ اگر میرے عیال نے ہوتے اور مجھ پر قرض نہ ہوتا تو میں محمد (ﷺ) کے پاس جاتا اور اچانک قتل کر دیتا۔ اس پر صفوان نے کہا کہ تمھارے عیال اور تمھارا قرض میرے ذمے ہے۔

عمیر نے پوچھ کہ آپ کو کس نے خبر دی، واللہ ہم دونوں کے ساتھ کوئی تیسرا نہ تھا۔

فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی۔

انھوں نے کہا کہ ہمیں آپ آسمان کی خبر دیتے تھے تو ہم تصدیق نہیں کرتے تھے آپ ہمیں اہل زمین کی خبر دیتے ہیں۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عمیر بن وہب عمر بن الخطاب کے عہد تک زندہ رہے۔

حاطب بن الحارث

.... ابن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ انکی والدہ قتیلہ بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔ مکہ میں قدیم الاسلام تھے، ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ہمراہ انکی بیوی فاطمہ بنت المجلل بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود، ابن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بھی تھیں۔

موسیٰ بن عقبہ محمد بن اسحاق بن محمد بن السائب فاطمہ بنت المجلل کہتے تھے، ہشام ام جمیل کہتے تھے۔

ہجرت حبشہ میں حاطب کے ہمراہ ان کے دونوں بیٹے محمد و حارث فرزندان حاطب بن الحارث بھی تھے، حبشہ ہی میں حاطب کا انتقال ہوگیا۔ انکی بیوی اور لڑکوں کو دونوں کشتیوں میں سے ایک میں مدینے میں لایا گیا۔

یہ سب موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر نے اپنی روایتوں میں بیان کیا ہے۔

حاطب کی اولاد میں عبداللہ بھی تھے جنکی والدہ جبیرہ ام ولد تھیں۔
ان کے بھائی:

خطاب بن الحارث...... ابن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمع۔ انکی والدہ قتیلہ بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔

قدیم الاسلام تھے، ہجرت ثانیہ میں شریک تھے، ہمراہ انکی بیوی فُکیہہ بنت یسار الازردی بھی تھیں جو ابی تجراۃ کی بہن تھیں۔ ملک حبشہ ہی میں خطاب کی وفات ہوئی انکی بیوی کو دو کشتیوں میں سے ایک لایا گیا۔

خطاب کی اولاد میں محمد تھے۔

سفیان بن معمر...... ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ ہشام بن محمد بن السائب نے کہا کہ سفیان کی والدہ اہل یمن میں سے تھیں۔ انھوں نے اس سے زیادہ نہیں بیان کی اور نہ انکی والدہ کا نسب بتایا گیا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ سفیان بن عمر کی والدہ حسنہ شرحبیل بن حسنہ کی والدہ تھیں۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ حسنہ شرجیل کی والدہ سفیان بن معمر کی زوجہ تھیں۔ ان سے انکی اولاد میں خالد اور جنادہ فرزندان سفیان بن معمر تھے۔

سفیان مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ہمراہ ان کے دونوں فرزند خالد اور شرحبیل بن حسنہ اور شرحبیل کی والدہ حسنہ بھی تھیں۔ حسنہ کو بھی انھوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرائی تھی۔ یہ محمد بن اسحاق و محمد ابن عمر کی روایت میں ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا۔ موسیٰ بن عقبہ وابو معشر نے نہ سفیان بن معمر کو نہ ان کے کسی لڑکے کو ہجرت ملک حبشہ میں بیان کیا۔

بنی عامر لوی:

نبیہ بن عثمان...... ابن ربیعہ بن وہبان بن حذافہ بن جمح۔ محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ ملک حبشہ میں ہجرت کی لیکن محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جس نے ملک حبشہ کو ہجرت کی وہ انکے والد عثمان بن ربیعہ تھے، واللہ اعلم موسیٰ بن عقبہ وابو معشر نے ان باپ بیٹوں میں سے کسی کو بھی مہاجرین حبشہ میں شمار نہیں کیا۔

بنی عامر بن لوی:

سلیط بن عمرو...... ابن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی انکی والدہ خولی بنت عمرو بن الحارث بن عمرو یمن کے قبیلہ خبس میں سے تھیں، سلیط بن عمرو کی اولاد میں سلیط بن سلیط تھے۔ انکی والدہ فاطمہ بنت علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

سلیط مہاجرین اولین میں سے مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ حبشہ میں شریک تھے ہمراہ انکی بیوی

فاطمہ بنت عاقمہ بھی تھیں۔ روایت محمد بن اسحاق محمد بن عمر، لیکن موسیٰ بن عقبہ وابومعشر نے ہجرت ملک حبشہ میں انکا ذکر نہیں کیا۔

سلیط احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنا فرمان دے کر ہوذ بن علی الحنفی کے پاس محرم ۷ھ میں بھیجا تھا۔ ابوبکر صدیق کی خلافت میں ہجرت نبوی کے بارھویں سال جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

سکران بن عمرو...... ابن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔ انکی والدہ حبی بنت قیس بن عبس بن ثعلبہ بن حبان بن غنم بن ملیح بن عمرو خزاعہ میں سے تھیں۔

عسکران بن عمرو کی اولاد میں عبداللہ تھے انکی والدہ سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن عسل بن عامر ابن لوی تھیں۔

عسکران بن عمرو مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔

ہجرت ثانیہ حبشہ میں شریک تھے، ہمراہ انکی بیوی سودہ بنت زمعہ بھی تھیں، سب نے اپنی روایت میں اتفاق کیا کہ عسکران بن عمرو مہاجرین حبشہ میں تھے۔ اور ہمراہ ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ بھی تھیں۔

موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے کہا کہ عسکران کی وفات ملک حبشہ میں ہوئی، محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر نے کہا کہ عسکران مکہ واپس آگئے تھے۔ ہجرت مدینہ سے پہلے ہی مکہ میں وفات ہوگئی۔

رسول اللہ ﷺ نے انکی بیوی سودہ بنت زمعہ سے نکاح کرلیا۔ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی وفات کے بعد وہ سب سے پہلی عورت تھیں۔ جن سے آپ نے نکاح کیا۔

مالک بن زمعہ...... ابن قیس بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن عسل بن عامر بن لوی۔

سودہؓ بنت زمعہ زوجہ نبی ﷺ کے بھائی تھے اور قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے ہمراہ انکی بیوی عمیرہ بنت السعدی بن وقدان بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن عسل بن عامر بن لوی بھی تھیں۔ اس پر سب نے اپنی روایت میں اتفاق کیا۔

وفات کے وقت مالک بن زمعہ کے بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابن ام مکتوم...... اہل مدینہ ان کا نام عبداللہ کہتے ہیں۔ عراق والے اور ہشام بن محمد ابن السائب کہتے ہیں کہ ان کا نام عمرو تھا۔ اس کے بعد ان کے نسب پر سب نے اتفاق کیا۔

ابن قیس بن زائدہ بن الاصم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی انکی والدہ عاتکہ تھیں۔ وہی ام مکتوم بنت عبداللہ بن عنکثہ بن عامر بن مخزوم بن یقظہ تھیں۔ ابن ام مکتوم بزمانہ قدیم مکہ میں اسلام لائے۔ نابینا تھے اور بدر کے کچھ دن بعد مدینہ میں مہاجر ہوکے آئے۔ دار القراء میں جو مخرمہ بن نوفل کا مکان تھا اترے۔ بلالؓ کے ساتھ وہ بھی نبی ﷺ کے موذن تھے۔

رسول اللہ ﷺ اپنے اکثر غزوات میں انھیں مدینہ پر خلیفہ بنادیا کرتے تھے وہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ غزوات ایسے کئے کہ ان میں ابن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے حالانکہ نابینا تھے۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔ لوگوں کی امامت کرتے تھے حالانکہ نابینا تھے۔

شعبی سے مروی ہے کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ بنایا جو لوگوں کی امامت کرتے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام مکتوم کو دو مرتبہ مدینہ پر خلیفہ بنایا، حالانکہ وہ نابینا تھے۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ... جس وقت بدر جانے گئے تو ابن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا، لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے حالانکہ نابینا تھے۔ ابو عبداللہ محمد بن سعد (مولف کتاب ہذا) نے کہا کہ ہم سے یہ بھی روایت کی گئی کہ ابن ام مکتوم رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بعد اور بدر سے پہلے مدینہ آئے۔

براء سے مروی ہے کہ مہاجرین میں سے پہلے جو شخص ہمارے پاس آئے وہ بنی عبدالدار بن قصی کے بھائی کے مصعب بن عمیر تھے۔ ہم نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا۔ انھوں نے کہا کہ آپ اپنے مقام پر تھے اور اصحاب میرے پیچھے تھے پھر ہمارے پاس عمرو بن ام مکتوم نابینا آئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے کیا کیا۔ انھوں نے کہا کہ وہ لوگ اور بھی زیادہ میرے پیچھے تھے۔

براء سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے سب سے پہلے جو ہمارے پاس آئے مصعب بن عمیر اور ابن مکتوم تھے، دونوں لوگوں کو قرآن سکھانے لگے۔

ابوظلال سے مروی ہے کہ میں انس بن مالک کے پاس تھا، انھوں نے پوچھا کہ تمھارے آنکھ کب جاتی رہی میں نے کہا کہ اس وقت گئی کہ میں چھوٹا تھا۔

انس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل آئے، ابن ام مکتوم بھی حاضر تھے، جبریل نے پوچھا کہ تمھاری نظر کب گئی، انھوں نے کہا کہ اس وقت جب میں بچہ تھا۔ انھوں نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرامایا کہ جب میں بندکی آنکھ لیتا ہوں تو اس کے بدلے سوائے جنت کے کوئی جزا نہیں پاتا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم رسول اللہ ﷺ کے موذن تھا حالانکہ نابینا تھا۔

رسول ﷺ کے موذنوں کے کسی لڑکے نے روایت کی کہ بلالؓ اذان اور ابن مکتوم اقامت کہتے تھے، بسا اوقات ابن ام مکتوم اذان کہتے تھے اور بلالؓ اقامت۔

سالم بن عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ بلالؓ رات کی یعنی مغرب کی اذان دیں تو کھاؤ پیو یہاں تک کہ ام مکتوم (فجر کی) اذان دیں انھوں نے کہا کہ ابن مکتوم نابینا تھے وہ اس وقت تک اذان نہیں کہتے تھے جب تک ان سے نہیں کہا جائے کہ صبح ہوگئی، صبح ہوگئی۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے درمضان میں فرمایا کہ بلالؓ مغرب کی اذان کہیں تو کھاؤ پیو۔ یہاں تک کہ ام مکتوم فجر کی اذان کہیں۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ بلال بن رباح اور ابن ام مکتوم رسول اللہ ﷺ کے موذن تھے، بلال رات کی اذان کہتے تھے اور لوگوں کو بیدار کرتے تھے ابن ام مکتوم فجر کی اذان کا خیال کرتے تھے اس (کے وقت) میں کبھی غلطی نہیں کرتے تھے۔ آنحضرت فرماتے ہیں کے کھاؤ پیو تاوقتیکہ ابن ام مکتوم اذان نہ کہیں۔

جابر بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ میرا مکان دور ہے نظر سے معذور ہوں اور میں اذان سنتا ہوں، فرمایا کہ اگر تم اذان سنتے ہو تو اس کا جواب دو خواہ سرین کے بل ہی کیوں نہ چلنا پڑے۔ یا فرمایا کہ گھٹنوں کے بل ہی کیوں نہ چلنا پڑے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمرو بن ام مکتوم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اپنے ؛ نے والے کی شکایت کی اور کہا کہ میرے اور مسجد کے درمیان ایک درخت حائل ہے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم اقامت سنتے ہو، انھوں نے کہا جی ہاں آپ نے انھیں ترک جماعت کی اجازت نہیں دی۔

جابر بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو ابن ام مکتوم حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ، میرا مکان دور ہے، نظر سے معذور ہوں اور میرا ایک کتا ہے، آپ نے انھیں چند روز کے لئے اجازت دیدی، پھر انھیں بھی اپنے کتے کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ قریش کے لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جن میں عتبہ بن ربیعہ اور قریش کے چند باوجاہت لوگ تھے، آپ ان لوگوں سے فرمارہے تھے کہ کیا یہ خوب نہیں ہے۔ اگر میں لاؤں اور وہ لاؤں، وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ خونوں کی قسم، ہاں، ہاں ابن ام مکتوم آئے آپ ان لوگوں میں مشغول تھے۔ انھوں نے آپ سے کچھ دریافت کیا تو آپ نے ان سے منہ پھیر لیا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل کی۔ **عبس وتولی جاء الاعلی** (آپ چیں جبیں ہوگئے اور متوجہ نہ ہوئے کہ آپ کے پاس (ابن مکتوم) نابینا آئے، **اما استغنی** (لیکن جس شخص نے بے پرائی کی (یعنی عتبہ) اور اس کے ساتھ۔ "**فانت له تصدی واما من جائک یسعی وهو یخشی فانت عنه تلهی**" (تو آپ اس کے درپے ہیں لیکن جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا (یعنی ابن ام مکتوم) اور وہ اللہ سے ڈرتا ہے تو آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں)۔

ضحاک سے اس آیت۔ **عبس وتولی ان جاء الاعمی**۔ کی تفسیر میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قریش کے ایک شخص کے درپے ہو کر اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔ عبداللہ بن ام مکتوم نابینا آئے اور دریافت کرنے لگے، رسول اللہ ﷺ ان سے منہ پھیر رہے تھے اور چیں بہ جبیں ہو رہے تھے اور اس دوسرے شخص کی طرف توجہ فرمارہے تھے، جب وہ آپ سے سوال کرتے تھے تو آپ چیں بہ جبیں ہو کے منہ پھیر لیتے تھے۔ اللہ نے اپنے رسول کو پھیر دیا اور فرمایا۔

"**عبس وتولی ان جاء کا الاعمی دمایدریک لعله یزکی الی قوله فانت عنه تلهی**"۔

(آپ نابینا کے پاس آنے سے چیں بجبیں ہوئے اور منہ پھیرلیا۔ حالانکہ آپ کو کیا خبر شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا یا نصیحت قبول کرتا اور اسے نصیحت سے فائدہ ہوتا لیکن جس شخص نے روگردانی کی تو آپ اس کے درپے ہوئے حالانکہ اگی پاکیزگی حاصل نہ کرنے کی آپ پر ذمہ داری تھی۔ جو شخص آپ کے پاس دوڑ کر آیا وہ اللہ سے ڈرتا

بھی ہے تو آپ اس سے بے پروائی کرتے ہیں)۔

یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا اکرام کیا اور دو مرتبہ اپنا جانشین بنایا۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے عامر سے پوچھا کہ کیا نابینا جماعت کی امامت کر سکتا ہے انھوں نے کہا کہ ہاں، رسول اللہ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو (مدینہ پر) خلیفہ بنایا اور آپ غزوات میں تشریف لے گئے تو وہ آپ کے بجائے امامت کرتے رہے حالانکہ وہ نابینا تھے۔

ابی غفیر یعنی محمد بن سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت غزوہ قرقرۃ الکدر میں بنی سلیم وغطفان کی طرف روانہ ہوئے تو مدینہ پر ابن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا جو لوگوں کو جمعہ پڑھاتے تھے اور منبر کے پہلو میں خطبہ پڑھتے تھے۔ منبر کو اپنی بائیں جانب کرتے تھے۔ نیز جس وقت آپ بنی سلیم کے غزوہ بحران میں گئے جو نواح الفرع میں ہے تو آپ نے انھیں خلیفہ بنایا، غزوہ احد، حمراالاسد، بنی النضیر، خندق، بنی قریظہ، غزوہ بنی لحیان، غزوہ الغابہ، غزوہ ذی قرہ اور عمر حدیبیہ میں آپ تشریف لے گئے تو انھیں کو جانشین بنایا۔

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن ام مکتوم رات کی اذان دیں تو کھاؤ پیو یہاں تک کہ بلال (صبح کی) اذان دیں۔

عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم مدینہ میں ایک یہودیہ کے پاس اترے جو ایک انصاری کی پھوپھی تھی، وہ ان پر مہربانی کرتی تھی مگر اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں ایذا دیتی تھی، انھوں نے اسے مار کر قتل کر دیا۔ نبی ﷺ سے شکایت کی گئی۔ عرض کی یا رسول اللہ وہ مجھ پر مہربانی کرتی تھی۔ لیکن اس نے مجھے اللہ اور اس کے رسول اللہ کے بارے میں ایذا دی تو میں نے اسے مار کر قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اسے دور کرے اس نے اپنا خون باطل کر دیا۔

ابی عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ جب یہ آیت

لا یستوی القاعدون من المومنین

(یعنی جو مومن جہاد سے بیٹھنے والے ہیں وہ ثواب میں مجاہدین فی سبیل اللہ کے برابر نہیں ہیں) نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم نے کہا: یا رب تو نے مجھے (نابینائی میں) مبتلا کیا، میں کیونکہ (جہاد) کروں۔

غیر اولی الضرر،

(سوائے ان کے جو نابینائی والے یا بے عذر والے ہیں)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت:

لا یستوی القاعدون من المومنین والمجاھدون فی سبیل اللہ :

نازل ہوئی تو عبداللہ بن ام مکتوم نے کہا یا رب میرا عذر بھی نازل کر دے، میرا عذر بھی نازل کر دے۔ اللہ نے "غیر اولی الضرر" نازل کر دیا۔

یہ دونوں (المومنین والمجاہدون) کے درمیان کر دی گئی ہے

"من المومنین غیر اولی الضرر المجاھدون فی سبیل اللہ"

اس کے بعد وہ جہاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جھنڈا مجھے دیدو، کیونکہ میں نابینا ہوں بھاگ نہیں سکتا، اور

مجھے دونوں صفوں کے درمیان کھڑا کردو۔

البراء سے مروی ہے کہ جب یہ آیت:

لایستو القاعدون من المومنین والمجاھدون فی سبیل اللہ.

نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید کو بلایا اور حکم دیا، وہ کاغذ لائے اور اس پر (اس آیت کو لکھا۔ پھر ابن ام مکتوم آئے اور رسول اللہ ﷺ سے اپنی نابینائی کی شکایت کی تو یہ حصہ نازل ہوا۔

"غیر اولی الضرر"

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں تھا آپ پر سکون نازل ہوا تو آپ کی ران میری ران پر گری پڑی۔ میں نے کوئی چیز رسول اللہ ﷺ کی ران سے زیادہ گراں نہیں پائی۔ یہ حالت جب جاتی رہی تو فرمایا کہ اسے زید لکھ لو میں نے کاغذ پر لکھا:

لایستوی القاعدون من المومنین والمجاھدون فی سبیل اللہ

عمرو بن ام مکتوم نے جو نابینا تھے مجاہدین کی فضیلت سنی تو کھڑے ہوئے اور عرض کی۔ یا رسول اللہ اس کے ساتھ کیا (معاملہ) ہوگا۔ جو جہاد کی طاقت نہیں رکھتا ان کا کلام ختم نہ ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر سکون طاری ہوا۔ آپ کی ران میری ران پر گر پڑی۔ میں نے ویسی ہی گرانی محسوس کی جیسی پہلی مرتبہ محسوس کی تھی جب یہ حالت جاتی رہی تو فرمایا۔ اسے زید پڑھو۔ میں نے پڑھا

"لایستوی القاعدون من المومنین" فرمایا (اس کے بعد ہی لکھو:

"غیر اولی الضرر"۔

زید نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تنہا اسی حصہ آیت کو نازل فرمایا کہ گویا میں کاغذ کے کنارے اس کو اس کے متصل کی آیت کے پاس دیکھ رہا ہوں۔

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں کہا۔

"لایستوی القاعدون من المومنین والمجاھدون فی سبیل اللہ"

وہ لکھ ہی رہے تھے کہ آپ کے پاس ابن ام مکتوم آئے جو نابینا تھے۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر قرآن نازل فرمایا۔ آپ کی ران میری ران پر تھی کہ میں نے سمجھ لیا کہ میری ران کچل جائے گی۔ پھر آپ سے (سکون) جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر **"غیر اولی الضرر"** نازل فرمایا۔

زید بن ثابت دوسرے طریق سے بھی نبی ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جنگ قادسیہ میں عبداللہ بن ام مکتوم کے پاس سیاہ جھنڈا تھا۔ ان کے بدن پر زرہ تھی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم جنگ قادسیہ میں اس طرح روانہ ہوئے کہ بدن پر بڑی زرہ تھی۔

انس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن زائدہ یعنی ابن ام مکتوم جنگ قادسیہ میں اس طرح قتال کر رہے تھے کہ

بدن پر مضبوط اور بڑی زرہ تھی۔

انس سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم جنگ قادسیہ میں حاضر تھے انھیں کے پاس جھنڈا تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ پھر وہ مدینے واپس آ گئے اور وہیں انکی وفات ہوئی۔ عمرؓ بن الخطاب کی وفات کے بعد ان کا کوئی ذکر نہیں سنا گیا۔

بنی فہر بن مالک:

سہیل بن بیضاء...... بیضاء ان کی والدہ تھیں، والد وہب بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن الحارث بن فہر بن مالک تھے، انکی والدہ بیضا تھیں جو دعد بنت حجدم بن عمرو بن عائشہ ظرب بن الحارث بن فہر تھیں۔

مکہ میں اسلام لائے۔ اپنا اسلام پوشیدہ رکھا۔ قریش انھیں اپنے ہمراہ بدر میں لائے۔ وہ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے۔ گرفتار ہوئے تو عبداللہ بن مسعود نے شہادت دی کہ انھوں نے مکہ میں انھیں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ انھیں رہا کر دیا گیا۔

جس نے اس قصے کو سہیل بن بیضاء کے بارے میں روایت کیا اس نے غلطی کی سہیل بن بیضاء عبداللہ بن مسعود سے پہلے اسلام لائے اور اپنا اسلام چھپایا نہیں انھوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب مسلمان ہو کر بدر میں حاضر ہوئے اسے کوئی شک نہیں۔

جس نے اس حدیث کو ان کے اور ان کے بھائی کے درمیان روایت کر دیا اس نے غلطی کی اس لئے کہ سہیل اپنے بھائی سے زیادہ مشہور تھے۔ اور وہ قصہ سہل کے بارے میں تھا۔

سہل نے مدینہ میں قیام کیا۔ نبی ﷺ کے درمیان بعض مشاہد میں حاضر ہوئے اور نبی ﷺ کے بعد تک زندہ رہے۔

عمرو بن الحارث بن زہیر............ ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن الحارث بن فہر بن مالک۔

ان کی والدہ ہند بنت المضرب بن عمرو بن وہب بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی تھیں۔ مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔

بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر انھوں نے حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شرکت کی۔ مگر موسیٰ بن عقبہ نے وابو معشر نے ان کا مہاجرین ملک حبشہ میں ذکر نہیں کیا۔

عثمان بن عبد غنم بن زہیر...... ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن عقبہ بن الحارث بن فہر بن مالک۔ ہشام بن محمد نے کتاب النسب میں بیان کیا کہ وہ عامر بن عبد غنم تھے کنیت ابو نافع تھی اور والدہ عبد عوف بن عبد الحارث ابن زہرہ وعبدالرحمٰن بن عوف کی پھوپی تھیں۔

انکی اولاد میں نافع اور سعید تھے ان دونوں کی والدہ برزہ بنت مالک بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ تھیں، مکہ میں قدیم الاسلام تھے بروانیہ۔ موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر ومحمد بن عمر ہجرت ثانیہ

میں ملک حبشہ کو گئے۔اس کے بعد انکی وفات ہوگئی۔
ان کا کوئی فرزند جانشین نہ تھا۔

سعید بن عبد قیس......ابن لقیط بن عامر بن امیہ بن الحارث بن فہر بن مالک مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔بر وایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر ومحمد بن عمر انھوں نے ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی ہجرت کی تھی۔

بقیہ عرب

عمرو بن عبسہ......ابن خالد بن حذیفہ بن عمرو بن خلف بن مازن بن مالک بن ثعلبہ بن بہشہ بن سلیم بن منظور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر۔کنیت ابو نجیح تھی۔

عمرو بن عبسہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ عکاظ میں تھے۔پوچھا کہ اس امر میں کس نے آپ کی پیروی کی؟ فرمایا،ایک آزاد نے اور ایک غلام نے۔

آپ کے ساتھ سوائے ابوبکرؓ اور بلالؓ کے کوئی نہ تھا۔فرمایا کہ جاؤ یہاں تک کہ اللہ نے رسول اللہ اپنے رسول کو قدرت دے۔

عمرو بن عبسہ سے (ایک اور طریق سے) مروی ہے کہ میں ....رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔آپ عکاظ میں آئے ہوئے تھے۔میں نے کہا یا رسول اللہ اس امر (اسلام) میں کون آپ کے ساتھ ہے۔

فرمایا،میرے ساتھ دو شخص ہیں ابوبکرؓ و بلالؓ اس وقت بھی اسلام میں آیا۔میں نے اپنے آپ کو اسلام کا چہارم دیکھا۔عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کے ہمراہ ٹھہروں یا اپنی قوم میں شامل ہو جاؤں۔

فرمایا۔اپنی قوم میں شامل ہو جاؤ۔کیونکہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے (وعدہ) وفا کرے گا جن کو تم دیکھتے ہو اور اسلام زندہ کردے گا۔میں آپ کے پاس فتح مکہ سے پہلے حاضر ہوا۔اسلام کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ میں عمرو بن عبسہ السلمی ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ سے وہ امور دریافت کروں جو آپ جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا مجھے نفع ہو اور آپ کو ضرور نہ ہو۔

عمرو بن عبسہ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا یا رسول کون اسلام لایا۔فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام،یا فرمایا ایک غلام اور ایک آزاد۔یعنی ابوبکرؓ و بلالؓ۔انھوں نے کہا میں اسلام کا چوتھا ہوں۔

عمرو بن عبسہ سے مروی ہے کہ وہ اسلام میں تیسرے یا چوتھے تھے۔

ابو عمار شداد بن عبداللہ سے جنھوں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت کو پایا تھا مروی ہے کہ ابو امامہ نے کہا۔اے عمر بن عبسہ (تم) اونٹ کی رسیوں والے بنی سلیم کے آدمی ہو۔کس نے بنا پر یہ دعویٰ کرتے ہو کہ اسلام کے چہارم ہو۔

انھوں نے کہا کہ میں جاہلیت میں بھی لوگوں کو گمراہی پر سمجھتا تھا اور بتوں کو ہیچ جانتا تھا۔میں نے ایک شخص کو مکہ کی خبریں بیان کرتے اور وہاں کی باتیں کہتے سنا تو اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور مکہ آیا۔رسول اللہ ﷺ کے پاس خفیہ طور پر گیا قوم آپ کے پاس دو حصوں میں تھی۔

میں حیلہ کر کے آپ کے پاس گیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں۔فرمایا کہ میں نبی ہوں پوچھا نبی کیا۔فرمایا، اللہ کا رسول! عرض کی اللہ نے آپ کو رسول بنایا ہے۔فرمایا ہاں۔پوچھا کس چیز کا (رسول بنایا ہے) فرمایا کہ اس امر کا کہ اللہ کا واحد جانو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔بتوں کے توڑنے کا اور صلہ رحم (قرابت داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے) کا حکم دیا۔

عرض کی اس امر پر آپ کے ساتھ کون ہے؟

فرمایا کہ ایک آزاد ایک غلام۔اس وقت آپ کے ساتھ ابوبکرؓ و بلالؓ تھے میں نے کہا کہ میں بھی آپ کا پیرو کار ہوں۔فرمایا کہ تمہیں آج اسکی طاقت نہیں۔اپنے متعلقین کے پاس جاؤ جب میرے متعلق سننا کہ میں غالب ہو گیا تو مجھ سے ملنا۔

میں متعلقین کے پاس گیا۔نبی ﷺ مہاجرین کے مدینہ تشریف لائے۔میں اسلام لے آیا اور خبریں معلوم کرنے لگا۔یثرب سے آپ کے سوار آئے تو میں نے پوچھا کہ ان میں شخص نے کیا کیا جو تمہارے پاس آئے ہیں۔ان لوگوں نے کہا کہ قوم نے ان کے قتل کا ارادہ کیا مگر وہ اسے نہ کر سکے، آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان رکاوٹ کر دی گئی۔میں نے لوگوں کو اس طرف دوڑتا ہوا چھوڑا۔

میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ آیا۔بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ آپ مجھے جانتے ہیں۔فرمایا ہاں۔کیا تم وہ شخص نہیں ہو جو میرے پاس مکہ میں آئے تھے۔میں نے کہا بے شک۔عرض کی یارسول اللہ مجھے وہ باتیں بتائیے۔جو اللہ نے آپ کو بتائیں۔اور میں ان سے ناواقف۔

فرمایا کہ جب تم صبح نماز پڑھو تو آفتاب طلوع ہونے تک نماز ختم کر دو۔

پھر جب طلوع ہو تو اس وقت تک نماز پڑھو جب تک کہ وہ بلند نہ ہو جائے کیونکہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں۔

جب وہ بقدر ایک یا دو نیزے کے بلند ہو جائے تو نماز پڑھو۔کیونکہ نماز قیامت میں موجود اور حاضر کی جائے گی۔یہاں تک کہ نیزہ سائے کے مقابل ہو جائے۔پھر نماز روک دو اس وقت جہنم سجدہ کرتی ہے۔پھر جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو۔کیونکہ نماز موجود اور حاضر کی جائے گی۔

پھر عصر پڑھ کے نماز روک تو یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جائے۔کیونکہ شیطان کے سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں۔عرض کی یارسول اللہ مجھے وضو بھی بتائیے۔

فرمایا۔تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اپنا وضو بطور عبادت کے کرے غرارہ اور کلی کرے، ناک میں پانی ڈال کے چھینکے اور اس میں پانی کے ساتھ منہ اور ناک کے گناہ نہ بہیں۔وہ اپنا منہ دھوئے جس طرح اللہ نے اسے حکم دیا اور اس کے چہرے اور داڑھی کے کناروں کے گناہ پانی کے ساتھ نہ بہیں۔اپنے ہاتھ دھوئے اور پانی کے ساتھ اس کے ہاتھوں کے گناہ انگلیوں کی پوروں سے نہ بہیں۔سر کا مسح کرے۔جس طرح اللہ نے حکم دیا اور پانی کے ساتھ بالوں کے کناروں سے سر کے گناہ نہ بہیں۔اس کے بعد وہ اپنے دونوں قدم ٹخنوں تک دھوئے جس طرح اللہ نے اسے حکم دیا۔اور اس کے قدموں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ نہ بہیں وہ کھڑا ہو اور اللہ کی حمد و ثنا کرے جس کا وہ اہل ہے۔دو رکعت نماز پڑھے تو اس ہیبت سے وہ اپنے گناہوں سے پاک وصاف ہو جائے گا

جس طرح سے پیدائش کے دن اس کی ماں نے اسے پاک وصاف جنا تھا۔

ابوامامہ نے کہا کہ اے عمرو بن عبسہ غور کرو۔ تم کیا کہتے ہو، کیا تم نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کیا آدمی کو یہ سب اپنے مقام میں دیا جائیگا۔ عمرو بن عبسہ نے کہا کہ اے ابوامامہ، میرا سن بڑھ گیا، ہڈیاں پتلی ہوگئیں اور موت قریب آ گئی۔ مجھے کوئی ایسی حاجت نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ پر جھوٹ بولوں اگر میں نے اسے صرف ایک یا دو یا تین مرتبہ سنا ہوتا۔ میں نے اسے سات یا آٹھ مرتبہ۔ یا اس سے بھی زیادہ آپ سے سنا ہے۔

عمرو بن عبسہ السلمی سے مروی ہے کہ میں جاہلیت میں بھی اپنی قوم کے معبودوں (بتوں) سے متنفر تھا۔ یہ اس لئے کہ وہ باطل تھے۔ پھر میں اہل الکتاب میں سے ایک شخص ملا۔ میں نے کہا کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو پتھر کو پوجتے ہیں، قبیلے میں اترتے ہیں تو ان کے ساتھ معبود نہیں ہوتے۔ ایک شخص نکل کر چار پتھر لاتا ہے تین کو تو وہ اپنی ہانڈی (کے چولہے) کے لئے کرتا ہے۔ اور اچھے پتھر کو معبود بنالیتا ہے جس کی وہ پرستش کرتا ہے۔ جب وہ کسی دوسری منزل میں اترتا ہے تو کوچ کرنے سے پہلے اگر اس سے اچھا پتھر پایا جائے تو اسے چھوڑ دیتا ہے اور دوسرے کو اختیار کر لیتا۔ میری رائے ہے کہ وہ معبود باطل ہے جو نہ نفع پہنچاتا ہے۔ نہ ضرر۔ مجھے ایسا طریقہ بتاؤ جو اس سے بہتر ہو۔

اس نے کہا کہ مکہ سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو اپنی قوم کے معبودوں سے نفرت کرے گا اور کسی دوسرے معبود کی طرف دعوت دے گا۔ جب تم اسے دیکھنا تو اس کی پیروی کرنا کیونکہ وہ سب سے بزرگ دین لائے گا۔

جب سے اسنے یہ کہا تھا تو میرا مقصد سوائے مکہ کے کہیں کا نہ ہوتا تھا۔ میں آتا تھا اور لوگوں سے پوچھتا تھا کہ کیا مکہ میں کوئی نئی بات ہوئی ہے؟ کہا جاتا تھا کہ نہیں۔ ایک بار اسی طرح سے آیا اور دریافت کیا تم لوگوں نے کہا کہ مکہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو اپنی قوم کے معبودوں سے نفرت کرتا ہے اور دوسرے معبود کی طرف دعوت دیتا ہے۔

میں اپنے متعلقین کے پاس آیا۔ اونٹنی پر کجاوا کسا اور مکہ میں اپنی اس منزل میں آیا جہاں میں اترا کرتا تھا۔ دریافت کیا تو اسے پوشیدہ پایا اور قریش کو دیکھا کہ اس معاملے میں بہت سخت تھے۔

میں نے بہانہ تلاش کیا اور آنحضرت کے پاس گیا دریافت کیا کہ آپ کیا ہیں۔ فرمایا کہ نبی! میں نے کہا کہ آپ کو کس نے بھیجا۔ فرمایا اللہ نے میں نے کہا۔ اس نے آپ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا، فرمایا اللہ کی عبادت کے ساتھ جو واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور خونوں کی حفاظت بتوں کے توڑنے قرابت داروں سے اچھے برتاؤ اور راستے کے امن کے ساتھ معبوث ہوا ہوں۔

عرض کی۔ یہ تو بہت اچھی باتیں ہیں جن کے ساتھ آپ بھیجے گئے۔ میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ کیا آپ مجھے حکم دیتے ہیں آپ کے ساتھ ٹھہروں یا واپس جاؤں۔ فرمایا میں کو کچھ لایا ہوں کا تم اس کے ساتھ لوگوں کی ناگواری نہیں دیکھتے؟ ایسی صورت میں تمہارا یہاں ٹھہرنا ناممکن نہیں، تم اپنے متعلقین میں رہو۔ جب سنا کہ میں نے کس طرف ہجرت کی تو میری پیروی کرنا۔

میں اپنے متعلقین میں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ آپ مدینہ کیطرف روانہ ہوئے۔ میں بھی آپ کے پاس روانہ ہوا۔ اور مدینہ آیا۔ قدمبوس ہوا تو عرض کی یا نبی! اللہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ فرمایا ہاں، تم وہی اسلمی ہو جو

میرے پاس مکہ میں آئے تھے۔اور مجھ سے فلاں فلاں باتیں پوچھی تھیں۔میں نے تم سے یہ یہ کہا تھا۔

میں نے مکہ کی اس صحبت مغتنم سمجھا اور جان لیا کہ اس مجلس میں زمانے نے آپ کے قلب کو مجھ سے فارغ نہیں کیا، عرض کی یا نبی اللہ کس ساعت کی (نماز ودعا زیادہ سنی اور قبول) کی جاتی ہے۔

فرمایا آخر کی تہائی شب کی، کیونکہ اس وقت نماز حاضر کی جاتی ہے اور قبول کی جاتی ہے۔یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو۔جب دیکھو کہ وہ سرخ سرخ طلوع ہو گیا کہ یا وہ ڈھال ہے تو نماز روک دو کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔اور کفار اس کی نماز پڑھتے ہیں۔جب وہ بقدر ایک یا دو نیزے کے بلند ہو جائے تو نماز حاضر کی جائے گی اور قبول کی جائے گی۔جب آدمی کا سایہ اس کے برابر ہو جائے تو اسے روک دو کیانکہ اس وقت جہنم سجدہ کرتی ہے۔سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو کیونکہ نماز حاضر کی جائے گی اور قبول کی جائے گی۔یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو۔جب دیکھو کہ آفتاب سرخ سرخ ہو کر غروب ہو گیا۔گویا وہ ایک ڈھال ہے تو نماز روک دو۔

وضو کو بیان فرمایا کہ جب تم وضو کرو تو دونوں ہاتھ منہ اور دونوں پاؤں دھوؤ۔وضو کر کے تم بیٹھ گئے تو یہ تمھارے لئے پاک کرنے والا ہے۔اور اگر تم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور اپنے رب کو ان صفات سے یاد کیا جن کا وہ اہل ہے تو تم اپنی نماز سے اس طرح پلٹو گے پڑھی اور اپنے رب کو ان صفات سے یاد کیا جن کا وہ اہل ہے تم اپنی نماز سے اس طرح پلٹو گے جس طرح تم کو تمھاری ماں نے پاک جنا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب عمرو بن عبسہ مکہ میں اسلام لائے تو اپنی قوم بنی سلیم کے شہروں میں واپس چلے گئے۔وہ صفہ اور حاذہ میں اترا کرتے تھے جو بنی سلیم کی زمین ہے وہ وہیں مقیم رہے۔یہاںتک کہ بدر واحد خندق وحدیبیہ وخیبر (کا وقت) گزر گیا۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ابوذرؓ

نام جندب تھا۔ابن جنادہ بن کعیب بن صعیر بن الوقعہ بن حرام بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار بن ملیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد منا آبن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔

نعیم بن عبداللہ المجر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوذر کا نام جندب بن جنادہ تھا۔ایسا ہی محمد بن عمر وہشام بن محمد بن السائب الکلبی وغیرہ اہل علم نے کہا۔محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ابو معشر نجیح کو کہتے سنا کہ ابوذر کا نام بریر بن جنادہ تھا۔ابی ذر سے مروی ہے کہ ہم لوگ اپنی قوم غفار سے نکلے، وہ لوگ شہر حرام رجب وشوال تا محرم میں قتل وقتال کو حلال جانتے تھے۔میں اور میرے بھائی انیس اور ہماری والدہ نکلیں، ہم لوگ روانہ ہوئے اپنے ایک ماموں کے پاس اترے انھوں نے ہمارا اکرام کیا اور ہمارے احسان کیا۔

ان کی قوم نے ہم لوگوں کو حسد کیا، ان لوگوں نے ان سے کہا کہ جب تم اپنے متعلقین سے علیحدہ ہو گے تو انیس تمھارے خلاف ان لوگوں سے مل جائیں۔ماموں ہمارے پاس آئے اور جو کچھ ان سے کہا گیا تھا ہم سے بیان کر دیا۔میں نے کہا کہ گزشتہ احسان کو تم نے مکدر کر دیا۔اب تم سے ہماری موافقت ممکن نہیں۔

ہم نے اپنے اونٹوں کو قریب کیا اور سوار ہو گئے۔ماموں چادر سے منہ ڈھانک کر رونے لگے، ہم لوگ روانہ ہوئے اور مکہ کے قریب اترے۔

انیس نے ہم سے منافرہ (منافرہ وہی ہے جسے گنواری زبان میں آجکل ڈوئل کہتے ہیں) کیا۔ جتنے اونٹ ہمارے پاس تھے اتنے ہی اور فراہم کئے اور منافرے کے لئے کاہن کے پاس آئے، اس نے انیس کو ان کی حالت کی خبر دی، ہم نے اونٹنیوں کو اور ان کے ہمراہ دوسری اونٹنیوں کو لائے رسول اللہ ﷺ کی ملاقات سے تین سال پہلے میں نے بھتیجے کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔ پوچھا کہ (یہ نماز) کس کے لئے ہے۔ انھوں نے کہا کہ اللہ کے لئے۔ میں نے کہا کہ کدھر رخ کرتے ہو۔ انھوں نے کہا جدھر اللہ میرا رخ کر دیتا ہے، میں عشاء کی نماز پڑھتا ہوں۔ جب آخر سحر ہوتی ہے تو مجھے اس طرح الق کیا جاتا ہے کہ گویا میں ایک مخفی شے ہوں، یہانتک کہ آفتاب بلند ہو جاتا ہے۔

انیس نے کہا کہ مجھے مکہ میں ایک کام، اجازت دو کہ کام کر کے تمھارے پاس آؤں، انیس گئے اور بہت دیر کے بعد آئے تو پوچھا کہ تمھیں کس نے روکا تھا۔ انھوں نے کہا کہ میں مکہ میں ایک شخص سے ملا جو تمھارے دین پر ہے۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے اسے رسول بنایا ہے۔ پوچھا کہ لوگ اسے کیا کہتے ہیں۔ تو انھوں نے کہا کہ لوگ شاعر کا من اور ساحر کہتے ہیں۔

انیس ایک شاعر تھے، مگر انھوں نے کہا کہ واللہ میں نے کاہنوں کا قول بھی سنا ہے لیکن یہ باتیں کاہنوں کے قول کے مطابق نہیں ہے۔ میں نے ان کے قول کو اقسام شعر پر بھی رکھ کر پرکھا مگر وہ کسی زبان پر نہیں بھرتا، یہ بعید ہے کہ وہ شعر ہو، واللہ وہ ضرور سچے ہیں اور لوگ جھوٹے ہیں۔

میں نے کہا کہ مجھے بھی فرصت دو کہ جاؤں اور دیکھوں انھوں نے کہا اچھا، مگر مکہ والوں سے خبر دار رہنا۔ کیونکہ ان لوگوں نے ان کے ساتھ برائی اور بداخلاقی کی ہے۔

میں روانہ ہو کر مکہ آیا، ایک شخص کو کمزور سمجھ کر اس سے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے۔ جسے تم لوگ بے دین کہتے ہو۔ اس نے مجھے اشارہ کیا اور کہا یہ ہے وہ بے دین! مجھ پر اہل وادی ڈھیلے اور ہڈی سے ٹوٹ پڑے۔ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اٹھا تو اس طرح کہ گویا ایک سرخ بت ہوں۔

میں زمزم پر آیا، اس کا پانی پیا، اور اپنے جسم، سے خون دھویا، اے بھتیجے میں شبانہ روز وہاں اس طرح رہا کہ میرے لئے سوائے آب زمزم کے کچھ نہ تھا مگر میں موٹا ہو گیا، پیٹ کی شکنیں جاتی رہیں اور میں نے اپنے جگر پر بھوک کی کمزوری محسوس نہیں کی۔

اہل مکہ ایک روشن چاندنی رات میں تھے کہ اللہ نے ان کے دماغوں پر ضرب لگا دی سوائے دو عورتوں کے کوئی بھی بیت اللہ کا طواف نہیں کرتا تھا۔ دونوں عرتوں میرے پاس آئیں اساف اور نائلہ (بتوں) کو پکارتی تھیں۔ میں نے کہا کہ تم دونوں اساف و نائلہ میں سے ایک دوسرے کا نکاح کر دو۔

اس بات نے ان کا پکارنے سے باز نہ رکھا۔ وہ میرے پاس آئیں تو میں نے کچھ اس طرح کہا جیسے لکڑی سے آواز آئے۔ البتہ میں نے بت چھپائی نہیں، عورتیں پشت پھیر کے یہ کہتی ہوئی چلی گئیں۔ کہ کاش اس جگہ ہمارے گروہ میں سے کوئی ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ ان دونوں کے سامنے آئے۔ آپ دونوں (حضرات) پہاڑ سے اتر رہے تھے، عورتوں سے پوچھا کہ تمھارے لئے کیا ہوا ہے۔ تو ان دونوں نے کہا کہ کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان ایک بے دین ہے فرمایا کہ اس نے تم دونوں سے کیا کہا۔ انھوں نے کہا کہ اس نے ہم سے ایک ایسا کلمہ کہا جو منہ بھر دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صاحب (ابوبکرؓ) آئے حجر اسود کو بوسہ دیا بیت اللہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی۔ جب نماز پوری کر لی تو میں آپ کے پاس آیا۔ میں پہلا شخص تھا جس نے آپ کو اسلامی سلام کیا۔ آپ نے فرمایا وعلیک (السلام) ورحمۃ اللہ، تم کن لوگوں میں سے ہو۔ عرض کی قبیلہ غفار سے، آنحضرتؐ نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی کی طرف اس طرح بڑھایا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ آپ نے یہ ناپسند کیا کہ میں نے اپنے آپ کو غفار کی طرف منسوب کیا۔

میں نے بڑھ کے آپ کے ہاتھ کو پکڑنا چاہا کہ حضرت کے ساتھی (ابوبکر صدیقؓ) نے توجہ کی جو آپ سے زیادہ مجھے جانتے تھے پوچھا کہ تم یہاں کب سے ہو، عرض کی تیس دن سے فرمایا کہ تمہیں کھانا کون کھلاتا ہے۔ عرض کی میرے لئے سوائے آب زمزم کے کوئی کھانا نہیں۔ میں موٹا ہو گیا۔ شکم کی شکنیں جاتی رہیں۔ مجھے جگر پر بھوک کی تکلیف بھی معلوم نہیں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مبارک ہے، وہ بھوکے کی غذا ہے۔

ابوبکرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ آج رات انکی مہمانی کی مجھے اجازت دیجئے آپ نے اجازت دی۔ نبی ﷺ اور ابوبکرؓ روانہ ہوئے۔ میں بھی ان کے ہمراہ چلا، ابوبکرؓ نے ایک دروازہ کھولا اور میرے لئے طائف کی کشمش لینے لگے۔ یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکہ میں کھایا۔

میں نے مکہ میں قیام کیا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا مجھے کھجور کے ایک باغ والی زمین کی طرف روانگی کا حکم دیا گیا میں اسے سوائے یثرب (مدینہ) کے اور کوئی نہیں خیال کرتا۔ کیا تم میری جانب سے اپنی قوم کو (پیام حق) پہنچا سکو گے؟ قریب ہے کہ اللہ ان لوگوں کے ذریعے سے فائدہ دے اور تمہیں ان کے بارے میں اجر دے۔

میں روانہ ہو گیا۔ اپنے بھائی انیس سے ملا تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا کہ اسلام لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔ انیس نے کہا مجھے بھی تمہارے دین سے انکار نہیں، میں بھی اسلام لے آیا اور میں نے بھی تصدیق کی ہم دونوں والدہ کے پاس آئے تو انہوں نے بھی کہا کہ مجھے تم دونوں کے دین سے انکار نہیں۔ میں بھی اسلام لے آئی اور میں نے بھی تصدیق کی۔ ہم لوگ سوار ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے ان کے نصف لوگ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے لے آئے۔ ایماء بن رحضہ ان کی امامت کرتے تھے اور وہی ان کے سردار تھے، بقیہ لوگوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائیں گے تو ہم بھی اسلام قبول کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہ لوگ بھی اسلام لے آئے قبیلہ اسلم کے لوگ آئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! ہم بھی ان باتوں پر اسلام لاتے ہیں جن پر ہمارے بھائی اسلام لائے۔ وہ لوگ بھی داخل دین ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غفار کے لئے اللہ مغفرت کرے اور اسلم سے اللہ مسالمت (مصالحت) کرے۔

خفاف بن ایماء بن رحضہ سے مروی ہے کہ ابوذر راستہ روکتے تھے اور ایسے شجاع (بہادر) تھے کہ تنہا جا کر رہزنی کرتے تھے، صبح کی تاریکی میں اپنے گھوڑے کی پشت پر یا پیادہ اس طرح اونٹوں کو لوٹتے تھے گویا وہ درندے ہیں، رات کو وہ قبیلے میں جاتے تھے اور جو چاہا لے لیتے تھے۔

اللہ نے ان کے قلب میں اسلام ڈال دیا۔ انہوں نے نبی ﷺ کو سنا جو اس زمانے میں مکہ تھے اور خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے ..وہ........ آپ کو دریافت کرتے ہوئے آپ کے مکان پر آئے۔ اس کے قبل انہوں نے کسی

ایسے شخص کو تلاش کیا جو انھیں رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دے مگر کوئی نہ ملا وہ خود وہاں تک پہنچے اور اجازت چاہی۔ اندر گئے تو آپ کے پاس ابوبکر تھے جو ایک یا دو دن پہلے اسلام لا چکے تھے اور کہہ رہے تھے یا رسول اللہ ہم اسلام کو چھپا نہیں سکتے ہیں، ہم اسے ضرور ظاہر کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ انھیں کچھ جواب نہ دیتے تھے۔

ابوذر نے کہا، یا محمد (ﷺ) آپ کس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ فرمایا، اللہ کی طرف جو واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور بتوں کے چھوڑنے کی طرف تم گواہی دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ابوذر نے کہا، یا رسول اللہ! میں اپنے متعلقین کے پاس واپس ہوتا ہوں۔ اور جہاد کے حکم کا انتظار کرتا ہوں۔ اس وقت آپ سے ہونگا۔ کیونکہ میں ساری قوم کو آپ کے خلاف دیکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے درست کہا۔

وہ واپس ہوئے۔ ثنیۂ غزال کے نیچے رہتے تھے، قافلائے قریش کو روکتے اور لوٹ لیتے کہتے کہ میں اس میں سے کوئی چیز تم کو واپس نہ کروں گا تاوقتیکہ یہ شہادت نہ دو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسولؐ ہیں۔

شہادت دیتے تو جو کچھ لیا تھا سب واپس کر دیتے اور اگر وہ انکار کرتے تو کچھ نہ واپس کرتے، اسی حال پر وہ رہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی اور بدر واحد کا زمانہ گزرا۔ پھر وہ آئے اور نبی ﷺ کے پاس مدینہ میں مقیم ہوگئے۔

نجیح ابو معشر سے مروی ہے کہ ابوذر زمانہ جاہلیت میں بھی عبادت کرتے تھے لا الہ الا اللہ کہتے تھے اور بتوں کی پرستش نہیں کرتے تھے رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے کے بعد اہل مکہ میں سے ایک شخص ان سے ملا اور کہا کہ اے ابوذر مکہ میں ایک شخص ہے جو تمھاری ہی طرح کہتا ہے جس طرح تم لا الہ الا اللہ کہتے ہو۔ اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے، پوچھا کہ کن لوگوں میں سے ہے تو اس نے کہا کہ قریش میں سے۔

ابوذر گوگل میں سے کچھ لیا۔ اس کا توشہ بنایا اور مکہ آئے اور ابوبکر کو دیکھا کہ لوگوں کی ضیافت کرتے ہیں اور انھیں کشمش کھلاتے ہیں۔ انھوں نے بھی سب کے ساتھ بیٹھ کر کھائی۔

پھر دوسرے روز پوچھا کہ اہل مکہ میں سے کسی میں تم کو نے کوئی نئی بات دیکھی ہے بنی ہاشم کے ایک شخص نے کہا کہ ہاں، میرے چچازاد بھائی لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ نبی ہیں، انھوں نے کہا کہ مجھے ان کو بتاؤ۔

نبی ﷺ ایک دکان پر اپنی چادر منہ پر ڈالے ہوئے سو رہے تھے ابوذرؓ نے آپ کو جگایا۔ بیدار ہوئے تو انھوں نے "انعم صباحا" (آپ کی صبح نعمت میں ہو) کہا نبی ﷺ نے کہا کہ **علیک السلام**، ابوذرؓ نے کہا کہ آپ جو شعر کہتے ہیں مجھے بھی سنایئے فرمایا کہ میں شعر نہیں کہتا وہ قرآن ہے میں نے اسے نہیں کہا ہے بلکہ اللہ نے کہا ہے انھوں نے کہا مجھے پڑھ کر سنایئے، قرآن کی ایک سورت پڑھ کر سنائی تو ابوذرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے رسولؐ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو، انھوں نے کہا کہ بنی غفار میں سے، نبی ﷺ نے تعجب کیا کیونکہ وہ لوگ رہزنی کرتے تھے نبی ﷺ ان کو بغور دیکھنے لگے اور اس واقعے کے تعجب سے اپنی رائے درست فرما

ے لگے اس لئے کہ آپ ان لوگوں کے حالات جانتے تھے۔ فرمایا کہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔

ابوذر رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی تھے کہ ابوبکر آئے۔ آپ نے انھیں ان کے اسلام کی خبر دی۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ کیا تم شام کو میرے مہمان نہ ہوگے؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ انھوں نے کہا کہ میرے ساتھ چلو وہ ابوبکرؓ کے ساتھ ان کے مکان پر گئے ابوبکرؓ نے انھیں دو گیروئے رنگ کی چادروں کی پوشاک دی۔

ابوذر چند روز مقیم رہے ایک عورت کو دیکھا کہ بیت اللہ کا طواف کرتی ہے اور دنیا کی سب سے اچھی دعا کرتی ہے۔ کہتی ہے کہ مجھے یہ اور دے اور میرے ساتھ یہ اور کر سب سے آخر کو اس نے کہا کہ اے اساف اور اے نائلہ، ابوذر نے کہا کہ ان میں سے ایک کا اس کے ساتھی سے (یعنی اساف کا نائلہ سے) نکاح کر دے، وہ ان کے لپٹ گئی اور کہا کہ تو بددین ہے، قریش کے چند نوجوان آئے اور ان کو مارا بنی بکر کے چند لوگ آئے انھوں نے مدد کی اور کہا کہ ہمارے ساتھی کو کیا ہوا کہ وہ مارا جاتا ہے حالانکہ تم لوگ اپنے لڑکوں کو چھوڑ دیتے ہو، وہ لوگ باہم رک گئے۔

ابوذر نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ! میں قریش کو تو نہ چھوڑوں گا تاوقتیکہ ان سے انتقام نہ لے لوں۔ انھوں نے مجھے مارا ہے۔ وہ روانہ ہوگئے اور عسفان میں قیام کیا۔ جب بھی کوئی قافلہ قریش غلہ لے کر آتا تھا وہ ان لوگوں کو ثنیہ غزال لے جاتے تھے اور ان کے بارے لیتے تھے لوگ گیہوں جمع کرتے تھے، ابوذر اپنی قوم سے کہتے تھے کہ کوئی شخص ایک حبہ بھی نہ چھوئے...... تاوقتیکہ لا الہ الا اللہ نہ کہے، لوگ لا الہ اللہ کہتے تھے اور لوٹ کا مال لیتے تھے۔

ابی ذر سے مروی ہے کہ میں اسلام میں پانچواں تھا۔

حکام بن ابی الوضاع سے مروی ہے کہ ابوذر کا اسلام چوتھا یا پانچواں تھا ابو جمرۃ الضبعی سے مروی ہے کہ ابن عباس نے ان لوگوں کو ابوذر کے اسلام کی ابتداء کی خبر جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تو انھوں نے اپنے بھائی کو بھیجا اور کہا کہ تم جاؤ اور میرے پاس اس شخص کی خبر لاؤ اور جو کچھ ان سے سنو بیان کرو وان کے بھائی روانہ ہوئے اور مکہ میں آئے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور ابوذر کے پاس لوٹ گئے، انھیں خبر دی کہ وہ نیکی اور اخلاق حمیدہ کی خبر دیتے ہیں اور بدی سے منع فرماتے ہیں۔

ابوذر نے کہا کہ تم نے میرا اطمینان نہیں کیا، خود روانہ ہوئے ہمراہ ایک پرانی مشک رکھ لی جس میں پانی اور توشہ تھا، مکہ آئے اور اس سے گھبرائے کہ کسی س، کچھ دریافت کریں جب رسول اللہ ﷺ سے ملے تو رات ہو چکی تھی مسجد (حرام) کے کسی گوشے میں سو رہے آدھی رات ہوگئی تو انھیں علیؓ لے گئے آنحضرتؐ نے پوچھا یہ کن لوگوں میں سے ہیں؟ علیؓ نے کہا کہ بنی غفار کے ایک شخص ہیں، فرمایا کہ اپنے مکان لے جاؤ، وہ انھیں اپنے مکان لے گئے۔ ان دونوں (علیؓ وابوذرؓ) میں سے کسی نے بھی اپنے ساتھی سے کچھ نہ پوچھا۔

ابوذر صبح کو جستجو میں روانہ ہوئے، مگر آپ سے نہ ملے انھوں نے کسی سے آپ کو دریافت کرنا ناپسند کیا، پلٹ کے سو گئے، شام ہوئی تو علیؓ لے گئے۔ انھوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اس شخص کا مکان معلوم کیا جائے۔ علیؓ انھیں لے گئے، وہ سوئے، صبح ہوئی تو دونوں میں سے کوئی بھی اپنے ساتھی سے کچھ نہ پوچھتا تھا۔

تیسرے روز صبح کو انھوں نے علیؓ سے عہد لیا کہ اگر وہ اس بات کو ان سے ظاہر کریں گے جو وہ چاہتے ہیں تو وہ ضرور پوشیدہ رکھیں گے اور چھپائیں گے علیؓ نے وعدہ کیا تو انھوں نے خبر دی کہ ان کو اس شخص کے نکلنے کی خبر پہنچی جو

دعوی کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ میں نے اپنے بھائی کو بھیجا کہ میرے پاس انکی اور جو کچھ ان سے سنیں اسکی خبر لائیں وہ ان کی کوئی ایسی بات میرے پاس نہیں لائے جو مجھے مطمئن کرتی تو میں خود آیا تا کہ ان سے موں۔

علیؓ نے کہا کہ میں صبح کو جانے والا ہوں تم میرے پیچھے پیچھے چلنا۔ اگر میں کوئی ایسی بات دیکھوں گا جس سے مجھے تم پر اندیشہ ہوگا تو کھڑے ہونے کا بہانہ کرونگا کہ گویا میں پانی پھینکتا ہوں پھر تمھارے پاس آؤں گا اور اگر میں کسی کو نہ دیکھوں گا تو تم میرے پیچھے ہو جانا اور جہاں میں داخل ہوں تم بھی داخل ہونا۔

ابوذر نے اس ہدایت پر عمل کیا اور علیؓ کے نقش قدم پر نبی ﷺ کے پاس گئے آپ کو واقعہ بتایا۔ رسول اللہ ﷺ کا کلام سن کر اسی وقت اسلام لے آئے اور کہا کہ یا نبی اللہ! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں، فرمایا کہ اپنی قوم کے پاس جاؤ یہاں تک کہ میرا حکم پہنچے۔ عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں اس وقت تک واپس نہ ہوں گا جب تک مسجد میں اسلام کا اعلان نہ کردوں۔

ابوذر مسجد حرام میں داخل ہوتے بلند آواز سے ندا دی کہ اشہدان لا الہ الا اللہ وان محمداعبدہ رسول اللہ علیہ وسلم۔ مشرکین نے کہا کہ یہ شخص بے دین ہوگیا۔ یہ شخص بے دین ہوگیا، لوگوں نے انھیں اتنا مارا کہ وہ گر پڑے۔

عباسؓ آئے ان پر اوندھے پڑے اور کہا کہ اے گروہ قریش تم نے اس شخص کو قتل کردیا، تم لوگ تاجر ہو اور تمھارے راستے پر غفار رہتے ہیں، کیا یہ چاہتے ہو کہ تمھاری رہزنی کی جائے، لوگ ان سے باز آئے ابوذر دوسرے روز آئے اور پھر ایسا ہی کیا لوگوں نے انھیں مارا جس سے وہ گر پڑے، عباسؓ ان پر اوندھے پڑے اور ان سے اسی طرح کہا جس طرح پہلی مرتبہ کہا تھا، لوگ ان سے باز آگئے، یہی ابوذر کے اسلام کی ابتدا تھی۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ ابوذر نے اپنے اسلام کے شروع ہی میں اپنے بھتیجے سے، یا ابن الامت، (اے لونڈی کے بیٹے) کہا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اب تک تم میں سے اعرابیت (گنوار پن) نہ گئی۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوذر غفاری اور منذر بن عمرو کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا جو بنی ساعدہ کے ایک فرد تھے اور وہی شخص تھے جنھوں نے (بیر معونہ میں) اپنے کو موت کے لئے پیش کردیا تھا۔

محمد بن عمر نے ابوذر اور منذر بن عمرو کے درمیان عقد مواخاۃ سے انکار کیا ہے اور کہا کہ مواخاۃ تو صرف قبل بدر ہی تھی۔ جب آیت میراث نازل ہوئی تو مواخاۃ ختم ہوگئی اور ابوذر جب اسلام لائے تو اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے گئے۔

بدر واحد وخندق کا زمانہ گزر گیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابی ذر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر اس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے امراء ہوں گے جو مال غنیمت کو خود لے لیں گے۔ عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، اس وقت میں اپنی تلوار سے اتنا مارونگا کہ آپ سے مل جاؤں، فرمایا میں تمھیں وہ طریقہ نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہے، (وہ یہ کہ) صبر کرنا، یہاں تک کہ مجھ سے مل جانا۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ میں الربذہ سے گزرا تو ابوذر ملے، میں نے کہا کہ تم کو اس منزل میں کس نے اتارا، انھوں نے کہا کہ میں شام میں تھا۔ مجھ سے اور معاویہ سے اس آیت میں اختلاف ہوا۔ "**والذی یکنزون الذھب والفضۃ ولاینفقونھا فی سبیل اللہ**" (اور وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں

خرچ نہیں کرتے) معاویہ نے کہا کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی میں نے کہا کہ ہمارے بارے میں لوگ ان کے بارے میں نازل ہوئی، میرے اور ان کے درمیان اس بارے میں بحث ہوگئی۔

معاویہؓ نے عثمانؓ کو میری شکایت لکھی، عثمانؓ نے لکھا کہ میں مدینہ آؤں، میں مدینہ آگیا لوگ اس طرح مجھ پر جمع ہوگئے کہ گویا انھوں نے مجھے اس سے قبل نہیں دیکھا تھا۔ یہ عثمانؓ سے بیان کیا گیا تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو کنارے ہو جاؤ اور قریب ہو جاؤ۔ یہ سبب ہے جس نے مجھے اس منزل پر اتارا۔ اگر مجھ پر کوئی حبشی امیر بنا دیا جاتا تو میں اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوذر سے فرمایا کہ جب خبر (کوہ) سلع پہنچے تو اس سے نکل جانا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ فرمایا، میں تمھارے امراء کو نہیں دیکھتا کہ وہ تمھیں بلائیں۔ انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ جو میرے اور آپ کے حکم کے درمیان حائل ہو تو کیا میں اس سے قتال نہ کروں؟ فرمایا نہیں، انھوں نے کہا کہ پ]ھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں، فرمایا کہ (اس کی بات) سنو اور ،نو اگرچہ حبشی غلام ہی ہو۔

جب یہ ہوا تو وہ شام کی طرف گئے۔ معاویہؓ نے عثمانؓ کو لکھا کہ ابوذرؓ نے شام میں لوگوں کو بگاڑ دیا ہے۔ عثمانؓ نے انھیں بلا بھیجا۔ وہ ان کے پاس آگئے لوگوں نے ان کے متعلقین کو بھی بھیج دیا ان لوگوں نے ابوذر کے پاس ایک تھیلی یا کوئی چیز دیکھی گمان کیا کہ وہ درم ہیں مگر وہ پیسے تھے۔

ابوذرؓ مدینہ آئے تو عثمان نے ان سے کہا کہ میرے پاس رہو، صبح وشام تمھارے پاس (دودھ پینے کے لئے) دودھ والی اونٹنیاں آئیں گی۔ انھوں نے کہا کہ مجھے تم لوگوں کی دنیا کی کوئی حاجت نہیں اجازت دیجئے کہ میں الربذہ چلا جاؤں، انھوں نے اجازت دیدی اور وہ الربذہ چلے گئے۔

الربذہ میں جب پہنچے تو نماز کی اقامت کہی جا چکی تھی۔ عثمان کی طرف سے ایک حبشی امیر تھا وہ (مصلے سے) پیچھے ہٹا تو ابوذر نے کہا کہ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سنو اور فرمانبرداری کروں اگرچہ حبشی غلام ہی کی ہو۔ تم حبشی غلام ہو۔ بنی ثعلبہ دو بوڑھے میاں بیوی سے مروی ہے کہ ہم الربذہ میں اترے تو ایک بوڑھا پراگندہ سر اور داڑھی والا شخص گزرا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں۔ ہم نے ان کا سر دھونے کی اجازت چاہی۔ انھوں نے اجازت دی اور ہم سے مانوس ہوگئے۔

ہم اسی حالت میں تھے کہ ان کے پاس عراق یا کوفے کی ایک جماعت آئی اور کہا کہ اے ابوذر آپ کے ساتھ اس شخص (عثمانؓ) نے یہ کیا۔ کیا آپ ہمارے لئے ایک جھنڈا نصب کر دیں گے۔ ہم اتنے پورے کر دیں گے جتنے آپ چاہیں گے۔

انھوں نے کہا کہ اے اہل اسلام، تم لوگ مجھ پر یہ امر نہ پیش کرو اور نہ سلطان کو ذلیل کرو کیونکہ جس نے سلطان کو ذلیل کیا اس کے لئے توبہ نہیں ہے، واللہ اگر عثمانؓ مجھے بڑی سے بڑی لکڑی یا بڑے سے بڑے پہاڑ پر سولی پر چڑھا دیتے تو میں سنتا مانتا صبر کرتا سمجھتا اور مجھے نظر آتا کہ یہی میرے لئے بہتر ہے اور اگر وہ مجھے ایک افق سے دوسرے افق (کنارہ آسمان) تک چلاتے یا مشرق ومغرب کے درمیان چلاتے تو میں سنتا اور فرمانبرداری کرتا اور سمجھتا اور اسے قائم کرتا۔ یہی میرے لئے بہتر اور اگر وہ مجھے مکان واپس کر دیتے تو میں سنتا اور مانتا اور صبر کرتا اور خیال کرتا اور یہ رائے قائم کرتا کہ میرے لئے یہی بہتر ہے۔

عبداللہ بن سیدان السلمی سے مروی ہے کہ عثمانؓ وابوذرؓ نے تنہائی میں باتیں کیں دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں ابوذر مسکراتے ہوئے واپس ہوئے لوگوں نے کہا کہ تمھارے اورامیر المومنین کے لئے کیا ہے۔ انھوں نے کہا میں سننے اور ماننے والا ہوں اگر وہ مجھے یہ حکم دیں کہ صنعاء یا عدن جاؤں اور مجھے اس کے کرنے کی طاقت بھی ہوتو ضرور کرونگا۔ عثمانؓ نے انھیں حکم دیا کہ وہ الربذہ چلے جائیں۔

ابی ذر سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ کا ہم نشین تھا۔ آپ ایک گدھے پر سوار تھے اوراس پر چار جامہ تھا یا چادر تھی۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ابوذر سے زیادہ سچے آدمی کو نہ زمین نے اٹھایا اور نہ آسمان نے سایہ ڈالا۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوذر سے زیادہ سچ بولنے والے پر نہ آسمان نے سایہ ڈالا اور نہ زمین نے اسے اٹھایا۔ جسے عیسیٰ بن مریم کی تواضع دیکھنا پسند ہو وہ ابوذر کی طرف دیکھے۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کون مجھ سے اس حال پر ملے گا جس حال پر میں اسے چھوڑوں گا۔ ابوذر نے کہا کہ میں! نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم سچے ہو، پھر فرمایا کہ ابوذر سے زیادہ سچ بولنے والے پر نہ آسمان نے سایہ ڈالا اور نہ زمین نے اٹھایا۔ جسے عیسیٰ بن مریم کا زہد دیکھنا پسند ہو وہ ابوذر کی طرف دیکھے۔ ابی الدرداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوذر سے زیادہ سچ بولنے والے پر نہ آسمان نے سایہ ڈالا اور نہ زمین نے اٹھایا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوذر سے زیادہ سچ بولنے والے پر نہ آسمان نے سایہ ڈالا اور نہ زمین نے اٹھا۔

عراک بن مالک سے مروی ہے کہ ابوذر نے کہا کہ قیامت کے دن میری مجلس تم سب سے زیادہ رسول ﷺ کے قریب ہوگی اس لئے میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ مجلس شخص کی ہوگی جو دنیا سے اس طرح نکل جائے جس طرح میں نے اسے چھوڑا تھا۔ سوائے میرے واللہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس نے اس میں سے کچھ نہ کچھ حاصل نہ کیا ہو۔

احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں مدینہ آیا۔ پھر شام گیا۔ جمعہ کی نماز پڑھی تو ایسے شخص سے ملا جو کسی ستون کے پاس پہنچتا تو پاس والے جھک جاتے، وہ نماز پڑھتا اور اپنی نماز کو مختصر کرتا تھا میں اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس سے کہا کہ اے بندہ خدا آپ کون ہیں انھوں نے کہا کہ میں ابوذر ہوں، مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو میں نے کہا کہ میں حنف بن قیس ہوں، انھوں نے کہا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ میں تمھیں شر کے لئے تیار نہ کرونگا، پوچھا کہ تم مجھے شر کے لئے کیونکہ تیار کرو گے انھوں نے کہا کہ معاویہ کے منادی نے یہ ندا دی ہے کہ کوئی شخص میرے ساتھ نہ بیٹھے۔ا

سات باتوں کی وصیت

ابی ذر سے مروی ہے کہ مجھے میرے خلیل (ﷺ) نے سات باتوں کی وصیت فرمائی۔

ا۔ مساکین سے محبت کرنے اوران کے قریب رہنے کا حکم دیا۔

۲۔اپنے سے کمتر کو دیکھو اور اپنے سے برتر کو نہ دیکھو۔
۳۔میں کسی سے کچھ سوال نہ کروں۔
۴۔میں صلہ رحم کروں (قرابت داروں سے اچھا برتاؤ کروں) اگرچہ مجھے اچھی نظر سے نہ دیکھا جائے۔
۵۔حق کہوں اگرچہ وہ تلخ ہو۔
۶۔اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کروں۔
۷۔اور مجھے یہ حکم دیا کہ ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' کی کثرت کروں کیونکہ یہ کلمات عرش کے نیچے کے خزانے کے ہیں۔

عبداللہ بن الصامت سے مروی ہے کہ وہ ابوذر کے ساتھ تھے، ان کو عطاملی ہمراہ انکی لڑکی بھی تھی جو انکی حوائج (اسی وظیفے) سے پوری کرنے لگی اس کے پاس کچھ سامان زیادہ ہوگیا تو انھوں نے حکم دیا کہ اس سے پیسے بھنالے میں نے کہا کہ اس کو ضرورت کے لئے رکھ چھوڑیے جو آپ کو پیش آئے گی یا مہمان کے لئے جو آپ کے پاس اترے گا۔انھوں نے کہا کہ میرے خلیل (ﷺ) نے وصیت کی ہے کہ جس مال پر کو وہ سونا ہو یا چاندی بخل کیا جائے گا تو وہ اپنے مالک پر چنگاری تاوقتیکہ وہ اسے اللہ کی راہ میں صرف نہ کرے۔

سعید بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ ابوذر کی عطا چار ہزار (سالانہ) تھی جب وہ اپنا وظیفہ لیتے تو خادم کو بلاتے اس سے وہ چیزیں پوچھ لیتے جو انھیں ایک سال کے لئے کافی ہوں، خادم ان کے لئے خرید لیتا تھا، جو بچتا تھا اس کے پیسے کرالیتے اور کہتے کہ جس نے سونے یا چاندی کا بخل کر کے جمع کیا وہ اپنے مالک پر آگ بن کر بھڑکے گا۔

احنف بن قیس سے مروی ہے کہ مجھ سے ابوذرؓ نے کہا کہ وظیفہ لو جب تک کہ وہ پوشیدہ ہے اور جب وہ قرض ہو جائے تو اسے ترک کردو۔ابی بریدہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ الاشعریؒ آئے اور ابوذرؓ سے ملے ابوموسیٰ ان کے ساتھ رہنے لگے ابوموسی الاشعری دبلے پتلے اور پست قد تھے اور ابوذر کالے اور گھونگھر والے بال کے آدمی تھے اشعری ان کے ساتھ رہنے لگے ابوذر کہتے تھے کہ تم مجھ سے الگ رہو اور اشعری کہتے تھے کہ میرے بھائی کو مرحبا یعنی آنا مبارک ابوذر انھیں دیتے اور کہتے کہ میں تمھارا بھائی نہیں ہو تو صرف تمھارے عامل بنائے جانے سے پہلے تمھارا بھائی تھا۔

ابوذر ابو ہریرہ سے ملے، ابو ہریرہؓ ان کے ساتھ ہوگئے اور کہا کہ میرے بھائی کو مرحبا! ابوذر نے کہا کہ مجھ سے الگ رہو، کیا تم نے ان لوگوں کے لئے عمل کیا ہے (یعنی عامل بنے ہو) انھوں نے کہا، ہاں، ابوذر نے کہا کہ تم نے عمارت میں طول دیا ہے یا زراعت یا مواشی اختیار کئے ہیں، انھوں نے کہا نہیں، ابوذر نے کہا کہ تم میرے بھائی ہو تم میرے بھائی ہو۔

احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر کو دیکھا وہ دراز قد گندم گوں سفید سر اور داڑھی والے آدمی تھے۔

کلب بن شہلب الجرمی سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر کر کہتے سنا کہ مجھے اپنی ہڈیوں کی باریکی اور اپنے بالوں کی سفیدی نے عیسیٰ بن مریم کی ملاقات سے مایوس نہیں کیا ہے۔

عبداللہ بن خراش سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر کو ایک سایہ بان کے نیچے دیکھا جس نے زیریں حصہ میں ایک بی بی بیٹھی تھیں، اس روایت میں لفظ، سایہ بان کے ساتھ راویوں نے بالوں کا سایہ بان کہا ہے۔

محمد سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر کے ایک بھانجے سے پوچھا کہ ابوذر نے کیا چھوڑا تو انھوں نے کہا کہ دو گدھیں، ایک گدھا، چند بھیڑیں، اور چند سواری کے اونٹ۔

ابی ذر سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر میں تمھیں کمزور دیکھتا ہوں اور تمھارے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، تم دو آدمیوں پر بھی حکم نہ دینا اور نہ مال یتیم کے والی بننا۔

حارث بن یزید الحضرمی سے مروی ہے کہ ابوذر نے رسول اللہ ﷺ سے امارت کی درخواست کی تو فرمایا کہ تم ضعیف ہو اور وہ امانت ہے۔ قیامت کے روز رسوائی شرمندگی ہے۔ سوائے اس شخص کے جو اسے اس کے حق کے ساتھ اختیار کرے اور اسے ادا کرے جو اس پر اس کے بارے میں ہے۔

غالب بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ میں ایک شخص سے ملا جس نے کہا کہ میں بیت المقدس میں ابوذر کے ساتھ نماز پڑھتا تھا جب وہ داخل ہوتے تھے تو اپنے موزے اتار دیتے تھے۔ تھوکتے یا کھنکھارتے تھے تو انھیں (دونوں موزوں) پر اس نے کہا کہ جو کچھ ان کے گھر میں تھا اگر وہ جمع کیا جاتا تو ان تمام چیزوں سے اس شخص کی چادر (قیمت میں) زیادہ ہوتی۔ جعفر نے کہا کہ پھر میں نے یہ حدیث مہران بن میمون سے بیان کی تو انھوں نے کہ کہ میں تو نہیں سمجھتا کہ ان کے گھر میں جو کچھ تھا وہ درم کے بھی برابر تھا۔

علیؓ سے مروی ہے کہ سوائے ابوذر کے آج نہ میں اور نہ اور کوئی شخص ایسا باقی ہے۔ جو اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پروانہ کرتا ہو، انھوں نے (اظہار افسوس کے لئے) اپنا ہاتھ اپنے سینے پر مارا۔

ابن جریج وغیرہ سے مروی ہے کہ علیؓ سے ابوذرؓ کو دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ابوذر نے اتنا علم (اپنے سینے میں) بھرا کہ وہ (بھرتے بھرتے) عاجز ہوگئے۔ وہ بخیل وحریص تھے، بخیل اپنے دین پر تھے اور حریص علم پر وہ بہت سوال کیا کرتے تھے، انھیں (جواب یا علم) دیا جاتا تھا اور ان (کی حاجت) کو روکا جاتا ہے۔ ان کے ظریف میں اتنا بھر گیا تھا کہ وہ بھر گئے تھے۔

مگر لوگوں کو یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ (علیؓ) اپنے اس قول وعی علما عجز فیہ سے کیا مراد لیتے تھے (انھوں نے علم کو اتنا بھرا کہ وہ بھرتے بھرتے عاجز ہوگئے) آیا جو علم ان کے پاس تھا اس کے ظاہر کرنے سے عاجز ہوگئے یا جو علم انھوں نے طلب کیا اس کے نبی ﷺ سے طلب کرنے میں عاجز ہوگئے۔

عبداللہ بن الصامت سے مروی ہے کہ میں ابوذرؓ کے ساتھ قوم غفار کے ایک گروہ کے ہمراہ عثمان کے پاس اس دروازے سے گیا جس سے ان کے پاس کوئی نہیں جاتا تھا۔ خوف ہوا کہ عثمانؓ ناخوش ہو جائیں، ابوذر ان کے پاس گئے، سلام کیا، پھر سوائے اس کے کوئی اور بات شروع نہ کی کہ، آپ نے مجھے ان لوگوں سے سمجھ رکھا ہے، میں ان (اہل فتنا) میں سے نہیں ہوں۔ اگر آپ مجھے حکم دیں کہ کجاوے کی دونوں لکڑیاں پکڑوں تو آپ کے حکم تک میں انھیں ضرور پکڑوں گا۔ پھر ان سے ربذہ جانے کی اجازت چاہی۔ انھوں نے کہا، اچھا ہم تمھیں اجازت دیتے ہیں تمھارے لئے صدقے کے اونٹوں میں سے اونٹوں کا حکم دیتے ہیں جو تمھیں مہلت کے ساتھ میں گے ابوذر نے ندا دی کہ اے گروہ قریش دنیا کو تمھیں اختیار کرو اور تمھیں لوگ اسے سمیٹو ہمیں اس کی حاجت نہیں ہم اسے کوئی چیز نہیں سمجھتے۔

وہ روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ میں بھی چلا، ہم دونوں الربذہ آئے، عثمانؓ کے مولیٰ کے پاس پہنچے جو ایک

حبشی غلام تھا۔ اوران لوگوں کی امامت کرتا تھا، نماز کی اذان کہہ دی گئی تھی، وہ آگے بڑھا............... مگر ابوذر کو دیکھ کے پیچھے ہٹا۔ ابوذر نے اسے اشارہ کیا کہ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ اور خود اس کے پیچھے نماز پڑھی۔

ابراہیم بن الاشتر سے مروی ہے کہ ابوذر کی وفات کا وقت آیا تو وہ الربذہ میں تھے۔ ان کی بیوی رونے لگی پوچھا کہ تمھیں کیا چیز رلاتی ہے تو انھوں نے کہا کہ میں اس لئے روتی ہوں کہ مجھے تمھارے دفن کرنے کی طاقت نہیں اور نہ میرے پاس کوئی ایسی چادر ہے جو تمھیں کفن کے لئے کافی ہو۔

انھوں نے کہا کہ روؤ نہیں، میں نے ایک روز رسول اللہ ﷺ سے جب کہ میں خدمت نبویؐ میں ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ فرماتے سنا کہ ضرور ضرور تم میں سے ایک شخص ایک بیابان میں مرے گا جس کے پاس مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہوگی۔ جتنے لوگ اس مجلس میں میرے ساتھ تھے۔ وہ جماعت اور آبادی میں مرے !سوائے میرے کوئی باقی نہیں رہا۔ میں نے اس حالت میں بیابان میں صبح کی کہ اب مرتا ہوں۔ لہٰذا تم راستے میں انتظار کرو۔ عنقریب وہی دیکھو گی جو میں تم سے کہتا ہوں۔ واللہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔ بیوی نے کہا کہ یہ کیونکہ ممکن ہے۔ حاجی بھی تو اب نہیں انھوں نے کہا کہ تم راستے میں انتظار کرو۔

وہ اسی حالت میں تھیں کہ ایک جماعت نظر آئی جن کو انکی سواریاں اس طرح لئے جا رہی تھیں کہ گویا وہ لوگ چرگدھ (مرغ مردار خوار) ہیں۔ قوم سامنے آئی لوگ انکی بیوی کے پاس کھڑے ہوگئے اور پوچھا کہ تمھیں کیا ہو، انھوں نے کہا کہ ایک مسلمان ہے، جس کو تم لوگ دفن کرو گے تو اجر ملے گا۔ پوچھا وہ کون ہے۔ ان (بیوی) نے کہا کہ ابوذر ہیں انھوں نے کہا کہ ہمارے ماں باپ ان پر فدا ہوں۔

لوگ اپنے کوڑے گلے میں ڈال کو ابوذر کی طرف بڑھنے لگے۔ ابوذر نے کہا کہ تمھیں مبارک ہو۔ وہ جماعت ہو کہ تمھارے حق میں رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ فرمایا تم لوگ خوش ہو جاؤ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جن دو مسلمانوں کے درمیان دو یا تین لڑکے ہلاک ہو جائیں اور وہ لوگ اسے (موجب اجر سمجھیں اور صبر کریں تو کبھی وہ دوزخ نہ دیکھیں گے۔

پھر کہا کہ میں نے آج جہاں صبح کی تم لوگ بھی دیکھتے ہو۔ اگر میرے کپڑوں میں سے کوئی چادر کافی ہوتی تو میں اسی کو کفن کے لئے اختیار کرتا، میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کوئی شخص جو حاکم ہو یا، قاصد مجھے ہرگز کفن نہ دے ساری قوم نے ان... ... اوصاف میں سے کچھ نہ کچھ حاصل کیا تھا سوائے انصار کے ایک نوجوان کے جوان کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا کہ میں آپ کا ساتھی ہوں۔ میرے صندوق میں دو چادریں ہیں جو میری والدہ کی بنی ہوئی ہیں ان میں سے ایک میرے بدن پر ہے۔ ابوذر نے کہا کہ تم میرے ساتھی ہو، تم مجھے کفن دو۔

ابراہیم بن الاشتر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوذر کی وفات کا وقت آیا تو انکی بیوی رونے لگیں، انھوں نے پوچھا کہ تمھیں کیا چیز رلاتی ہے۔ کہنے لگیں کہ میں اس لئے روتی ہون کہ تمھارے دفن کی مجھے طاقت نہیں، نہ میرے پاس کوئی ایسا کپڑا ہے جو کفن کے لئے کافی ہو۔

انھوں نے کہا روؤ نہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جماعت سے جن میں بھی فرماتے سنا کہ ضرور ضرور تم میں سے ایک شخص بیابان میں مرے گا جس کے پاس مومنین کی ایک جماعت آئیگی میں وہی شخص ہوں جو بیابان میں ہوتا ہے واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔ لہٰذا راستہ دیکھو انھوں نے کہا کہ یہ کیسے ہوگا حاجی

بھی تو چلے گئے اور راستے طے ہو گئے۔

وہ ایک ٹیلے پر جاتیں کھڑی ہو کر دیکھتیں پھر واپس آ کر انکی تیمارداری کرتیں اور ٹیلے کی طرف لوٹ جاتیں۔ اسی حالت میں تھیں کہ انھیں ایک قوم نظر آئی جن کی سواریاں انھیں اس طرح لئے جا رہی تھیں کہ گویا چرگدھ ہیں، چادر ہلائی تو وہ لوگ آئے اور ان کے پاس رک گئے پوچھا کہ تمھیں کیا ہوا، انھوں نے کہا کہ ایک مسلمان کی وفات ہو تی ہے، تم لوگ اسے کفن دو، پوچھا وہ کون ہے، انھوں نے کہا، ابوذر ہیں، کہنے لگے کہ ان پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں۔

اپنے کوڑے گلوں میں ڈال لئے اور ان کی طرف بڑھے، پاس آئے تو ابوذر نے کہا کہ تم لوگوں کی خوشخبری ہو، اور حدیث بیان کی جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی، پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جن دو مسلمانوں کے درمیان دو یا تین لڑکے مرتے ہیں اور وہ ثواب سمجھ کر صبر کرتے ہیں تو وہ دوزخ نہیں دیکھیں گے۔ تم لوگ سنتے ہو، اگر میرا کوئی کپڑا ہو جو کفن کے لئے کافی ہو تو سوائے اس کپڑے کے...... کسی میں کفن نہ دیا جائے، یا میری بیوی کا کوئی ایسا کپڑا ہو جو مجھے کافی ہو تو سوائے ان کے کپڑے کے کسی میں نہ کفن دیا جائے۔ میں تم کو اللہ کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں جو شخص حاکم یا نائب یا نقیب یا قاصد ہو وہ ہرگز مجھے کفن نہ دے۔

قوم ان اوصاف میں سے کسی نہ کسی کی حامل تھی، سوائے ایک نوجوان انصاری کے جس نے کہا کہ میں آپ کو کفن دونگا کیونکہ آپ نے جو بیان کیا میں نے اس میں سے کچھ نہیں پایا۔ میں آپ اس چادر میں کفن دونگا جا میرے بدن پر اور ان چادروں میں سے ہے جو میرے صندوق میں تھی اور انھوں نے میرے لئے بُنا تھا، انھوں نے کہا کہ تم مجھے کفن دینا، راوی نے کہا کہ انھیں اس انصاری نے کفن دیا جو اس جماعت میں تھے اور ان کے پاس حاضر ہوئے، انھیں میں حجر بن الابر اور مالک الاشتر بھی ایک جماعت کے ساتھ، یہ سب کے سب یمنی تھے۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ نے ابوذرؓ کو ربذہ وطن کیا اور وہاں انکی شے مقدر (موت) پہنچی اور سوائے انکی بیوی اور ایک غلام کے ان کے ساتھ کوئی نہ تھا تو انھوں نے وصیت کی کہ تم دونوں مجھے غسل و کفن دینا اور شاہ راہ پر رکھ دینا، سب سے پہلے جو جماعت گذرے اس سے کہنا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ذر ہیں ان کے دفن میں ہماری مدد کرو۔

جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان دونوں نے انکے ساتھ یہی کیا انھیں شاہ راہ پر رکھ دیا، عبداللہ بن مسعود اہل عراق کی ایک جماعت کے ساتھ جو شہر کے رہنے والے تھے آئے وسط راہ پر جنازے نے ان لوگوں کو خوف پریشانی میں ڈالا کہ قریب تھا کہ اونٹ اسے روند ڈالیں۔ غلام اٹھ کر ان کے پاس گیا اور کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو ذر ہیں، ان کے دفن میں میری مدد کرو۔

عبداللہ بلند آواز رونے لگے اور کہنے لگے کہ یہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ تم تنہا جاؤ گے، تنہا مرو گے اور (قیامت میں) تنہا اٹھائے جاؤ گے، وہ اور ان کے ساتھی اترے اور انھیں دفن کیا۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے ان لوگوں سے آپ کی حدیث بیان کی اور جو کچھ آپ نے ان سے اپنی روانگی تبوک میں فرمایا تھا بیان کیا۔

سعید بن عطا ابن مروان نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوذر کو ایک چادر میں دیکھا جسے وہ باندھ کر نماز پڑھتے تھے، میں نے کہا کہ اے ابوذر کیا تمھارے پاس اس چادر کے سوا دوسری چادر نہیں ہے، انھوں نے کہا کہ اگر

میرے پاس ہوتی تو تم ضرور اسے میرے بدن پر دیکھتے، میں نے کہا کہ میں نے بہت دنوں پہلے تمہارے بدن پر دو چادریں دیکھی تھیں، انھوں نے کہا کہ بھتیجے وہ دونوں میں سے ایسے شخص کو دیدی جوان کا مجھ سے زیادہ محتاج تھا، میں نے کہا واللہ تم بھی تو ان کے محتاج تھے، انھوں نے کہا اے اللہ مغفرت کر تم تو دنیاں کو بہت بڑا سمجھتے ہو، کیا تم دیکھتے نہیں کے میرے بدن پر یہ چھادر ہے اور مسجد کے لیے ایک اور ہے، میرے پاس بھیڑیں ہیں، جنکا ہم دودھ دوہتے ہیں اور گدھے ہیں جن پر ہم غلہ لادتے ہیں، میرے پاس وہ شخص ہے جو ہماری خدمت کرتا ہے اور کھانے کی مشقت سے ہمیں سبکدوش کرتا ہے، پھر اور کونسی نعمت ہے جو اس سے افضل ہے جس میں ہم ہیں۔

ابی شعبہ سے مروی ہے کہ ہماری قوم کا ایک شخص ابوذر کے پاس آکر کچھ ہدیہ پیش کرنے لگا۔ ابوذر نے ان کے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ ہمارے پاس گدھے ہیں جن پر ہم سوار ہوتے ہیں، بھیڑیں ہے جنھیں ہم دوہتے ہیں، لونڈی ہے جو ہماری خدمت کرتی ہے اور ہمارے پہننے سے زیادہ عباء ہے مجھے اندیشہ ہے کہ زیادہ مجھ سے حساب لیا جائیگا، عیسیٰ بن عمیلہ الفزاری سے مروی ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے ابوذر کو اپنی بکری کا دودھ دوہتے دیکھا ہے کہ وہ اپنی زات سے پہلے اپنے ہمسایہ اور مہمانوں سے (اس کا پلانا) شروع کرتے تھے۔ میں نے انھیں ایک رات کو دیکھا کہ انھوں نے اتنا دوہا کہ بکری کے تھنوں میں کچھ نہ رہا۔

سب انھوں نے نچوڑلیا اور مہمانوں کے آگے کھجوریں بھی رکھ دیں جو تھوڑی سی تھیں پھر معذرت کی کے اگر ہمارے پاس وہ چیز ہوتی جو اس سے افضل ہے تو ہم اسے بھی لے آتے، میں نے انھیں اس رات کو کچھ چکھتے نہیں دیکھا۔ خالد بن حیان سے مروی ہے کہ ابوذر وابوالدارد مشق میں بالوں کے ایک ہی سایہ بان میں تھے۔

عبداللہ بن خواش الکعبی سے مروی ہے کہ میں نے الربزہ میں ابوذر کو بالوں کے ایک سایہ بان میں پایا جس کے نیچے ایک عورت سماء بھی تھی، میں نے کہا کہ اے ابوذر سحماء سے نکاح کرلو، انھوں نے کہا میں اس سے نکاح کروں گا جو مجھے زلیل کرے یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے جو میری عزت کرے میرے لیے امر بالمعروف اور نہیں عن المنکر برابر رہا۔ یہاں تک کہ حق نے میرے لیے کوئی دوست نہ چھوڑا۔

ابی اسماء الرجی سے مروی ہے کہ میں ابوذر کے پاس گیا وہ ربزہ میں تھے ساتھ ان کی بیوی بی تھیں جو کالی اور آراستہ تھیں زعفران وعطر کا کوئی نشان نہ تھا۔ ابوذر نے کہا کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ مجھے یہ کالی کیا مشورہ دیتی ہے یہ کہتی ہے کے میں عراق جاؤں، وہاں لوگ مجھ پر اپنی دنیا کے سات جھک پڑیں گے لیکن میرے خلیل ﷺ، نے مجھے وصیت کی ہے کہ جہنم کے پل کے نیچے ایک ایسا راستہ ہے جو چکنا اور پھسلنے والا ہے، ہم اگر اس پر اس حالت میں آئیں کہ ہماری گٹھریوں میں قوت ہوگی تو ہم اس حالت سے نجات پانے کے زیادہ اہل ہوں گے کہ ہم اس پر حالت میں آے کہ لدی ہوی پھلدار کھجور کی طرح ہوں۔

ابی عثمان البندی سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر کو اس حالت میں دیکھا کہ اپنی سواری پر جھکے ہوئے تھے اور مشرق کی طرف منہ کیئے ہوئے تھے، میں نے انھیں سوتا ہوا خیال کیا ان سے قریب ہوگیا اور کہا کہ اے ابوذر کیا تم سوتے ہوں انھوں نے کہا نہیں بلکہ میں نماز پڑھتا تھا۔

یزید بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابوذر کے ساتھ ایک کالی لڑکی ہوگئی ان سے کہا گیا کہ اے ابوذر تمھاری بیٹی ہے انھوں نے کہا کہ اس کی ماں تو یہی دعویٰ کرتی ہے۔

عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابوذر نے دو چادریں اوڑھیں ایک کو تہہ بنایا اس کے لمبے حصہ کو چادر بنالیا دوسری اپنے غلام کو اڑھادی قوم کے پاس برآمد ہوئے تو لوگوں نے کہا اگر تم دونوں اوڑھتے تو زیادہ بہتر ہوتا انھوں نے کہا، ہاں، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ غلاموں کو اسی میں سے کھلاؤ جو تم کھاؤ۔ اور انھیں اسی میں سے پہناؤ جو تم پہنو۔

ایک اہل البادیہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر کی صحبت اٹھائی مجھے ان کے تمام اخلاق پسند آئے سوائے ایک خلق کے، پوچھا کہ وہ خلق (عادت) کیا ہے انھوں نے کہا کہ وہ عاقل تھے، جب بیت الخلاء سے آتے تو پانی بہادیتے۔

طفیل بن عمرو

ابن طریف بن العاص بن ثعلبہ بن فہم بن غنم بن دوس بن عدثان بن عبداللہ بن زہران بن الحارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الازد۔

عبدالواحد بن ابی عون الدوسی سے جس کا قریش سے معاہدہ حلف تھا مروی ہے کہ طفیل بن عمر الدوسی شریف، شاعر، مالدار بہت دعوت کرنے والے آدمی تھے، مکہ میں آئے رسول اللہ ﷺ بھی وہیں تھے۔

قریش کے کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے طفیل تم ہمارے شہر میں آئے ہو یہ شخص جو ہمارے درمیان ہے اس نے ہمیں حیران کردیا ہے، ہماری جماعت کو متفرق کردیا اور ہماری حالت کو منتشر کردیا ہے۔ اس کا کلام مثل سحر کے ہے جو بیٹے اور باپ کے درمیان بھائی اور بھائی کے درمیان، میاں اور بیوی جدائی ڈال دیتا ہے ہم لوگ تم پر اور تمھاری قوم پر اس بات کا اندیشہ کرتے ہیں جو ہم میں آگئی لہٰذا تم اس سے کلام نہ کرو اور نہ اس کی کوئی بات سنو۔

طفیل نے کہا کہ واللہ وہ لوگ برابر میرے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ میں نے ارادہ کرلیا کہ اس شخص سے کچھ نہ سنوں گا اور نہ اس سے کلام کرونگا۔ صبح کو مسجد گیا تو اس اندیشے سے اپنے دونوں کانوں میں روئی ٹھونس لی تھی کہ اس کے کلام کی آواز پہنچے گی یہاںتک کہ مجھے دوروئی والا کہا جاتا تھا۔

ایک روز صبح کو مسجد گیا، اتفاق سے، رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ کے قریب کھڑا ہوگیا اللہ کو اسکے سوا کچھ منظور نہ ہوا کہ وہ مجھے آپ کا کچھ کلام سنائے، میں نے اچھا کلام سنا، اپنے دل میں کہا کہ وائے گریہ مادر، واللہ میں بھی ایک عقلمند شاعر ہوں مجھ پر برے سے اچھا پوشیدہ نہیں ہے۔ کیا چیز اس امر سے مانع ہے کہ یہ شخص جو کچھ کہتا ہے اسے نہ سنو جو کچھ وہ لائے اگر وہ اچھا ہو تو اسے قبول کروں برا ہو تو چھوڑ دو۔

میں ٹھہرا رہا یہاںتک کہ آپ اپنے مکان کی طرف واپس ہوئے۔ میں آپ کے پیچھے گیا۔ جب آپ اندر گئے تو میں بھی ساتھ گیا۔ میں نے کہا یا محمد (ﷺ) آپ کی قوم نے مجھ سے اور یہ جس سبب سے کہا، کہا، واللہ انھوں نے مجھے آپ سے اس وقت تک خوف دلانا نہ چھوڑا جب تک کہ میں نے اپنے دونوں کان روئی سے بند نہ کر لئے تاکہ میں آپ کا کلام نہ سنو، اللہ تعالےٰ کو اس کے سوا کچھ منظور نہ ہوا کہ وہ مجھے آپ کا کلام سنائے، میں نے اچھا کلام سنا، لہٰذا آپ اپنا معاملہ مجھ پر پیش کیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی، انھوں نے کہا کہ واللہ میں نے کبھی

اس سے اچھا کلام نہیں سنا اور نہ کوئی معاملہ اس سے زیادہ مناسب دیکھا، میں اسلام لاتا ہوں اور حق کی شہادت دیتا ہوں، عرض کی، یا نبی اللہ میں ایسا آدمی ہوں کہ قوم میں میری فرمانبرداری کی جاتی ہے۔ میں انھیں کے پاس لوٹنے والا ہوں، لہٰذا اللہ سے دعا کیجئے کہ میں جس امر کی انھیں دعوت دوں اس میں وہ میرا مددگار ہو جائے، فرمایا اے اللہ ان کے لئے کوئی نشانی کر دے۔

میں اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس گھائی میں تھا جہاں حاضر و موجود لوگ نظر آتے تھے۔ تو میری دونوں آنکھوں کے درمیان چراغ کی طرح ایک نور پیدا ہو گیا میں نے کہا اے اللہ میرے منہ کے علاوہ اس نور کو کہیں اور پیدا کر دے میں ڈرتا ہوں کہ لوگ گمان کریں گے کہ وہ مثلہ (چہرے کا تغیر یا داغ) جو ان کے دین کے اختلاف کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے، وہ نور بدل کر میرے کوڑے کے سرے میں پیدا ہو گیا حاضرین اس نور کو میرے کوڑے میں اسطرح دیکھ رہے تھے جیسے آویزاں قندیل۔

طفیل اپنے مکان میں داخل ہوئے انھوں نے کہا کہ میرے پاس والد آئے میں نے ان سے کہا کہ اے والد مجھ سے دور ہو کیونکہ اب تم میرے نہیں ہو اور نہ میں تمھارا ہوں۔ پوچھا، میرے بیٹے، کیوں، میں نے کہا میں اسلام لے آیا اور دین محمد (ﷺ) کی پیروی کر لی انھوں نے کہا کہ اے فرزند میرا دین بھی وہی ہے جو تمھارا دین ہے۔ میں نے کہا کہ جاؤ غسل کرو اور اپنے کپڑے پاک کرو، وہ آئے تو میں نے ان پر اسلام پیش کیا جس کو انھوں نے قبول کر لیا۔

میری بیوی آئیں تو میں نے ان سے بھی کہا کہ مجھ سے دور ہو کیونکہ نہ میں تمھارا ہوں نہ تم میری، انھوں نے کہا کہ میرے باپ تم پر فدا ہوں، کیوں، میں نے کہا کہ اسلام نے میرے اور تمھارے درمیان جدائی کر دی، میں اسلام لے آیا اور دین محمد کی پیری کر لی۔

انھوں نے کہا کہ میرا دین بھی وہی ہے جو تمھارا دین ہے، میں نے کہا کہ حسی ذی الشریٰ جاؤ اور اس سے خوب طہارت کرو۔

ذی الشریٰ دوس کا بت تھا اور حسی اس کے محافظ تھے وہاں پانی کا ایک چشمہ تھا جو پہاڑ سے گرتا تھا۔ انھوں نے کہا کہ میرے باپ تم پر فدا ہوں کیا تمھیں ذی الشریٰ کے لڑکوں سے کسی شرارت کا اندیشہ ہے؟ میں نے کہا، نہیں تمھیں جو بات پیش آئے اس کا میں ضامن ہوں، وہ گئیں غسل کیا اور آئیں تو میں نے اسلام پیش کیا۔ وہ اسلام لے آئیں۔

میں نے دوس کو اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے تاخیر کی، مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ دوس مجھ پر غالب آ گئے آپ اللہ سے ان پر بددعا کیجئے، فرمایا، اے اللہ دوس کو ہدایت دے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ اللہ سے دوس پر بددعا کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ دوس کو ہدایت کر دے اور انھیں لے آئے۔

اس کے بعد پھر طفیل کی حدیث ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی قوم کی طرف روانہ ہو، انھیں دعوت دو اور ان کے ساتھ نرمی کرو، میں روانہ ہوا اور دوس کی بستی میں رہ کر برابر انھیں دعوت دیتا رہا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور بدر و احد و خندق کا زمانہ بھی گزر گیا۔

قوم کے ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا جو اسلام لائے تھے رسول اللہ خیبر میں تھے مدینہ میں دوس کے نشتر یا اسی گھر (کے لوگ) اتارے ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیبر میں ملے، آپ نے مسلمانوں کے ساتھ ہمارا بھی حصہ لگایا، ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم لوگوں کو اپنے لشکر کا میمنہ بنا دیجئے اور ہمارا شعار (جو وقت جنگ اپنی شناخت کے لئے زبان سے کہتے ہیں) مبرور کر دیجئے، آنحضرت نے ہماری درخواست منظور فرمائی، تمام قبیلہ ازد کا شعار آج تک مبرور ہے۔

طفیل نے کہا کہ میں برابر رسول اللہ ﷺ کے پاس رہا۔ یہانتک کہ اللہ نے آپ کو مکہ فتح دی، عرض کی یا رسول اللہ مجھے ذی الکفین کی طرف بھیج دیجئے جو عمرو بن حمہ کا بت تھا کہ میں اسے جلا دوں آنحضرت نے انھیں اس کی طرف بھیجا اور انھوں نے اس کو جلا دیا۔ بت لکڑی کا تھا طفیل اس پر آگ لگاتے وقت کہہ رہے تھے

یاذی الکفین لست من عبادک — میلادنا اقدم من میلادک

انا حششت النادفی فوادک

(اے ذوالکفین میں تیرے بندوں میں نہیں ہوں۔ ہماری ولادت تیری ولادت سے پہلے ہے۔

میں نے تیرے دل میں آگ لگادی)

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ طفیل بن عمرو کا ایک بت تھا جس کا نام ذوالکفین تھا انھوں نے اسے توڑ کے آگ لگادی اور کہا:

یاذی الکفین لست من عبادک — میلادنا اقدم من میلادک

انا حشوت النارفی فوادک

اس کے بعد حدیث اول کی طرف رجوع ہے۔

جب میں نے ذی الکفین کو آگ لگادی تو ان لوگوں کو جو اس کا سہارا لیتے تھے ظاہر ہو گیا۔ کہ وہ کوئی چیز نہیں ہے اور سب کے سب اسلام لے آئے۔ طفیل بن عمرو رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کی وفات تک مدینہ میں رہے۔

جب عرب مرتد ہو گئے تو مسلمانوں نے ساتھ نکلے اور جہاد کیا۔ طلیحہ اور سارے ملک نجد سے فارغ ہو گئے پھر وہ مسلمانوں کے ساتھ یمامہ گئے۔ ہمراہ ان کے بیٹے عمرو بن طفیل بھی تھے، طفیل بن عمر یمامہ میں شہید ہو گئے۔

ان کے بیٹے عمرو الطفیل مجروح ہوئے، ایکی ہاتھ کاٹ ڈالا گیا پھر وہ تندرست ہو گئے اور ہاتھ بھی اچھا ہو گیا۔ عمرؓ بن الخطاب کے پاس تھے کہ کھانا لایا گیا۔ وہ اس سے الگ ہٹ گئے، عمرؓ نے کہا کہ تمھیں کیا ہوا شاید اپنے ہاتھ کی وجہ سے الگ ہو گئے انھوں نے کہا، ہاں، عمر نے کہا کہ واللہ میں اسے نہ چکھوں گا تاوقتیکہ تم اپنے ہاتھ سے نہ چھو لو، کیونکہ واللہ سوائے تمھارے قوم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کا کچھ حصہ جنت میں ہو۔

خلافت عمرؓ بن الخطاب میں جنگ یرموک میں شریک تھے کہ شہید ہو گئے۔

ضماد الازدی .... ازد شنوہ میں سے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ازد شنوہ سے ایک شخص عمرے کے لئے مکہ آیا نام ضماد تھا۔ کفار قریش کو کہتے سنا

کہ محمد (ﷺ) مجنون ہیں، اس نے کہا کہ اگر میں اس شخص کے پاس جا کر اس کا علاج کر دوں (تو اچھا ہو جائے گا) وہ آپ کے پاس آئے اور کہا، یا محمد (ﷺ) میں ہوا سے علاج کرتا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو آپ کا علاج کردوں شاید اللہ نفع دے۔

رسول اللہ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا، اللہ کی حمد کی اور ایسے کلمات فرمائے جنھوں نے ضماد کو تعجب میں ڈال دیا۔ عرض کی میرے سامنے ان کا اعادہ فرمائیے آپ نے ان کلمات کا اعادہ کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے اس کلام کے مثل کبھی نہیں سنا میں نے کاہنوں کا اور شاعروں کا اور ساحروں کا کلام سنا ہے مگر اس کا مثل کبھی نہیں سنا جو دریا کی گہرائی تک پہنچا ہوا ہے۔ وہ اسلام لے آئے اور حق کی شہادت دی۔ اپنے اوپر اور اپنی قوم پر آپ سے بیعت کر لی۔

اس کے بعد علی بن ابی طالبؓ ایک سریے میں یمن کی طرف روانہ ہوئے لوگوں کو چمڑے کے برتن ملے تو علیؓ نے فرمایا انھیں واپس کر دو کیونکہ یہ قوم ضماد کے برتن ہیں کہا جاتا ہے۔ کہ انھیں کسی مقام پر بیس اونٹ ملے۔ لوگوں نے لے لیا۔ علیؓ کو معلوم ہوا کہ وہ قوم ضماد کے ہیں تو کہا کہ لوگوں کو واپس کر دو۔ اونٹ واپس کر دیئے گئے۔

بریدہ بن الحصیب ...... ابن عبداللہ بن الحارث بن لاعرج بن سعد بن رزاح بن عدی بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن افصی، اسلم ان لوگوں میں ہیں جو خود ان کے دونوں بھائی مالک وملکان فرزندان افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر جو ماء السماء تھے بطون خزاعہ سے الگ ہو گئے تھے۔

بریدہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی، وہ اس وقت اسلام لائے جب رسول اللہؐ ہجرت کے لئے ان پر گزرے۔

ہاشم بن عاصم الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو غمیم میں بریدہ بن الحصیب حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی دعوت دی۔ وہ اور جو لوگ ان کے ہمارہ تھے سب اسلام لے آئے وہ لوگ قریب اسی گھر کے تھے، رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی تو ان لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

منذر بن جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی رات کو بریدہ بن الحصیب کو سورہ مریم کے شروع کی تعلیم دی تھی۔ بریدہ بن الحصیب بدر حد گزرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقیم ہو گئے۔ وہ ساکین مدینہ میں سے تھے اور آپ کے ہمرکاب مغازی میں شرکت کی۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے المریسیع کے قیدیوں کے متعلق حکم دیا تو ان کے بازو باندھ دیئے گئے اور انھیں ایک کنارے کر دیا گیا آپ نے ان پر بریدہ بن الحصیب کو عامل مقرر کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ فتح مکہ میں دو جھنڈے باندھے ایک کو بریدہ بن الحصیب نے اٹھایا اور دوسرے کو ناجیہ بن الاعجم نے، رسول اللہ ﷺ نے بریدہ بن الحصیب کو قبیلہ اسلم وغفار سے زکوۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے جس وقت غزوہ تبوک کا ارادہ فرمایا تو ان کو اسلم کے پاس بھیجا۔ ان لوگوں کو دشمن کے مقابلے پر چلنے کو کہیں، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ میں مقیم رہے، بصرہ جب فتح ہوا اور اسے شہر بنایا گیا تو وہاں منتقل ہو گئے اور زمین لے لی وہاں سے وہ جہاد کے لئے خراسان کی طرف روانہ ہوئے۔ مرو میں یزید بن معاویہؓ کی خلافت میں وفات ہوئی ان کے بیٹے وہیں رہے۔ ان کی ایک جماعت آئی اور بغداد میں اتری سب

نے وہیں وفات پائی۔

محمد بن ابی الضحیٰ سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے بریدہ الاسلمی کو نہر بلخ کے پیچھے سے کہتے سنا کہ ایک لشکر کے دوسرے کو دفن کرنے کے سوا کوئی زندگی نہیں ہے۔

بکر بن وائل کے ایک شخص سے جن کا نام ہم سے نہیں لیا گیا مروی ہے کہ میں سجستان میں بریدہ الاسلمی کے ساتھ تھا بریدہ نے کہا کہ میں علیؓ وعثمانؓ وطلحہؓ وزبیرؓ پر اعتراض کرنے لگا کہ انکی رائے معلوم کروں قبلہ رو کے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ اے اللہ عثمانؓ کی مغفرت کر، اے اللہ علیؓ بن ابی طالب کی مغفرت کر۔ اے اللہ طلحہؓ بن عبید اللہ کی مغفرت کر اور اے اللہ زبیر بن العوامؓ کی مغفرت کر۔

اس کے بعد وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تمھارا باپ نہ رہے۔ کیا تم نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے، میں نے کہ واللہ میں نے تمھارے قتل کا ارادہ نہیں کیا لیکن میں تم سے یہی چاہتا تھا۔ انھوں نے کہا کہ وہ ایک قوم تھی جن کے لئے اللہ کی طرف سے بہر سے نیکیاں گزر گئیں پھر اگر وہ چاہے تو جو نیکیاں انکی گزریں انکی وجہ سے ان کی مغفرت کردے اور اگر چاہے تو جو کچھ انھوں نے نئی باتیں کیں انکی وجہ سے ان پر عذاب کرے، ان کا حساب اللہ پر ہے۔

مالک ونعمان

فرزندان خلف...... ابن عوف بن دارم بن غزبن وائلہ بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن اقصیبن حارثہ۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے ہمیں ان کے نام ونسب اسی طرح بتائے اور کہا کہ دونوں یوم احد میں نبی ﷺ کے مخبر تھے۔

اسی روز شہید ہوئے اور ایک ہی قبر میں مدفون ہوئے۔

ابورہم الغفاری...... نام کلثوم بن الحصین بن خلف بن عبید بن معشر بن زید بن احمیس بن غفار بن ملیک بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد اسلام لائے، غزوہ احد میں حاضر ہوئے اسی روز انھیں ایک تیر مارا گیا جو سینے میں لگا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے اس پر تھوک دیا جس سے وہ اچھے ہو گئے۔ ابورہم کا نام منحور ہو گیا (یعنی جس کا سینہ چھیدا جائے)

ابی رہم الغفاری سے مروی ہے کہ عمرۃ قضاء میں میں ان لوگوں میں تھا جو قربانی کے اونٹوں کو ہنکاتے تھے اور ان پر سوار ہوتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ طائف سے جعرانہ جا رہے تھے تو ابورہم الغفاری رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں اپنی اونٹنی پر تھے پاؤں میں... ناپاک جوتیاں تھیں، ان کی اونٹنی رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی سے ٹکرا گئی۔

ابورہم نے کہا کہ میری جوتی کا کنارہ رسول اللہ ﷺ کی پنڈلی پر لگا جس سے آپ کو چوٹ لگ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاؤں پر کوڑا مارا اور فرمایا کہ تم نے میرے پاؤں کو چوٹ لگا دی اپنا پاؤں پیچھے رکھو۔ مجھے اپنے اگلے

پچھلے گناہوں کی فکر ہوگئی اور اندیشہ ہوا کہ اس سخت فعل کی وجہ سے جو میں نے کیا میرے بارے میں قرآن نازل ہوگا۔

جب ہم نے جعرانہ میں صبح کی تو میں جانوروں کو چرانے کے لئے نکل گیا حالانکہ میری باری کا دن نہ تھا۔ اس خوف سے بچنا چاہتا تھا کہ نبی علیہ السلام کا قاصد مجھے بلانے کیلئے آئے گا۔

شام کو اونٹ واپس لایا۔ دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ تمھیں نبی ﷺ نے یاد فرمایا تھا۔ میں نے کہا واللہ ایک بات پیش آہی گئی۔ میں آپ کے پاس ڈرتے ڈرتے آیا۔ فرمایا کہ تم نے مجھے اپنے پاؤں سے دکھ دیا تو میں نے تمھیں کوڑا مارا۔ لہٰذا یہ بکریاں اس مار کے بدلے لے لو۔

ابورہم نے کہا کہ آپ مجھ سے راضی ہو جانا مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے جس وقت تبوک کی روانگی کا ارادہ فرمایا تو ابورہم کو انکی قوم کی طرف بھیجا کہ دشمن کے مقابے پر چلنے کو کہیں اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو بستیوں میں تلاش کریں۔ وہ ان کے پاس ان کے گھومنے کے مقام پر آئے ان لوگوں کی بہت بڑی جماعت تبوک میں حاضر ہوئی۔

ابورہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ ہی میں رہے۔ جب آپ جہاد کرتے تھے تو وہ بھی شریک ہوتے تھے بنی غفار میں ان کا ایک مکان تھا اکثر الصفراء عنیقہ اور اس کے قرب وجوار میں اترتے تھے جو کنانہ کی زمین ہے۔

عبداللہ وعبدالرحمٰن

فرزندان ہبیت بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھے۔

دونوں کی والدہ ام نوفل بنت نوفل بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔ دونوں زمانہ قدیم میں اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب احد میں حاضر ہوئے۔ اور اسی روز شوال میں ہجرت کے تیسویں مہینے شہید ہوئے۔

جعال بن سراقہ الضمری...... کہا جاتا ہے کہ ثعلبی تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی سواد میں ان کا شمار ہوتا تھا جو انصار بنی سلمہ میں سے تھے، فقرائے مہاجرین میں سے تھے۔ مرد صالح، کریہ منظر اور بدشکل تھے، زمانہ قدیم میں اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب احد میں حاضر تھے۔ اسامہ بن زیدؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جعالؓ بن سراقہ نے احد کی طرف جاتے ہوئے کہا کہ یا رسول اللہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ آپ کل قتل کر دیئے جائیں گے وہ بے چینی سے سانس لیتے تھے۔ نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے سینے پر پھیرا اور فرمایا کہ کیا کل سارا زمانہ ہوگا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جعیل بن سراقہ مرد صالح، کریہ منظر اور بدشکل تھے۔ خندق میں مسلمانوں کے ساتھ کام کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس روز ان کا نام بدل دیا آپ نے ان کا نام عمر رکھا مسلمان لوگ رجز پڑھنے اور کہنے لگے:

سماه من بعد جعيل عمر　　وكان للباس يوما ظهر

(آپ نے جعیل کے بعد ان کا نام عمر رکھا۔ اور آپ اس دن فقیر کے پشت و پناہ تھے)

رسول اللہ ﷺ ان ناموں میں سے کچھ نہ کہتے تھے سوائے اس کے کہ آپ عمر کہتے تھے۔

شریک بن عبداللہ بن ابی نمر سے مروی ہے کہ جعیل بھی مسلمانوں کے ساتھ، مہما ومن بعد جعیل عمر کہنے لگے اور سب کے ساتھ وہ بھی ہنستے تھے۔ مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ پروا نہیں کرتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ جعال بن سراقہ تھے۔ تصغیر کر کے جعیل کہا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عمرو رکھا، لیکن شعر میں اسی طرح عمر آیا۔ جعال المریسیع اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ جرانہ میں غنائم خیبر میں سے ان لوگوں کو دیا جن کی تالیف قلوب منظور تھی تو سعد بن ابی وقاص نے کہا یا رسول اللہ آپ نے عینیہ بن حصین اور الاقرع بن حابس اور ان کے مشابہ لوگوں کو تو سو سو اونٹ عطا فرمائے اور جعیل بن سراقہ الضمری کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جعیل بن سراقہ روئے زمین کے تمام عینیہ اور الاقرع جیسے لوگوں سے بہتر ہیں، لیکن میں نے ان لوگوں کے قلوب کو مانوس کیا تاکہ یہ اسلام لے آئیں اور میں نے جعیل بن سراقہ کو ان کے اسلام کی سپرد کر دیا۔

عمارۃ بن غزیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ ذات الرقاع میں جعیل بن سراقہ کو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی سلامتی کا بشیر (خوش خبری دینے والا) بنا کے مدینے بھیجا تھا۔

وہب بن قابوس المزنی

... کوہ مزنیہ سے اپنی بکریاں لائے، ہمراہ ان کے بھتیجے حارث بن عقبہ بن قابوس تھے ان دونوں نے مدینے کو متغیر پایا تو دریافت کیا کہ لوگ کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ احد میں ہیں، رسول اللہ ﷺ مشرکین قریش سے قتال کرنے گئے ہیں ان دونوں نے کہا کہ بچشم خود دیکھ لینے کے بعد ہم کوئی علامت دریافت نہیں کرتے دونوں اسلام لے آئے اور نبی ﷺ کے پاس احد میں حاضر ہوئے قوم کو جنگ کرتے ہوئے پایا غلبہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی طرف تھا۔

یہ لوگ بھی مسلمانوں کے ساتھ لوٹ میں شریک ہو گئے پیچھے سے خالد بن ابو ولید اور عکرمہ بن ابی جہل کا لشکر آیا، سب لوگ مل گئے ان دونوں نے اتنا سخت قتال کیا کہ مشرکین کا ایک گروہ ہٹ گیا، رسول اللہ ﷺ نے دوسرے گروہ مشرکین کو بڑھتے ہوئے دیکھ کے فرمایا کہ اس گروہ کو کون ہٹائے گا۔ وہب بن قابوس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کھڑے ہوئے اور لوگوں پر اتنے تیر برسائے کہ سب واپس ہو گئے وہب لوٹے ایک اور گروہ ہٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس لشکر کو کون ہٹائے گا؟ المزنی نے کہا، یا رسول اللہ میں وہ کھڑے ہوئے اور اس لشکر کو تلوار سے دفع کیا۔ وہ سب بھاگے المزنی واپس آئے۔

ایک اور لشکر ظاہر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے کون اٹھے گا، المزنی نے کہا یا رسول اللہ میں، فرمایا، اٹھو، تمھیں جنت کی خوشخبری ہے، المزنی خوش ہو کے یہ کہتے ہوئے اٹھے کہ واللہ نہ میں قیلولہ کروں گا نہ جہاد سے معافی چاہوں گا وہ کھڑے ہوئے ان لوگوں میں گھس کر تلوار مارنے لگے اور ان کے انتہائی حصہ سے نکل جاتے تھے، رسول اللہ ﷺ اور مسلمان ان کی طرف دیکھنے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اے اللہ ان پر رحمت کر۔

وہ برابر اسی طرح لڑتے رہے لوگ انھیں گھیرے ہوئے تھے کہ ایک دم سے تلواریں اور نیزے ان پر پڑنے لگے ان لوگوں نے انھیں قتل کر دیا۔ اس روز ان کے جسم پر بیس زخم پائے گئے جو سب کے سب نیزے کے تھے اور

ہر زخم موت کے لئے کافی تھا اس روز بہت بری طرح ان کا مثلہ کیا گیا۔ (یعنی ان کے اعضاء کاٹے گئے)

پھر ان کے بھتیجے حارث کھڑے ہوئے اور انھیں کے طریقے پر قتال کیا۔ وہ بھی قتل ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ انکی لاش کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تم سے راضی ہے کیونکہ میں تم سے راضی ہوں، یعنی وہب سے۔ آپ ان کے قدموں کے پاس کھڑے ہوئے باوجود اس کے کہ آپ کو زخم لگے تھے اور کھڑا ہونا آپ پر گراں تھا مگر آپ برابر کھڑے رہے یہاںتک کہ المزنی قبر میں رکھ دیئے گئے۔

کفن ایک چادر کا تھا جس میں سرخ دھاریاں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چادر سر پر کھینچ دی اور اسے ڈھانک دیا اور لسبان میں اس میں انھیں داخ کیا۔ تو انکی نصف ساق تک پہنچی، آپ نے حکم دیا، ہم نے گھانس (حرمل) جمع کی اور ان کے پاؤں پر ڈال دی جو لحد میں تھے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے۔

عمر بن الخطاب اور سعد بن ابی وقاص کہا کرتے تھے کہ ہمیں کوئی حال المزنی کے حال سے زیادہ پسند نہیں جس پر ہم مر کر اللہ سے ملیں۔

عمرو بن امیہ...... ابن خویلد بن عبداللہ بن ایاس بن عبد بن ناشرہ بن کعب بن جدی بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ۔

انکی بیوی سخیلہ بنت عبیدہ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں جن سے ان یہاں ایک جماعت پیدا ہوئی۔

عمرو بن امیہ بدر و احد میں مشرکین کے ساتھ آئے تھے۔ مشرکین احد سے واپس ہوئے تو وہ اسلام لے آئے۔ بہادر آدمی تھے جن کو جرأت تھی۔ کنیت ابو امیہ تھی وہ وہی شخص ہیں جن سے اس طرح روایت آئی ہے۔ ابو قلابہ الجرمی عن ابی امیہ (یعنی ابو قلابہ الجرمی ابی امیہ سے روایت کرتے ہیں)

ابی قلابہ سے اس حدیث میں مروی ہے کہ جو انھوں نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے عمرو بن امیہ الضمری سے فرمایا ابا امیہ (اے ابو امیہ)

محمد بن عمر نے کہا کہ سب سے پہلے مشہد جس میں عمرو بن امیہ مسلمان ہو کر حاضر ہوئے بیر معونہ تھا جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا اس روز انھیں بنی عامر نے گرفتار کر لیا۔ عامر بن الطفیل نے ان سے کہا کہ میری ماں کے ذمہ ایک قیدی کا آزاد کرنا تھا لہٰذا تم ان کی طرف سے آزاد ہو۔ انکی پیشانی کو قطع کر دیا، وہ مدینہ آئے آپ کو اصحاب کی خبر دی جو بیر معونہ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بچ گئے اور قتل نہیں کئے گئے جس طرح وہ لوگ قتل کئے گئے۔

عمرو بیر معونہ سے واپس آرہے تھے کہ مدینہ کے قریب بنی کلاب کے دو آدمی ملے انھوں نے ان دونوں سے قتال کیا اور قتل کر دیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے انھیں امان تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو خون بہا ادا کیا یہ مقتول وہی تھے جن کے سبب سے رسول اللہ ﷺ بنی النضیر کی طرف تشریف لے گئے تاکہ ان لوگوں سے انکی دیت میں مدد مانگیں۔

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ اور ان کے ساتھ سلمہ بن اسلم بن حریش الانصاری کو بطور سریہ مکہ میں ابو

سفیان بن حرب کے پاس بھیجا قریش کو معلوم ہوا تو انکی جستجو کی۔ یہ دونوں پوشیدہ ہو گئے۔

عمر بن امیہ شہر کے کنارے ایک غار میں پوشیدہ تھے کہ عبید اللہ بن مالک بن عبید اللہ التیمی پر قابو پا گئے اور اسے قتل کر دیا۔ خبیبؓ بن عدی کی طرف قصد کیا جو دار پر تھے اور انہیں تختہ دار سے اتار لیا۔ مشرکین کے ایک اور شخص کو جو بنی الدیل میں سے تھا اور کانا اور سالانبا تھا قتل کیا پھر مدینہ آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے آنے سے مسرور ہوئے اور دعائے خیر دی۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں دو فرمان دے کر نجاشی کے پاس بھیجا ایک میں آپ نے لکھا تھا کہ وہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب کا آپ سے نکاح کر دیں اور دوسرے میں فرمائش تھی کہ جو اصحاب ان کے پاس باقی ہیں وہ انہیں آپ کے پاس سوار کرا دیں۔ نجاشی نے ام حبیبہ کا نکاح آپ سے کر دیا اور آپ کے اصحاب کو دو کشتیوں میں آپ کے پاس روانہ کر دیا۔ مدینہ میں عمر بن امیہ کا مکان بزعیوں کے پاس تھا معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں مدینہ میں انکی وفات ہوئی۔

وحیہ بن خلیفہ........ ابن فروہ بن فزالہ بن زید بن امری القیس بن الخزرج وہ زید مناۃ ابن عامر بن بکر بن عامر الاکبر بن عوف بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید الات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ بن تغلب بن حلوان ابن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھے۔

وحیہ بن خلیفہ زمانہ قدیم میں اسلام لائے بدر میں حاضر نہیں ہوئے انہیں جبرئیل سے تشبیہ دی جاتی تھی۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ آنحضرت نے امیہ کے تین آدمیوں کو تشبیہ دی فرمایا کہ وحیہ الکلبی جبرئیل کے مشابہ ہیں، عروہ بن مسعود الثقفی عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہیں اور عبدالعزیٰ دجال کے مشابہ ہے۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ وحیہ الکلبی کو جبرئیل سے تشبیہ دی جاتی تھی، عروہ بن مسعود کی مثال صاحب یسین کی سی تھی اور عبدالعزیٰ بن قطن کو دجال سے تشبیہ دی جاتی تھی۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے جس شخص کو سب سے زیادہ جبرئیل کے مشابہ دیکھا وہ وحیہ الکلبی ہیں۔

ابن عمر نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ جبرئیل نبی ﷺ کے پاس وحیہ الکلبی کی صورت میں آتے تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہایت تیزی کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے میں نے دیکھا کہ آپ کے ساتھ ایک شخص جو ترکی گھوڑے پر کھڑا تھا اس کے سر پر سفید عمامہ تھا جس کا کنارہ وہ اپنے شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ اس کے گھوڑے کی ایال پر رکھے ہوئے تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ، آپ نے ایک دم کھڑے ہو کے مجھے اس شخص سے ڈرا دیا، فرمایا، کیا تم نے اسے دیکھا تھا۔ عرض کہ جی ہاں، فرمایا تم نے کس کو دیکھا تھا، عرض کی میں نے وحیہ الکلبی کو دیکھا تھا۔ فرمایا جبرئیل علیہ السلام تھے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تنہا وحیہ الکلبی کو بطور سریہ بھیجا۔

عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیصر کو ایک فرمان لکھا جس میں اسے اسلام کی

دعوت دی فرمان وحیہ الکلبی کے ہمراہ روانہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ اسے بصریٰ کے سردار کو دے دیں کہ اسے قیصر کے پاس بھیج دے۔ بصریٰ کے سردار نے اسے قیصر کو بھیج دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وحیہ اس سے حمیص میں ملے رسول اللہ ﷺ کا فرمان دیا۔ یہ واقعہ محرم ۷ھ کا ہے۔ وحیہ بدر کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تمام مشاہد میں حاضر ہوئے۔ خلافت معاویہ بن ابی سفیان تک زندہ رہے۔

کتاب الطبقات کے حصہ دہم کا جزو آخر تمام ہوا۔ **الحمد لله رب العلمين وصلوة على خير به من خلقهي محمد و آله صحبه (اجمعين)**

تذکرہ مہاجرین کے بعد انصار کا طبقہ ثانیہ مذکر ہوگا جو بدر میں حاضر نہیں ہوئے مگر احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ وصلی اللہ علی محمد وآلہ۔

صحابہؓ جو فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے

خالد بن الولید .... خالد کہتے ہیں۔ میں مصاحب تھا، عثمان بن طلحہ سے ملا، ان سے وہ بات بیان کی جس کا ارادہ کرتا تھا، انھوں نے فوراً قبول کرلیا۔ ہم دونوں روانہ ہوئے اور پچھلی شب کی تاریکی میں چلے الہل پہنچے تو اتفاق سے عمر بن العاص ملے انھوں نے ہم کو مرحبا (خوش آمدید) کہا ہم نے کہا کہ تم کو بھی (مرحبا) پوچھا کہ تمھاری روانگی کہاں ہے۔ ہم نے انھیں خبر دی انھوں نے بھی ہمیں یہ خبر دی کہ نبی ﷺ کا قصد رکھتے ہیں۔ تاکہ اسلام لائیں۔ ہم تینوں ساتھ ہوگئے۔ یکم صفر ۸ھ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ حاضر ہوئے جب میں نبی ﷺ کے سامنے آیا تو آپ کو یا نبی اللہ کہہ کر سلام کیا آنحضرت نے خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا۔ میں اسلام لایا اور حق کی شہادت دی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمھارے لئے عقل سمجھتا تھا اور امید کرتا تھا کہ وہ تمھیں سوائے خیر کے اور کسی کے سپرد نہ کرے گی۔ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کے بعد عرض کی۔ میں نے اللہ کے راستے سے روکنے میں جو کچھ نقصان پہنچایا اس میں میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ فرمایا کہ اسلام اپنے قبل کے گناہوں کو قطع کر دیتا ہے۔ عرض کی یارسول اللہ اس کے باوجد (دعائے مغفرت فرمائیے) فرمایا، اے اللہ خالد بن الولید نے تیرراہ سے روکنے میں جو کچھ نقصان پہنچایا اس میں ان مغفرت کردے۔

خالد نے کہا کہ عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ بھی آئے اور اسلام لائے، دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی، واللہ جس روز سے میں اسلام لایا رسول اللہ ﷺ چیز میں جزا دیتے تھے اس میں کسی کو میرے برابر نہیں کرتے تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو مکان کے لئے زمین عطا فرمائی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے بعد اور خالد کے اپنے پاس آنے کے بعد انھیں المنا (جو مکان کا نام ہے) عطا فرمایا، المنا حارثہ بن النعمان کے مکانات تھے جو انھیں اپنے بزرگوں سے وراثت میں ملے تھے

وہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیئے ان میں سے رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولید اور عمار بن یاسر کو بطور جاگیر عطا فرمایا۔

ابراہیم بن یحییٰ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ جنگ موتہ میں امراء شہید ہو گئے۔ تو ثابت بن اقرام نے جھنڈا لے لیا اور پکارنے لگے کہ اے آل انصار! لوگ ان کی طرف لوٹنے لگے انھوں نے خالد بن الولید کو دیکھا تو کہا کہ اے ابوسلیمان تم جھنڈا لے لو خالد نے کہا کہ میں اسے نہ لونگا۔ تم مجھ سے زیادہ اس کے مستحق ہو، تمھارے لئے کیونکہ واللہ میں نے اسے صرف تمھارے ہی لئے لیا ہے۔ ثابت نے لوگوں سے کہا کیا تم پر خالد متفق ہو، انھوں نے کہا ہاں۔

خالد نے جھنڈا لے لیا اور تھوڑی دیر اٹھائے رہے۔ مشرکین ان پر حملہ کرنے لگے تو وہ ثابت قدم رہے۔ اس پر مشرکین پس پیش کرنے لگے۔ خالد نے مع اپنے اصحاب کے حملہ کر دیا۔ انھوں نے ان کے گروہ میں سے ایک جماعت کو جدا کر دیا ان کے بہت سے آدمیوں کو بھگا دیا۔ پھر مسلمانوں کو جمع کیا، مشرکین ہزیمت کے ساتھ پلٹے۔

عبداللہ بن الحارث بن الفضل نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب خالد بن الولید نے جھنڈا لیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اب تنور (جنگ) بھڑکا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے حیرہ میں خالد بن الولید کو کہتے سنا کہ یوم موتہ میں میرے ہاتھ میں تلواریں ٹوٹیں۔

عمرو بن العاصؓ

... (کہتے ہیں کہ) میرے (پہلے بیٹے کی بات جنھوں نے معاویہ کی بجائے علی کا ساتھ دینے کا مشورہ دیا تھا جو دین کے حق میں زیادہ بہتر تھا۔) لئے میرے دین میں زیادہ مناسب ہے۔ اے محمد تم نے مجھے ایسی چیز کا مشورہ دیا ہے جو دنیا میں میرے لئے زیادہ معقول ہے اور آخرت میں بدتر، علیؓ سے بیعت کر لی گئی، وہ اپنی گزشتہ روایات پر اتراتے ہیں مجھے اپنی خلافت کے کسی کام میں شریک کرنے والے نہیں ہیں۔ اے وردان میں کوچ کرونگا، وہ روانہ ہوئے، ہمراہ ان کے دونوں بیٹے بھی تھے، معاویہ بن ابی سفیان کے پاس آئے ان سے خون عثمانؓ کے انتقام کے مطالبے پر بیعت کی اور دونوں کے مابین ایک عہد نامہ لکھا گیا۔ جس کی نقل یہ ہے:

ایک عہد نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ عہد نامہ ہے جو قتل عثمانؓ بن عفان کے بعد بیعت المقدس میں معاویہ بن ابی سفیان وعمرو بن العاص کے درمیان ہوا ہے دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کی امانت برداشت کی ہے، ہمارے درمیان اللہ اور اسلام کے امر میں باہم مدد کرنے، خلوص کرنے اور خیر خواہی کرنے پر اللہ کا عہد ہے۔ ہم میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی

کی طرح کسی کی مدد ترک نہ کرے گا اور نہ بغیر اس کے کوئی راہ اختیار
کرے گا ان امور میں جو ہمارے امکان میں ہونگے۔ ہماری حیات
تک نہ بیٹا ہمارے درمیان حائل ہوگا نہ باپ، جب مصر فتح ہو جائے گا
تو عمرو اس کے ہلاک اور اسکی امارت پر ہوں گے جس پر امیر المومنین
نے انھیں امیر بنایا ہے۔

ہمارے درمیان میں ان امور پر جو ہمیں پیش آئیں گے باہم خیر خواہی مشورہ اور مدد رہے گے۔ لوگوں میں اور عام امور مین معاویہ عمرو بن العاص پر امیر ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ امت کو متفق کردے پھر جب متفق ہو جائے گی تو دونوں اس کے عمدہ طریقے میں اس عمدہ شرط پر ان لوگوں میں بھی ہونگے جو اللہ کے معاملے ان دونوں کے درمیان اس صحیفے میں ہے۔ (یعنی ساری امت کے متفق ہونے پر بھی عمرو بن العاص معاویہؓ کے ماتحت ہونگے۔) یہ قلم وردان ۳۸ھ علیؓ کو معلوم ہوا تو وہ کھڑے ہوئے اہل کوفہ کو خطبہ سنایا اور کہا کہ اما بعد، مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ عمرو بن العاص نے جو بدتر ابن بدتر ہیں معاویہؓ سے خون عثمانؓ کے انتقال کے مطالبے پر بیعت کرلی ہے اور انھوں نے اس پر ان لوگوں کو برانگیختہ کیا ہے واللہ عمرو اور ان مدد خشک بازد ہے۔

عکرمہ بن خالد وغیرہ سے مروی ہے کہ زمانہ صفین میں عمرو بن العاص قلب لشکر میں خود اپنے ہاتھ سے قتال کرتے تھے، جب انھی دنوں میں سے ایک دن ہوا تو اہل شام و اہل عراق نے باہم قتال کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا ہماری صفوں کے پیچھے سے ایک بہت ہتھیار والا لشکر نظر آیا جنھوں میں پانچ سو سمجھتا ہوں ان میں عمرو بن العاص تھے، علیؓ ایک دوسرے لشکر کے ساتھ آئے جو تعداد میں عمر بن العاص کے لشکر کے برابر تھا، رات کے ایک گھنٹہ تک باہم جنگ ہوئی۔ مقتولین کی کثرت ہوگئی عمرو بن العاص نے اپنے ساتھیوں سے چلا کر کہا کہ اے اہل شام، اپنی زمین کا خیال کرو، لوگ پیادہ ہوگئے اور وہ انھیں لے گئے، اہل عراق بھی پیادہ روانہ ہوئے۔ میں نے عمر بن العاص کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے قتال کرتے تھے اور کہتے تھے:

وصبرنا على مواطن ضنك   وخطوب ترى البياض الوليد

(ہم نے ان تنگ اور خطروں کے مقامات میں صبر کیا ہے۔ جو بچے کو بوڑھا بنادیتے ہیں)

اہل عراق کا ایک شخص آرہا تھا وہ بچ کر عمر تک پہنچ گیا اور انھیں ایک ایسی تلوار ماری جس نے ان کا شانہ مجروح کردیا وہ کہہ رہا تھا کہ میں ابوالسمراء ہوں، عمرو بھی اسے پاگئے اور ایسی تلوار ماری کہ اس کے آر پار کردی، عمرو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہٹ آئے ان کے ساتھ بھی ہٹ گئے۔

عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے جنگ صفین میں عمرو بن العاص کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے لئے کرسیاں رکھی گئیں۔ لوگوں کی صفیں وہ خود قائم کررہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ مونچھ کترنے کی طرح (کاٹ ڈالو) وہ بغیر زرہ کے تھے میں ان سے قریب تھا اور انھیں کہتے سن رہا تھا کہ شیخ ازدی یا دجال (کا قتل) تم پر لازم ہے یعنی ہاشم بن عتبہ کا۔

الزہری سے مروی ہے کہ لوگوں نے صفین میں ایسا شدید قتال کیا کہ اس کا مثل اس دنیا میں کبھی نہیں ہوا۔ اہل شام و عراق نے بھی قتال کو ناپسند کیا۔ باہمی شمشیر زنی نے طرفین کو بیزار کردیا تو عمرو بن العاص جو اس روز معاویہؓ

کی طرف سے امیر جنگ تھے۔ کہا کہ (اے معاویہؓ) کیا تم میری بات مانو گے کہ کچھ لوگوں کو قرآن بلند کرنے کا حکم دو جو کہیں کہ اے اہل عراق ہم تمہیں قرآن کی طرف اور جو اس کے شروع میں ہے اور اس کے ختم میں ہے اس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اے معاویہؓ اگر تم یہ کرو گے تو اہل عراق میں باہم اختلاف ہو جائے گا اور یہ امر اہل شام میں سوائے اتفاق کے اور کچھ زیادہ نہ کرے گا۔

معاویہؓ نے انکی بات مان لی اور عمل کیا، عمرو نے اہل شام میں سے چند آدمیوں کو حکم دیا جنھوں نے قرآن بڑھا اور ندا دی، اے اہل عراق ہم تمہیں قرآن کی دعوت دیتے ہیں۔ اہل عراق میں اختلاف ہو گیا۔ ایک گروہ نے کہا کہ ہم کتاب اللہ اور اپنی بیعت پر نہیں ہیں دوسروں نے جو قتال کو ناپسند کرتے تھے ہماری دعوت کتاب اللہ کو قبول کر لیا۔

جب علی علیہ السلام نے ان لوگوں کو سستی اور انکی جنگ سے بیزاری دیکھی تو معاویہؓ نے جس امر کی دعوت دی تھی اس میں ان قریب ہو گئے باہم قاصدوں کی آمد و رفت ہوئی۔ علی علیہ السلام نے کہا کہ ہم نے کتاب اللہ کو قبول کر لیا۔ مگر ہمارے اور تمھارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کون کرے گا؟ معاویہؓ نے کہا کہ ایک آدمی ہم اپنی جماعت میں سے لیں گے جسے ہم منتخب کریں گے اور ایک تم اپنی جماعت سے لینا جسے تم منتخب کرنا۔ معاویہؓ نے عمرو بن العاص کو منتخب کیا اور علیؓ نے ابو موسیٰ الاشعری کو۔

زیاد بن النضر سے مروی ہے کہ علی علیہ السلام نے ابو موسیٰ الاشعری کو بھیجا ان کے ہمراہ چار سو آدمی تھے جن پر (امیر) شریح بن ہانی تھے اور عبداللہ بن عباس بھی تھے جو ان لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور ان کے امور کے نگراں تھے۔ معاویہ نے بھی عمرو بن العاص کو چار سو شامیوں کے ہمراہ بھیجا۔ دونوں گروہ دومۃ الجندل پہنچ گئے۔

عمرو بن الحکیم سے مروی ہے کہ جب لوگ دومۃ الجندل میں جمع ہوئے تو ابن عباس نے اشعری سے کہا کہ عمرو سے ہوشیار رہنا وہ یہی چاہیں گے کہ تم کو آگے کریں اور کہیں گے کہ تم رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہو اور مجھ سے عمر میں زیادہ ہو لہٰذا ان کے کلام میں خوب غور کر لینا۔

یہی ہوا کہ جب دونوں جمع تھے تو عمر کہتے تھے کہ تم نے مجھ سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل کی ہے اور تم مجھ سے عمر میں بھی زیادہ ہو لہٰذا تم تقریر کرو۔ پھر میں تقریر کرونگا۔ عمرو یہی چاہتے تھے کہ تقریر میں ابو موسیٰ کے آگے کریں تا کہ وہ علیؓ کو معزول کر دیں۔

دونوں اس پر متفق ہو گئے تو عمرو نے خلافت کو معاویہؓ پر باقی رکھنا چاہا مگر ابو موسیٰ نے انکار کیا۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ عبداللہ بن عمر (کو خلیفہ کیا جائے) عمرو نے کہا کہ مجھے اپنی رائے سے خبر دو ابو موسیٰ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم لوگ ان دونوں کو معزول کر دیں اور اس امر خلافت کو مسلمانوں کو مشورے پر چھوڑ دیں، وہ لوگ اپنے لئے جسے چاہیں انتخاب کر لیں عمرو نے کہا یہی میری بھی رائے ہے۔

دونوں لوگوں کے سامنے جو جمع تھے عمر نے ابو موسیٰ سے کہا کہ اے ابو موسیٰ دونوں کو بتا دو کہ ہم دونوں کی رائے متفق ہو گئی ہے۔ ابو موسیٰ نے تقریر کی انھوں نے کہا کہ ہماری رائے ایک ایسے امر پر متفق ہو گئی ہے جس سے ہمیں امید ہے کہ اس امت کی حالت درست ہو جائے گی۔

عمر نے کہا کہ صحیح کہا اور نیکی کی۔ ابو موسیٰ اسلام اور اہل اسلام کے کیسے اچھے نگہبان ہیں ہذا اے ابو موسیٰ تقریر کرو۔

ابن عباس موسیٰ کے پاس آئے ان سے خلوت میں گفتگوں کی اور کہا کہ تم فریب میں ہو۔

کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم شروع نہ کرنا اور ان کے بعد تقریر کرنا؟ مجھے اندیشہ ہے کہ انھوں نے تمھیں خالی بات دیدی۔ اس کے بعد وہ لوگوں کو مجمع میں اور ان کے جمع ہونے پر اس سے ہٹ جائیں گے۔ اشعری نے کہا کہ تم اس کا اندیشہ نہ کرو۔ ہم دونوں متفق ہو گئے ہیں اور ہم نے صلح کر لی ہے۔

ابو موسیٰ کھڑے ہوئے اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا کہ اے لوگوں ہم دونوں نے اس امت کے معاملے میں غور کیا۔ کوئی بات اس سے زیادہ امت کے حال کے مناسب اور اس کی پراگندگی کو زیادہ جوڑنے والی نہیں دیکھی کہ ہم لوگ اس کے امور پر زبردستی قبضہ نہ کریں اور نہ اسے مجبور کریں یہاں تک کہ امر امت کی رضامندی اور مشورے سے ہو۔ میں اور میرے رفیق عمرو (ایک ہی بات پر متفق ہیں (یعنی) علیؓ ومعاویہؓ کے معزول کرنے پر آئندہ یہ امت اس امر میں غور کرے گی، ان میں مشورہ ہوگا اپنے میں جس کو چاہیں گے والی بنائیں گے۔ میں نے علیؓ ومعاویہ کو معزول کر دیا ہے۔ لہذا تم اپنا والی امر جس کو چاہو بنالو۔

یہ تقریر کر کے ابو موسیٰ کنارے ہٹ گئے، عمرو بن العاص آگے آئے اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا کہ انھوں نے جو کچھ کہا وہ تم لوگوں نے سن لیا۔ انھوں نے اپنے ساتھی (علیؓ) کو معزول کر دیا۔ میں نے بھی ان کے ساتھی معزول کر دیا جیسا کہ انھوں نے کیا۔ میں اپنے ساتھی معاویہ کو قائم رکھتا ہوں کیونکہ وہ ابن عثمان کے ولی اور ان کے خوف کے انتقام کے طلب گار ہیں اور انکی قائم مقامی کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ اے ابو موسیٰ تم پر افسوس ہے تمھیں عمرو اور ان کے مکائد سے کس نے معزول کر دیا۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ میں کیا کروں انھوں نے ایک امر میں مجھ سے اتفاق کیا پھر اس سے ہٹ گئے۔

ابن عباس نے کہا کہ اے ابو موسیٰ تمھارا کوئی گناہ نہیں۔ گناہ کسی اور کا ہے جس نے تمھیں اس مقام پر آگے کیا۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ تم پر خدا کی رحمت ہو انھوں نے مجھ سے وعدہ خلافی کی تو میں کیا کروں۔

ابو موسیٰ نے عمرو سے کہا کہ تمھاری مثال کتے کی سی ہے کہ اگر اس پر حملہ کرو تو زبان نکال دیتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دو تو زبان نکال دیتا ہے۔ عمرو نے جواب دیا کہ تمھاری مثال اس گدھے کی سی ہے جو دفتر اٹھاتا ہے۔

ابن عمر نے کہا کہ یہ امت کس کی طرف جائے گی، اسکی طرف جو پروا نہیں کرتا کہ اس نے کیا کیا اور دوسرے کمزور کی طرف۔

عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے کہا کہ اگر الاشعری اس کے قبل مرجاتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔

الزہری سے مروی ہے کہ جس وقت خوارج نے علیؓ کے خلاف بغاوت کی تو عمرو معاویہؓ سے کہتے تھے تم نے میری تدبیر کو اپنے لئے کیسا دیکھا۔ جس وقت تمھارا دل تنگ تھا اور اپنے گھوڑے اور دوست رفتار سمجھ کر اس پر افسوس کر رہے تھے تو میں نے تمھیں مشورہ دیا کہ تم ان لوگوں کتاب اللہ کی طرف دعوت دو میں جانتا تھا کہ اہل عراق شبہے والے ہیں، وہ اس امر پر اختلاف کریں گے۔ علی تمھیں چھوڑ کر ان میں مشغول ہو جائیں گے اور وہ لوگ آخر کو (علیؓ) کے قاتل ہوں گے اور کوئی لشکر جنگ میں ان لوگوں سے زیادہ کمزور نہ ہوگا۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ جب حکومت معاویہ کے ہاتھوں میں ہوئی تو انھوں نے تمام مصر کو عمرو کے لئے انکی زندگی بھر کے لئے بہت سمجھا۔ عمرو نے یہ سمجھا کہ پورا معاملہ انکی وجہ اور خوش تدبیری کی انکی توجہ اور کوشش

سے سلجھ۔ معاویہؓ نے یہ گمان کیا کہ مصر کے ساتھ شام کا بھی اضافہ کر دیں گے مگر کیا نہیں تو عمرو معاویہؓ سے بھڑک گئے۔ دونوں میں اختلاف اور غلط فہمی ہوگئی۔ لوگ بھی سمجھ گئے اور گمان کیا کہ ان دونوں کی رائے متفق نہ ہوگی۔

معاویہؓ بن حدیج نے بیچ میں پڑ کے انکی حالت درست کر دی انھوں نے دونوں کے درمیان ایک اقرار نامہ لکھا جس میں لوگوں کے لئے اور خاص کر معاویہؓ اور عمرو کے لئے عمرو پر کچھ شرطیں مقرر کیں۔ یہ عمرو کے لئے سات سال تک مصر کی ولایت ہوگی۔ یہ اس شرط کی عمرو پر معاویہ کی فرمانبرداری وطاعت ضروری ہوگی۔ اس پر دونوں نے باہم اعتبار اور اقرار کر لیا۔ اور دونوں نے اپنے اپنے اوپر گواہ بنائے۔

عمرو بن العاص مصر پر والی ہو کے چلے گئے۔ یہ آخر ۳۷ھ میں ہوا پھر واللہ وہ مصر میں دو یا تین .... سال سے زائد نہ رہے کہ وفات پا گئے۔

ابن شماستہ المہری سے مروی ہے کہ جس وقت عمرو بن العاص موت کے آچار میں تھے تو ہم لوگ ان کے پاس حاضر ہوئے وہ اپنا منہ دیوار کی طرف پھیر کو خوب رو رہے تھے بیٹے کہہ رہے تھے کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یہ بشارت نہیں دی اور کیا آپ کو یہ بشارت نہیں دی؟ وہ اس پر بھی رو رہے تھے اور ان کا منہ دیوار ہی کی طرف تھا۔

انھوں نے ہماری طرف منہ کیا اور کہا کہ جو تم چیز تم سب سے بہتر مجھ پر شمار کرتے ہو وہ کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے لیکن میں تین حالات پر رہا ہوں۔

ا۔ میں نے اپنے کو اس حالت پر دیکھا ہے کہ ایک زمانہ میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قابل بغض وعداوت کوئی نہ تھا، مجھے اس سے زیادہ کوئی امر پسند نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر قابو پاؤں اور آپ کو قتل کر دوں اگر میں اس حالت پر ماجاتا تو اہل دوزخ میں سے ہوتا۔

اللہ نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تاکہ آپ سے بیعت کروں، عرض کی یا رسول اللہ آپ اپنا داہنا ہاتھ پھیلا یئے میں آپ سے بیعت کرونگا۔ آپ نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ میں نے اپنے ہاتھ سمیٹ لیا۔ فرمایا کہ اے عمرو تمھیں کیا ہوا۔ عرض کی میں کچھ شرط چاہتا ہوں، فرمایا کی شرط کرتے ہو۔ عرض کی یہ کہ میری مغفرت کر دی جائے، فرمایا اے عمرو کیا تمھیں معلوم نہیں کہ اسلام انسان کے پہلے گناہوں کو ڈھادیتا ہے۔ ہجرت بھی اپنے قبل کے گناہ ڈھادیتی ہے اور حج بھی اپنے قبل کے گناہ ڈھادیتا ہے۔

میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ کوئی شخص میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب نہ تھا اور نہ میری نظر میں آپ سے زیادہ بزرگ تھا اگر مجھ سے درخواست کی جاتی کہ میں آپ کی تعریف کروں تو مجھے طاقت نہ تھی اس لئے کہ آپ کی بزرگی کی وجہ سے آنکھ بھر کے دیکھنے کی طاقت نہ تھی۔ پھر اگر میں اس حالت پر مرجاتا تو امید تھی کہ میں اہل جنت سے ہوتا۔

بعد کو چند چیزیں ہمارے قریب آگئیں، مجھے معلوم نہیں کہ میں اس میں کیا ہوں، یا اس میں میرا کیا حال ہے۔ جب میں مرجاؤں تو نوحہ کرنے والی اور آگ میرے ساتھ نہ ہو جب تم لوگ مجھے دفن کرنا تو مٹی ڈالنا۔ اس سے فارغ ہو کے اتنی دیر میری قبر کے پاس ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کیا جائے۔ کیونکہ تمھاری وجہ سے مجھے انس رہے گا۔ یہاں تک کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے پروردگار کے قاصد کس امر کے ساتھ میرے

پاس لوٹائے جاتے ہیں۔

حسن سے مروی ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ عمرو بن العاص جب موت کے قریب تھے تو انھوں نے اپنے درباریوں کو بلایا اور کہا کہ میں تمھارا کیسا ساتھی تھا۔ انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے محبت والے ساتھی تھے کہ ہمارا اکرام کرتے تھے، ہمیں دیتے اور یہ کرتے اور وہ کرتے انھوں نے کہا کہ میں یہ صرف اس لئے کرتا تھا کہ تم لوگ مجھے موت سے بچا لو گے اور موت یہ آ گئی لہٰذا تم لوگ مجھے اس سے بچاؤ۔

قوم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا واللہ اے ابوعبداللہ ہم لوگ آپ کو ایسا نہیں سمجھتے تھے کہ آپ ایسی باریک باتیں کریں گے آپ کو معلوم ہے کہ ہم لوگ موت کو آپ سے ذرا بھی نہیں ہٹا سکتے۔ عمرو نے کہا واللہ میں نے اس بات کو کہا ہے اور میں ضرور جانتا ہوں کہ تم لوگ ذرا بھی موت سے مجھے نہیں بچا سکتے۔ لیکن واللہ مجھے اپنا اس حالت میں ہونا کہ میں نے تم میں سے کسی کو بھی اس لئے نہیں اختیار کیا کہ مجھے موت سے بچائے گا فلاں فلاں امر سے زیادہ محبوب ہے اے افسوس ابن ابی طالب پر جو کہتے ہیں کہ دربان انکی موت کے امرا ہیں۔

عمر نے کہا کہ اے اللہ میں بری نہیں ہوں۔ میرا عذر قبول کر۔ میں قوی نہیں ہوں میری مدد کر اور اگر تو نے مجھے رحمت کے ساتھ نہ پایا تو میں ہلاک ہونے والوں میں سے ہوگا۔ عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ ان کے والد نے انھیں وصیت کی کہ اے بیٹے جب میں مر جاؤں تو مجھے ایک غسل تو پانی سے دینا پھر کپڑے سے پوچھنا دوبارہ خالص پانی سے غسل دینا اور کپڑے سے پوچھنا، سہ بارہ ایسے پانی سے غسل دینا جس میں کسی قدر کافور ہو۔ پھر کپڑے سے پوچھنا۔

جب مجھے کپڑے پہنانا (یعنی کفن دینا) تو گھنڈی لگا دینا کیونکہ میں جھگڑا کرنے والا ہوں پھر تابوت پر اٹھانا تو ایسی رفتار سے لے چلنا جو دونوں رفتاروں (یعنی سست وتیز) کے درمیان ہو۔ تم میرے جنازے کے پیچھے ہونا کیونکہ اس کے آگے کا حصہ ملائکہ کے لئے ہے اور پیچھے کا بنی آدم کے لئے جب مجھے قبر میں رکھ دینا تو مٹی ڈال دینا۔

اس کے بعد کہا کہ اے اللہ تو نے ہمیں حکم دیا تو ہم نے عمل کیا اور تو نے ہمیں منع کیا تو ہم نے ترک کیا۔ میں بری نہیں ہوں۔ میرا عذر قبول کر، میں قوی نہیں ہوں۔ میری مدد کر، لیکن لا الہ الا اللہ، وہ برابر انھیں کلمات کو کہتے رہے۔ یہاں تک کہ وفات ہوگئی۔

معاویہ بن حدیج سے مروی ہے کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ (مرض سے) گھلتا ہوں اور تندرست نہیں ہوں۔ اپنی نجات کو مصیبت سے زیادہ پاتا ہوں۔ اس حالت پر بوڑھے کی زندگی کیا ہوگی۔

عوانہ بن الحکیم سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص کہتے تھے کہ اس شخص کے لئے تعجب ہے جس پر موت نازل ہو مگر عقل اس کے ساتھ ہو تو وہ کیسے اسے نہ بیان کرے جب ان پر موت نازل ہوئی تو ان کے بیٹے عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ اے والد آپ کہا کرتے تھے کہ اس شخص پر تعجب ہے کہ جس شخص پر موت نازل ہوا اور اسکی عقل اس کے ساتھ ہو تو وہ کیسے اسے نہ بیان کرے۔ لہٰذا آپ ہم سے موت کو بیان کیجئے کیونکہ آپ کی عقل آپ کے ساتھ ہے۔

انھوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے موت اس سے برتر ہے کہ اسے بیان کیا جائے لیکن میں اس میں سے کچھ تم سے بیان کروں گا۔ میں اپنے کو اس حالت میں پاتا ہوں۔ کہ گویا میری گردن پر کوہ رضوی ہے اور میں اپنے کو اس

حالت میں پاتا ہوں کہ گویا میرے پیٹ میں کھجور کے خار ہیں اور میں اپنے کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ گویا میری سانس سوئی کے ناکے سے نکلتی ہے۔

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص کی وفات عید کے دن مصر میں ۴۳ھ میں ہوئی اور وہی والی مصر تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ انکی وفات ۴۳ھ میں ہوئی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے بعض اہل علم کو کہتے سنا کہ عمرو بن العاص کی وفات ۵۱ھ میں ہوئی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص نے ایسے تمام غلام آزاد کر دیئے یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عمرو بن العاص کو لکھا کہ ان لوگوں کو دیکھو جنھوں نے تم سے پہلے درخت کے نیچے نبی ﷺ سے بیعت کی تھی انکے لئے دوسو دینار پورے کردو، اپنے لئے امارت کی وجہ سے اور خارجہ بن حذافہ کے لئے انکی شجاعت کی وجہ سے اور قیس بن العاص کے لئے انکی مہمان نوازی کی وجہ سے دوسو دینار پورے کردو۔

حیان بن ابی جبلہ سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص سے پوچھا گیا کہ مروت کیا ہے انھوں نے کہا کہ آدمی اپنے مال کی اصلاح کرے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ احسان کرے۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص ...... ابن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم،

انکی والدہ ریطہ بنت منبہ ابن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم تھیں۔ عبداللہ بن عمرو کی اولاد میں محمد تھے۔ انھیں سے انکی کنیت تھی۔ انکی والدہ بنت محمیہ بن جز الزبیدی تھیں۔

ہشام وہاشم وعمران وام ایاس وام عبداللہ وام سعید، ان سب کی والدہ ام ہاشم الکندیہ بنی وہب بن الحارث میں سے تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو اپنے والد سے پہلے اسلام لائے۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے ان احادیث کے لکھنے کی اجازت چاہی جو میں نے آپ سے سنیں تو آپ نے مجھے اجازت دی۔ میں نے انھیں لکھ لیا۔ عبداللہ نے اس صحیفہ کا نام، الصادقہ رکھا تھا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو کے پاس ایک صحیفہ دیکھا اور دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ یہ الصادقہ ہے جس میں وہ حدیثیں ہیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنیں کہ ان میں میرے اور آپ کے درمیان کوئی نہیں ہے۔

خالد بن یزید الاسکندرانی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ عبداللہ ابن عمرو بن العاص نے کہا یا رسول اللہ میں آپ سے جو احادیث سنتا ہوں چاہتا ہوں کہ انھیں محفوظ رکھوں۔ کیا میں اپنے قلب کے ساتھ اپنے ہاتھ سے مدد لے لوں یعنی انھیں لکھ لوں۔ فرمایا، ہاں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا مجھے معلوم نہیں ہوگیا کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو؟ عرض کی میں زیادہ قوی ہوں، فرمایا کہ تم جب ایسا کروگے تو نگاہ کمزور ہو جائے گی اور دل ضعیف ہو جائے گا۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو۔ یہ ہمیشہ روزے کے مثل ہوں گے

۔عرض کی میں قوت محسوس کرتا ہوں فرمایا کہ صوم داؤدؑ رکھو جو ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ ترک کرتے تھے، اور جب انہیں دشمن کا جب مقابلہ کرتے تھے تو بھاگتے نہ تھے،

سلیمان بن حیان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابو عبداللہ بن عمرو تم (روزانہ) دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو عبادت کرتے ہو، ایسا نہ کرو۔ کیونکہ تمھارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔ تمھاری بیوی کا بھی تم پر حصہ ہے اور تمھاری آنکھ کا بھی تم پر حصہ ہے۔ روزہ رکھو اور روزہ ترک کرو، ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو۔ یہی ہمیشہ کا روزہ ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ میں نے اپنے اندر قوت محسوس کرتا ہوں فرمایا داؤدؑ کا روزہ رکھو، ایک دن روزہ رکھو ایک دن ترک کرو۔ عبداللہ کہتے تھے کہ اے کاش میں نے رخصت پر عمل کیا ہوتا۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا مجھے خبر نہیں ہوئی کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو عبادت کرتے ہو؟

عرض کی یا رسول اللہ بے شک۔

فرمایا۔ روزہ رکھو اور روزہ ترک کرو۔ نماز پڑھو اور سوؤ۔ کیونکہ تمھارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔ تمھارے بیٹے کا بھی تم پر حق ہے اور تمھاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ تمھیں یہ کافی ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو۔ انھوں نے کہا کہ پھر میں نے سختی کی تو مجھ پر سختی کردی گئی۔ عرض کی، یا رسول اللہ میں قوت محسوس کرتا ہوں۔

فرمایا، تو اللہ کے نبی داؤدؑ کے روزے رکھو، اس پر نہ بڑھاؤ۔

عرض کی، یا رسول اللہ داؤد علیہ السلام کے روزے کیا ہیں؟

فرمایا وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ ترک کرتے تھے۔

ابو سلمٰی بن عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کو (میرے متعلق) یہ خبر دی گئی کہ میں کہتا ہوں۔ کہ میں عمر بھر روزہ رکھوگا اور رات بھر نماز پڑھونگا۔ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہی ہو جو کہتے ہو کہ میں جب تک زندہ رہوگے دن کو روزہ رکھونگا اور رات کو نماز پڑھوگا۔ عرض کی یا رسول اللہ میں نے یہ کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمھیں اس کی طاقت نہیں ہے۔ لہذا روزہ ترک کرو اور روزہ رکھو۔ سوؤ اور نماز پڑھو، مہینے میں تین دن روزہ رکھو کیونکہ ایک نیکی میں دس گونہ ثواب ہے۔ اور تین روزے مثل ہمیشہ کے روزے کے ہیں عرض کی میں اس سے بہت زائد طاقت رکھتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو اور دو دن ترک کرو۔ عرض کی میں اس سے زیادہ رکھتا ہوں، فرمایا کہ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن عمرو کا سن زیادہ ہوگیا تو انھوں نے کہا کہ کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کی رخصت کو قبول کرلیا ہوتا۔ انھی دنوں میں (جن میں وہ روزے تھے) ایام تشریق (از ۱۰ ذی الحجہ تا ۱۳ ذی الحجہ) کا کوئی دن تھا۔ عمرو نے بلایا اور کہا کہ ناشتے کے لئے آؤ۔ انھوں نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔

انھوں نے کہا کہ یہ تمھارے لئے جائز نہیں اس لئے کہ یہ تو کھانے پینے کے دن ہیں۔ انھوں نے ان سے پوچھا کہ تم قرآن کیونکہ پڑھتے ہو، انھوں نے کہا کہ میں اسے ہر شب میں (پورا) پڑھتا ہوں، پوچھا کہ کیا تم اسے ہر دس دن میں نہیں پڑھتے انھوں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ قوی ہوں۔ انھوں نے کہا کہ اسے ہر چھ دن میں پڑھا کرو۔

جعفر بن المطلب سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص ایام منیٰ (از ۱۰ ارتا ۱۳ ارذ الحجہ) میں عمرو بن العاص کے پاس صبح کو گئے، انھوں نے ان کو دستر خوان پر بلایا۔ انھوں نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ دوبارہ بلایا تو انھوں نے اسی طرح کہا۔ سہ بارہ بلایا تو انھوں نے کہا، نہیں، سوائے اس کے کہ آپ نے اس کو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو۔ عمرو نے کہا کہ میں نے اسی کو (یعنی ان ایام میں روزہ افطار کرنے کو) رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اے عبداللہ بن عمرو تم کتنے دن میں قرآن پڑھتے ہو؟

عرض کی، ایک دن اور ایک رات میں۔

فرمایا، سوؤ اور نماز پڑھو، اور سوؤ اور اسے ہر مہینے میں پڑھو۔ میں برابر آپ سے بحث کرتا رہا اور آپ مجھ سے کمی کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ وہ روزے رکھو جو اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہیں، میرے بھائی داؤدؑ کے روزے، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن روزہ ترک کرو۔

راوی نے کہا کہ پھر عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی اجازت کا قبول کر لینا اس سے زیادہ پسند تھا کہ میرے لئے سرخ رنگ کے جانور ہوتے جن کے مرجانے پر میں صبر کرتا۔

خیثمہ سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص کے پاس گیا جو قرآن پڑھ رہے تھے۔ پوچھا کہ تم کیا چیز پڑھتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ میں اپنا وہ حصہ پڑھتا ہوں جو آج رات کی نماز میں پڑھوں گا۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن عمرو۔ تم فلاں شخص کے مثل نہ ہونا جو رات کو عبادت کرتے تھے، پھر انھوں نے رات کی عبادت ترک کر دی۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بدن پر دو سرخ چادریں دیکھیں تو فرمایا کہ یہ کپڑے تو کفار کے کپڑے ہیں۔ تم انھیں نہ پہنو۔

طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عمرو کے جسم پر دو سرخ چادریں دیکھیں تو پوچھا کہ کیا تمھاری ماں نے تمھیں اس کا حکم دیا ہے عرض کی یارسول اللہ میں انھیں دھلوا ڈالوں گا۔ فرمایا انھیں جلا ڈالو۔

راشد بن کریب سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو کو دیکھا کہ وہ حرقانی عمامہ باندھے ہوئے تھے اور ایک بالشت یا ایک بالشت سے کم لٹکائے ہوئے تھے۔ (یعنی پشت کی طرف)

عمرو بن عبداللہ بن شوبقع سے مروی ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے عبداللہ بن عمرو بن العاص کو دیکھا کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔

عریان بن الہیثم سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ یزید بن معاویہ کے پاس گیا تو ایک لانبا سرخ اور بڑے پیٹ والا شخص آیا۔ اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا والد نے پوچھا یہ کون ہیں تو کہا گیا کہ عبداللہ بن عمرو۔

عبدالرحمن بن ابی بکرہ سے مروی ہے کہ انھوں نے عبداللہ بن عمرو کا حلیہ بیان کیا کہ وہ سرخ بڑے پیٹ والے اور لانبے آدمی تھے مسلم مولائے بنی مخزوم سے مروی ہے کہ نابینا ہونے کے بعد بھی عبداللہ بن عمرو نے بیت اللہ کا طواف کیا۔

شریک بن ... سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو دیکھا کہ سریانی پڑھ سکتے تھے۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو المغلس سے جمع کو آتے تھے اور صبح کی نماز پڑھتے تھے، پھر چلے جاتے تھے اور طلوع آفتاب تک تسبیح وتکبیر پڑھتے، وسط حرم میں کھڑے ہوئے لوگ ان کے پاس بیٹھ جاتے۔ ایک روز انھوں نے کہا کہ میں اپنے اوپر صرف تین مقامات سے ڈرتا ہوں:

ا۔ خون عثمانؓ، عبداللہ بن صفوان نے کہا کہ اگر آپ ان کے قتل سے راضی تھے تو آپ ان کے خون میں شریک ہوگئے۔

۲۔ میں مال لیتا ہوں کہ آج شب کو قرض دونگا (یعنی خیرات کر دونگا گا) مگر وہ (مال) اپنی جگہ ہی میں صبح کرتا ہے، ابن صفوان نے کہا کہ (کیا) آپ ایسی آدمی ہیں کہ نفس کے بخل وحرص سے محفوظ نہیں ہیں۔

۳۔ انھوں نے کہا کہ تیسرے جنگ صفین۔

ابن ابی ملکیہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ میرے لئے اور صفین کے لئے کیا ہوگا۔ میرے لئے اور قتال مسلمین کے لئے کیا ہوگا۔ چاہتا تھا کہ اس سے دس سال پہلے مرجاتا۔ واللہ اس کے باوجود کہ نہ میں نے کوئی تلوار ماری نہ کوئی نیزہ مارا نہ کوئی تیر پھینکا۔ جن لوگوں نے ان کاموں میں سے کچھ نہ کیا ان میں کوئی آدمی مجھ سے زیادہ طاقتور نہ تھا۔

نافع نے کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا اور ایک یا دو منزل تک لوگوں کے پاس آئے تھے۔

زیاد بن سلامہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ یہ ستون ہوتا۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے جنگ میں اکثر رجز کے اشعار میں اپنی تلوار کو منظم کیا۔

طلحہ بن عبداللہ بن کریز الخزاعی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو جس وقت بیٹھتے تو قریش بولتے نہ تھے۔

ایک روز انھوں نے کہا کہ تم لوگ اس خلیفہ کے ساتھ کیونکہ ہوگے جو تمھارے اوپر بادشاہ ہوگا اور تم میں سے نہ ہوگا، ان لوگوں نے کہا اس اور قریش کہاں ہوں گے۔ انھوں نے کہا کہ انھیں تلوار فنا کر دیگی۔

سلیمان بن الربیع سے مروی ہے کہ میں حجاج اہل بصرہ کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ گیا۔ ہم لوگوں نے کہا کہ اگر اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کسی کو دیکھتے تو ان سے باتیں کرتے عبداللہ بن عمرو بن العاص کو بتایا گیا تو ہم انکی منزل میں آئے وہاں قریب تین سو سواریوں کے تھیں ہم لوگ نے کہا کہ کیا ان سب پر عبداللہ بن عمر نے حج کیا ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ وہ اور ان کے متعلقین اور ان کے احباب۔

ہم بہت اللہ گئے۔ وہاں ایک ایسے شخص ملے جن کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اور دو قطری چادروں کے درمیان تھے۔ سر پر عمامہ تھا اور بدن پر کرتہ نہ تھا۔ ہم لوگوں نے کہا کہ آپ عبداللہ بن عمرو ہیں اور آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور قیش کے ایک فرد ہیں۔ آپ نے کتاب اول پڑھی ہے ہمیں کوئی شخص جس سے ہم علم حاصل کریں آپ سے زیادہ پسند نہیں، لہٰذا ہم سے کوئی حدیث بیان کیجئے شاید اللہ ہمیں اس سے نفع دے۔

پوچھا تم لوگ کون ہو۔ ہم نے کہا کہ ہم اہل عراق ہیں، انھوں نے کہا کہ اہل عراق سے ایک قوم ہے جو خود بھی جھوٹ بولتے ہیں اور (دوسرے کو بھی) جھوٹا بناتے ہیں اور مسخرہ پن کرتے ہیں۔

ہم نے کہا کہ ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ جھوٹ بولیں اور جھوٹا بنائیں یا آپ سے تمسخر کریں، ہم سے کوئی حدیث بیان کیجئے شاید اللہ ہم کو اس سے نفع دے انھوں نے ا سے بنی قنطورہ بن کرکر کے بارے میں حدیث بیان کی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص اپنا خیمہ حل ریبیرون حرم میں نصب کرتے تھے اور مصلی حرم میں رکھتے تھے۔ کہا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ اس لئے کہ حرم میں احادیث (نئی بات اور بدعت کرنا) حل (بیرون حرم) میں کرنے سے زیادہ سخت ہے۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ اگر میں کسی شخص کو اس طرح شراب پیتے دیکھوں کہ مجھے سوائے اللہ کے کوئی نہ دیکھتا ہو تو اگر اس شخص کو قتل کرسکوں تو ضرور قتل کردوں۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ منتظم وبط نے (جو عمرو بن العاص کی جائداد کا نام تھا) وہبط کا بچا ہوا پانی فروخت کردیا تو اسے عبداللہ بن عمرو بن العاص نے واپس کردیا۔

عبدالرحمٰن بن اسلمانی سے مروی ہے کہ کعب الاحبار اور عبداللہ بن عمرو ملے، کعب نے پوچھا کہ کیا تم فال لیتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ، ہاں، پوچھا تم کیا کہتے ہو، انھوں نے کہا کہ میں کہتا ہوں، اے اللہ، سوائے تیرے عمل کے کوئی عمل نہیں، نہ سوائے تیری خیر کے کوئی خیر ہے، تیرے سوائی رب ہے اور نہ تیرے بغیر قوت اور (گناہ وشر سے) باز رہنا ہے انھوں نے کہا کہ تم عرب میں سے سب زیادہ فقیہ ہو، یہ کلمات جیسا کہ تم نے کہے ایسے ہی توریت میں لکھے ہوئے ہیں۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص کی وفات ۶۵ھ میں شام میں ہوئی، وہ اس زمانے میں بہتر سال کے تھے، انہوں نے ابوبکرؓ وعمرؓ سے روایت کی ہے۔

بنی جمح بن عمرو

سعید بن عامر بن حزیم .... ابن سلامان بن ربیعہ بن سعد بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب، ان کی والدہ اروی بنت ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف تھیں۔ سعد کی کوئی اولاد یا پس ماندہ نہیں تھا۔ پس ماندہ ان کے بھائی جمیل بن عامر بن حزیم کے تھے جن کی اولاد میں سعید بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن جمیل تھے جو لشکر مہدی میں بغداد کے والی القضاء (قاضی) تھے۔

سعید بن عامر خیبر سے پہلے اسلام لائے اور مدینہ کی طرف ہجرت کی رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب خیبر اور اس کے بعد مشاہد میں حاضر ہوئے ہمیں مدینہ میں ان کے کسی مکان کا علم نہیں۔

سعید بن عبدالرحمٰن الجمحی سے مروی ہے کہ جب عیاض بن غنم کی وفات ہوگئی تو عمر بن الخطابؓ نے سعید بن عامر بن حزیم کو ان کے عمل کا والی بنایا، حمص اور اس کے قریب شام کے علاقے پر (عامل) تھے (عمرؓ بن الخطاب نے) انھیں ایک فرمان لکھا جس میں انھیں اللہ سے ڈرنے کی اور اللہ کے کام میں کوشش کرنے کی اور اس کے حق کے ادا کرنے کی جو ان پر واجب ہے نصیحت کی تھی اور خراج مقرر کرنے اور رعیت کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دیا تھا، سعید بن عامر نے ان کے فرمان کے طریقے پر اسے قبول کیا۔

حجاج بن علاط...... (سے مروی ہے کہ)...... ہم لوگ ہرگز اسے قتل نہ کریں گے، تاوقتیکہ ہم اسے اہل مکہ کے پاس نہ بھیج دیں۔ راوی نے کہا کہ وہ لوگ مکہ پر چلائے اور کہا کہ تمھارے پاس خبر آ گئی ہے۔ میں نے کہا کہ اپنا مال اپنے قرض داروں کے پاس جمع کرنے پر تم لوگ میری مدد کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ آؤں اور قبل اس کے کہ اس مقام پر تجار پہنچیں میں محمد (ﷺ) اور ان اصحاب کے مال غنیمت میں سے کچھ حاصل کروں۔

(وہ لوگ کھڑے ہوئے اور میرے مال اس سے زیادہ عجلت کے ساتھ جمع کر دیا جتنا میں نے سنا اپنی بیوی کے پاس آیا جس کے پاس میرا مال تھا۔ اس سے کہا کہ میرا مال دے دو شاید میں خیبر پہنچ جاؤں اور تجار کے پہنچنے سے پہلے بذریعہ بیع کچھ حاصل کرلوں۔

عباسؓ بن عبدالمطلب نے سنا تو رنج سے انکی پیٹھ ٹوٹ گئی اور کھڑے نہ ہو سکے انھوں نے اپنے غلام کو بلایا جس کا نام ابوزبیبہ تھا۔ اس سے کہا کہ حجاج کے پاس جاؤ اور کہو کہ عباس تم سے کہتے ہیں کہ تم نے خوشخبری دی ہے وہ حق ہے تو اللہ اس سے بہت بزرگ و برتر ہے۔ غلام آیا، حجاج نے کہا کہ ابوالفضل سے کہو کہ اپنے کسی مکان میں مجھ سے تنہائی میں ملو کہ میں ظہر کے وقت تمھارے پاس کوئی ایسی خبر لاؤں جو تم پسند کرتے ہو۔ مجھے ظاہر نہ کرنا۔

وہ ظہر کے وقت ان کے پاس آئے اور اللہ کی قسم دی کہ تین تک ظاہر نہ کریں گے عباس نے وعدہ کرلیا انھوں نے کہا کہ میں اسلام لے آیا ہوں، میرا مال بیوی کے پاس تھا اور لوگوں پر میرا قرض تھا اگر انھیں میرا اسلام معلوم ہو جاتا تو مجھے کچھ ادا نہ کرتے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ آپ نے خیبر فتح کرلیا اور اس میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے حصے جاری ہو گئے۔ میں نے آپ کو اس حالت میں چھوڑا کہ آپ نے یحیی بن اخطب کی لڑکی سے شادی کرلی تھی۔ اور بنی ابی الحقیق کو قتل کر دیا تھا۔

حجاج اس روز شام کو روانہ ہو گئے، مدت گزر جانے کے بعد عباس اس طرح آئے کہ ان کے بدن پر ایک حلہ تھا، عطر لگائے ہوئے تھے، ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی وہ آئے اور حجاج بن علاط کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ اسے کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ حجاج کہاں ہیں انکی بیوی نے کہا کہ وہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کے مال غنیمت کے لئے گئے ہیں کہ اس میں سے خریدیں، عباس نے کہا کہ وہ شخص تمھارا شوہر نہیں ہے تاوقتیکہ تم اس کے دین کی پیروی نہ کرو۔ وہ اسلام لائے اور فتح خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے۔

حجاج مسجد میں آئے۔ قریش حجاج بن علاط کی خبر بیان کر رہے تھے عباس نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کی تم لوگ قسم کھاتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کرلیا۔ اور آپ کو اس حالت میں چھوڑا کہ آپ نے یحیی بن اخطب کی لڑکی سے شادی کرلی تھی اور ان کے گورے بھیڑیوں بنی ابی الحقیق کی گردنیں ماردیں جن کو تم نے خیبر و یثرب کے بنی النضیر کا سردار دیکھا ہے۔ اور حجاج اپنا وہ مال لے کے بھاگ گئے جو انکی بیوی کے پاس تھا۔

لوگوں نے پوچھا کہ تمھیں یہ خبر کس نے دی انھوں نے کہا کہ حجاج نے جو میرے دل میں سچے اور میرے سینے میں معتبر ہیں تم لوگ انکی بیوی کے پاس بھیجو (اور دریافت کرالو) ان لوگوں نے بھیجا تو معلوم ہوا کہ حجاج اپنا مال لے گئے اور جو کچھ عباس نے کہا تھا وہ سب ان لوگوں نے سچ پایا۔ مشرکین رنجیدہ ہوئے اور مسلمان خوش، قریش پانچ دن بھی نہ ٹھہرے تھے کہ ان کے پاس اس کے متعلق خبر آ گئی۔

یہ کل محمد بن عمر کی حدیث ہے جو انھوں نے اپنے ان راویوں سے روایت کی ہے جن سے انھوں نے غزوہ خیبر کو روایت کیا ہے۔

سعید بن عطا بن ابی مروان سے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جب غزوہ مکہ کا ارادہ کیا تو آپ نے حجاج بن علاط اور عرباض بن ساریہ السلمی کو (اطراف مدینہ میں) بھیجا کہ وہ لوگوں کو مدینہ آنے کا حکم دیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حجاج بن علاط نے ہجرت کی اور مدینہ میں بنی ابن زید میں سکونت اختیار کی۔ وہاں ایک مکان اور مسجد بنائی جوان کے نام سے مشہور ہے۔ وہی ابولنصر بن حجاج تھے انکی روایت حدیث بھی ہے۔

عباس بن مرداس

.... ابن ابی عامر بن حارثہ بن عبد بن عیسیٰ بن رفاعہ بن الحارث بن بہثہ بن سلیم، فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ اپنی قوم کے نوسو آدمیوں کے ہمرا گھوڑوں پر نیزوں اور مضبوط زرہوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

معاویہ بن جاہمہ بن عباس بن مرداس سے مروی ہے کہ عباس بن مرداس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اس وقت قدمبوس ہوا جب آپ وادی المشلل سے اتر کر مکہ جارہے تھے ہم لوگ آلات جنگ واسلحہ کے ساتھ تھے جو ہم پر ظاہر تھے اور گھوڑوں کی باگیں کھینچ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہم صف بستہ ہوگئے آپ کے پہلو میں ابوبکرؓ و عمرؓ تھے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عیینہ یہ بنوسلیم ہیں جو اس سامان وتیاری کے ساتھ آئے ہیں جو تم بھی دیکھتے ہو۔ عرض کی یا رسول اللہ ان کے پاس آپ کی داعی (بلانے والا) آیا اور میرے پاس نہیں آیا واللہ میرے ہم قوم بھی مستعد ہیں گھوڑوں اور ہتھیاروں کے ساتھ تیار ہیں۔ وہ لوگ شہسوار، مردان جنگی اور آنکھ کے حلقے میں تیر مارنے والے ہیں۔ عباس بن مرداس نے کہا کہ اے شخص بس کرو اللہ تم بھی جانتے ہو کہ ہم لوگ تم سے اور تمھاری قوم سے زیادہ گھوڑوں کی ننگی پیٹھ پر بیٹھنے والے نیزہ مارنے والے اور مشرق تلواریں چلانے والے ہیں۔

عیینہ نے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا اور دغا کی تم نے جو کچھ بیان کیا اس میں ہم لوگ تم سے بہتر ہیں جس کو تمام عرب جانتے ہیں نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے دونوں کی طرف اشارہ کیا تو خاموش ہو گئے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایام خیبر میں) عباس بن مرداس کو ان لوگوں کے برابر دیا جن کی تالیف قلوب منظور تھی آپ نے انھیں چار اونٹ دیئے تو اشعار میں نبی ﷺ سے شکایت کی:

کانت نھا اباتلا فیلتھا نوکری علی القوم بالاجرع

جنگ میں جو غنیمت حاصل ہوئی اسے میں نے حاصل کیا۔ اور ریگستان مین قوم پر میرے حملے نے (حاصل کیا۔)۔

وحثی الجنود لکی یدلجوا اذاھجع القوم لم اھجع

اور میرے لشکر کے برانگیختہ کرنے نے (حاصل کیا) تاکہ لوگ رات کے وقت چلیں، جس وقت رات کو قوم سوگئی میں نہیں سویا۔

فاصبح نهبی ونهب العبید بین عینیة والاقرع

میں نے تاخت و تاراج کرتے ہوئے صبح کی، جو غلام تھے وہ علاوہ عیینہ اقرع کے درمیان لوٹ رہے تھے۔

الا افائل اعطیتها عدید قوائمه الاربع

بایں ہمہ تاخت و تاراج میں نے اپنے لئے کچھ مال غنیمت حاصل نہ کیا بجز چند خوار و زبوں چوپایوں کے کہ (میرے کلاف مرضی) مجھے دیئے گئے۔

وما کان بدرولا حابس یفوقان مرداس فی المجمع

معرکہ میں مرداس پر نہ بدر کو فوقیت تھی نہ حابس کو۔

وقد کنت فی الحرب ذاتدرا فلم اعط شیناولم امنع

اور میں جنگ میں قوت و مدافعت والا ہوں، نہ مجھے کچھ دیا گیا اور نہ مجھ سے روکا گیا۔

وماکنت دون امری منهما ومن تضع الیوم لایرفع

اور میں ان دونوں آدمیوں (بدر و حابس) سے کم نہ تھا۔ اور جو آج گرا دیا گیا وہ اٹھ نہیں سکتا۔

ابوبکرؓ نے ان کے اشعار نبی ﷺ کے پاس پہنچائے نبی وا نے عباس سے کہا کہ تم نے اپنے اس شعر پر غور کیا ہے۔

اصبح نهبی ونهب العبید بین الاترع وعینیه

ابوبکرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ یہ شعر اس طرح نہیں ہے، فرمایا پھر کیونکر ہے، ابوبکر نے اسے اسی طرح پڑھا جس طرح عباس نے کہا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا برابر ہے، میں نے الاقرع سے شروع کیا یا عینیہ سے تمہیں مضر نہیں۔

ابوبکرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نہ شاعر ہیں نہ شعر کے روایت کرنے والے اور نہ آپ کے لئے مناسب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی زبان کاٹ دو، لوگ گھبرائے اور کہا کہ عباس کے متعلق مثلہ کرنے (اعضاء کاٹنے) کا حکم دیا گیا۔ آنحضرتؐ نے انھیں سو اونٹ دیئے اور کہا جاتا ہے کہ پچاس اونٹ دیئے۔

عروہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ایام خیبر میں ابوسفیان اور عینیہ اور الاقرع بن حابس کو جو دیا وہ دیا تو عباس بن مرداس نے (اشعار ذیل بطور شکایت) کہے:

اتجمل نهبی ونهب العبید بین عینیه والاقرع

(کیا آپ میرے تاخت و تاراج کو ان غلاموں کے برابر قرار دیں گے۔ جو عینیہ و اقرع کے درمیان لوٹ مار مچائے تھے۔

وقد کنت فی القوم ذاثروة فلم اعط شینا ولم امنع

(میں اپنی جماعت میں صاحب ثروت تھا۔ نہ مجھے کچھ ملا نہ کسی شے کو لینا چاہا تو اس سے باز رکھا گیا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ضرور ضرور تمھاری زبان کاٹوں گا اور بلالؓ سے (خفیہ طور پر) فرمایا کہ جب میں تمھیں یہ حکم دوں کہ انکی زبان کاٹ دو تو تم انھیں حلہ (جوڑا) دینا، فرمایا اے بلال انھیں لے جاؤ اور انکی زبان

کاٹ دو۔ بلالؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا کہ لے جائیں، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میری زبان کاٹی جائے گی، اے گروہ مہاجرین، کیا میری زبان کاٹی جائے گی، اے گروہ مہاجرین (فریاد) کیا میری زبان کاٹی جائے گی۔ انھیں بلال گھسیٹ رہے تھے، جب انھوں نے فریاد کی تو بلال نے کہا کہ مجھے آپ نے یہ حکم دیا ہے کہ تمھیں حلہ پہناؤں جس سے تمہاری زبان کاٹ دوں، وہ انھیں لے گئے اور حلہ دیا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عباس بن مرداس بن مرداس نے نہ مکہ میں سکونت کی نہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے اور اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے جاتے وادی بصرہ میں اترتے اور بصرے میں بہت آتے تھے، بصریوں نے ان سے روایت کی ہے۔ انکی بسماندہ اولاد دیدیہ۔ بصرہپ میں تھی، ایک تھی نایک جماعت بصرے میں آگئی تھی۔

جاہمہ بن العباس بن مرداس

...... اسلام لائے نبی ﷺ کی صحبت اختیار کی اور آپ سے احادیث روایت کیں معاویہ بن جاہمہ السلمی سے مروی ہے کہ جاہمہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ جہاد کروں، آپ کے پاس آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں، فرمایا تمہاری ماں (زندہ) ہیں عرض کی ہاں فرمایا انھیں کے ساتھ رہو۔ کے ساتھ رہو کیونکہ جنت ان کے قدم کے نیچے ہے، پھر دوبارہ اور سہ بارہ مختلف مجالس میں اسی کلام کے مثل (آپ نے فرمایا)

یزید بن الاخنس بن حبیب

.... ابن جرہ بن زعب بن مالک تم خفاف بن امری القیس بن بہثہ بن سہم، وہ ان معن بن یزید السلمی کے والد ہیں جن سے ابوالجویریہ نے روایت کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے اور میرے باپ دادا نے نبی ﷺ سے بیعت کی میں نے آپ سے شکایت کی تو آپ نے مجھے کامیاب کر دیا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے ان چار جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا یزید بن الاخنس کے لئے باندھا جو آپ نے بنی سلیم کے لئے باندھے تھے اس کے بعد یزید اور ان کی اولاد کوفے میں رہی معن بن یزید جنگ مرج راہط میں (جو شام میں ایک مقام ہے) حاضر تھے۔

ضحاک بن سفیان الحارث

...... ابن زائدہ بن عبداللہ بن حبیب بن مالک بن خفاف بن امری القیس بن بہثہ بن سلیم، اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔ فتح مکہ کے دن آپ نے ان کے لئے جھنڈا باندھا۔

عتبہ بن فرقد

... فرقد یربوعؓ بن حبیب بن مالک بن اسعد بن رفاعہ بن رالحارث بن بہثہ بن سلیم تھے، کوفے کے شریف تھے، ان لوگوں الفراقدہ کہا جاتا تھا۔

خفاف بن عمیر بن الحارث

...... ابن الشرید، ان کا نام عمرو بن رباح بن یقظہ بن عصیہ بن خفاف بن امری القیس بن بہثہ بن سلیم تھا، شاعر تھے اور وہی شخص ہیں جن کو خفاف بن ندبہ کہا جاتا ہے۔ ندبہ انکی والدہ تھیں جن کے نام سے وہ مشہور ہو گئے (ندبہ) الشیطان بن قنان کی بیٹی تھیں اور بنی حارث بن کعب میں سے قیدی تھیں۔ کہا

جاتا ہے کہ ندبہ سوداء کی لانڈی تھیں۔ خفاف فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر تھے اور بنی سلیم کا دوسرا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

ابی العوجاء السلمی ...... زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی الحجہ ۷ھ میں ابن ابی العوجاء السلمی کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ بنی سلیم کی جانب بھیجا قوم ان لوگوں پر غالب آ گئی اور شدید قتال کیا، مشکل روانہ ہوئے اور مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس یکم صفر ۸ھ کو پہنچے۔

ورد بن خالد بن حذیفہ ابن عمر بن خنف بن مازن بن مالک بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم، اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔ فتح مکہ کے دن آپ کے لشکر کے میمنہ پر تھے۔

ہوذہ بن الحارث بن عجرہ ...... ابن عبداللہ بن یقظ بن عصیہ بن خفاف بن امری القیس بن بہثہ ابن سلیم اسلام لائے اور فتح مکہ میں حاضر ہوئے، یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے اپنے چچازاد بھائی سے جھنڈے کے بارے میں جھگڑا کیا، اور عمر بن الخطابؓ کو کہتے تھے:

نقد دار ھذا الامر فی غیر اھلہ　　فابصر وی الامر ابن قد ید

(یہ امر (یعنی جھنڈے کا معاملہ) اس شخص میں گھوما جو اس کا اہل نہ تھا۔ لہٰذا اے والی امر دیکھو کہ تم کہاں کا قصد کرتے ہو۔)

عرباض بن ساریۃ السلمی ...... کنیت ابونجیح تھی حبیب بن عبید سے مروی ہے کہ عرباض بن ساریہ نے کہا کہ کاش لوگ یہ نہ کہتے ابونجیح (یعنی خود العرباض بن ساریہ) نے کہا، ابونجیح نے کیا۔

ابوحصین السلمی ...... جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابوحصین السلمی ان لوگوں کی کان میں سے سونا لائے اور اس سے انھوں نے وہ قرض ادا کیا جو ان پر تھا اور رسول اللہ ﷺ نے انکی طرف سے برداشت کر لیا تھا۔ ان کے پاس کبوتر کے انڈے کے برابر سونا بچ گیا تو اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسے وہاں خرچ کیجئے جہاں آپ کو اللہ بتائے یا جہاں آپ کی رائے ہو۔ وہ آپ کے پاس داہنی جانب سے آئے تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ بائیں جانب سے آئے تو منہ پھیر لیا، بعدہٗ آپ کے سامنے سے آئے رسول اللہ ﷺ نے سر جھکا لیا۔

پھر جب انھوں نے آپ کے پاس (آنے میں) کثرت کی تو آپ نے وہ سونا ان کے ہاتھ سے لے لیا اور اسی سے انھیں مارا کہ اگر لگ جاتا تو ضرور زخمی ہو جاتے رسول اللہ ﷺ انکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص اپنے مال کا قصد کرتا ہے، اسے خیرات کرتا ہے اس کے بعد بیٹھ کر لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ صدقہ تو صرف مالدار کی طرف سے ہے۔ اور (صدقہ دو تو) اپنے عیال سے شروع کرو۔

بنی اشجع بن ریث بن غطفان بن سعد بن قیس عیلان بن مضر

نعیم بن مسعود بن عامر......ابن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن حلاوہ بن سبیع بن بکر بن اشجع۔

عبداللہ بن عاصم الاشجع نے اپنے والد سے روایت کی کہ نعیم بن مسعود نے کہا کہ میں بنی قریظہ میں کعب بن اسد کے پاس آتا بہت دنوں تک ان کے پاس ٹھہر کر انھیں کا پانی پیتا اور کھانا کھاتا، وہ لوگ کھجوریں میری سواری پر لاد دیتے، میں اپنے متعلقین کے پاس لے آتا۔

جب احزاب (مختلف گروہ مشرکین) رسول اللہ ﷺ کی جانب روانہ ہوئے تو میں بھی اپنی قوم کے ساتھ چلا، میں اپنے اسی دین پر تھا اور رسول اللہ ﷺ بھی مجھ سے واقف تھے، پھر اللہ نے میرے قلب میں اسلام ڈال دیا۔ میں نے اسے اپنی قوم سے پوشیدہ رکھا۔

ایک دن میں روانہ ہوا، مغرب وعشاء کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آنحضرت نماز میں مشغول تھے، مجھے دیکھا تو بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اے نعیم تمھیں کیا چیز لائی، عرض کی میں آپ کی تصدیق کرنے آیا ہوں، اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہ حق ہے، یارسول اللہ ﷺ آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں، فرمایا کہ جہاں تک تم ان مشرکین کے گروہ کو ہم سے دفع کر سکتے ہو کرو، عرض کی یارسول اللہ میں بات بناؤں گا۔ فرمایا کہ جو تمھیں مناسب معلوم ہو بات بناؤ۔ تمھارے لئے حلال ہے۔

میں بنی قریظہ کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے ظاہر نہ کرنا، ان لوگوں نے کہا کہ ہم (عمل) کریں گے، میں نے کہا کہ قریش اور غطفان نے محمد علیہ السلام کے مقابلے سے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اگر وہ لوگ (حملے وغیرہ کی) فرصت پا گئے تو اسے مال غنیمت سمجھیں گے ورنہ اپنے اپنے شہروں کو چلے جائیں گے۔ لہٰذا تم لوگ انکی ہمراہی میں قتال نہ کرو تاوقتیکہ ان سے ضمانت نہ لے لو لوگوں نے کہا کہ تم نے ہمیں عقل کا اور ہمارے ساتھ خیر خواہی کا مشورہ دیا۔

نعیم سفیان بن حرب کے پاس آئے اور کہا کہ میں تمھارے پاس خیر خواہی لایا ہوں۔ لہٰذا مجھے ظاہر نہ کرنا، اس نے کہا کہ میں (عمل) کرونگا۔ انھوں نے کہا تم جانتے ہو کہ قریظہ نے جو کچھ اپنے اور محمد علیہ السلام کے ساتھ کیا ہے اس پر نادم ہیں اور اسکی اصلاح اور اس سے واپس ہونا چاہتے ہیں۔ میرے سامنے انھوں نے آپ کے پاس کہلایا کہ ہم لوگ قریش اور غطفان کے ستر اشراف لے کے آپ کے سپرد کر دیں گے تاکہ آپ انکی گردن ماردیں ہم لوگ قریش اور غطفان کے مقابلے پر آپ کے ساتھ ہونگے اور انھیں آپ کے مقابلہ سے واپس کر دیں گے آپ ہمارے اس بازو کو جس کو آپ نے ان لوگوں کے شہروں کی طرف توڑ دیا یعنی بنی النضیر کو واپس کر دیں گے اس لئے اگر وہ لوگ تم سے ضمانت منگا بھیجیں تو کسی کو ان کے حوالے نہ کرنا اور ان سے ڈرنا۔

نعیم غطفان کے پاس آئے ان سے بھی وہی کہا جو قریش سے کہا تھا وہ انھیں میں کے ایک فرد تھے اس لئے ان لوگوں نے ان کی تصدیق کی۔

بنی قریظہ نے قریش سے کہلا بھیجا کہ ہم لوگ تمھارے ہمراہ محمد ﷺ سے قتال نہ کریں گے تاوقتیکہ ہمیں

اپنے میں سے ضمانت نہ دو جو ہمارے پاس رہیں۔

کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ تم لوگ بھاگ جاؤ گے اور ہمیں اور محمد کو چھوڑ جاؤ گے، ابوسفیان نے کہا کہ یہ وہی بات ہے جو نعیم نے کہی تھی، ان لوگوں نے بنی غطفان کے پاس بھی اسی طرح کہلا بھیجا جس طرح قریش کے پاس کہلا بھیجا تھا اور ان سے بھی اسی طرح کہا، غطفان وقریش نے کہا کہ ہم لوگ تم کو کوئی ضمانت نہ دیں گے البتہ تم نکلو اور ہمارے ہمراہ قتال کرو۔

یہود (بنی قریظہ) نے کہا کہ ہم لوگ توریت کی قسم کھاتے ہیں وہ خبر جو نعیم نے بیان کی سچ ہے، قریش و غطفان بھی کہنے لگے کہ خبر وہی (درست) ہے جو نعیم نے بیان کی یہ لوگ ان لوگوں کی مدد سے مایوس ہو گئے، ان کا کام مختلف ہو گیا اور سب جدا جدا ہو گئے۔

نعیم کہا کرتے تھے کہ میں نے احزاب (مختلف گروہ کفار) کے درمیان ترک جنگ کی تدبیر کی، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ ہر طرح سے متفرق ہو گئے اور میں رسول اللہ ﷺ کے راز پر آپ کا امین ہوں، اس کے بعد وہ صحیح الاسلام رہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد نعیم بن مسعود نے ہجرت کی اور مدینہ میں سکونت اختیار کی، انکی اولاد بھی وہیں تھی، رسول اللہ ﷺ جہاد کرتے تو وہ آپ کے ہمرکاب رہتے، رسول اللہ ﷺ نے جب روانگی تبوک کا قصد فرمایا تو انھیں انکی قوم کے پاس بھیجا کہ دشمن کے جہاد کے لئے ان کے ساتھ چلیں۔

سعید بن عطاء بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے نعیم بن مسعود ومعقل بن سنان کو قبیلہ کی جانب بھیج کر ان لوگوں کو غزوہ مکہ کے لئے مدینہ حاضر ہونے کا حکم دیا تھا۔

خلف بن خلیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس وقت نعیم ابن مسعود کی وفات ہوئی (تو ان کے منہ میں کیلیں تھیں) رسول اللہ ﷺ نے اپنے منہ سے نعیم بن مسعود کی کیلیں نکالیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ حدیث وہم ہے۔ نعیم بن مسعود کی وفات رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہیں ہوئی۔ وہ عثمان بن عفانؓ کے زمانے تک زندہ ہے۔

مسعود بن رخیلہ بن عائذ...... ابن مالک بن حبیب بن نبیح بن ثعلبہ بن قنفذ بن خلادہ بن مسعود بن ابی بکر بن اشجع یوم احزاب (غزوہ خندق) میں قبیلہ اشجع کے سردار تھے جو مشرکین کے ساتھ تھے اس کے بعد وہ اسلام لے آئے، ان کا اسلام بہت اچھا تھا۔

حسیل بن نویرۃ الاشجعی...... غزوہ خیبر میں نبی ﷺ کے رہبر تھے۔ یہ وہی شخص تھے کہ الجناب سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی کہ غطفان کی ایک جماعت الجناب میں ہے رسول اللہ ﷺ نے اس وقت بشر بن سعد کو بطور مہ یہ الجناب بھیجا ہمراہ تین سو مسلمان تھے، ان لوگوں نے برکت وخیریت کے ساتھ مقابلہ کیا۔

عبداللہ بن نعیم الاشجعی...... غزوہ خیبر میں حسیل بن نویرہ کے ساتھ یہ بھی نبی ﷺ کے رہبر تھے۔

عوف بن مالک الاشجعی...... ابوسنان نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے ابوالدرداء اور عوف بن مالک الاشجعی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عوف بن مالک مسلمان ہو کر خیبر میں حاضر ہوئے، فتح مکہ کے دن اشجع کا جھنڈا عوف بن مالک کے پاس تھا۔

مکحول سے مروی ہے کہ عوف بن مالک الاشجعی سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے تو عمرؓ نے ان کے ہاتھ پر مارا اور کہا کہ کیا تم سونا پہنتے ہو، انھوں نے اسے پھینک دیا، عمرؓ نے کہا کہ ہمیں تمھیں تکلف دی اور تمھاری انگوٹھی ضائع کر دی دوسرے دن لوہے کی پہنے ہوئے آئے تو کہا یہ اہل دوزخ کا زیور ہے۔ تیسرے دن چاندی کی انگوٹھی پہنے ہوئے آئے تو وہ ان سے خاموش رہے۔

جاریہ بن حمیل بن نشبہ...... ابن قرط مرہ بن نصر بن دہمان بن یصار بن سبیع بن بکر بن اشجع، زمانہ قدیم میں اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے بیان کیا کہ جاریہ بن محمد حمیل نبی ﷺ کے ہمرکاب بدر میں شریک تھے۔ یہ بات ان کے سوا علماء میں سے کسی نے بیان نہیں کی اور نہ یہ ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

عامر بن الاضبط الاشجعی...... عبدالرحمن بن ابی حدرد الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ابوقتادۃ الانصاری کے ساتھ بطن اضم روانہ کیا تو عامر بن الاضبط الاشجعی ہمارے پاس سے گزرے اور ہمیں اسلامی طریقے سے سلام کیا، ہم لوگ تو ان سے باز رہے لیکن محلم بن جثامہ جو ہمارے ساتھ تھے حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا اور ان کا اونٹ اور اسباب اور دودھ کا برتن چھین لیا۔

ہم لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہمارے بارے میں قرآن نازل ہوا، **یا ایھا الذی آمنو اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبیوا ولاتقولوا لمن القی السلام لست مومنا الی آخر الایة**. (اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو ہوشیار رہا کرو جو شخص تمھیں سلام کہے اسے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ آخر آیت تک)

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ ہم نے محلم بن جثامہ کا قصہ سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن الاضبط کے بدلے انھیں مقید کرنے کا ارادہ فرمایا تھا، عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس کی حنین میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کی گفتگو کا واقعہ بھی سنا تھا اور اس کے بعد یہ بھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے خوں بہا میں پچاس اونٹ فوراً ادا کرنا مناسب سمجھا اور پچاس اونٹ اس وقت کہ جب ہم لوگ مدینہ واپس ہوں گے رسول اللہ ﷺ محلم بن جثامہ کے قصہ میں برابر اس قوم کا ساتھ دیتے رہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے خوں بہا کر قبول کیا۔

معقل بن سنان بن مظہر...... ابن عمرکی بن ذبیان بن سبیع بن بکر بن اشجع، یوم الفتح میں رسول اللہ ﷺ

کے ہمرکاب تھے اور یوم الحرہ تک زندہ رہے۔

عبدالرحمٰن بن عثمان بن زیان الاشجعی نے اپنے والد سے روایت کی کہ معقل بن سنان نے نبی ﷺ کی صحبت پائی اور فتح مکہ میں اپنی قوم کا جھنڈا لئے تھے وہ خوش مزاج جوان تھے اور اس کے بعد بھی زندہ رہے انھیں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے، جو مدینہ کی امارت پر تھا یزید بن کی بیعت کے لئے بھیجا۔

معقل بن سنان تھا اہل مدینہ کے ایک وفد کے ساتھ شام آئے اور وہ مسلم بن عقبہ جس کا عرف مسرف تھا یکجا ہوئے معقل بن سنان نے مسرف سے جس نے انھیں مانوس کرلیا تھا۔ یہاں تک کہ باتیں کیں کہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا ذکر کیا، اور کہا کہ میں بمجبوری اس شخص کیم بیعت کے لئے نکلا ہوں۔ میرا اس کی طرف روانہ ہونا بھی مقدرات میں تھا جوایسا آدمی ہے کہ شراب پیتا ہے اور محرمات سے نکاح کرتا ہے۔

معقل نے یزید کو برا بھلا کہا، اور بڑا بڑا کہتے رہے، پھر مسرف سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ باتیں تمھیں تک رہیں۔ مسرف نے کہا کہ میں آج تو اس کو امیر المومنین سے بیان نہ کروں گا، لیکن اللہ کے لئے یہ مجھ پر عہد ومیثاق ہے کہ میرے ہاتھوں کو جب تم پر قابو ہوگا اور مجھے تم پر مقدرت ہوگی تو میں اس امر میں جس میں تم ہو تمھاری آنکھیں پھوڑ دونگا۔

مسرف مدینہ آیا تو اس نے جنگ حرہ میں جس روز معقل کو گرفتار کر کے اس کے پاس لایا گیا۔ اس نے کہا کہ اے معقل بن سنان کیا تم پیاسے ہو؟ انھوں نے کہا ہاں، اللہ امیر کی اصلاح کرے، اس نے کہا کہ ان کے لئے بادام کا شربت بناؤ، لوگوں نے شربت بنایا، انھوں نے پیا تو مسرف نے ان سے پوچھا کہ تم نے پی لیا اور سیراب ہوگئے انھوں نے کہا کہ ہاں۔

مسرف مخرج کی طرف مخاطب ہوا اور کہا اور کہا کہ مجھے اس (شربت) سے ذلیل نہ کر، اٹھ اور معقل کی گردن ماردے، پھر اس نے کہا کہ تو بیٹھ جا۔ نوفل بن مساحق سے کہا کہ تو کھڑا ہو اور انکی گردن ماردے، اٹھ کر ان کے پاس گیا اور گردن ماردی۔

مسرف معقل کی لاش کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ واللہ اس کلام کے بعد جو میں نے تم سے سنا تھا تم کو چھوڑ نے والا نہ تھا۔ تم نے اپنے امام (یزید) پر طعنہ زنی کی تھی (کہ اسے شراب خوار وزانی کہہ دیا تھا) اس نے انھیں جرأت کے ساتھ قتل کردیا، واقعہ حرہ ذی الحجہ ۶۲ھ میں ہوا تھا۔ شاعر نے کہا کہ:

الاتلکم الانصار تغی سراتھا　　　واشجع تغی معقل بن سنان

(آگاہ ہو کہ تم انصار کی ایک جماعت اپنی جماعت کی خبر مرگ دیتے ہو۔ اور اشجع معقل بن سنان کی خبر مرگ دیتے ہیں)

ابوثعلبہ الاشجعی……ابی ثعلبہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ اسلام میں میرے دو بچے مرے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے اسلام میں دو بچے مریں گے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں پر کمال رحمت کی وجہ سے اس شخص کو بھی جنت میں داخل کرے گا۔

ابو مالک الاشجعی...... ابی مالک الاشجعی نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑی خیانت گز زمین کی ہے کہ تم دو شخصوں کو باوجود دونوں زمین یا مکان میں ہمسایہ ہوں ان میں سے ایک شخص اپنے بھائی کے حصے میں سے ایک گز زمین لیلے تو قیامت کے دن اس کے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق ڈالا جائیگا۔

ثقیف کی شاخ قسی بن منبہ بن بکر ابن سوزان بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس ابن اعلان بن مضر

مغیرۃ بن شعبہ بن ابی عامر...... ابن مسعود بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف ابن ثقیف، انکی والدہ اسماء بنت الافقم بن ابی عمرو ظویلم بن جعیل بن عمرو بن دہمان بن نصر تھیں، مغیرہ بن شعبہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی انھیں مغیرۃ الرائے (رائے کو برانگیختہ کرنے والا) کہا جاتا تھا۔ وہ ایسے عاقل تھے کہ جب دو باتیں ان کے دل میں کھٹکتی تھیں تو ضرور کسی ایک میں راہ پالیتے تھے۔

محمد بن یعقوب بن عتبہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ ہم لوگ عرب کی وہ قوم تھے جو اپنے دین کو مضبوط پکڑے تھے ہم لوگ لات (بت) کے خدام تھے اپنے متعلق میری رائے یہ تھی کہ اگر میں اپنی قوم کو دیکھو کہ وہ اسلام لے آئے تو میں انکی پیروی نہ کروں گا۔

بنی مالک کے ایک گروہ نے مقوقس (بادشاہ مصر) کے پاس (بطور وفد) جانے کا ارادہ کیا، انھوں نے اس کے لئے ہدایا وتحائف جمع کئے میں نے بھی ان لوگوں کے ساتھ جانے پر اتفاق کیا اور اپنے چچا عروہ ابن مسعود سے مشورہ کیا، انھوں نے مجھے منع کیا اور کہا کہ تمھارے ساتھ تمھارے والد کی اولاد میں سے کوئی نہیں، لیکن میں نے سوائے روانگی کے انکار کیا۔

میں نے ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گیا، ان کے حلیفوں میں سوائے میرے کوئی نہ تھا ہم لوگ اسکندریہ میں داخل ہوئے، مقوقس دریا پر ایک سایہ دار مجلس میں تھا میں کشتی میں سوار ہو کر اس کی مجلس کے سامنے گیا۔

اس نے میری طرف دیکھا اور مجھ سے اندیشہ کیا، ایک شخص کو حکم دیا کہ دریافت کرے کہ میں کون ہوں اور کیا چاہتا ہوں، اس نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے اسے اپنا کام اور اس کے پاس اپنا آنا بتایا۔ ہمارے متعلق حکم دیا کہ کنیسہ میں اتارے جائیں اور ہماری مہمان داری کی جائے۔

اس نے ہمیں بلایا تو اس کے پاس گئے بنی مالک کے رئیس کی طرف دیکھا اسے اپنے قریب کیا اور اپنے پاس بٹھایا، دریافت کیا کہ کیا ساری قوم بنی مالک میں سے ہے اس نے کہا کہ ہاں سوائے ایک شخص کے جو حلیفوں میں سے ہے اس نے میرا تعارف کرایا اس میں نزدیک قوم بھر میں سب سے ذلیل تھا۔

ان لوگوں نے اپنے ہدایا اس کے آگے رکھے وہ خوش ہوا اور ان لینے کا حکم دیا جس میں بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ میرے ساتھ بخل کیا، مجھے اس قدر تھوڑی دی جو قابل ذکر نہیں۔

ہم لوگ روانہ ہوئے بنی مالکی اپنے متعلقین کے لئے ہدایا خریدنے لگے وہ لوگ سردار تھے کسی نے بھی میرے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں کی۔ وہ لوگ روانہ ہوئے اپنے ساتھ شراب لے لی تھی، وہ بھی پیتے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ پیتا تھا۔

میرا دل انکار کرتا تھا اور کسی طرح راجی نہ ہوتا تھا۔ لوگ بادشاہ کے عطا کردہ تحف وہدایا لئے ہوئے طائف جارہے تھے اور اس نے میرے ساتھ جو بخل کیا اور میری توہین کی اس کی خبر میری قوم کو ہوگئی میں نے ان لوگوں کے قتل کا عزم کرلیا۔

میں بساق میں مریض بن گیا۔ سر میں پٹی باندھ لی، لوگوں نے پوچھا کہ تمھیں کیا ہوا۔

میں نے کہا کہ دردسر ہے انھوں نے اپنی شراب رکھی اور مجھے بلایا تو میں نے کہا کہ میرے سر میں درد ہے لیکن میں بیٹھوں گا اور تم لوگوں کو پلاؤں گا، ان لوگوں نے انکار نہ کیا، میں بیٹھ کر انھیں پلانے لگا، پیالے پر پیالہ پلاتا تھا۔

جب درد چلا اور شراب کی خواہش ہوئی، میں خالص شراب دینے لگا، لوگ پی رہے تھے اور جانتے نہ تھے، شراب نے انھیں مدہوش کردیا اور اس طرح سو گئے کہ عقل جاتی رہی میں نے حملہ کر کے سب کو قتل کردیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا لے لیا۔

نبی ﷺ کی خدمت حاضر ہوا۔ آپ کو اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا پایا، میں سفری لباس میں تھا آپ کو اسلامی سلام کیا تو آپ نے ابوبکر بن ابی قحافہ کی طرف دیکھا۔ جو مجھے پہچانتے تھے، فرمایا میرے بھائی عروہ کے بیٹے ہو۔ عرض کی جی ہاں میں آیا ہوں کہ شہادت دوں، لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے تمھیں اسلام کے لئے ہدایت کی ابوبکر نے کہا کہ کیا تم لوگ مصر سے آئے ہو؟ میں نے کہا ہاں، پوچھا کہ وہ مالکی کہاں گئے جو تمھارے ساتھ تھے۔

میں نے کہا کہ میرے اور ان کے درمیان بعض وہ امور ہوئے ہیں جو عرب کے درمیان ہوتے ہیں ہم لوگ دین شرک پر تھے میں نے انھیں قتل کر کے سامان لے لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا ہوں کہ آپ خمس لے لیں جا جورائے آپ کی ہو۔ یہ تو مشرکین کی غنیمت ہے اور میں مسلم ہوں۔ محمد ﷺ کی تصدیق کرتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمھارا اسلام تو میں نے قبول کرلیا لیکن ان لوگوں کے مال میں سے کچھ نہ لونگا اور اس نے اسکا خمس لونگا، اس لئے کہ یہ عہدی ہے اور بدعہدی میں کوئی خیر نہیں۔

مجھے قریب وبعید کے اندیشے دامن گیر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ! میں نے تو اس حالت میں انھیں قتل کیا کہ اپنی قوم کے دین پر تھا جب آپ کے پاس آیا تو اسلام لایا فرمایا کہ اسلام اپنے ماقبل کے گناہ مٹادیتا ہے انھوں نے کہا کہ ان لوگوں میں سے قتل کئے گئے.....

عمران بن الحصین

عمران بن الحصین...... عمران بن الحصین سے مروی ہے کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی ہے میں نے اپنا خاص وضو اس ہاتھ سے نہیں چھوا۔

حکم بن الاعرج سے مروی ہے کہ عبید اللہ بن زید نے عمران بن الحصین کو قاجی بنایا دو شخصوں نے ان کے پاس اپنا مقدمہ پیش کیا۔ جن میں سے ایک خلاف شہادت قائم ہوگئی اور انھوں نے اس کے خلاف فیصلہ کردیا۔ اس

شخص نے کہا کہ آپ نے بغیر غور کئے میرے خلاف فیصلہ کردیا، واللہ یہ فیصلہ باطل ہے انھوں نے کہا کہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اٹھے اور عبید اللہ بن زیاد کے پاس گئے اس سے کہا کہ مجھے عہدہ قضا سے معزول کردو، اس نے کہا اے ابونجید ذرا ٹھہرو، انھوں نے کہا نہیں، قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں جب تک اللہ کی عبادت کروں گا دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہیں کرونگا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ بصرے سے اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک بھی ایسا نہیں آیا جسے عمران بن الحصین پر فضیلت دی جاتی۔

مطرف سے مروی ہے کہ میں عمران بن حصین کے ساتھ کوفے سے بصرہ روانہ ہوا، کوئی دن ایسا نہیں آیا کہ وہ ہمیں ایک شعر نہ سناتے ہوں، اور کہتے تھے کہ تمھارے لئے ان کلمات میں کذب سے بچنے کا راستہ ہے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عمران بن حصین نے کہا، مجھے پسند تھا کہ وہ راکھ ہوتا جسے ہوائیں اڑاتی ہیں۔

حجیر بن الربیع سے مروی ہے کہ عمران بن حصین نے انھیں بنی عدی کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم ان سب کے پاس جاؤ جو مسجد میں ہوں۔ یہ عصر کا وقت تھا، پھر تم کھڑے ہو جانا۔

حجیر کھڑے ہوگئے اور کہا کہ مجھے تمھارے پاس رسول اللہ ﷺ کے صحابی عمران بن حصین نے بھیجا ہے جو تمھیں اسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہیں اور خبر دیتے ہیں کہ میں تم لوگوں کا خیر خواہ ہوں۔ وہ اس اللہ کی قسم کھاتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ایک ایسا نکٹا حبشی غلام ہونا جسے پہاڑ کی چوٹی پر دودھ والی بھیڑیں چراتے چراتے موت آجاتی ہے۔ اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ کسی ایک فریق پر بھی تیراندازی کریں خواہ وہ صحیح راستے پر ہو یا غلط راستے پر لہٰذا تم لوگ بھی میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں باز رہو۔

قوم نے اپنے سر اٹھائے اور کہا کہ اے غلام اپنی طرف سے ہمیں چھوڑ دے۔ واللہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے میل کچیل کو بھی کسی شے کے عوض کبھی نہ چھوڑیں وہ۔۔۔ ۔۔۔لوگ یوم الجمل میں صبح کو گئے واللہ بہت سے لوگ اس روز عائشہؓ کے گرد قتل ہوئے جن میں ستر حافظ قرآن تھے اور جو حافظ قرآن نہ تھے اس سے بھی بہت تھے۔

ابی قتادہ سے مروی ہے کہ مجھ سے عمران بن حصین نے کہا کہ تم اپنی مسجد ہی میں رہو میں نے کہا کہ اگر لوگ میرے پاس گھس آئیں، تو انھوں نے کہا کہ پھر اپنے گھر میں رہو، پوچھا اگر لوگ میرے گھر میں گھس آئیں، عمران بن حصین نے کہا کہ اگر کوئی شخص میرے گھر میں گھس آئے اور وہ میری جان اور مال کا خواہاں ہو تو میری رائے میں میرے لئے اس کا قتال حلال ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ تیس سال تک عمران بن حصین کو مرض استسقاء رہا جس میں ہر سال داغنے کو ان سے کہا جاتا تھا مگر وہ ان سے انکار کرتے رہے یہاں تک کہ وفات سے دو سال قبل داغ لیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمران بن حصین سے ملائکہ مصافحہ کرتے تھے لیکن انھوں نے جب داغ لیا تو کنارہ کش ہوگئے۔

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ ہم نے داغ لیا مگر داغ لینے کی سلائیاں نہ مفید ہوئیں نہ کامیاب۔

حسن سے مروی ہے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ ہم نے داغ لیا مگر وہ (سلائیاں) نہ مفید ہوئیں نہ کامیاب۔

لاحق بن عبید سے مروی ہے کہ عمران بن حصین داغنے سے منع کرتے تھے وہ مبتلا ہوئے تو داغ لیا۔ چلاتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے آگ کی سلائی سے داغا گیا جس نے نہ تکلیف سے نجات دی نہ مرض سے شفا۔

مطرف سے مروی ہے کہ مجھ سے عمران بن حصین نے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ ملائکہ کی طرف سے مجھے سلام کیا جاتا ہے۔ جب مجھے داغ گیا تو سلام کرنا بند ہوگیا، پوچھا آپ کے سر کی جانب سے سلام کی آواز آتی تھی یا پاؤں کی طرف سے، انھوں نے کہا کہ سر کی طرف سے، میں نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ بغیر اس کے دوبارہ آئے آپ کی وفات ہوگی جب اس کے بعد کا زمانہ ہوا تو انھوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کرنا میرے لئے دوبارہ آگیا، وہ بہت ہی کم زندہ رہے کہ وفات ہوگئی۔

مطرب بن عبداللہ بن الشخیر سے مروی ہے کہ مجھ سے عمران بن حصین نے کہا کہ جو چیز مجھ سے بند ہوگئی تھی وہ لوٹ آئی یعنی ملائکہ کا سلام کرنا۔ راوی نے کہا کہ انھوں نے مجھ سے کہا، میری اس بات کو پوشیدہ رکھنا۔

مطرف سے مروی ہے کہ بیماری میں عمران بن حصین نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ مجھے ملائکہ سلام کرتے ہیں، اگر میں زندہ رہوں تو میری بات پوشیدہ رکھنا اور اگر مرجاؤں تو تمھارا جی چاہے تو اسے بیان کردینا۔ مطرف سے مروی ہے کہ عمران بن حصین کو (ملائکہ کی طرف سے) سلام کیا جاتا تھا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے اس وقت تک سلام کو نہ پایا جب تک کہ مجھ آگ سے داغنے کا اثر نہ چلا گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کہاں سے سلام سنتے ہیں انھوں نے کہا کہ گھر کے اطراف سے میں نے کہا کہ اگر آپ کو سر کی جانب سے سلام کیا جائے گا تو وہ آپ کی موت کے قریب ہوگا۔ انھوں نے اپنے سر کے پاس سلام کرنے کی آواز سنی۔ مگر میں نے اسے محض اپنی رائے سے کہا تھا جو ان کے وقت وفات کے موافق ہوگیا۔

مطرف بن عبداللہ بن الشخیر ی سے مروی ہے کہ مجھے عمران بن حصین نے اپنے مرض وفات میں بلا بھیجا اور کہا کہ تم میں سے احادیث بیان کرتا تھا۔ شاید میرے بعد اللہ تمھیں ان سے نفع دے اگر میں زندہ رہوں تو میری بات پوشیدہ رکھنا اور اگر مرجاؤں تو اگر تم چاہو تو اسے .... بیان کردینا کہ (مجھے ملائکہ کیجانب سے) سلام کیا جاتا ہے۔ جان لو کہ نبی ﷺ نے (ایک ہی سفر میں) حج وعمرہ کو جمع کیا ہے اس کے بارے میں نہ قرآن نازل ہوا اور نہ اس سے نبیؐ کو روکا گیا جس کے بارے میں کسی نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

مطرف سے مروی ہے کہ میں نے عمران بن حصین سے کہا کہ مجھے آپ کی عیادت سے صرف یہی چیز روکتی ہے کہ میں آپ کا حال دیکھتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ ترک عیادت نہ کرو مجھے بھی سب سے زیدہ (اپنا) وہی حال پسند ہے جو اللہ کو زیادہ پسند ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ عمران بن حسین کو نہایت سخت بیماری ہوئی۔ لوگ اسی کی وجہ سے انکی عیادت کو آنے لگے۔ آنے والے نے ان سے کہا کہ ہمیں صرف یہی امر روکتا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ آپ کے پاس آنے والوں کو دیکھتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ایسا نہ کرو کیوں کہ مجھے بھی وہی حال زیادہ پسند ہے جو اللہ کو زیادہ پسند ہے۔

حفص بن النفر السلمی نے اپنی والدہ جو عمران بن حصین کی بیٹی تھیں روایت کی کہ عمران بن حصین کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے میرے عمامے سے تابوت پر باندھ دینا پھر جب دفن کرکے پلٹنا تو اونٹ ذبح کرکے کھلانا۔

ابی رجاء العطاری سے مروی ہے کہ عمران بن حصین ہم لوگوں کے پاس آئے۔ وہ ایک ایسی دھاری دار سوت اور ریشم ملی ہوئی چادر اوڑھے تھے کہ ہم نے نہ پہلے ان کے بدن پر دیکھی تھی نہ بعد کو۔ پھر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو کوئی نعمت دیتا ہے تو چاہتا ہے کہ اس کی نعمت کا اثر اس کے بندے پر دیکھا جائے۔

ابوعمران الجونی سے مروی ہے کہ انھوں نے عمران بن حصین کے بدن پر دھاری دار سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے کی چادر دیکھی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمران بن حصین سوت ریشم ملا ہوا کپڑا استعمال کرتے تھے۔

ہلال بن یساف سے مروی ہے کہ میں بصرے آیا مسجد میں گیا تو سفید سر اور داڑھی والے شیخ کو دیکھا کہ ایک حلقے میں ستون سے تکیہ لگائے ہوئے لوگوں سے باتیں کر رہے تھے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ عمران بن حصینؓ۔

محمد بن عمرو غیرہ نے کہا کہ عمران بن حصین نے ابوبکر و عمر سے روایت کی ہے۔ انکی وفات زیاد بن ابی سفیان کی وفات سے ایک سال پہلے ہوئی۔ زیاد کی وفات معاویہؓ بن ابی سفیان کی خلافت ۵۳ھ میں ہوئی۔

اکثم بن ابی الجون

اکثم بن ابی الجون...... وہ عبدالعزیٰ بن منقذ بن ربیعہ بن اصرام بن عنیس بن حرام بن حبشہ بن کعب بن عمرو تھے، یہ وہی شخص ہیں جن کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے دجال پیش کیا گیا جو سیاہ گھونگر والے بالوں کا تھا جس شخص کو سب سے زیادہ اس کے مشابہ دیکھا وہ اکثم بن ابی الجون ہیں، اکثم نے عرض کی یا رسول اللہ! جو میری اس کے ساتھ مشابہت مجھے مضر ہوگی، فرمایا نہیں تم مسلم ہو، وہ کافر ہے۔

سلیمان بن صرد بن الجون

سلیمان بن صرد بن الجون...... ابن ابی الجون اور وہ عبدالعزیٰ بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن عنیس بن حرام بن حبشیہ بن کعب بن عمرو تھے، کنیت ابومطرف تھی، اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔

نام یسار تھا سلیمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے سلیمان رکھا۔ عمر بہت زیادہ تھا اور اپنی قوم میں بھی شرف حاصل تھا، نبی ﷺ کی وفات ہوگئی تو مدینہ سے چلے گئے، کوفے میں جب مسلمان اترے تو وہ بھی وہاں جا بسے، علیؓ بن ابی طالب علیہ السلام کے ہمراہ جنگ جمل و صفین میں شریک ہوئے۔

سلیمان ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے حسینؓ بن علیؓ کو کوفے آنے کی دعوت دی، لیکن جب وہاں آئے تو وہ ان سے الگ رہے اور ان کے ہمراہ جنگ میں شریک نہ ہوئے، وہ بہت شکی اور انتظار کرنے والے آدمی تھے، حسینؓ شہید ہوگئے تو وہ اور مسیب بن نجبۃ الفزاری اور وہ تمام لوگ جنھوں نے حسینؓ کی مدد ترک کی اور ان کے ساتھ جنگ میں شرکت نہیں کی نادم ہوئے۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے جو کچھ کیا اس سے نجات اور توبہ کی کیا صورت ہے آخر کار شروع ماہ ربیع الاول ۶۵ھ میں النخیلہ میں لشکر جمع کیا۔ سلیمان بن صرد کو اپنے امور کا والی بنایا اور کہا کہ ہم لوگ شام جائیں گے اور خون حسینؓ کا قصاص طلب کریں گے۔ ان لوگوں کا نام توابین (توبہ کرنے والے) رکھا گیا، کل چار ہزار تھے۔

یہ لوگ روانہ ہوئے اور عین الوردا میں آئے جو قرقیسیا کے نواح میں ہے، اہل شام کی ایک جماعت نے

ان کا مقابلہ کیا جو بیس ہزار تھے اور ان پر امیر حصین بن نمیر تھا انھوں نے ان سے قتال کیا۔

سلیمان بن صرد نے کوچ کیا اور لڑے، یزید بن الحصین بن نمیر نے ایک تیر مار کر انھیں قتل کر دیا، وہ گرے اور کہا کہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا، ان کے اکثر ساتھی قتل کر دیئے گئے۔ جو بچ گئے وہ کوفے واپس آ گئے، سلیمان بن صرد اور مسیب بن نجبہ کے سر مروان بن الحکم کے پاس ادہم بن محرز الباہلی لے گیا، سلیمان صرد جس روز قتل ہوئے ترانوے سال کے تھے۔

خالد الاشعر بن خلیف

...... ابن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشہ بن کعب بن عمرو وہ ان حزام بن ہشام بن کالد الکعبی کے دادا تھے جن سے محمد بن عمرو عبداللہ بن مسلمہ بن تعنب و ابو النصر ہاشم بن القاسم نے روایت کی ہے، حزام قدید میں اترا کرتے تھے۔

خالد الاشعر فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ وہ اور کرز بن جابر رسول اللہ ﷺ کے اس راستے کے خلاف چلے جس سے آپ داخل ہوئے راستہ بھال گئے مشرکین کا ایک لشکر ملا، دونوں شہید کر دیئے گئے، جس نے خالد الاشعری کو قتل کیا وہ ابی الاجدع الجمحی کا بیٹا تھا، ہشام بن محمد بن السائب کہتے تھے کہ وہ حبیش بن خالد الاشعری تھے۔

عمرو بن سالم بن حضیرہ

...... ابن سالم جو بنی ملیح بن عمرو بن ربیعہ میں سے تھے اور شاعر تھے، رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں اترے تو انھوں نے آپ کو ایک بھیڑ اور ایک اونٹ ہدیہ بھیجا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عمرو کو برکت عطا فرمائے۔ عمرو اور بدیل بن ورقاء اسی روز رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو قریش کا حال بتایا۔ فتح مکہ کے دن عمرو ایک جھنڈا بنی کعب کے ان تین جھنڈوں میں سے اٹھائے ہوئے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے باندھا تھا، یہ وہی شخص ہیں جو اس روز یہ شعر پڑھتے تھے:

الّٰھم انی ناشد محمدا   حلف ابینا و ابیہ الاتلدا

(اے اللہ میں محمد کو (ﷺ) اپنے باپ اور ان کے باپ الاتلد کے معاہدہ حلف کی قسم دیتا ہوں)

بدیل بن ورقاء بن عبد العزیٰ

...... ابن ربیعہ بن جزی بن عامر بن مازن بن عدی بن عمرو بن ربیعہ، ان کو اور بسر بن سفیان کو نبی ﷺ نے لکھ کر اسلام کی دعوت دی تھی۔

ان کے بیٹے نافع بن بدیل اپنے والد سے پہلے اسلام لائے بیر معونہ میں مسلمانوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور اسی روز شہید ہو گئے۔

عبداللہ بن بدیل جنگ صفین میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ہمراہی میں قتل ہوئے۔

بدیل میں ورقا رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب فتح مکہ وحنین میں شریک تھے رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کو حنین سے الجعرانہ تک تقسیم کیا اور ان پر بدیل بن ورقاء الخزاعی کو عامل بنایا، رسول اللہ ﷺ نے جب روانگی تبوک کا ارادہ کیا تو انکو اور عمرو بن سالم اور بسر بن سفیان کو بنی کعب کی طرف بھیجا کہ یہ لوگ ان سے اپنے دشمن

کے مقابلے میں چلنے کو کہیں، سب رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تبوک میں حاضر ہوئے، بدیل بن ورقاء رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں بھی حاضر ہوئے۔

بدیل بن ورقاء سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے (منیٰ میں) ایام تشریق (۱۰/۱۱/۱۲/۱۳ ذی الحجہ) میں ندا دینے کا حکم دیا کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں لہٰذا روزہ نہ رکھو۔

ابوشریح الکعبی...... نام خویلد بن عمرو بن صخر بن عبدالعزیٰ بن معاویہ بن الحترش بن عمرو بن زمان بن عدی بن عمرو ربیعہ تھا۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ فتح مکہ میں خزاعہ کی شاخ بنی کعب کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا لئے ہوئے تھے، وفات ۶۸ھ میں مدینہ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے احادیث بھی روایت کی ہیں

تمیم بن اسد بن عبدالعزیٰ...... ابن جعونہ بن عمرو بن القرب بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب ابن عمرو، فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عام الفتح میں تمیم بن اسد الخزاعی کو بھیجا، انھوں نے حرم کے ان بتوں کو توڑ ڈالا جن پر غیر اللہ کو پکارا جاتا تھا اور ان کے نام کی قربانی ہوتی تھی۔

علقمہ بن القعو ابن عبید...... ابن عمرو بن زمان بن عدی بن عمرو بن ربیعہ، قدیم الاسلام تھے، ابن شرحبیل کے چشموں پر اترا کرتے تھے جو ذی خشب اور مدینہ کے درمیان تھے۔ کثرت سے مدینہ آتے تھے، تبوک کی طرف سفر [illegible] ﷺ کے رہبر تھے۔

ان کے بھائی:

عمرو بن القعواء...... عبداللہ بن عمرو بن القعواء الخزاعی نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا۔ آپ کا ارادہ یہ تھا کہ بعد فتح مکہ مجھے ابوسفیان کے پاس مال دے کے بھیجیں کہ وہ اسے مکے میں قریش میں تقسیم کر دیں۔ فرمایا کہ اپنا ساتھی ڈھونڈ لو، میرے پاس عمرو بن امیہ الضمری آئے اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نکلنا چاہتے ہو اور ساتھی ڈھونڈتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ انھوں نے کہا کہ میں تمھارا ساتھی ہوں،

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں نے ساتھی پا لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا...... تمھیں ساتھی مل جائے تو مجھ سے اجازت لے لینا۔ آپ نے فرمایا کہ کون؟ عرض کی عمرو بن امیہ الضمری، فرمایا کہ جب ان کی قوم کی آبادی میں اترنا تو ان سے ہوشیار رہنا کیونکہ کہنے والے نے کہا ہے کہ "اخوک البکری ولا تامنہ" (تیرا بھائی البکری ہے اور تو اس سے بے خوف نہ رہ)

ہم روانہ ہوئے جب میں الابواء میں آیا تو انھوں نے کہا کہ میں اپنی قوم سے جو ودان میں ہے جا کے اپنی حاجت پوری کرنا چاہتا ہوں، تم میرا انتظار کرو، میں نے کہا کہ کامیابی کے ساتھ (جاؤ) جب وہ پلٹے تو رسول اللہ ﷺ کا قول یاد آیا اپنے اونٹ پر کجاوا کسا اور اسے تیز بھگاتا ہوا روانہ ہوا۔ اصافر میں ایک جماعت کے ہمراہ انھوں نے

مجھے روکا میں نے اونٹ کو بھگایا۔ اوران سے آگے نکل گیا۔

جب انھوں نے دیکھا کہ میں ان سے بچ گیا تو واپس ہو گئے۔ عمرو بن امیہ الضمری میرے پاس آئے اور کہا کہ مجھے اپنی قوم کے پاس ایک ضرورت تھی، میں نے کہا بے شک پھر ہم دونوں روانہ ہوئے اور مکہ آئے میں نے مال ابی سفیان کو دیدیا۔

عبداللہ بن اقرم الخزاعی ...... عبیداللہ بن عبداللہ بن اقرم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں صحرائے نمرہ میں اپنے والد کے ساتھ تھا کہ سواروں کی ایک جماعت گزری انھوں نے راستے کے کنارے اونٹ بٹھا دیئے، مجھ سے والد نے کہا کہ اے میرے بیٹے تم اپنی بکریوں میں رہو تا کہ میں اس قوم کے پاس جاؤں اوران لوگوں سے سوال کروں وہ روانہ ہوئے اور میں بھی روانہ ہوا۔ یعنی وہ بھی قریب گئے اور میں بھی قریب گیا، دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تھے، نماز کا وقت تھا میں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی گویا میں آپ کے بغل کے بالوں کو دیکھ رہا ہوں جب آپ نے سجدہ کیا تھا۔

ابولاس الخزاعی ...... ابی لاس الخزاعی۔ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں زکوۃ کے اونٹوں میں سے ایک ایسے اونٹ پر حج کے لئے سوار جس پر سواری نہیں کی گئی تھی ہم نے عرض کی، یارسول اللہ ؐ ہماری رائے نہیں ہے کہ آپ ہمیں اس پر سوار کریں۔ فرمایا کوئی اونٹ ایسا نہیں ہے جس کے کوہان میں شیطان نہ ہو، لہٰذا جب اس پر سوار ہوتو اللہ کا نام یاد کرو جس طرح میں تمھیں حکم دیتا ہوں۔ پھر اسے اپنی خدمت کے لئے استعمال کرو کیونکہ اللہ ہی سوار کرتا ہے۔

ان لوگوں میں سے جو کمزوری کی وجہ سے جدا رہے تھے۔

اسلم بن افصیٰ بن حادثہ ابن عمرو بن عامر: انھیں میں سے:

جرہد بن رزاح ...... ابن عدی بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن افصی شریف تھے کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ اہل صفہ (فقرائے صحابہؓ) میں سے تھے

زہری سے مروی ہے کہ وہ جرہد بن خویلد الاسلمی تھے۔

زرعہ بن عبدالرحمٰن بنجرہدس الاسلمی نے اپنے دادا جرہد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ مجھ پر گزرے میری ران کھلی ہوئی تھی، فرمایا، اپنی ران ڈھانکو کیونکہ ران ستر میں سے ہے۔

محمد بن عمر نے جرہد بن رزاکہ۔ اسی طرح ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے بھی کہا، انھوں نے بھی ان کا نسب وہی بیان کیا جو اسلم تک ہم نے بیان کیا۔ مدینہ میں جرہد کا زقاق میں حنین میں ایک مکان تھا۔ وفات مدینہ میں آخر خلافت معاویہ بن ابی سفیان اور شروع خلافت یزید بن معاویہ میں ہوئی۔

ابو برزۃ الاسلمی ...... نام جیسا کہ محمد بن عمر نے ابو برزہ کے کسی لڑکے سے بیان کیا۔ عبداللہ ابن نضلہ تھا

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی وغیرہ اہل علم نے کہا کہ ان کا نام نضلہ بن عبداللہ تھا۔ بعض اہل علم نے کہا کہ ابن عبید اللہ بن الحارث ابن حبال بن ربیعہ بن دعبل بن انس بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم ابن افصی تھے اور دمیل تک عیال ہیں، قدیم الاسلام تھے اور فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

ابی برزہ سے مروی ہے کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ سب لوگوں کو امن ہے سوائے عبدالعزیٰ بن خطل اور بدکار بنانہ کے، پھر میں نے عبدالعزیٰ بن خطل کو جو کعبہ کے پردوں میں لٹکا ہوا تھا قتل کردیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن خطل بنی الدرم بن تیم بن غالب ابن فہر میں سے تھا۔

ابی برزہ الاسلمی سے مروی ہے کہ میں نے کہا، یا رسول اللہؐ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو میں کروں، فرمایا کہ راستے سے ایذا پہنچانے والی چیز (کانٹے پتھر وغیرہ) دور کرو یہی تمھاری خیرات ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو برزہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک برابر آپ کے ہمرکاب جہاد کرتے رہے۔ جب مسلمان بصرے میں اترے تو وہ بھی بصرے میں جا بسے اور وہاں ایک مکان بنالیا اس میں ان کے پس ماندگان تھے، اس کے بعد خراسان کا جہاد کیا اور وہیں وفات پائی۔

حسن بن حکیم سے مروی ہے کہ مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا کہا ابو برزہ الاسلمی کا ایک بہت بڑا پیالہ ثرید کا صبح کو اور ایک بہت بڑا پیالہ شام کو بیوگان دیتائی ومساکین کے لئے ہوتا تھا۔

سیار بن سلامہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو برزہ کو سفید سر اور داڑھی والا دیکھا۔

ثابت البنانی سے مروی ہے کہ ابو برزہ کمبل کا لباس پہنتے تھے ان سے ایک شخص نے کہا کہ آپ کے بھائی عائذ بن عمرو سوت اور ریشم ملا ہوا لباس پہنتے ہیں اور آپ کے لباس سے نفرت کرتے ہیں انھوں نے کہا تم پر افسوس ہے، عائذ کے مثل کون ہے ان کا مثل کوئی نہیں پھر وہ شخص عائذ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کے بھائی ابو برزہ کمبل کا لباس پہنتے ہیں اور آپ کے لباس سے نفرت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ تم افسوس ہے ابو برزہ کے مثل کون ہے، ابو برزہ کے مثل کوئی نہیں جب ان دونوں میں سے ایک کی وفات ہوئی تو انھوں نے وصیت کی کہ ان پر دوسرا بھائی نماز پڑھے۔

ثابت البنانی سے مروی ہے کہ ثابت بن عمر سوت ریشم ملا ہوا لباس پہنتے تھے اور گھوڑے پر سوار ہوتے تھے اور ابو برزہ سوت ریشم ملا ہوا لباس (خز) نہیں پہنتے تھے اور نہ گھوڑے پر سوار ہوتے تھے بلکہ گیروں میں رنگی ہوئی دو چادریں استعمال کرتے تھے۔

ایک شخص نے دونوں چغل خوری کا ارادہ کیا عائذ ابن عمر کے پاس آیا اور کہا کہ آپ ابو برزہ کو نہیں دیکھتے کہ آپ کے لباس وضع وطریقے سے نفرت کرتے ہیں اور (خز) سوت ریشم ملا ہوا پہنتے ہیں گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں عائذ نے کہا کہ ابو برزہ پر اللہ رحمت کرے ابو برزہ کے مثل ہم میں کون ہے۔ وہ شخص ابو برزہ کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ عائذ کو نہیں دیکھتے کہ آپ کی وضع اور طریقے سے نفرت کرتے ہیں گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں اور (خز) سوت ریشم ملا ہوا لباس پہنتے ہیں انھوں نے کہا کہ عائذ پر اللہ رحمت کرے ہم عائذ کے مثل کون ہے۔

عبداللہ بن زیاد سے مروی ہے کہ جس نے ہمیں حوض کی خبر دی اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی

ابو برزہ اس جگہ تھے، ابو برزہ موٹے آدمی تھے جب اس نے انھیں دیکھا تو کہا کہ تمھارا یہ محمدی پست قد ہے ابو برزہ ناراض ہوئے اور کہا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں کہ میں بغیر رسول اللہ ﷺ کا اپنے اوپر عیب لگائے ہوئے نہیں مرا۔ پھر وہ غصہ میں آئے اور یہانتک کہ عبیداللہ کے تخت پر بیٹھ گئے ان سے حوض (کوثر) کیا تو انھوں نے کہا جو شخص اسکی تکذیب کرے اللہ اسے اس پر وارد نہ کرے اور نہ اللہ اسے اس سے سیراب کرے۔ وہ ناراض ہوتے ہوئے چلے گئے۔

ابوالمنہال سیار بن سلامہ سے مروی ہے کہ جب ابن زیاد (کی امارت) کا زمانہ ہوا تو ابن زیاد کو نکالا گیا۔ شام میں (امارت کے لئے) ابن مروان جہاں کھڑا ہوا ابن الزبیر مکہ میں کھڑے ہوئے، وہ لوگ قاری کہلاتے تھے، بصرے میں کھڑے ہوئے میرے والد کو شدید غم ہوا۔ ابوالمنہال اپنے والد کی بہترین تعریف کرتے تھے راوی نے کہا کہ انھوں نے مجھ سے کہا میرے ساتھ اس شخص ابو برزہ کے پاس چلو جو رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ میں ہیں۔

عبداللہ بن ابی اوفیٰ ...... ابی بن اوفیٰ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سات جہاد کئے جن میں ہم لوگ ٹڈیاں کھاتے تھے۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سات جہاد کئے، ہم لوگ آپ کے ساتھ ٹڈیاں کھاتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ کوفیوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ کے متعلق ان کے مشاہد کے بارے میں روایت کی ہے وہ تم ہو لیکن ہماری روایت میں سب سے پہلا مشہد جس میں وہ ہمارے نزدیک حاضر ہوئے خیبر ہے، پھر اس کے بعد مشاہد ہیں۔

اسماعیل بن ابی خالد نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت کی ہے کہ میں نے ان (بن ابی اوفیٰ) کے ہاتھ میں ایک تلوار کے زخم کا نشان دیکھا۔ پوچھا یہ کیا ہے تو انھوں نے کہا کہ مجھے حنین کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ حنین کی جنگ میں حاضر تھے، انھوں نے کہا کہ ہاں، اور اس سے پہلے بھی۔

اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ کو دیکھا کہ ان کا خضاب سرخ تھا۔

ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ کو دیکھا کہ وہ سر اور داڑھی والے تھے۔

ابی سعید البقال سے مروی ہے کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ کے سر پر بھورے رنگ کی (خز) سوت ریشم ملی ہوئی کپڑے کی ٹوپی دیکھی۔

عمرو سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے کوئی مضمون سنا وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے۔ (یعنی حدیبیہ میں درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے تھے)۔

سعید بن جمہان سے مروی ہے کہ ہم لوگ عبداللہ بن ابی اوفیٰ کے ہمراہ خوارج سے قتال کررہے تھے عبداللہ کا ایک غلام خوارج سے مل گیا ہم لوگوں نے اسے پکارا جو اس کے کنارے (ساحل) پر تھا کہ اے فیروز تیرے مولیٰ عبداللہ یہ ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر وہ ہجرت کریں تو بہت اچھے آدمی ہیں، ابن ابی اوفیٰ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن کیا کہتا ہے۔ ہم نے کہا............ وہ کہتا ہے کہ اگر وہ ہجرت کریں تو بہت اچھے آدمی ہیں۔ انھوں نے تین مرتبہ کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ میری ہجرت کے بعد بھی کوئی ہجرت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ

اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو باغیوں کو قتل کرے اور باغی اسے قتل کریں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن ابی اوفی مدینہ ہی میں رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو کوفے کی طرف چلے گئے اور وہیں اترے جہاں مسلمان اترے تھے۔ اسلم کے محلے میں ایک مکان بنالیا۔ پھر بصرے چلے گئے وفات ۸۶ھ میں کوفے میں ہوئی۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ کوفے میں عبداللہ بن ابی اوفی کی رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ میں سے آخر میں وفات ہوئی۔

محمد بن اعین ابوالعلانیہ المرائی سے مروی ہے کہ میں کوفے میں تھا۔ عبداللہ بن ابی اوفی کو دیکھا کہ انھوں نے کوفے کی مسجد الرمادہ سے احرام باندھا اور تلبیہ کہنے لگے۔

الاکوع …… نام سنان بن عبداللہ بن قیشر بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم بن افصی تھا وہ ان کے دونوں بیٹے عامر و سلمہ قدیم الاسلام تھے۔ سب نبی ﷺ کی صحبت سے مستفید ہوئے۔

عامر بن الاکوع شاعر تھے۔

مخزاۃ بن زاہر سے مروی ہے کہ عامر بن الاکوع نے جنگ خیبر میں مشرکین کے ایک شخص کو مار کے قتل کردیا اور اپنے آپ کو زخمی کرلیا۔ انھوں نے کہنا شروع کیا کہ میں نے اپنے آپ کو قتل کرلیا۔ نبی ﷺ ہوا تو فرمایا، ان کے لئے دواجر ہیں۔

زہری وغیرہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی روانگی خیبر میں عامر بن سنان سے فرمایا تھا کہ اے بنی الاکوع اترو اور ہمارے لئے اپنی بعض لذیذ اشیا (اشعار) شروع کرو، عامر اپنی سواری سے اتر پڑے۔ رسول اللہ علیہ السلام کو رجز کے اشعار سناتے تھے۔ اور کہتے تھے:

اللّٰھم لو لا انت ما اھتدینا ولا تصد قنا ولا صلینا

یا اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے۔ نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

فالق سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

اگر ہم دشمن کا مقابلہ کریں تو اے اللہ ہم پر سکون نازل کر اور ہمیں ثابت قدم رکھ۔

انا اذا صیح بنا اقینا وبا لصیاح عولوا علینا

جب ہمیں پکارا گیا تو ہم آگئے، اور پکارنے ہی کے ذریعے سے ہم سے مدد مانگی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ رحمت کرے۔ عمرؓ بن الخطاب نے کہا واللہ یا رسول اللہ (رحمت ان پر) واجب ہوگئی پھر قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ ان کے ذریعے سے ہمیں فائدہ پہنچایئے۔

عامر یوم خیبر میں شہید ہوگئے، وہ مشرکین میں سے ایک شخص کو تلوار مارنے گئے تو تلوار پلٹ آئی۔ انھوں نے اپنے آپ کو زخمی کرلیا اور انکی وفات ہوگئی انھیں اٹھا کر رجیع لایا گیا اور محمود بن مسلمہ کے ساتھ گار کے اندر ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

محمد بن مسلمہ نے عرض کی، یارسول اللہ مجھے میرے بھائی کی قبر کے پاس زمین دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے ایک گھوڑا دوڑانے بھر کی جگہ ہے اور اگر تم نے عمل (کاشت وغیرہ) کیا تو دو گھوڑے دوڑانے بھر کی جگہ ہے۔

اسید بن حضیر نے کہا کہ عامر کا عمل (رائیگاں ہوگیا) اس لئے کہ انھوں نے خودکشی کر لی رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا جس نے یہ کہا اس نے غلط کہا کیونکہ ان کے لئے دو اجر ہیں، وہ مجاہد ہونے کی حالت میں مقتول ہوئے، وہ جنت میں بھنگے کی طرح تیرتے ہیں۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عامر سے کہا کہ ہمیں اپنی عمدہ چیزوں میں سے کچھ سناؤ، عامر شاعر تھے وہ اتر کر حدی (وہ اشعار جن سے اونٹ مست ہو کر چلتا ہے) پڑھنے اور کہنے لگے:

اللھم لولا انت اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے اور نہ زکوٰۃ دیتے۔ نہ نماز پڑھتے

فاغفر فداء لک ما اقتینا انا اذا صیح بنا اتینا

ہم نے جو کچھ جمع کر لیا تیرے قربان۔ مغفرت کر دے۔ جب ہمیں پکارا گیا تو ہم آ گئے۔

وبالصیاح عولوا علینا

اور پکارنے ہی کے ذریعے سے ہم سے مدد مانگی گئی۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ حدی خواں کون ہے؟ لوگوں نے کہا ابن الاکوع فرمایا اللہ ان پر رحمت کرے، قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ (ان کے لئے رحمت) واجب ہوگئی، یا نبی اللہ آپ نے ہمیں ان کے ذریعے سے کیوں نہ فائدہ پہنچایا۔

راوی نے کہا کہ خیبر ہی میں ان پر مصیبت آ گئی، وہ یہود کے ایک شخص کو مارنے لگے تو انکی تلوار کی نوک ان کے گھٹنے کی چپنی میں لگی لوگوں نے کہا کہ عامر کا عمل رائیگاں گیا تو انھوں نے خودکشی کر لی۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ تشریف آوری کے بعد حاضر ہوا آپ مسجد میں تھے، عرض کی یارسول اللہ ﷺ لوگ خیال کرتے ہیں کہ عامر نے اپنا عمل رائیگاں کر دیا۔ فرمایا کون کہتا ہے۔ عرض کی انصار کے کچھ لوگ کہتے ہیں جن میں فلاں فلاں ہیں اور اسید بن حضیر ہیں۔ فرمایا۔ غلط کہا جس نے کہا، ان کے لئے دو اجر ہیں۔ آنحضرتؐ نے اپنی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا کہ ایک مجاہد نے جہاد کیا۔ ایک عربی نے وطع کیا۔ اس میں اس کے مثل پیدا ہوا۔

سلمہ بن الاکوع

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب سات جہاد کئے اور زید بن حارثہ کے ساتھ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہم پر امیر بنایا تھا نو جہاد کئے۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم پر ابوبکرؓ کو امیر بنایا ہم نے چند مشرکین سے جہاد کیا ان پر شب خوں مارا اور قتل کیا۔ ہمارا شعار ''امت امت'' تھا اس شب کو میں نے اپنے ہاتھ سے سات گھر والوں کو قتل کیا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب سات جہاد کیے۔ راوی نے کہا کہ انھوں نے حدیبیہ، خیبر، حنین اور یوم القرد کا ذکر کیا اور کہا کہ بقیہ غزوات میں بھول گیا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نے الغابہ کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ عبدالرحمٰن بن عوف کے غلام سے ملا اسے کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں پکڑ لی گئیں۔ میں نے کہا کہ اسے کس نے پکڑا۔ اس نے کہا کہ غطفان نے۔

میں گیا اور ندا دی، وائے صبح، وائے صبح یہاں تک کہ اپنی آواز ان لوگوں کو سنا دی جو دونوں سنگیزے والی سرزمین کے درمیان تھے، پھر گیا اور اونٹنیوں کو ان لوگوں سے چھین لایا، رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ آئے، عرض کی یا رسول اللہ قوم پیاسی ہے ہم نے ان کے ساتھ اتنی عجلت کی کہ وہ اپنے ہونٹ سیراب نہ کر سکے۔ فرمایا اے ابن الاکوع غالب ہو تو نرمی کیا کر کیونکہ اب ان کو غطفان کی طرف روانہ کیا جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نے حدیبیہ میں درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور کنارے بیٹھ گیا جب لوگ کم ہو گئے تو آپ نے فرمایا، اے سلمہ کیا ہوا تمھیں بیعت نہیں کرتے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے بیعت کر لی، راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا اے ابومسلم تم لوگوں نے آپ سے کس امر پر بیعت کی تھی انھوں نے کہا کہ موت پر۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ سلمہ کنیت ابوایاس تھی۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حدیبیہ میں آئے پھر مدینہ کی واپسی کے لئے روانہ ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج ہمارے سب سے اچھے سوار ابوقتادہ ہیں اور ہمارے سب سے اچھے پیادے سلمہ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے .... مجھے دو حصے دیئے ایک حصہ سوار کا ایک حصہ پیادے کا۔

ایاس بن سلمہ الاکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس سے اٹھا، خبر دی گئی کہ وہ مشرکین کا جاسوس ہے م، فرمایا جو شخص اسے قتل کرے گا اس کا سامان اسی کا ہوگا۔ میں اس سے ملا اور قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا اسباب مجھے دیدیا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ سے دیہات میں رہنے کی اجازت چاہی، آپ نے اجازت دیدی۔

عبدالرحمٰن بن زید العراقی سے مروی ہے کہ ربذہ میں ہمارے پاس سلمہ بن الاکوع آئے ہماری طرف اپنا ہاتھ نکالا جو ایسا بڑا تھا کہ گویا اونٹ کا پیر انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے اسی ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی ہم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسہ دیا۔

ایاس بن سلمہ الاکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے۔ یعنی حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی۔ ان لوگوں کے بارے میں قرآن نازل ہوا، لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبا یعونک تحت الشجرة (اللہ مومنین سے راضی ہوا ہے جب کہ وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کرتے تھے)

ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ واقعہ حدیبیہ ذی القعدہ ۶ ھ میں ہوا۔ ہم لوگ اس میں سولہ سو تھے رسول اللہ ﷺ نے ابی جہل کے اونٹ کو ہدی (قربانی حج وعمرہ) بنایا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ جو شخص اللہ کے نام پر ان سے سوال کرتا تھا وہ اسے ضرور دیتے تھے اور اس (طریقہ سوا) کو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ الحاف (گڑگڑا کر مانگنا ہے جس کی خدمت کی گئی ہے)۔

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ جو شخص الاکوع سے جب اللہ کے نام پر ان سے سوال کرتا تھا تو افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے جو اللہ کے نام پر بھی نہ دیگا تو وہ اور کس چیز میں دیگا۔ کہتے تھے کہ یہ الحاف ہے (گڑگڑا کر مانگنا ہے)

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ وہ موضوع المصحف تلاش کرتے تھے جس میں تسبیح پڑھتے تھے، انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس مقام کو تلاش کیا کرتے تھے۔

انھوں نے کہا کہ قبلے اور منبر کے درمیان ایک بکری گزرنے بھر کی جگہ تھی۔ یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ جب نجدہ غالب ہوگیا اور اس نے صدقات وصول کرلئے تو سلمہ سے کہا گیا کہ آپ ان لوگوں سے دوری نہیں اختیار کرتے، انھوں نے کہا واللہ نہ میں دوری اختیار کرتا ہوں نہ اس سے بیعت کرتا ہوں انھوں نے اپنا صدقہ ان لوگوں کو دیدیا۔

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ سلمہ بن الاکوع اپنے مال کا صدقہ خریدنا ناپسند کرتے تھے۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کو اربعۃ عشر کھیلنے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ گناہ ہے۔

سلمۃ بن الاکوع سے مروی ہے کہ انھوں نے وضو کیا سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا، دونوں پاؤں دھوئے اور اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے اور اپنا بدن تر کیا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ وہ پانی سے استنجا کیا کرتے تھے۔

سلمہ سے مروی ہے کہ انھوں نے (ستو، کھجور اور گھی کا مرکب) حلوا کھایا۔ نماز کا وقت آگیا تو وہ اٹھ کر نماز کو گئے اور وضو نہیں کیا۔

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ حجاج نے سلمہ کو کچھ انعام دیا تو انھوں نے اسے قبول کرلیا۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالملک بن مروان ہمارے انعامات کے لئے مدینہ سے کو نے لکھتا تھا۔ ہم جاتے تھے اور لے لیتے تھے۔

محمد بن عجلان بن عمر بن عبید اللہ بن رافع سے مروی ہے کہ میں نے سلمہ بن الاکوع کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں اتنی کترواتے تھے جو منڈانے کے برابر تھا۔

ایاس بن سلمہ سے مروی ہے کہ ابو سلمہ بن الاکوع کی وفات ۷۴ھ میں مدینہ میں ہوئی جب وہ انتیس سال کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سلمہ نے ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ سے روایت کی ہے۔

اہبان بن الاکوع

بھیڑیے سے گفتگو کرنے والے مشہور ہیں، بروایت ہشام بن محمد بن السائب انکی

اولاد میں جعفر بن محمد بن عقبہ بن اہبان بن الاکوع ہیں، عثمانؓ ابن عفان نے عقبہ میں اہبان بن الاکوع کو کلب وبلقین وغسان کے صدقات پر عامل بنا کے بھیجا تھا۔

ہشام نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن محمد کے بعض لڑکوں نے اسی طرح نسب بیان کیا، محمد بن الاشعث کہتے تھے کہ میں اوروں سے زیادہ اسے جانتا ہوں، عقبہ بن اہبان مکلم الذئب (بھیڑیے سے کلام کرنے والے) ابن عباد ابن ربیعہ بن کعب بن امیہ بن یقظہ بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم بن افصی۔

محمد بن عمر کہتے تھے مکلم الذئب (بھیڑیے سے کلام کرنے والے) اہبان ابن اوس الاسلمی تھے، انھوں نے اس کا نسب نہیں بیان کیا۔

یمن میں رہتے تھے جو بلاد اسلم میں ہے۔ جس وقت وہ اپنی بکریاں حرۃ الوبرہ (نام صحرا) میں چرا رہے تھے تو ایک بکری پر بھیڑیا جھپٹا (اور پکڑ لی) انھوں نے اس کو چھین لیا بھیڑیا کنارے سے ہٹ گیا۔ اپنی دم کے بل بیٹھ گیا اور کہا کہ تم پر افسوس ہے مجھ سے وہ رزق کیوں روکتے ہو جو مجھے اللہ نے دیا ہے۔

اہبان الاسلمی اپنے دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجانے لگے اور کہنے لگے کہ میں نے اس سے زیادہ عجیب امر کبھی نہیں دیکھا۔ بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ عجیب رسول اللہ ﷺ ہیں جو ان کھجور کے درختوں کے درمیان ہیں اس نے مدینہ کی طرف اشارہ کیا۔

پھر اہبان اپنی بکریاں مدینہ ہنکا لائے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ سے انھوں نے بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اس سے تعجب فرمایا، اور حکم دیا کہ جب وہ عصر کی نماز پڑھیں تو اسے اصحاب سے بیان کریں، انھوں نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انھوں نے سچ کہا یہ اعلامات میں سے ہے جو قبل قیامت ہونگی۔

اہبان اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی ان کی کنیت ابو عقبہ تھی، وہ کوفے میں اترے اور وہاں بنی اسلم میں ایک مکان بنالیا۔ انکی وفات معاویہؓ بن ابی سفیان کی خلافت اور مغیرہؓ بن شعبہ کی ولایت میں ہوئی۔

عبداللہ بن ابی حدرد ...... ابی حدرد کا نام سلامۃ بن عمیر بن ابی سلامہ بن سعد بن مساب ابن الحارث بن عبس بن ہوازن بن اسلم بن افصیٰ تھا۔ بعض نے کہا کہ ابو حدرد کا نام عبداللہ تھا عبداللہ کنیت ابو محمد تھی سب سے پہلا مشہور جس میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر ہوئے حدیبیہ تھا پھر خیبر اور اس کے بعد کے مشاہد۔

محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ابو حدرد نے اپنی بیوی کے مہر میں رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگی تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ وہم ہے، حدیث یہ ہے کہ ابو حدرد الاسلمی کے بیٹے نے اپنے بیوی کے مہر میں رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ان کا کتنا مہر باندھا ہے۔ انھوں نے کہا، دو سو درم فرمایا کہ اگر تم لوگوں نے بطحان سے اخذ کیا ہوتا تو زیادہ نہ کرتے۔

عبداللہ بن ابی حدرد کی وفات ۷۱ھ میں ہوئی۔ اس زمانے میں وہ اکاسی (۸۱) برس کے تھے، انھوں نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے روایت کی ہے۔

ابو تمیم الاسلمی ...... رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد اسلام لائے یہ وہی ہیں جنھوں نے اپنے

غلام مسعود بن ہندہ کو عرج سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیادہ بھیجا تھا کہ آپ کو غزوہ احد میں قریش کے آنے کی اور جو تعداد اور سامان اور تیاری اور لشکر اور ہتھیار ان کے ہمراہ ہیں اسکی خبر دے۔

مسعود بن ہنیدہ

مولائے اوس بن حجر ابی تمیم الاسلمی...... مسعود بن ہنیدہ سے مروی ہے کہ میں دو پہر کو الخذ وات میں تھا کہ ابو بکرؓ نظر آئے جو ایک اور شخص کو لا رہے تھے۔ میں نے انھیں سلام کیا، وہ ابو تمیم کے خالص دوست تھے۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ ابی تمیم کے پاس جاؤ۔ میرا اسلام کہو اور کہو کہ مجھے ایک اونٹ اور توشہ رہبر بھیجیں۔

میں روانہ ہوا اور اپنے مولی کے پاس آیا اور ابو بکرؓ کے پیام سے آگاہ کیا انھوں نے مجھے اپنے متعلقین کا ایک ہووے والا اونٹ جس کا نام الذیال تھا ایک مشک دودھ اور ایک صاع کھجور دی اور رہبر بنا کے مجھے بھیجا، مجھ سے کہا کہ انھیں راستہ بتا دو یہاں تک کہ تمھاری ضرورت نہ رہے۔

میں ان لوگوں کو کوہ رکوبہ تک لے گیا۔ جب ہم اس پر چڑھے تو نماز کا وقت آ گیا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ابو بکر آپ کی داہنی جانب تھے اسلام میرے قلب میں داخل ہو گیا میں اسلام لے آیا اور آپ کے دوسرے پہلو میں کھڑا ہو گیا، آپ نے ابو بکر کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ کر ہٹایا ہم دونوں نے آپ کے پیچھے صف باندلی۔

مسعود نے کہا کہ میں سوائے بریدہ بن الحصیب کے بنی سہم میں سے کسی کو نہیں جانتا جو مجھ سے پہلے اسلام لایا ہو

مسعود بن ہنیدہ سے مروی ہے کہ جب ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب قبا میں اترے تو ایک مسجد پائی جس میں اصحاب نبی ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور سالم مولائے ابو حذیفہ نماز پڑھاتے تھے رسول ﷺ نے اس میں اضافہ کیا۔ انھیں نماز پڑھائی، میں آپ کے ہمراہ قبا میں مقیم رہا یہاں تک کہ پانچ نمازیں پڑھیں۔ پھر میں رخصت ہونے کو آیا آپ نے ابو بکرؓ سے فرمایا، کہا نھیں کچھ دے دو، انھوں نے مجھے بیس درم دیئے اور ایک چادر اڑھائی میں اپنے مولی کے پاس واپس آیا میرے پاس حلہ انطعینہ (جوڑا) تھا۔ پھر میں قبلیلہ میں آیا میں مسلمان تھا۔ مجھ سے مولی نے کہا کہ تم نے جلدی کی، میں نے کہا اے میرے مولی میں نے ایسا کلام (قرآن مجید) سنا کہ اس سے اچھا کلام نہیں سنا تھا بعد کو میرے مولی اسلام لائے۔

ابن مسعود بن ہنیدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ نبی ﷺ کے ہمرکاب المریسیع میں حاضر ہوئے، انھیں ان کے مولی نے آزاد کر دیا تھا رسول ﷺ نے دس اونٹ عطا فرمائے۔

سود مولائے الاسلمین...... عبداللہ بن سعد نے اپنے والد سے رویت کی کہ رسول اللہ ﷺ العرج میں تھے، میں آپ کا رہبر تھا ہم لوگ رکوبہ میں چلے میں پہاڑوں میں چلا اور انھیں میں رہ گیا رسول اللہ ﷺ اخذ وات سے گزرے جو العرج سے قریب ہے۔ ابو تمیم نے آپ کے پاس توشہ اور اپنے غلام مسعود کو رہبر بنا کے بھیجا ہم سب روانہ ہو کے الجثجاثہ پہنچے جو مدینہ سے ایک برید (۱۲ میل) کے فاصلے پر ہے رسول اللہ ﷺ نے وہاں نماز پڑھی۔ آج اس جگہ آپ کی مسجد ہے۔ ہم نے اپنے دسترخوان کا بقیہ کھانا صبح کے وقت کھایا۔ شام کو ایک بکری ذبح کی تھی اور اسے

بھون لیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں بنی عمرو بن عوف کا راستہ کون بتائے گا۔ راوی نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب سعد بن خیثمہ کے پاس اترا، اسلمیین کے مولیٰ سعد اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔

ربیعہ بن کعب الاسلمی زمانہ قدیم میں اسلام لائے۔ نبی ﷺ کی صحبت پائی آپ ہی کے ساتھ رہتے تھے اہل صفہ میں سے تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے۔

ربیعہ بن کعب الاسلمی سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے پاس سوتا تھا۔ آپ کو وضو کا پانی دیتا تھا رات کے ایک حصے میں سمع اللہ لمن حمدہ، اور دوسرے حصہ میں الحمد للہ رب العلمین، سنتا تھا ابو عمران الجونی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ابوبکرؓ و ربیعہؓ الاسلمی کو ایک زمین عطا فرمائی جس میں کھجور کا ایک درخت تھا جڑ اس کی ربیعہ کی زمین میں تھی اور شاخ ابوبکرؓ کی زمین میں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ درخت میرا ہے، ربیعہ نے دعویٰ کیا کہ میرا ہے۔

ابوبکرؓ نے ان کے ساتھ تیزی کی۔ ربیعہ کی قوم کو معلوم ہوا تو وہ ان کے پاس آئے، ربیعہ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں تم سے ہر شخص کو قطعی
منع کرتا ہوں جس سے وہ ناراض ہوں اور ان کی ناراضی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ ناراض ہوں پھر اپنے رسول ﷺ کی ناراضی کی وجہ سے اللہ ناراض ہو۔

بن ابوبکرؓ کا غصہ فرد ہو گیا تو انھوں نے کہا کہ اے ربیعہ (درخت) مجھے واپس کر دو۔ انھوں نے کہا کہ میں آپ کو واپس نہ دوں گا۔ ابوبکرؓ نبی ﷺ کے پاس گئے۔ ربیعہ نے حاضر خدمت ہونے میں ان پر سبقت کی اور عرض کی میں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ فرمایا کہ کیا واقعہ ہے انھوں نے آپ کو قصے کی خبر دی، نبی ﷺ نے فرمایا، ہاں تم انھیں واپس نہ کرنا۔ ابوبکرؓ اپنا منہ دیوار کی طرف کر کے رونے لگے۔ نبی ﷺ نے اس شخص کے لئے شاخ کا حکم دیا جس کے لئے جڑ تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ربیعہ بن کعب مدینہ میں نبی ﷺ کے ساتھ رہ کر آپ کے ہمرکاب جہاد تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ربیعہ مدینہ سے چلے گئے اور یین میں اترے جو بلاد اسلم میں سے ہے اور مدینہ سے ایک برید (۱۲) میل کے فاصلے پر ہے ربیعہ جنگ حرہ تک زندہ رہے اور حرہ کا واقعہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں ہوا۔

ناجیہ بن جندب الاسلمی…… اسلم کے ایک بطن بنی سہم میں سے تھے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ جب حدیبیہ روانہ ہوئے تو آپ نے اپنی ہدی (قربانی حج) پر ان کو عامل بنایا اور حکم دیا کہ وہ اسے لے کے ذوالحلیفہ تک آگے جائیں۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرہ قضاء کے لئے روانہ ہوئے تو آپ نے اپنی ہدی (قربانی حج) پر ناجیہ ابن جندب الاسلمی کو مقرر فرمایا، وہ ہدی کو درختوں میں چارہ تلاش کرتے ہوئے آگے لے جانے لگے ان کے ہمراہ اسلم کے چار جوان بھی تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابن جندن فتح مکہ میں شریک تھے۔ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنی ہدی پر عامل بنایا۔ ناجیہ بنی سلمہ میں اترے تھے، معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں مدینہ میں انکی وفات ہوئی۔

ناجیہ بن الاعجم الاسلمی

...... حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔

عطاء بن ابی مروان نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے چودہ اصحاب نے بیان کیا کہ ناجیہ بن الاعجم وہی شخص ہیں کہ حدیبیہ کے کنویں میں تیر ڈالا تو آپ شیریں ابلنے لگا اور لوگ پانی کے گرداگرد لوٹے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جنھوں نے تیر ڈالا وہ ناجیہ میں جندب تھے دوسری روایت ہے کہ ابراء بن عازب تھے، یہ بھی مذکور ہے کہ عباد بن خالد الغفاری تھے۔ لیکن اول الذکر زیادہ ثابت ہے کہ ناجیہ ابن الاعجم تھے، رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ میں قبیلہ اسلم کے لئے وہ جھنڈے باندھے جن میں ایک ناجیہ الاعجم نے اٹھایا۔ اور دوسرا بریدہ بن الحصیب نے۔

ناجیہ بن الاعجم کی وفات مدینہ میں آخر زمانے خلافت معاویہؓ ابن ابی سیان میں ہوئی۔ کوئی پسماندہ نہ تھا۔

حمزۃ بن عمرو الاسلمی

...... محمد بن حمزہ سے مروی ہے کہ حمزہ بن عمرو کی کنیت ابو محمد تھی، وفات ۶۱ ھ میں ہوئی، اس وقت وہ اکہتر سال کے تھے ابوبکرؓ و عمرؓ سے روایت کی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حمزہ بن عمرو نے کہا کہ جب ہم لوگ تبوک میں تھے اور منافقین نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی العقبہ میں بھگا دی جس سے آپ کے کجاوے کا کچھ سامان بھی گر پڑا تو میری پانچیں انگلیوں میں نور پیدا کر دیا گیا روشنی ہوگئی اور سامان میں سے جو چھوٹ گیا تھا، کوڑا اور گدھ وغیرہ وہ اٹھانے لگا۔

حمزہ بن عمرو وہ شخص ہیں کہ کعب بن مالک کو انکی توبہ (قبول ہونے) اور جو ان کے بارے میں قرآن نازل ہوا تھا اس کی بشارت دی تو انھوں نے اپنے بدن کی دونوں چادریں اتر کے انھیں اڑھادیں۔

کعب نے کہا کہ واللہ میرے پاس ان دو چادروں کے سوا کچھ نہ تھا ورنہ وہ بھی دیدیتا۔ انھوں نے کہا کہ پھر میں نے ابوقتادہ سے دو چادریں مانگ لیں۔

عبدالرحمٰن بن الاشیم الاسلمی

...... سلمہ بن وردان سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن الاشیم الاسلمی کو کہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے سفید سر اور ڈاڑھی والے تھے۔

محجن بن الادرع الاسلمی

...... بنی سہم میں سے تھے یہ وہی شخص کے لئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ رم کرو اور میں ابن الادرع کے ساتھ ہوں، مدینہ میں رہتے تھے خلافت معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے میں وہیں انکی وفات ہوئی۔

عبداللہ بن وہب الاسلمی

...... نبی ﷺ کے صحبت سے فیضیاب ہوئے، جس وقت نبی ﷺ کی وفات

ہوئی تو وہ عمان میں تھے رسول اللہ ﷺ کی خبر پہنچی تو وہ (عبداللہ بن وہب) اور حبیب بن زید المازنی عمان سے عمرو بن العاص کے پاس روانہ ہوئے، مسیلمہ نے ان لوگوں کو روکا۔ ساری قوم بچ گئی، جبی بن زید اور عبداللہ بن وہب پر کامیابی حاصل کر لی گئی، میلمہ نے ان لوگوں پر کامیابی حاصل کر لی گئی، مسیلمہ کذاب نے کیا تم دونوں شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

حبیب نے شہادت دینے سے انکار کیا تو ان کو اس نے قتل کر ڈالا اور ان کا ایک ایک عضو کاٹ ڈالا، عبداللہ بن وہب نے اقرار کر لیا اگر چہ ان کا قلب ایمان پر مطمئن تھا اس نے انھیں قتل نہیں کیا بلکہ قید کر دیا، خالد بن الولید اور مسلمان یمامہ میں اترے اور ان لوگوں نے مسیلمہ سے قتال کیا تو عبداللہ بن وہب بچ کے اسامہ بن زید کے پاس آئے جو خالدؓ بن الولید کے ہمراہ تھے انھوں نے مسلمانوں ہمراہ حملہ کر کے مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں سے شدید قتال کیا۔

حرملہ بن عمرو الاسلمی

..... وہ ان عبدالرحمن بن حرملہ کے والد تھے جن سے سعید بن المسیب نے روایت کی ہے۔ حرملہ بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے حجۃ الوداع کیا کہ میرے چچا سنان بن سنہ مجھے اپنا ہم نشین (ردیف) بنائے ہوئے تھے۔ جب ہم دونوں نے وقوف عرفات کیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اپنی ایک انگلی دوسری انگلی پر رکھی، میں نے اپنے چچا سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کیا فرماتے ہیں، انھوں نے کہا فرماتے ہیں کہ حصی الخذف (مٹر کے دانے) کے برابر کنکریوں سے رمی کرو۔

سنان بن سنۃ الاسلمی

...... حرملہ بن عمرو کے چچا تھے، حرملہ عبدالرحمن بن حرملہ الاسلمی کے والد تھے جن سے سعید بن المسیب نے روایت کی ہے۔ سنان بن سنۃ اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔

عمرو بن حمزہ بن سنان الاسلمی

...... منذر بن جہم سے مروی ہے کہ عمرو بن حمزہ بن سنان رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے، وہ مدینہ میں آئے پھر نبی کریم ﷺ سے دیہات واپس جانے کی اجازت چاہی آنحضرت ﷺ۔ آنحضرتؐ نے اجازت مرحمت فرمائی وہ روانہ ہوئے۔ جب الضبوعہ میں تھے جو مکہ کی طرف الجحہ کے راستے پر مدینہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے تو انھیں عرب کی ایک خوبصورت لڑکی ملی، شیطان نے انھیں بہکایا وہ اس سے مبتلا ہوئے اور شادی شدہ نہ تھے۔ پھر نادم ہوئے اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کے خبر دی تو آپ نے ان پر اس طرح حد قائم فرمائی کہ ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ انھیں ایسے کوڑے سے تازیانے مارے جو دو کھالوں سے بنایا گیا ہو اور نرم ہو۔

حجاج بن عمرو الاسلمی

...... وہ ان حجاج کے والد تھے جن سے عروہ بن الزبیر نے روایت کی ہے، حجاج بن حجاج نے ابی ہریرہؓ سے بھی روایت کی ہے۔

حجاج بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو (سفر حج میں) تھک جائے۔ یا لنگڑا ہو جائے تو حلال (احرام سے باہر) ہو گیا اور اس پر دوسرا حج فرض ہے راوی نے کہا کہ میں نے عباس اور ابو ہریرہ کو اس

حدیث کی خبر دی تو ان دونوں نے فرمایا کہ سچ کہا۔

حجاج بن الحجاج نے اپنے والد سے روایت کی کہ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے رضاع (دودھ پینے) کی مذمت کیا چیز لی جائے گی تو آپ نے فرمایا کہ لونڈی یا غلام۔

عمرو بن نہم الاسلمی ...... رسول اللہ ﷺ ہمرکاب حدیبیہ گئے ثنیہ ذات الحنظل کے راستے پر آپ کے رہبر تھے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے آپ کے آگے آگے چلے اور آپ کو اس پر لے جا کے ٹھیرا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ آج کی شب اس ثنیہ کی مثال ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل کا وہ دروازہ (جس کے متعلق) اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ:

"ادخلو الباب سجّدا وقولو احطة

(دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہو کہ گناہوں کو معاف کر)

فرمایا کہ آج کی شب جو شخص اس ثنیہ سے گزرے گا اسکی مغفرت کر دی جائے گی۔

زہر ابن الاسود بن مخلع ...... نام عبداللہ بن قیس بن دعبل اور انھیں تک پرورش پائی تھی۔ ابن انس ابن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن فصی

مجزاۃ بن زہر ابن الاسود الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی، جو ان لوگوں میں سے تھے جو درخت حدیبیہ کے نیچے حاضر ہوئے تھے۔ میں آگ سلگا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے ندا دی کہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو گدھے کے گوشت سے منع کرتے ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب مسلمان کوفے میں اترے تو زاہر بھی وہیں اترے ان کے بیٹے مجزاۃ بن زاہر کوفے کے شریف تھے عمرو بن الحق کے ساتھیوں میں سے تھے۔

ہانی بن اوس الاسلمی ...... ہانی بن اوس سے مروی ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو درخت حدیبیہ کے نیچے حاضر ہوئے تھے، گھٹنے میں درد ہو گیا تو سجدہ کرتے تھے تو اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھ لیتے تھے۔

ابو مروان الاسلمی ...... نام معتب بن عمرو تھا جن سے ان کے بیٹے عطاء بن ابی مروان نے روایت کی اور لوگوں نے عطا ابن ابی مروان سے روایت کی۔

معتب بن عمرو الاسلمی سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ عز بن مالک حاضر ہوئے انھوں نے کہا کہ میں نے زنا کیا آپ نے تین مرتبہ منہ پھیر لیا۔ جب چوتھی مرتبہ کہا تو آپ انکی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ کیا تم نے اس سے نکاح کیا، عرض کی، جی ہاں یہاں تک کہ یہ عضو اس کے عضو میں پوشیدہ ہو گیا جس طرح سلائی سرمہ دانی میں اور ڈول کی رسی کنویں میں پوشیدہ ہو جاتی ہے۔

بشیر الاسلمی ...... بشیر بن بشیر الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جو اصحاب شجرہ (درخت حدیبیہ والوں)

میں سے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس ناپاک درخت سے کھائے تو وہ ہم سے سرگوشی نہ کرے۔

یہ حدیث یزید بن معدویہ کی بیعت اور رسول اللہ ﷺ سے حیا کے بیان میں حمید سے طول کے ساتھ مروی ہے۔

ہیثم بن نصر بن دہر الاسلمی...... محمد بن عمرو بن ذہرع کہتے تھے

ہیثم بن زہری سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی پیشانی اور ریش بچے کو دیکھا۔ اندازہ کیا تو تیس عدد سفید بال ہوگئے۔

حارث بن حبال...... ابن ربیعہ بن دعبل بن انس بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم نبی ﷺ کی صحبت پائی یہ روایت ہشام بن محمد آپ کے ہم رکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔

مالک بن جبیر بن حبال...... ابن ربیعہ بن دعبل، نبی ﷺ کی صحبت پائی، بروایت ہشام بن محمد بن السائب الکلبی حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ کے ہمرکاب تھے

(کتاب ابن حیویہ کے بارھویں جزو کا آخری حصہ اور اس کے بعد تیرھواں حصہ ہے اور بنی مالک بن افصیٰ کا ذکر ہے جو کمزور تھے۔

(الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ محمدٌ وآلہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنی مالک بن افصیٰ جو اسلم کے بھائی تھے اور وہ بھی ان لوگوں میں تھے جو کمزور تھے۔

اسماء بن حارثہ ابن سعد بن عبداللہ بن غیاث بن سعد بن عمرو بن عامر بن ثعلبہ ابن مالک بن افصیٰ اور بنی حارثہ تک بنی مالک بن افصیٰ کا بیت ہے۔

اسماء بن حارثہ کی اولاد میں خیاان بن عبداللہ بن اسماء بن حارثہ تھے جو ابوجعفر منصور کے قواد (فوجی سرداروں) میں سے تھے ان کا بنی عباس کی دعوت میں (یعنی دفتر مجاہدین وظیفہ یافتگان میں) ذکر تھا۔

اسماء بن حارثہ اسلمی سے مروی ہے کہ میں یوم عاشورہ (۱۰ محرم) کو رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ فرمایا اے اسماء کیا آج تم نے روزہ رکھا ہے۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا روزہ رکھو۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے صبح کا کھانا [illegible] ہے۔ فرمایا دن کے باقی حصے [illegible] اور [illegible] قوم کو بھی حکم دو کہ وہ بقیہ دن روزہ رکھیں۔

میں نے اپنی قوم [illegible] کے پاس [illegible] اور [illegible] سے [illegible] کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں، ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو صبح کا کھانا کھا لیا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نے تم لوگوں کا حکم دیا ہے کہ باقی دن میں روزہ رکھو۔

سعید بن عطا بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسماء و ہند فرزندان حارثہ کو قبیلہ اسلم کی جانب بھیجا کہ دونوں ان لوگوں سے کہیں کہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو حکم دیتے ہیں کہ رمضان

میں مدینہ میں حاضر ہو یہ اس وقت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ مکہ کا ارادہ فرمایا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسماء بن حارثہ کی وفات ۶۶ھ میں ہوئی۔ اس زمانے میں وہ اسی سال کے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے دوسرے اہل علم کو کہتے سنا کہ اسماء کی وفات بصرے میں معاویہؓ بن ابی سفیان کی خلافت اور زیاد کی ولایت میں ہوئی۔

ان کے بھائی:

ہند بن حارثہ الاسلمی

...... حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ میں نے اسماء و ہند فرزندان حارثہ کو رسول اللہ ﷺ کا خادم ہی دیکھا، زمانہ دراز سے آپ کے دروازے پر رہنا اور دونوں کا آپ کی خدمت کرنا ان کا شیوہ تھا۔ دونوں محتاج تھے ان کے پسماندہ یمن میں تھے۔ ہند ابن حارثہ کی وفات مدینہ میں معاویہؓ بن ابی سفیان کے زمانہ خلافت میں ہوئی۔

بعض اہل علم نے بیان کیا کہ یہ لوگ آٹھ بھائی تھے جنھوں نے نبی ﷺ کی صحبت پائی سب کے سب بیعۃ رضوان میں (جو درخت حدیبیہ کے نیچے لی گئی) حاضر تھے، وہ آٹھواں بھائی اسماد، ہند، وخداش، وذویب، وحمران ،وخضالہ، وسلمہ، ومالک فرزندان حارثہ ابن سعد بن عبداللہ بن غیاث تھے۔

ذوئب بن حبیب الاسلمی

...... بنی مالک بن اقصیٰ برادران اسلم میں سے تھے۔

ابن عباس کہتے تھے کہ ہم سے ذوئب صاحب ہدی رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ان سے ہلاکت شدہ ہدی (جانوران قربانی) کو دریافت فرمایا۔

مدینہ میں ان کا مکان تھا معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے۔

ہزال الاسلمی

...... وہ ابو نعیم بن ہزال تھے جو بنی مالک ابن اقصیٰ برادران سلم میں سے تھے اور ماعز بن مالک کے ساتھی تھے جن کو نبی ﷺ نے فعل زنا کی وجہ سے جو انھوں نے کیا تھا حکم دیا کہ آپ کے پاس آئیں اور آپ ہی کے پاس ٹھہریں۔

یزید بن نعیم بن ہزال نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ماعز کے خالد نے اپنے بیٹے ماعز کے متعلق مجھے وصیت کی تھی۔ وہ میری پرورش میں تھے، ان کی میں اس سے بھی زیادہ خوبی سے کفالت کرتا تھا جیسی کوئی کسی کرتا ہے۔ ایک روز وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ میں ایک بڑے عمر والی عورت کا پیام دیتا تھا جسے میں پہچانتا تھا۔ میں نے اس سے اپنا مقصود حاصل کر لیا۔ اب اپنے کئے پر نادم ہوں۔ تمھاری کیا رائے ہے انھوں نے یہ مشورہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں اور آپ کو اطلاع دیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور زنا کا اقرار کر لیا وہ شادی شدہ تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے انھیں الحرا لے جانے کا حکم دیا ہمراہ ابو بکر صدیقؓ کو بھیجا کہ وہ انھیں سنگسار کر دیں جب پتھر لگے تو العقیق کی طرف بھاگے انھیں الکیس میں پکڑ لیا گیا جس شخص نے انھیں وطیف حمادی پکڑا وہ عبداللہ بن

انیس تھے وہ برابر انھیں پتھر مارتے رہے یہاں تک کہ قتل کر دیا۔

عبداللہ بن انیس۔ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اطلاع دی، فرمایا کہ تم لوگوں نے انھیں کیوں نہ چھوڑ دیا۔ شاید وہ توبہ کرتے اور اللہ انکی توبہ قبول کر لیتا پھر فرمایا کہ اے ہزال تم نے اپنے یتیم کے ساتھ بہت برا کیا اگر تم اپنی چادر کے کنارے سے انکی ستر پوشی کرتے تو تمھارے لئے بہتر ہوتا۔

عرض کی یا رسول اللہ مجھے معلوم نہ تھا اس امر کی گنجائش ہے رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو بلایا جس سے انھوں نے یہ فعل کیا تھا۔ فرمایا چلی جا اور اس سے آپ نے کچھ باز پرس نہ کی لوگوں نے ماعز کے بارے میں چونکہ کوئی کسی کی اور بہت تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انھیں ایسی توبہ کی کہ اگر ایسی توبہ میری امت کا ایک ایک گروہ کرتا تو میں ان سب سے درگزر کرتا۔

ماعز بن مالک الاسلمی ...... اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی، یہ وہی شخص تھے جو ایک گناہ کے مرتکب ہوئے اور نادم ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اقرار کیا۔ وہ شادی شدہ تھے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق حکم دیا تو انھیں سنگسار کر دیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ انھوں نے ایسی توبہ کی کہ اگر وہ ویسی توبہ میری امت کا ایک گروہ کرتا تو میں ان سب سے درگزر کرتا۔

ابن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ماعز بن مالک کے لئے دعائے مغفرت کرو۔

(اور بقیہ قبائل الازد میں سے، پھر دوس بن عدثان بن عبداللہ بن زہران ابن کعب بن الحارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر الازد میں سے)۔

ابو ہریرہؓ ......— محمد بن عمر نے کہا کہ ان کا نام عبدشمس تھا۔ اسلام لائے تو عبداللہ رکھا دوسروں نے کہا کہ ان کا نام عبدنہم تھا اور کہا جاتا ہے کہ عبدغنم تھا، یہ بھی کہتے ہیں کہ سکین تھا۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ ان کا نام عمیر بن عامر ابن عبد ذی الشری بن طریف بن غیاث بن ابی صعب بن ہنیہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس تھا، ان کی والدہ دختر صفیح ابن الحارث بن شابی بن ابی صعب بن ہنیہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم ابن فہم بن دوس تھیں۔

ابو ہریرہؓ کے ماموں سعد بن صفیح بنی دوس کے سخت لوگوں میں سے تھے۔

قریش کے جس شخص کو پکڑ لیتے اسے ابی ازہر الدوسی کے بدلے قتل کر ڈالتے۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ میں مدینہ میں آیا تو رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے بنی غفار کے ایک شخص کو پایا جو نماز فجر میں لوگوں کی امارت کر رہے تھے میں نے انھیں پہلی رکعت میں سورہ مریم اور دوسری رکعت میں ویل للمطففین پڑھتے سنا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ جب میں نبی ﷺ کی خدمت میں حضر ہوا تو راستے میں یہ شعر کہا:

یالیلۃً من طولھا وعنائھا　　　علیٰ انھا من دارۃ الکفر نجت

(اے شب کی درازی اوراس کی مشقت۔علاوہ اس کے کہ اس نے کفر کے مقام سے پھینک دیا)۔

راستے میں میرا غلام بھاگ گیا، جب میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپس سے بیعت کرلی تو آپ کے پاس ہی تھا کہ یکا یک غلام نظر آیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابو ہریرہ یہ تمھارا غلام ہے، عرض کی کہ وہ اللہ کی راہ کے لئے ہے اور میں نے اسے آزاد کردیا۔

میں یتیمی کی حالت میں پیدا ہوا ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ میں یتیمی کی حالت میں پیدا ہوا۔ مسکینی کی حالت میں ہجرت کی بسرت بنت غزوان کا اپنے پیٹ کے کھانے اور پاؤں کی نوبت پر اجیر، (مزدور وملازم) تھا، جب وہ لوگ اترتے تھے تو میں خدمت کرتا تھا اور جب وہ لوگ سوار ہوتے تھے تو حدی (وہ اشعار جن سے اونٹ مست ہو کے خوب چلتا ہے) پڑھتا تھا۔

پھر اللہ نے اس سے میرا نکاح کردیا۔سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے دین کو معدل، مستقیم بنایا اور ابو ہریرہ کو امام بنایا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دختر غزوان کو پیٹ کے کھانے اور پاؤں کی نوبت پر کرائے کو دیدیا۔وہ مجھے تکلیف دیتی تھی، مجبور کرتی تھی کہ میں کھڑا ہو کر چلوں اور برہنہ پا زمین پر چلوں اللہ نے اس سے میرا نکاح کردیا۔تو میں اسے تکلیف دیتا تھا کہ وہ کھڑے ہو کر برہنہ پا زمین پر چلے۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ میں ابن عفانؓ اور دختر غزوان کا اپنے پیٹ کے کھانے اور پاؤں کی نوبت پر نوکر تھا کہ جب وہ سوار ہوتے تھے تو میں انھیں چلاتا تھا اور جب اترتے تھے تو ان کی خدمت کرتا تھا۔دختر غزوان نے ایک روز مجھ سے کہا کہ تم ضرور ضرور کھڑے ہو کر چلو گے اور ضرور ضرور برہنہ پا چلو گے بعد کو اللہ نے اس سے میرا نکاح کردیا تو میں نے کہا کہ تم ضرور ضرور برہنہ پا چلو گی اور ضرور ضرور کھڑی ہو کر چلو گی۔

شاید ابو ہریرہؓ کو جنون ہے........محمد سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ نے ناک چھنکی ان کے بدن پر کتان کی گیروی رنگ کی چادر تھی انھوں نے اسی میں ناک چھنکی لی پھر انھوں نے کہا کہ واہ واہ ابو ہریرہ کتاں کی ناک چھنکتا ہے حالانکہ میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا ہے۔کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر اور عائشہؓ کے حجرے کے درمیان آنے والا آتا تھا اور سمجھتا کہ ابو ہریرہ کو جنون ہے۔

حالانکہ مجھے جنون نہ تھا صرف بھوک تھی میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ میں ابن عفان اور دکتر غزوان کا اپنے پیٹ کے کھانے اور اپنے پاؤں کی نوبت پر نوکر تھا کہ جب وہ لوگ کوچ کرتے تھے تو میں انھیں چلاتا تھا اور جب اترتے تھے تو میں انکی خدمت کرتا تھا، پھر ایک روز اس (دختر غزوان) نے کہا کہ تمھیں ضرور پیادہ چلنا ہوگا اور ضرور کھڑے ہو کر چلنا ہوگا اس کے بعد اللہ نے اس سے میرا نکاح کردیا تو اس نے اس سے کہا کہ تمھیں ضرور پیادہ چلنا ہوگا اور ضرور ضرور کھڑے ہو کر چلنا ہوگا۔

عمار بن ابی عمار سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ میں جس مشہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب شریک ہوا۔آپ نے اس میں میرا حصہ ضرور لگایا سوائے اس کے کہ جو خیبر میں تھا کیونکہ وہ اہل حدیبیہ کے لئے مخصوص تھا۔

ابو ہریرہ اور ابو موسیٰ حدیبیہ اور خیبر کے درمیان آئے تھے۔

عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو ہریرہؓ ۷ھ میں اسوقت آئے کہ نبی ﷺ خیبر میں تھے۔ وہ خیبر چلے گئے اور نبی ﷺ کے ہمرکاب مدینہ آئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے چار سال نبی ﷺ کی رفاقت میں گزارے

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں نے تین سال نبی ﷺ کی صحبت پائی، ان سالوں میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے اس کے یاد کرنے سے اور سمجھنے سے زیادہ پسند مجھے کوئی چیز کبھی نہ تھی۔

حمید بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ نے چار سال تک نبی ﷺ کی صحبت پائی۔

عراک بن مالک کے والد نے اپنی قوم کے ایک گروہ سے روایت کی کہ ابو ہریرہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ بطور وفد کے مدینہ آئے رسول اللہ ﷺ خیبر جا چکے تھے آپ نے مدینہ پر بنی غفار کے ایک شخص کو جن کا نام سباع بن عرفطہ تھا اپنا جانشین بنایا تھا......وہ نماز فجر میں تھے، انھوں نے پہلی رکعت میں ''کھیعص'' اور دوسری رکعت میں ''ویل للمطففین'' پڑھی۔

ابو ہریرہؓ نے کہا کہ پھر میں نماز میں کہتا تھا کہ:

''ویل لابی فلان له میکالان اذا کتال بالوافی واذا کال کال بالناقص''

''فلاں کے عالد کی خرابی ہے کہ جس کے پاس دو پیمانے ہیں (ایک پورا اور ایک کم) کہ جب وہ تلوائے تو پورے سے (تلوائے) اور جب خود تول کے دے تو کم سے طول کردے۔

جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو سباع کے پاس آئے، پھر کچھ توشہ لے کے رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں آئے آپ فتح کر چکے تھے پھر آپ نے مسلمانوں سے گفتگو کی تو انھوں نے ہمیں اپنے حصوں میں شریک کر لیا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ کوئی مومن اور مومنہ ایسی نہیں جو مجھے سنے اور مجھ سے محبت نہ کرے، راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا آپ کو کا ن بتاتا ہے۔

ام ابی ہریرہؓ کا قبول اسلام

انھوں نے کہا کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا تو وہ انکار کرتی تھیں۔

ایک روز میں نے انھیں اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں وہ باتیں سنائیں جو میں پسند کرتا تھا۔

میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں والدہ ابی ہریرہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا تو وہ انکار کرتی تھیں اور آج میں نے انھیں دعوت دی تو آپ کے بارے میں وہ باتیں سنائیں جنھیں میں ناپسند کرتا ہوں۔ آپ اللہ سے دعا کیجیے وہ والدہ ابی ہریرہ کو اسلام کی طرف پھیر دے۔

آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی۔ میں اپنے گھر آیا تو دروازہ بھڑا ہوتا تھا اور پانی کے بہنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

والدہ نے اپنا شلوکا پہنا اور جلدی سے اوڑھنی اوڑھی۔ پھر کہا کہ اے ابو ہریرہ اندر آؤ اندر داخل ہوا تو کہا

کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

میں دوڑتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ خوشی سے اسی طرح رو رہا تھا جس طرح غم سے رویا تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ! خوش ہو جایئے اللہ نے آپ کی دعا قبول کر کے والدہ ابی ہریرہ کو اسلام کی ہدایت دی۔

پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے اور میری والدہ کو مومنین ومومنات کا محبوب بنادے ، جو مومنہ ومومن مجھے سمجھتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں ایک روز اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلا مجھے صرف بھوک نے نکالا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت کو پایا۔ ان لوگوں نے بھی یہی کہا کہ واللہ ہمیں صرف بھوک نے نکالا ہے۔

ہم لوگ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ فرمایا کہ تم لوگوں کو اس وقت کیا چیز لائی۔ عرض کی یا رسول اللہ ہمیں بھوک لائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک طباق منگایا جس سے کھجوریں تھی ہم میں سے ہر شخص کو دو دو کھجوریں عطا فرمائیں اور فرمایا کہ یہی دو دو کھجوریں کھاؤ اور پانی پیو تو آج کے دن تمہیں کافی ہونگی۔

ابو ہریرہ نے کہا کہ میں نے ایک کھجور کھالی اور ایک کھجور اپنی تھیلی میں رکھ دی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ تم نے یہ کھجور کیوں اٹھالی عرض کی کہ اسے اپنی والدہ کے لئے اٹھالیا ہے۔ فرمایا اسے کھالو۔ کیونکہ میں تمہیں ان کے لئے دو کھجوریں دونگا میں نے وہ کھالی اور آپ نے مجھے ان کے لئے دو کھجوریں وطا فرمائیں۔

ابن شہادت سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ اپنی والدہ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے تاوقتیکہ وہ وفات نہ پا گئیں حج نہیں کرتے تھے۔

ابو ہریرہ کی کنیت کی وجہ

عبداللہ بن رافع سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ سے کہا کہ لوگوں نے آپکی کنیت ابو ہریرہؓ کیوں رکھ دی؟

انھوں نے کہا کیا تم مجھ سے ڈرتے نہیں، میں نے کہا کیوں نہیں واللہ آپ سے ضرور ڈرتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ میں متعلقین کی بکریاں چراتا تھا اور میری ایک چھوٹی سی بلی تھی۔ جب رات ہو جاتی تھی تو میں اسے درخت پر رکھ دیتا تھا اور صبح ہوتی تھی میں اسے پکڑ کر اس سے کھیلتا تھا اسی لئے لوگوں نے میری کنیت ابو ہریرہ (بلی کا باپ) رکھ دی۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ میں نے آپ سے بہت حدیثیں سنیں مگر انھیں بھول جاتا ہوں۔

فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے اسے پھیلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دن بھر حدیث بیان فرمائی، میں نے اپنی چادر اپنے سینے سے لگالی آپ نے مجھ سے جو کچھ بیان کیا تھا میں اسے نہیں بھولا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے اسے پھیلا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دن بھر حدیث بیان فرمائی۔ میں نے اپنی چادر اپنے سینے سے لگالی۔ آپ نے مجھ سے جو

کچھ بیان کیا تھا میں اسے نہیں بھولا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ عرض کی یارسول اللہ ﷺ قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ سعادت کون حاصل کرے گا؟ فرمایا کہ اے.....ابوہریرہ میرا گمان تھا کہ مجھ سے یہ حدیث تم سے پہلے کوئی نہیں پوچھے گا اس لئے کہ میں تمھارا شوق حدیث دیکھتا تھا، قیامت کے دن میرے شفاعت سب سے زیادہ سعادت وہ شخص حاصل کریگا جو اخلاص کے ساتھ اپنے دل سے لا الہ الا اللہ کہے گا۔

ایک آیت کی تفسیر

الزہری سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ۔

''ان الذین یکتمون ماانزلنا من البینات والھدی من بعد مابیناہ للناس فی الکتاب الآیۃ''

(بے شک جولوگ ان دلائل وہدایت کو اس کے بعد چھپاتے ہیں کہ ہم نے اسے کتاب میں لوگوں کے لئے واضح طور پر بیان کردیا ہے یہی لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اوران لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں)۔

ابوہریرہ نے کہا کہ تم لوگ کہتے ہو کہ ابوہریرہ نے نبی ﷺ سے بہت روایت کی حالانکہ وعدہ کا مقام (قیامت) اللہ ہی کے لئے ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ مہاجرین کو کیا عذر ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے یہ احادیث نہیں روایت کرتے۔

میرے ساتھی مہاجرین کو بازار کے معاملات مشغول رکھتے تھے اور میرے ساتھی انصار کو انکی زمینیں اوران کا انتظام مشغول رکھتا ہے۔ میں ایک مسکین آدمی تھا اور بہت زیادہ رسول اللہ ﷺ کی ہم نشینی اختیار کرتا تھا جب وہ لوگ باہر ہوتے تھے تو میں حاضر ہوتا تھا اور جب وہ لوگ بھولتے تھے تو میں یاد رکھتا تھا۔

کون اپنی چادر پھیلاتا ہے؟

ایک روز نبی ﷺ نے ہم سے حدیث بیان فرمائی اور فرمایا کہ کون اپنی چادر پھیلاتا ہے کہ میں اس میں اپنی حدیث انڈیل دوں اور وہ اسے اپنے سینے سے لگالے، پھر جوسنا ہے اسے کبھی نہ بھولے۔

میں نے اپنی چادر پھیلادی۔ آپ نے مجھ سے حدیث بیان کی میں نے اسے اپنے سینے سے لگالیا۔ واللہ میں جو کچھ سنتا تھا اسے کبھی نہیں بھولتا تھا۔ واللہ اگر کتاب اللہ میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں تم سے کبھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت کی:

''ان الذین یکتمون ماانزلنامن البینات والھدیٰ من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللٰعنون''

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ جس سے علم دریافت کیا گیا اوراس نے اسے چھپایا تو اسے قیامت کے دن آگ کی لگام ڈال کے لایا جائیگا۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اگر سورہ بقرہ میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں تم لوگوں سے کبھی کوئی حدیث نہ بیان کرتا:

''ان الذین یکتمون ماانزلنا من البینات والھدیٰ من بعد مابیناہ للناس فی الکتاب آلئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون''

لیکن وعدے کا دن (قیامت کا دن) اللہ ہی کے لئے ہے۔

علم کے چھپانے پر ایک کڑی وعید

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ جو اس علم کو چھپائے جس سے نفع حاصل ہوتا ہو تو قیامت کے دن اس کے آگ کی لگام ڈالی جائیگی۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو ظرف بھر کر (حدیثیں) یاد رکھیں، لیکن ان میں سے ایک (ظرف) کو تو میں نے پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ گلا کاٹ ڈالا جائے۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اگر میں تم لوگوں کو سب بتادوں جو میں جانتا ہوں تو لوگ مجھے ڈھیلے ماریں اور کہیں کہ ابو ہریرہ مجنون ہے۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے اگر وہ سب میں تم لوگوں سے بیان کردوں تو ضرور تم لوگ مجھے اونٹ کی مینگنیوں سے مارو گے۔

حسن نے کہا کہ انھوں نے سچ کہا، واللہ اگر ہمیں وہ بتاتے کہ بیت اللہ منہدم کیا جائے گا یا جلایا جائیگا تو لوگ ان کی تصدیق نہ کرتے۔

ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں۔

اے ابو ہریرہ تم نے بہت زیادہ بیان کیا، قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم لوگوں سے وہ سب بیان کر دیتا جو میں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے تو تم لوگ مجھے چھلکے مارتے اور مجھ سے کلام نہ کرتے۔

عبداللہ بن شقیق سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ کعب سے مسئلہ دریافت کرنے آئے۔ کعب قوم میں تھے پوچھا کہ تم اس سے کیا چاہتے ہو۔

انھوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں کوئی شخص مجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا حافظ نہیں ہے کعب نے کہی ہے کہ تم نے کسی چیز کا طلب گار ایسا نہ پایا ہوگا جو زمانے کے کسی دن اس چیز سے سیراب نہ کردیا جائے۔ سوائے طالب علم یا طالب دنیا کے، ابو ہریرہ نے کہا کہ میں اسی قسم کی حکیمانہ باتوں کے لئے تمھارے پاس آیا تھا۔

ابو ہریرہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ جو شخص جنازے کی نماز پڑھے گا تو اس کے لئے ایک قیراط (ثواب) ہے اور کی نماز پڑھے اور اس کے ساتھ جائے تو اس کے لئے دو قیراط (ثواب) ہے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ غور کرلو کہ تم کیا بیان کرتے ہو، ابو ہریرہؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور عائشہؓ کے پاس لے گئے انھوں نے ان سے اس کو دریافت کیا۔ تو عائشہ نے کہا کہ ابو ہریرہ نے سچ کہا۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ اے عبدالرحمٰن، مجھے بازار کے معاملات رسول اللہ ﷺ (کی صحبت) سے باز نہیں رکھتے تھے، مجھے تو رسول اللہ ﷺ جو کلمہ بتاتے تھے یا جو لقمہ کھلا دیتے تھے اہم معلوم ہوتا تھا۔

ابو ہریرہؓ کا لباس

ابو ہریرہ سے (دوسرے طریق سے) نبی ﷺ سے اسی کے مثل مروی ہے۔ سوائے اس کے کہ انھوں نے کہا کہ خز (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) جو آپ نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو پہنایا ابو ہریرہ کو بھی ایک خاکی

رنگ کی چادر اڑھائی وہ اسے اس کی چوڑان سے دہرا کرتے تھے، پھر اسے کچھ کیڑا لگ گیا (یا پھٹ گئی تو اسے جوڑ لیا اور اس طرح رفو نہیں کیا جائے جس طرح لوگ رفو کرتے ہیں، گویا میں انکی ریشم کی چادروں کو دیکھتا ہوں۔

وہب بن کیسان سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو خز (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) پہنتے دیکھا۔

المقبری سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ کے بدن پر خز کی چادر دیکھی ہے۔

محمد زیاد سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ کے بدن پر خذ کی چادر دیکھی ہے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ خز پہنتے تھے۔

سعید بن ابی سعید سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ کے بدن پر ایک چادر دیکھی جس میں دیبا کی گنڈیاں لگی تھیں۔

جناب بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو دیکھا کہ ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ گیرو رنگ ہوئے کپڑے پہنتے تھے۔

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ کے چادر اوڑھنے کا طریقہ بغل سے نیچے سے تھا۔

قرۃ بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ کیا ابو ہریرہؓ سخت مزاج تھے، انھوں نے کہا نہیں، بلکہ وہ نرم مزاج تھے، پوچھا ان کا رنگ کیسا تھا انھوں نے کہا کہ گورا میں نے کہا کیا وہ خضاب کرتے تھے، انھوں نے کہا اس طرح کہ جیسا تم (میری داڑھی میں) دیکھتے ہو، محمد بن سیرین نے اپنا ہاتھ اپنی داڑھی کی طرف جھکایا جو سرخ تھی، میں نے کہا ان کا لباس کیسا تھا۔ انھوں نے کہا کہ ایسا ہی جیسا تم (مجھے) دیکھتے ہو، اور محمد بن سیرین کے بدن پر کتان کی دو گیروی رنگ کی دو چادریں تھیں انھوں نے کہا کہ ایک روز انھوں نے ناک چھنکی اور کہا کہ واہ، واہ، ابو ہریرہؓ کتان میں ناک چھنکتا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ وہ مہندی کا خضاب کرتے تھے، انھوں نے ایک روز اپنی داڑھی پکڑ کے کہا کہ گویا میرا خضاب ابو ہریرہؓ کا خضاب ہے، میری داڑھی مثل ابو ہریرہؓ کی داڑھی کے ہے۔ میرے بال ان کے بالوں کے ہیں، میری چادریں مثل انکی چادروں کے ہیں اور ان کے بدن پر دو گیرو کے رنگ کی چادریں تھیں۔

محمد سے مروی ہے کہ ایک روز ابو ہریرہؓ نے اپنی چادر میں ناک چھنکی، پھر کہا کہ واہ واہ، کتان میں ناک چھنکتا ہے۔

ابو ہلال نے کہا کہ غالباً ایک مدنی شیخ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہ کو دیکھا کہ اپنے رخساروں کے بال کترواتے تھے، اور انکی داڑھی زرد تھی۔

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ کھڑے ہو کر جوتہ پہننے کو اور اپنے کرتے پر تہمند باندھنے کا ناپسند کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا حلیہ مبارک

............عبدالرحمن بن ابی لبیبۃ الطائفی سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو دیکھا کہ مسجد میں تھے ابن خیثم نے کہا کہ میں نے عبدالرحمن سے استدعا کی، مجھ سے انکا حلیہ بیان کیجئے تو انھوں نے کہا کہ وہ گندم گوں آدمی تھے دونوں شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا دو کاکل والے تھے اور آگے کے دو دانتوں کے درمیان فاصلہ تھا۔

ضمضم بن جوس سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں گیا ایک شیخ نظر آئے جو سر کے بالوں کو گوندھے ہوئے تھے اور ان کے دانت خوب چمکدار تھے، میں نے کہا آپ کون ہیں آپ پر اللہ رحمت کرے، انھوں نے کہا کہ میں ابو ہریرہؓ ہوں

عثمان بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو دیکھا کہ وہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے اس وقت ہم لوگ مکتب میں (پڑھتے) تھے۔ قرۃ بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ ابو ہریرہؓ خضاب کرتے تھے تو انھوں نے کہا کہ ہاں میرا یہ خضاب کرتے تھے، اور وہ اس روز مہدی کے خضاب میں تھے۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں بحرین کا عامل تھا۔

عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا تو انھوں نے کہا کہ اے اللہ کے اور اسلام کے دشمن یا اے اللہ کے اور اسکی کتاب کے دشمن تم نے اللہ کا مال چرایا، میں نے کہا نہیں، میں اس کا دشمن ہوں جو ان دونوں (اللہ واسلام یا کتاب اللہ) سے عداوت کرے۔ میں نے چوری نہیں کی بلکہ میرے گھوڑے کی نسل بڑھی اور میرے حصے جمع ہو گئے، انھوں نے مجھ سے بارہ ہزار درم لے لئے۔

بعد کو مجھ سے کہلا بھیجا کہ تم عامل کیوں نہیں بنتے، میں نے کہا نہیں پوچھا کیوں کیو یوسف نے عمل نہیں کیا ہے۔ (یعنی انتظام ملک) میں نے کہا کہ یوسف تو نبی کے بیٹے نبی تھے، میں آپ لوگوں عمل (عہدہ) سے دو یا تین چیزوں سے ڈرتا ہوں پوچھا کہ پانچ سے کیوں نہیں کہتے، میں نے کہا کہ میں ان سے ڈرتا کہ لوگ میری آبرو کو بدنام کریں گے یا میرا مال لے لیں گے اور میری پشت پر ماریں گے۔ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ بغیر حکم کے کلام کروں یا بغیر علم کے فیصلہ کروں۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن اور اس کی کتاب کے دشمن کیا تم نے اللہ کا مال چرایا۔ میں نے کہا کہ میں نہ اللہ کا دشمن ہوں نہ اس کی کتاب کا دشمن ہوں۔ البتہ میں اس کا دشمن ہوں جو ان دونوں ....کا دشمن ہے۔ میں نے اللہ کے مال کی چوری نہیں کی ہے۔ پوچھا کہ تمھارے پاس دس ہزار درم کہاں سے جمع ہو گئے، میں نے کہا کہ یا امیر المومنین میرے گھوڑے کی نسل بڑھی میرے حصے ملتے رہے اور میری عطا ملتی رہی، امیر المومنین نے ان کے متعلق حکم دیا تو وہ لے لئے گئے۔

راوی نے کہا کہ ابو ہریرہؓ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ امیر المومنین کی مغفرت فرما۔

اسحاق بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو ہریرہؓ سے پوچھا کہ اے ابو ہریرہؓ تم نے امارت کو کیسا محسوس کیا۔ انھوں نے کہا کہ جس وقت آپ نے مجھے (امارت پر) بھیجا تھا تو میں اسے ناپسند کرتا تھا۔ اور آپ نے جس وقت معزول کیا ہے تو میں اسے پسند کرتا تھا۔ ابو ہریرہؓ بحرین سے عمرؓ کے پاس چار لاکھ درہم لائے، پوچھا کیا تم نے کسی پر ظلم کیا۔ انھوں نے کہا نہیں، پوچھا کیا تم نے کوئی چیز بغیر اس کے حق کے لی.. ......انھوں نے کہا نہیں، پوچھا تم نے اپنے لئے کتنا لائے، انھوں نے کہا بیس ہزار پوچھا کہ تم نے وہ کہاں سے پایا، انھوں نے کہا میں تجارت کرتا تھا۔ حکم دیا کہ اپنے سرمائے اور تنخواہ کو دیکھو اور اسے لے لو اور جو زائد ہو اسے بیت المال میں داخل کر دو۔

ابو ہریرہؓ بحیثیت خلیفہ سعید بن الحارث سے مروی ہے کہ مروان جب باہر ہوتا تھا یا حج کرتا تھا تو ابو

ہریرہؓ کو خلیفہ بنا جاتا تھا۔ ابی جعفر سے مروی ہے کہ مروان مدینے پر (امیر) رہا کرتا تھا۔ اور جب وہاں سے نکلتا تھا ابو ہریرہؓ کو خلیفہ بنا دیتا تھا۔

عبداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ مروان نے ابی ہریرہؓ کو مدینہ پر خلیفہ بنایا اور خود مکہ روانہ ہوگیا۔

ابی رافع سے مروی ہے کہ مروان اکثر مدینہ پر ابی ہریرہؓ کو خلیفہ بنا کے خود گدھے پر سوار ہوتا جس پر ایک چار جامہ کسا جاتا، اور اندر اس کے کھجور کی چھال کا گودا ہوتا تھا۔ اس طرح وہ روانہ ہوتا تھا۔ اگر کسی شخص سے ملتا تو کہتا کہ راستے سے بچو امیر آتا ہے۔ اکثر لڑکے شب کو برۃ الغراب (کوے کا کھیل) کھیلتے تھے، وہ بے خبر ہوتے تھے اسی حالت میں مروان اپنے آپ کو ان کے درمیان ڈال دیتا تھا اور اپنے پاؤں سے مارتا تھا لڑکے ڈر کر بھاگ جاتے، اکثر وہ............ مجھے رات کو کھانے پر بلاتا اور کہتا کہ ہڈی امیر کے لئے چھوڑ دو میں دیکھتا تو روغن زیتون میں پکی ہوئی ثرید (شوربے میں دم دی ہوئی روٹی) ہوتی تھی۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ مجھے بخار سے زیادہ کوئی بیماری پسند نہیں اس لئے کہ وہ ہر جوڑ کو درد کا حصہ دیدیتا ہے اور اللہ ہر جوڑ کو اس کے اجر کا حصہ دیدیتا ہے۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ راوی نے ان سے سنا جو قبیلہ اسلم کی مجلس میں تھے اور ان لوگوں کی مجلس منبر سے قریب تھی، ابو ہریرہؓ لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے، وہ (ابو ہریرہؓ) مجلس اسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ کہنے لگے کہ مرجاؤ۔ اے سرداران اسلم، مرجاؤ اے گروہ اسلم مرجاؤ، تین مرتبہ کہا، اور ابو ہریرہؓ بھی مرے گا۔

عبید بن باب سے مروی ہے کہ میں برتن سے ابو ہریرہ پر پانی ڈال رہا تھا اور وہ وضو کر رہے تھے۔ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا تو انھوں نے کہا کہ تم کہاں کا ارادہ رکھتے ہو۔ اس نے کہا ازار کا۔ انھوں نے کہا کہ تم اپنی واپسی سے پہلے موت خرید سکو تو خریدنا پھر کہا کہ مجھے اس وجہ سے اللہ سے خوف ہے کہ اس نے موت کو عاجل کر دیا ہے۔

حبیب بن ابی فضالہ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ نے اس طرح موت کا ذکر کیا کہ گویا انھیں اسکی آرزو ہے۔ بعض ساتھیوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد تم کیونکر موت کی تمنا کرتے ہو کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ موت کی تمنا کرے نہ نیکوکار کو نہ بدکار کو۔ نیکوکار کو تو اس لئے کہ اسکی نیکی میں اضافہ ہوگا اور بدکار تو وہ (توبہ کر کے اللہ) منالے گا۔ انھوں نے کہا کہ میں کیونکر موت کی تمنا نہ کروں جبکہ میں خوف کرتا ہوں کہ مجھے چھ چیزیں پالیں گی۔ گناہ کا خفیف سمجھنا، حکامتوں کا فروخت کرنا، رحموں کا قطع کرنا، لشکروں کی اور نشے کی کثرت لوگ قرآن کو گانے کے آلات بنالیں گے۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں ابو ہریرہؓ کے پاس گیا جو بیمار تھے میں نے کہا اے اللہ ابو ہریرہؓ کو شفا دے، ابو ہریرہؓ نے کہا اے اللہ تو مجھے واپس کر (صحت نہ دے) اس کو دو مرتبہ کہا پھر کہا کہ اے ابو سلمہ اگر تم سے مرنا ممکن ہو تو تم بھی مرجاؤ کیونکہ قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں ابو ہریرہؓ کی جان ہے۔ عنقریب علماء پر ایسا زمانہ آئیگا کہ ان میں سے ہر ایک شخص کو موت زر سرخ سے زیادہ محبوب ہوگی یا یا عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی مسلمان کی قبر پر گزرے گا اور کہے گا کہ مجھے پسند تھا کہ اس قبر والا میں ہوتا۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ بیمار ہوئے تو میں عیادت کے لئے ان کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ ابو ہریرہؓ کو شفا دے ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اے اللہ تو اس (صحت) کو واپس نہ کر، پھر کہنے لگے کہ اے ابو سلمہ عنقریب

لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا کہ ان میں سے ایک شخص کو موت زرسرخ سے زیادہ محبوب ہوگی اور اے ابو سلمہ، اگر میں کچھ دن اور زندہ رہا تو عنقریب آدمی قبر پر آئیگا اور کہے گا کہ کاش اس کے یا تمھارے بجائے (اس قبر میں) میں ہوتا۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب ان کے پاس سے کوئی جنازہ گزرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ جاؤ میں بھی تمھارے پیچھے پیچھے آتا ہوں۔

ایک وصیت............سعید سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ کی موت کا وقت آیا تو انھوں نے کہا کہ میری قبر پر شامیانہ نہ لگانا اور نہ میرے ساتھ آگ لے چلنا۔ جب مجھے تم لوگ اٹھانا تو جلدی لے چلنا کیونکہ اگر میں نیک ہونگا تو تم مجھے میرے رب کے پاس لاؤ گے اور اگر میں اس سے سوا ہوں گا تو وہ صرف ایک ایسی چیز ہوگی جسے تم لوگ اپنے کندھوں سے پھینک دوگے۔

عبدالرحمٰن بن مہران مولائے ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ جب ابو ہریرہؓ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے کہا کہ میری قبر میں شامیانہ نہ نصب کرنا اور نہ میرے ساتھ آگ لے چلنا، مجھے جلدی لے چلنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ صالح یا مومن تابوت میں رکھ دیا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے آگے کرو اور جب کافر یا بدکار اپنے تخت پر رکھ دیا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ ہائے ہائے میری خرابی تم لوگ مجھے کہاں لئے جاتے ہو۔

عبدالرحمٰن بن مہران سے مروی ہے کہ مروان ابو ہریرہؓ کی عیادت کے لئے آیا اس نے انھیں غشی میں پایا تو کہا کہ اللہ آپ کو صحت دے۔ ابو ہریرہ نے اپنا سر اٹھایا۔ اللہ سختی کر (یعنی مرض میں) اور قطع کردے (یعنی زندگی کو) مروان نکلا تو اسے اصحاب القطا کے قریب ایک آدمی ملا جس نے کہا کہ ابو ہریرہؓ قضاء کر گئے۔

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ مروان ان کے مرض موت میں ان کے پاس آیا اور کہا کہ اللہ آپ کو شفا دے، ابو ہریرہ نے کہا کہ اے اللہ میں تیری ملاقات کو پسند کرتا ہوں لہٰذا تو بھی میری ملاقات کو پسند کر۔ مروان اصحاب القطا تک بھی نہ پہنچا تھا کہ ابی ہریرہؓ کی وفات ہوگئی۔

سلم بن بشیر بن جحل سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ اپنی بیماری میں روئے تو ان سے کہا گیا کہ اے ابو ہریرہؓ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے انھوں نے کہا کہ میں تمھاری اس دنیا پر نہیں روتا ہوں میں اپنے سفر کی دوری اور توشے کی کمی پر روتا ہوں، میں نے جنت دوزخ کی منزل کی راہ پر صبح کی دوری اور توشے کی کمی پر روتا ہوں، میں جنت دوزخ کی منزل کی راہ پر صبح کی ہے، مجھے معلوم نہیں کہ ان میں سے کس کی طرف مجھے چلایا جائے گا۔ ابی سلمہ سے مروی ہے کہ میں ابو ہریرہؓ کے پاس گیا وہ انتقال کر رہے تھے انھوں نے اپنے متعلقین سے کہا کہ نہ میرے عمامہ باندھنا اور نہ کرتہ پہنانا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے کیا گیا۔

ثابت بن مسحل سے مروی ہے کہ لوگ عوالی (مدینہ) سے ابو ہریرہؓ کی نماز جنازہ) کے لئے آئے ولید بن عتبہ مدینہ کا امیر تھا۔ اس ان لوگوں کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھے اطلاع دیئے ان کو دفن نہ کرنا اور خود ظہر کے بعد سو گیا۔ ابن عمر اور ابو سعد الخدری نے جو موجود تھے کہا کہ ابو ہریرہؓ کو باہر نکالو۔ انھوں نے بعد ظہر باہر نکالا موضع الجنائز تک لے گئے عصر کا وقت قریب آ گیا قوم نے کہ ابو ہریرہؓ پر نماز پڑھ لو ولید کے نکلا لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر ابو ہریرہؓ پر نماز پڑھی، حالانکہ لوگوں میں ابن عمر وابو سعید الخدری بھی تھے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ ابو ہریرۃؓ پر ولید بن عتبہ نے نماز پڑھی جو امیر مدینہ تھا۔ جس روز ابو ہریرہؓ کی وفات ہوئی تو مروان بن الحکم عمل مدینہ سے معزول تھا۔

محمد ہلال نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس روز ابو ہریرہؓ کی وفات ہوئی میں حاضر تھا، ابو سعید الخدری اور مروان جنازے کے آگے چل رہے تھے۔ عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں ابو ہریرہؓ کے جنازے میں ابن عمر کے ساتھ تھا، وہ اس کے آگے چل رہے تھے اور کثرت سے ان پر رحمت کی دعا کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے وہ ان لوگوں میں تھے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث یاد کر کے لوگوں تک پہنچائی۔

محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان سے مروی ہے کہ جب ابو ہریرہ ب کی وفات ہوئی تو عثمان کے لڑکے ان کا جنازہ اٹھائے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ انکی اس رائے کی حفاظت کے لئے جو عثمان کے بارے میں تھی بقیع پہنچے۔ ثابت بن سحل سے مروی ہے کہ ولید بن عتبہ نے معاویہؓ کو خط لکھ کر ابو ہریرہؓ کی وفات کی اطلاع دی تو انھوں نے لکھا کہ دیکھوں انھوں نے کس کو چھوڑا۔ ان کے ورثہ کو دس ہزار درم دیدو، ان کے عہد کو اچھا کرو اور ان لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو کیونکہ وہ ان لوگوں میں تھے جنھوں نے عثمانؓ کی مدد کی تھی اور مکان (محاصرے) میں ان کے ہمراہ تھے اللہ ان پر رحمت کرے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو ہریرہؓ ذوالحلیفہ میں اترا کرتے تھے، مدینے میں ان کا ایک مکان تھا جو انھوں نے اپنے مولی کو دے دیا تھا۔ اس کے بعد لوگوں نے اسے عمر بن بزیع کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

وفات ابو ہریرہؓ نے ابو بکرؓ و عمرؓ سے روایت کی ہے، انکی وفات ۵۹ھ میں معاویہؓ بن ابی سفیان کے آخری زمانہ خلافت میں ہوئی۔ وفت کے روز اٹھتر سال کے تھے انھیں نے عائشہؓ زوجہ نبی ﷺ پر رمضان ۵۸ھ میں نماز پڑھی اور ام سلمہ زوجہ نبی ﷺ پر شوال ۵۹ھ میں نماز پڑھی حالانکہ ولید بن عتبہ والی مدینہ تھا۔ وہ الغابہ سوار ہو کے چلا گیا اور ابو ہریرہؓ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دے گیا انھوں نے شوال میں ام سلمہ پر نماز پڑھی اس کے بعد اسی سال ابو ہریرہؓ کی وفات ہوئی۔

ابوالرویٰ الدوسی

ابوالرویٰ الدوسی...... ازد میں سے تھے، ذوالحلیفہ میں رہا کرتے تھے، وہ عثمانی تھے، ابو بکر صدیقؓ سے روایت کی ہے اور معاویہؓ بن ابی سفیان سے پہلے انکی وفات ہوئی۔

سعد بن ابی ذباب الدوسی

سعد بن ابی ذباب الدوسی...... سعد بن ابی ذباب سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہوا، عرض کی یارسول اللہ میری قوم کے وہ اموال کو بوقت قبول اسلام ان کے قبضہ میں تھے انھیں کے لئے کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کر دیا اور مجھے ان پر عامل بنا دیا، عمرؓ نے بھی مجھے عامل بنایا۔

سعد اہل السراۃ میں سے تھے، انھوں نے کہا کہ میں نے قوم سے شہد کے بارے میں گفتگو کی اور کہا کہ اس کی زکوٰۃ دو کیونکہ اس پیداوار میں یا مال میں کوئی خیر نہیں جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔ لوگوں نے پوچھا کہ تم کتنی زکوٰۃ مناسب سمجھتے ہو۔ میں نے کہا کہ دسواں حصہ، میں نے ان لوگوں سے دسواں حصہ لے لیا۔ عمرؓ بن الخطاب کے پاس

لایا اور جو واقعہ تھا اس کی انھیں خبر دی، عمر نے اسے لے لیا اور فروخت کر کے قیمت صدقات مسلمین میں شامل کر دی۔

عبداللہ بن بحینہ...... بحینہ انکی والدہ تھیں، وہ الارت کی بیٹی تھیں اور الارت حارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصیٰ تھے۔ عبداللہ کے والد مالک بن القشب تھے اور قشب جذب بن نضلہ بن عبداللہ بن رافع بن مخفب بن مبشر بن صعب بن دہمان بن نصر بن کعب بن الحارث بن عبداللہ بن نصر بن الازد تھے۔ وہ اپنی قوم بنی مخفب سے کسی امر میں ناراض ہوئے تو قسم کھائیکہ ایک گھر مالک کو ان لوگوں کو جمع نہیں کریگا۔ وہ مکہ چلے گئے۔ مطلب بن عبد مناف سے معاہدہ حلف کر لیا اور بحینہ بنت الحارث بن المطلب سے نکاح کر لیا۔ ان کے پہاڑ ان سے عبداللہ پیدا ہوئے۔

عبداللہ کی کنیت ابو محمد تھی زمانہ قدیم میں اسلام لائے نبی ﷺ کی صحبت پائی۔ حاجی اور بزرگ تھے، ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ مدینہ سے تیس میل پر بطن ریم میں رہتے تھے اور وہیں مروان بن الحکم کے آخر زمانہ عمل میں معاویہؓ بن ابی سفیان کی خلافت میں وفات ہوئی۔

ان کے حقیقی بھائی:

جبیر بن مالک...... انکی والدہ بحینہ بنت الحارث بن عبدالمطلب تھیں، نبی ﷺ کی صحبت پائی جنگ یمامہ شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کے زمانے میں ہوئی تھی۔

بنی مہلب کے ایک شخص:

حارث بن عمیر الازدی...... عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حارث بن عمیر الازدی کو اپنے فرمان کے ساتھ بصرہ کے پاس بھیجا۔ جب وہ موتہ میں اترے تو شرحبیل بن عمرو الغسانی نے روکا، پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ انھوں نے کہا کہ شام کی طرف، پوچھا شاید تم محمد (ﷺ) کے قاصدوں میں ہو، انھوں نے کہا۔ ہاں میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں اس نے ان کے متعلق حکم دیا تو انھیں رسی میں جکڑ دیا گیا۔ پھر آگے کر کے زبردستی گردن ماردی ان کے سوا رسول اللہ ﷺ کا کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا، رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ کو سخت ناگوار ہوا۔ لوگوں کو بلایا۔ حارث بن عمیر کی اور ان کے قتل کرنے کی خبر دی۔ لوگ بہت تیز روانہ ہوئے۔ غزوہ موتہ کا یہی سبب تھا۔

قضاعہ بن مالک بن عمرو بن مرہ بن زید بن حمیر کی شاخ جہینہ بن زید بن لیث بن سود اسلم بن الحاف بن قضاعہ عقبہ بن عامر بن عبس الجہنی

کنیت ابو عمرو تھی:

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ مجھے نبی ﷺ کا آنا معلوم ہوا تو اپنی کمائی کے مقام پر تھا، میں نے اسے

ترک کردیا اور آپ کے پاس آیا، عرض کی یا رسول اللہ! میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ سے بیعت کروں، فرمایا، بیعت عربیت چاہتے ہو یا بیعت ہجرت؟ میں نے آپ سے بیعت کرلیا اور مقیم ہوگیا۔

آنحضرت صلعم نے ایک روز فرمایا کہ یہاں جو شخص قبیلہ مور سے ہو کھڑا ہو جائے، لوگ کھڑے ہوئے میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم بیٹھو آپ نے میرے ساتھ یہی دو یا تین مرتبہ کیا، عرض کی یا رسول اللہ! کیا ہم معد میں سے نہیں ہیں، فرمایا نہیں، عرض کی، ہم لوگ کن میں سے ہیں فرمایا تم لوگ قضاعہ بن مالک بن حمیر میں سے ہو۔

ابوعشانہ سے مروی ہے کہ میں عقبہ بن عامر کو دیکھا کہ سیاہ خضاب کرتے اور کہتے **نغیر اعلا ھا و تأبی اصولھا** (ہم ان بالوں کا بالائی حصہ متغیر کردیتے ہیں حالانکہ ان کی جڑیں (سیاہی سے) انکار کرتی ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عقبہ بن عامر صفین میں معاویہؓ کے ساتھ، پھر مصر چلے گئے وہیں رہتے تھے، وہاں انھوں نے ایک مکان بنالیا۔ خلافت معاویہؓ بن ابی سفیان کے آخر زمانے میں ان کی وفات ہوئی۔

زید بن خالد الجہنی ...... محمد بن عمر نے کہا کہ انکی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی، دوسروں نے کہا کہ انکی کنیت ابوطلحہ تھی۔

محمد بن الحجازی الجہنی سے مروی ہے کہ زید بن خالد الجہنی کی وفات ۷۸ھ میں مدینہ میں ہوئی اس وقت پچاس برس کے تھے، انھوں نے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سے روایت کی ہے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے علاوہ محمد بن عمر کے کہتے سنا کہ زید بن خلد کی وفات کوفے میں آخر زمانہ خلافت معاویہؓ بن ابی سفیان میں ہوئی۔

نعیم بن ربیعہ بن عوفی ...... ابن اجرا، یربوعؓ بن طحیل بن عدی بن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ اسلام لائے، رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے، درخت کے نیچے بیعت کی۔

رافع بن مکیث بن عمرو ...... ابن جراء بن یربوعؓ بن طحیل بن عدی بن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ، اسلام لائے اور رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے انھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ اس سریے میں زید بن حارثہ کے ہمرکاب تھے جس میں انھیں رسول اللہ ﷺ نے حسمی کی جانب بھیجا تھا۔ اور جمادی الآخر ۶ھ میں ہوا تھا۔

زید بن حارثہ نے رافع کو اسی قوم کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پر بشیر بنا کے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا، اونٹنی رافع سے علیؓ بن ابی طالب نے راستہ میں لے لی اور اسی قوم کو واپس کردی یہ اس وقت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ کو بھیجا کہ جو کچھ ان لوگوں سے لیا گیا ہے واپس کردیں اس لئے کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے آپ نے ان کے لئے ایک فرمان لکھ دیا۔

کرز بن جابر الفہری کو جب رسول اللہ ﷺ نے ذی الجدر بھیجا تو رافع بن مکیث بھی ان کے ساتھ تھے عبدالرحمٰن کے سریہ دومۃ الجندل میں بھی شریک تھے فتح مکہ کے دن انھوں نے جہینہ کے ان چار جھنڈوں میں سے

ایک جھنڈا اٹھایا تھا۔ جو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے باندھے تھے، رسول اللہ ﷺ نے انھیں صدقات جہینہ پر (عامل بنا کے) بھیجا تھا کہ وہ ان سے زکوٰۃ وصول کریں، مدینے میں ان کا ایک مکان اور مدینے میں جہینہ کی مسجد تھی۔

جندب بن مکیث بن عمرو...... رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی کرز بن جابر الفہری کو جب رسول اللہ ﷺ نے عرنیین کی جانب بطور سریہ بھیجا جنھوں نے ذی الجدر میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں لوٹی تھیں تو جندب بھی ان کے ہمراہ تھے۔

سعید بن عطاء بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جب غزوہ مکہ کا ارادہ فرمایا۔ آپ نے جندب ورافع فرزندان مکیث کو قبیلہ جہینی کی جانب بھیجا وہ انھیں رمضان میں مدینہ میں حاضر ہونے کا حکم دیں، جس وقت آپ نے روانگی تبوک کا ارادہ فرمایا تب بھی آپ نے ان دونوں کو جہینہ کی جانب بھیجا کہ ان سے اپنے دشمن کے جہاد کے لئے چلنے کو کہیں۔

جندب بن مکیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب وفد آتا تھا تو آپ اپنے اچھے کپڑے پہنتے تھے اور اپنے بلند پایہ اصحاب کو بھی اس کا حکم دیتے تھے، جس روز وفد کندہ آیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ جسم مبارک پر حلہ یمنی تھا اور ایسا ہی ابوبکر وعمر کے بدن پر بھی۔

عبداللہ بن بدر بن زید...... ابن معاویہ بن حسان بن اسعد ودیعہ بن مبذول بن عدی ابن غنم بن الربیعہ بن راشدان بن قیس بن جہینہ۔

نام عبدالعزی تھا، اسلام لائے تو بدل کر عبداللہ رکھا گیا۔ ان کے والد بدر بن زید وہی ہیں جن کا ذکر عباس بن مرواس نے اپنے شعر میں کیا ہے کہ:

(وما كان بدر وما حابس . يفوقان مرداس فى المجمع . ص ١٦)

جب رسول اللہ ﷺ نے کرز بن جابر الفہری کو بطور سریہ ان عرنیین کی جانب بھیجا جنھوں نے ذی الجدر میں رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں لوٹی تھیں تو عبداللہ بن بدر بھی ان کے ساتھ تھے۔ فتح مکہ کے دن وہ ان چار آدمیوں میں سے ایک تھے جنھوں نے جہینہ کے جھنڈے اٹھائے تھے۔ جو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے باندھے تھے۔

عبداللہ بن بدر مدینہ میں رہتے تھے، وہاں ان کا ایک مکان تھا۔ اور بادیہ قبیلہ میں بھی رہتے تھے جو جبال جہینہ میں تھا انھوں نے ابوبکرؓ سے روایت کی ہے، وفات معاویہؓ بن ابی سفیان کی خلافت میں ہوئی۔

عمرو بن مرہ بن عبس...... ابن مالک بن الحرث بن مازن بن سعد بن مالک بن رفاعہ بن نصر بن غطفان بن قیس بن جہینہ۔

زمانہ قدیم میں اسلام لائے، نبی ﷺ کی صحبت پائی آپ کے ہمرکاب.... مشاہد میں حاضر ہوئے وہ پہلے شخص تھے جو یمن میں قضاعہ میں شامل ہو گئے۔ بعض البلویین نے اسی کے بارے میں کہا کہ

فلا تهلكوا في لجة هلك فيها عمرو (تم لوگ اس بحر عمیق میں ہلاک نہ ہو جس میں عمرو ہلاک ہوئے)

انکی اولاد دمشق میں تھی۔

عمرو بن مرہ الجہنی سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو قبیلہ معد کا ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ میں کھڑا ہو گیا، فرمایا تم بیٹھ جاؤ، پھر فرمایا جو قبیلہ معد کا ہو وہ کھڑا ہو جائے تو میں کھڑا ہو گیا، تو فرمایا تم بیٹھ جاؤ، پھر فرمایا کہ جو قبیلہ معد کا ہو کھڑا ہو جائے تو میں کھڑا ہو گیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم کن لوگوں میں سے ہیں، فرمایا تم لوگ قضاعہ بن مالک بن حمیر میں سے ہو۔

سبرہ بن معبد الجہنی ...... وہ ان ربیعہ بن سبرہ کے والد تھے جن سے زہری نے روایت کی ہے۔

ربیع نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ حج الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے، آپ نے متعہ (حج کے احرام سے عمرہ) کرنے کو منع فرمایا۔

سبرہ کا مدینہ میں قبیلہ جہینہ میں ایک مکان تھا، آخر عمر میں ذوالمرہ میں وہ ٹھہر گئے تھے ان کے پس ماندہ آج تک وہیں ہیں۔

وفات معاویہؓ بن ابی سفیان کے زمانہ خلافت میں ہوئی۔

معبد بن خالد ...... زرعہ الجہنی کے والد تھے۔ زمانہ قدیم میں اسلام لائے، جب رسول اللہ ﷺ نے کرز بن جابر الفہری کو بطور سریہ عرنیین کی جانب بھیجا جنھوں نے ذی الجدر میں رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں لوٹی تھیں تو معبد بھی ان کے ساتھ تھے۔ فتح مکہ کے روز وہ بھی ان چار میں سے ایک تھے جنھوں نے جہینہ کے چار جھنڈے اٹھائے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے باندھے تھے وہ ان سب سے زیادہ بادیہ میں رہنے والے تھے۔ ابوبکرؓ وعمرؓ سے روایت کی ہے وفات ۷۲ء میں ہوئی۔ اس وقت نواسی سال کے تھے۔

ابوضبیس الجہنی ...... زمانہ قدیم میں اسلام لائے جس وقت رسول اللہ ﷺ نے کرز بن جابر الفہری کو بطور سریہ عرنیین کی جانب بھیجا جنھوں نے ذی الجدر میں رسول اللہ کی دودھ والی اونٹنیاں لوٹی تھیں تو وہ بھی ان کے ساتھ تھے یہ وقعہ شوال چھ ہجری میں ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی۔ فتح مکہ میں بھی حاضر ہوئے، بادیہ (دیہات) میں رہا کرتے تھے۔ معاویہؓ بن ابی سفیان کے آخر زمانہ خلافت میں وفات ہوئی۔

کلیب الجہنی ...... غنیم بن کثیر بن کلیب الجہنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج میں دیکھا کہ عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ مزدلفہ میں آگ روشن تھی۔ آپ وہاں کا قصد فرما رہے تھے یہاں تک کہ اس کے قریب اتر گئے۔

سوید بن صخر الجہنی ...... زمانہ قدیم میں اسلام لائے جس وقت رسول اللہ ﷺ نے کرز بن جابر الفہری کو

بطور سریہ عرنیین کی جانب بھیجا جنھوں نے ذی الجدر میں رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنیاں لوٹی تھیں تو وہ بھی ان کے ساتھ تھے یہ شوال ۶ھ میں ہوا۔ اس کے بعد وہ حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی فتح مکہ میں وہ ان چار میں سے ایک تھے جنھوں نے جہینہ کے چار جھنڈے اٹھائے جوان لوگوں کے لئے رسول اللہ ﷺ نے باندھے تھے۔

سنان بن وبرا الجہنی ...... انصار بنی سالم کے حلیف تھے المریسیع میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر ہوئے یہ وہی شخص ہیں جنھوں نے جہجاہ ابن سعد سے اس روز ڈول پر جھگڑا کیا، دونوں پانی بھرتے تھے کہ اختلاف ہوگیا۔ دونوں نے جھگڑا کیا اور اپنے قبائل کو آواز دی، سنان نے انصار کو پکارا اور جہجاہ نے آواز دی کہ اے آل قریش! اس روز (سردار منافقین) عبداللہ بن ابی بن سلول نے کلام کیا۔ اپنے بہت مرتبہ کے کلام میں کہا کہ اگر ہم لوگ مدینہ واپس جائیں گے تو عزت والے لوگ ضرور ضرور وہاں سے ذلیل کو نکال دیں گے زید بن ارقم نے اس کی رسول اللہ ﷺ سے چغلی کھائی تو عبداللہ بن ابی نے انکار کیا۔ زید کی تصدیق اور ابن ابی کی تکذیب میں قرآن نازل ہوا۔

خالد بن عدی الجہنی خالد اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔ انھوں نے آپ سے روایت کی۔

خالد بن عدی الجہنی نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ جس کے پاس اپنے بھائی سے کوئی احسان بغیر مانگے اور بغیر حرص کے آئے تو اسے قبول کرلے اور واپس نہ کرے کیونکہ وہ رزق ہے جو اللہ نے اس کے پاس بھیجا ہے۔

ابوعبدالرحمٰن الجہنی ...... اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی، انھوں نے آپ سے روایت بھی کی ہے۔

ابی عبدالرحمٰن الجہنی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے کہ یکا یک دو سوار نظر آئے آپ نے انھیں دیکھا تو فرمایا کہ (یہ دونوں) کندی مذحجی ہیں، وہ آپ کے پاس آئے تو دونوں (بنی) مذحج میں سے تھے ایک قریب آیا کہ آپ سے بیعت کرے جب اس نے آپ کا ہاتھ پکڑا تو کہا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے غور فرمایا کہ وہ شخص کون ہے جو آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی پیروی کرے۔ اس کے لئے کیا (ثواب) ہے فرمایا کہ اس کے لئے خوشخبری ہے۔ اس نے آپ نے کا ہاتھ چھوا اور واپس ہوگیا۔ دوسرا شخص آیا آپ کا ہاتھ پکڑا کہ بیعت کرے اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے غور فرمایا کہ اس شخص کے لئے کیا (ثواب) ہے جو اللہ پر ایمان لائے آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی پیروی کرے حالانکہ اس نے آپ کو نہ دیکھا ہو۔ فرمایا کہ اس کے لئے خوش خبری ہے۔ پھر اس کے لئے خوش خبری ہے۔ اس نے آپ کا ہاتھ چھوا اور واپس ہوگیا۔

ابی عبدالرحمٰن الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو سوار یہود کی طرف جائے تو تم لوگ انھیں پہلے سلام نہ کرو، جب وہ تمھیں سلام کریں تو کہو "وعلیکم"

عبداللہ بن خبیب الجہنی ...... اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی آپ سے روایت کی۔

معاذ بن عبداللہ بن خبیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ بارش کی تاریک شب میں نکلے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کریں کہ آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں، میں نے آپ کو پایا تو فرمایا کہو مگر میں نے کچھ نہ کہا پھر فرمایا، مگر میں نے کچھ نہ کہا، پھر فرمایا کہو تو عرض کی یا رسول اللہ! کیا کہوں؟ فرمایا جس وقت شام کرو، اور جس وقت تم صبح کرو تو تین مرتبہ قل هو الله احد اور معوذتین قل أعوذ برب الفلق . قل أعوذ برب الناس) پڑھو، یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہیں۔

حارث بن عبداللہ الجہنی

...... بعد الجہنی سے مروی ہے کہ ضحاک بن قیس نے حارث بن عبداللہ الجہنی کو میرے ذریعے سے بیس ہزار درہم بھیجے اور کہا کہ ان سے کہنا کہ امیر المومنین نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ پر خرچ کریں ،لہٰذا آپ ان درہموں سے مدد لیجئے ، میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح کرے، امیر نے آپ کے ہاتھ کے پاس یہ درہم بھیجے ہیں، میں نے انھیں ان درہموں کا حال بتایا، پوچھا کون ہو، میں نے کہا کہ معبد بن عبداللہ بن عویمر ہوں انھوں نے کہا کہ اچھا کہا کہ امیر نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ آپ کے وہ کلمات دریافت کروں جو یمن کے (عیسائی) عالم نے فلاں فلاں دن کہے تھے۔ انھوں نے کہا اچھا۔

مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا۔ اگر یقین ہوتا کہ آپ کی وفات ہو جائے گی تو میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوتا۔ میں چلا گیا۔ میرے پاس عیسائی عالم آیا اور کہا کہ محمد (ﷺ) کی وفات ہوگئی، پوچھا، اس نے کہا آج، اگر میرے پاس ہتھیار ہوتا تو میں اس سے ضرور قتال کرتا۔

زیادہ زمانہ گذرا کہ میرے پاس ابوبکر صدیقؓ کا خط آیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور آپ کے بعد لوگوں نے بطور خلیفہ کے مجھ سے بیعت کر لی لہٰذا ان لوگوں سے بیعت لو جو تمہارے پاس ہیں، میں نے کہا کہ جس شخص نے مجھے اس روز اس بات کی خبر دی وہ اس کا زیادہ اہل ہے کہ اسے علم ہوگا۔

میں نے اسے بلا بھیجا اور کہا کہ تم نے جو کچھ کہا تھا سچ تھا۔ اس نے کہا کہ میں جھوٹ بولنے والا نہیں ہوں پوچھا تم اسے کہاں سے جانتے ہو، اس نے کہا کہ وہ نبی جس کا حال ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں یہ ہے کہ وہ فلاں فلاں دن مرے گا، پوچھا، اس کے بعد ہم لوگ کیوں کر ہوں گے۔ اس نے کہا کہ تمھاری چکی (ترقی کے ساتھ) پینتیس سال تک گھومے گی جس میں ایک دن کا بھی اضافہ نہ ہوگا۔

عوسجہ بن حرملہ بن جذیمہ

...... ابن سبرہ بن خدیج بن مالک بن الحرث بن مازن بن سعد بن مالک بن رفاعہ بن نصر بن غطفان بن قیس بن جہینہ۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اسی طرح ان کا نسب محمد سے بیان کیا اور ہشام نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے ایک ہزار آدمی پر عوسجہ بن حرملہ کو امیر بنایا۔ انھیں ذامر (کی زمین) بطور جاگیر عطا فرمائی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے یہ امر کسی اور سے نہیں سنا۔

نبتہ الجہنی .... محمد بن سعد نے کہا کہ نبتہ الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، برہنہ تلوار کا باہم تبادلہ نہ کیا جائے۔

ابن حدیدۃ الجہنی ...... انھیں بھی صحبت حاصل تھی، یہ وہی شخص ہیں جنھیں عمرؓ بن الخطاب ملے اور پوچھا کہ کہاں کا قصد کرتے ہو تو انھوں نے کہا کہ میں نے نماز عصر کا ارادہ کیا ہے عمرؓ نے کہا کہ جلدی جاؤ کیوں کہ وہ شروع ہوگئی ہے۔

رفاعہ بن اعرادۃ الجہنی .... بعضوں نے اہل اعرابہ کہا، ابن عرابہ اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔

بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ

رویفع بن ثابت البلوی ...... الجناب میں رہتے تھے اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی آپ سے روایت کی ہے۔

ابوالشموس البلوی ...... جنق میں رہتے تھے، اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔

طلحہ بن البراء بن عمیرا بن وبرہ بن ثعلبہ بن غنم بن سری بن سلمہ بن انیف بن جشم بن تیم بن عوذ مناۃ بن ناج بن تیم بن اراشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی، بنی عمرو بن عوف کے انصار میں ان کا معاہدہ حف تھا۔ وہی شخص ہیں جن کے لئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! تو طلحہ سے اس طرح ملاقات کر کہ تو ان سے ہنستا ہو اور وہ تجھ سے ہنستے ہوں۔

محمد بن سعد نے کہا کہ مجھے کے نسب اور ان کے اس قصہ کی ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے خبر دی۔

ابوامامۃ بن ثعلبہ البلوی .... ابی بردہ بن نیار کے چچازاد بھائی اور البراء بن عازب کے ماموں تھے۔ عبداللہ بن عیب بن عبداللہ بن ابی امامہ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ابوامامہ بن ثعلبہ کو صحبت حاصل تھی، وہ ابی بردہ بن نیار کے چچازاد بھائی تھے انھیں بھرے ہوئے آب کثیر سے اپنے ہاتھ دھوتے ہوئے دیکھا گیا تو اعتراض کیا گیا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس طور پر آب کثیر وضو کرنے کا حکم دیا ہے کہ اس میں ہم میں سے کوئی کسی کو ایذا نہ دے۔

عبداللہ بن صیفی وبرہ ...... ابن ثعلبہ بن غنم بن سری بن سلمہ بن انیف، بنی عمرو بن عوف میں تھے، رسول

اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی، محمد بن سعد نے کہا کہ مجھے اس کے متعلق ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد کی روایت سے خبر دی۔

بنی عذرہ بن سعد بن زید بن لیث ابن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ۔

خالد بن عرفطہ......ابن ابرہمہ بن سنان بن صیفی بن الہالکہ بن عبداللہ بن غیلان بن اسلم ابن حزاز بن کاہل بن عذرہ، بنی زہرہ بن کلاب کے حلیف تھے۔ نبی ﷺ کی صحبت پائی اور آپ سے روایت کی۔ سعد بن ابی وقاص نے جنگ قادسیہ میں انھیں والی جنگ بنایا تھا۔ خالد وہی شخص ہیں جنھوں نے جنگ نخیلہ میں خوارج کو قتل کیا تھا۔ وہ کوفے میں رہتے تھے اور وہاں ایک مکان بنالیا تھا۔ آج ان کے بقیہ وپس ماندگان ہیں۔

حمزہ بن النعمان بن ہوذہ......ابن مالک بن سنان بن البیاع بن ولیم بن عدی بن حزاز بن کاہل ابن عذرہ عذرہ کے سردار تھے اور اہل حجاز میں پہلے شخص تھے جو نبی ﷺ کے پاس نبی عذرا کی کوماۃ لائے، رسول اللہ ﷺ نے انھیں وادی القریٰ سے بقدر ان کا کوڑا مارنے اور ان کا گھوڑا دوڑانے کے زمین بطور جاگیر عطا فرمائی، وادی القریٰ ہی میں رہے اور وہاں مکان بنالیا یہاں تک کہ انکی وفات ہوگئی۔

ابوخزامۃ العذری............الجناب میں رہتے تھے جو عذرو بلی کی زمین ہے، اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی، آپ سے روایت کی۔

(اشعریین میں سے اور وہ لوگ الاشعر کی اولاد ہیں جن کا نام بنت ادد بن زید بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان سباء ابن یشجب بن یعرب بن قحطان تھا)

ابو بردہ بن قیس............ابن سلیم بن حضار بن خرب بن عامر بن غزہ بن بکر بن عامر بن عذر ابن وائل بن ناجیہ بن الجماہرین الاشعر، ابوموسیٰ الاشعری کے بھائی تھے، اسلام لائے اور اپنی قوم کے بلاد سے ہجرت کی، مدینے میں انکی آمد مع اشعریین کے جنھوں نے ہجرت کی تھی اور کہا جاتا ہے کہ وہ پچاس آدمی تھے ان دونوں کشتی والے (مہاجرین) کی آمد کے ساتھ ہوئی جو ملک حبشہ سے آئے تھے۔

ابو بردہ ابن قیس نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔

ابو عامر الاشعری......ان اشعریین میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے آپ کے ہمرکاب فتح مکہ وحنین میں حاضر ہوئے یوم حنین میں رسول اللہ ﷺ نے انھیں قبیلہ ہوازن کے ان مشرکین کے پیچھے روانہ کیا جو اوطاس کی جانب چلے گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے جھنڈا باندھا۔

وہ ان لوگوں کے لشکر تک پہنچ گئے مشرکین میں سے ایک شخص آگے آیا اور کہا کہ کون جنگ کرتا ہے؟ ابو عامر نکلے اور اسے قتل کر دیا۔ انھوں نے ان لوگوں سے نو مرتبہ جنگ قبول کی۔ جب دسواں ہوا تو ابو عامر اس کے لئے

نکلے۔اس نے ابو عامر کے تلوار کے آر پار کر دی۔

وہ اس حالت میں اٹھائے گئے کہ کچھ جان باقی تھی، ابو موسیٰ الاشعری کو اپنا قائم مقام بنایا اور اس کو خبر دی کو زرد عمامہ والا شخص ان کا قاتل ہے، ابو عامر نے ابو موسیٰ کو وصیت کی، جھنڈا انھیں دیدیا۔اور کہا کہ میرا گھوڑا اور ہتھیار نبی ﷺ کو دینا، ابو عامر کی وفات ہوگئی۔

ابو موسیٰ نے ان لوگوں سے قتال کیا یہاں تک کہ اللہ نے انھیں فتح دی ابو عامر کے قاتل کو بھی کر دیا۔ان کا گھوڑا، ہتھیار اور ترکہ نبی ﷺ کے پاس لائے۔رسول اللہ ﷺ نے وہ ان کے بیٹے کو دیدیا۔اور فرمایا کہ اے اللہ! ابو عامر کی مغفرت کر اور انھیں جنت میں میری امت کے بلند ترین لوگوں میں کر۔ان کے بیٹے۔

عامر بن ابی عامر............انھوں نے بھی نبی ﷺ کی صحبت پائی۔آپ کے ہمراہ جہاد کیا اور آپ سے روایت کی۔

ابو مالک الاشعری............اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی، آپ کی ہمراہی میں جہاد کیا اور آپ سے روایت کی۔

ابو موسیٰ الاشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو مالک الاشعریؓ کو تلاش کنندہ لشکر پر امیر بنایا اور جب ہوازن کے لوگ بھاگے تو آپ نے ابو مالک کو انکی تلاش کا حکم دیا۔

ابی مالک الاشعریؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ وضو ایمان کا جزو ہے۔

ابی مالک الاشعریؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے احباب کو جمع کیا اور کہا کہ ادھر آؤ۔کیا تمھیں نماز پڑھادی گئی ہے یا بھلادی گئی۔راوی نے کہا کہ وہ مالک اشعریین میں سے ایک شخص تھے انھوں نے ایک تسلا پانی منگایا تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، کلی کی، ناک میں پانی ڈالا تین مرتبہ منہ اور تین مرتبہ دونوں باہیں دھوئیں، سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا اور دونوں پاؤں دھوئے، پھر ظہر کی نماز پڑھی، اس میں انھوں نے دو مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھی اور بیس تکبیریں کہیں۔

حارث الاشعری............اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔آنحضرت سے روایت بھی کی۔

حارث الاشعری نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اللہ نے یحییٰ بن زکریا کو پانچ کلمات کا حکم دیا کہ وہ ان پر عمل کریں اور نبی اسرائیل کو حکم دیں کہ وہ لوگ بھی ان پر عمل کریں۔

(اور حضارمہ سے یعنی حضر موت کے باشندے اور وہ یمن کے علاقے سے تھے)

علا بن الحضرمی............حضرمی کا نام عبداللہ بن ضماد بن سلمی بن اکبر تھا جو حضر موت علاقہ یمن کے تھے اور نبی امیہ عبد شمس بن عبد مناف کے حلیف تھے، ان کے بھائی میمون بن الحضرمی اس کنویں کے مالک تھے جو کہ بلند حصہ میں الابطح میں تھا جس کا نام بیر میمون تھا اور اہل عراق کے راستے پر مشہور تھا انھوں نے ان کو زمانہ ہلیت میں کھودا تھا، علاء بن الحضرمی زمانہ قدیم میں اسلام لائے۔

علاء بن الحضرمی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے الجعرانہ سے واپسی میں مجھ کو منذر بن ساوی کے پاس بحرین بھیجا، رسول اللہ ﷺ نے ایک فرمایا بنام منذر بن ساوی لکھ کر انھیں کے ہاتھ بھیجا جس میں آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی تھی اور ان کو اجازت دی کہ زکوۃ جمع کریں رسول اللہ ﷺ نے علاء کے لئے ایک یادداشت لکھ دی جس میں اونٹ اور گائے اور بکری اور پھلوں اور مالوں کی زکوۃ کے فرائض تھے تاکہ وہ اسی کے مطابق لوگوں سے زکوۃ وصول کریں یہ بھی حکم دیا کہ جن کے امراء سے زکوۃ وصول کریں انھیں کے فقرا کو دیدیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہمراہ ایک جماعت کو بھیجا جن میں ابوہریرہؓ بھی تھے اور ان سے فرمایا کہ انکی صلاح کو قبول کریں۔

سالم مولائے بنی نصر سے مروی ہے کہ میں نے ابوہریرہؓ کو سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے علاء بن الحضرمی کے ساتھ بھیجا اور انھیں میرے ساتھ نیکی کی وصیت فرمائی، جب ہم دونوں روانہ ہوئے تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ نے تمہارے متعلق مجھے نیکی کی وصیت فرمائی، لہٰذا بتاؤ کہ کیا چاہتے ہو، میں نے کہا کہ مجھے اپنا مؤذن بنا لیجئے اور امین نہ بنائیے، انھوں نے یہ (خدمت) انھیں دے دی۔

عمرو بن عوف حلیف بنی عامر بن لوی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علاء بن الحضرمی کو بحرین بھیجا، پھر انھیں معزول کر دیا اور ابان بن سعد کو عامل بنا کے بھیجا۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے علاء بن الحضرمی کو عبدالقیس کے بیس آدمیوں کے ہمراہ اپنے پاس آنے کو تحریر فرمایا تھا وہ عبدالقیس کے بیس آدمیوں کو آپ کے پاس لائے، ان کے سردار عبداللہ بن عوف الاشج تھے، علاء نے بحرین پر منذر بن ساوی کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ ان بیس آدمیوں کے وفد نے علاء بن الحضرمی کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں معزول کر دیا اور ابان بن سعید بن العاص کو والی بنایا، ان سے فرمایا کہ تم عبدالقیس کے متعلق نیکی کی نصیحت قبول کرو اور ان کے سرداروں کی عزت کرنا۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علاء بن الحضرمی کے بدن پر ایک سنبلانی کرتہ دیکھا جس کی آستینیں لمبی تھیں تو آپ نے اسے انگلیوں کے کناروں کے پاس سے کاٹ ڈالا۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ میں نے سائب بن یزید سے پوچھا کہ آپ نے مکہ کی سکونت کے بارے میں کیا سنا ہے تو انھوں نے کہا کہ علاء بن الحضرمی کہا کہ مہاجر کے لئے ارکان حج سے نکلنے کے بعد تین دن کے قیام کا حق ہے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ انھوں نے سائب بن یزید سے پوچھا تو سائب نے کہا کہ میں نے علاء بن الحضرمی سے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ارکان حج سے نکلنے کے بعد مکہ میں مہاجر تین رات ٹھہرے۔

(عود بحدیث اول)

راوی نے کہا کہ ابان بن سعید رسول اللہ کی وفات تک بحرین کے عامل رہے ربیعہ بحرین میں مرتد ہو گیا، ابان بن سعید مدینے آگئے اور انھوں نے اپنا یا عہدہ ترک کر دیا۔ ابوبکر صدیق نے چاہا کہ انھیں بحرین واپس کر دیں مگر انھوں نے انکار کیا اور کہا میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کا عامل نہ ہوں گا۔

ابوبکرؓ نے علاء بن الحضرمی کے بھیجنے کا تصفیہ کیا، انھیں بلایا اور کہا کہ میں نے تمھیں رسول اللہ ﷺ کے ان

عمال پایا جنھیں آپ نے والی بنایا ہے میں نے مناسب سمجھا کہ تمھیں کو اس کا والی بناؤں جس کا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں والی بنایا تھا۔لہٰذا اللہ کا خوف تم پر لازم ہے۔

علاء بن الحضرمی مدینے سے سولہ سواروں کے ہمراہ اس طرح روانہ ہوئے کہ ان کے ساتھ فرات بن حیان العجلی رہبر تھے، ابوبکرؓ نے علاء بن الحضرمی کے لئے ایک فرمان لکھ دیا کہ جس مسلمان پر گذریں وہ ان کے ہمراہ اپنے دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہو۔

علاء اپنے پیروں کے ساتھ چلے اور قلعہ جواثا میں اترے، انھوں نے ان لوگوں اتنا قتال کیا کہ ان میں سے کوئی نہ بچا پھر القطیف آئے وہاں عجمیوں کی ایک جماعت تھی۔ ان سے بھی لڑے اور ایک حصہ کو نقصان پہنچایا، وہ لوگ بھاگے اور الزارہ میں گھس گئے۔

علاء ان کے پاس آئے اور ساحل دریا کی ایک زمین پر اترے، انھوں نے ان لوگوں سے قتال کیا اور یہاں تک محاصرہ کیا کہ ابوبکر رحمہ اللہ کی وفات ہوگئی، عمرؓ بن الخطاب والی ہوئے، اہل الزارہ نے صلح چاہی تو علاء نے ان سے صلح کر لی۔

اس کے بعد علاء نے اہل دارین کی جانب رخ کیا اور دریا عبور کر کے ان لوگوں سے جنگ کی مقاتلین کو قتل کر دیا اور ان کے اہل وعیال قید کر لئے گئے۔

علاء نے عرفجہ بن ہرثمہ کو اسیاف فارس کی جانب روانہ کیا۔ انھوں نے کشتیوں میں سفر کیا وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے ملک فارس کا ایک جزیرہ فتح کیا اور اس میں مسجد بنائی، باریخان اور اسیاف کو لوٹ لیا، یہ واقعہ ۱۴ھ میں ہوا۔

شعبی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے علاء بن الحضرمی کو جو بحرین میں تھے لکھا کہ تم عتبہ بن غزوان کے پاس جاؤ کیونکہ میں نے تمھیں ان کے عہدے کا والی۔ بنا دیا اور خوب سمجھ لو کہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جاؤ جو مہاجرین اولین میں سے ہیں اور جن کے لئے اللہ کی جانب سے نیکیاں مقرر ہو چکی ہیں۔

میں نے انھیں اس لئے معزول نہیں کیا کہ وہ پارسا مضبوط اور سخت رعب والے نہ تھے، بلکہ میں نے یہ خیال کیا کہ اس نواح میں مسلمانوں کے لئے تم ان سے زیادہ کارآمد ہوگے، میں ان کے حقوق جانتا ہوں، میں نے تم سے پہلے ایک شخص کو والی بنایا تھا مگر وہاں پہنچنے سے پہلے انکی وفات ہوگئی اگر اللہ چاہے گا کہ تم والی ہو تو تم والی ہونا اور اگر اللہ چاہے کہ عتبہ والی ہوں تو مخلوق اور حکم اللہ ہی کا ہے جو تمام عالموں کی پرورش کرنے والا ہے۔

جان لو کہ اللہ کا امر اسی حفاظت کے لئے محفوظ ہے جس کے ساتھ اس نے نازل کیا ہے، لہٰذا تم اس پر نظر رکھو جس کے لئے پیدا کئے گئے ہو اسی کے لئے عمل کرو اور ماسواک ترک کردو، کیونکہ دنیا ختم ہونے والی ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے والی شے ہے، لہٰذا تمہیں وہ شے جس کا شر باقی رہنے والا ہے اس شے سے غافل نہ کر دے جس کی خیر اس کے پیچھے آنے والی ہے۔

اللہ کی ناراضی سے اللہ ہی کی طرف بھاگو۔ اللہ اپنے حکم اور اپنے علم میں جس کے لئے چاہتا ہے فضیلت جمع کرتا ہے ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے اس کی طاعت پر اور اس کے عذاب سے نجات پر مدد مانگتے ہیں۔

علاء بن الحضرمی ایک جماعت کے ساتھ جن میں ابو ہریرہؓ اور ابوبکرہ بھی تھے بحرین سے روانہ ہوئے ابو بکرہ کو جس وقت وہ بصرے آئے البحرانی کہا جاتا تھا، بحرین میں ان کے یہاں عبداللہ بن ابی بکرہ پیدا ہوئے۔

جب یہ لوگ لیاس میں تھے جو الصحاب کے قریب ہے اور الصعاب بنی تمیم کی زمین میں ہے تو علاء بن الحضرمی کی وفات ہوگئی ابو ہریرہؓ بحرین لوٹ گئے اور ابو بکرہ بصرے آگئے۔ ابو ہریرہؓ کہا کرتے تھے کہ میں نے علاء بن الحضرمی کی تین باتیں دیکھیں کہ ہمیشہ ان سے محبت کروں گا، میں نے انھیں دیکھا کہ جنگ دارین میں اپنے گھوڑے پر دریا کو عبور کیا۔

مدینہ سے بحرین کے ارادے سے چلے الدہنا میں تھے کہ پانی ختم ہوگیا انھوں نے اللہ سے دعاء کی تو ریت کے نیچے سے چشمہ پیدا کردیا گیا، سب سیراب ہوئے اور کوچ کیا۔

ایک شخص کا کچھ اسباب رہ گیا تھا، وہ لوٹے، اسباب لے لیا اور پانی نہیں پایا۔

میں علاء کے ساتھ بحرین سے لشکر بصرہ کی جانب روانہ ہوا ہم لوگ لیاس میں تھے کہ انکی وفات ہوگئی، ہم ایسی جگہ پر تھے جہاں پانی نہ تھا۔ اللہ نے ہمارے لئے ایک بادل ظاہر کیا اور ہم پر بارش ہوئی، ہم نے انھیں غسل دیا، اپنی تلواروں سے ان کے لئے قبر کھودی، ہم نے ان کے لئے لحد (بغلی قبر) نہیں بنائی تھی، واپس ہوئے کہ لحد بنائیں مگر انکی قبر کا مقاق پایا۔ ابو بکرہ علاء بن الحضرمی کی وفات کی خبر بصرہ لے گئے۔

شریح الحضرمی............سائب بن یزید سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس شریح الحضرمی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایسے شخص ہیں جو قرآن کو تکیہ نہیں بناتے۔

عمرو بن عوف............محمد بن عمر نے کہا کہ وہ یمنی تھے جو بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے، زمانہ قدیم میں اسلام لائے، نبی ﷺ کی صحبت پائی اور آپ سے روایت کی۔

لبید بن عقبہ............ابن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل۔

انکی والدہ ام البنین بنت حذیفہ بن ربیعہ بن سالم بن معاویہ بن ضرار بن ضبیان قضاعہ کے بنی سلامان بن سعد ہذیم میں سے تھیں۔ لبید بن عقبہ ہی کے متعلق (قرآن میں) اس شخص کے لئے مساکین کو کھانا کھلانے کی اجازت نازل ہوئی جو روزے پر قادر نہ ہو۔

محمود بن لبید فقیہ (عالم) لبید بن عقبہ کے بیٹے تھے جو نبی ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے، دوسرے بیٹے منظور و میمون تھے ان سب کی والدہ ام منظور بنت محمود بن مسلمہ بن خالد بن عدی، ابن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھیں جو اوس میں سے تھیں۔

عثمان وامیہ۔ اور ام الرحمٰن، انکی والدہ ام ولد تھیں۔ ولید بن عقبہ کے پسماندہ تھے جس سب کے سب ختم ہوگئے، ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

حاجب بن بریدہ......اہل راتج میں سے تھے وہ لوگ بنی زعوراء بن جشم براوران عبدالاشہل ابن جشم تھے، جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو

براء بن عازب............ابن الحارث بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج۔

انکی والدہ حبیبہ بنت ابی الحباب بن انس بن زید بن مالک بن النجار بن الخزرج تھیں، کہا جاتا ہے کہ انکی والدہ ام خالد بنت ثابت بن سنان بن عبید بن الابجر تھیں اور ابجر خدرہ تھے۔

براء کے یہاں یزید اور عبید اور یونس اور عازب اور یحییٰ اور ام عبداللہ پیدا ہوئیں ہم سے انکی والدہ کا نام نہیں بیان کیا گیا۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ براء بن عازب کی کنیت ابوعمارہ تھی لوگوں نے بیان کیا کہ عازب بھی اسلام لائے تھے، انکی والدہ بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔

اور انکی اولاد میں براء، وعبید تھے اور ام عبداللہ تھیں جو بیعت کرنے والی تھیں ان سب کی والدہ حبیبہ بنت ابی حبیبہ بن الحباب تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انکی والدہ ام خلد بنت ثابت تھیں ہم نے مغازی میں عازب کا کچھ بھی ذکر نہیں سنا۔ البتہ انکی حدیث اس کجاوے کے بارے میں سنی جس کو ابوبکرؓ نے ان سے خریدا تھا۔

براء سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے عازب سے تیرہ درہم میں ایک کجاوا خریدا ابوبکرؓ نے عازب سے کہا کہ براء کو حکم دو کہ وہ میرے پاس کجاوا اٹھالائیں۔ عازب نے ان سے کہا کہ نہیں تاوقتیکہ ہم آپ سے یہ بیان نہ کریں کہ جب آپ اور رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکلے اور مشرکین آپ لوگوں کو ڈھونڈتے تھے تو آپ دونوں صاحبوں نے کیا کیا۔

ابوبکرؓ نے کہا کہ ہم لوگ پچھلی رات کو مکہ سے نکلے اس رات اور دن جاگتے رہے یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی اور آفتاب سر پر آگیا تو میں نے اپنی نظر ڈالی کہ آیا مجھے کوئی ایسی جگہ نظر آتی ہے جہاں ہم لوگ پناہ لے سکیں مجھے ایک چٹان نظر آئی تو میں نے اس کے پاس پہنچا تو اس سے کچھ سایہ دیکھا بقیہ سائے کی طرف نظر کی تو اسے (سائے کے رخ سے) برابر کیا۔ میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک کمبل بچھایا اور عرض کی یارسول اللہ لیٹ جایئے آپ لیٹ گئے۔

میں جا کر اپنے گرداگرد دیکھنے لگا کوئی ڈھونڈنے والا تو نظر نہیں آتا مجھے ایک وہاں وہ نظر آیا جو اپنی بکریاں چٹان کی طرف ہانک رہا تھا، وہ بھی اس سے وہی چاہتا تھا جو ہم چاہتے تھے یعنی سایہ۔

میں نے پوچھا کہ تم کس کے غلام ہو۔ اس نے کہا کہ قریش کے ایک شخص کا۔ اس نے اس کا نام لیا تو میں نے پہنچانا پھر میں نے کہا کہ تمھاری بکریوں میں کچھ دودھ بھی ہے؟ اسنے کہا ہاں میں نے کہا کہ کیا تم دو ہو گے؟ اس نے کہا ہاں، میں نے اسے حکم دیا تو اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کو باندھا۔ پھر حکم دیا کہ اپنے ہاتھ جھاڑ ڈالے، ابوبکرؓ نے کہا کہ اس طرح اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ اس نے تھوڑا سا دودھ دوہا۔

میں اپنے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک چھوٹی سی مشک بھی لے گیا تھا جس کے منہ پر کپڑے کی ڈاٹ تھی میں نے دودھ پر ٹپکایا جس سے اس کا نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ بیداری کے ساتھ ساتھ پہنچا، عرض کی یارسول اللہ ﷺ فرمایئے، رسول اللہ ﷺ نے اتنا نوش فرمایا کہ میں خوش ہوگیا۔ پھر عرض

کی یارسول اللہ! ہم لوگ روانگی کے لئے تیار ہیں۔

وہاں سے ہم لوگوں نے کوچ کیا۔قوم کے لوگ ہمیں تلاش کرتے تھے مگر کسی نے ہمیں نہ پایا سوائے سراقہ مالک بن جشم کے جو اپنے گھوڑے پر سوار تھا،عرض کی یارسول اللہ! یہ ڈھونڈنے والا ہم سے مل گیا فرمایا کہ غم نہ کرو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

جب وہ قریب آ گیا تو اسکے اور ہمارے درمیان بقدر دویا تین نیزوں کے فاصلہ رہ گیا۔عرض کی یارسول اللہ یہ تلاش کرنے والا ہم سے مل گیا،میں رونے لگا فرمایا کہ تم کیوں روتے ہو،میں نے کہا کہ واللہ میں اپنی جان پر نہیں روتا ہوں بلکہ میں آپ پر روتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس پر بددعا فرمائی کہ اے اللہ تو ہمیں اس سے جس طرح تو چاہے کافی ہو جا اس کے گھوڑے نے زمین میں اپنے پیٹ تک دھنسادیا۔

وہ اس سے کود پڑا اور کہا کہ یا محمد (ﷺ) مجھے معلوم ہے کہ یہ تمھارا عمل ہے لہذا تم اللہ سے دعا کرو کہ وہ مجھے اس حالت سے نجات دے جس میں میں ہوں تو واللہ میں ان تلاش کرنے والوں کو جو میرے پیچھے میں بہکا دونگا یہ میرا ترکش ہے لہذا ایک تیر اس میں سے بطور علامت کے لئے لیجئے کیونکہ آپ عنقریب فلاں فلاں مقام میں میرے اونٹ اور بکریوں پر گذریں گے آپ ان میں سے اپنی ضرورت بھرے لیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں تمھارے اونٹوں کی کوئی حاجت نہیں ہے اور اس کے لئے دعا فرمائی۔وہ پلٹ کر اپنے ساتھیوں کی جانب روانہ ہو گیا۔رسول اللہ ﷺ اور میں آپ کے ہمرکاب روانہ ہوئے ہم لوگ رات کو مدینہ آئے قوم نے آپ کے بارے میں جھگڑا کیا کہ آپ کس کے پاس اتریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آج شب کو بنی النجار کے پاس اتروں گا جو عبدالمطلب کے ماموں ہیں ان کے ذریعے میں ان کا اکرام کروں گا۔

جس وقت ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو لوگ راستے اور اپنے مکانوں کی (چھتوں) پر اور لڑکے اور نوکر غل مچاتے ہوئے نکل آئے کہ محمد (ﷺ) آ گئے رسول اللہ ﷺ، محمد (ﷺ، رسول اللہ ﷺ آ گئے صبح ہوئی تو آپ روانہ ہوئے اور وہاں اترے جہاں آپ کو حکم دیا گیا۔

تحویل قبلہ کے لئے آیت کا نزول

رسول اللہ ﷺ یہ چاہتے تھے کہ (نماز میں) کعبہ کی طرف منہ کریں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

قد نریٰ تقلب وجهک فی السماء فلنو لینک قبلة ترضاها فول وجهک شطر المسجد الحرام"

(ہم آسمان کی طرف آپ کا منہ اٹھانا دیکھتے ہیں ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے آپ خوش ہوں گے لہذا آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے آپ نے (نماز میں) کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔

بعض بے وقوف لوگوں نے کہا کہ ...**عن قبلتهم التی کانوا علیها"**

(انھیں اس قبلہ سے کس نے پھیرا جس پر...وہ تھے) تو اللہ تعالےٰ نے نازل کیا کہ : **قل لله المشرق والمغرب یهدی من یشاء الی صراط مستقیم** "(آپ فرما دیجئے مشرق ومغرب اللہ ہی کی ہے اللہ جسے

چاہتا ہے راہ راست بتا دیتا ہے)۔

نبی ﷺ کے ساتھ ایک شخص نے نماز پڑھی، نماز کے بعد وہ نکلے انصار کی ایک جماعت پر گذرے جو عصر کی نماز کے رکوع میں بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے تھے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے کعبہ کی طرف منہ کیا۔ قوم پھر گئی اور کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔

براء نے کہا کہ مہاجرین میں سے سب سے پہلے جو شخص ہمارے پاس آئے وہ مصعب بن عمیر برادر بنی عبدالدار ابن قصی تھے، ہم نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کیا کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ آپ اپنی جگہ پر ہیں اور آپ کے اصحاب میرے پیچھے آتے ہیں۔

ان کے بعد مکتوم نابینا برادر بنی فہر آئے، ہم نے پوچھا کہ تمھارے پیچھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کیا کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ وہ لوگ قریب تر میرے پیچھے ہیں۔

ان کے بعد ہمارے پاس عمار بن یاسر اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود اور بلال آئے۔ ان لوگوں کے بعد عمرؓ بن الخطاب بیس شرع سواروں کے ساتھ آئے۔ ان کے بعد ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ آئے، آپ کے ہمراہ ابوبکرؓ تھے۔

براء نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے ہی میں نے قرآن کی چند سورتیں پڑھیں پھر ہم لوگ نکلے کہ قافلہ کا مقابلہ کریں مگر معلوم ہوا کہ وہ لوگ بچ کے نکل گئے۔

براء سے مروی ہے کہ میں اور ابن عمرؓ یوم بدر میں چھوٹے سمجھے گئے اس لئے ہم دونوں اس میں حاضر نہیں ہوئے۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ یوم بدر میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور ابن عمر کو چھوٹا سمجھ کر واپس کر دیا۔

براء سے مروی ہے کہ یوم بدر میں اور ابن عمرؓ چھوٹے سمجھے گئے۔

ابو اسحٰق سے موری ہے کہ میں نے براء کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے آتے ہی میں نے قرآن کی سورتوں میں "**سبح اسم ربک الاعلیٰ**" پڑھی۔

براء سے مروی ہے کہ یوم بدر میں اور عبداللہ بن عمر چھوٹے تھے ابن اسحٰق سے سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب پندرہ غزوات کئے حالانکہ میں اور عبداللہ ہم عمر تھے۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ میں اٹھارہ سفروں میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہا۔ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے قبل ظہر کے دو رکعتیں ترک کی ہوں۔

ابی بسرۃ الجہنی سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھارہ غزوات کئے، آپ کو سفر یا حضر میں کبھی نہیں دیکھا کہ آفتاب ڈھلنے کے بعد دو رکعتیں ترک کی ہوں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ نے براء بن عازب کو غزوہ کی اجازت دی اس وقت وہ پندرہ سال کے تھے، آپ نے اس کے قبل اجازت نہیں دی۔

ابی السفر سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ براء کوفے میں رہتے تھے وہیں مصعب بن الزبیر کے زمانے میں انکی وفات ہوئی۔ان کے پسماندہ تھے۔ براء نے ابوبکرؓ سے روایت کی ہے۔

ان کے بھائی:

عبید بن عازب......ابن الحارث بن عدی۔ وہ انکی ماں کی طرف سے بھی بھائی تھے۔عبید بن عازب کی اولاد میں لوط وسلیمان ونویرہ وام زید تھیں جن کا نام عمرہ تھا۔ان لوگوں کی والدہ کا نام ہم سے بیان نہیں کیا گیا۔عبید بن عازب ان دس انصار میں سے ایک تھے جنھیں عمرؓ بن الخطاب نے عمار بن یاسر کے ساتھ کوفے بھیجا تھا۔کوفے میں انکی بقیہ اولاد وپسماندگان تھے۔

بن ظہیر ابن رافع عدی بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج ابن عمرو اور عمرو ہی النبیت تھے، انکی والدہ فاطمہ بنت بشر بن عدی بن ابی بن غنم بن عوف خزرج کے بنی قوفل میں سے تھیں جو بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے۔

اسید کی اولاد میں ثابت ومحمد وام کلثوم وام الحسن تھیں،انکی والدہ ام بنت خدیج بن رافع بن عدی،اوس کے بنی حارثہ میں سے تھیں۔

سعد وعبدالرحمٰن (عثمان وام رافع،انکی والدہ زینب بنت وبرہ بن اوس بنی تمیم میں سے تھیں۔

عبیداللہ،انکی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ انکی والدہ ام سلمہ بنت عبداللہ بن ابی معقل بن نہیل بن اساف تھیں۔

اسید بن ظہیر کی کنیت ابوثابت تھی ۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو غزوہ احد میں چھوٹے سمجھے گئے اور خندق میں حاضر ہوئے ان کے والد ظہیر اہل العقبہ میں سے تھے۔

(یعنی جنھوں نے ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں بیعت کی تھی انکی بقیہ اولاد وپسماندگان ہیں،

عرابہ بن اوس......ابن قیظی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث،انکی والدہ شیبہ بنت الربیع بن عمرو بن عدی بن زید بن جشم تھیں۔

عرابہ کی اولاد میں سعید تھے انکی والدہ کا نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔

ان کے والد اوس اور ان کے دونوں بھائی عبداللہ وکباثہ،فرزندان اوس احد میں حاضر ہوئے۔یوم احد میں عرابہ چھوٹے سمجھ کر واپس کئے گئے،غزوہ خندق میں انھیں اجازت دی گئی۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ یوم احد میں عرابہ بن اوس کا سن چودہ سال پانچ مہینے کا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے انھیں واپس کر دیا۔اور اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عرابہ بن اوس وہی شخص ہیں جنکی الشماخ بن ضرار شاعر نے مدح کی ہے،وہ مدینے آیا تھا،انھوں نے اسکی سواری پر کھجوریں لاد دی تھیں تو اس نے کہا۔

رأیت عرابت الأوسی یمنی الی الخیرات منقطع القرین

(میں نے عرابۃ الاوسی کو دیکھا کہ وہ خاندان سے بچھڑنے والے کی خیرات کی طرف بڑھتے ہیں

اذامارایة رفعت لمجد تلقاھا عرابة بالیمین

(جب بزرگی کے لئے کوئی جھنڈا بلند کیا جاتا ہے تو عرابہ اسے داہنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں)

علبہ بن یزید الحارثی...... انصار میں سے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے مشہور صحابی تھے۔ ہم نے بنی حارثہ کے انصار کے نسب میں تلاش کیا مگر کہیں ان کا نسب نہیں پایا۔

حرام بن سعد بن محیصہ سے مروی ہے کہ علبہ بن زید الحارثی اور ان کے (قرابت) والے وہ قوم تھے جن کے پاس نہ مال تھا نہ پھل۔ جب تر کھجوریں آئیں تو ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس نہ کوئی کھجور ہے نہ سونا، نہ چاندی...... ہمارے پاس وہی گشت کرتا ہے جسے آپ بھیجتے ہیں اور آپ کے پاس سال اول سے بچ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ان کے بدلے کھجوریں انکی لکڑی کے خرید لو۔ ان لوگوں نے یہی کیا۔ قوم کے لوگ یہ چاہتے تھے کہ اپنے عمال کو تنخواہ میں کھجوریں دیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ نبی ﷺ کی جانب سے ان لوگوں کے لئے اجازت تھی اور دوسری کے لئے مکروہ ہے۔

علبہ فقراء میں سے تھے۔ لوگ خیرات دینے لگے، ان کے پاس کچھ نہ تھا کہ خیرات کرتے، انھوں نے اپنی آبرو خیرات کی اور کہا کہ میں نے اس کو حلال کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ نے تمھارا صدقہ قبول فرمالیا۔

علبہ ان رونے والوں میں سے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے روانگی تبوک کا ارادہ فرمایا تو وہ لوگ آپ کے پاس سوار مانگنے آئے، فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تم لوگوں کو سوار کراؤں وہ لوگ اس غم سے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہمراہی میں ایک غزوہ چھوٹتا ہے روتے ہوئے واپس گئے اللہ تعالیٰ نے آپ پر ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی " ولا علی الذین اذاما اتوک لتحملھم قلت لااجد ما احملکم علیه تولوا واعینھم تفیض من الدمع حزنا ان لایجدوا ماینفقون " (اور ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جبکہ وہ آپکے پاس آئے تا کہ آپ انھیں سوار کرائیں تو آپ نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تم کو سوار کراؤں تو وہ لوگ اس طرح واپس ہوئے کہ انکی آنکھیں اس غم سے آنسو بہا رہی تھیں کہ انھیں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے کو کچھ نہیں ملتا) علبہ بن یزید بھی انھیں میں سے تھے۔

مالک وسفیان فرزندان ثابت............ دونوں النبیت کے انصار میں سے تھے، محمد بن عمر نے اپنی کتاب میں ان دونوں کا ذکر ان لوگوں میں کیا بیر معونہ میں شہید ہوئے، دوسروں نے ان کا ذکر نہیں کیا ہم نے کتاب نسب النبیت میں ان دونوں کو تلاش کیا مگر نہ پایا۔

بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس

یزید بن حارثہ...... ابن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف انکی والدہ نائلہ بنت قیس بن عبدہ بن امیہ بن زید ابن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں۔

یزید کے ہاں مجمع پیدا ہوئے، ان کی والدہ حبیبہ بنت الجنید بن کنانہ بن قیس بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن الحارث ابن قطعیہ بن عبس بن بغیض تھیں۔

عبدالرحمن، ان کی والدہ جمیلہ ثابت بن ابی الافلح بن عصمہ ابن مالک بن امتہ ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں ان کے اخیافی بھائی عاصم بن عمر بن الخطاب تھے۔

عامر بن یزید، انکی والدہ ام ولد تھیں۔

یزید بن حارثہ کی وفات مدینے میں ہوئی ان کے پسماندگان تھے۔

مجمع بن حارثہ

مجمع بن حارثہ...... ابن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید، انکی والدہ نائلہ بنت قیس بن عبدہ بن امیہ تھیں۔ مجمع بن حارثہ کے یہاں یحیی وعبید اللہ پیدا ہوئے، دونوں یوم الحرہ میں مقتول ہوئے، عبداللہ اور جمیلہ، انکی والدہ جمیلہ بن ثابت بن الدحداحہ بن نعیم بن غنم بن ایاس تھیں جو بلی میں سے تھیں۔

محمد عمرو غیرہ نے کہا کہ بنی عامر بن العطاف بن ضبیعہ کو زمانہ جاہلیت میں اپنی قوم میں شرف کی وجہ سے سونے کا پتھر کہا جاتا تھا۔

مجمع بن حارثہ سے مروی ہے کہ مدینہ سے واپس ہوتے ہوئے ہم لوگ صحبان میں تھے کہ میں نے لوگوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا، وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پر (قرآن) نازل ہوا ہے، میں بھی لوگوں کے ساتھ دوڑا، ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ انا فتحنالک فتحا مبینا (ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی) پڑھ رہے تھے، جبرئیل نے اس کو نازل کیا تو کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ جبرئیل آپ کو مبارک باد (دیتے ہیں) جب آپ کو جبرئیل نے مبارک باد دی تو مسلمانوں نے بھی مبارک باد دی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعید بن عبید قاری بنی عمرو بن عوف کی مسجد کے امام تھے۔ جب وہ قادسیہ میں شہید ہو گئے تو بنی عمرو بن عوف امامت کے بارے میں عمر بن الخطاب کے سامنے جھگڑا کیا، سب نے اتفاق کیا کہ مجمع بن حارثہ کو آگے کریں، عمر مجمع پر عیب لگاتے تھے اور ان سے چشم پوشی کرتے تھے۔ اس لئے کہ وہ مسجد ضرار کے (جو منافقین نے قباء میں بنائی تھی) امام تھے، عمرؓ نے ان کو آگے کرنے سے انکار کیا۔

اس کے بعد انھوں نے ان کو بلایا اور کہا کہاے مجمع میں تمہیں خوب جانتا ہوں اور لوگ تو جو کہتے ہیں وہ کہتے ہیں، انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین میں جوان تھا۔ اور میری نسبت باتیں لوگوں میں تیزی سے مشہور ہو گئی تھیں مگر آج تو میں نے دیکھ لیا ہے جس حالت میں ہوں میں نے اشیاء کو پہچان لیا۔

عمرؓ نے ان کی نسب دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم سوائے خیر کے ان کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ انھوں نے قرآن حفظ کر لیا ہے اور سوائے چند سورتوں کے کچھ یاد کرنا باقی نہیں ہے عمرؓ نے انھیں آگے کیا اور مسجد بنی عمرو بن عوف میں ان لوگوں کا امام بنا دیا، مسجد بنی عمرو بن عوف کی طرح اور کوئی مسجد معلوم نہیں جس کے امام کے بارے میں رشک کیا گیا ہو۔

مجمع کی وفات مدینہ میں معاویہؓ بن ابی سفیان کے زمانہ خلافت میں ہوئی ان کے پسماندگان نہ تھے۔

ثابت بن ودیعہ......ابن خذام بن خالد بن ثعلبہ بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو ابن عوف ان کی والدہ امامہ بنت بجاد بن عثمان بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید تھیں۔

ثابت بن ودیعہ کے یہاں یحییٰ و مریم پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ وہبہ بنت سلیمان بن رافع بن سہل بن عدی بن زید بن امیہ بن مازن بن سعد بن قیس بن الایم بن غسان تھیں جو ساکنین زانج حلفائے بنی زعوراء بن جشم برادر عبدالاشہل بن جشم میں سے تھیں اور ان لوگوں کی دعوت (یعنی دفتر فوج و وظیفے میں نام) بنی عبدالاشہل میں تھا۔ ثابت کی کنیت ابوسعد تھی، ان کے والد ودیعہ بن خذام منافقین میں سے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابن ابی ودیعہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جو جمعہ کو اس طرح غسل کرے جس طرح اسکا غسل جنابت ہوتا ہے اور تیل عطر لگائے بشرطیکہ یہ اسکے پاس ہوا اور اپنے پاس کے کپڑوں میں سے سب سے اچھے کپڑے پہنے اور دو کے درمیان جدائی نہ کرے اور جب اس کے پاس امام آئے تو وہ اس کے (خطبے کے) لئے خاموش رہے تو اس کے دوجمعوں کے درمیان گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

سعید نے کہا کہ میں یہ حدیث ابن حزم سے بیان کی تو انھوں نے کہا کہ خدا انکی مغفرت کرے تمھارے والد نے غلطی کی دوجمعوں کے درمیان اور چار کے اضافے میں۔

عامر بن ثابت......ابن سلمہ بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف، انکی والدہ قتیلہ بنت مسعود الخطمی تھیں، مسعود وہی تھے جنھوں نے عامر بن مجمع ابن العطاف کو قتل کردیا عامر بن مجمع بن العطاف جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ہوئی تھی ان کے پس ماندگان نہ تھے۔

عبدالرحمٰن بن شبل..........ابن عمرو بن زید بن نجدہ بن مالک بن لوذان بن عمرو بن عوف بنو مالک بن لوذان کو بنو سمیعہ کہا جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں ان لوگوں کو بنی صماء کہا جاتا تھا۔ صماء مزیبہ کی ایک عورت تھی جس نے ان کے والد مالک ابن لوذان کو دودھ پلایا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا نام سمیعہ رکھا (یعنی سننے والی کی اولاد) کیونکہ الصماء بہری کو کہتے ہیں عبدالرحمٰن بن شبل کی والدہ ام سعید بنت عبدالرحمن بن حارثہ ابن سہل بن حارثہ بن قیس بن عامر بن مالک بن لوذان تھیں۔

عبدالرحمٰن کے یہاں عزیز مسعود موسیٰ و جمیلہ پیدا ہوئیں، ہمیں انکی والدہ کا نام نہیں بتایا گیا۔

عبدالرحمٰن بن شبل نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے کولے کی ٹھونک ماری ہوئی چیز اور درندے کے روندے ہوئے جانور (کے کھانے) سے منع فرمایا۔

عمیر بن سعد..........ابن عبید بن (النعمان) بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ بن زید ابن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف۔

ان کے والد شرکائے بدر میں سے تھے، سعد قاری وہی تھے جن کے متعلق اہل کوفہ روایت کرتے ہیں کہ ان

کے فرزند زید نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا، سعد قادسیہ میں شہید ہوئے۔

ان کے بیٹے عمیر بن سعد نے نبی ﷺ کی صحبت پائی اور انھیں عمر بن الخطاب نے حمص کا والی بنایا۔

عمیر بن سعد سے مروی ہے کہ وہ امیر حمص اور اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے تھے منبر پر کہا کرتے تھے کہ دیکھو کہ اسلام ایک محفوظ دیوار اور مضبوط دروازہ ہے اسلام کی دیوار عدل ہے اور اس کا دروازہ حق ہے، جب دیوار ڈھادی گئی اور دروازہ توڑ ڈالا گیا تو اسلام کو فتح کرلیا گیا، اسلام برابر محفوظ رہے گا، جب تک سلطان شدید رہے گا اور سلطان کی شدت تلوار سے قتل کرنا اور کوڑے سے مارنا نہیں ہے بلکہ حق کا ادا کرنا اور عدل کا اختیار کرنا ہے۔

عمیر بن سعید............ جلاس بن سوید بن الصامت کی بیوی کے بیٹے تھے، فقیر تھے جن کے پاس کوئی مال نہ تھا اور جلاس کے آغوش میں یتیم تھے اور وہی ان کے کفیل تھے۔ اور ان پر خرچ کرتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ انصار کے ایک شخص نے جن کا نام جلاس بن سوید تھا اپنے لڑکوں سے کہا کہ واللہ محمد جو کچھ کہتے ہیں اگر یہ حق ہوا تو ہم بھی حمیر میں سے کچھ ہیں، یہ بات ایک لڑکے نے سنی جس کا نام عمیر تھا۔ وہ ان کا پروردہ اور بھتیجا تھا۔ لڑکے نے کہا کہ اے چچا اللہ سے توبہ کرو اور نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے خبر دی نبی ﷺ نے انھیں بلا بھیجا وہ قسمیں کھانے لگے اور کہنے لگے کہ واللہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے نہیں کہا۔ لڑکے کہا کہ اے چچا بے شک کہا، واللہ تم نے کہا ہے لہذا اللہ سے توبہ کرو، ایسا نہ ہو کہ قرآن نازل ہو اور جو کچھ تم نے کہا ہے وہ اس میں مجھے بھی تمھارے ساتھ کردے۔

راوی نے کہا کہ قرآن نازل ہوا کہ **یحلفون باللہ ما قالو ولقد قالو اکلمۃ الکفر و کفروا بعد اسلامھم وھموا بما لم ینالوا، الی آخر الایۃ** " (یہ لوگ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہیں کہا حالانکہ انھوں نے کلمہ کفر کہا اور اپنے اسلام کے بعد کفر کیا اور اس چیز کا قصد کیا جو انھیں حاصل نہ ہوئی، اور یہ آیت بھی نازل ہوئی"....... **وان یو لوا یعذبھم اللہ عذابا الیما** " (پھر اگر یہ لوگ توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہے اور اگر انکار کریں تو اللہ انھیں دردناک عذاب دیگا) جلاس نے اعتراف کیا ہے کہ میں نے کہا اللہ نے میرے سامنے روبہ پیش کی ہے میں توبہ کرتا ہوں۔ انکی توبہ قبول کرلی گئی اسلام میں ان کا ایک مقتول تھا رسول اللہ ﷺ نے انھیں دیت اس کا خون بہا عطا فرمایا اس کو انھوں نے خرچ کرڈالا انھوں نے مشرکین میں مل جانے کا ارادہ کرلیا تھا۔ راوی نے کہا کہ نبی ﷺ نے لڑکے سے فرمایا کہ تمھارے کانوں نے وفا کی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جلاس کا یہ کلام غزوہ تبوک میں ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب غزوہ تبوک میں وہ شریک تھے غزوہ تبوک میں اس قدر منافقین آپ کے ہمراہ گئے تھے کہ تبوک سے زیادہ وہ لوگ کبھی کسی غزوہ میں نہیں گئے ان لوگوں نے نفاق کی باتیں کیں جلاس نے بھی جو کچھ کہا وہ کہا تو عمیر بن سعید نے جو اس غزوے میں ان کے ساتھ تھے ان کے قول کو رد کیا۔

عمیر نے ان سے کہا کہ مجھے کوئی شخص تم سے زیادہ محبوب نہیں اور نہ تم سے زیادہ مجھ پر کسی کا احسان ہے، میں نے تم سے وہ گفتگو سنی ہے کہ اگر میں اسے چھپاؤں تو واللہ میں ہلاک ہو جاؤں اور اگر اسے ظاہر کروں تو تم ضرور ضرور رسوا ہو گے، ان دونوں میں سے ایک بات مجھ پر بہ نسبت دوسری کے آسان ہے، وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور

جلاس نے جو کچھ کہا تھا اسکی آپ کو خبر دی۔ جب قرآن نازل ہوگیا تو جلاس نے اپنے گناہ کا اعتراف کرلیا اور ان کی توبہ اچھی ہوئی انھوں نے اس چیز کو نہ روکا جو وہ عمیر بن سعید کے ساتھ کرتے تھے۔ یہی بات تھی جس سے ان کی توبہ معلوم ہوئی۔

جدی بن مرہا بن سراقہ بن الحباب بن عدی بن الجد بن عجلان جو بلی قضاعہ خلفائے بنی عمرو بن عوف میں سے تھے، خیبر میں شہید ہوئے انھیں ان کے دونوں پستانوں کے درمیان کسی نے نیزہ دیا جس وفات ہوگئی۔ ان کے والد مرہ بن سراقہ نبی ﷺ ہمراہ حنین میں شہید ہوئے۔

اوس بن حبیب...... بنی عمرو بن عوف میں سے تھے خیبر میں قلعہ ناعم پر شہید ہوئے۔

انیف بن وائلہ...... بنی عمرو بن عوف میں سے تھے خیبر میں قلعہ ناعم پر شہید ہوئے۔

عروہ بن اسماء بن الصلت السلمی...... بنی عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔ عروہ مروی ہے کہ جنگ بیر معونہ میں مشرکین نے عروہ بن الصلت کو امن دینے کی خواہش کی مگر انھوں نے انکار کیا، عامر بن الطفیل کے دوست تھے باجودیکہ انکی قوم بنی سلیم نے اسکی خواہش کی مگر انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں تم لوگوں کی امان قبول نہیں کرتا اور نہ اپنے آپ کو اپنے ساتھیوں کے مقتل سے ہٹاتا ہوں، وہ آگے بڑھے اور قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہوگئے، یہ واقعہ ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں پیش آیا۔

جز بن عباس...... بنی جحجبا بن کلفہ کے جو بنی عمر بن عوف میں سے تھے، حلیف تھے ۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

بنی خطمہ بن جشم بن مالک بن الاوس

خزیمہ بن ثابت............ ابن الفاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ بن عامر بن غیان بن عامر بن خطمہ، خطمہ کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن الاوس تھا۔ خزیمہ کی والدہ کبیشہ بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ تھیں۔ خزیمہ بن ثابت کے یہاں عبداللہ وعبدالرحمٰن پیدا ہوئے ان دونوں کی والدہ جمیلہ بنت زید بن مالک تھیں جو بنی نوفل میں سے تھیں۔

عمارۃ بن خزیمہ، ان کی والدہ صفیہ بنت عامر بن ظعمہ بن زید الخطمی تھیں۔

خزیمہ بن ثابت اور عمیر بن عدی بن خرشہ نے بنی خطمہ کے بت توڑے تھے، خزیمہ بن ثابت ہی ذوالشہادتین (دوشہادت والے) تھے (یعنی وہ ایک گواہ بجائے دو گواہ کے مانے گئے) عمارۃ بن خزیمہ بن ثابت نے اپنے چچا سے روایت کی، جو نبی ﷺ کے صحابی تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ رسول اللہ ﷺ نے

اسے اپنے ساتھ لے لیا تا کہ قیمت عطا فرمائیں، نبی ﷺ رفتار تیز کردی اور اعرابی آہستہ چلا۔

لوگ اعرابی سے مل کر گھوڑے کا رخ پوچھنے لگے، انھیں معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے خرید لیا ہے بعض لوگوں نے اعرابی کو گھوڑے کی قیمت اس سے بھی زیادہ پیش کی جو رسول ﷺ نے مقرر فرمائی تھی، نرخ جب زیادہ ہو گیا تو اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور کہا کہ اگر آپ یہ گھوڑا خریدتے ہیں تو خرید لیجئے ورنہ میں اس کو بیچتا ہوں۔

نبی ﷺ نے جس وقت اعرابی کا کلام سنا تو آپ کھڑے ہو گئے اعرابی کے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا میں تجھ سے خرید چکا ہوں، اعرابی نے کہا نہیں واللہ میں نے اسے آپ کے ہاتھ نہیں بیچا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک میں نے اسے تجھ سے خرید کیا ہے۔

لوگ نبی ﷺ اور اعرابی کے پاس جمع ہونے لگے اور وہ دونوں سوال و جواب کر رہے تھے اعرابی کہنے لگا کہ آپ کوئی گواہ لائیں جو یہ شہادت دے کہ میں نے آپ کے ہاتھ بیچا۔ جو مسلمان آیا اس نے اعرابی سے کہا تجھ پر افسوس ہے، رسول اللہ ایسے نہیں ہیں کہ سوائے حق کے کوئی بات کہیں۔

خزیمہ کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے قائم مقام

اتنے میں خزیمہ بن ثابت آئے رسول اللہ ﷺ اور اعرابی کا سوال و جواب سنا اعرابی کہنے لگا کہ آپ کوئی گواہ لائے جو یہ شہادت دے کہ میں نے آپ کے ہاتھ بیچا ہے خزیمہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے آپ کے ہاتھ بیچا ہے رسول اللہ ﷺ خزیمہ بن ثابت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم کیسے شہادت دیتے ہو؟ عرض کی رسول اللہ ﷺ کی تصدیق سے رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ کی شہادت کو دو آدمیوں کی شہادت کے قائم مقام کر دیا۔

یہ حدیث بیان کی ہے ان کے دو بھائی تھے ایک کا نام وحوح تھا جن کا کوئی پس پسماندہ نہ تھا اعر دوسرے کا نام عبداللہ تھا جن کے پس ماں گان تھے ان دونوں کی والدہ بھی خزیمہ کی والدہ کبیشہ بنت اوس بن عدی بن امیہ الخطمی تھیں۔

محمد بن عمارۃ بن خزیمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خزیمہ تم کاہے سے شہادت دیتے ہو حالانکہ تم تو ہمارے ساتھ نہ تھے انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آسمان کی خبر میں آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ جو فرماتے ہیں اس میں ہم آپ کی تصدیق نہ کریں گے؟ رسول اللہ علیہ ﷺ نے انکی شہادت دو آدمیوں کی شہادت (کے برابر) کردی۔

ضحاک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ بن ثابت کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر کردی۔

عامر سے مروی ہے کہ خزیمہ بن ثابت وہ شخص تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر قرار دی رسول اللہ ﷺ نے کسی سے کچھ سودا خرید تو اس شخص نے کہا کہ آپ جو فرماتے ہیں اس پر اپنے گواہ لائیے۔ خزیمہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے گواہی دیتا ہوں فرمایا کہ تمھیں کس نے بتایا عرض کی میں جانتا ہوں کہ آپ سوائے حق کے کچھ نہیں کہتے ہم تو اس سے بھی زیادہ اپنے دین میں آپ پر ایمان لائے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے انکی شہادت جائز رکھی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کچھ مانگا تو نبی ﷺ نے انکار کیا خزیمہ بن ثابت نے شہادت دی کہ نبی ﷺ اس کے مقابلہ میں سچے ہیں اور اس کا آپ پر کوئی حق نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے انکی شہادت جائز رکھی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم ہمارے پا موجود تھے انھوں نے نے کہا نہیں مگر مجھے معلوم ہے کہ آپ جھوٹ نہیں بولتے اس کے بعد خزیمہ کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر کردی گئی۔

ابن خزیمہ نے اپنے چچا سے روایت کی کہ خزیمہ بن ثابت نے خواب میں وہ دیکھا جو سونے والا دیکھتا ہے کہ گویا وہ نبی ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کر رہے ہے انھوں نے نبی ﷺ کو خبر دی تو آپ ان کے لئے لیٹ گئے اور فرمایا کہ اپنے خواب کی تصدیق کرلو انھوں نے آپ کی پیشانی پر سجدہ کیا۔

عمارۃ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ والد نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کرتا ہوں میں نے آپ کو اسکی خبر دی۔ فرمایا روح روح سے ملاقات نہیں کرتی، نبی ﷺ نے اپنا سر اس طرح بڑھا دیا تو انھوں نے اپنی پیشانی نبی ﷺ کی پیشانی پر رکھ دی۔

محمد بن عمر نے کہا غزوہ فتح میں بنی خطمہ کا جھنڈا خزیمہ بن ثابت کے پاس تھا خزیمہ بن ثابت صفین میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ہمراہ تھے اور اسی روز ۳۷ء میں مقتول ہوئے انکے پسماندگان تھے، کنیت ابو رمارہ تھی۔

عمیر بن حبیب...... ابن حباشہ بن جویبر بن عبید بن غیان بن عامر بن خطمہ انکی والدہ ام عمارہ تھیں جو جمیلہ بنت عمرو بن عبید بن غیان بن عامر بن خطمہ تھیں۔

ابی جعفر الخطمی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عمیر بن حبیب ابن خماشہ (بروایت عفان حماشہ) نے کہا کہ ایمان بڑھتا گھٹتا ہے۔ پوچھا گیا کہ اسکی بیشی کیا ہے اور کمی کیا ہے

انھوں نے کہا کہ جب ہم اللہ کو یاد کریں اور اس ڈریں تو یہ اسکی بیشی ہے اور جب غفلت کریں اور بھول جائیں اور گم کردیں تو یہ اسکی کمی ہے۔

عمارۃ بن اوس...... ابن خالد بن عبید بن امیہ بن عامر بن خطمہ، انکی والدہ صفیہ بنت کعب بن مالک بن غطفان بن ثعلبہ میں سے تھیں۔

عمارہ کے یہاں صالح پیدا ہوئے جن کی کنیت ابو واصل تھی اور رجاء و عامر ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمرو زیاد اور ام خزیمہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمارۃ بن اوس الانصاری سے مروی ہے کہ ہم نے عشاء کی نماز پڑھی تھی کہ ایک شخص نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوکر آواز دی اس وقت ہم لوگ نماز میں تھے کہ قبلہ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔ ہمارے امام اور مرد اور عورتیں اور بچے کعبہ کی طرف پھر گئے۔

بنی اسلم بن امری القیس بن مالک بن الاوس

عبداللہ بن سعد...... ابن خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط کہا جاتا ہے کہ نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم، انکی والدہ جمیلہ بنت ابی عامر الراہب تھیں ابو عامر عبد عمرو بن صیفی بن النعمان بن مالک بن امۃ بن صبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھے اور اوس میں سے تھے۔

عبداللہ بن سعد کے یہاں عبدالرحمٰن اور ام عبید الرحمٰن پیدا ہوئیں انکی والدہ امامہ بنت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول بنی الحبلی بن سالم ابن عوف بن الخزرج میں سے تھیں۔

مغیرہ حکیم سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن سعد بن خیثمہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ بدر میں شریک تھے تو انھوں نے کہا، ہاں، اور عقبہ میں بھی اپنے والد کے ساتھ ان کا ہمنشین (ردیف) ہو کر۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں یہ حدیث محمد بن عمر سے بیان کی تو انھوں نے کہا کہ وہ مجھے معلوم ہے اور یہ وہم ہے عبداللہ بن سعد نہ بدر میں حاضر ہوئے نہ احد میں۔

جائے وفات.......... خیثمہ بن محمد بن عبداللہ بن سعد بن خیثمہ نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کی کہ عبداللہ بن سعد نبی ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ و حنین میں حاضر ہوئے جس روز نبی ﷺ کی وفات ہوئی وہ عمر میں ابن عمر سے کم تھے لوگوں کے عبدالملک بن مروان (کی خلافت) پر اتفاق کر لینے کے بعد مدینے میں انکی وفات ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب وہ حدیبیہ میں حاضر ہوئے تو غالباً اٹھارہ سال کے تھے بنی وائل بن زید بن قیس بن عامر بن مرہ بن مالک بن الاوس مرہ بن مالک بن الاوس کی اولاد الجعدرہ کہلاتی تھی۔

محصن بن ابی قیس.......... ابن السلت ابی قیس کا نام صیفی تھا وہ شاعر تھے الاسلت کا نام عامر بن جشم بن وائل تھا ان کے بھائی عامر بن ابی قیس کے پس ماندگان تھے جو سب ختم ہو گئے ان میں کوئی باقی نہ رہا ابو قیس اسلام کے قریب ہی تھے انھوں نے اپنے شعر میں ملت حنیفیہ کا ذکر کیا تھا اور نبی ﷺ کا حال بیان کیا تھا انھیں یثرب میں حنیف (بت پرستی) یکسو رہنے والا کہا جاتا تھا عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے متعدد طرق سے ایک گروہ سے حدیث ابی قیس جمع کر کے روایت کی کہ اوس وخزرج میں سے کوئی شخص ابی قیس بن الاسلت سے زیادہ ملت حنیفہ کا بیان کرنے والا اور اس کا دریافت کرنے والا نہ تھا وہ یثرب کے یہود سے دین کو دریافت کیا کرتے تھے وہ لوگ انھیں یہودیت کی دعوت دیا کرتے تھے وہ ان کے قریب ہو چلے تھے کہ انکار کر دیا وہ شام کی طرف آل جفا کی طرف نکل گئے اور ان لوگوں سے باز پرس کی تو انھوں نے ان کو اپنے ساتھ شامل کر لیا ابو قیس نے درویشوں اور عیسائیوں اور علماء سے پوچھا تو انھوں نے ان کو دین کی دعوت دی مگر انھوں نے اس کا ارادہ نہ کیا اور کہا کہ میں اس میں کبھی بھی داخل نہ ہوں گا ان سے شام کے ایک راہب عیسائی درویش نے کہا کہ تم دین سے حنفیہ چاہتے ہو ابو قیس نے کہا یہی چیز ہے جسے میں چاہتا ہوں راہب نے کہا کہ یہ دین ابراہیم تمھارے پیچھے ہے جہاں سے تم نکلے ہو ابو قیس نے کہا کہ

میں دین ابراہیم پر ہوں اور میں اسی دین پر رہوں گا اور اسی پر مروں گا۔

ابوقیس حجاز واپس آ کے مقیم ہو گئے عمرے کے لئے مکہ روانہ ہوئے تو زید بن عمرو نفیل ملے ان سے ابوقیس نے کہا کہ میں دین ابراہیم دریافت کرنے ملک شام گیا تھا تو کہا گیا کہ وہ تمہارے پیچھے ہے زید بن عمرو نے کہا کہ میں نے شام اور جزیرے اور یہود یثرب سے معلوم کرنا چاہا مگر ان لوگوں کے دین کو باطل سمجھا اور دین تو دین ابراہیم ہی ہے جو اللہ کے سات کسی کو شریک نہیں کرتا، بیت (اللہ) کی طرف نماز پڑھتا ہے اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ نہیں کھاتا ہے، ابوقیس کہتے تھے کہ دین ابراہیم پر سوائے میرے اور زید بن عمرو بن نفیل کے کوئی نہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور قبیلہ خزرج اور قبیلہ اوس کے گروہوں میں سے پورے بنی عبدالاشہل اور ظفر و حارثہ و معاویہ و عمرو بن عوف سب اسلام لے آئے سوائے ان لوگوں کے جو اوس اللہ میں سے تھے اور وہ لوگ وائل اور بنو خطمہ و واقف و امیہ بن زید تھے جو ابی قیس بن الاسلت کے ساتھ تھے۔

ابوقیس ...... ابوقیس ان کا رئیس ان کا شاعر اور ان کا خطیب (مقرر) تھا جنگ میں وہی ان کی رہنمائی کرتا تھا وہ اسلام لانے کے قریب تھا اس نے اپنے شعر میں حنیفیت (ترک بت پرستی) کا ذکر کیا تھا اور نبی ﷺ کا حال اور آپ کے متعلق جو کچھ یہود خبر دیتے تھے وہ سب بیان کرتا تھا اور یہ بھی کہ آپ کی جائے ولادت مکہ میں اور جائے ہجرت یثرب ہے۔ اور یہ بھی کہ آپ کی جائے ولادت مکہ میں اور جائے ہجرت یثرب ہے چنانچہ اس نے نبی ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد کہا کہ یہی نبی ہیں جو زندہ ہیں اور یہی ان کا دارالہجرت ہے۔

جب جنگ بعاث ہوئی تو وہ اس میں شریک ہوا۔ جنگ بعاث اور رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے درمیان پانچ سال کا فصل تھا، یثرب میں وہ مشہور تھا اور اسے حنیف (تارک بت پرستی) کہا جاتا تھا اس نے شعر کہے جس میں دین کا ذکر کیا۔

ولو شاء ربنا کنا یهودا   وما دین الیهود بذی شکیل

(اگر ہمارا رب چاہتا تو ہم یہودی ہوتے۔ حالانکہ دین یہود درست نہیں ہے)

ولو شاء ربنا کنا نصاریٰ   مع الرهبان فی جبل الجلیل

(اور اگر ہمارا رب چاہتا تو ہم نصاری ہوتے۔ راہبوں کے ساتھ کوہ جلیل میں ہوتے)

ولکنا خلقنا اذ خلقنا   حنیفا دیننا عن کل جیل

(لیکن ہم جب پیدا کئے گئے تو اس طرح پیدا کئے گئے کہ ہمارا دین ہر گروہ سے الگ تھا)

نسوق الهدیٰ قرسف مذهنات   تکشف عن منا کبها الجلول

(ہم لوگ ہدی قربانی حج کو مکے کی طرف ہنکاتے ہیں جو اپنے شانوں کی جھولیں کھولے ہوئے فرمانبردار ہو کر چلتی ہیں)

رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس سے کہا گیا کہ اے ابوقیس یہی تو ہمارے صاحب ہیں جن کی تم صفت بیان کرتے تھے، اس نے کہا بے شک وہ حق کے ساتھ بھیجے گئے ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امر کی شہادت کی طرف کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول اللہ ہوں۔

اسلام کس قدر اچھا اور عمدہ ہے

آنحضرتؐ نے اسلام کے طریقے بیان فرمائے، ابوقیس نے کہا کہ یہ کس قدر اچھا اور کیسا عمدہ ہے میں اپنے معاملے میں غور کروں گا پھر آپ کے پاس آؤں گا۔

قریب تھا کہ وہ اسلام لاتا مگر عبداللہ بن ابی (منافق) سے ملا اس نے پوچھا کہ کہاں سے (آتے ہو) اس نے کہا کہ محمد (ﷺ) کے پاس سے انھوں نے کیسا اچھا کلام میرے سامنے پیش کیا جو وہی ہے جیسے ہم جانتے ہیں اور جس کی علمائے یہود ہمیں خبر دیتے تھے۔

اس سے عبداللہ بن ابی نے کہا کہ واللہ تم نے جنگ خزرج کو ناپسند کیا تو ابوقیس اور کہا کہ واللہ ایک سال تک اسلام نہ لاؤں گا وہ اپنے مکان واپس گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ سال سے پہلے ہی مر گیا۔

محمد بن کعب احرظی سے مروی ہے کہ جو شخص اپنی عورت کو چھوڑ کے مرتا تھا تو اس کا بیٹا اگر چاہتا تو اس عورت سے نکاح کرنے کا زیادہ مستحق ہوتا تھا بشرطیکہ وہ عورت اسکی ماں نہ ہو۔

الحمدللہ اختتام طبقات ابن سعد حصہ چہارم

الله أكبر

